(یعنی آپ ﷺ کا اللہ تعالیٰ سے تعلق اور بندوں سے سلوک)

اردو ترجمہ

عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی

ترجمہ و تشریح

حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب فاروقی

استاذ مدرسہ باب الاسلام مسجد برنس روڈ کراچی

سنتِ نبوی کے پروانوں کیلئے ایک انمول خزانہ جس میں تمام امورِ
زندگی میں سنتِ نبوی سے رہنمائی بیان کی گئی ہے۔

زمزم پبلشرز

(یعنی آپ ﷺ کا اللہ تعالیٰ سے تعلق اور بندوں سے سلوک)

اردو ترجمہ

عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی

سُنّتِ نبوی کے پروانوں کیلئے ایک انمول خزانہ جس میں تمام امورِ زندگی میں سُنّتِ نبوی سے رہنمائی بیان کی گئی ہے۔

سونے، جاگنے، کھانے پینے، وضو، نماز، پیدائش، موت، نکاح، ولیمہ
سلام وکلام، مسلمانوں کے حقوق، صبح وشام اور مختلف اوقات کی دعائیں

مع فوائد وتشریح

احادیث کا ترجمہ آسان عام فہم اور سلیس زبان میں۔ احادیث کے فوائد وتشریح، احادیث کی تخریج

ترجمہ وتشریح

حضرت مولانا ارشاد احمد فاروقی

استاذ مدرسہ باب الاسلام مسجد برنس روڈ۔ کراچی

زمزم پبلشرز

کتاب کا نام .... رسول اکرم ﷺ کے شب و روز کے اعمال

تاریخ اشاعت .... نومبر ۲۰۰۵ء

باہتمام .... احباب زمزم پبلشرز

کمپوزنگ .... فاروق اعظم کمپوزرز کراچی

سرورق ....

مطبع ....

ناشر .... زمزم پبلشرز

شاہ زیب سینٹر نزد مقدس مسجد، اردو بازار کراچی

فون: 2725673 - 2760374

فیکس: 2725673

ای میل - zamzam01@cyber.net.pk

ویب سائٹ - www.zamzampub.com

ملنے کے دیگر پتے:

دار الاشاعت، اردو بازار کراچی

قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ کراچی

صدیقی ٹرسٹ، لسبیلہ چوک کراچی

مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور

Available in United Kingdom

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
IS.AMIC BOOKS CENTER
119-121- HALLIVELL ROAD,
BOLTON BL1 3NE. (U.K.)
Phone # 01204-389080

AL FAROOQ INTERNATIONAL Ltd.
1 Atkinson Street, Leicester Le5 3QA
Tel: 0116-253-7640 Fax: 0116-262-8655
E-mail: alfarooqinternational@yahoo.com
Website: www.alfarooqinternational.co.uk

ضروری گزارش

ایک مسلمان، مسلمان ہونے کی حیثیت سے قرآن مجید، احادیث اور دیگر دینی کتب میں عمداً غلطی کا تصور نہیں کرسکتا۔ سہواً جو اغلاط ہوگئی ہوں اس کی تصحیح و اصلاح کا بھی انتہائی اہتمام کیا ہے۔ اسی وجہ سے ہر کتاب کی تصحیح پر ہم زر کثیر صرف کرتے ہیں۔

تاہم انسان، انسان ہے۔ اگر اس اہتمام کے باوجود بھی کسی غلطی پر آپ مطلع ہوں تو اسی گزارش کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہوسکے۔ اور آپ "تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی" کے مصداق بن جائیں۔

جَزَاکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی جَزَاءً جَمِیْلًا جَزِیْلًا

—— منجانب ——

احباب زمزم پبلشرز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

تمام تر حمد و ستائش کے لائق وہی ذات جل وعلا ہے جس نے انسان کو اپنے دست مبارک سے پیدا فرما کر عدم سے وجود عطا فرمایا، اس کو علم و بیان کی دولت سے مالا مال فرمایا، دنیا میں اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں بطور نمونہ عطا فرما کر جنت میں ان کے اتمام کا وعدہ فرمایا اور تمام بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کے مبارک سلسلہ کو شروع فرما کر حضرت محمد ﷺ پر ختم فرمایا۔ حضرت محمد ﷺ پر بے پناہ درود و سلام ہوں کہ آپ ﷺ نے اس دین حق کے پیغام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں تک پہنچانے کا حق ادا فرمایا اور آپ کی ازواج آل و اولاد اور آپ کے صحابہ پر کہ انہوں نے اس دین مستحکم کو سارے عالم میں پھیلانے کے لئے اپنی تمام تر جدو جہد کو استعمال فرمایا اور تمام مفسرین محدثین علماء فقہاء ازکیار اصفیاء صلحاء شہداء پر کہ انہوں نے اپنی جان کی قربانی اور جہد مسلسل سے اس دین متین کی بقاء و حفاظت کا انتظام فرمایا اور ہم پر بھی اور تمام امت مسلمہ پر بھی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بلا استحقاق صرف اپنے لطف و انعام سے ایمان و اسلام عطا فرما کر اپنی خلافت و نیابت کی خلعت مبارکہ عطا فرما کر ان نفوس مقدسہ کے پیرو کاروں میں شمار فرمایا۔

امابعد:

انسانیت کی زندگی کے دو پہلو ہیں ایک اللہ تعالیٰ سے تعلق اور معاملہ جس کو تعلق مع اللہ اور سلوک مع اللہ کہتے ہیں دوسرا لوگوں سے تعلق اور معاملہ جس کو معاشرت مع العباد یا مع الناس کہتے ہیں۔

تعلق مع اللہ میں دو چیزیں ہیں اعتقادات (اللہ تعالیٰ پر ایمان فرشتے، آسمانی کتب، تمام رسل، قیامت کے دن پر ایمان لانا) اور عبادات (نماز، زکوۃ، روزہ، حج اور جہاد) ہیں۔

معاشرت مع العباد میں تین چیزیں ہیں (۱) معاملات (مالی لین دین، شادی بیاہ، عدالتی کاروائیاں، امانتیں اور میراث و ترکہ) (۲) تنبیہات (قصاص، حدود، تعزیرات) (۳) آداب (اخلاق، صفات حسنہ، سیاست اور معاشرت)۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے یہ دونوں پہلو ایسے درخشاں و تابندہ ہیں کہ اس کی نظیر خود آپ ہی ہیں اور آپ ﷺ ان دونوں پہلوؤں کے حق کی ادائیگی میں اس اعلیٰ مقام پر فائز ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانیت کے لئے آپ کی اطاعت کو واجب قرار دیا اور آپ کی حیات طیبہ کو تمام انسانیت کے لئے بہترین نمونہ قرار دیتے ہوئے اعلان فرمایا۔ "لقد کان لکم فی

رسول الله اسوة حسنة"

لہٰذا جو شخص اپنی زندگی کے دونوں پہلوؤں کو اجاگر کرنا چاہے اور ان میں پیش آنے والے نشیب وفراز میں ثابت قدم رہ کر اپنے رب کی رضا حاصل کر کے کامیاب وکامران ہونا چاہے اس کے لئے ان دونوں پہلوؤں میں آپ ﷺ کی حیات طیبہ و منورہ سے روشنی حاصل کرنا ضروری ہے۔

یہ کتاب "عمل الیوم واللیلہ" حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی مقصد کی تکمیل کے لئے لکھی اور اس میں ان دونوں پہلوؤں کو خوب اجاگر فرمایا ہے تاکہ تشنگان سنت اور پروانہائے عقیدت آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی اتباع سے عشق ومحبت کی پیاس بجھا کر دل کو تسکین دے سکیں۔

یہ کتاب عربی زبان میں تھی اور اہل علم میں معروف ومشہور ہے اور اس سے سالہا سال سے استفادہ چلا آرہا ہے۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ اردو زبان میں ترجمہ اور ترجمے کے ساتھ ساتھ کچھ ضروری فوائد بھی لکھ دیئے جائیں تاکہ احادیث سے استفادہ دوبالا ہو جائے اور اردو دان حضرات میں بھی اس کا استفادہ عام ہو سکے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو کر ذخیرہ آخرت ہو جائے۔

چنانچہ اس خیال کا اظہار اپنے محسنین مولانا محمد عمر فاروق صاحب اور مفتی عبداللہ کلام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (شہید) سے کیا ان حضرات نے حوصلہ افزائی فرمائی نیز دوران عمل مختلف انواع سے معاونت بھی فرمائی۔ اسی دوران استاد محترم جناب شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم سے بھی مفید مشورے اور رہنمائی حاصل ہوتی رہی۔

حضرت مفتی نظام الدین صاحب شامزی (شہید) رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی تذکرہ ہوا حضرت نے بھی پسند فرمایا اور چند مشورے عنایت فرمائے۔ اسی طرح مختلف مواقع میں میرے محسن مولانا محمد حسین صدیقی صاحب (مدرس جامعہ بنوریہ سائٹ) اور میرے رفیق محترم مولانا بشیر احمد صاحب سے بھی معاونت کا حصول رہا۔ آخر میں مولانا محمد عثمان صاحب (مدرس سابق جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن) کی وساطت سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن کوثر صاحب سے ان کی تخریج نقل کرنے کی تحریری اور لسانی اجازت حاصل ہوئی۔

مولانا کی تخریج نقل کرتے ہوئے خیال ہوا کہ اگر اس میں کچھ کام ہو جائے تو مناسب معلوم ہوتا ہے جیسے موصوف محترم نے حدیث کو اصل کتاب کے علاوہ دوسری کتب کے حوالہ سے ذکر کیا تو ان احادیث کی اصل کتاب کا حوالہ ذکر کیا جائے۔

اسی طرح جیسا موصوف نے لم اجد کہہ کر ذکر کیا وہاں تفتیش کا ایک باب مجھ ناچیز سے کھل جائے اور شاید کوئی حدیث مجھے مل جائے تو زہے قسمت۔

نیز ہمارے دیار میں صحاح ستہ کی جو مروجہ ومتداولہ کتابیں ہیں ان میں ارقام درج نہیں تو ان میں احادیث کو ارقام کے ذریعے تلاش نہیں کیا جا سکتا ہے اس لئے ان مروجہ ومتداولہ کتابوں کے حوالہ بھی ذکر کر دیئے جائیں تو اس کا استفادہ مزید عام ہو

جائے گا۔

چنانچہ اس کام کے ساتھ مولانا موصوف کی تخریج پر کام شروع ہوا۔تخریج کے اس کام میں مزید باتیں شامل ہوتی گئیں جس سے یہ تخریج گویا ایک نئی صورت اختیار کر گئی۔

اس تخریج کے کام میں میرے عزیز شاگرد مولوی عبدالحمید سلمہ نے بہت معاونت فرمائی اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

یوں یہ کام صرف اللہ تعالیٰ کے لطف وانعام سے بلا استحقاق پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

مجھ ناچیز کے لئے تو یہ کام نہ صرف چھوٹا منہ بڑی بات ہے بلکہ اونٹ کو ناکے سے گزارنے کے مترادف تھا باوجود میری کم مائیگی اور بے بضاعتی کے میرے ربّ کے لطف انعام سے یہ کام اختتامی مراحل تک پہنچا۔

اس حقیقت کا اظہار اور اپنے ربّ کی شکر گزاری بندہ کے الفاظ میں کچھ یوں ہے ؎

کچھ بھی ہو جائے بات یہ بنتی نہیں
جو نہ ہوتا کرم اللہ کا میرے

میں نے اس کتاب کا نام ''رسول اکرم ﷺ کے شب وروز کے اعمال'' رکھا ہے۔جس طرح میرے ربّ کریم نے اختتام کی توفیق عنایت فرمائی ہے میں اپنے ربّ کی بارگاہ میں اس کتاب کی دنیا میں خاص وعام میں قبولیت کے ساتھ اپنے لئے ذخیرۂ آخرت اور مغفرت کی امید کرتا ہوں کہ میں وہی لائق ہیں جن سے امیدیں باندھی جائیں وہی اپنے بندوں کے حال سے زیادہ ان پر کرم فرماتے ہیں اور باوجود خطا کار اور سیاہ کار ہونے کے ان کے ظن وگمان کے مطابق لطف وانعام کے انبار لگا دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اس کو میرے لئے میرے والدین اہل وعیال اعزاء اقرباء مشائخ اکابر محسنین ومعاونین اور امت مرحومہ کے تمام افراد کے لئے ذخیرہ آخرت اور سبب نجات ومغفرت فرمائیں۔

بندہ ارشاد احمد فاروقی عفا اللہ عنہ وعافاہ

وفقه لما يحب ويرضاه واجعل اخرته خيرا من اولاه

واجعل خير ايامه يوم يلقاه

مدرسہ امداد العلوم مسجد باب الاسلام برنس روڈ

۲۷ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ ۲۸ جون ۲۰۰۳ء

① ترجمہ میں جو کام کیا گیا

❶ حدیث کے راوی سے حدیث کا ترجمہ کیا گیا اور تمام اسناد کے رواۃ کو حذف کر دیا گیا۔

❷ ترجمہ با محاورہ اور سلیس اردو میں کرنے کی کوشش کی گئی تاکہ عام اور سہل ہو۔

❸ ترجمہ کے ساتھ ہی ضروری فوائد کو بھی ''ف'' کے عنوان کے ساتھ ذکر کیا گیا۔

❹ تمام فوائد کے ماخذ و مصادر کے حوالے ذکر کئے گئے تاکہ بوقت ضرورت رجوع کیا جا سکے۔

❺ صحابہ کے نام پر اعراب بھی لگائے گئے ہیں۔

❻ بعض جگہ کسی صحابی کے حالات بھی ذکر کر دیئے گئے ہیں۔

② تخریج میں جو کام کیا گیا

❶ کتب احادیث کو ذکر کرنے کی ترتیب میں دو مذہب ہیں۔ ایک متقدمین کا جس میں کتب کی ترتیب میں صاحب کتاب کے درجہ کا اعتبار ہوتا ہے جس کا درجہ بڑا ہو اس کی کتاب پہلے ذکر کی جاتی ہے جیسے بخاری مسلم ابوداؤد وغیرہ۔ دوسرا طریقہ متاخرین کا ہے جس میں تاریخ وفات کا لحاظ کیا جاتا ہے جس کی وفات پہلے ہوئی اس کو پہلے ذکر کیا جاتا ہے جیسے ابن ماجہ ترمذی وغیرہ یہاں پر دوسرا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

❷ مستقل تخریج کا چونکہ ارادہ نہیں تھا اس لئے حدیث جہاں تھی صرف ان کتابوں کو ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں علماء جرح و تعدیل کا کلام نہیں نقل کیا گیا ہے اگرچہ تبعاً کہیں کہیں کلام نقل کیا گیا ہے۔

❸ ایک حدیث کے صرف پانچ مراجع ذکر کرنے کا التزام کیا گیا ہے۔ اگر کسی حدیث کے اس کم حوالے ملے تو وہی ذکر کر دیئے گئے ہیں۔ اگر یہ ضرورت صحاح سے پوری ہوگئی تو اسی پر اکتفا کیا گیا ہے ورنہ کمی کے بقدر دوسری کتب سے حوالے نقل کئے گئے ہیں۔ اس لئے یہ نہ سمجھا جائے حدیث ان کتب کے علاوہ کتب میں نہیں ہے۔

❹ حوالہ ذکر کرنے میں یہ ترتیب اختیار کی گئی ہے کہ پہلے کتاب کا نام پھر قوسین میں جلد نمبر، پھر صفحہ اور پھر حدیث کا رقم پھر قوسین میں مروّجہ و متداول صحاح ستہ کے حوالے پہلے جلد اور پھر صفحہ نمبر ذکر کیا گیا ہے۔

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب فی حفظ اللسان واشتغاله بذكر الله تعالىٰ

زبان کی حفاظت کرنے اور اس کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھنے کا بیان

زبان کی حفاظت نہایت ضروری ہے بعض اوقات آدمی ایک کلمہ بولتا ہے جس کو وہ ہلکا سمجھتا ہے لیکن اس کی وجہ سے جہنم کی گہرائی میں جا گرتا ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے اسی لئے آپ علیہ السلام نے فرمایا: جو خاموش رہا اس نے نجات حاصل کر لی۔

اسی اہمیت کی وجہ سے اس بیان میں میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب جو سات احادیث پر مشتمل ہے ذکر فرمایا ہے۔

(١) - حدثنا أبو خليفة الفضل بن الحباب، حدثنا مسدد، حدثنا حماد ابن زيد، عن أبى الصهباء، عن سعيد بن جبير، عن أبى سعيد الخدرى، أظنه رفعه قال: إذا أصبح ابن آدم فإن الأعضاء تكفر اللسان وتقول: اتق الله فينا، فإن استقمت استقمنا، و إن اعوججت اعوججنا.

اخرجه احمد فى «مسنده» (١١٩٢٧٩٥/٣) والترمذى (رقم ٢٤٠٧) (٦٦/٢) وابويعلى فى «مسنده» (١١٨٥/٤٠٣/٢) وابونعيم فى «الحلية» (٣٠٩/٤) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٤٩٤٥/٢٤٤، ٢٤٣/٤)

(١) ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان جب صبح کرتا ہے تو تمام اعضاء عاجزی کرتے ہوئے زبان سے کہتے ہیں: ہمارے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈر کیونکہ ہمارا معاملہ تیرے ساتھ ہے اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اگر تو ٹیڑھی ہو جائے گی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔“

فائدہ: ہمارا معاملہ تیرے ساتھ ہے کا مطلب یہ ہے کہ زبان سے جو بھی بول نکلتا ہے اچھا یا برا اس کا اثر تمام اعضاء پر پڑتا ہے اس لئے اعضاء کا معاملہ زبان کے ساتھ ہوا۔ (نزہۃ المتقین ۱۰۳۹/۲)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ زبان کا غلط استعمال ہی لوگوں کو سب سے زیادہ جہنم میں لے جائے گا۔ (ترمذی ۸۹/۲)

اسی وجہ سے تمام اعضاء زبان سے عاجزی کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں۔ (ملخص معارف الحدیث ۲/ ۲۴۰)

نیز دنیا میں بھی زبان کی غلطی کا خمیازہ اعضاء کو ہی بھگتنا پڑتا ہے جیسے کسی کو برا بھلا کہنے پر وہ انسان کو مارتا پیٹتا ہے تو اس کی مار پیٹ اعضاء پر ہی ہوتی ہے زبان تو دانتوں کے مضبوط قلعہ میں محفوظ رہتی ہے۔ (حاشیہ ابن سنی ۵)

(۲) - حدثنا محمد بن عبيدالله بن الفضل، ثنا محمود بن خالد، ثنا الوليد ابن مسلم، عن ابن ثوبان، هو عبدالرحمن، عن ابيه، عن مكحول، عن جبير بن نفير، عن مالك بن يخامر، عن معاذ بن جبل رضي الله تعالى عنه قال: آخر كلمة فارقت عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت: يا رسول الله! أخبرني باحب الأعمال إلى الله عزوجل؟ قال: أن تموت ولسانك رطب من ذكر الله تعالى.

اخرجه البزار في «مسنده» كما في «كشف الاستار» (رقم ۳۰۵۹) وابن حبان في «صحيحه» (۳/۹۹/۸۱۸) والطبراني في «المعجم الكبير» (۲۰/۹۳/۱۸۱) وفي «مسند الشاميين» (۱/۱۲۲/۱۹۱) والبيهقي في «شعب الايمان» (۱/۳۹۳/۵۱٦)

(۲) **ترجمہ:** ”حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی کے وقت جو آخری بات پوچھی وہ یہ تھی میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے بتائیے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اعمال میں سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہاری موت اس حال میں آئے کہ تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔“

فائدہ: یہ مضمون کئی احادیث میں آیا ہوا ہے چنانچہ ایک روایت اس کو سب سے بہترین عمل اور ایک روایت میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا سب سے بڑا ذریعہ فرمایا ہے۔ (ترغیب ۲/۲۵۳)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات ایک شخص کے پاس سے گزرے جو عرش کے نور میں چھپا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا یہ فرشتہ ہے یا نبی ہے پھر فرمایا کون ہے؟ تو جواب دیا گیا کہ یہ وہ شخص ہے جو دنیا میں اس حال میں تھا اس کی زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہتی تھی۔ (ملخص ترغیب ۲/۲۵۳)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ فلاں شخص نے سو غلام آزاد کئے تو آپ نے فرمایا: اس سے بڑی چیز وہ ایمان ہے جو تمہارے دل میں پیوست رہے اور یہ کہ تمہاری زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہے۔ (ترغیب: ۲/۲۵۳)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا: کون سا شکر آپ کے مناسب ہے؟ (کہ میں اس کو کروں) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہاری زبان ہمیشہ میرے ذکر سے تر رہے۔ (الزہد لابن المبارک: ۱/۳۳۰)

علماء نے لکھا ہے کہ موت کے وقت ذکر کی توفیق اسی شخص کو ہوتی ہے جو زندگی بھر ذکر کرتا رہا ہو۔ (معارف الحدیث ۲/۳۹)

اس لئے روزانہ کچھ نہ کچھ ذکر کا معمول بنانا چاہئے تاکہ یہ عظیم دولت ہاتھ آ سکے۔

(٣) - حدثني الحسين بن عبدالله القطان، حدثنا عبدالله بن ذكوان ومحمود بن خالد قالا: حدثنا سليمان بن عبدالرحمن الدمشقي، حدثنا أبو خالد يزيد بن يحيٰى القرشي، حدثني ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان، عن جبير بن نفير، عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: ليس يتحسر أهل الجنة على شيء إلا على ساعة مرت بهم لم يذكروا الله تعالٰى فيها.

اخرجه الطبراني في «المعجم الكبير» (١٨٢/٩٣/٢٠) وفي «مسند الشاميين» (٤٤٦/٢٥٨/١) والبيهقي في «شعب الايمان» (٥١٢/٣٩٢/١) والحكيم الترمذي في «نوادر الاصول» (١٠٦/٤) وله شاهد في حديث عائشه رضی اللہ تعالیٰ عنہا عند ابي نعيم في «الحلية» (٣٦١/٥، ٣٦٢)

(۳) ترجمہ: ”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی بات کا قلق و افسوس نہیں ہوگا سوائے اس گھڑی کے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزر گئی ہوگی۔“

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جب قیامت کے دن انسانوں کے سامنے دنیا کے دن پیش کئے جائیں گے اور جن ایام میں ذکر کیا ہوگا اس کا ثواب ان کو ملے گا لیکن جب ان ایام پر نظر پڑے گی جس میں ذکر نہیں کیا ہوگا تو اس میں ثواب کے نہ ملنے پر انتہائی افسوس ہوگا۔

لیکن یہ حسرت صرف قیامت کے دن میں ہوگی جنت میں نہیں ہوگی (کیونکہ جنت تو عافیت وسکون کی جگہ ہے اس میں کوئی حزن وملال اس کی عافیت کو خراب نہیں کرے گا)۔

غرض یہ ہے کہ ہر حرکت (اور گھڑی) جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزر گئی ہوگی وہ انسان کے لئے حسرت وافسوس کا باعث ہوگی اور کوئی سودمند نہ ہوگی۔ (فیض القدیر للمناوی ۳۹۰/۵)

ایک روایت میں ہے کہ اہلِ جنت ایسا افسوس (کسی چیز کے لئے بھی) نہیں کریں گے جیسا کہ دنیا میں اس دن کے بارے میں کریں گے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزر گیا ہوگا۔ (مسند الفردوس ۴۰۸/۲)

(٤) - أخبرنا أبو يعلى أحمد بن علي بن المثنى، ثنا هرون بن معروف، ثنا ابن وهب، وهو عبدالله، عن عمرو بن الحارث، عن دراج، عن أبي الهيثم، عن أبي سعيد الخدري رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: أكثروا ذكرالله عزوجل حتى يقال: مجنون.

اخرجه احمد في «مسنده» (٦٨/٣، ١١٦٧١/٧١، ١١٦٩٢) وابويعلى في مسنده (١٣٧٦/٥٢١/٢) و ابن حبان في «صحيحه» (٨١٧/٩٩/٣) والحاكم في «المستدرك» (١٨٣٩/٦٧٧/١) والبيهقي في «شعب الايمان» (٥٢٦/٣٩٧/١)

(۴) ترجمہ: ’’حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ دیوانہ کہنے لگیں۔‘‘

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے نہیں کرتا ہے وہ ایمان سے بری ہے۔ (ترغیب ۲/۲۵۱)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص جنت کے باغوں میں چرنا پسند کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا کرے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندوں میں کون اونچے درجہ والا ہوگا تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنے والا۔ (جامع العلوم والحکم ۱/۴۴۴)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ منافقین اور بے دین لوگوں کے مجنون کہنے اور ریاء کار کہنے کی وجہ سے ذکر کرنا نہیں چھوڑنا چاہئے کیونکہ تمہیں ان کی باتوں سے کوئی نقصان نہیں ہوگا اور ذکر کا فائدہ بہت زیادہ ہے کہ اس سے دل منور ہوتا ہے سینہ (دینی امور) کے لئے کھلتا ہے اور فرحت وسرور سے بھر جاتا ہے۔ (فیض القدیر ۲/۸۴، ۸۵)

مجنون کہا جانے لگے اس سے مراد کثرت ذکر ہے کیونکہ مجنون اسی وقت کہا جائے گا جب نہایت کثرت سے اور زور سے ذکر کیا جائے۔ آہستہ میں یہ بات نہیں ہوسکتی۔ (فضائل اعمال ۴۱۵)

اس حدیث سے علماء نے صوفیاء کے مساجد میں جہری ذکر حلقے لگانا اور جہراً ’’لا الہ الا اللّٰہ‘‘ کہنا جائز قرار دیا ہے بلکہ جہری ذکر کو مستحب لکھا ہے۔ (فیض القدیر: ۲/۸۴، ۸۵)

(۵) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا أبو خيثمة زهير بن حرب، حدثنا محمد بن يزيد ابن خنيس المكي قال: دخلنا على سفيان الثورى نعوده من مرض كان به، فدخل عليه سعيد بن حسان المخزومي، فقال لهٗ سفيان الثورى: الحديث الذى حدّثتنِيْ به عن ام صالح أردده علي، قال: فقال سعيد: نعم، حدَّثتنِيْ أم صالح عن صفية بنت شيبة، عن أم حبيبة زوج النبى ﷺ قالت: قال رسول اللّٰه ﷺ: كل كلام ابن آدم عليه لا له، إلا أمر بمعروف، أو نهى عن منكر، أو ذكراللّٰه تعالىٰ.

اخرجه ابن ماجه (۲/۱۳۱۵/۳۹۷٤) (ص۲۸٦) والترمذى (٤/٦٠٨/۲٤۱۲) (۲/٦٦) وابويعلى فى «مسنده» (۱۳/٥٨/۷۱۳٤) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (۲۳/۲٤۳/٤٨٤٤) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٤/۲٤٦/٤٩٥٤)

(۵) ترجمہ: ’’حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ محترمہ ہیں فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: بھلائیوں کا حکم کرنے، برائیوں سے منع کرنے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ انسان کا ہر کلام اس پر وبال ہے۔‘‘

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ ہر کلام انسان کے لئے نقصان دہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو خاموش رہا اس نے نجات حاصل

کی۔ کچھ کلام ایسا بھی ہوتا ہے جس کا فائدہ بھی انسان کو ہوتا ہے تو یہاں تین چیزوں کو نقصان دہ کلام سے علیحدہ ذکر کیا گیا ہے ان تینوں کو خصوصیت سے ان کے مہتم بالشان ہونے کی وجہ سے ذکر کیا ہے ورنہ تلاوت، تسبیح، ذکر و دعاء استغفار سب اس میں شامل ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/ ۳۵۷، ۳۵۸)

ابن عجلان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ابن آدم جب تک خاموش رہے گا محفوظ رہے گا اور جب بولے گا تو اب ڈر کہ تیرا کلام سودمند ہوگا یا نقصان دہ ہوگا۔ (جامع العلوم والحکم: ۱/ ۱۶۳)

(٦) - أخبرني عبدالله بن محمد بن إسحاق المروزي ببغداد، ثنا الحسن ابن المتوكل، ثنا يحيٰى بن سعيد، هو القطان، ثنا ابن جريج، عن عطاء، عن عبيد بن عمير، عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حسب كلامه من عمله قل كلامه إلا فيما يعنيه.

اخرجه الدارمي (١/١٠٣/٣٠٥) وابن حبان في «صحيحه» (٢/٧٦/٣٦١) وابونعيم في «الحلية» (١/١٦٧) وابن عبدالبر في «التمهيد» (٩/١٩٩) وعبدالرحمٰن في «جامع العلوم والحكم» (١/١١٥) وذكره المنذري في «الترغيب» (٣/١٣١) وقال رواه ابن حبان في صحيحه واللفظ له والحاكم وقال صحيح الاسناد.

(۶) ترجمہ: ”حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے بات کرنے کو بھی اپنا ایک عمل شمار کرے تو اس کی بات ضرورت کے علاوہ کم ہو جاتی ہے۔“

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے اعمال کی حفاظت کرتا ہے لیکن زبان کو خاص اہمیت نہیں دیتا جو شخص اپنے بات کرنے کو بھی عمل سمجھے گا تو وہ اس کی بھی حفاظت کرے گا نتیجتاً اس کا کلام ضرورت کے علاوہ کم ہو جائے گا۔

حضرت لقمان حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ درجہ فضیلت کیسے حاصل ہوا تو انہوں نے فرمایا: سچی بات کرنے، امانت کو ادا کرنے اور لایعنی کو چھوڑنے کی وجہ سے ملا ہے۔ (شرح زرقانی ۴/ ۳۱۷)

حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے سے اعراض کی علامت یہ ہے کہ اس کو لایعنی میں مشغول کردیں۔ (شرح زرقانی ۴/ ۳۱۷)

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اپنے نفس کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والا وہ ہے جو اپنی زبان کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والا ہے۔ (شرح حکم ۲/ ۲۰)

لایعنی کا علاج: ایک علاج یہ ہے کہ آدمی جب بھی بات کرے یہ سوچے کہ موت اس کے سامنے ہے اور اس سے ہر بات کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اس کا ہر سانس ہر لمحہ اس کا سرمایہ ہے اور زبان اس کا جال ہے جس سے حور عین کو حاصل کرسکتا ہے اور اس کو ڈھیل دے کر ضائع کرنا ایک بڑی ناکامی ہے۔

دوسرا علاج یہ ہے کہ گوشہ نشینی اختیار کرے۔

حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ آدمی جب بھی بات کرے تو سوچ لے کہ اس سے کوئی خرابی، مکروہ یا حرام کام تو نہیں ہوگا اگر یہ سب نہیں ہے تو بات کرے اور اگر مباح ہے (جس میں ثواب نہ عذاب) تو بھی خاموش رہے کہ یہ مباح بھی کہیں حرام تک نہ لے جائے۔ (فتح الباری ۱۰/۵۳۳)

(۷) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا موسى بن محمد بن حيان (ح) وأخبرني أبو أحمد الصيرفي، ثنا محمد بن إشكاب، قال: أخبرنا عبدالصمد بن عبدالوارث، ثنا عبدالعزيز بن محمد الدراوردي، عن زيد بن أسلم، عن أبيه، أن عمر اطلع على أبي بكر رضي الله تعالى عنهما وهو يمد لسانه، فقال: ما تصنع يا خليفة رسول الله؟ قال: إن هذا أوردني الموارد، إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ليس شيء من الجسد إلا وهو يشكو ذرب اللسان، وقال ابن إشكاب: إلا وهو يكشو إلى الله عزوجل اللسان على حدته.

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (۳۷۰٤۷/٤۳۲/۷) والبزار فی «مسنده» (۸٤/۱٦۳/۱) وابویعلی فی «مسنده» (٥/۱۷/۱) والبیهقی فی «شعب الایمان» (٤۹٤۷/۲٤٤/٤) والضیاء المقدسی فی «الاحادیث المختاره» (۳/۷٦/۱)

(۷) ترجمہ: ”حضرت اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زبان کو کھینچ رہے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا اللہ کے رسول کے خلیفہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ زبان مجھے ہلاکت کی جگہوں پر لے گئی (اسی لئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جسم کا ہر حصہ زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔ ابن اشکاب فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ سے زبان کے تیز چلنے کی شکایت کرتا ہے۔“

فائدہ: یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زبان کے شرور سے انتہائی درجہ کا خوف ہے۔ جیسا کہ آگے خود فرمایا کہ اس کی تیزی سے تمام اعضاء ہی پناہ مانگتے ہیں۔ حقیقت میں زبان کی تباہ کاریاں سارے جسم اور بلکہ دین پر محیط ہیں یہی گالی گلوچ، غیبت، چغلی، طعن و تشنیع، کسی کی تحقیر و استہزاء، کوئی عجب و کبر کا بول اور ان سب کا وبال اخروی کے ساتھ ساتھ دنیاوی بھی بہت ہوتا ہے جیسا کہ روایت میں ہے کہ اپنے بھائی کی برائی کو ظاہر نہ کرو اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائیں گے اور تم کو اس برائی میں مبتلا کر دیں گے۔ (ترمذی ۲/۷۷)

اس طرح بہت سی روایات میں زبان کی ہلاکت خیزیوں کا ذکر ہے اسی لئے ایک روایت میں ہے کہ جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔ (ترمذی ۲/۷۷)

انہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ اپنے منہ میں کنکر ڈال لیتے تا کہ زبان کی حفاظت

رہے۔ (مرقاۃ ۹/ ۱۶۵)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ عقلمند آدمی کی شان یہ ہے کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کرتا رہے۔ (شرح زرقانی ۴/ ۳۱۷)

حضرت وہب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ حکمت کی جڑ خاموشی ہے۔ (فیض القدیر ۴/ ۲۴۱)

حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: حج، جہاد اور اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے بلکہ مشکل کام زبان کی حفاظت کرنا ہے۔ (فیض القدیر ۴/ ۲۴۱)

باب ما يقول إذا استيقظ من منامه

جب نیند سے بیدار ہو تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

صبح سو کر اٹھنا گویا موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے مترادف ہے۔ اس وقت سے آدمی اپنے نئے دن کا آغاز کرتا ہے تو اگر اس کی ابتداء اچھی ہو تو باقی دن بھی ان شاء اللہ اچھا ہی گزرے گا، اب اس وقت مسلمان کو کیا کرنا چاہئے اور اپنے رب کا نام کس طرح لینا چاہئے نیند سے اٹھنے کی شکر گزاری کا کیا طریقہ ہونا چاہئے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب جو پانچ احادیث پر مشتمل ہے ذکر فرمایا ہے۔

(٨) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا محمد بن أبي بكر المقدمي، حدثنا أبو عوانة، عن عبدالملك بن عمير، عن ربعي بن حراش، عن حذيفة رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا استيقظ قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَ إِلَيْهِ النُّشُوْرُ.﴾

وأخرجه البخاري (٥/٢٣٢٦/٥٩٥٣) (٢/٩٣٤) وابوداؤد (٤/٣١١/٥٠٤٩) (٢/٣٣٢) وابن ماجه (٢/١٢٧٧/٣٨٨٠) (٢/٢٧٦ - ٢٧٧) والترمذي (٥/٤٨١/٣٤١٧) (٢/١٧٩) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٨٥٦)

(٨) ترجمہ: ''حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَ إِلَيْهِ النُّشُوْرُ.﴾

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے ہمیں سلانے کے بعد بیدار کیا اور (ہمیں) انہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

نوع آخر:

(٩) - حدثني محمد بن عبدالله بن حفص التستري، حدثنا يعقوب ابن حميد بن كاسب، حدثنا سفيان بن عيينة، عن ابن عجلان، عن سعيد المقبري عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا استيقظ أحد كم فليقل:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَدَّ عَلَیَّ رُوْحِیْ وَعَافَانِیْ فِیْ جَسَدِیْ وَأَذِنَ لِیْ بِذِكْرِهِ.﴾

(وأخرجه الترمذي مطولا (٥/٤٧٢/٣٤٠١) (٢/١٧٧) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٨٦٦) وفي «السنن

الکبری» (۶/۲۱۷/۱۰۷۰۲) وابن حجر فی «نتائج الاذکار» (۱/۱۱۲)

ایک اور دعا:

(۹) ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جب کوئی نیند سے بیدار ہو تو یہ دعا پڑھے۔“

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَدَّ عَلَيَّ رُوْحِيْ وَعَافَانِيْ فِيْ جَسَدِيْ وَأَذِنَ لِيْ بِذِكْرِهِ.﴾

ترجمہ: ”تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے میری جان مجھے لوٹا دی، میرے جسم کو عافیت عطا فرمائی اور مجھے اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔“

نوع آخر:

(۱۰) - حدثنا أبو عروبة، قال: حدثنا عبدالوهاب بن الضحاك، حدثنا إسماعيل بن عياش، عن محمد بن إسحاق، عن موسى بن وردان، عن نابل صاحب العباء، عن عائشة رضي الله تعالى عنها عن النبي ﷺ قال: ما من عبد يقول حين يرد الله إليه روحه:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

إلا غفرالله لهُ ذنوبه ولو كانت مثل زبد البحر.

اخرجه الحارث بن اسامة فی «مسنده» (۲/۹۵۵/۱۰۵٤) كما فی بغية الباحث. والنسانی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ۸۱۰، ۸۱۱) والخطيب البغدادی فی «تاريخ البغداد» (۸/۳۰۱/٤٤۰۳) (وقال ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ) ورايت للحديث شاهدا فی «صحيح ابن حبان» من حديث ابی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نتائج الاذكار ۱/۱۱۵)

ایک اور دعا:

(۱۰) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اس کی روح لوٹا دیتے ہیں (یعنی اسے نیند سے بیدار کر دیتے ہیں) اور وہ یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ اکیلے ہیں اور ان کا کوئی شریک نہیں ہے، انہی کے لئے بادشاہت ہے اور انہی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔“

تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔"

نوع آخر:

(۱۱) - حدثنا ابن منیع، حدثنا احمد بن منصور الرمادی، حدثنا یحیٰی ابن ابی بکیر، حدثنا فضیل بن مرزوق، عن عطیة، عن أبی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما یظن یحیٰی هکذا قال فضیل. قال: من قال: إذا استیقظ من منامه:

﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ یُحْیِی الْمَوْتٰی وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ یَوْمَ تَبْعَثُنِیْ مِنْ قَبْرِیْ، اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ.﴾

قال اللّٰه عزوجل: صدق عبدی وشکر.

اخرجه ابوعبدالرحمن الضبی فی «کتاب الدعا» ص۳۱۰/۱۲۳) وعلی ابن الجعد فی «مسنده» (۲۰۳۷/۳۳۰/۱) والعقیلی فی «الضعفاء» (۱۲٦٥/۲٥۸/۳) وابن عدی فی «الکامل» (۱۳۰۲/۱٤۱/٥) واورده الحافظ فی «لسان المیزان» (۱۰٤۳/۳٥۷/٤)

ایک اور دعا:

(۱۱) ترجمہ: "حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص نیند سے بیدار ہونے کے بعد یہ دعا پڑھے:

﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ یُحْیِی الْمَوْتٰی وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ یَوْمَ تَبْعَثُنِیْ مِنْ قَبْرِیْ، اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ.﴾

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ پاک ہیں جو مردوں کو زندہ کرتے ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔ اے اللہ! آپ جس دن مجھے میری قبر سے اٹھائیں گے میری مغفرت فرما دیں اور اے اللہ! آپ جس دن اپنے بندوں کو اٹھائیں گے مجھے اپنے عذاب سے محفوظ فرمائیں۔"

تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: میرے بندے نے سچ کہا اور شکر گزاری کی۔"

نوع آخر:

(۱۲) - أخبرنی أبو یعلی، حدثنا أبو خَیْثَمَةَ، حدثناشبابة بن سوار، حدثنا المغیرة بن مسلم، حدثنا أبوالزبیر، عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عن رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم قال: إن العبد إذا

دخل بيته وأوى إلى فراشه ابتدره ملكه وشيطانه، يقول الشيطان: اختم بشر، ويقول الملك: اختم بخير، فإن ذكرالله عزوجل وحمده طرد الملك الشيطان وظل يكلؤه، و إن هو انتبه من منامه ابتدره ملكه وشيطانه فيقول لهٗ الشيطان: افتح بشر، ويقول لهٗ الملك: افتح بخير، فإن هو قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَدَّ إِلَیَّ نَفْسِیْ بَعْدَ مَوْتِهَا وَلَمْ يُمِتْهَا فِیْ مَنَامِهَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُوْلَا، وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهٖ، إِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا.﴾

وقال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهٖ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ.﴾

فإن هو خر من فراشه فمات كان شهيدا، و إن قام يصلى صلى فى فضائل.

اخرجه البخارى فى «الادب المفرد» (رقم ١٢١٤) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٥٤) وابويعلى فى «مسنده» (٣/٣٢٦/١٧٩١) وابن حبان فى «صحيحه» (١٢/٣٤٣/٥٥٣٣) والحاكم فى «المستدرك» (١/٧٣٣/٢٠١١)

ایک اور دعا:

(۱۲) ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے (پھر) اپنے بستر پر سونے کے لئے آتا ہے تو فوراً ایک فرشتہ اور ایک شیطان اس کے پاس آتے ہیں۔ شیطان کہتا ہے: اپنے بیداری کے وقت کو برائی پر ختم کر، اور فرشتہ کہتا ہے: اسے بھلائی پر ختم کر۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور ان کی تعریف کر کے سوتا ہے تو فرشتہ شیطان کو (اس آدمی کے پاس سے) ہٹا دیتا ہے اور اس کی ساری رات حفاظت کرتا رہتا ہے۔ پھر جب وہ جاگتا ہے تو فوراً ایک فرشتہ اور ایک شیطان اس کے پاس آتے ہیں۔ شیطان اس سے کہتا ہے: (اپنی بیداری کو) برائی سے شروع کر، اور فرشتہ کہتا ہے: بھلائی سے شروع کر۔ پھر اگر وہ یہ دعا پڑھ لیتا ہے۔“

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَدَّ إِلَیَّ نَفْسِیْ بَعْدَ مَوْتِهَا وَلَمْ يُمِتْهَا فِیْ مَنَامِهَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُوْلَا، وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهٖ، إِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا.﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کا (بہت بہت) شکر ہے جنہوں نے میری جان مجھ کو واپس لوٹا دی اور مجھے سونے کی حالت میں موت نہ دی۔ اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے آسمان اور زمین کو اپنی اپنی جگہ سے ہٹنے سے روکے رکھا ہے۔ اور اگر آسمان و زمین (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو ان کے (حکم کے) بعد ان کو ہٹنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔ بے شک اللہ بہت ہی بردبار اور معاف کرنے والے ہیں۔''

''اور یہ دعا بھی پڑھتا ہے۔''

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهٖ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ.﴾

ترجمہ: ''اور تمام تعریفیں (اور تمام تر شکر) اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جنہوں نے آسمان کو اپنے حکم کے بغیر زمین پر گرنے سے روکے رکھا ہے بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑے ہی مہربان اور رحم کرنے والے ہیں۔''

ان دعاؤں کے پڑھنے کے بعد اگر وہ اپنے بستر سے گر کر مر گیا تو شہادت کی موت مرا اور اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو اس نماز پر بڑے درجے ملتے ہیں۔

نوع آخر:

(۱۳) - أخبرنی أبو العباس الحراء، حدثنا جعفر بن محمد بن المدائنی، حدثنا أبی، حدثنا محمدیعنی ابن عبداللّٰه، عن محمد بن واسع، عن محمد ابن سیرین، عن أبی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰه ﷺ ما من رجل ینتبه من نومه فیقول:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ النَّوْمَ وَالْیَقْظَةَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بَعَثَنِیْ سَالِمًا سَوِیًّا، أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ یُحْیِی الْمَوْتٰى، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.﴾

إلا قال اللّٰه: صدق عبدی.

اخرجه الحافظ ابن حجر فی «نتائج الاذکار» (۱/۱۱۷، ۱۱۸) (وقال الحافظ رحمه اللّٰه تعالیٰ) وقد وجدت لبعضه شاهداً اخرجه ابونعیم فی کتاب «عمل الیوم واللیلة» من طریق فضیل بن مرزوق، عن عطیة العوفی، عن ابی سعید الخدری

ایک اور دعا:

(۱۳) ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص نیند

سے بیدار ہو کر یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ النَّوْمَ وَالْیَقْظَةَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بَعَثَنِیْ سَالِمًا سَوِیًّا، أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ یُحْیِی الْمَوْتٰی، وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.﴾

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے نینداور بیداری کو بنایا۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے مجھے (نیند سے) صحیح سالم اٹھایا، میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ فرمائیں گے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔''

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے سچ کہا۔''

باب ما يقول إذا لبس ثوبه

کپڑے پہنتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہیے

کپڑ اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے جس سے آدمی اپنے ستر کو چھپاتا ہے۔اس عظیم نعمت کے شکر کا کیا طریقہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح کپڑا پہننا سکھایا ہے۔

اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو باب جو تین احادیث پر مشتمل ہیں ذکر فرمائے ہیں۔

(١٤) - حدثنا عبدالله بن أحمد بن مرة، حدثنا نصر بن علي، حدثنا يحيى بن راشد، عن الجريري، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد رضي الله تعالى عنه، أن النبي صلى الله صلى الله عليه وسلم كان إذا لبس ثوبا سماه باسمه قميصا أورداء أو عمامة يقول:

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا هُوَ لَهُ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا هُوَ لَهُ. ﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (٣٠/٣) وابوداؤد (٤٠٢٠/٤١/٤) (٢٠٢/٢) والترمذى (١٧٦٧/٢٣٩/٤) (٣٠٦/١) وابن حبان فى «صحيحه» (٥٥٣٣/٣٤٣/١٢) والحاكم فى «المستدرك» (٢٠١١/٧٣٣/١)

(۱۴) ترجمہ: ”حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی کپڑا پہنتے تو اس کپڑے کا نام لے کر فرماتے یہ کرتا یا چادر یا عمامہ (اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا) ہے اور پھر یہ دعا پڑھتے:

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا هُوَ لَهُ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا هُوَ لَهُ. ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں آپ سے اس کپڑے اور جس مقصد کے لئے یہ کپڑا ہے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور آپ سے اس کی برائی اور جس مقصد کے لئے یہ کپڑا ہے اس کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں۔“

فائدہ: کپڑے کا نام لیتے یعنی جب قمیص زیب تن فرماتے تو فرماتے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ قمیص عطا فرمائی ہے اسی طرح جو کپڑا ہوتا اس کا نام لیتے۔ (مرقاۃ ۲۵۲/۸، کذا فی عون المعبود: ۴۳/۱۱)

اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے سے پہلے کپڑے کا ذکر کرنا نعمت کی شکر گزاری اور نعمت کے اظہار کا بڑا درجہ ہے۔

بھلائی کا سوال کرتا ہوں یعنی کپڑے کو اللہ تعالیٰ کی طاعت اور عبادت میں استعمال کرنے کا سوال کرتا ہوں۔

برائی سے پناہ چاہتا ہوں یعنی کپڑے کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور فخر و تکبر میں استعمال کرنے سے پناہ چاہتا ہوں۔

(کذا من البذل المجهود ۶ ۳۹)

کپڑے کی بھلائی کا مطلب کپڑے کا باقی رہنا، صاف ہونا اور ضرورت کے وقت پہننا ہے۔

جس چیز کے لئے اس کو بنایا گیا ہے کا مطلب صرف ضرورتیں ہیں جن کے لئے کپڑا بنایا جاتا ہے جیسے سردی گرمی اور ستر پوشی کے لئے۔ اس موقع پر خیر کے سوال کا مطلب یہ ہے کہ جن ضرورتوں کے لئے لباس بنایا گیا ہے ان ضرورتوں کے لئے خوب کافی ہو جائے۔

شر سے اس کا الٹ مراد ہے جیسے کپڑے کا حرام ہونا، ناپاک ہونا، زیادہ عرصے نہ چلنا، گناہوں، غرور، فخر قناعت کے نہ ہونے کا سبب ہونا ہے۔ (عون المعبود: ۱۱/۴۴)

(۱۵) - حدثنا أحمد بن محمد بن عثمان الرازي بمصر، حدثنا أبو زرعة الرازي، حدثنا سعيد بن محمد الجرمي، حدثنا القاسم بن مالك المزني، حدثنا أبو مسعود الجريري، عن ابي نضرة، عن أبي سعيد الخدري رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ:

إن الرجل يبتاع الثوب بالدينار أو بنصف دينار، فيلبسه فما يبلغ كعبيه حتى يغفر له. يعني مع الحمد.

اخرجه الطبراني في «المعجم الكبير» (٧٩٦٥/٢٤٦/٨) باختلاف يسير وله شاهد من حديث عائشة عند البيهقي في «شعب الايمان» (٤٣٧٩/٩٢/٤) ومن حديث امامة الباهلي عند الديلمي في «مسند الفردوس» (٢٣١/١٣/١)

(۱۵) **ترجمہ:** ”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی ایک یا آدھے دینار کا کپڑا خریدتا ہے پھر اس کو پہنتا ہے۔ ابھی وہ کپڑا اس کے ٹخنوں تک بھی نہیں پہنچتا کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ یعنی جب وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کر کے کپڑا پہنتا ہے۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ابھی وہ کپڑا اس کے سینہ تک بھی نہیں پہنچتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

ایک دینار اور آدھے دینار کا مطلب حقیر چیز ہے اور گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔

اس حدیث سے اس شخص کے لئے ایک بڑی فضیلت معلوم ہوئی جو کپڑے پہنتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے اس سے تعریف کرنے کی مزید تاکید معلوم ہوئی۔ اس موقع پر تعریفی کلمات جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں وہ آگے حدیث نمبر ۲۷۱ پر آ رہے ہیں۔ ان کو پڑھ لیں زیادہ اچھا ہے ورنہ کسی بھی تعریفی لفظ سے سنت ادا ہو جائے گی۔ (فیض القدیر: ۲/۳۳۹)

باب كيفية لبس الثوب

کپڑے کس طرح پہننے چاہئیں

(١٦) - أخبرنا أبو عروبة، حدثنا عبدالرحمن بن عمرو البجلي، أخبرنا زهير بن معاوية، عن الأعمش سليمان، عن أبي صالح، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا توضأتم أو لبستم فابدوا بميامنكم.

اخرجه ابوداؤد (٤/٧٠/٤١٤١) (٢/٢١٥) وابن ماجه (١/١٤١/٤٠٢) (ص٣٢، ٣٣) وابن حبان فی «صحیحه» (٣/٣٧٠/١٠٩٠) والطبرانی فی «المعجم الاوسط» (٢/٢١/١٠٩٧) والبیهقی فی «السنن الكبرى» (١/٨٦/٤٠٧)

(۱۶) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم وضو کرو یا کپڑے پہنو تو دائیں جانب سے (وضو کرنا یا کپڑے پہننا) شروع کرو۔“

فائدہ: یعنی جب وضو کے اعضاء دھوئے جائیں تو پہلے دائیں عضو کو دھویا جائے جیسے ہاتھوں میں دایاں ہاتھ پہلے دھویا جائے اور پہننے میں دایاں حصہ پہلے پہنا جائے جیسے دائیں آستین پہلے پہنی جائے وغیرہ۔ (ملخص مظاہر حق ۱/۳۳۳)

رسول اللہ ﷺ تمام کام دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے۔ (صحیح ابن خزیمہ ۱/۱۲۲)

علماء نے لکھا ہے کہ ہر شرافت والا اور محترم کام دائیں ہاتھ سے کرنا چاہئے جیسے جوتا پہننا، موزہ پہننا، شلوار پہننا، قمیض پہننا، سر منڈانا، سر میں کنگھی کرنا، مونچھیں کترنا، بغلوں کے بال صاف کرنا، مسواک کرنا، سرمہ لگانا، ناخن کاٹنا، وضو، غسل اور تیمم کرنا، بیت الخلاء سے نکلنا، مسجد میں داخل ہونا صدقہ دینا وغیرہ۔

ہر غیر محترم کام بائیں ہاتھ سے کرنا چاہئے جیسے ان تمام امور کے خلاف جب کریں تو بائیں طرف سے کریں۔

(قالہ النووی شرح مسلم ۲/۱۹۷)

باب ما يقول إذا دخل الخلاء

بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت کیا دعا پڑھے

بیت الخلا میں جانا ایک بشری ضرورت کی وجہ سے ہے اب انسان کی زندگی کا یہ حصہ بھی کیسے دین بن جائے اوراس موقع پر اللہ تعالیٰ کے عنایت واحسان کی شکر گزاری اوراحسان مندی کا کیا طریقہ ہونا چاہئے نیز گندی جگہ شیاطین ہوتے ہیں ان سے حفاظت کا ذریعہ کیا ہے؟

اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے چار باب اوران کے ذیل میں ۱۹ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۱۷) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا علي بن الجعد، حدثنا شعبة وحماد ابن سلمة وهشيم، عن عبدالعزيز بن صهيب، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: كان النبي ﷺ إذا دخل الخلاء قال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.﴾

اخرجه البخاری (۱۴۲/۶۶/۱) (۲۶/۱) والمسلم (۳۷۵/۲۸۳/۱) (۶۳/۱) وابوداؤد (۴/۲/۱) (۲/۱) والنسائی فی «سنن الکبری» (۱۹/۶۷/۱) والبیهقی فی «سنته» (۴۵۷/۹۵/۱)

(۱۷) **ترجمہ:** ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو (داخل ہونے سے پہلے) یہ دعا پڑھتے۔''

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ میں ناپاک جنوں اور جنیوں کے شر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔''

فائدہ: ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ سنت یہ ہے کہ پہلے بسم اللہ پڑھے پھر یہ دعا پڑھے۔ (مظاہر حق ۳۱۰/۱)

دعا کب پڑھے

اگر بیت الخلاء میں جائے تو بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے دعا پڑھے۔ اگر داخل ہوتے وقت بھول جائے تو بیت الخلاء میں زبان سے نہ پڑھے بلکہ دل میں پڑھے۔ اور اگر صحراء اور میدان میں جائے تو کپڑے اتارنے سے پہلے دعا پڑھے۔
(فتح الباری ۲۴۴/۱)

اٹیچڈ باتھ کا حکم یہ ہے کہ اس کے دو حصے ہوتے ہیں ایک وہ حصہ ہوتا ہے جہاں قضاء حاجت کی جگہ ہوتی ہے دوسرا حصہ وہ ہوتا ہے جہاں واش بیسن لگا ہوا ہوتا ہے۔ جو جگہ قضا حاجت کی ہو وہاں داخل ہونے سے پہلے پڑھ سکتے ہیں۔ اور واش بیسن کی جگہ پر وضو کی دعائیں بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اس میں اگر چہ بعض علماء کو اختلاف ہے لیکن اگر دل میں پڑھیں تو پھر کوئی اختلاف نہیں

ہے۔ (راقم)

(۱۸) - أخبرنا أبو عروبة، حدثنا علی بن سعيد بن مسروق، حدثنا عبدالرحيم ابن سليمان، عن إسماعيل بن مسلم، عن الحسن وقتادہ، عن أنس ابن مالك رضی اللہ تعالی عنہ قال: كان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم إذا دخل الغائط قال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.﴾

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (۴۰۳/۱۱/۱) وابوداؤد فی «مراسیله» (۲/۷۲/۱) (ص۵) وابن ماجه (۲۹۹/۱۰۹/۱) (۲۶) والطبرانی فی «المعجم الکبیر» (۷۸۴۹/۲۹۰/۸) والاوسط (۸۸۲۵/۳۴۵/۸)

(۱۸) ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو (داخل ہونے سے پہلے) یہ دعا پڑھتے۔“

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں ناپاک، نجس، خبیث اور پلید شیطان مردود سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔“

فائدہ: کیوں کہ یہ جگہیں نجس ہوتی ہیں یہاں پر شیاطین ہوتے ہیں جو انسانوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ جب انسان اپنا ستر کھولتا ہے تو شیاطین اس سے کھیلتے ہیں۔ (درس ترمذی ۱/۱۷۲)

تو ان دعاؤں کا پڑھنا ان کے شر سے محفوظ رہنے کا ذریعہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود تو ان کے اثرات سے محفوظ تھے لیکن امت کو سکھانے کے لئے اور ان کی ان شیاطین سے حفاظت کے لئے آپ نے یہ دعائیں پڑھی ہیں۔ (معارف السنن ۱/۷۸)

(۱۹) - أخبرني أبو يحيٰى الساجی، حدثنا عبدالله بن الصباح العطار، حدثنا الحسن بن حبيب بن ندبة، عن زكريا بن أبی زائدة، عن البهی، عن عائشة رضی اللہ تعالی عنہا أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم كان إذا دخل الخلاء قال:

﴿يَا ذَالْجَلَالِ.﴾

ذكره السيوطی فی «الجامع الصغير» (۱۳۴/۱) وعزاه الی ابن السنی وسكت عليه.

(۱۹) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو (داخل ہونے سے پہلے) فرماتے۔“

﴿يَا ذَالْجَلَالِ.﴾

ترجمہ: ”اے جلال (اور عظمت) والے (اللہ)۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیت الخلا سے باہر آنے کے بعد ﴿يَا ذَالْجَلَالِ.﴾ پڑھنا چاہئے۔

باب التسمية عند دخول الخلاء

بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ پڑھنا

(۲۰) - حدثنا عبدان وأبو يعلى، قالا: حدثنا قطن بن نسير، حدثنا عدى ابن أبى عمارة الذارع، قال: سمعت قتادة، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: هذه الحشوش محتضرة فإذا دخل أحدكم الخلاء فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ.

اخرجه العقيلى فى «الضعفاء» (۳/۳۷۰: ۱٤۰۸) والطبرانى فى «الاوسط» (۳/۱٦۱: ۲۸۰۳) وفى «الدعا» (رقم۳٥٦) والديلمى فى «مسند الفردوس» (٤/۳۳۱/٦۹٦۰) والمعمرى فى «عمل اليوم والليلة» كما فى «نتائج الافكار» (۱/۱۹٦) وقال ابن حجر رحمه الله تعالى رواته موثقون والله اعلم (نتائج الاذكار ۱/۱۹٦)

(۲۰) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ بیت الخلاء شیاطین کے رہنے کی جگہ ہے (اس لئے) جب تم بیت الخلاء جاؤ تو بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔“

فائدہ: بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔ (فتح الباری ۱/۲۴۴)

پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہئے پھر داخل ہونے کی دعا پڑھنی چاہئے۔

باب التسمية عند الجلوس على الخلاء

قضاء حاجت کے لئے بیٹھتے وقت بسم اللہ پڑھنا

(۲۱) - أخبرنا علی بن الحسين بن قحطبة الصيقلي، حدثنا الحسين بن علی ابن يزيد الصدائی، حدثنا أصرم بن حوشب، حدثنا يحيٰى بن العلاء، عن الأعمش، عن يزيد العمی، عن أنس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: ستر ما بين أعين الجن وعورات بن آدم إذا جلس احد كم على الخلاء أن يقول:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾

حين يجلس.

اخرجه ابن ماجه (۲۹۷/۱۰۹/۱) (ص۲٦) والترمذی (۲/۵۰۳/۶۰۶، ۲/۱) والبزار فی «مسنده» (۲/۱۲۸، ۱۲۹/٤٨٤) والطبرانی فی «المعجم الاوسط» (۷/۱۲۸/۷۰۶٦) وفی «الدعا» (رقم ۳٦۸)

(۲۱) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کوئی بیت الخلاء میں بیٹھے تو اس کا بسم اللہ پڑھنا جنوں کی آنکھوں اور انسان کی شرم گاہ کے درمیان آڑ ہے:

فائدہ: یہاں بیٹھنے میں مراد صحراء میں جنگل میں ہے کہ وہاں ستر کھولنے اور بیٹھنے سے پہلے پڑھنا چاہئے اور بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے پڑھنا چاہئے۔ (تفصیل گزر چکی ہے)۔

اسی طرح جب ضرورت کے لئے بھی کپڑے اتارے تو اس دعا کا پڑھنا جن کی آنکھوں انسان کی شرمگاہ کے درمیان آڑ ہو جاتا ہے۔ جب تک ستر چھپا رہتا ہے شیطان اس پر مسلط نہیں ہوتا ہے تو جب ستر کھولے تو اس دعا کو پڑھ لینا شیطان کے تسلط سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱/ ۳۲٦، ۳۲۷)

ایک روایت میں ہے کہ جب آدمی ستر کھولتا ہے تو شیاطین اس سے کھیلتے ہیں۔ (درس ترمذی ۱/ ۱۷۲)

ستر چھپانے کا مسئلہ

عاقل بالغ آدمی کے لئے تنہائی میں بھی ستر کھولنا حرام ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ادب کی وجہ سے منع ہے حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ ان سے ڈرا جائے۔ مرد کے لئے اگلی پچھلی دونوں شرم گاہوں کو کھولنا منع ہے اور عورت کے لئے ناف سے گھٹنوں تک منع ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱/ ۳۲٦)

باب ما يقول إذا خرج من الخلاء

بیت الخلاء سے نکلتے وقت کون سی دعا پڑھنی چاہیے

(۲۲) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا الحسين بن منصور، حدثا يحيى ابن أبي بكير، عن شعبة، عن منصور، عن الفيض، عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا خرج من الخلاء قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَذْهَبَ عَنِّی الْحَزَنَ وَالْأَذٰی وَعَافَانِیْ.﴾

اخرجه عبدالرحمن الضبى في «كتاب الدعا» (۳۸/۲۰۳/۱) وابن ابى شيبه في «المصنف» (۱۰/۱۲/۱) وابن ماجه (۳۰۱/۱۱۰/۱) (ص۲٦) والطبراني في «الدعا» (رقم۳۷۱) وابن حجر في «نتائج الافكار» (۲۱۷/۱)

(۲۲) ترجمہ: ''حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے۔''

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَذْهَبَ عَنِّی الْحَزَنَ وَالْأَذٰی وَعَافَانِیْ.﴾

ترجمہ: ''اس اللہ تعالیٰ کے لئے حمد وشکر ہے جس نے مجھ سے غم اور گندگی کو دور کیا اور مجھے عافیت عطا فرمائی۔''

نوع آخر:

(۲۳) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا أحمد بن نصر، عن يحيى ابن أبي بكير، عن إسرائيل، عن يوسف بن أبي بردة، عن أبيه، عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: ما خرج رسول الله ﷺ من الغائط إلا قال:

﴿غُفْرَانَكَ.﴾

أخرجه أحمد في «مسنده» (۱۵۵/٦) والبخاري في «الادب المفرد» (رقم ۳۹۳) وابوداؤد (۳۰/۸/۱) (۵/۱) وابن ماجه (۳۰۰/۱۱۰/۱) (ص۲٦) والترمذي (۸۷/۱۲/۱) (۷/۱)

(۲۳) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب بھی بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو (باہر آکر) یہ دعا پڑھتے۔''

﴿غُفْرَانَكَ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ میں آپ سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔''

فَائِدَہ: دونوں دعائیں رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں کبھی ایک دعا پڑھتے ہوں گے کبھی دوسری دعا پڑھتے ہوں گے۔
(معارف الحدیث ۴۲/۳)

افضل یہ ہے کہ غفرانک کے بعد گزشتہ حدیث والی دعا بھی پڑھ لی جائے۔ (مظاہر حق ۳۱۱/۱)
اس موقع پر استغفار کی چند وجوہ لکھی ہیں جن میں سے چند ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں۔

❶ جتنی دیر آدمی بیت الخلاء میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کر پاتا اس کی تلافی کے لئے یہ استغفار ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ نے انسان کو غذا کھلائی پھر اس کو ہضم کر کے فضلہ کو آسانی کے ساتھ جسم سے باہر نکال دیا اس نعمت پر شکر گزاری میں جو کمی رہی اس پر استغفار ہے۔ (شرح العینی لابی داؤد ۱۱۰/۱)

نوع آخر:

(٢٤) - أخبرني محمد بن الحسن بن صالح بن عميرة، حدثنا أبو زرعة الرازي، حدثنا أحمد بن سليمان (أبو سليمان)، حدثنا الوليد بن بكير أبو جناب، عن عبدالله بن محمد العدوي، حدثني عبدالله الداناج، عن أنس بن مالك رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: كان رسول الله ﷺ إذا خرج من الغائط قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْسَنَ إِلَيَّ فِيْ أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ.﴾

ذكره السيوطي في «الجامع الصغير» (١٢٥/١) وعزاه الى ابن سني اخرجه ابن حجر في «نتائج الافكار» (٢٢٠/١) واسنده الى ابن السني وله شاهد اخرجه ابن ابي شيبه في «مصنفه» (١٢/٢/١) والبيهقي في «السنن الكبرى» (١١١/١) والطبراني في «الدعا» (رقم ٣٧١)

ایک اور حدیث:

(۲۴) **تَرْجَمَہ**: ”حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلا سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْسَنَ إِلَيَّ فِيْ أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ.﴾

تَرْجَمَہ: ”تمام تر تعریف (اور لاکھ لاکھ شکر) اللہ تعالیٰ کے لئے کہ جنہوں نے اس کھانے کے شروع اور آخر میں مجھ پر احسان فرمایا۔“

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ غذا کو ابتدا میں کھانے پھر ہضم کرنے پھر آخر میں اس کے جسم سے نکلنے کو آسان فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ (ورنہ بعض اوقات کھانے کو میسر نہیں ہوتا، کھا لیا جائے تو ہضم نہیں ہوتا اور ہضم بھی ہو جائے تو فراغت نہیں ہوتی اور یہ سب بڑی پریشانیاں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بیت الخلاء سے باہر آتے تو اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: اے پیٹ! جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی کتنی ہی نعمتیں ہیں کاش ہم اس کی قدر جانتے۔ (فتوحات ربانیہ ۱/۴۰۴)

نوع آخر:

(۲۵) - أخبرنا محمد بن علی بن عبداللّٰه، حدثنا محمد بن عثمان بن محمد العبسی، حدثنا عبدالحمید بن صالح، حدثنا حبان بن علی العنزی، عن إسمعیل بن رافع، عن دوید بن نافع، عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان إذا دخل الخلاء قال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجَسِ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.﴾

و إذا خرج قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَذَاقَنِيْ لَذَّتَهُ وَأَبْقَىٰ فِيَّ قُوَّتَهُ وَأَذْهَبَ عَنِّيْ أَذَاهُ.﴾

اخرجه الطبرانی فی «الدعا» (رقم ۳۶۷) وابن حجر فی «نتائج الافکار» (۲۱۹/۱) والمعمری فی «الیوم واللیله» (کما فی نتائج الافکار (۲۱۹/۱) وذکر (ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ) له شواهد (۲۲۰،۲۱۹/۱)

(۲۵) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلا میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجَسِ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں ناپاک، نجس، خبیث اور پلید شیطان مردود سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔“

اور جب بیت الخلا سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَذَاقَنِيْ لَذَّتَهُ وَأَبْقَىٰ فِيَّ قُوَّتَهُ وَأَذْهَبَ عَنِّيْ أَذَاهُ.﴾

ترجمہ: ”تمام تر تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جنہوں نے مجھے اس (غذا) کی لذت چکھائی اور مجھ میں اس کی قوت کو باقی رکھا اور اس کی تکلیف دہ چیز (فضلہ) کو مجھ سے دور فرمایا۔“

فائدہ: بیت الخلا سے نکلنے کے بعد کا موقع بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے بار بار ظہور کا موقع ہے (کہ اس کی ابتداء سے انتہاء تک) کہ اگر یہ فضلہ پیٹ میں رہ جاتا ہے تو یقینی طور پر نقصان دہ ہوتا۔ (فتوحات ربانیہ ۱/۴۰۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر متعدد دعائیں مختلف الفاظ سے اس رضا مندی کے طور پر امت کو سکھائی ہیں۔ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کچھ یہاں ذکر فرمائی ہیں۔ (مزید تفصیل کے لئے دیکھیں فتوحات ربانیہ ۱/۴۰۱ تا ۴۰۵)

بہتر تو یہی ہے کہ ان تمام دعاؤں کو پڑھے اور اگر نہ پڑھ سکے تو جتنا بھی پڑھ لے۔ (فتوحات ربانیہ ۱/۴۰۴)

بیت الخلا سے نکلنے کے بعد کی دعائیں بیت الخلا سے نکلنے کے بعد پڑھنی چاہئے اندر رہ کر نہیں پڑھنی چاہئے۔

باب التسمية على الوضوء

وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا

وضو نماز اور وہ عبادات جن کا دارومدار وضو پر ہے ان کے لئے پیش خیمہ ہے اس لئے وضو کا صحیح آداب کی رعایت کے ساتھ ہونا ضروری ہے تاکہ ان عبادات کی ابتداء ہی آداب و استحباب کی رعایت کے ساتھ ہو نیز وضو کے بے شمار فضائل کے حصول کا طریقہ بھی اچھی طرح وضو کرنا ہے اس موقع پر وضو کے شروع درمیان اور آخر میں کیا دعائیں کرنی چاہئے۔

اس کے لئے مصنف رَحِمَهُ اللهُ تَعَالىٰ نے چار باب اور ان کے ذیل میں آٹھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۲٦) - أخبرنا أحمد بن يحيٰى بن زهير، ثنا أبوكريب (محمد بن العلاء)، حدثنا زيد بن الحباب، عن كثير بن زيد، عن ربيح بن عبدالرحمن بن أبي سعيد الخدري، عن أبيه، عن جده قال: قال رسول الله ﷺ: لا وضوء لمن لم يذكر اسم الله عليه.

اخرجه ابن ابی شيبه فی «المصنف» (۱۲/۱/ ۱٤) والدارمی فی «سننه» (۱۸۷/۱/ ٦٩١) وابوداود (۲٥/۱/ ۱۰۱) (۱/ ۱٤) وابن ماجه (۱۳۹/۱/ ۳۹۱) (۳۲) والترمذی (۳۷/۱/ ۲٥) (۱/ ۱۳)

(۲۶) **تَرجَمَہ:** ”حضرت ابو سعید خدری رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے وضو کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا (یعنی بسم اللہ نہیں پڑھی) تو اس کا وضو نہیں ہوا۔“

فَائِدَہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو وضو اللہ تعالیٰ کا نام لئے بغیر کیا جائے وہ ناقص ہوتا ہے اور ناقص کو مجازاً کالعدم شمار کیا جاتا ہے۔ (مرقاۃ ۱۸/۲)

ایک روایت میں آتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا نام لے کے وضو کرے، تو اس کا یہ وضو اس کے تمام جسم کو پاک کر دیتا ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا نام لیئے بغیر وضو کرے تو یہ وضو اس کے اعضاء ہجود ہی کو پاک کرتا ہے۔

وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔ (معارف السنن ۱۵۴/٦)

تسمیہ ان الفاظ سے پڑھے ”بسم الله العظيم والحمد لله على دين الاسلام“ (منقول عن النبی ﷺ بحر ۱۸/۱)

ایک روایت میں ہے کہ جب تم وضو کیا کرو تو ”بسم الله والحمد لله“ کہہ لیا کرو تو جب تک تمہارا وضو رہے گا تمہارے محافظ فرشتے (کراماً کاتبین) تمہارے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے۔ (معجم طبرانی صغیر بحوالہ معارف الحدیث ۷۵/۳)

تسمیہ وضو کے شروع میں ہاتھ دھوتے وقت پڑھنا سنت ہے۔ اگر شروع میں پڑھنا بھول جائے تو وضو سے فارغ ہونے سے پہلے پڑھ لے تاکہ وضو تسمیہ سے خالی نہ رہے۔ (بحر الرائق ۱۸/۱)

باب كيف التسمية على الوضوء

وضو کرتے وقت بسم اللہ کیسے پڑھنا چاہئے؟

(۲۷) ـ أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا إسحاق بن إبراهيم، ثنا عبدالرزاق، أنا معمر، عن ثابت وقتادة، عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: طلب بعض أصحاب النبي ﷺ وَضُوءًا (فلم يجدوا) فقال رسول الله ﷺ هل مع أحد منكم ماء؟ (فاتى بماء) فضع يده في الإناء و (هو) يقول: توضؤوا بِسْمِ اللّٰهِ، فرأيت الماء يثور من بين أصابعه حتى توضئوا من عند آخر هم، قال قلت لأنس: كم (تراهم) كانوا؟ قال: نحوا من سبعين.

اخرجه ابن خزيمه في «صحيحه» (۱/۷٤/۱٤٤) واحمد في «مسنده» (۳/۱٦٥/۱۲۷۱٦) والنسائي في «السنن الكبرى» (۱/۸۱/۸٤) وابن حبان في «صحيحه» (۱٤/٤۸۲/٦٥٤٤) والبيهقي في «السنن الكبرى» (۱/٤۳/۱۹۱)

(۲۷) **ترجمہ:** ’’حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض ساتھیوں نے وضو کے لئے پانی طلب کیا (لیکن انہیں پانی نہ ملا) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں کسی کے پاس پانی ہے (جب پانی لایا گیا تو) آپ ﷺ نے برتن میں ہاتھ ڈالا اور (آپ نے) فرمایا: بسم اللہ کہہ کر وضو کرو، (حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) میں نے دیکھا کہ پانی آپ ﷺ کی انگلیوں سے پھوٹ رہا ہے یہاں تک کہ ان اصحاب میں سے آخری نے بھی وضو کر لیا۔ (حضرت ثابت بنانی) فرماتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ وہ لوگ کتنے تھے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ستر کے قریب آدمی تھے۔‘‘

فائدہ: بسم اللہ کس طرح پڑھنا چاہئے تفصیل گزشتہ حدیث نمبر ۲۶ پر گزر چکی ہے۔

مستحب یہ ہے کہ پہلے **"اعوذ باللّٰه من الشيطان الرجيم"** پڑھے بعد میں تسمیہ پڑھے (جس طرح اوپر گزرا ہے) بعد میں **"اشهد ان لا اله الا اللّٰه وحده لا شريك لهٗ واشهد ان محمدا عبده ورسوله"** پڑھے پھر **"الحمد للّٰه الذى جعل الماء طهوراً"** (فتوحات ربانیہ ۲/۱۵)

ایک روایت میں ہے کہ جو بندہ وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھتا ہے پھر ہر عضو پر **"اشهد ان لا الٰهَ الا اللّٰه وحده لا شريك لهٗ واشهد ان محمدا عبده ورسوله"** پھر بعد میں (یعنی وضو سے فارغ ہونے کے بعد) **"اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين"** پڑھتا ہے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو جائے۔ اگر وہ اس وقت دو رکعتیں پڑھتا ہے اس میں قرأت کرتا ہے اور جو کہتا ہے اس کو جانتا ہے تو نماز سے ایسی

حالت میں لوٹتا ہے کہ اسے اس کی ماں نے آج ہی جنا ہو (یعنی اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں) پھر اس سے کہا جاتا ہے دوبارہ سے عمل شروع کرو۔ (رواہ المستغفری فتوحات ربانیہ ۲/۱۵)

اعضاء وضو کو دھوتے وقت کی دعائیں:

ہر عضو دھوتے وقت بسم اللہ پڑھے۔ (نور الایضاح صفحہ ۳۴)

شہادتین اور درود شریف بھی پڑھے۔ (شامی ۱/۱۲۷)

کلی کرتے وقت یہ دعا پڑھے: "اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ"

ناک میں پانی ڈالتے وقت پڑھے: "اَللّٰهُمَّ أَرِحْنِيْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرِحْنِيْ رَائِحَةَ النَّارِ."

چہرہ دھوتے وقت پڑھے: "اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ."

دایاں ہاتھ دھوتے وقت پڑھے: "اَللّٰهُمَّ أَعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِيَمِيْنِيْ وَحَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَسِيْرًا."

بایاں ہاتھ دھوتے وقت پڑھے: "اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِشِمَالِيْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِيْ."

سر کا مسح کرتے وقت پڑھے: "اَللّٰهُمَّ أَظِلَّنِيْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ."

کانوں کا مسح کرتے وقت پڑھے: "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ."

دایاں پاؤں دھوتے وقت پڑھے: "اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِيْ عَلٰى صِرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ يَوْمَ تَزِلُّ فِيْهِ الْأَقْدَامُ."

بایاں پاؤں دھوتے وقت پڑھے: "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِيْ مَغْفُوْرًا وَسَعْيِيْ مَشْكُوْرًا وَتِجَارَتِيْ لَنْ تَبُوْرَ." (یہ تمام دعائیں شامی ۱/۱۲۷ سے نقل کی ہیں ان کے علاوہ مختلف دعائیں مختلف الفاظ سے منقول ہیں جیسا کہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الاذکار میں نقل کی ہیں۔)

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سعایہ میں (جلد ا صفحہ ۱۸۱) پر ان دعاؤں کی اسناد پر مستقل بحث کی ہے خلاصہ یہ ہے کہ یہ دعائیں احادیث ضعیفہ سے کسی قدر ثابت ہو ہی جاتی ہیں اور فضائل میں ضعیف حدیث پر عمل صحیح ہے۔

علامہ ابن علان رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتوحات ربانیہ ۲/۲۸ میں مفصل بحث فرمائی ہے اور احادیث ضعیفہ کے ذریعہ سے ان کو تسلیم کیا ہے۔ اور امام نووی کے قول لااصل کے بارے میں فرمایا کہ یہ احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں احادیث معتبر سے ثابت ہیں۔

صاحب درمختار نے کہا ہے کہ ابن حبان وغیرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف طرق سے دعائیں ذکر کی ہیں۔ (درمختار ۱/۱۲۷)

ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ بعض طرق روایات بعض کو قوی کرتے ہیں اور روایات مرتبہ حسن تک پہنچ جاتی ہیں۔ (شامی ۱/۱۲۷)

حضرت علامہ بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اگرچہ ان دعاؤں کا انکار کیا ہے (جس کی

تاویل علامہ ابن علان کے قول سے اوپر گزری ہے اس لئے یہ انکار بھی نہ ہوا۔ خود ہی نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول کتاب الاذکار میں تشہد کے بارے میں لاباس کہا جس کا مطلب علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس کا ارتکاب میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

(فتوحات ربانیہ ۲/۱۶، کتاب الاذکار صفحہ ۱۴)

اگرچہ یہ سنت سے ثابت ہے اس لئے ان اعضاء کی دعاؤں میں بھی یہی بات ہے کہ اس میں بھی لا اصل کا قول ہے لیکن یہ بھی سنت سے ثابت ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۲/۳۰)

لیکن دوسرے حضرات نے ان کو ضعیف طرق سے مانا ہے ابن حبان وغیرہ کے طرف سے اور فضائل میں یہ معمول بہا ہیں اور سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حدیث ضعیف سے احکام پر بھی عمل ہوسکتا ہے جب کہ اس میں احتیاط ہو۔

(معارف السنن ۱/۲۰۶)

باب ما يقول بين ظهراني وضوئه

وضو کے درمیان کونسی دعا پڑھنی چاہئے

(۲۸) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا محمد بن عبدالاعلى، حدثنا معتمر ابن سليمان قال: سمعت عبادا يعني عباد بن علقمة قال: سمعت ابا مجلز يقول: قال أبو موسى رضي الله تعالى عنه: أتيت رسول الله ﷺ فتوضأ فسمعته يقول:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ، وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ.﴾

قال قلت: يا نبي الله لقد سمعتك تدعو بكذا وكذا، قال: وهل تركن من شيء؟

اخرجه احمد في «مسنده» (٣٣٩/٤) باختلاف في اللفظ والنسائي في «السنن الكبرى» ٩٩٠٨/٢٤/٦) وابويعلى في «مسنده» (٧٢٧٣/٢٥٧/١٣) والطبراني في «المعجم الاوسط» (١٠١٩/١٩٦/٢) وفي «المعجم الصغير» (٦٨٩١/٧٣١٧)

(۲۸) ترجمہ: ''حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ وضو فرما رہے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ، وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ۔ میرے گناہ معاف فرما دیں، اور میرے (دنیا، برزخ اور آخرت کے) گھر میں وسعت عطا فرمائیں۔ اور میرے (دینی اور دنیوی) رزق میں برکت عطا فرمائیں۔''

(قوسین کا ترجمہ فتوحات ربانیہ ۳۳/۲)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کے نبی! میں نے آپ کو ان الفاظ سے دعا کرتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا ان کلمات نے (دنیا و آخرت کی بھلائی کی) کوئی چیز باقی چھوڑی ہے۔ (یعنی ان کلمات نے دنیا اور آخرت کی بھلائی کی کوئی چیز نہیں چھوڑی ہے)۔''

فائدہ: نسائی نے یہ دعا وضو کے بعد پڑھنے کے لئے نقل کی ہے اور یہاں پر ابن سنی نے وضو کے درمیان نقل کی ہے دونوں احتمال صحیح ہیں۔ (قالہ النووی فی کتاب الاذکار ۳۶)

باب ما يقول إذا فرغ من وضوئه

وضو کے بعد کون سی دعا پڑھنی چاہیے

وضو کے بعد کونسی دعا پڑھے اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۵ حدیث بیان فرمائی ہیں۔

(٢٩) - حدثنا عبدالله بن محمد بن جعفر، حدثنا سعيد بن محمد البيروتي، ثنا سليمان بن عبدالرحمن، ثنا عبدالرحمن بن سوار الهذلي، حدثنا عمرو بن ميمون بن مهران، عن أبيه عن جده قال: كنت عند عثمان ابن عفان رضي الله تعالى عنه فحدث عن رسول الله ﷺ أنه قال: من قال حين يفرغ من وضوئه:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.﴾

ثلاث مرات لم يقم حتى تمحى عنه ذنوبه حتى يصير كيوم ولدته أمه.

اخرجه ابن حجر في «نتائج الافكار» (١/٢٥٠)

(۲۹) ترجمہ: "حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص وضو کے بعد تین مرتبہ"

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.﴾

پڑھے تو وہ وضو سے اس حال میں اٹھتا ہے کہ اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس دن کی طرح (گناہوں سے پاک) ہوجاتا ہے جیسے وہ آج ہی اپنی ماں سے پیدا ہوا ہو۔"

فائدہ: وضو کے بعد فوراً دعا پڑھنی چاہئے کیونکہ حدیث میں "حين يفرغ" یعنی جیسے ہی وضو سے فارغ ہوآیا ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۲/۱۶)

علماء نے لکھا ہے کہ وضو اور دعا کے درمیان بات نہ کرنا سنت ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۲/۲۸)

ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے وضو کیا اور اپنے پیر دھوئے اور بغیر بات کئے **"اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله"** پڑھا اس کے لئے دونوں وضوؤں کے درمیان سارے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

(ابویعلی دارقطنی فتوحات ربانیہ ۲/۱۹)

لیکن دعا وضو کے فوراً بعد پڑھنا یہ کامل درجہ ہے بعد میں بھی پڑھ لینا چاہئے۔ (فتوحات ربانیہ ۲/۱۶)

وضو کی دعائیں تیمم اور غسل کے بعد بھی پڑھ سکتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۲/۱۷)

نوع آخر:

(۳۰) - أخبرني أبو عروبة، حدثنا المسيب بن واضح، ثنا يوسف ابن أسباط، عن سفيان، عن أبي هاشم، عن أبي مجلز، عن قيس بن عباد، عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من توضا فأسبغ الوضوء ثم قال عند فراغه من وضوئه:

﴿سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ اللّٰهُمَّ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ.﴾

ختم عليها بخاتم فوضعت تحت العرش فلم يكسر إلى يوم القيامة.

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (٦/١١٣/٢٩٨٩٣) والنسائی فی «السنن الکبری» (٦/٢٥/٩٩١١) وفی «عمل الیوم واللیلة» (٨١) والطبرانی فی «المعجم الاوسط» (٢/١٢٣/١٤٥٥) والحاکم فی «المستدرک» (١/٧٥٢/٢٠٧٢) وقال هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجه.

ایک اور دعا:

(۳۰) ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے وضو کیا اور وضو کو کامل طریقے سے کیا پھر وضو سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھی:

﴿سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ اللّٰهُمَّ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ آپ پاک ہیں اور میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اور میں آپ سے معافی طلب کرتا ہوں اور اے اللہ میں آپ سے توبہ کرتا ہوں۔“

تو ان الفاظ کو ایک پرچہ پر لکھ کر مہر لگا دی جاتی ہے جو قیامت تک لگی رہے گی اور اس دن سے پہلے توڑی نہیں جائے گی۔“

فائدہ: وضو کامل کا مطلب یہ ہے کہ وضو کو تمام سنن مستحبات آداب کی رعایت کرتے ہوئے کیا جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن جب تک ان کلمات کا بدلہ نہیں ملے گا اس وقت تک اس کی مہر نہیں توڑی جائے گی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۶/۵۵)

اس حدیث میں اچھی طرح وضو کرنے کے لئے فرمایا ہے۔

اچھی طرح وضو کرنے کی فضیلت

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اچھی طرح وضو کرنا آدھا ایمان ہے۔ (حاشیہ سندی ۵/۵)

ایک حدیث میں اچھی طرح وضو کرنے کو گناہوں کے معاف کرانے اور درجات بلند کرانے والی چیزوں میں شمار فرمایا ہے۔
(مسلم ۱/۱۲۷)

اچھی طرح وضو کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ناگواری کے باوجود تمام آداب کی رعایت کرتے ہوئے وضو کرنا۔ جیسے سردی ہو یا بدن میں تکلیف ہو اس کے باوجود مشقت برداشت کر کے اچھی طرح وضو کرنا۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ تمام اعضائے وضو کو اچھی طرح دھونا، تین مرتبہ دھونا اور اعضاء کی چمک کو بڑھانا اچھی طرح وضو کرنا ہے۔ (مرقاۃ ۱/۳۲۱)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن میری امت کو وضو کی وجہ سے روشن پیشانی اور چمک دار سفید اعضا والے کہہ کر پکارا جائے گا جو شخص اپنی پیشانی کی روشنی اور اعضاء کی سفیدی بڑھانا چاہے وہ ایسا کرے۔ (مسلم ۱/۱۲۶)

نوع آخر:

(۳۱) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا سويد بن نصر، أنا عبدالله، عن حيوة بن شريح، أخبرني زهرة بن معبد، أن ابن عمه أخي أبيه حدثه، أن عقبة بن عامر حدثه قال: قال لي عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه: قال رسول الله ﷺ من توضأ فاحسن الوضوء، ثم رفع بصره إلى السماء فقال:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.﴾

فتحت لهٗ ثمانية أبواب الجنة يدخل من أيها شاء.

اخرجه احمد في «مسنده» (۱۹/۱) والدارمي في «سننه» (۸۱٦/۱۹٦/۱) وابوداود (۱۷۰/٤٤/۱) (۲۲/۱) والنسائي في «السنن الكبرى» (۹۹۱۲/۲٥/٦) وابويعلى في «مسنده» (۲٤۹/۲۱۳/۱)

ایک اور دعا:

(۳۱) ترجمہ: ”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مجھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے پھر (وضو سے فارغ ہونے کے بعد) آسمان کی طرف نگاہ اٹھائے اور یہ دعا پڑھے:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.﴾

ترجمہ: ”میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلے ہیں اور ان کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ محمد (ﷺ) ان کے بندے اور رسول ہیں۔“

تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس سے چاہے جنت میں داخل ہو۔"

فائدہ: آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں کا مطلب یہ ہے کہ جائے گا تو ایک سے لیکن اس کے اعزاز واکرام میں آٹھوں دروازے کھل جائیں گے۔ (فتوحات ربانیہ ۲/۱۸)

نوع آخر:

(۳۲) - أخبرني أحمد بن الحسن بن هارون الصباحي، حدثنا الحسين بن علي ابن يزيد الصدائي، حدثنا أبي، حدثنا أبو سعيد الاعور، عن أبي سلمة، عن ثوبان رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من توضا فأحسن الوضوء ثم قال عند فراغه:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.﴾

فتح اللّٰه لهٗ ثمانية أبواب الجنة يدخل من أيها شاء.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٢٩٨٩٤/١١٣/٦) والترمذى (٥٥/٧٨/١) (١٨/١) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (١٤٤١/١٠٠/٢) وفى «المعجم الاوسط» (٤٨٩٥/١٤٠/٥) والبيهقى فى «السنن الصغرىٰ» (١١٢/٩٤/١) والرافعى فى «التدوين فى اخبار قزوين» (٣٣/٢)

ایک اور دعا:

(۳۲) **ترجمہ:** "حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا پھر وضو سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھی:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.﴾

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلے ہیں ان کا کوئی شریک نہیں۔ اے اللہ آپ مجھے کثرت سے توبہ کرنے والوں اور خوب پاک وصاف رہنے والوں میں داخل فرما دیں۔"

تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے چاہے جنت میں داخل ہو۔"

فائدہ: "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ" اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں بنا دیں کا مطلب ہے کہ اے اللہ! آپ ہمیں توفیق عطا فرمائیں کہ ہم سے جب کبھی بتقاضائے بشریت کوئی گناہ ہو جائے تو ہم اس سے فوراً توبہ کرلیں اور اپنے عیوب سے رجوع کرلیں۔ یعنی جب ہم سے گناہ ہو جائے تو ہمارے دل میں یہ داعیہ پیدا کردیں کہ ہم گناہ کے بعد فوراً توبہ کرلیں خواہ

گناہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں تاکہ ہم آپ کے پسندیدہ بندے بن جائیں۔

حدیث کے آخری جملے پاکیزگی کرنے والوں میں شامل کر دیں کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں باطنی پاکیزگی کی دولت سے نواز دے اور ہمارے جتنے برے اخلاق اور بدخصائل ہیں سب سے ہمیں پاک کر دے اس دعا میں اس طرف اشارہ ہے کہ جسم اور اعضاء ظاہری کی طہارت وصفائی وضو سے ہوتی ہے یہ ہمارے اختیار میں تھی اس کو ہم نے پورا کرلیا اب باطنی احوال کی طہارت اور اندرونی صفائی آپ کے ہاتھ میں ہے لہٰذا اپنے فضل وکرم سے باطنی پاکیزگی بھی عنایت فرمائیے۔ (مظاہر حق ۱/۲۸۰)

توبہ باطن کی گناہوں سے پاکی کے لئے ہے اور وضو ان ظاہری ناپاکیوں سے پاکی کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ کی قربت سے روکنے والی ہیں۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا میں دونوں قسم کی پاکیوں کو ذکر فرمایا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ اس دعا کے ساتھ یہ دعا: "**سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت وحدك لا شريك لك استغفرك واتوب اليك**" بھی پڑھنی چاہئے۔ (شرح مسلم للنووی ۱/۱۲۳)

نوع آخر:

(۳۳) - حدثنا ابن منيع، ثنا أبو سعيد يحيٰى بن سعيد، حدثنا الحسين ابن على الجعفى، عن عمرو بن عبدالله بن وهب أبى معاوية النخعى، حدثنا أبو الحوارى، عن أنس بن مالك رضى الله تعالى عنه، (ح) وحدثنا عبدالرحيم ابن محمد بن عمرو، حدثنا زياد بن أيوب، حدثنا أبو نعيم، حدثنا عمرو ابن عبدالله النخعى أبو معاوية، قال: حدثنى زيد العمى، عن أنس بن مالك رضى الله تعالى عنه، (ح) وأخبرنا ابن منيع، حدثنا أبو هشام الرفاعى، حدثنا زيد ابن الحباب، عن عمرو بن عبدالله بن وهب النخعى، عن زيد العمى، عن أنس بن مالك رضى الله تعالى عنه، (ح) وأخبرنى محمد بن أحمد بن عثمان، حدثنا إبراهيم بن نصر، حدثنا عبدالله بن رجاء، حدثنا زائدة، عن عبدالله ابن وهب، عن زيد العمى، عن أنس بن مالك رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من عبد يتوضأ فيحسن الوضوء ثم يقول:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.﴾

ثلاث مرات إلا فتح الله لهٗ ثمانية أبواب الجنة من أيها شاء دخل. لفظ حسين الجعفى وأبى نعيم.

(وأخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (۲۲/۱۳/۱) واحمد فى «مسنده» (۲۶۵/۳) وابن ماجه (۴۶۹/۱۵۹/۱) (۳۶) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ۳۸۵، ۳۸۶) وابن حجر فى «نتائج الاذكار» (۲۴۹/۱)

ایک اور دعا:

(۳۳) تَرجَمَہ: ''حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے پھر وضو کے بعد یہ دعا پڑھے:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.﴾

تَرجَمَہ: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلے ہیں ان کا کوئی شریک نہیں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے بندے اور ان کے رسول ہیں۔''

تو اس کے لئے آٹھوں دروازے کھول دیتے ہیں جس سے چاہے جنت میں داخل ہو۔''

فَائِدَہ: ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور وضو سے فارغ ہونے کے بعد وہ یہ دعا پڑھے:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.﴾

پھر مجھ پر درود شریف پڑھے۔ (رواہ ابن حجر فی شرح العباب فتوحات ۲/۲۵)

بعض علماء نے لکھا ہے کہ مراتب اور درجات کے اعتبار سے جنت کے آٹھ حصے ہیں۔ چنانچہ اس حدیث میں ''آٹھوں دروازوں'' سے حقیقۃً دروازے مراد نہیں ہیں بلکہ ان آٹھوں حصوں کو ایک ہی اعتبار کیا ہے اور ہر ایک کو دروازے سے تعبیر کیا ہے کبھی ایک کو بھی بہشت کہتے ہیں۔ اس حساب سے ''ہشت بہشت'' کہتے ہیں۔ (مظاہر حق ۱/۲۷۹)

باب ما يقول إذا أصبح و إذا أمسى

صبح شام پڑھنے کی دعائیں

صبح دن کی ابتدا اور شام رات کی ابتدا ہے اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں جو دن رات انسان پر برستی ہیں ان کی شکرگزاری اور آئندہ آنے والے دن اور رات میں ہر قسم کے شر سے حفاظت اور ہر قسم کی خیر و عافیت کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں کیا دعائیں پڑھنی چاہئیں۔

اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اباب جس کے ذیل میں ۴۹ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

یہ (صبح شام کی دعاؤں کا) باب بہت وسیع ہے۔ جو شخص تمام دعائیں پڑھ سکے یہ اللہ تعالیٰ کا اس پر انعام و فضل ہے اور خوش نصیبی ہے اور جو تمام نہ پڑھ سکے وہ کچھ دعائیں پڑھ لے اگرچہ ایک ہی کیوں نہ ہو۔ (قالہ النووی کتاب الاذکار ۱۰۵)

دعائیں پڑھنے کا وقت: صبح سے مراد طلوع فجر سے ۱۰، ۱۱ بجے تک کا وقت ہے۔ لہٰذا جو دعائیں صبح پڑھنی ہیں ان کو اس وقت تک پڑھ لیں۔ اور شام کا وقت عصر کے بعد سے تہائی رات تک ہے لہٰذا شام کی دعائیں اس وقت تک پڑھ لیں۔

(فتوحات ربانیہ ۳/۷۴)

اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں صبح سے مراد سارا دن اور شام سے مراد ساری رات۔ صبح سے مراد رات کے آخری آدھے حصے سے زوال تک اور شام زوال سے رات کے پہلے آدھے حصہ تک مراد ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۷۴، ۷۵، مرقاۃ ۵/۱۶۵)

پہلے قول میں احتیاط ہے۔

(٣٤) - أخبرنا أبو خليفة، حدثنا مسدد، حدثنا يحيى بن سعيد، عن سفيان، حدثني سلمة بن كهيل، عن عبدالله بن عبدالرحمن بن أبزى، عن أبيه رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أصبح قال:

﴿أَصْبَحْنَا عَلَى فِطْرَةِ الإِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الإِخْلَاصِ وَدِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم وَمِلَّةِ أَبِيْنَا إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ.﴾

وأخرجه أحمد في «مسنده» (٣/٤٠٦) والدارمي (٢/٢٧٨/٢٦٨٨) والنسائي في «السنن الكبرى» (٦/٣/٩٨٢٩) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣) والطبراني في «الدعا» (رقم ٢٩٤)

(۳۴) **ترجمہ:** ”حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔“

﴿أَصْبَحْنَا عَلَى فِطْرَةِ الإِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الإِخْلَاصِ وَدِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم وَمِلَّةِ

أَبِينَا إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ. ﴾

ترجمہ: ”ہم نے فطرۃ اسلام اور کلمہ اخلاص اور اپنے (پیارے) نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اپنے جد امجد (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کی ملت پر صبح کی جو موحد اور مسلمان تھے مشرکوں میں نہ تھے۔“

فائدہ: جب یہ دعا شام کو پڑھی جائے تو اصبحنا کی جگہ امسینا پڑھا جائے۔ (مرقاۃ ۵/ ۱۷۶، تحفۃ الاحوذی ۹/ ۲۳۶)

اسی طرح جہاں اصبح ہے وہاں امسی پڑھا جائے گا۔

فطرت اسلام پر صبح کی یعنی دین حق پر صبح کی۔

فطرت کا معنی سنت بھی آتا ہے۔

کلمۂ اخلاص سے مراد کلمۂ شہادت ہے۔

ہمارے نبی (علیہ الصلاۃ والسلام) کے دین پر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو سکھانے کے لئے فرمایا ہے۔

ملت ابراہیم، ابراہیم علیہ السلام دین مستقیم پر قائم تھے اور مشرکوں میں سے نہیں تھے۔ (فیض القدیر ۵/ ۱۰۵)

حنیفًا کا معنی اسلام کی طرف مائل ہونا اور اسی پر ثابت رہنا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ۹/ ۲۶۴)

حنیف وہ مسلمان تمام ادیان سے منہ موڑ کر اسلام کی طرف یکسو ہو گیا ہو۔

بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد مخلص مسلمان ہے۔ (شرح تحفۃ الذاکرین ص ۱۶۶)

نوع آخر:

(٣٥) - أخبرنا أبو محمد بن صاعد، حدثنا محمد بن زنبور، حدثنا عبدالعزيز بن أبي حازم، عن سهيل بن أبي صالح، عن أبيه، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا أصبحتم فقولوا:

﴿ اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَىٰ وَبِكَ نَمُوْتُ وَ إِلَيْكَ النُّشُوْرُ. ﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (٥٢٢/٢) وابوداؤد (٣١٧/٤)/٥٠٦٨) (٣٣٥/٢) وابن ماجه (٧٢/١٢/٢) والترمذي (٣٩٩١/٤٦٦/٥) (١٧٦/٢) وابن حبان في «صحيحه» (٩٦٤/٤٤/٣)

ایک اور دعا:

(۳۵) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صبح کے وقت تم یہ دعا پڑھا کرو۔“

﴿ اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَىٰ وَبِكَ نَمُوْتُ وَ إِلَيْكَ النُّشُوْرُ. ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! ہم نے آپ ہی کی مدد سے صبح کی، آپ ہی کی مدد سے شام کی، آپ ہی کے حکم سے

ہم زندہ ہیں، آپ ہی کے حکم سے مریں گے اور ہم آپ ہی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔"

فائدہ: حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! ہم نے آپ کی حفاظت اور آپ کی نعمتوں میں ڈھکے ہوئے، آپ کے ذکر میں مشغولیت کی حالت میں، آپ کے نام سے مدد طلب کرتے ہوئے، آپ کی توفیق کے شامل حال ہوتے ہوئے اور آپ کے ارادے اور قوت سے حرکت کرتے ہوئے صبح کی۔

آپ ہی کے نام سے جیتے اور مرتے ہیں کا مطلب یہ ہے کہ ہماری حالت تمام حالتوں اور تمام احکامات میں اسی طرح ہمیشہ رہتی ہے کہ ہم آپ ہی کے نام سے سارے کام کرتے ہیں۔

آپ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں یعنی ہم قیامت کے دن آپ کے پاس اٹھائے جائیں گے۔ (تحفۃ الاحوذی ۹/۲۳۶)

نوع آخر:

(٣٦) - حدثنا أبو عبدالرحمن، حدثنا أحمد بن سليمان، حدثنا حسين يعني الجعفي، عن زائدة، عن الحسن بن عبدالله، عن إبراهيم بن سويد، عن عبدالله بن يزيد، عن عبدالله رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان يقول إذا أمسى:

﴿أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شريك له، اللهم إني أعوذبك من الجبن والبخل، وسوء الكبر، وفتنة الدنيا وعذاب القبر، وعذاب النار﴾

و إذا أصبح قال مثل ذلك. وزاد زبيد عن إبراهيم بن سويد، عن عبدالرحمن بن يزيد، عن عبدالله يرفعه: و إذا أمسى قال:

﴿لا إله الا الله وحده لا شريك له، لهُ الملك وله الحمد يُحْيِي وَيُمِيْتُ وهو على كل شيء قدير.﴾

اخرجه مسلم (٢٧٢٣/٢٠٨٩/٤) (٣٥٠/٢) وابوداؤد (٥٠٧١/٣١٧/٤) (٣٣٥/٢) والترمذى (٣٣٩٠/٤٦٥/٥) (١٧٦/٢) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٩٨٥١/١٠/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٣)

ایک اور دعا:

(۳۶) **ترجمہ**: "حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) شام کے وقت یہ دعا پڑھتے اور صبح کو بھی یہی کلمات پڑھتے۔"

﴿أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شريك له، اللهم

إنی أعوذبك من الجبن والبخل، وسوء الكبر، وفتنة الدنيا وعذاب القبر، وعذاب النار﴾

ترجمہ: ''ہم نے اور ساری خدائی (مخلوق) نے اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے لئے شام کی ہے، سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ (اپنی ذات وصفات میں) اکیلے ہیں، ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اے اللہ! میں کنجوسی، بزدلی برے بڑھاپے، دنیا کے فتنے، قبر اور جہنم کے عذاب سے آپ کی پناہ لیتا ہوں۔''

صبح کو بھی ایسے کلمات ارشاد فرماتے۔ ایک روایت میں ہے کہ شام کے وقت یہ دعا پڑھتے:

﴿لا إله الا اللّٰه وحده لا شريك له، لهٗ الملك وله الحمد يُحْيِي وَيُمِيْتُ وهو على كل شيء قدير.﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اپنی (ذات صفات میں) اکیلے ہیں۔ کوئی ان کا شریک نہیں ہے ان ہی کے لئے ساری بادشاہی اور ساری تعریف ہے وہ (مخلوق کو) زندہ کرتے ہیں اور وہی (مخلوق) کو موت دیتے ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔''

فائدہ: ہم نے اور ساری مخلوق نے شام کی کا مطلب یہ ہے کہ ہم اور ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ڈھکے ہوئے شام میں داخل ہوئے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ کہنے والے کا حال ہے کہ ہم نے پہچان لیا کہ (سارا) ملک اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لئے نہیں ہے۔ بس اسی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور ہم نے اللہ تعالیٰ ہی کو عبادت، حمد وثنا اور شکر کے لئے خاص کر دیا ہے۔

پھر ہمیشہ صبح شام ان چیزوں کو طلب کرتے ہیں اور جو چیزیں ان میں رکاوٹ ڈالتی ہیں ان سے پناہ مانگتے ہیں۔

(فتوحات ربانیہ ۳/۸۹)

بزدلی، دل کی کمزوری کو کہتے ہیں۔ (فیض القدیر ۳/۱۱۱)

سخاوت اگر نفس سے ہو تو یہ شجاعت وبہادری کہلاتی ہے۔ اس کی ضد بزدلی ہے۔ اگر سخاوت مال سے ہو تو یہ سخاوت ہے۔ اس کی ضد کنجوسی ہے۔

شجاعت اور سخاوت دونوں اکٹھے ایک کامل آدمی میں نہیں ہوسکتی ہیں اور انتہائی ناقص آدمی میں نہیں ہوسکتی ہیں کیونکہ کنجوسی اللہ تعالیٰ سے دور کر دیتی اور کامیابی سے محرومی کا سبب بنتی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۴۹)

نوع آخر:

(٣٧) - نوع آخر. أخبرنا اسماعيل بن إبراهيم بن بلال، حدثنا محمد ابن عبدالملك الدقيقي، حدثنا إسماعيل بن أبان (العنزى)، حدثنا ابو اسرائيل عن طلحه بن مصرف عن عبدالرحمن بن عوسجة عن البراء ابن عازب رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ يقول إذا أصبح و أمسى:

﴿اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذَا الْيَوْمِ وَخَيْرِ مَا بَعْدَهٗ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هَذَا الْيَوْمِ وَشَرِّمَا بَعْدَهٗ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسْلِ، وَسُوْءِ الْكِبْرِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ.﴾

في حديث عبدالله بن مسعود اخرجه النسائي في «السنن الكبرى» (١٤٠٩/١٤٨/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (٥٧٣) باختلاف في اللفظ ومن طريقه ابن حجر في «نتائج الافكار» (٣٥٤/٢) و حديث البراء اخرجه الطبراني في «المعجم الكبير» (١١٧٠/٢٤/٢) وفي «الدعا» (رقم ٢٩٥)

ایک اور دعا:

(٣٧) ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح شام یہ دعا پڑھتے۔"

﴿اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذَا الْيَوْمِ وَخَيْرِ مَا بَعْدَهٗ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هَذَا الْيَوْمِ وَشَرِّمَا بَعْدَهٗ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسْلِ، وَسُوْءِ الْكِبْرِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ.﴾

ترجمہ: "ہم اور ساری خدائی (مخلوق) نے اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے لئے صبح کی اور تمام تر تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے وہ (اپنی ذات وصفات میں) یکتا ہیں، ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اے میرے رب! جو کچھ اس دن میں (پیش آنے والا) ہے اور جو کچھ اس کے بعد (پیش) آئے گا میں آپ سے اس کی بھلائی اور بہتری مانگتا ہوں اور اے میرے پروردگار! جو کچھ اس دن میں اور اس کے بعد شر (پیش آنے والا) ہے میں اس شر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ اے میرے پروردگار! میں سستی کاہلی

سے (جو امور خیر سے محرومی کا سبب بنتی ہے) اور برے بڑھاپے سے آپ کی پناہ لیتا ہوں۔ اے میرے پرورش کرنے والے! میں عذاب جہنم سے اور عذاب قبر سے بھی آپ کی پناہ چاہتا ہوں (آپ مجھے ان سے بچا لیجئے آمین)۔"

فائدہ: کسل سستی کاہلی، کسل کہتے ہیں عبادات پر قادر ہونے کے باوجود عبادات میں دیر کرنا اور اس کا سبب شر کے جذبہ کا خیر کے جذبہ پر غالب ہونا ہے۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں کسل ان چیزوں کے کرنے میں دیر کرنے کو کہتے ہیں کہ جن چیزوں کے کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہئے اور یہ باوجود نفس میں خیر کی استطاعت ہونے کے خیر کے کاموں میں نفس کے ابھار نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(الفتوحات الربانیہ ۳/۹۱)

نکتہ: سستی کو بڑھاپے پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ سستی برے بڑھاپے سے کم درجہ کی چیز ہے کیونکہ سستی کے ساتھ عبادات کا امکان تو ہے لیکن برے نکمے محتاج بڑھاپے میں عبادات کا امکان ہی نہیں کہ باوجود چاہنے کے بھی آدمی عبادات نہیں کر پاتا ہے۔ (الفتوحات ۳/۹۱)

نوع آخر:

(۳۸) - حدثنا الحسين بن محمد، أخبرنا أبوداؤد، حدثنا أبو قتادة، حدثنا أبو الورقاء، حدثنا ابن أبي أوفى رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا اصبح قال:

﴿أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْعَظْمَةُ لِلّٰهِ، وَالْخَلْقُ وَالْأَمْرُ وَاللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَمَا سَكَنَ فِيهِمَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَوَّلَ هٰذَا النَّهَارَ صَلَاحًا وَأَوْسَطَهُ نَجَاحًا وَآخِرَهُ فَلَاحًا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.﴾

اخرجه ابن المبارك المروزى فى «كتاب الزهد والرقاق» (۳۱۹/۱۰۸۵) ابن ابى شيبه فى «المصنف» (۶/۳۵/۲۹۲۷۷) وعبد بن حميد فى «مسنده» (۱/۱۸۸/۵۳۱) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ۲۹۶) والديلمى فى «مسند الفردوس» (۱/۴۸۱/۱۹۶۷)

ایک اور دعا:

(۳۸) **ترجمہ:** "حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔"

﴿أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْعَظْمَةُ لِلّٰهِ، وَالْخَلْقُ وَالْأَمْرُ وَاللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَمَا سَكَنَ فِيهِمَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَوَّلَ هٰذَا النَّهَارَ

صَلَاحًا وَأَوْسَطَهُ نَجَاحًا وَآخِرَهُ فَلَاحًا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ. ﴾

ترجمہ: ''ہم نے اور ساری خدائی (مخلوق) نے اللہ تعالیٰ (کی عبادت وطاعت) کے لئے صبح کی اور تمام تر تعریف کبریائی اور عظمت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ ساری مخلوق، (اور اس پر چلنے والا) حکم، دن، رات اور جو کچھ ان میں ہے سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی ملک میں ہے۔ اے اللہ! آپ آج کے دن کے پہلے حصہ کو میرے لئے بہتری (کا ذریعہ) درمیانی حصہ کو فلاح (وبہبود) اور آخری حصہ کو کامیابی (کا ذریعہ) بنادیں۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔'' (اللہ! میری دعا قبول کرلیجئے)

نوع آخر:

(٣٩) - أخبرنا أبو يعلي، حدثنا أبو الربيع، حدثنا يوسف بن عطية، عن ثابت، عن أنس رضي الله تعالى عنه، أن رسول الله ﷺ كان يدعو بهذه الدعوات إذا أصبح و إذا أمسى:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ فُجَاةِ الْخَيْرِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فُجَاةِ الشَّرِّ. فَإِنَّ الْعَبْدَ لَا يَدْرِيْ مَا يَفْجَأُهُ إِذَا أَصْبَحَ وَ إِذَا أَمْسَى. ﴾

اخرجه ابويعلى في «مسنده» (٣٣٧١/١٠٦/٦) والخرائطى في «مكارم الاخلاق» (١٩٧/٤٩٩) المنتقى والديلمى في «مسند الفردوس» (١٨٥٩/٤٥٧/١) وابن حجر في «نتائج الافكار» (٤٠٤/٢)

ایک اور دعا:

(٣٩) ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس دعا کو صبح شام پڑھا کرتے تھے۔''

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ فُجَاةِ الْخَيْرِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فُجَاةِ الشَّرِّ. فَإِنَّ الْعَبْدَ لَا يَدْرِيْ مَا يَفْجَأُهُ إِذَا أَصْبَحَ وَ إِذَا أَمْسَى. ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ سے جلد ملنے والی خیر کا سوال کرتا ہوں اور جلد پیش آنے والے شر سے پناہ چاہتا ہوں کہ بندہ کو معلوم نہیں کہ صبح شام اچانک اس کے ساتھ کیا پیش آنے والا ہے۔''

فائدہ: ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جس نے اس کو آزمایا اس نے اس دعا کی قدر ومنزلت کو پہچانا اور اس کو اس کا عمومی نفع حاصل ہوا۔ اس دعا سے نظر لگانے والے کی نظر بد سے آدمی محفوظ رہتا ہے اور اگر نظر بد لگ جائے تو اس کی برکت سے اس کا اثر زائل ہوجاتا ہے اور یہ سارا معاملہ اس کے پڑھنے والے کے یقین بقدر ہوتا ہے۔ (فیض القدیر ١٠٥/٥)

برے بڑھاپے الخ یعنی آخری اور گھٹیا عمر کیونکہ اس میں عجز، بڑھاپا، عقل کا خراب ہوجانا اور انسان کا بچپن کی طرف لوٹ

جانا جو علم و معرفت، کامل طریقے سے ظاہری و باطنی عبادت اور اللہ تعالیٰ کی لعنت بنوں میں غور و فکر کے لئے رکاوٹ بنتا ہے۔ برا بڑھاپا کیونکہ ان کمالات کو ضائع کر دیتا ہے اس لئے خصوصی طور پر اس سے پناہ مانگی گئی ہے۔

اس رات کے خیر و شر سے پناہ الخ۔ مطلب یہ ہے کہ اس رات میں آپ نے جن ظاہری اور باطنی چیزوں کو اپنی مخلوق کے لئے پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا ہے ہم آپ سے وہ تمام ظاہری و باطنی چیزوں کا سوال کرتے ہیں۔

اسی طرح شام کو بھی ان تمام شرور سے پناہ چاہتے ہیں جن کا آپ نے دن رات ارادہ فرمایا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/ ۴۹، ۵۰)

نوع آخر:

(٤٠) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا عمرو بن منصور، حدثنا أبو نعيم، عن عبادة بن مسلم، حدثني جبير بن أبي سليمان بن جبير بن مطعم، أنه كان جالسا مع ابن عمر رضي الله تعالى عنهما فقال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في دعائه حين يصبح:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَأَهْلِيْ وَمَالِيْ، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَآمِنْ رَوْعَاتِيْ، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ، وَأَعُوْذُ بِعَظْمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ.﴾

قال جبير وهو الخسف، قال عبادة: لا أدري قول رسول الله صلى الله عليه وسلم أو قال جبير.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢/٢٥) وابوداؤد (٤/٣١٨/٥٠٧٤) (٢/٣٤٤) وابن ماجه (٢/١٢٧٣/٣٨٧١) (٢٨٦) والنسائي في «السنن الكبرى» (٦/١٤٥/١٤٠١) وابن حبان في «صحيحه» (٣/٢٤١/٩٦١)

ایک اور دعا:

(۴۰) تَرجَمَہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا۔“

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَأَهْلِيْ وَمَالِيْ، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَآمِنْ رَوْعَاتِيْ، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ، وَأَعُوْذُ بِعَظْمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ.﴾

تَرجَمَہ: ”اے اللہ! میں آپ سے دنیا اور آخرت (دونوں) میں خیر و عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے

اللہ! میں آپ سے (اپنے گناہوں کی) معافی چاہتا ہوں اور آپ سے اپنے دین و دنیا اپنے اہل وعیال اور مال میں عافیت چاہتا ہوں۔ اے اللہ! (میں درخواست کرتا ہوں کہ) آپ میرے تمام عیوب کی پردہ پوشی فرمادیں اور میرے خوف و پریشانی کو امن و امان سے بدل دیں اے اللہ! آپ میرے آگے سے میرے پیچھے سے، میرے دائیں سے، میرے بائیں سے، میرے نیچے اور میرے اوپر سے بھی میری حفاظت فرمائیں۔ اے اللہ! میں آپ کی عظمت کی پناہ لیتا ہوں اس بات سے کہ میں نیچے کی جانب سے اچانک ہلاکت میں ڈال دیا جاؤں۔''

حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نیچے کی جانب سے ہلاکت میں ڈال دیا جاؤں کا مطلب زمین میں دھنسا دیا جانا ہے۔

فائدہ: عافیت کی دعا تمام دعاؤں میں جامع ترین دعا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: مجھے کچھ سکھائیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چچا جان! اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں عافیت طلب فرمائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: عافیت کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا میں عافیت، رزق، جسمانی صحت، عیب پوشی اور طاعت پر توفیق کا حاصل ہونا ہے اور آخرت میں مغفرت ہو جانا، جہنم سے چھٹکارا اور جنت کا مل جانا ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ گناہوں کے معاف ہو جانے کو عفو کہتے ہیں اور تمام بیماریوں اور بلاؤں سے حفاظت کو عافیت کہتے ہیں۔
(کلہ من الفتوحات الربانیۃ ۳/۱۱۰)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگا جاتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ عافیت مانگنا پسند ہے۔
(فتوحات بانیہ ۳/۱۳۷)

''تمام عیوب کی پردہ پوشی فرمائیں'' یعنی میری ہر ایک کی کوتاہی جس کا لوگوں کے سامنے آنا مجھے برا لگتا ہو اس کو لوگوں کے سامنے آنے سے محفوظ فرمایئے۔ (شرح تحفۃ الذاکرین ص ۱۱۳)

''میری آگے پیچھے سے حفاظت فرمایئے'' یعنی میری چھ سمتوں سے حفاظت فرمایئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیت کی تفسیر من بین ایدیھم سامنے کا مطلب آخرت (کی پریشانی وغیرہ) سے حفاظت فرمانا اور من خلفھم یعنی پیچھے سے کا مطلب ہے دنیا سے حفاظت فرمانا اور دائیں بائیں سے ان کی نیکیوں اور برائیوں سے حفاظت فرمانا مراد ہے۔

نیچے کی جانب الخ نیچے کی جانب سے ہلاکت بہت بری ہوتی ہے اس لئے اس سے پناہ مانگی گئی ہے۔

اغتیال عرب ایسی جگہ قتل کرنے کو کہتے ہیں جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۱۱۱)

نوع آخر:

(٤١) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرنا يونس بن عبدالاعلى في حديثه، عن ابن وهب، أخبرني سليمان بن بلال، عن ربيعة بن أبي عبدالرحمن، عن عبدالله بن عنبسة، عن عبدالله بن غنام رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من قال حين يصبح:

﴿اَللّٰهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ أَوْ بِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ.﴾

فقد أدى شكر ذلك اليوم.

وأخرجه أبوداود (٥٠٧٣/٣١٨/٤) (٣٤٤/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (٩٨٣٥/٥/٦) وابن حبان في «صحيحه» (٨٦١/١٤٣/٣) والطبراني في «الدعا» (رقم ٣٠٦) والبيهقي في «شعب الايمان» (٤٣٦٨/٨٩/٤)

ایک اور دعا:

(۴۱) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن غنام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کو یہ دعا پڑھتا ہے تو اس نے اس دن کا شکر ادا کر دیا۔''

﴿اَللّٰهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ أَوْ بِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آج صبح جو نعمت مجھے یا آپ کی مخلوق میں کسی کو بھی ملی ہے وہ آپ ہی کی طرف سے ملی ہے۔ آپ (اپنی ذات وصفات میں) یکتا ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں ہے لہٰذا تمام تر تعریف آپ ہی کے لئے ہے اور آپ ہی کا شکر ہے۔''

فائدہ: شکر ایسی بڑی دولت ہے کہ جس نعمت پر آدمی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کے بڑھانے کا وعدہ فرمایا ہے اور انسان دن میں اللہ تعالیٰ کی کتنی نعمتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے اور ان کی بقا کی جدوجہد کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ان کی بقا کا بھی انتظام فرما دیا ہے۔

اس حدیث سے اس دعا کی ایک عظیم فضیلت ومنقبت معلوم ہوئی کہ شکر ادا کرنا جو بندہ پر واجب ہے اس کی ادائیگی ان مختصر الفاظ سے ہو جاتی ہے۔ اس دعا کو صبح پڑھنے والا دن کی تمام نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا شمار ہوتا ہے اور شام کو پڑھنے والا صبح تک کی تمام نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا شمار ہوتا ہے۔ (شرح تحفۃ الذاکرین لسعید محمود عقیل ص ۱۱۴)

منقول ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک دن اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: پروردگار! مجھے آپ کی بہت زیادہ نعمتیں حاصل ہیں میں ان کا شکر کس طرح ادا کروں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: داؤد! اگر تم نے یہ جانا کہ تمہیں جو نعمتیں حاصل ہیں وہ میری طرف سے ہیں تو سمجھ لو تم نے ان کا شکر ادا کر دیا۔ (مظاہر حق ۲/۵۹٦)

نوع آخر:

(٤٢) - أخبرني جعفر بن عيسى، حدثنا العباس بن محمد، حدثنا علي ابن قادم، حدثنا جعفر الأحمر، عن ثعلبة بن يزيد، عن عبدالله بن بريدة، عن أبيه رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من قال إذا أصبح و إذا أمسى:

﴿رَبِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاءِ لَمْ يَكُنْ، أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَّأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا.﴾

ثم مات دخل الجنة.

اخرجه ابونعيم الاصبهاني في «الترغيب والترهيب» (۲/۱۳۹/۱۳۱۰) كما في «العجاله» (۸۹/۱) وابن حجر في «نتائج الافكار» (۲/٤١٤)

ایک اور دعا:

(۴۲) ترجمہ: ”حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح شام یہ دعا پڑھے:

﴿رَبِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاءِ لَمْ يَكُنْ، أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَّأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا.﴾

ترجمہ: ”میرے رب وہ اللہ تعالیٰ ہیں جن کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ سب سے برتر اور عظمت والے ہیں، جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ہوا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نہیں چاہا وہ نہیں ہوا میں (اس بات پر) یقین رکھتا ہوں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والے ہیں، اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔“

پھر (صبح شام پڑھنے کے بعد اس دن یا رات میں) مر جائے تو جنت میں داخل ہوگا۔“

نوع آخر:

(٤٣) - أخبرنا أبو عروبة، حدثنا معلل بن نفيل، حدثنا موسى بن أعين، عن ليث، عن عثمان، عن سليمان بن بريدة، عن أبيه رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من قال إذا أصبح:

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوْ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

فإن مات من يومه مات شهيدا، و إن مات من ليلة مات شهيدا.

اخرجه ابوداؤد (٥٠٧٠/٣١٧/٤) (٣٤٣/٢) وابن ماجه (٣٨٧٢/١٢٧٤/٢) (٢٧٦) والترمذی (٣٣٩٣/٤٦٧/٥) (١٧٦/٢) باختلاف فی اللفظ والنسائی فی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ٢٠) وابن حبان فی «صحیحه» (٩٣٢/٢١٢/٣)

ایک اور دعا:

(۴۳) ترجمہ: ”حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے صبح کے وقت یہ دعا پڑھی:

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوْ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ ہی میرے رب ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ ہی نے مجھے پیدا فرمایا ہے۔ میں آپ کا بندہ ہوں، اور بقدر استطاعت آپ سے کئے ہوئے عہد اور وعدے پر قائم ہوں، میں اپنے کئے ہوئے برے عمل سے آپ کی پناہ لیتا ہوں اور مجھ پر جو آپ کی نعمتیں ہیں میں ان کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں لہٰذا مجھے معاف کر دیجئے کیونکہ گناہوں کو آپ کے علاوہ کوئی نہیں معاف کر سکتا ہے۔“

اگر اس کو اسی دن موت آگئی تو شہید ہونے کی حالت میں موت آئی اور اگر اس کو اسی رات موت آگئی تو شہید ہونے کی حالت میں موت آئی۔“

فائدہ: بخاری کی روایت میں ہے کہ جس نے دل کے یقین کے ساتھ دن کے کسی حصے میں ان کلمات کو پڑھا اور اسی دن شام سے پہلے اس کو موت آگئی تو جنتیوں میں سے ہوگا اور اگر کسی نے دل کے یقین کے ساتھ شام کے کسی حصہ میں ان کلمات کو پڑھا اور صبح ہونے سے پہلے اس کو موت آگئی تو وہ جنتیوں میں سے ہوگا۔ (بخاری ۲/۹۳۲)

اس دعا کے استغفار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور سے امت کو سکھایا ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ کیا میں تم کو سیّد الاستغفار نہ بتاؤں۔ (ترمذی ۲/۱۷۶)

ایک روایت میں ہے کہ افضل الاستغفار یعنی ثواب کے اعتبار سے یہ تمام قسم کے استغفار میں افضل ہے۔

(حاشیہ سندھی علی النسائی ۲/۳۱۹)

ایک روایت میں ہے کہ سید الاستغفار سیکھو۔ (ابن سنی عمل الیوم اللیلہ رقم صفحہ ۳۷۲)

کیونکہ یہ استغفار توبہ کے بھرپور معانی پر مشتمل ہے اس لئے اس کو سید الاستغفار فرما دیا ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۹۹)

ایک وجہ یہ ہے کہ یہ استغفار بہترین معانی اور حسین الفاظ پر مشتمل ہے اس لئے اس کو سید الاستغفار فرمایا ہے۔

(حاشیہ سندھی النسائی ۲/۳۱۹)

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی سات وجودی صفات جو کہ صفات اکرام ہیں ان کا ذکر ہے اس لئے اس کو سید الاستغفار فرمایا ہے۔ نیز اس میں بندے کی طرف سے گناہوں اور عبدیت کا اظہار اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلے میں ہے۔ (قالہ الکرمانی حاشیہ زہر الرابی علی النسائی ۲/۳۲۰)

ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ بہت سے فوائد پر مشتمل ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت وعبودیت کا اعتراف و اقرار ہے، اپنے گناہوں کا اقرار اپنی کمی کوتاہی سے محفوظ رہنے کی دعا، گناہوں کی نسبت اپنی طرف کرنا، نعمتوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہنا ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۱۰۰)

نوع آخر:

(٤٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا قتيبة بن سعيد، أخبرنا أنس بن عياض، عن أبي مودود، عن محمد بن كعب، عن أبان بن عثمان، عن عثمان بن عفان رضي الله تعالى عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من قال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.﴾

فإن قالها حين يمسي لم تفجاه فاجئة بلاء حتى يصبح، و إن قالها حين يصبح لم تفجاه فاجئة بلاء حتى يمسي.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۷۲/۱) وابوداؤد (۵۰۸۸/۳۲۳/٤) (۳۳۸/۲) والنسائی فی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ۱۵) وابن حبان فی «صحیحه» (۸۵۲/۱۳۱/۱۳) والطبرانی فی «الدعا» (رقم ۳۱۷)

ایک اور دعا:

(۴۴) ترجمہ: ''حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص یہ دعا پڑھے۔

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْأَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.﴾

ترجمہ: ''اس اللہ کے نام کے ساتھ (ہم نے صبح یا شام کی) جس کے نام کے ساتھ زمین؟ آسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی اور وہ (سب کچھ) جاننے والا ہے۔''

اگر وہ یہ کلمات شام کو پڑھتا ہے تو صبح ہونے تک اسے کوئی اچانک مصیبت نہیں پہنچے گی اور اگر صبح کو پڑھتا ہے تو شام ہونے تک اسے کوئی اچانک مصیبت نہیں پہنچے گی۔''

فائدہ: ابوداؤد اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ جو شخص تین مرتبہ صبح یا شام اس دعا کو پڑھے تو اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔ (ابوداؤد ۲/ ۳۳۸، ترمذی ۲/ ۱۷۶)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ دعا تین مرتبہ پڑھ لی جائے۔ اگرچہ ایک مرتبہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ مدد طلب کرتا ہوں یا اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے ہر موذی شے سے حفاظت طلب کرتا ہوں۔

اس دعا سے مذکورہ فائدہ کے حصول کے لئے حسن اعتقاد اور اچھی نیت کی ضرورت ہے۔ کوئی چیز خواہ وہ کھانا پینا یا دشمن یا حیوان وغیرہ زمین میں ہو یا آسمان میں ہو نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے زمین سے مراد عالم سفلی اور آسمان سے مراد عالم علوی ہے۔
(عون المعبود ۱۳/ ۲۹۳)

نوع آخر:

(٤٥) - أخبرنا حامد بن شعیب، حدثنا شریح بن یونس، حدثنا هشیم، عن یعلی بن عطاء، عن عمرو بن عاصم، عن أبی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ، أن أبا بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: یا رسول الله مرنی بکلمات أقولهن إذا أصبحت و إذا أمسیتُ، قال: قل:

﴿اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَّمَلِیْکَهُ،

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَشِرْكِهِ. ﴾

قال: قلها إذا أصبحت و إذا أمسيت، و إذا أخذت مضجعك.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۹/۱) وابوداؤد (۵۰۸۳/۳۲۲/٤) (۳۳۵/۲) والترمذی (۳۳۹۲/۳٦۷/۵) (۱۷٦/۲) وابن حبان فی «صحیحه» (۹٦۲/۲٤۲/۳) والحاکم فی «المستدرك» (۱۸۹۲/٦۹٤/۱)

(۴۵) ترجمہ: ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے چند کلمات بتا دیجئے جن کو میں صبح شام پڑھ لیا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم ان کلمات کو صبح شام اور رات کو سونے کے لئے جب اپنے بستر پر جاؤ تو پڑھ لیا کرو۔''

﴿اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّمَلِيْكَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَشِرْكِهِ. ﴾

ترجمہ: ''اے آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے اور ہر پوشیدہ اور ظاہر چیز کے جاننے والے، اور ہر چیز کے رب اور مالک اللہ! میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں، میں اپنے نفس کے شر اور شیطان مردود کے شر سے آپ کی پناہ لیتا ہوں۔''

فائدہ: ترمذی میں اس دعا کے آگے یہ الفاظ بھی آئے ہیں:

﴿وَاَنْ نَقْتَرِفَ عَلٰى اَنْفُسِنَا سُوْءًا اَوْ نَجُرَّهٗ اِلٰى مُسْلِمٍ. ﴾ (ترمذی ۱۹۳/۲)

ترجمہ: ''ہم آپ سے اس بات کی پناہ لیتے ہیں کہ ہم اپنے نفسوں پر کوئی برائی کریں یا کسی مسلمان پر کوئی تہمت لگائیں۔''

آسمان و زمین کو پیدا کرنے والے اللہ!

عالم الغیب والشهادة۔ غیب وہ چیز جو بندوں سے غائب ہو شہادۃ وہ چیز جو بندوں پر ظاہر ہو۔

اپنے نفس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں کہ میرے نفس سے گناہوں کا صدور ہو شیطان کے شر سے یعنی شیطان کے وسوسے ڈالنے اور گمراہ اور ہلاک کرنے سے پناہ مانگتا ہوں۔

شَرَكِهٖ: اگر شین کے زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہے کہ شیطان کے جال سے پناہ مانگتا ہوں۔ اگر شین کے زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ شیطان کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے پناہ مانگتا ہوں۔ (تحفۃ الاحوذی ۳۳۷/۹)

(٤٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا أحمد بن عمرو بن السرح، أنا ابن وهب، أنا عمرو بن الحارث، أن سالما الفراء حدثه، أن عبدالحميد مولى بني هاشم حدثه، أن أمه حدثته، وكانت تخدم بعض بنات النبي ﷺ أن ابنة النبي ﷺ حدثتها أنه كان يعلمها فيقول: قولي حين تصبحين:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا.﴾

فإن من قالهن حين يصبح حفظ حتى يمسي، ومن قالهن حين يمسي حفظ حتى يصبح.

اخرجه ابوداؤد (٥٠٧٥/٣١٩/٤) (٢٤٤/٢) والنسائی فی «السنن الکبری» (٩٨٤٠/٦/٦) وفی «عمل اليوم والليلة» (رقم١٢) والمزی فی «تهذيب الکمال» (٤٦٢/١٦) وابونعيم فی عمل «اليوم الليلة» کما فی «نتائج الافکار» (٣٩٦/٢)

(۴۶) ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحبزادی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کو (یہ دعا) سکھاتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم صبح کے وقت یہ دعا پڑھا کرو:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ (ہر عیب سے) پاک ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے حمد و ثنا ہے گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہے (اس لئے) جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ہوا اور جو اللہ تعالیٰ نے نہیں چاہا وہ نہیں ہوا، میں یقین رکھتا ہوں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والے ہیں اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔“

جو شخص صبح کے وقت ان کلمات کو پڑھتا ہے تو شام تک اس کی حفاظت کی جاتی ہے اور جو شام کو پڑھتا ہے اس کی صبح تک حفاظت کی جاتی ہے۔“

فائدہ: یہ حدیث حضرت عبدالحمید رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کی والدہ جو رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کی خدمت کیا کرتی تھیں ان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی نے ان سے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ یہ دعا سکھاتے تھے۔

”اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہیں“ کا مطلب یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو ان تمام چیزوں سے پاک سمجھتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہیں۔

لا قوۃ الا باللّٰہ۔ کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی قدرت دیئے بغیر کسی حرکت وسکون پر قادر نہیں ہے۔ بعض علما فرماتے ہیں کہ ہمیں تسبیح تحمید وغیرہ کسی چیز پر خود قدرت نہیں ہے (ہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے)۔

ماشاء اللّٰہ الخ۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں خواہ بندہ چاہے یا نہ چاہے۔

ایک حدیث قدسی میں ہے کہ: بندے! تو بھی چاہتا ہے اور میں بھی چاہتا ہوں ہوتا وہی ہے جو میں چاہتا ہوں اس لئے جو اس فیصلے پر راضی ہوگیا اس کے لئے (میری) رضا ہے اور جو ناراض ہوگیا اس کے لئے میری ناراضگی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں جس بات کا حکم کرنا چاہتے ہیں کردیتے ہیں۔

امام شافعی کے اشعار ہیں۔

ما شئت کان ولم اشاء   وما لم تشأ ان اشاء لم یکن

ترجمہ: ''کہ جو آپ چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے اگرچہ میں وہ نہ چاہوں اور جو آپ نہیں چاہتے اگرچہ میں چاہوں وہ نہیں ہوتا ہے۔'' (فتوحات ربانیہ ۳/۱۲۲)

نوع آخر:

(٤٧) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا محمد بن عبدالملك بن زنجويه، ثنا أبو المغيرة، ثنا أبوبكر بن أبي مريم، ثنا ضمرة بن حبيب بن صهيب، عن أبي الدرداء، عن زيد بن ثابت رضي الله تعالى عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم علمه دعاء، وأمره أن يتعاهد به أهله كل يوم، قال: من قال حين يصبح:

﴿لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ، وَمِنْكَ وَ إِلَيْكَ، مَا قُلْتُ مِنْ قَوْلٍ أَوْ نَذَرْتُ مِنْ نَّذْرٍ أَوْ حَلَفْتُ مِنْ حَلْفٍ فَمَشِيْئَتُكَ بَيْنَ يَدَيْهِ، مَا شِئْتَ مِنْهُ كَانَ وَمَا لَمْ تَشَأْ لَمْ يَكُنْ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ، أَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ وَمَا صَلَّيْتُ مِنْ صَلَاةٍ فَعَلَى مَنْ صَلَّيْتَ، وَمَا لَعَنْتُ مِنْ لَعْنَةٍ فَعَلَى مَنْ لَعَنْتَ، أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّأَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ.﴾

وأخرجه أحمد في «مسنده» (١٩١/٥) والطبراني في «المعجم الكبير» (١٥٧/٥/٤٩٣٢) وفي «مسند الشاميين» (٣٥١/٢/١٤٨١) بزيادة وفي «الدعا» (رقم٣٢١) والحاكم في «المستدرك» (٥١٦/١)

ایک اور دعا:

(۴۷) ترجمہ: ''حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ دعا سکھائی:

﴿لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ، وَمِنْكَ وَ إِلَيْكَ، مَا قُلْتُ

مِنْ قَوْلٍ أَوْ نَذَرْتُ مِنْ نَّذْرٍ أَوْ حَلَفْتُ مِنْ حَلْفٍ فَمَشِيْئَتُكَ بَيْنَ يَدَيْهِ، مَا شِئْتَ مِنْهُ كَانَ وَمَا لَمْ تَشَأْ لَمْ يَكُنْ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ، أَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ وَمَا صَلَّيْتُ مِنْ صَلَاةٍ فَعَلَى مَنْ صَلَّيْتَ، وَمَا لَعَنْتُ مِنْ لَعْنَةٍ فَعَلَى مَنْ لَعَنْتَ، أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّأَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ. ﴾

ترجمہ: "میں حاضر ہوں اے (میرے پیارے) اللہ! (میں آپ کے حضور میں) حاضر ہوں اور آپ کی فرمانبرداری کے لئے تیار ہوں۔ (تمام تر) بھلائی آپ ہی کے ہاتھ میں ہے آپ ہی کی جانب سے ہے اور اس کی نسبت بھی آپ ہی کی طرف ہے (اے اللہ!) میں نے جو بات بھی کہی اور میں نے جو قسم بھی کھائی، اور میں نے جو نذر (منت) بھی مانی آپ کا چاہنا اس سے پہلے ہے جو آپ نے چاہا وہ ہوا، اور جو آپ نہیں چاہیں گے وہ نہیں ہوگا۔ آپ کے علاوہ نہ کوئی طاقت ہے نہ قوت ہے۔ بلاشبہ آپ ہی ہر چیز پر قادر ہیں۔ اے (میرے پیارے) اللہ! میں نے جو بھی (کسی کے لئے) رحمت کی دعا مانگی وہ اس پر ہو جس پر آپ نے رحمت فرمائی اور میں نے جو بھی (کسی پر) لعنت کی وہ اس پر ہو جس پر آپ نے لعنت فرمائی۔ آپ ہی دنیا و آخرت میں میرے کارساز ہیں۔ آپ مجھے مسلمان (ہونے کی حالت میں) دنیا سے اٹھائیں اور صالحین (نیک بندوں میں) شامل فرمائیں۔"

اور اس بات کا حکم فرمایا کہ اپنے گھر والوں سے روزانہ اس دعا کے پڑھنے کا عہد لیں۔"

فائدہ: اس دعا کی اہمیت کا اندازہ تو اسی سے ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دعا کو سکھانے کے بعد اپنے گھر والوں سے پڑھنے کا عہد لینے کے لئے فرمایا ہے۔ عمل کے لئے تو ارشاد مبارک ہی کافی تھا لیکن اس اہتمام سے مزید اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

نوع آخر:

(٤٨) - حدثنا أبو عروبة، حدثنا سلمة بن شبيب، (ح) وأخبرنا ابن منيع، ثنا هرون بن عبدالله قالا: حدثنا زيد بن الحباب، ثنا عثمان ابن موهب مولى بني هاشم قال: سمعت أنس بن ملك رضي الله تعالى عنه يقول: قال رسول الله ﷺ لفاطمة رضي الله تعالى عنها: ما يمنعك أن تستمعيني ما أوصيتك، تقولي إذا أصبحت و إذا أمسيت:

﴿يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ زاد هارون. وَأَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ، وَلَا تَكِلْنِيْ

إِلَى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ أَبَدًا. ﴾

وأخرجه البزار كما في «كشف الأستار» (رقم ۳۱۰۷) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ۵۷۰) والحاكم في «المستدرك» (۱/۷۳۰/۲۰۰۰) والبيهقي في «شعب الايمان» (۱/۴۷۶/۷۶۱) والضياء المقدسي في «الاحاديث المختاره» (۶/۳۰۰/۲۳۱۹)

ایک اور دعا:

(۴۸) ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: میری نصیحت غور سے سنو، تم صبح شام یہ دعا پڑھا کرو۔''

﴿يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ. وَأَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ، وَلَا تَكِلْنِيْ إِلَى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ أَبَدًا. ﴾

ترجمہ: ''اے ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والے! زمین وآسمان اور تمام مخلوق کو قائم رکھنے والے اللہ! میں آپ کی رحمت کا واسطہ دے کر فریاد کرتا ہوں کہ میرے سارے کام درست فرما دیجئے اور مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی میرے نفس کے حوالے نہ فرمائیے۔''

فائدہ: حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ اے ہمیشہ باقی رہنے والے اور اپنی مخلوق کی بہت ہی بہترین تدبیر کرنے والے رب! میں آپ کی رحمت سے مدد طلب کرتا ہوں۔ (تحفۃ الاحوذی ۹/۳۵۸)

خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے جامع ارشادات میں سے ہے کیونکہ تمام احوال کی اصلاح دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیوں کو شامل ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دنیا وآخرت کی خیر میں کوئی بھی حاصل ہو جائے تو اس دعا کا پڑھنے والا کامیابی سے ہمکنار ہو جائے گا۔

ساتھ ہی اس دعا میں اپنے تمام امور کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ہے جو ایمان کی ایک اونچی اور بڑی بات اور اس کی عظیم خصلت اور اعلیٰ ترین قسم ہے۔ (شرح تحفۃ الذاکرین ص ۱۱۲)

نوع آخر:

(٤٩) - حدثنا ابن منيع، حدثنا يوسف بن موسى، حدثنا جرير ابن عبدالحميد، عن داود بن السليك، عن يزيد الرقاشي، عن أنس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عن النبي ﷺ قال: من قال حين يصبح:

﴿أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. ﴾

أجير من الشيطان حتى يمسي.

وأخرجه البزار كما في «كشف الأستار» (رقم ٣١٠٧) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٥٧٠) والحاكم في «المستدك» (٢٠٠٠/٧٣٠/١) والبيهقي في «شعب الايمان» (٧٦١/٤٧٦/١) وايضاء المقدسي في «الاحاديث المختاره» (٢٣١٩/٣٠٠/٦)

ایک اور دعا:

(۴۹) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو صبح کے وقت یہ دعا پڑھے گا تو شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا۔''

﴿أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.﴾

ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ جو خوب سننے اور جاننے والے ہیں سے شیطان مردود کی پناہ چاہتا ہوں۔''

فائدہ: ایک روایت میں ۱۰ مرتبہ پڑھنا آیا ہے۔ (حلیہ ۴/ ۲۲۷)

نوع آخر:

(٥٠) - حدثنا عمرو بن سهيل، حدثنا محمد بن غالب، حدثنا عبدالصمد بن النعمان، حدثنا عبدالملك بن الحسين، عن عبدالعزيز بن رفيع، عن ذكوان، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أصبح قال:

﴿اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ حَيَاتُنَا وَمَوْتُنَا، وَ إِلَيْكَ النُّشُوْرُ، أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ السَّامَّةِ وَالْهَامَّةِ، وَأَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ عَذَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ.﴾

و إذا أمسى قال مثل ذلك غير أنه يقول: واليك المصير.

لم اجده عند غير المصنف.

ایک اور دعا:

(۵۰) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے۔''

﴿اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ حَيَاتُنَا وَمَوْتُنَا، وَ إِلَيْكَ النُّشُوْرُ، أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ السَّامَّةِ وَالْهَامَّةِ، وَأَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ عَذَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! ہم نے آپ ہی کی مدد سے صبح کی اور آپ ہی کی مدد سے شام کی، ہماری زندگی

(بھی) آپ کے چاہنے سے ہے، ہماری موت بھی آپ کے چاہنے سے ہے اور (ہمیں) آپ ہی کے پاس (قیامت کے دن) اٹھ کر جانا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے کلمات کے ذریعے برے موذی جانور کے شر کی پناہ چاہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے عذاب کے شر اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے شر کی پناہ چاہتا ہوں۔"

اور جب شام ہوتی تو یہی دعا پڑھے لیکن "والیك المصیر" نہ پڑھے۔

نوع آخر:

(٥١) - أخبرنا عبدالله بن يزيد، أخبرنا أبو كريب، حدثنا زيد بن الحباب، حدثنا سفيان، عن رجل، عن مجاهد، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه أن رجلا شكى إلى رسول الله ﷺ أنه تصيبه الآفات، فقال لهُ رسول الله ﷺ: قل إذا أصبحت:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ عَلَى نَفْسِيْ وَأَهْلِيْ وَمَالِيْ.﴾

فإنه لا يذهب لك شيء، فقالهن الرجل، فذهبت عنه الآفات.

اخرجه ابن حجر فی «نتائج الافکار» (٢/٤١٠)

ایک اور دعا:

(٥١) ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ وہ آفتوں میں مبتلا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو ارشاد فرمایا تم صبح کے وقت یہ دعا پڑھو:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ عَلَى نَفْسِيْ وَأَهْلِيْ وَمَالِيْ.﴾

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ (میں) اپنے نفس اپنے اہل اور اپنے مال کی حفاظت چاہتا ہوں۔"

یہ تمہارے لئے (کوئی غم کی) چیز نہ چھوڑے گی، اس شخص نے اس دعا کو پڑھا اس کی مصیبتیں ختم ہوگئیں۔"

فائدہ:

نوع آخر:

(٥٢) - أخبرنا كهمس بن معمر بن محمد الجوهري، حدثنا محمد ابن أحمد بن عبدالمجيد البصري، حدثنا عمرو بن خالد الحراني، حدثنا ابن لهيعة، عن أبي جميل الأنصاري، عن القاسم بن محمد، عن عائشة رضي الله تعالى عنها. أن رسول الله ﷺ كان إذا أصبح يقول:

﴿أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ مَلَائِكَتَكَ وَأَنْبِيَائَكَ وَرُسُلَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ عَلَى شَهَادَتِيْ عَلَى نَفْسِيْ. أَنِّيْ أَشْهَدُ أَنَّكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، وَأُوْمِنُ بِكَ، وَأَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ.﴾

يقولهن ثلاثا.

اخرجه الطبرانی فی «المعجم الاوسط» (۹۳۵۶/۱۴۱/۹) والخرائطی فی «مکارم الاخلاق» (۱۹۸/۴۷۰)

ایک اور دعا:

(۵۲) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے تین مرتبہ پڑھتے تھے۔“

﴿أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ مَلَائِكَتَكَ وَأَنْبِيَائَكَ وَرُسُلَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ عَلَى شَهَادَتِيْ عَلَى نَفْسِيْ، أَنِّيْ أَشْهَدُ أَنَّكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، وَأُوْمِنُ بِكَ، وَأَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ.﴾

ترجمہ: ”(اے اللہ!) میں نے (اس حالت میں) صبح کی کہ میں آپ کو اور آپ کے فرشتوں کو اور آپ کے انبیاء اور آپ کے رسولوں کو اور آپ کی تمام مخلوق گواہ بناتا ہوں اپنی (اس) شہادت پر کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں آپ اکیلے ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں ہے اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے بندے اور رسول ہیں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں آپ پر ایمان لایا ہوں اور آپ پر بھروسہ کیا کرتا ہوں۔“

نوع آخر:

(۵۳) - حدثنا عزارة بن عبدالله الدايم، حدثنا سليمان بن الربيع النهدى الكوفى، عن أبى نعيم، حدثنا كادح بن رحمة، عن أبى سعيد العبدى زوج أم سعيد، عن الحسن، عن أبى هريرة رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال حين يصبح:

﴿مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

رزق خير ذلك اليوم، وصرف عنه شره، ومن قالها من الليل رزق خير تلك الليلة، وصرف عنه شرها.

قال المحقق لم اجده عند غير المصنف.

ایک اور دعا:

(۵۳) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کو یہ دعا پڑھے:

﴿مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

ترجمہ: ”جو اللہ تعالیٰ نے چاہا (وہی ہوا) گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں۔“

تو اس کو اس دن کی ساری خیر عطا کی جاتی ہے اور اس سے اس دن کے سارے شر کو دور کیا جاتا ہے۔ جو شخص اس دعا کو رات کو پڑھے تو اس کو اس رات کی ساری خیر عطا کی جاتی ہے اور اس سے رات کے تمام شر کو دور کیا جاتا ہے۔“

فائدہ:

نوع آخر:

(٥٤) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا مجاهد بن موسى، حدثنا بهز بن أسد، حدثنا شعبة، عن موسى بن أبي عائشة، عن مولى لام سلمة، عن أم سلمة رضي الله تعالى عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا أصبح قال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا، وَّرِزْقًا طَيِّبًا، وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا.﴾

اخرجه ابويعلى في «مسنده» (٦٩٥٠/٣٨٢/١٢) بسنده ومتنه سواء واحمد في «مسنده» (٢٩٤/٦) وابن ماجه (٩٢٥/٢٩٨/١) (٦٦) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ١٠٢) والبيهقي في «شعب الايمان» (١٧٨٢/٢٨٥/٢)

ایک اور دعا:

(۵۴) ترجمہ: ”حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔“

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا، وَّرِزْقًا طَيِّبًا، وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں آپ سے نفع دینے والے علم، پاکیزہ رزق اور مقبول عمل کا سوال کرتا ہوں۔“

فائدہ: نفع دینے والے علم کا سوال کرتا ہوں امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: علم نافع وہ ہے جو آخرت کا علم ہو وہ دل

کے مختلف حالات، اچھے برے اخلاق اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کن چیزوں سے حاصل ہوتی ہے کا علم ہے۔ (فیض القدیر ۴/۱۰۸)

علم کا حاصل کرنا علم سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہے جب وہ فائدہ نہ دے تو وہ کفایت نہیں کرے گا بلکہ وبال ہوگا اس لئے اس سے پناہ مانگی گئی ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ۹/۳۱۹)

پاکیزہ رزق: دین کے تمام اعمال وعبادات کی قبولیت کا دارومدار ہی پاکیزہ رزق پر ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ لوگو! اللہ تعالیٰ پاکیزہ چیز کے علاوہ کسی چیز کو قبول نہیں فرماتے ہیں۔ ایک جگہ ارشاد مبارک ہے کہ آدمی ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے اور یارب یارب کہتا ہے لیکن اس کا کھانا پینا لباس اور غذا سب حرام ہے تو دعا کہاں قبول ہوگی۔ (قرطبی ۲/۲۱۵)

ایک روایت میں ہے کہ جو شراب (حرام چیز) پئے گا چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔ (مجمع الزوائد ۵/۷۰)

مقبول عمل: مطلب یہ ہے کہ میں ایسے عمل کا سوال کرتا ہوں جو قبول بھی ہو اور ایسی صفات پر مشتمل ہو جن کی وجہ سے وہ عمل قبول ہو۔ علامہ ابن علان رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ وہ عمل اخلاص کے ساتھ ہو کہ بغیر اخلاص کے عمل قبول نہیں ہوتا ہے۔
(فتوحات ربانیہ ۳/۷۰)

نوع آخر:

(٥٥) - حدثني عبيدالله بن شبيب بن عبدالملك، عن يزيد ابن سنان، حدثنا عمرو بن الحصين، حدثنا إبراهيم بن عبدالملك، عن قتادة، عن سعيد بن أبي الحسن، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه. قال: قال رسول الله ﷺ: من قال إذا أصبح:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَصْبَحْتُ مِنْكَ فِيْ نِعْمَةٍ وَعَافِيَةٍ وَسِتْرٍ، فَأَتْمِمْ عَلَيَّ نِعْمَتَكَ وَعَافِيَتَكَ وَسِتْرَكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.﴾

ثلاث مرات، إذا أصبح و إذا أمسى، كان حق على الله عزوجل أن يتم عليه نعمته.

اخرجه ابن حجر في «نتائج الافكار» ٢/ ٤١٣) بدون قيد الصباح والمساء.

ایک اور دعا:

(٥٥) ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَصْبَحْتُ مِنْكَ فِيْ نِعْمَةٍ وَعَافِيَةٍ وَسِتْرٍ، فَأَتْمِمْ عَلَيَّ نِعْمَتَكَ وَعَافِيَتَكَ وَسِتْرَكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.﴾

ترجمہ: "اے اللہ! میں نے آپ کی طرف سے نعمت، عافیت اور (میری) پردہ پوشی کی حالت میں صبح کی ہے آپ اپنی نعمت عافیت اور (مجھ پر) اپنی پردہ پوشی کو دنیا اور آخرت میں مکمل فرمادیجئے۔"

تو اللہ پر واجب ہے کہ اس پر اپنی نعمت کو مکمل فرمائیں۔''

نوع آخر:

(٥٦) - حدثني جعفر بن أحمد بن عبدالسلام، حدثنا الربيع بن سليمان، حدثنا عبدالله بن وهب، حدثنا الليث سعد، عن سعيد بن بشير البخاري، عن محمد بن عبدالرحمن بن البيلماني، عن أبيه، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه، عن رسول الله ﷺ قال: من قال حين يصبح:

﴿فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ، وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ.﴾

الآيات أدرك مافته في يومه ذلك، ومن قال حين يمسى أدرك مافاته في ليلته.

اخرجه ابوداؤد (٥٠٧٦/٣١٩/٤) (٣٤٥/٢) والطبراني في «المعجم الكبير» (١٢٩٩١/٢٣٩/١٢) وفي «الاوسط» (٨٦٣٧/٢٨٠/٨) وفي «الدعا» (رقم ٣٢٣) والرافعي في «التدوين في اخبار قزوين» (٣٠٥/٣)

ایک اور دعا:

(٥٦) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح یہ آیات پڑھے:

﴿فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ، وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ.﴾

ترجمہ: ''تم لوگ جب شام کرو اور جب صبح کرو تو اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کیا کرو اور تمام آسمان اور زمین میں انہی کی تعریف ہوتی ہے، تم سہ پہر کے وقت اور ظہر کے وقت (بھی اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو) وہ زندہ کو مردے سے نکالتے ہیں اور مردہ کو زندہ سے نکالتے ہیں اور زمین کو اس کے مردہ ہونے یعنی خشک ہونے کے بعد زندہ یعنی سرسبز و شاداب کرتے ہیں اور اسی طرح تم لوگ (قیامت کے دن قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔''

تو اس دن کے جو معمولات اس سے چھوٹ جائیں اس کا ثواب مل جائے گا۔''

فائدہ: یعنی اس دعا کی برکت سے جو کوئی چیز رہ گئی ہوگی وہ اس پڑھنے والے کو حاصل ہو جائے گی اسی طرح کوئی ورد وغیرہ رہ گیا ہو تو اس کا ثواب بھی مل جائے گا۔ (عون المعبود ۲۸۳/۱۳)

نوع آخر:

(۵۷) - أخبرنا ابن منيع، حدثنا هبدة بن خالد، حدثنا الاغلب ابن تميم، حدثنا الحجاج بن فرافصة، عن طلق بن حبيب، قال: جاء رجل إلى أبي الدرداء فقال: يا أبا الدرداء! قد احترق بيتك، قال: ما احترق، لم يكن الله عزوجل ليفعل ذلك لكلمات سمعتهن من رسول الله ﷺ، من قالهن أول نهاره لم تصبه مصيبة حتى يمسي، ومن قالهن آخر النهار لم تصبه مصيبة حتى يصبح:

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَأَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا، إِنَّ رَبِّيْ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ.﴾

اخرجه الخرائطی فی «مکارم الاخلاق» (۱۹٤/٤٦١) والطبرانی فی «الدعاء» (رقم ۳٤۳) والرافعی فی «التدین فی اخبار قزوین» (٥۳/٤) والبیهقی فی «الاسماء والصفات» (۲۷۰/۱) وابن حجر فی «نتائج الافکار» (٤۲٥/۲)

ایک اور حدیث:

(۵۷) ترجمہ: ”حضرت طلق بن حبیب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ایک شخص حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور (ان سے) کہا: ابودرداء! آپ کا گھر جل گیا۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ان سے) فرمایا: (میرا گھر) نہیں جلا اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کریں گے ان کلمات کی وجہ سے جن کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) جو شخص ان کلمات کو دن کے شروع میں پڑھ لے تو اس کو شام تک کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی اور جو ان کو دن کے آخر میں پڑھ لے تو اس کو صبح تک کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی وہ کلمات یہ ہیں۔“

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَأَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَا صِيَتِهَا، إِنَّ رَبِّيْ عَلَى صِرَاطٍ

مُسْتَقِيمٍ ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ ہی میرے رب ہیں، آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، آپ ہی پر میرا بھروسہ ہے، آپ ہی عرش عظیم کے رب ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ہوا اور جو اللہ تعالیٰ نے نہیں چاہا وہ نہیں ہوا، گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بڑی قدرت رکھنے والے ہیں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر محیط ہے میں اللہ تعالیٰ کی اپنے نفس کے شر اور ہر زمین پر چلنے والے کے شر سے کہ آپ ہی اس پر قبضہ رکھتے ہیں پناہ چاہتا ہوں بلاشبہ میرے رب سیدھے راستے پر ہیں۔“

(۵۸) - أخبرنا عبدالرحمن بن حمدان، حدثنا الحارث بن أبی أسامة ابن محمد، حدثنا يزيد بن هارون، حدثنا عفان أبو عبدالله، حدثنا رجل، عن الحسن، قال: كنا جلوسا مع رجل من أصحاب رسول الله ﷺ فاتی فقيل له: أدرك! فقد احترقت دارك، فقال: ما احترقت داری، فذهب ثم جاء فقيل له، أدرك دارك فقد احترقت! فقال: لا والله ما احترقت، فقيل له: احترقت دارك وتحلف بالله ما احترقت، فقال: إنی سمعت رسول الله ﷺ يقول: من قال حين يصبح:

﴿رَبِّیَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَا لَمْ يَكُنْ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، أَشْهَدُ أَنَّ للّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ، قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِیْ يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ رَبِّیْ آخِذٌ بِنَا صِيَتِهَا، إِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ.﴾

لم يصبه فی نفسه ولا فی أهله ولا فی ماله شیء يكرهه، وقد قلتها اليوم، ثم قال: انهضوا بنا، فقام وقاموا معه فانتهوا إلى داره وقد احترق ما حولها ولم يصبها شیء.

اخرجه الحارث بن اسامه فی «مسنده» (۲/۹۵۳/۱۰۵۲) بغية وابن حجر فی «نتائج الافكار» (۲/۴۲۲)

(۵۸) ترجمہ: ”حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سے کہا گیا: آپ اپنے گھر کی خبر لیں کیونکہ وہ جل گیا ہے۔ انہوں

نے فرمایا: نہیں! خدا کی قسم (میرا گھر) نہیں جلا۔ ان سے (پھر) کہا گیا کہ آپ کا گھر جل گیا ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا رہے ہیں کہ نہیں جلا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھے۔''

﴿رَبِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَا لَمْ يَكُنْ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، أَشْهَدُ أَنَّ لِلّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ، قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ رَبِّيْ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا، إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ.﴾

تَرْجَمَہ: ''اللہ تعالیٰ میرے رب ہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، میرا بھروسہ انہی پر ہے، اور وہ عرش عظیم کے رب ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ہوا، اور جو اللہ تعالیٰ نے نہیں چاہا وہ نہیں ہوا۔ گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ جو بزرگ و برتر ہیں کی مدد سے ہے، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں، بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر محیط ہے، میں اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے جنہوں نے اپنے حکم کے بغیر آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے رکھا ہے ہر زمین پر چلنے والے کے شر سے کہ وہ میرے ربّ کے قبضۂ قدرت میں ہے پناہ چاہتا ہوں، بلاشبہ میرے رب سیدھے راستے پر ہیں۔''

تو اس کو اس کے گھر والوں اور اس کے مال کو کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی۔ پھر انہوں نے فرمایا: اٹھو میرے ساتھ آؤ وہ کھڑے ہوئے لوگ بھی ان کے ساتھ کھڑے ہوئے جب ان کے گھر کے پاس پہنچے تو ان کے گھر کے آس پاس سب جل چکا تھا مگر ان کا گھر محفوظ تھا۔

نوع آخر:

(۵۹) - حدثني محمد بن بشر و إبراهيم بن محمد، قالا: حدثنا إبراهيم ابن مرزوق، حدثنا سعيد بن عامر، عن أبان بن أبي عياش عن الحكم بن حيان المحاربي، عن أبان المحاربي. وكان من الوفد الذين وفدوا إلى رسول الله ﷺ من عبد القيس. أن رسول الله ﷺ قال: ما من مسلم يقول إذا أصبح:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّيَ اللّٰهُ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.﴾

إلا (ظل) تغفر لهٗ ذنوبه حتى يمسي، و إن قالها إذا أمسى (بات) تغفر لهٗ ذنوبه حتى يصبح.

اخرجه ابن سعد في «الطبقات الكبرى» (٨٨/٧) والبزار كما في «كشف الاستار» (٣١٠٤/٢٤/٤) والطبراني في «المعجم الكبير» (٦٣٥/٢٣١/١) وابوالقاسم البغوي في «معجمه» والدارقطني في «الافراد» كما في الاصابه (١١٨/١١٧/١)

ایک اور حدیث:

(۵۹) ترجمہ: ''حضرت ابان محاربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھے

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّيَ اللّٰهُ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.﴾

ترجمہ: ''تمام تعریفیں ان اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو میرے رب ہیں۔ میں ان کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا ہوں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔''

تو شام تک اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اگر وہ ان کلمات کو شام کو کہتا ہے تو صبح تک اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

(٦٠) - أخبرنا عبدالله بن محمد الجمال، قال: حدثنا أحمد بن ملاعب، حدثنا عبدالصمد بن النعمان، حدثنا الربيع بن بدر، عن أبان، عن عمرو ابن الحكم، عن عمرو بن معدي كرب، قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من قال حين يصبح:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّيْ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.﴾

ظل مغفورا له، ومن قالها حين يمسي بات مغفورا له.

لم اجده عند غير المصنف.

(۶۰) ترجمہ: ''حضرت معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّيْ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.﴾

ترجمہ: ''تمام تر تعریفیں ان اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو میرے رب ہیں میں ان کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا ہوں میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔''

تو اس شخص کی شام تک مغفرت کر دی جاتی ہے اور اگر ان کلمات کو شام کے وقت کہتا ہے تو صبح تک اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔‘‘

نوع آخر:

(٦١) - حدثنا أبو خليفة، حدثنا عثمان بن عبدالله النسامي، حدثنا عيسى بن يونس، عن أبي بكر بن أبي مريم، عن زيد بن أرطاة، عن أبي الدرداء رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من قال حين يصبح:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ.﴾

أعتق الله رقبته من النار.

اخرجه ابن عساكر كما في «كنزالعمال» (١٥٨/٢)

ایک اور دعا:

(۶۱) ترجمہ: ’’حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ.﴾

ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں۔‘‘

تو اللہ تعالیٰ اس کی گردن (یعنی اس شخص) کو (جہنم کی) آگ سے آزاد کر دیتے ہیں۔‘‘

نوع آخر:

(٦٢) - حدثنا ابن منيع، حدثنا أحمد بن منصور، حدثنا زيد ابن الحباب، عن موسى بن عبيدة، حدثني محمد بن ثابت، عن أبي حكيم مولي الزبير بن العوام، عن الزبير بن العوام رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ما من صباح يصبحه العبد إلا صرخ صارخ: أيها الخلائق سبحوا الملك القدوس.

اخرجه عبد بن حميد في «مسنده» (٩٨/٦٣/١) والترمذي (٣٥٦٩/٥٦٣/٥) (٩٧/٢) وابويعلى في «مسنده» (٦٨٥ ٤٥/٢) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٧٣٣٤/٢٢٣/٧) بمعناه والديلمي في «مسند الفردوس» (٦١٦٢/٤)

ایک اور دعا:

(۶۲) ترجمہ: ’’حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی

جو صبح کرتا ہے تو ہر صبح ایک پکارنے والا پکارتا ہے۔ اے مخلوق! پاک بادشاہ کی تسبیح کرو۔“

فائدہ: حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان تمام چیزوں سے پاک سمجھو جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام سے پاک ہیں پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ یا سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ یا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ کہنا چاہئے۔ (تحفۃ الاحوذی ۱۰/۱۳)

نوع آخر:

(٦٣) - أخبرني موسى بن جعفر بن موسى، حدثنا أحمد بن ملاعب، حدثنا عبدالصمد بن النعمان، حدثنا الربيع بن بدر، حدثنا أبان، عن عمرو بن الحكم، عن عمرو بن معدى كرب، قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من قال حين يصبح:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّيْ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.﴾

ظل مغفورا له، ومن قالها حين يمسي بات مغفورا له.

(مرّ الحديث فى (رقم٦٠) واخرجه المصنف ثانياً بطريق شيخ اخر.

ایک اور دعا:

(۶۳) **ترجمہ:** ”حضرت عمرو بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّيْ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.﴾

ترجمہ: ”تمام تعریفیں ان اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو میرے رب ہیں۔ میں ان کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا ہوں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔“

تو شام تک اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو شام کو پڑھے وہ اس حالت میں رات گزارے گا کہ اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“

فائدہ: یہ حدیث مکرر ہے رقم ۶۰ پر بھی گزر چکی ہے۔

نوع آخر:

(٦٤) - حدحنا يونس بن الفضل الطيالسى، حدثنا يونس بن عبدالاعلى، حدثنا ابن وهب، حدثنا عمرو بن الحارث، عن سعيد بن أبى هلال، (عن أبى هلال) عن أبى صالح

السمان، أن أبا عياش (رضي الله تعالى عنه) كان يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال حين يصبح:

﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

كتب لهٗ بهن عشر حسنات، ومحى عنه عشر سيئات، وكن كعشر رقاب وكن حرزا لهٗ في يومه حتى يمسى، ومن قال حين يمسى كن مثل ذلك حتى يصبح، فكان رجلا اتهمه فقال: أكثر أبو عياش على نفسه، فنام الرجل فرأى رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام فقال: يا رسول الله اَنّ أبا عياش أخبر عنك بكذا وكذا قال الرجل فأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيدى، ثم قال: صدق أبو عياش، صدق أبو عياش، صدق أبو عياش.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٦٠/٤) وابوداؤد (٥٠٧٧/٣١٩/٤) (٣٤٥/٢) وابن ماجه (٣٨٦٧/١٢٧٢/٢) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٧) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ٣٣٢).

ایک اور دعا:

(۶۴) ترجمہ: ”حضرت ابوعیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ (اپنی ذات وصفات میں) یکتا ہیں اور ان کا کوئی شریک نہیں ہے، ان ہی کے لئے ساری بادشاہی ہے، اور ان ہی کے لئے تمام تعریفیں ہیں، وہی زندہ کرتے ہیں اور وہی مارتے ہیں اور وہ خود ایسے زندہ ہیں جن کے لئے مرنا نہیں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔“

تو اس شخص کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی، اس کی دس برائیاں مٹا دی جائیں گی، اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا، اس دن شام ہونے تک اس کی شیطان سے حفاظت ہوگی۔ جو شخص اس دعا کو شام کو پڑھے گا تو صبح تک یہی تمام انعامات ملیں گے۔“

فائدہ: ایک روایت یہ ہے کہ جو شخص لا اله الا الله وحده لا شريك له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير۔ دس مرتبہ پڑھتا ہے تو اس کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے آگے فضائل وہی ہیں۔ (نسائی سنن کبریٰ ۱۱/۶)

ایک روایت میں اضافہ جو شخص دس مرتبہ لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شيء قدیر پڑھتا ہے تو اس کو ۱۰۰ نیکیاں ملتی ہیں اور ۱۰۰ گناہ معاف ہوتے ہیں آگے وہی فضائل ہیں۔ (مسند احمد ۲/۳۶۰)

ایک روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (معجم کبیر للطبرانی ۴/۱۲۸)

ایک جگہ ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص صبح لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شيء قدیر۔ اس کو دس نیکیاں ملتی ہیں اور دس گناہ معاف ہوتے ہیں، دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور شام تک شیطان سے حفاظت رہتی ہے اور جو شام کو پڑھے شام تک اس کی حفاظت کی جاتی ہے۔ (مسند احمد ۵/۴۱۴)

نوع آخر:

(٦٥) - أخبرنا محمد بن خالد النيلي، حدثنا مهلب بن العلاء، حدثنا شعيب بن بيان، حدثنا عمران القطان، عن قتادة، عن أنس رضي الله تعالى عنه أنه رسول الله ﷺ قال: أيعجز أحدكم أن يكون كأبي ضمضم؟ قالوا: ومن أبو ضمضم يا رسول الله؟ قال: كان إذا أصبح قال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِيْ وَعَرْضِيْ لَكَ.﴾

فلا يشتم من شتمه، ولا يظلم من ظلمه، ولا يضرب من ضربه.

اخرجه البخاری فی «التاريخ الكبرى» (١/١٣٧) وابوداؤد (٤/٢٧٢/٤٨٨٧) (هذا الباب الذى ذكره ابوداود لا يوجد فى بعض نسخ سننه) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٦/٢٦١/٨٠٨٢) وابن حجر فى «نتائج الافكار» (٢/٤١٧) واخرج ابوالشيخ فى «الثواب» وعبدان الاحوذى فى «فوائده» كما فى «نتائج الافكار» (٢/٤١٦)

ایک اور دعا:

(٦٥) **تَرْجَمَہ:** ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں کون ابو ضمضم بننے سے عاجز ہے؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ابو ضمضم کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صبح کے وقت وہ (ابو ضمضم) یہ دعا پڑھتے تھے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِيْ وَعَرْضِيْ لَكَ.﴾

تَرْجَمَہ: ”اے اللہ! میں نے آپ کو اپنا جان و مال ہدیہ کر دیا۔“

(وہ شخص ایسا تھا کہ) جو اس کو گالی دے اس کو جواباً گالی نہیں دیتا تھا، جو اس پر ظلم کرے اس پر ظلم نہیں کرتا تھا، جو اس کو مارے اس کو نہیں مارتا تھا۔“

فَائِدَہ: ابو ضمضم گزشتہ امت میں ایک آدمی تھے۔ (اصابہ ۴/۱۱۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے سامنے ان کا ذکر ترغیب کے لئے فرمایا کہ جیسے ان کا عمل لوگوں کو معاف کرنے اور درگزر کرنے کا تھا ایسے ہی اپنا عمل بنانا چاہئے۔ (اصابہ ۱۱۲/۴)

اس سے معلوم ہوا کہ عفو و درگزر اللہ تعالیٰ کے پاس کتنی اہمیت والا ہے کہ جو شخص اس کا حامل تھا اس کا ذکر اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے اس امت مرحومہ کی ترغیب کے لئے کروایا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! فلاں نے مجھے گالی دی اور مارا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول نہ ہوتے تو مجھ سے زیادہ زیادہ چلانے اور ہاتھ چلانے والا (کوئی) نہ ہوتا۔ (یعنی اگر مجھے اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول کا خیال نہ ہوتا جس کا خیال کر کے میں نے نہ گالی دی اور نہ مارا اور نہ مجھ سے زیادہ گالی دینے والا اور مارنے والا وہ نہ ہوتا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے کیا کہا؟ اس نے دوبارہ یہی کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو گالی دی اور مارا جائے وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھاتے ہیں۔ معاف کیا کرو اللہ تعالیٰ تم کو معاف فرمائیں گے۔ (ابن نجار عن عبداللہ بن عمرو کنز العمال ۷۷۶/۳)

نوع آخر:

(٦٦) - أخبرني أحمد بن الحسين الموصلي، حدثنا جعفر بن محمد الثقفي، حدثنا أبي، حدثنا بكر بن خنيس، عن عبدالرحمن بن إسحاق، عن عبدالملك بن عمير، عن أبي فروة، عن سلمان الفارسي رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا أصبحت فقل:

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا شَرِيْكَ لَكَ، أَصْبَحْتُ وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ لَا شَرِيْكَ لَهٗ.﴾

ثلاث مرات، و إذا أمسيت فقل مثل ذلك فإنهن يكفرن مابينهن.

لم اجده عند غير المصنف.

ایک اور دعا:

(۶۶) ترجمہ: ''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) ارشاد فرمایا: تم صبح کے وقت تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرو:

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا شَرِيْكَ لَكَ، أَصْبَحْتُ وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ لَا شَرِيْكَ لَهٗ.﴾

ترجمہ: اے اللہ! آپ ہی میرے رب ہیں آپ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں نے اور تمام مخلوق نے اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے لئے صبح کی جن کا کوئی شریک نہیں ہے۔''

اور شام کے وقت بھی یہ دعا پڑھ لیا کرو یہ (تمہارے) دن رات کے درمیانی حصہ کے لئے کفارہ ہو جائے گی۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ اگر صبح یہ دعا پڑھے تو صبح سے شام تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور شام کو پڑھے تو شام

سے صبح تک سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

پانچ چیزیں اپنے درمیانی وقت کے لئے کفارہ بن جاتی ہیں

ایک حج دوسرے حج کے درمیان کے لئے کفارہ ہو جاتا ہے، ایک عمرہ دوسرے عمرہ کے درمیان کے لئے کفارہ ہو جاتا ہے، ایک رمضان دوسرے رمضان کے لئے کفارہ ہو جاتا ہے، ایک جمعہ دوسرے جمعہ کے درمیان کے لئے کفارہ ہو جاتا ہے اور ایک نماز دوسری نماز کے درمیان کے لئے کفارہ ہو جاتی ہے۔ (ابن عدی فی الکامل ۲۸۲/۵)

نوع آخر:

(٦٧) - أخبرني (أبو محمد يعني) إبراهيم بن محمد، حدثنا يونس ابن عبدالاعلى، حدثنا ابن وهب، أخبرني عمر بن محمد العمرى، عن مرزوق ابن أبي بكر، عن رجل من أهل مكة، عن عبدالله بن عمرو بن العاص أن رسول الله ﷺ قال لعبدالله بن عمرو بن العاص: إنك إن قلت ثلاثا حين تمسي:

﴿أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمَلِكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ كُلُّهُ لِلّٰهِ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِىْ يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِه، مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ.﴾

حفظت من كل شيطان وكاهن وساحر حتى تصبح، و إن قلتها يعني حين تصح حفظت كذلك حتى تمسي.

اخرجه الطبراني في «المعجم الاوسط» (١٤٢٩/٣١٠/٤)

ایک اور دعا:

(٦٧) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اگر تم شام کے وقت تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لو گے:

﴿أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمَلِكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ كُلُّهُ لِلّٰهِ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِىْ يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِه، مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ.﴾

ترجمہ: ہم نے اور ساری مخلوق نے اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے لئے شام کی، تمام تر تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں، میں ہر اس چیز کے شر سے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اس کو (زمین میں) پھیلایا اور بنایا ہے اور شیطان کے شر اور اس کے جال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں (جس اللہ تعالیٰ نے) اپنی اجازت کے بغیر آسمان کو زمین پر گرنے سے روک رکھا ہے۔“

تو تم ہر شیطان کاہن، ساحر کے شر سے صبح تک محفوظ رہو گے اور اگر تم دعا صبح پڑھو گے تو تم شام تک اس سے محفوظ رہو گے۔"

فائدہ: اس حدیث کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ ساری مخلوق کے شر سے میری حفاظت فرمائیے یا مطلب یہ ہے کہ طبقہ در طبقہ اور نسل در نسل میری حفاظت فرمائیے۔ (شرح زرقانی ۴/۴۳۵)

نوع آخر:

(٦٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا علي بن حجر، حدثنا إبراهيم، عن هاشم بن بلال، عن سابق بن ناجية، عن أبي سلام، قال: مر بنا رجل طويل أشعث، فقيل: إن هذا خادم رسول الله صلى الله عليه وسلم (فقمت إليه) فقلت: أخدمت النبي صلى الله عليه وسلم؟ فقال: نعم، قلت: فحدثني عنه حديثا لم يتداوله الرجال بينك وبينه، قال: سمعته يقول: من قال حين يصبح وحين يمسي ثلاث مرات:

﴿رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالإِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا.﴾

كان حقا على الله عزوجل أن يرضيه يوم القيامة.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٢٣٧/٤) وابوداؤد (٥٠٧٢/٣١٨/٤) (٣٤٤/٢) وابن ماجه (٣٨٧٠/١٢٧٣/٢) (ص٢٥) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم٤) والحاكم فى «المستدرك» (٥١٨/١)

ایک اور دعا:

(٦٨) **ترجمہ:** "ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص صبح شام تین مرتبہ یہ دعا:

﴿رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالإِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا.﴾

ترجمہ: "میں اللہ تعالیٰ کو رب اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول ماننے پر راضی ہیں۔"

پڑھے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اس شخص کو قیامت کے دن راضی فرمائیں۔"

فائدہ: رضيت بالله۔ یعنی میں اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں کا مطلب یہ ہے کہ میں ان کی ربوبیت پر، ان کے تمام فیصلوں اور تقدیر پر راضی ہوں۔ (عون المعبود ۴/۱۶۰)

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر راضی رہنا ایک بڑا باب ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ۱/۵۹۲)

یا معنی یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں کیونکہ وہ میرے پروردگار، میرے مالک، میرے سردار، اور میری اصلاح

کرنے والے ہیں۔

محمد رسولاً۔ محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوں یعنی میں رسول اللہ ﷺ جن کے ساتھ آپ بھیجے گئے ہیں اور آپ نے جو اعتقادی اور دوسری چیزیں ہم تک پہنچائی ہیں ان سب کے ساتھ نبی ماننے پر راضی ہوں۔

بالاسلام دیناً: اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں یعنی تمام اوامر واحکامِ اسلام تمام نواہی اور تمام چیزوں کو اعتقاد اور فرمانبرداری کے ساتھ ماننے پر راضی ہوں۔ (عون المعبود ۲/۱۶۰، تحفۃ الاحوذی ۱/۲۹۷)

حق ان یرضیہ: کہ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو راضی کریں گے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس وعدہ کی وجہ سے جس کا خلاف نہیں ہوتا ہے بندہ کو اپنے فضل عظیم کی وجہ سے راضی کریں گے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۱۰۲)

نوع آخر:

(٦٩) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا العباس بن عبدالعظيم، حدثنا عبدالملك بن عمرو، عن عبدالجليل بن عطية، عن جعفر بن ميمون، حدثني عبدالرحمن بن أبي بكرة رضي الله تعالى عنه، أنه قال لابيه: يا أبت إني أسمعك تدعو كل غداة:

﴿اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ﴾

ثلاثا حين تصبح، وثلاثا حين تمسي، وتقول:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ﴾

تعيدها ثلاثا حين تصبح، وثلاثا حين تمسي، قال: نعم يابني! سمعت رسول الله ﷺ يدعو بهن حين يصبح وحين يمسي، وأنا أحب أن أستن بسنته.

وأخرجه أبوداؤد الطيالسي في «مسنده» (١/١١٧) واحمد في «مسنده» (٥/٤٢) والبخاري في «الادب المفرد» (٧٠١) وابوداؤد (٤/٣٢٤/٥٠٩٠) (٢/٣٤٣) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٢)

ایک اور دعا:

(۶۹) ترجمہ: ”حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: میں آپ کو صبح شام تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے ہوئے سنتا ہوں:

﴿اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ مجھے جسمانی صحت وعافیت عطا فرمائیے، اے اللہ! آپ میری قوت وسماعت میں سلامتی عطا فرمائیے، اے اللہ! آپ میری قوت بینائی میں عافیت وسلامتی عطا فرمائیے، (اے

اللہ!) آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔"

اور اسی طرح صبح شام یہ دعا (بھی) تین مرتبہ پڑھتے ہوئے سنتا ہوں:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ﴾

تَرجَمَہ: "اے اللہ! میں کفر اور تنگدستی سے آپ کی پناہ لیتا ہوں، اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے آپ کی پناہ لیتا ہوں، (اے اللہ!) آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہاں میرے بیٹے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ سے دعا کرتے ہوئے سنا ہے اس لئے میں پسند کرتا ہوں کہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلوں۔"

فَائِدَہ: جسمانی صحت عطا فرمایئے۔ یعنی بیماریوں دکھ دردوں اور تکلیفوں سے عافیت عطا فرمایئے۔

قوت سماعت میں سلامتی الخ یعنی وہ قوت جو سننے کی آپ نے میرے اندر رکھی ہے اور اس سے دور کی باتوں کے سننے کو ہمیشہ باقی رکھئے۔

قوت بینائی میں عافیت عطا فرمائیں۔ وہ قوت جو دیکھنے اور دیکھ کر چیزوں کے پہچاننے کی آپ نے رکھی ہے اس کو ہمیشہ صحیح و سالم رکھئے۔

قوت سماعت اور قوت بصارت کو بدن کے ساتھ کی عافیت خصوصی طور سے ذکر فرمایا اگر چہ یہ بدن کی عافیت میں شامل تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ قوت بصارت وہ آلہ ہے جس کے ذریعہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں دیکھی جاتی ہیں اور قوت سماعت سے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ (قرآنی) آیات سنی جاتی ہیں۔ گویا یہ دونوں قوتیں اللہ تعالیٰ کی عقلی اور نقلی نشانیوں کے لئے جامع ہیں۔ یہی وہ راز ہے جو دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا منقول ہے اللھم متعنا یا سماعنا وابصارنا الم کہ اے اللہ! آپ ہمیں ہمارے کانوں اور ہماری آنکھوں سے ہمیشہ فائدہ اٹھانے والا رکھیں۔ (فیض القدیر ۲/۱۳۵)

کفر سے اس لئے پناہ مانگی گئی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ ناراضگی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا سبب ہے۔

فقر کا بیان حدیث نمبر ۱۱۱ پر آرہا ہے۔

عذاب قبر سے اس لئے پناہ مانگی گئی ہے کہ یہ آخرت کا پیش خیمہ ہے جس کو اس میں عذاب ہوگا یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ آخرت میں اصل عذاب میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: قبر جنہم کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (۲/۷۲،۷۳)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قبر پر گزرتے تو اتنا روتے کہ ڈاڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ کسی نے کہا! آپ جنت و دوزخ کے ذکر سے اس طرح نہیں روتے تو ارشاد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قبر آخرت کی منزلوں میں پہلی منزل

ہے۔ جو شخص اس میں نجات پا گیا اس کے لئے باقی منزلیں آسان ہیں اور جس شخص نے اس میں نجات نہیں پائی اس کے لئے باقی سب منزلیں اس سے زیادہ مشکل ہیں۔ (شعب الایمان ۳۵۲/۷)

نوع آخر:

(۷۰) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا إسحاق بن إبراهيم، أنبانا بقية الوليد، حدثني مسلم بن زياد مولى ميمونة زوج النبي ﷺ، قال: سمعت أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه يقول: قال رسول الله ﷺ: من قال حين يصبح:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ حَمْلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ.﴾

اعتق الله ربعه ذلك اليوم من النار، فإن قال أربع مرّات أعتقه الله ذلك اليوم من النار.

اخرجه البخاري في «الادب المفرد» (۱۲۰۲) وابوداؤد (۵۰۶۹/۳۱۷/٤) (۳٤۳/۲) والترمذي (۳۵۰۱/۵۲۷/۵) (۱۸۷/۲) باختلاف في اللفظ والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم۹) والطبراني في «المعجم الاوسط» (۷۲۰۵/۱۷٦/۷)

ایک اور دعا:

(۷۰) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کے وقت یہ کلمات پڑھ لے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ حَمْلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں نے اس حال میں صبح کہ میں آپ کو اور آپ کے عرش کے اٹھانے والے فرشتوں اور آپ کی ساری مخلوق کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ آپ ہی اللہ ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور محمد (ﷺ) آپ کے بندے اور رسول ہیں۔“

تو اللہ تعالیٰ اس دن اس کے چوتھائی حصہ کو دوزخ کی آگ سے آزاد فرما دیتے ہیں، جو دو مرتبہ یہ کلمات پڑھ لے تو اس کے آدھے جسم کو جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیتے ہیں اور جو تین مرتبہ پڑھے تو اس کے تین چوتھائی کو دوزخ سے آزاد فرما دیتے ہیں اور جو چار مرتبہ یہ کلمات کہے اللہ تعالیٰ اس دن اس کو دوزخ کی آگ سے مکمل آزاد فرما دیں گے۔“

فَائِدَة: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص صبح کو یہ دعا پڑھے گا تو اس کے اس دن کے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جو شام کو پڑھے تو اس کے اس رات کے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (طبرانی معجم الاوسط ۷/ ۱۶۷، ۱۶۸)

نوع آخر:

(٧١) - حدثني أحمد بن سليمان الجرمي، ثنا أحمد بن عبدالرزاق الدمشقي، حدثني جدي عبدالرزاق بن مسلم الدمشقي، ثنا مدرك بن سعد أبو سعد، قال: سمعت يونس بن حلبس يقول: سمعت أم الدرداء (تحدث) عن أبي الدرداء رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ قال: من قال في كل يوم حين يصبح وحين يمسي:

﴿حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ.﴾

سبع مرات، كفاه الله عزوجل مهمه من أمر الدنيا والآخرة.

أخرجه أبوداود (٥٠٨١/٣٢١/٤) (٣٤٦/٢) والطبراني في «الدعا» (رقم١٠٣٨) والديلمي في «مسند الفردوس» (٥٤٧٢/٤٧٥/٣) بدون تقييد الوقت والمزي في «تهذيب الكمال» (٤٧/١٨) في ترجمة عبدالرزاق. وذكره المنذري في «الترغيب» (٢٥٥/١) وقال رواه ابوداؤد هكذا موقوفا والديلمي في «الفردوس بما ثور الخطاب» ورفعه ابن السني وغيره وقد يقال ان مثل هذا لا يقال من قبل الراى والاجتهاد فسبيله سبيل المرفوع.

ایک اور دعا:

(۷۱) **تَرجَمَہ**: ”حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح شام سات مرتبہ یہ کلمات پڑھتا ہے:

﴿حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ.﴾

تَرجَمَہ: ”مجھے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہیں، ان کے سوا کوئی معبود نہیں ان ہی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کے مالک ہیں۔“

سچے دل سے یعنی فضیلت کے یقین کے ساتھ یا یوں ہی فضیلت کے یقین کے بغیر تو بھی اللہ تعالیٰ اس کی (دنیا و آخرت کے) تمام غموں سے حفاظت فرمائیں گے۔“

فَائِدَة: غم کو غم اس لئے کہتے ہیں کہ وہ خوشی کو ڈھانک لیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میرے رب اللہ تعالیٰ لوگوں کے شر سے بچانے کے لئے میرے لئے کافی ہیں، وہ پیدا کرنے والی ذات اپنی مخلوق کے مقابلے میں اور رزق دینے والی ذات سارے رزق دینے والوں کے مقابلے میں میرے لئے کافی ہے۔ وہ ذات جو ہر کام میں میری کفایت کرنے والی ہے مجھے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے لئے کافی جو کیا ہی اچھا کام بنانے والے ہیں میرے لئے وہ اللہ کافی ہیں جن کے علاوہ کوئی رب نہیں ہے۔

حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ہر پریشانی سے نکلنے کا سبب بنایا ہے اور اس پر پیش آنے والی پریشانیوں کے دور ہونے کا وعدہ فرمایا ہے جو اس سبب اور وعدہ سے اعراض کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے اعراض فرماتے ہیں۔

اور جو شخص ان مواقع اللہ تعالیٰ کو اپنے لئے کافی جانے اور تمام دوسروں سے اعراض کرے اور ان مواقع میں کہے: اللہ تعالیٰ میرے لئے کافی ہیں تو اللہ تعالیٰ ہر موقع پر اور ہر ایک سے اس کی کفایت فرمائیں گے۔

جب بندہ ان کلمات کو اخلاص کے ساتھ پریشانی کے وقت بار بار کہتا ہے تو یہ اس کو ایک عظیم فائدہ پہنچاتے ہیں اور اس کہنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کی مخلوق کے شر سے کفایت اور اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے ایسی جگہ سے رزق دینے میں شفیع ہو جاتے ہیں جہاں سے گمان بھی نہیں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاری کرنے والے ہیں۔ (فیض القدیر ۱۰۴/۵)

نوع آخر:

(۷۲) - حدثنا أبو عبدالرحمن، حدثنا عبدالله بن الصباح، ثنا مكى بن إبراهيم، ثنا عبدالله بن سعيد بن أبى هند، عن سمى مولى أبى بكر، عن أبى صالح، أنه سمع أبا هريرة رضي الله تعالى عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

عشر مرات حين يصبح، كتب الله لهٗ بها مائة حسنة، ومحى عنه بها مائة سيئة، وكانت لهٗ كعدل رقبة، وحفظ بها يومه، ومن قال مثل ذلك حين يمسى كانت لهٗ مثل ذلك.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٣٦٠/٢) والنسائى فى «السنن الكبرى» (١١١/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٦) وابويعلى فى «مسنده» كذا فى «اتحاف الخيره المهرة» (٦٠٩٣/٤٢/٦) ابن منده فى «التوحيد» (٦٥٤/١٠٩/٢)

ایک اور دعا:

(۷۲) ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کے وقت دس مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ (اپنی ذات وصفات میں) اکیلے ہیں (ذات وصفات

میں) ان کا کوئی شریک نہیں ہے، ان ہی کے لئے ساری بادشاہی ہے اور ان ہی کے لئے تمام تر تعریف ہے، وہی زندہ کرتے ہیں اور وہی مارتے ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔"

تو اللہ اس کے لئے سو نیکیوں کا ثواب لکھتے ہیں، اس کی سو برائیاں مٹا دی جاتی ہیں، اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اس کی تمام دن حفاظت کی جاتی ہے۔ جو شخص شام کو یہ کلمات کہے اس کے لئے بھی یہی انعامات ہیں۔"

نوع آخر:

(۷۳) - أخبرنا أبو يعلى، أخبرنا شجاع بن مخلد، حدثنا يحيٰى بن حماد، حدثنا الاغلب بن تميم، عن مخلد بن هذيل، عن عبدالرحمن يعنى ابن عبدالله بن عمر المدنى، عن عبدالله بن عمر، عن عثمان بن عفان رضي الله تعالى عنه، أنه سأل رسول الله ﷺ عن تفسير.

﴿لَهُ مَقَالِيْدُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾

قال: ما سالني عنها احد قبلك، تفسيره:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ، وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، يُحْيِي وَيُمِيْتُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

من قالها إذا أصبح عشر مرات أعطى ست خصال، أما أوّلهن، يحرس من إبليس، وأما الثانية: فيعطى قنطارا من الأجر، وأما الثالثة: فيرفع الله لهٗ درجة فى الجنة، وأما الرابعة: فيزوج من الحور العين، وأما الخامسة: فيحضرها اثنا عشر ألف ملك، وأما السادسة: فله من الأجر كمن يقرأ التوراة والإنجيل والزبور والفرقان، وله مع هذا يا عثمان من الأجر كمن حج واعتمر فقبلت حجته وعمرته، فإن مات من يومه طبع بطابع الشهداء.

اخرجه ابويعلى «فى مسنده» (٣٢٦/٤- ٣٢٧/١٦٤٧ المقصد العلى كذا ذكره الهلالى ١٢٣/١) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ١٧٠٠) ذكره السيوطى فى الدر المنثور (٣٣٤/٥) واخرجه الرافعى فى «التدوين فى اخبار قزوين» (١٦٢/٤/ ١٦٣)

ایک اور دعا:

(۷۳) ترجمہ: "حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے (اللہ تعالیٰ کے ارشاد) "لَهُ مَقَالِيْدُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ" کی تفسیر پوچھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلے مجھ سے کسی نے اس کی تفسیر نہیں پوچھی۔ اس کی تفسیر (یہ کلمات ہیں:

﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ، وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

تَرجَمَۃ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں، اللہ تعالیٰ (ہر قسم کے نقص و عیب سے) پاک ہیں اور ان ہی کے لئے تمام تر تعریف ہے، میں اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی مغفرت طلب کرتا ہوں، گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہے جو سب سے پہلے (بھی) ہیں اور سب کے بعد (بھی ہوں گے) (یعنی جب کوئی نہ تھا کچھ نہ تھا، جب بھی وہ موجود تھے اور جب کوئی نہیں رہے گا اور کچھ نہ رہے گا وہ اس وقت بھی موجود رہیں گے) جو بالکل ظاہر ہیں (یعنی دلائل کے اعتبار سے ان کا وجود بالکل ظاہر ہے) جو نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ تمام بھلائیاں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہی زندہ کرتے ہیں، وہی مارتے ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔''

جو شخص صبح کے وقت دس مرتبہ یہ کلمات کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو چھ انعامات عطا فرماتے ہیں پہلا انعام یہ ہے کہ اس کی شیطان سے حفاظت کی جاتی ہے، دوسرا انعام ایک قنطار کے برابر اجر دیا جاتا ہے، تیسرا انعام جنت میں اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے، چوتھا انعام حورعین سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے، پانچواں انعام بارہ ہزار فرشتے اس دعا کو لے کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوں گے، چھٹا انعام اس کو اس شخص کی طرح ثواب ملتا ہے جس نے توراۃ، انجیل، زبور، اور قرآن پاک پڑھا ہو اور عثمان! اس کو اس شخص کی طرح ثواب ملتا ہے جس نے حج اور عمرہ کیا ہو اور اس کا حج اور عمرہ قبول بھی ہو گیا ہو، اگر وہ اس دن مر گیا تو اس پر شہداء کی مہر لگا دی جاتی ہے۔''

فَائِدَۃ:

نوع آخر:

(٧٤) - أخبرنا أبو محمد بن صاعد، ثنا محمد بن زنبور، حدثنا عبدالعزيز بن أبي حازم، عن سمي، عن بن أبي صالح، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، أن رسول الله ﷺ قال: من قال حين يصبح وحين يمسي:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ﴾

مائة مرة لم يات أحد يوم القيامة بمثل ماجاء به، إلا أحد قال مثل ما قال، أو زاد عليه.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۳۷۱/۲) ومسلم (۲۶۹۲/۲۷۱/٤) (۳٤٤/۲) وابوداؤد (۵۰۹۱/۳۲٤/٤) (۳٤۷/۲) والترمذی (۳٤٦۹/۵۱۳/۵) (۱۸۵/۲) والنسائی فی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ۵٦۸)

ایک اور دعا:

(۷۴) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح شام سو مرتبہ:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ (ہر نقص وعیب سے) پاک ہیں اور تمام تعریف ان ہی کے لئے ہے۔''

پڑھے تو قیامت کے دن کوئی اس جیسا اجر وثواب لے کر نہ آئے گا البتہ وہ شخص جس نے یہی کلمات کہے ہوں، یا اس سے زیادہ کہے ہوں۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سبحان اللہ وبحمدہ سو مرتبہ پڑھتا ہے تو اس کو ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں ملتی ہیں۔ (ترغیب ۲/۲۷۳)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص سبحان اللہ وبحمدہ سو مرتبہ صبح شام پڑھے گا اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (ابن حبان ۳/۱۴۱، مستدرک حاکم ۱/۶۹۹)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ ان کلمات کو دن کے اور رات کے شروع میں ایک ساتھ سو مرتبہ پڑھنا افضل ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۲۰۱)

اگرچہ متفرق بھی پڑھ سکتا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ۹/۳۰۷، شرح زرقانی ۲/۳۶)

کوئی اس جیسا ثواب لے کر نہیں آئے گا

یعنی کوئی بھی اس عمل سے زیادہ افضل کوئی دوسرا عمل لے کر نہیں آئے گا ہاں اگر کسی نے یہی عمل اس سے زیادہ کیا ہو تو وہ زیادہ لے کر آئے گا اور اگر اس کے برابر ہو تو اس کے برابر لے کر آئے گا۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص اس (سو کی) تعداد سے زیادہ ان کلمات کو پڑھے گا اس کو زیادہ ثواب ملے گا۔ (سو کی) تعداد کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس تعداد سے زیادہ نہ پڑھا جائے بلکہ زیادہ پڑھنا افضل ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ۹/۳۰۶، ۳۰۷)

ایک جگہ ارشاد مبارک ہے جو شخص سبحان اللہ العظیم وبحمدہ پڑھتا ہے اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔ (ترمذی ۲/۱۸۴)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھتا ہے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کے

جھاگ سے زیادہ ہی ہوں۔ (ترمذی۲/۱۸۵)

ایک روایت میں ارشاد مبارک ہے کہ تم سبحان اللہ وبحمدہ سومرتبہ پڑھا کرو کیونکہ جواس کوایک مرتبہ پڑھتا ہے تو دس لکھے جاتے ہیں، جودس مرتبہ پڑھتا ہے اس کے لئے سو لکھے جاتے ہیں اور جوسومرتبہ پڑھتا ہے اس کے لئے ہزار لکھے جاتے ہیں اور جواور زیادہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کواور زیادہ عطا فرماتے ہیں۔ (ترمذی۲/۱۸۵)

ایک روایت میں ہے کہ جوشخص صبح شام سومرتبہ سبحان اللہ پڑھے وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے سومرتبہ حج کیا ہو۔ (ترمذی۲/۱۸۵)

نوع آخر:

(۷۵) - حدثنا أبو عروبة، حدثنا الحسين بن البحر البيروتي، ثنا عبيدالله بن معاذ، ثنا أبي حدثنا شعبة، عن الحكم، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده رضي الله تعالى عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من قال:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

مائة مرة إذا أصبح، ومائة مرة إذا أمسى، لم يجيء أحد بأفضل مما عمله، إلا من قال أفضل من ذلك.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۱۸۵/۲) وابن ماجه (۳۷۹۸/۱۲۴۸/۲) (ص۲۶۹) والترمذی (۳۴۶۸/۸۱۲/۵) (۱۸۱/۲) والنسائی فی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ۲۵) والطبرانی فی «الدعا» (رقم ۳۳۳)

ایک اور دعا:

(۷۵) ترجمہ: ”حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جوشخص صبح شام سومرتبہ یہ دعا:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ (اپنی ذات وصفات میں) یکتا ہیں ان کا کوئی شریک نہیں ہے، ان ہی کے لئے تمام بادشاہی ہے اور ان ہی کے لئے تمام تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔“

پڑھے تو قیامت کے دن اس شخص سے بڑا عمل لے کر کوئی نہیں آئے گا صرف وہ شخص جس نے اس سے زیادہ یہ کلمات پڑھے ہوں۔“

نوع آخر:

(٧٦) - أخبرنا أبو عروبة، نا يحيٰى بن الحسين، حدثني يحيٰى بن المغيرة، ثنا ابن أبي فديك، (هو محمد بن إسمعيل)، عن عبدالرحمن بن أبي مليكة، عن زرارة بن مصعب، عن أبي سلمة بن عبدالرحمن، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قرأ آية الكرسي، وحم الاول. يعني المؤمن. حتى ينتهي إلى ﴿إِلَيْهِ الْمَصِيرُ﴾ حين يمسى، حفظ بهما حتى يصبح، ومن قرأ بهما مصبحا حفظ بهما حتى يمسى.

اخرجه الدارمي في «سننه» (٣٣٨٦/٥٤١/٢) والترمذي (٢٨٧٩/١٥٧/٥) (١١٥/٢) والطبراني في «الدعا» (رقم ٣٢٢) والبيهقي في «شعب الايمان» (٢٤٧٤/٤٨٣/٢) وذكره البغوي في «المعالم التنزيل» (٢٣٨/١)

ایک اور دعا:

(۷۶) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص شام کے وقت آیت الکرسی اور حم اول یعنی (سورہ) مؤمن کی (ابتدائی) آیات ”والیہ المصیر“ تک:

﴿حم تنزيل الكتب من الله العزيز العليم غافر الذنب قابل التوب شديد العقاب ذى الطول لا اله الا هو اليه المصير.﴾

ترجمہ: ”حم یہ کتاب ان اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری ہے جو (سب پر) غالب ہیں بہت وسیع علم والے ہیں (اپنے بندہ کے) گناہ بخشنے والے ہیں اور توبہ قبول کرنے والے ہیں (نافرمانوں کو) شدید عذاب دینے والے ہیں، بڑی قدرت والے ہیں، ان کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ان ہی کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے۔“

پڑھے تو صبح تک تمام آفات اور بلاؤں سے محفوظ رہے گا اور جو صبح کے وقت پڑھ لے وہ شام تک تمام آفات اور بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔“

نوع آخر:

(٧٧) - حدثنا أبو يحيٰى زكريا الساجي، أخبرنا يزيد بن يوسف، عن عمرو بن يزيد، ثنا خالد بن نزار، ثنا سفيان بن عينية، عن محمد بن المنكدر، عن محمد بن إبراهيم التيمي، عن أبيه، قال: وجهنا رسول الله صلى الله عليه وسلم في سرية، فأمرنا أن نقرا إذا أمسينا و إذا أصحبنا:

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا﴾

فغنمنا وسلمنا.

اخرجه ابو نعيم فی «معرفة الصحابة» (رقم٧٢٦) كما فی نتائج الافكار (٤٠٧/٢) وابن حجر فی «نتائج الافكار» (٤٠٦/٢) ذكره السيوطی فی «الدرالمنثور» (١٧/٥)

ایک اور دعا:

(۷۷) ترجمہ: ''حضرت ابراہیم تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جنگ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم فرمایا کہ ہم صبح شام یہ آیت پڑھیں:

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا﴾

ترجمہ: ''کیا تم نے یہ سمجھا تھا کہ ہم نے تم کو فضول پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہ لوٹائے جاؤ گے۔''

(ہم اس کو پڑھتے رہے) اور ہمیں مالِ غنیمت بھی حاصل ہوا اور ہم محفوظ بھی رہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے ان آیات کی عظیم فضیلت معلوم ہوئی۔ ان کو صبح شام پڑھنے سے جنگ میں دشمن سے حفاظت بھی رہی اور مال غنیمت بھی حاصل ہوا۔

نوع آخر:

(٧٨) - أخبرنا أبو عروبة، ثنا محمد بن المصفى، ثنا عثمان بن سعيد ابن كثير بن دينار، عن ابن لهيعة، عن زبان بن فائد، عن سهل بن معاذ، عن أبيه رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم في قوله عزوجل:

﴿وَ إِبْرَاهِيمَ الَّذِيْ وَفّٰى﴾

قال: كان عليه السلام يقول إذا أصبح و إذا أمسى:

﴿فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ، وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ، يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ، وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ.﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (٤٣٩/٣) ومحمد بن جرير الطبری فی «تاريخه» (١٧٢/١) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (٤٢٧/١٣٤/٢٠) وفی «الدعا» (رقم٣٢٤) والديلمی فی «الفردوس» (٤٧١/١٣٤/١)

ایک اور دعا:

(۷۸) ترجمہ: ''حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (آیت مبارکہ):

﴿وَ إِبْرَاهِيمَ الَّذِيْ وَفّٰى﴾

کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام صبح شام یہ پڑھا کرتے تھے۔"

﴿فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ، وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ، يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ، وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ.﴾

تَرجَمۃ: "تم لوگ جب شام کرو اور جب صبح کرو تو اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کیا کرو، تمام آسمان اور زمین میں اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہوتی ہے، اور تم سہ پہر کے وقت اور ظہر کے وقت (بھی اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو) وہ زندہ کو مردہ سے نکالتے ہیں اور مردہ کو زندہ سے نکالتے ہیں اور زمین کو اس کے مردہ (یعنی خشک) ہونے کے بعد زندہ (یعنی سرسبز و شاداب) کرتے ہیں اسی طرح تم لوگ (قیامت کے دن قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔"

(۷۹) - أخبرني إبراهيم بن محمد الضحاك، حدثنا محمد بن سنجر، ثنا عبدالله بن صالح، أبو صالح، حدثني الليث، عن سعيد بن بشير البخاري، عن محمد بن عبدالرحمن بن البيلماني، عن أبيه. عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه، عن رسول الله ﷺ أنه قال: من قال حين يصبح:

﴿فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ، وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوَاتِ﴾

الآيات كلها، أدرك ما فاته في يومه، ومن قالها حين يمسي أدرك مافاته في ليلته.

مر تخريجه راجع رقم (٦٥).

(۷۹) تَرجَمۃ: "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح یہ تین آیات:

﴿فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ، وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوَاتِ﴾

تک تمام آیتیں پڑھے تو اس دن کے جو معمولات اس سے چھوٹ جائیں ان کا ثواب اس کو مل جائے گا اور جو شخص شام کو یہ آیت پڑھ لے تو اس رات کے جو معمولات اس سے چھوٹ جائیں ان کا ثواب اس کو مل جائے گا۔"

فَائِدَۃ: پوری آیت مع ترجمہ حدیث نمبر ۷۸ پر گزر چکی ہے۔

نوع آخر:

(۸۰) - حدثنا محمد بن الحسن بن مكرم، حدثنا محمود بن غيلان، ثنا أبو أحمد

الزبیری، ثنا خالد بن طهمان أبو العلاء، الخفاف، حدثنا نافع، عن معقل بن یسار، قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: من قال حين يصبح ثلاث مرات:

﴿أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾

وقرأ ثلاث آيات من آخر الحشر وكل به سبعون ألف ملك يصلون عليه حتى يمسى، و إن مات فى ذلك اليوم مات شهيدا، و إن قالها حين يمسى كان بتلك المنزلة.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٥/٢٦) والدارمى فى «سننه» (٢/٥٥٠/٣٤٢٥) والترمذى (٢٩٢٢/١٨٢) (١٢٠/٢) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٢٠/٢٢٩)(٥٣٧/) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٢/٤٩٢/٢٥٠٢)

ایک اور دعا:

(۸۰) **ترجمہ:** ”حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں: جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ:

﴿أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾

ترجمہ: ”میں شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہوں۔“

پڑھ کر سورہ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھ لے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتے ہیں جو شام تک اس پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں اور اگر اس دن مر جائے تو شہید مرے گا۔ جو شخص شام کے وقت پڑھ لے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتے ہیں جو صبح تک رحمت بھیجتے رہتے ہیں اور اگر اس رات کو مر جائے تو شہید مرے گا۔“

فائدہ: اعوذ باللہ الخ اعوذ باللہ تین مرتبہ پڑھنا الحاح وزاری کے لئے ہے کیونکہ معنوی طور پر دعا ہے۔ (اور دعا میں الحاح و زاری کرنی چاہئے اس کی کم سے کم مقدار تین دفعہ دہرانا ہے) یا تین مرتبہ پڑھنا آئندہ سورۂ حشر کی تین آیات کی مناسبت کی وجہ سے پڑھنے والے کو ان آیات کو پڑھنے سے، ان میں غور وفکر کرنے اور ان میں جو اللہ تعالیٰ کے اخلاق بیان ہوئے ہیں ان کو اپنانے میں کوئی نہ ہو۔

سورۂ حشر کی تین آیات۔

فرشتے دعا کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ آیات بہت سارے علماء کے نزدیک اسم اعظم پر مشتمل ہیں۔ فرشتوں کی دعا کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے ان آیات کے پڑھنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں سے خیر کی توفیق عطا ہونے اور شر کے دور ہونے کی دعا کرتے ہیں یا گناہوں کے معاف ہونے کی دعا کرتے ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی ۱۹۳/۸)

نوع آخر:

(۸۱) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرنا عمرو بن علی، حدثنا أبو عاصم، حدثنا ابن أبی ذئب، حدثنا أسید بن أبی أَسِید، عن معاذ بن عبدالله ابن حبیب، عن أبیه رضی الله تعالی عنه قال: أصابنا عطش وطش وظلمة فانتظرنا رسول الله ﷺ لیصلی بنا، ثم ذکر کلاما معناه فخرج فقال: قل ما أقول، قال: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، والمعوذتین حین تمسی وحین تصبح ثلاثا، تکفیك کل شیء.

اخرجه عبد بن حمید فی «مسنده» (۶۹۴/۱۷۸/۱) وابوداؤد (۵۰۸۲/۳۲۱/۴) والنسائی فی «السنن الکبری» (۷۸۶۰/۴۴۲/۴) والبیهقی فی «شعب الایمان» (۲۵۷۱/۵۱۵/۲)

(۸۱) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ ابن خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم پیاس، زکام جیسی بیماری اور اندھیرے کی حالت میں (مبتلا) تھے اور رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے کہ آپ ﷺ (آکر) ہمیں نماز پڑھائیں۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: تم وہ کہو جو میں کہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قل ہو اللہ احد اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) صبح وشام تین مرتبہ پڑھا کرو تو یہ تمہاری ہر چیز سے کفایت کریں گی۔''

فائدہ: ہر چیز سے کفایت کریں گی کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی نقصان اور اذیت پہنچانے والی چیز سے تمہاری حفاظت کریں گی۔ (بذل المجہود ۶/۲۹۷)

نوع آخر:

(۸۲) - فی کتابی عن محمد بن هارون الحضرمی، ثنا خالد بن یوسف السمتی، ثنا أبو عوانة، عن عمر بن أبی سلمة، عن أبیه، عن أبی هریرة رضی الله تعالی عنه قال: کان رسول الله ﷺ یقول إذا أصبح:

﴿أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ كُلُّهُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.﴾

وإذا أمسی قال:

﴿أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ كُلُّهُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَإِلَيْهِ الْمَصِيْرُ.﴾

وأخرجه البخاري في «الأدب المفرد» (رقم ۸۹) والبزار في «مسنده» كما في كشف الاستار (۱۳۰۵۱/۲٤/٤)

ایک اور دعا:

(۸۲) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

﴿أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ كُلُّهُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.﴾

ترجمہ: ”ہم نے اور ساری مخلوق نے اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے لئے صبح کی، تمام تر تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، ان کا کوئی شریک نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس (قیامت کے دن) اٹھ کر جانا ہے۔“

اور شام کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔“

﴿أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ كُلُّهُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَإِلَيْهِ الْمَصِيْرُ.﴾

ترجمہ: ”ہم نے اور ساری مخلوق نے اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے لئے شام کی۔ تمام تر تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، ان کا کوئی شریک نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس (قیامت کے دن) اٹھ کر جانا ہے۔“

فائدہ: صبح و شام اللہ تعالیٰ کی الوہیت و معبودیت اور تمام تر تعریفات کی مستحق ذات کا اقرار اور قیامت کے دن کی یاد ہے جو اسلامی عقائد کی اساس اور بنیاد ہے جس کی وجہ سے آدمی اپنے ہر عمل کو حساب کتاب پر تولتا اور بہتر بناتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عظیم عبدیت کا اظہار اور امت کو اس کی تعلیم ہے۔

باب ما يقول صبيحة يوم الجمعة

جمعہ کی صبح کیا دعا پڑھنا چاہئے

جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے اس کی صبح کی کچھ خصوصیت ہونی چاہئے چنانچہ جمعہ کی صبح کیا دعا پڑھنی چاہئے۔ اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب اس کے ذیل میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(٨٣) - حدثني أحمد بن الحسن أديبويه، ثنا أبو يعقوب إسحاق بن خالد ابن يزيد البالِسِيُ، ثنا يزيد بن عبدالرحمن القرشي، عن خصيف، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من قال صبحة يوم الجمعة قبل صلاة الغداة:

﴿أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیَّ الْقَیُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ﴾

ثلاث مرات، غفرالله ذنوبه ولو كانت ذنوبه مثل زبد البحر.

اخرجه الطبراني في «المعجم الاوسط» (٧٧١٧/٣٥٦/٧) وابن الاعرابي في «معجمه» (١٢٠٢) ذكره الهلالي (١٣٤/١) وابن حجر في «نتائج الافكار» (٤٢٨/٢)

(٨٣) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن فجر کی نماز سے پہلے یہ کلمات تین مرتبہ پڑھے:

﴿أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ﴾

ترجمہ: ”میں معافی مانگتا ہوں ان اللہ تعالیٰ سے جن کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ (ہمیشہ ہمیشہ) زندہ رہنے والے اور (آسمان وزمین کو) قائم رکھنے والے ہیں اور ان ہی کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔“

تو اس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن صبح کی نماز سے پہلے تین مرتبہ ان الفاظ سے استغفار کرنا چاہئے جمعہ کا دن انتہائی اہمیت وفضیلت کا حامل ہے اس لئے صبح ہی سے اس کی تیاری کرنی چاہئے۔

جمعہ کی اہمیت وفضیلت

جمعہ کا دن ہفتہ کے دنوں میں سب سے افضل ہے، مؤمنین کے لئے عید کا دن ہے، ہر عمل کا ثواب ستر گنا بڑھا کر دیا جاتا ہے حتی کہ شب جمعہ لیلۃ القدر سے افضل ہے، جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار اسی دن ہوگا (بعض لوگ روزانہ اور کم اور زیادہ مدت بھی

ہے) اس دن دوزخ گرم نہیں کی جاتی ہے، مردے عذابِ قبر سے محفوظ رہتے ہیں، جو اس دن مر جائے وہ عذاب قبر اور فتنۂ قبر سے محفوظ رہتا ہے اور اس کو شہید کا ثواب ملتا ہے، اس دن روحیں اکٹھی ہوتی ہیں۔

اسی اہمیت کے پیشِ نظر حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں: جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کے ہاں نفلی حج سے بہتر ہے۔ ایک روایت میں جمعہ کو حج مساکین فرمایا ہے، ایک جگہ فقراء علماء صلحاء کے لئے زینت کا دن فرمایا ہے۔

آداب جمعہ اور اس کی اہمیت

ایک روایت ہے کہ جمعہ کے دن اہل جنت کافور کی ریت پر اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے اس دن اللہ تعالیٰ کے سب سے قریب وہ شخص ہوگا جو جمعہ کے لئے بہت جلدی اور سویرے جائے گا۔

آداب:

❶ ہر مسلمان کو چاہئے کہ جمعہ کا اہتمام جمعرات ہی سے کرے، جمعرات کی عصر کے بعد استغفار زیادہ کرے، پہننے کے کپڑے صاف کر کے رکھے خوشبو وغیرہ کا بندوبست بھی اسی دن کرے تاکہ جمعہ کے دن ان کاموں میں مشغول نہ ہونا پڑے۔ سلف سے منقول ہے کہ جمعہ کا سب سے زیادہ ثواب اس کو ملے گا جو اس کا منتظر رہتا ہے اور اس کا اہتمام جمعرات ہی سے کرتا ہے۔

❷ جمعہ کے دن غسل کرے۔ غسل کرنا جمعہ کے دن سنتِ موکدہ ہے۔ بہترین غسل وہ ہے جس سے جمعہ کی نماز پڑھی جائے (یعنی غسل کے بعد اسی غسل سے جمعہ پڑھا جائے درمیان میں وضو کی نوبت نہ آئے)۔

❸ صاف ستھرا لباس پہن کر جائے، اچھا یہ ہے کہ لباس سفید ہو۔ آپ ﷺ جمعہ کے لئے علیحدہ کپڑے رکھتے تھے یہ بھی سنت ہے۔

❹ عمامہ پہن کر جائے جمعہ کے دن (خصوصاً) پہننا سنت ہے۔

❺ خوشبو لگا کر جائے جمعہ کے دن خوشبو لگانا سنت موکدہ ہے بہترین خوشبو مشک ہے جس میں گلاب کی آمیزش ہو۔

❻ مسواک کرنا۔

❼ مسجد بہت جلدی جانا۔

❽ پیدل چل کر جانا کہ ایک قدم پر ایک سال روزے رکھنے اور راتوں کو قیام کا ثواب ملتا ہے۔

❾ جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنا۔

❿ شب جمعہ میں سورۂ دخان پڑھنا، سورۂ یٰسین پڑھنا۔

⓫ درود شریف پڑھنا۔

(حوالہ کے لئے دیکھیں مرقاۃ ۳/۲۶۱، مظاہر حق ۲/، عمدۃ الفقہ ۲/۲۵۷، معارف الحدیث)۔

باب ما يقول إذا خرج إلى الصلوٰة

صبح نماز کے لئے جب گھر سے نکلے تو کونسی دعا پڑھنی چاہیے

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

(٨٤) - حدثنا ابن منيع، ثنا الحسن بن عرفة، ثنا علی بن ثابت الجزری، عن الوزاع بن نافع العقيلی، عن أبی سلمة بن عبدالرحمن، عن جابر بن عبدالله، عن بلال مؤذن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا خرج إلى الصلوٰة قال:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ آمَنْتُ بِاللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ، وَبِحَقِّ مَخْرَجِيْ هٰذَا، فَإِنِّيْ لَمْ أَخْرُجْ أَشَرًا وَّلَا بَطَرًا، وَّلَا رِيَاءً وَّلَا سُمْعَةً، خَرَجْتُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ، وَاتِّقَاءَ سُخْطِكَ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُعِيْذَنِيْ مِنَ النَّارِ، وَتُدْخِلَنِيَ الْجَنَّةَ. ﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (٢١/٣) وابن ماجه في «سننه» (٧٧٨/٢٥٦/١) وابن حجر في «نتائج الافكار» (٢٦٦/١)

(۸۴) ترجمہ: ''حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے تشریف لے جاتے تو گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھتے۔''

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ آمَنْتُ بِاللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ، وَبِحَقِّ مَخْرَجِيْ هٰذَا، فَإِنِّيْ لَمْ أَخْرُجْ أَشَرًا وَّلَا بَطَرًا، وَّلَا رِيَاءً وَّلَا سُمْعَةً، خَرَجْتُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ، وَاتِّقَاءَ سُخْطِكَ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُعِيْذَنِيْ مِنَ النَّارِ، وَتُدْخِلَنِيَ الْجَنَّةَ. ﴾

ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ گھر سے نکلتا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور میں نے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا ہے۔ گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ اے اللہ! میں ہر اس حق سے جو سوال کرنے والوں کا آپ پر ہے، اور اپنے اس نکلنے کے حق سے کیوں کہ میں نہ فخر کرنے کے لئے نکلا ہوں اور نہ اترانے کے لئے اور نہ دکھلانے کے لئے اور نہ شہرت طلب کرنے کے لئے نکلا ہوں۔ (بلکہ) میں تو آپ کی رضا جوئی اور آپ کی ناراضگی سے ڈر کر

نکلا ہوں۔ سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے جہنم سے بچالیں اور جنت میں داخل فرمادیں۔“

نوع آخر:

(۸۵) - أخبرني محمد بن علي القطبي، ثنا بشر بن موسى، ثنا عبدالله ابن صالح بن مسلم، أنبانا فضيل بن مرزوق، عن عطية العوفي، عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ما خرج رجل من بيته إلى الصلوة فقال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ، وَبِحَقِّ مَمْشَايَ هَذَا فَإِنِّيْ لَمْ أَخْرُجْهُ أَشَرًا وَّلَا بَطَرًا، وَلَا رِيَاءً وَّلَا سُمْعَةً، خَرَجْتُ اتِّقَاءَ سُخْطِكَ، وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُنْقِذَنِيْ مِنَ النَّارِ، وَأَنْ تَغْفِرَلِيْ ذُنُوْبِيْ، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

إلا وكل الله به سبعين ألف ملك يستغفرون له، وأقبل الله عزوجل عليه بوجهه حتى يقضي من صلاته.

اخرجه علي ابن الجعد في «مسنده» (۲۰۳۱/۲۲۹/۱) واحمد في «مسنده» (۲۱/۳) وابن ماجه (۷۷۸/۲۵٦/۱) (ص٦٥) والطبراني في «الدعا» (رقم ٤٢١) وابن ابي شيبه في «المصنف» (۲۹۰۲/۲٥/٦)

(۸۵) ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص نماز کے لئے اپنے گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ، وَبِحَقِّ مَمْشَايَ هَذَا فَإِنِّيْ لَمْ أَخْرُجْهُ أَشَرًا وَّلَا بَطَرًا، وَلَا رِيَاءً وَّلَا سُمْعَةً، خَرَجْتُ اتِّقَاءَ سُخْطِكَ، وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُنْقِذَنِيْ مِنَ النَّارِ، وَأَنْ تَغْفِرَلِيْ ذُنُوْبِيْ، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں اس حق کے واسطے سے جو سوال کرنے والوں کا آپ پر ہے اور اپنے اس (نماز کے لئے) چلنے کے حق کے واسطے سے کیونکہ میں نہ فخر کرنے نہ اترانے اور نہ دکھلانے نہ شہرت کے لئے نکلا ہوں (بلکہ) میں آپ کی ناراضگی کے ڈر سے (کہ آپ مجھ سے ناراض نہ ہو جائیں) اور آپ کی رضا جوئی کے لئے گھر سے نکلا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے (جہنم کی) آگ سے بچالیں اور آپ میرے تمام گناہوں کو معاف فرمادیں۔ بلاشبہ آپ کے علاوہ کوئی گناہوں کا معاف کرنے والا نہیں ہے۔“

تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتے ہیں جو اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نماز سے فارغ ہونے تک اس کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کے لئے گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھنا چاہئے۔ جس کے پڑھنے پر اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو مقرر فرما دیتے ہیں جو اس پڑھنے والے کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

مسجد جانے کے آداب: مستحب ہے کہ آدمی جب نماز کے لئے جائے تو خوف وڈر، خشوع وخضوع اور وقار اور سکون سے جائے۔ اگر جاتے ہوئے اقامت کی آواز سنے تو دوڑ کر نہ جائے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تکبیر اولیٰ کی طمع میں تیز چل کر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے جب کہ جلدی میں کوئی بری چیز پیش نہ آئے۔ (یعنی چلنے میں جسم وغیرہ بری طرح نہ ہلے کہ بدہیئت معلوم ہو اسی طرح نہ کسی کو پھلانگ کر اور اذیت دے کر جانا نہ ہو)۔

یہ بھی مستحب ہے کہ قدم چھوٹے چھوٹے رکھے تاکہ نیکیاں زیادہ ہوں کیونکہ ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے راستے میں چلتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو پنجے کی شکل میں نہ ملائے کیونکہ نماز ہی میں ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ (اور نماز میں اس طرح کرنا مکروہ تحریمی ہے)۔

یہ دعا پڑھنا بھی مستحب ہے:

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَلِسَانِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ مِنْ خَلْفِيْ نُوْرًا وَمِنْ أَمَامِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا وَمِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا وَأَعْطِنِيْ نُوْرًا."

مذکورہ دعا بھی پڑھے۔ پھر اس دعا کے بعد یہ پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِيْ۔ (المغنی لابن قدامہ ۱/۴۷۱)

باب ما يقول إذا دخل المسجد

مسجد میں داخل ہوتے وقت کیا پڑھنا چاہئے

مسجد خانۂ خدااور دربارالٰہی ہے۔آنے والے وہاں اس لئے آتے ہیں کہ عبادت کے ذریعے ان کواللہ تعالیٰ کی رضا ورحمت حاصل ہواس لئے رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ کوئی بندہ غفلت کے ساتھ مسجد نہ جائے اور نہ مسجد سے نکلے بلکہ جانے کے وقت بھی اورآنے کے وقت بھی اس کے دل وزبان پرمناسب دعا ہو۔اللہ تعالیٰ کے دربار کی حاضری کا یہ لازمی ادب ہے۔
(معارف الحدیث ۱۹۶/۳)

نیز اس موقع پر دعا کی حکمت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ مسجد میں شیطان کے وساوس زیادہ ہوتے ہیں وہ لوگوں کو اکثر مسجد جانے سے روکتا ہےاور دوسری طرف لے جاتا ہے۔(فتوحات ربانیہ ۴۲/۲)

اس موقع پر کن آداب کا خیال رکھنا چاہئے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اباب جس کے ذیل میں ۴ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

(٨٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن النسائي، حدثنا محمد بن بشار، ثنا أبوبكر الحنفي، (ح) وأنبانا محمد بن الحسين بن مكرم، ثنا عمرو بن علي، ثنا أبوبكر الحنفي، ثنا الضحاك بن عثمان، حدثني سعيد المقبري، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، عن النبي ﷺ قال: إذا دخل أحدكم المسجد، أو أتى المسجد فليسلم على النبي ﷺ وليقل:

﴿اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ﴾

و إذا خرج فليسلم على النبي ﷺ وليقل:

﴿اَللّٰهُمَّ أَعِذْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾

وقال ابن مكرم في حديثه: (واعصمني).

اخرجه ابن ماجه (٧٧٣/٢٥٤/١) (ص٥٦) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٩٠) وابن خزيمه في «صحيحه» (١٢١/١) وابو عوانه في «مسنده» (١٤١/١) وابن حبان في «صحيحه» (٢٠٤٧/٤٩٥/٥)

(۸۶) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو یا مسجد آئے تو (پہلے) وہ رسول اللہ ﷺ پر سلام بھیجے (پھر) یہ دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔''

اور جب مسجد سے باہر نکلے تو (پہلے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے (پھر) یہ دعا پڑھے۔''

﴿اَللّٰهُمَّ أَعِذْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ میری شیطان مردود سے حفاظت فرمائیے۔''

فائدہ: یہ دعا مسجد میں داخل ہونے سے پہلے پڑھنا بہتر ہے۔ اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد پڑھنا بھی صحیح ہے۔

(ملخص فتوحات ربانیہ ۲/۴۳)

نوع آخر:

(۸۷) - حدثني موسى بن الحسن الكوفي، حدثنا إبراهيم بن يوسف الكندي، حدثنا سعير بن الخمس، عند عبدالله بن الحسن الكفوى، عن أمه، عن جدتها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل المسجد حمدالله وسمى وقال:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ﴾

و إذا خرج قال مثل ذلك وقال:

﴿اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ فَضْلِكَ﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (۲۸۲/۶) والدارمي في «سننه» (۱/۳۷۷/۱۳۹۴) وابن ماجه (۱/۲۵۳/۷۷۱) (ص:۵) والترمذي (۲/۱۲۷/۳۱۴) (۱/۷۱) وابن حبان في «صحيحه» (۵/۳۹۷/۲۰۴۸)

(۸۷) ترجمہ: ''حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے اور بسم اللہ پڑھتے اور یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میری مغفرت فرما دیجئے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازوں کو کھول دیجئے۔''

اور جب مسجد سے باہر تشریف لاتے تو اسی طرح کرتے (یعنی پہلے حمد وثنا کرتے پھر بسم اللہ پڑھتے) اور یہ دعا پڑھتے''

﴿اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ فَضْلِكَ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دیجئے۔''

نوع آخر:

(۸۸) - حدثني الحسين بن موسى الرقي، ثنا إبراهيم بن الهيثم البلدي، ثنا إبراهيم بن

محمد بن البختری. شیخ صالح بغدادی. حدثنا عیسی بن یونس، عن معمر، عن الزهری، عن أنس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کان رسول اللّٰه ﷺ إذا دخل المسجد قال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ﴾

و إذا خرج قال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ﴾

أورده الحافظ في لسان المیزان (٢/٣١٦) في ترجمة الحسین بن موسی الرقي، وذکر إسناد المصنف، ثم قال: رواته من عیسی فصاعدا من رواة الصحیح، اخرجه عبد الرزاق في المصنف ولکن لیس فیه بسم اللّٰه (١/٤٢٥)

(۸۸) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ﴾

ترجمہ: ”میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مسجد میں داخل ہوتا ہوں۔ اے اللہ! آپ محمد (ﷺ) پر رحمت نازل فرمایئے۔“

اور جب مسجد سے باہر تشریف لاتے تو ارشاد فرماتے۔“

﴿بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ﴾

ترجمہ: ”میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مسجد سے باہر نکلتا ہوں۔ اے اللہ! آپ محمد (ﷺ) پر رحمت نازل فرما دیجئے۔“

نوع آخر:

(٨٩) - أخبرنا أبو حفص عمر بن محمد بن بکار القافلانی، حدثنا یوسف بن موسی، حدثنا الولید بن القاسم الهمدانی، حدثنا سالم بن عبدالاعلی، عن نافع عن ابن عمر، قال: علم النبی ﷺ الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما إذا دخل المسجد أن یصلی علی النبی ﷺ ویقول:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَافْتَحْ لَنَا أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.﴾

و إذا خرج صلی علی النبی ﷺ ویقول:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَافْتَحْ لَنَا أَبْوَابَ فَضْلِكَ.﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (۲۸۲/٦) والطبرانی فی «المعجم الکبیر» (۱۰٤٤/٤۲٤/۲۲) وفی الاوسط (٦٦۱۲/۳٥۸/٦) وفی «الدعا» (رقم ۱۱۸) وابن حجر فی «نتائج الافکار» (۲۷۹/۱)

(۸۹) **ترجمہ:** ”حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب مسجد میں داخل ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے اور (پھر) یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَافْتَحْ لَنَا أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجئے اور ہمارے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔“

اور جب مسجد سے باہر نکلتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے اور (پھر) یہ دعا پڑھتے۔“

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَافْتَحْ لَنَا أَبْوَابَ فَضْلِكَ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجئے اور ہمارے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دیجئے۔“

فائدہ: مسجد میں داخل ہوتے وقت رحمت اور نکلتے وقت فضل کا سوال ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہونے والا آخرت کا طلب گار ہوتا ہے اور ان اعمال کو اختیار کرنے والا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے میں مددگار ہوں اور ان چیزوں کے لئے رحمت مناسب ہے۔ اور مسجد سے نکلنے والا معاش و روزگار کا طلب گار ہوتا ہے اور رزق حلال وغیرہ کا متلاشی ہوتا ہے اور اس کے لئے فضل مناسب ہے۔ (ملخص فتوحات ربانیہ ۴۳/۲)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے:

﴿اعوذ باللّٰه العظيم وبوجهه الكريم وسلطانه القديم من الشيطان الرجيم﴾

ترجمہ: ”میں اللہ تعالیٰ جو عظیم ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے کرامت والے چہرے اور اللہ تعالیٰ کی قدیم بادشاہی کے ذریعے سے شیطان مردود کی پناہ چاہتا ہوں۔“

(ان تمام پر عمل اس طرح ہو سکتا ہے) "اعوذ باللّٰه العظيم و بوجهه الكريم و سلطانه القديم من الشيطان الرجيم، الحمد للّٰه اللهم صلى على محمد وعلى ال محمد اللهم اغفرلى ذنوبى وافتح لى ابواب رحمتك“ پھر بسم اللہ پڑھے پھر دائیں پاؤں سے مسجد میں داخل ہو۔

پھر نکلتے وقت بھی یہی سب دعائیں پڑھے صرف "ابواب رحمتك“ کی جگہ "ابواب فضلك“ کہے۔ اور بائیں پاؤں سے باہر نکلے۔ (قال النووی فی کتاب الاذکار ۵)

باب ما يقول إذا سمع الأذان

اذان سن کر کیا کہنا چاہئے

اذان اللہ تعالیٰ کی پکار اور نداء ہے جو شعائر اسلام میں سے ہے جس کا عملی جواب ہر مسلمان کے لئے واجب ہے نیز اس کے نتیجہ میں کھڑی ہونے والی نماز اسلام کے بنیادی ارکان میں شامل ہے۔

اذان توحید و رسالت اور اوامر احکام کے لئے ایک دعوت تامہ ہے جو فرائض کے لئے سنت موکدہ ہے۔ اذان کو سن کر کیا کرنا چاہئے۔ اذان اور اس کے متعلقات کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے چھ باب جس کے ذیل میں تیرہ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۹۰) - حدثنا أبو عبدالرحمن النسائی، أخبرنا قتيبة بن سعيد وعتبة بن عبدالله المروزی، عن مالك، عن الزهری، عن عطاء بن يزيد، عن أبی سعيد رضی الله تعالیٰ عنه، أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: إذا سمعتم الأذان فقولوا: مثل ما يقول المؤذن.

أخرجه البخاری (۱/۲۲۱/۵۸٦)(۱/۸۸) والمسلم (۱/۲۸۸/۳۸۳) (۱/۱٦٦) وأبوداود (۱/۱٤٤/۵۲۲) (۱/۷۷) والترمذی (۱/٤۰۷/۲۰۸) (۱/۵۱) والنسائی «وعمل اليوم والليلة» (رقم ۳٤)

(۹۰) ترجمہ: ”حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم اذان سنا کرو تو (اس کے جواب میں) وہی کلمات دہرایا کرو جو موذن نے کہے ہوں۔“

فائدہ: اذان شعائر اسلام میں سے ہے اور دعوت تامہ ہے اس لئے احادیث میں اس کے بے شمار فضائل وارد ہوئے ہیں اسی وجہ سے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! اذان دینے والے (اجر وثواب میں) ہم سے بڑھے جاتے ہیں (لہٰذا آپ ہمیں بھی کوئی طریقہ بتادیں کہ ہم بھی یہ فضیلت حاصل کرلیں) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس طرح موذنین کہتے ہیں (ساتھ ساتھ) تم بھی کہتے جاؤ اور جب (اذان کے جواب سے) فارغ ہو جاؤ تو جو مانگو گے ملے گا۔ (ابوداؤد ۱/ ۷۸)

اس لئے مذکورہ بالا حدیث میں بھی ارشاد ہے کہ موذن کے کلمات کو دہراؤ تاکہ تمہیں موذن کی طرح ثواب حاصل ہو جائے۔

اذان کا جواب زبان سے دینا مستحب ہے۔ اور اذان کا جواب قدم سے یعنی نماز کی طرف چل کر جانا واجب ہے۔ جس مسجد کی اذان سنی ہے اور اسی مسجد میں نماز پڑھنی ہے تو نماز کے لئے جانا واجب ہے تاکہ جماعت فوت نہ ہو جائے اور اگر دوسری مسجد میں نماز پڑھنی ہے تو پھر اس اذان کا جواب واجب ہے بالقدم نہیں بلکہ اس اذان کے ادب کی وجہ سے مستحب ہوگا۔

اذان کے چند فضائل

موذن قیامت کے دن سب سے اونچے مرتبے والے ہوں گے۔ (مسلم ۱/ ۶۷)

موذن کی اذان کی آواز جن وانس جو بھی سنتا ہے وہ قیامت کے دن اس کے ایمان دار ہونے کی گواہی دے گا۔ (بخاری ۱/ ۸۶)

موذنین کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغفرت کی دعا فرمائی ہے۔ (ترمذی ۱/ ۵۱)

جو شخص سات سال تک اذان دے اس کے لئے دوزخ سے برأت لکھ دی جاتی ہے۔ (ترمذی ۲/ ۵۱، ابن ماجہ ۵۳)

قیامت کے دن جو لوگ مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے ان میں موذن بھی ہوگا۔ (ترمذی ۲/ ۱۹)

جو شخص بارہ سال تک اذان دے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور اس کے لئے روزانہ اذان کے عوض ساٹھ ۶۰ نیکیاں اور ہر تکبیر اقامت کے بدلے ستر نیکیاں ملتی ہیں۔ (ابن ماجہ صفحہ ۵۳)

موذن کو قبر میں کیڑے نہیں کھائیں گے۔ (مرقات ۲/ ۱۶۷)

جتنے لوگ مؤذن کے ساتھ نماز پڑھیں گے سب کا ثواب مؤذن کو ملے گا اور رحمٰن کا ہاتھ موذن کے سر پر ہوتا ہے موذن قبر سے اذان کہتا ہوا اٹھے گا۔ (مرقات عن الطبرانی ۲/ ۱۲۹)

ایک روایت میں ہے کہ جہاں تک مؤذن کی آواز جاتی ہے مغفرت کر دی جاتی ہے اور اس کے لئے ہر تر و خشک چیز گواہی دیتی ہے۔ (ابوداؤد ۱/ ۷۶، ابن ماجہ ۵۳)

باب ما يقول إذا قال المؤذن حى على الصلوٰة حى على الفلاح

مؤذن جب حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہے تو کیا کہنا چاہئے

اس باب میں اذان کے جواب کی تفصیل ہے۔ چنانچہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ اس باب میں دو حدیث نقل کی ہے۔

(۹۱) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا على بن حجر، ثنا شريك، عن عاصم بن عبيدالله، عن على بن الحسين عن أبى رافع، قال: كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا سمع المؤذن قال مثل ما يقول، و إذا قال: حى على الصلوٰة حى على الفلاح، قال:

﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

وأخرجه أحمد فى «مسنده» (٩/٦ و ٣٩١)، والبزار كما فى «كشف الأستار» (رقم ٣٦٠) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤١) والرويانى فى «مسنده» (٧٢٢/٤٧٥/١) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٩٢٤/٣١٣/١)

(۹۱) ترجمہ: ''حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب موذن کو اذان کہتے ہوئے سنتے تو وہی کلمات دہراتے جو موذن کہتا اور جب موذن ''حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح'' کہتا ہے تو (اس کے جواب میں) ''لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ'' فرماتے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام کلماتِ اذان کے جواب میں وہی کلمات دہرائے جائیں اور ''حی علی الصلوٰۃ'' اور ''حی علی الفلاح'' کے جواب میں ''لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ'' کہنا چاہئے۔

اذان کے جواب کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ جب موذن ایک کلمہ کہہ کر خاموش ہو تو اس وقت اس کلمہ کو کہہ لیا جائے دوسرے موذن کے ساتھ ساتھ اذان کے کلمات دہراتا جائے یہاں تک کہ اذان موذن کے ساتھ ختم ہو۔ (معارف السنن ۲/۲۳۵)

لیکن موذن سے پہلے کلماتِ اذان مکمل نہ کرے۔ (مرقاۃ ۲/۱۶۲)

''حی علی الصلوٰۃ'' اور ''حی علی الفلاح'' کے جواب میں صرف ''لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ'' کہنا بھی صحیح ہے اور صرف ''حی علی الصلوٰۃ'' اور ''حی علی الفلاح'' کہنا بھی حدیث میں آیا ہے۔ بعض مشائخ کا عمل دونوں کو جمع کرنے کا ہے۔ مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے کسی ایک کو کہنے کی ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ کبھی ایک کہے کبھی دوسرا کہے تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔ (معارف السنن ۲/۲۳۶)

اگر اذان ہو چکی اور جواب نہ دیا تو علماء نے لکھا ہے کہ اگر فصل قلیل (تھوڑی دیر ہوئی) ہے تو جواب دے ورنہ نہیں۔ (فتح الباری ۲/۹۱)

جب ایک اذان کا جواب دے چکا تو دوسری اذان کا جواب دینا تعدد سبب کی بناء پر ہے لیکن پہلی اذان کا جواب دینا افضل

ہے۔ (فتح الباری ۲/۹۲)

جواب دینے والا موذن کی طرح بلند آواز سے نہ کہے۔ (فتح الباری ۲/۹۲)

جب اذان مغرب سنے تو یہ دعا پڑھے: "اللھم انّ ھذا اقبال لیلك وادبار نھارك واصوات دعاتك فاغفرلی" اور فجر کی اذان میں "اللھم ھذا اقبال نھارك وادبار لیلك واصوات دعاتك فاغفرلی" (مرقاۃ ۲/۱۷۰)

اگر اذان سننے والا بیت الخلاء میں ہو تو بیت الخلاء میں جواب نہ دے بلکہ باہر آکر جواب دے۔ (فتح الباری ۲/۹۱)

اگر قرآن شریف یا حدیث یا کوئی علم پڑھ رہا ہو تو اس وقت ان تمام اشغال کو موقوف کردے اور اذان کا جواب دے بعد میں دوبارہ ان اشغال میں مصروف ہوجائے۔ (شامی/)

اگر مسجد میں بیٹھا ہو تو پھر تلاوت میں مشغول رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (کذا فی طحطاوی صفحہ ۱۰۹)

اگر گھر میں ہو اور دوسرے محلے کی اذان ہے تو بھی تلاوت میں مشغول رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (طحطاوی صفحہ ۱۰۹)

(۹۲) - حدثنا أبو طالب بن أبی عوانة، هو ابن أخی أبی عروبة. ثنا أبوداود سلیمان بن یوسف، ثنا عبدالله بن واقد، عن نصر بن طریف، عن عاصم بن بهدلة، عن أبی صالح، عن معاویة بن أبی سفیان رضی الله تعالیٰ عنه قال: کان رسول الله ﷺ إذا سمع الموذن قال حی علی الفلاح ...... قال:

﴿ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مُفْلِحِیْنَ. ﴾

اخرجه ابن حجر فی «نتائج الافکار: (۱/۳۵۷) وذکره السیوطی فی «الجامع الصغیر» (۱/۱٦٦) وعزه الی ابن السنی)

(۹۲) **ترجمہ:** "حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب موذن کو حی علی الفلاح کہتے ہوئے سنتے تو ارشاد فرماتے۔"

﴿ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مُفْلِحِیْنَ. ﴾

ترجمہ: "اے اللہ! ہمیں کامیاب لوگوں میں شامل فرمادیجیے۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب موذن کو حی علی الفلاح کہتے ہوئے سنا جائے تو اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مُفْلِحِیْنَ پڑھنا چاہیے۔

مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! ہمیں کامیاب لوگوں میں شمار فرمائیے جو ہر خیر سے فائز المرام ہوں اور ہر شر سے محفوظ و مامون ہوں۔ (فیض القدیر ۵/۱۴۴)

باب الصلوٰة على النبی ﷺ

(اذان کے بعد) رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھنا

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث نقل فرمائی ہے۔

(٩٢) - حدثنا أبو عبدالرحمن، حدثنا سويد بن نصر، ثنا عبدالله. يعني ابن المبارك. عن حيوة بن شريح أخبرني كعب بن علقمة، أنه سمع عبدالرحمن ابن جبير مولى نافع بن عمر، أنه سمع عبدالله بن عمر رضي الله تعالى عنهما يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول وصلوا على، فإن من صلى على مرة صلى الله عليه (بها) عشرا، ثم سلوا لى الوسيلة، فإنها يعنى منزلة فى الجنة لا تنبغى إلا لعبد من عبادالله، وأرجو أن أكون انا هو، فمن سال الله لى الوسيلة حلت لهٗ على الشفاعة.

اخرجه مسلم (١/٢٨٨/٣٨٤) (١/١٦٦) وأبوداود (١/١٤٤/٥٢٠٣) (١/٧٧) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم٤٥) والبيهقى فى «سننه» (١/٤٠٩/١٧٨٩) وابن حبان فى «صحيحه» (٤/٥٩٠/١٣٩٢)

(۹۳) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب تم موذن کی اذان سنو تو (اس کے جواب میں) ان ہی الفاظ کو دہراؤ جو وہ کہہ رہا ہے (اور پھر اذان کے بعد) مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتے ہیں۔ پھر (درود بھیج کر) میرے لئے (اللہ تعالیٰ سے) وسیلہ کی دعا کرو۔ وسیلہ جنت میں ایک (اعلیٰ) درجہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک بندہ کو ملے گا اور مجھ کو امید ہے کہ وہ بندۂ خاص میں ہوں گا۔ لہٰذا جو شخص میرے لئے وسیلہ کی دعا کرے گا (قیامت کے دن) اس کی سفارش مجھ پر ضروری ہو جائے گی۔“

فائدہ:

اس کے لئے شفاعت ضروری ہوگی۔ یعنی رسول اللہ ﷺ اس کے لئے اس دعا کے بدلے میں شفاعت فرمائیں گے۔

(مرقاة ۲/۱۶۱)

باب كيف الصلوٰة على النبى صلى الله عليه وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کس طرح پڑھنا چاہئے

(٩٤) - حدثنا أبو خليفة، حدثنا القعنبى، حدثنا عبدالعزيز بن مسلم، عن يزيد بن أبى زياد، عن عبدالرحمن بن أبى ليلى، عن كعب بن عجرة رضى الله تعالىٰ عنه، قال: قلت: يا رسول الله! هذا السلام عليك قد علمناه. فكيف الصلوٰة عليك؟ قال: قولوا:

﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ، وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ، وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (٢٤٤/٤) والبخارى (٣١٩٠/١٢٣٣/٣) (٤٧٧١/١) والمسلم (٥٠٦/٣٠٥/١) (١٧٥/١) وابن ماجه (٩٠٤/٢٩٣/١) (ص٦٤) والترمذى (٣٥٢/٢، ٤٨٣) (١١٠/١)

(۹۴) ترجمہ: ”حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ (یعنی تشہد میں السلام عليك ايها النبى) آپ کو سلام کرنا ہے (جو) ہمیں معلوم (ہو چکا) ہے۔ (آپ ہم کو یہ بتا دیں کہ ہم) آپ پر درود کیسے بھیجا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یوں کہا کرو۔“

﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ، وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ، وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل پر (اس طرح) رحمت نازل فرمائیے جس طرح آپ نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر رحمت نازل فرمائی۔ بلاشبہ آپ مستحق تعریف اور بزرگ ہیں۔ اے اللہ! آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل پر (اس طرح) برکتیں نازل فرمائیے جس طرح آپ نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں بلاشبہ آپ مستحق تعریف و بزرگ ہیں۔“

باب كيف مسألة الوسيلة

(رسول اللہ ﷺ کے لئے) وسیلے کی دعا کس طرح مانگنی چاہئے

وسیلہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے کسی مطلوبہ چیز کو حاصل کیا جائے اور اس کا قرب حاصل ہو۔ جنت کے اس درجہ کا نام وسیلہ اس لئے ہے کہ جو شخص اس درجہ کو پالیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے اور جو فضیلت و بزرگی اس درجہ والے کو ملتی ہے کسی اور کو نہیں ملتی۔ (مظاہر حق ۱/۴۷۱)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وسیلہ ایک درجہ ہے اس سے اونچا کوئی درجہ نہیں ہے تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ وہ مجھے عطا فرمائیں۔ (رواہ احمد عن ابن سعید مرفوعاً طحطاوی صفحہ ۱۱۱)

اس باب میں مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ۷ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

(۹۵) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرني عمرو بن منصور، ثنا علي ابن عباس، حدثنا شعيب، عن محمد بن المنكدر، عن جابر بن عبدالله رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ، قال: قال رسول الله ﷺ: من قال حين يسمع النداء

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ﴾

حلت له الشفاعة يوم القيامة.

اخرجه البخاري (۱/۲۲۲/۵۸۹) (۱/۸٦) وأبوداود (۱/۱٤٦/٥۲۹) (۱/۸٥) وابن ماجه (۱/۲۳۹/۷۲۲) (ص٥٣) والترمذي (۱/٤۱۳/۲۱۱) (۱/٥۱) والنسائي في «السنن الكبرى» (٦/۱۷/۹۸۷٤)

(۹۵) تَرْجَمَہ: ”حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اذان سن کر یہ دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ﴾

تَرْجَمَہ: ”اے اللہ! اس دعوت کامل اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب، آپ محمد (ﷺ) کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرمائیں اور ان کو اس مقام محمود پر پہنچا دیں جس کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے۔ بلاشبہ آپ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتے۔“

تو وہ قیامت کے دن میری شفاعت کا ضرور مستحق ہوگا۔“

فائدہ: اکثر علماء کی رائے ہے کہ مقام محمود سے مراد شفاعت ہے۔ اس کے علاوہ چند اور اقوال ہیں۔

① رسول اللہ ﷺ کا عرش پر بیٹھنا مراد ہے۔

② رسول اللہ ﷺ کا کرسی پر بیٹھنا مراد ہے۔

③ ایک روایت میں ہے کہ (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ لوگوں کو اٹھائیں گے، (اس دن) اللہ تعالیٰ مجھے سبز رنگ کا جوڑا پہنائیں گے میں جو چاہوں گا اللہ تعالیٰ کی (تعریف میں) کہوں گا یہ مقام محمود ہے۔

(ابن حبان عن کعب بن مالک مرفوعا کلہ من فتح الباری ۹۵/۲)

نوع آخر:

(٩٦) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا أبو خيثمة، ثنا الحسن بن موسى، عن ابى لهيعة (عبدالله) عن أبى الزبير (محمد بن مسلم) عن جابر، رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من قال حين ينادى المنادى:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَارْضَ عَنَّا رِضًا لَا سَخَطَ بَعْدَهُ﴾

استجاب الله دعوته.

اخرجه أحمد فى «مسنده» (٣٣٧/٣) وابويعلى فى «مسنده» كما فى «اتحاف الخيرة المهرة» (٩١٦/٤٩٠/١) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (١٩٤/٦٩/١)

ایک اور دعا:

(۹۶) **ترجمہ:** ”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص موذن کی اذان سن کر یہ دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَارْضَ عَنَّا رِضًا لَا سَخَطَ بَعْدَهُ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! اس دعوت کامل، اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب محمد (ﷺ) پر رحمت نازل فرمائیے، اور ہم سے ایسے راضی ہو جائیے کہ جس کے بعد (کبھی) ناراضگی نہ ہو۔“

تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی دعا قبول فرماتے ہیں۔“

فائدہ: اذان کے بعد دعا کا قبول ہونا بہت سی روایات میں آیا ہے۔آگے بھی حدیث آرہی ہے۔

نوع آخر:

(۹۷) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا قتيبة بن سعيد، حدثنا ليث بن سعد، عن حكيم بن عبدالله بن قيس، عن عامر بن سعد، عن سعد (بن أبي وقاص) رضي الله تعالى عنه، عن رسول الله ﷺ قال: من قال حين يسمع المؤذن:

﴿وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا﴾

غفرالله عزوجل لهٗ ذنوبه.

اخرجه مسلم (۳۸٦/۲۹۰/۱) (۱٦۷/۱) وابوداؤد (۱٤٥/۱)/٥۲٥) (۸٥/۱) وابن ماجه (۸۲۱/۲۳۸/۱) (ص٥۳) والترمذی (۳۱۰/۳۹٤/۱) (٥۱/۱) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ۷۳)

ایک اور دعا:

(۹۷) **ترجمہ:** ”حضرت سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص موذن کی اذان سن کر یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا﴾

ترجمہ: ”میں (بھی) گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ (اپنی ذات وصفات میں) اکیلے ہیں، ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور (اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ) محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کو رب اور محمد (ﷺ) کو رسول اور اسلام کو (اپنا) دین ماننے پر راضی ہوں۔“

تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔“

فائدہ: اذان چونکہ ایک جامع دعوت ہے اس میں توحید ورسالت کا اتباع وگواہی اور آخرت کے امور کا اقرار ہے اس لئے یہ عقائد اسلام پر مشتمل ہے اس وجہ سے اس کا یہ ثواب ہے۔ (قالہ النووی فی شرح المسلم تبصرف ۱/۱٦۷)

اس دعا کو یا موذن کے اشھد ان لا الہ الا اللہ کہتے وقت پڑھا جائے یا اذان کے ختم ہونے کے بعد پڑھا جائے زیادہ بہتر اذان کے بعد پڑھنا ہے تاکہ اذان کے کلمات کا جواب اس دعا کے پڑھنے کی وجہ سے ترک نہ ہو جائے بظاہر مذکورہ بالا ثواب اس

وقت حاصل ہوگا جب اذان کے کلمات کا جواب دے کر یہ دعا پڑھی جائے۔ (مظاہر حق ۱/۴۷۴،۴۷۵)

یہ دعا مؤذن کی اذان، آواز یا بات کو سن کر پڑھے۔ یا مراد یہ ہے کہ مؤذن جب اذان شروع یا ختم کرے اس وقت پڑھے یا اذان کے آخر میں کہنا زیادہ مناسب ہے۔ اذان سنتا جائے اور جواب دیتا جائے۔ یہ ثواب اور اذان کے مکمل ہو جانے کے بعد پڑھنے سے حاصل ہوگا کیونکہ اذان کے درمیان پڑھنے سے کبھی اذان کے جوابی الفاظ چھوٹ سکتے ہیں۔

(عون المعبود ۱/۱۶۰، تحفۃ الاحوذی ۱/۵۲۹)

نوع آخر:

(۹۸) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا الحكم بن موسى، ثنا الوليد بن مسلم، عن ابن عائذ، حدثني سليم بن عامر، عن أبي امامة رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: إذا نادى المنادي فتحت أبواب السماء، واستجيب الدعاء، فمن نزل به كرب أو شدة فليتحين المنادى، فإذا كبر كبر، و إذا تشهد تشهد، و إذا قال: حي على الصلٰوة قال: حي على الصلٰوة، و إذا قال: حي على الفلاح قال: حي على الفلاح، ثم يقول:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْمُسْتَجَابِ لَهَا، دَعْوَةُ الْحَقِّ، وَكَلِمَةُ التَّقْوَى، أَحْيِنَا عَلَيْهَا، وَأَمِتْنَا عَلَيْهَا، وَابْعَثْنَا عَلَيْهَا، وَاجْعَلْنَا مِنْ خِيَارِ أَهْلِهَا مَحْيًا وَمَمَاتًا﴾

ثم يسال الله حاجته.

اخرجه ابويعلى في «مسنده» كما في اتحاف الخيرة المهرة (۱/٤٨٦) وكذا في المطالب العاليه (۱/٦٨) والطبراني في «الدعا» (رقم ٤٥٨)

ایک اور دعا:

(۹۸) ترجمہ: ”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب موذن اذان دیتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، دعا قبول کی جاتی ہے۔ جو شخص کسی رنج اور تکلیف میں مبتلا ہو تو وہ موذن کی اذان کا انتظار کرے۔ (تا کہ اذان کے وقت دعا کرے جو قبول ہو) جب موذن اللہ اکبر کہے تو (سننے والا) اللہ اکبر کہے۔ اور جب موذن شہادتین (کے کلمات) کہے تو یہ بھی شہادتین (کے کلمات) کہے۔ جب موذن حی علی الصلوٰۃ کہے تو یہ بھی حی علی الصلوٰۃ کہے، جب حی علی الفلاح کہے تو یہ بھی حی علی الفلاح کہے پھر یہ دعا:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْمُسْتَجَابِ لَهَا، دَعْوَةُ الْحَقِّ، وَكَلِمَةُ التَّقْوَى، أَحْيِنَا عَلَيْهَا، وَأَمِتْنَا عَلَيْهَا، وَابْعَثْنَا عَلَيْهَا، وَاجْعَلْنَا مِنْ خِيَارِ أَهْلِهَا مَحْيًا وَمَمَاتًا﴾

تَرجَمۃ: ''اے اللہ! اے اس سچی اور اس مقبول دعوت حق (اذان) اور کلمہ تقویٰ (کلمات شہادت) کے رب! آپ ہمیں اسی (کلمہ تقوی) پر زندہ رکھیں، اور اسی پر ہمیں موت دیں، اسی پر (قیامت کے دن) اٹھائیں اور ہمیں زندگی اور موت دونوں حالتوں میں بہترین اہل توحید میں شامل فرمادیں۔''
پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی ضرورت کے لئے دعا مانگے۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کو کوئی پریشانی پیش آئے تو وہ اذان کے وقت کا انتظار کرے پھر جب مؤذن اذان کے کلمات کہے تو اس کا جواب دے پھر جب وہ حی علی الفلاح کا جواب دے کر مذکورہ دعا پڑھے اور اپنی ضرورت کا سوال کرے۔ یہ بھی دعا کی قبولیت کے اوقات میں سے اس لئے اس موقع پر دعا کرنا چاہئے۔

نوع آخر:

(۹۹) - حدثنا محمد بن جرير، أنا أبوبكر ثنا عثمان بن سعيد، حدثنا عمرو أبو حفص، عن قيس بن مسلم، عن طارق بن شهاب، عن عبدالله رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ قال: ما من مسلم يقول إذا سمع النداء بالصلوٰة: يكبر المنادى فيكبر، ويشهد

﴿أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فيشهد أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، ويشهد أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (فيشهد أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ)﴾

فيشهد على ذلك ويقول:

﴿اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُحَمَّدًا اِلْوَسِيْلَةَ، وَاجْعَلْ فِي الْعِلِّيِّيْنَ دَرَجَتَهُ، وَفِي الْمُصْطَفَيْنَ مَحَبَّتَهُ، وَفِي الْمُقَرَّبِيْنَ ذِكْرَهُ.﴾

إلا وجبت لهُ الشفاعة مني يوم القيامة.

اخرجه الطبراني في «المعجم الكبير» (۹۷۹۰/۱۴/۱۰) وفي «الدعا» (رقم۴۳۳) والطحاوي في «شرح معاني الاثار» (۱۴۵/۱) والشجري في «الامالي» (۲۵۲/۱) كما في «العجالة» (۱۵۱/۱، ۱۵۲)

ایک اور حدیث:

(۹۹) تَرجَمۃ: ''حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص نماز کی اذان سن کر اس کا جواب دیتا ہے (جواب کا طریقہ یہ ہے کہ) جب مؤذن اللہ اکبر کہتا ہے تو یہ بھی اللہ اکبر کہتا ہے، جب وہ اشہد ان لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو یہ بھی اشہد ان لا الہ الا اللہ کہتا ہے، جب وہ اشہد ان محمدا رسول اللہ کہتا ہے تو یہ بھی اشہدان محمد رسول اللہ کہتا ہے اور یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ، وَاجْعَلْ فِي الْعِلِّيِّيْنَ دَرَجَتَهُ، وَفِي الْمُصْطَفَيْنَ مَحَبَّتَهُ، وَفِي الْمُقَرَّبِيْنَ ذِكْرَهُ.﴾

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! آپ محمد (ﷺ) کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرمایئے اور ان کو اعلیٰ درجہ والوں میں شامل فرمایئے، اور ان کی محبت (اپنے) برگزیدہ بندوں (کے دلوں) میں پیدا فرمایئے، اور ان کا ذکر مقربین کی بارگاہ (مجمع) میں فرمایئے۔''

قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔''

نوع آخر:

(۱۰۰) - حدثنا عبدالصمد بن سعيد بن يعقوب، ثنا أحمد بن إبراهيم بن عبدالحميد اليحصبي، ثنا الحسن بن حاتم اللهاني، ثنا عمر بن خالد الوهبي، ثنا أنس بن مالك رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: قال رسول الله ﷺ: إذا سمعتم الموذن يؤذن فقولوا:

﴿اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا أَقْفَالَ قُلُوْبِنَا بِذِكْرِكَ، وَأَتْمِمْ عَلَيْنَا نِعْمَتَكَ مِنْ فَضْلِكَ، وَاجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ.﴾

اخرجه ابن حبان في «الثقات» (۵/۱۵۳) والديلمي في «مسند الفردوس» (۱/۴۸۴/۱۹۷۸)

ایک اور دعا:

(۱۰۰) تَرجَمَہ: ''حضرت انس رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے کہ جب تم موذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو یہ دعا پڑھو۔''

﴿اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا أَقْفَالَ قُلُوْبِنَا بِذِكْرِكَ، وَأَتْمِمْ عَلَيْنَا نِعْمَتَكَ مِنْ فَضْلِكَ، وَاجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ.﴾

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! ہمارے دل کے تالوں کو اپنے ذکر سے کھول دیجئے، ہم پر اپنے فضل سے اپنی نعمتوں کو مکمل فرما دیجئے اور ہمیں اپنے نیک بندوں میں شمار فرمالیجئے۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موذن کو جب اذان کہتے ہوئے سنا جائے تو یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

نوع آخر:

(۱۰۱) - حدثني أحمد بن الحسين بن أديبويه الإصبهاني، حدثنا محمد ابن عوف، أنا

عصام بن خالد الحضرمی، ثنا عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان، عن عطاء بن قرة، عن عبدالله بن ضمرة عن أبی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: كان مع رسول الله ﷺ رجلان، أحد هما لا يرى، ولا يرى لهٗ كثير عمل، فمات،فقال النبی ﷺ: أعلمتم أن الله قد أدخل فلانا الجنة؟ قال: فعجب القوم، لانه كان لا يكاد يرى، فقام بعضهم إلى أهله فسال امراته عن عمله؟ فقالت: ما كان لهٗ كثير عمل إلا ما قد رأيتم غير أنه كانت فيه خصلة، كان لا يسمع الموذن في ليل ولا نهار، ولا على أى حال كان يقول إذا قال المنادى:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ﴾

إلا قال مثل قوله، أُقِرُّبِهَا، وأُكْفُرُ مَنْ أَبٰى و إذا قال:

﴿أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ﴾

قال: أقربهاواكفر من ابى قال الرجل: بهذا دخل الجنة.

ذكره الديلمي في الفردوس بما ثور الخطاب ولم يذكر بعد الاذان (٤٨٤/١)

ایک اور دعا:

(۱۰۱) ترجمہ: ’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو آدمی تھے۔ ان میں سے ایک ایسا تھا کہ اس کے بارے کوئی زیادہ عمل معلوم نہیں تھا۔ اس کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں کو جنت میں داخل فرما دیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ اس کے بارے میں کوئی (خاص) عمل تو نہیں دیکھا گیا۔ ان میں سے کوئی آدمی اس کے گھر والوں کے پاس گیا اور اس کی بیوی سے اس کے عمل کے بارے میں پوچھا (کہ کس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ معاملہ فرمایا؟) اس کی بیوی نے جواب دیا: اس کے زیادہ عمل نہیں تھے سوائے ان اعمال کے جو تم دیکھ چکے ہو (لیکن) ایک بات اس میں تھی کہ وہ دن رات اور کسی بھی حال میں اذان سنتا تو جس وقت موذن:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ﴾

کہتا تو وہ اس کے جواب میں اشہدان لا الہ الا اللہ کہتا (اور ساتھ میں یہ بھی کہتا تھا کہ): ’’اُقِرُّبِهَا وَأُكْفُرُ مَنْ ابیٰ‘‘ ترجمہ: ’’میں اس کلمہ کا اقرار کرتا ہوں اور جو اس کا انکار کرے اس کا انکار کرتا ہوں۔‘‘

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ﴾

اس آدمی نے کہا اسی وجہ سے یہ شخص جنت میں داخل کیا گیا ہے۔"

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اشہدان لا الہ الا اللہ اور اشہدان محمداً رسول اللہ جب کہا جائے تو اس کے جواب میں یہی کلمات دہرائے جائیں اور ان کے بعد اقر بہا واکفر من ابی کہا جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب موذن اشہدان لا الہ الا اللہ اور اشہدان محمد رسول اللہ کہتا تو رسول اللہ ﷺ انا انا فرماتے تھے۔ (ابوداؤد عن عائشہ ۱/۷۸)

اس حدیث سے بھی شہادتین کے وقت ان الفاظ کے دہرانے کی تاکید معلوم ہوتی ہے کہ امت پر شہادتین گواہی دینا ضروری ہے۔

باب الدعاء بين الأذان والإقامة

اذان اور اقامت کے درمیان دعا کرنے کے بیان میں

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(۱۰۲) - حدثنا أبو عبدالرحمن، حدثنا إسماعيل بن مسعود، ثنا يزيد ابن زريع، حدثنا إسرائيل، عن أبي إسحاق السبيعي، عن يزيد بن أبي مريم، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، قال رسول الله ﷺ: الدعاء لا يرد بين الاذان والإقامة، فادعوا.

اخرجه احمد في «مسنده» (۱۵۵/۳) وابوداؤد في «سننه» (۱۴۴/۱/۵۲۱) (۷۷/۱) وترمذي في «سننه» (۵/۵۷۷/۳۵۹۵) (۱۹۹/۲) وابن خزيمه في «صحيحه» (۱/۲۲۲/۴۲۶) والطبراني في «الدعا» (رقم ۴۸۴)

(۱۰۲) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اذان اور اقامت کے درمیانی وقت میں دعا رد نہیں کی جاتی اس لئے تم (اس وقت) دعا کرو۔“

فائدہ: اذان و اقامت کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے ایک روایت میں ہے کہ اس وقت کی شرافت و کرامت کی وجہ سے دعا رد نہیں کی جاتی۔ (مرقاۃ ۱۷۱/۲)

یہ وقت ان اوقات میں سے ہے جن میں دعا قبول ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے امت کو اس وقت کے بارے میں متنبہ فرمایا کہ اس وقت میں دعا کرنی چاہئے کہ اس وقت میں دعا قبول ہوتی ہے۔ (مظاہر حق ۴۷۹/۱)

ایک روایت میں اس وقت دعا مانگنے کا حکم آیا ہے کیونکہ اس وقت دعا کی قبولیت کا وعدہ ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۵۰/۲)

ایک روایت میں ہے کہ اس وقت میں دعا بہت ہی کم رد کی جاتی ہے۔ (معارف السنن ۲۴۸/۲)

اس وقت میں دعا کی قبولیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اذان کے وقت شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (مرقاۃ ۱۷۱/۲)

تو یہ وقت شیطان سے حفاظت کی وجہ سے دعا کی قبولیت کا سبب ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۴۹/۲)

ایک روایت میں ہے کہ جب اذان ہوتی ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دعا قبول کی جاتی ہے اور جب اقامت کہی جاتی ہے تو کوئی دعا رد نہیں کی جاتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم کیا دعا مانگیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی عافیت مانگو۔ (ترمذی بحوالہ مرقاۃ ۱۷۲/۲)

دعا خواہ اذان کے فوراً بعد ہی مانگی جائے یا کچھ دیر بعد دونوں صورتوں میں قبول ہے لیکن اذان کے بعد فوراً مانگنا زیادہ بہتر ہے۔ (مظاہر حق ۴۷۹/۱)

باب ما يقول بعد ركعتي الفجر

فجر کی سنتوں کے بعد کیا دعا پڑھنی چاہئے

فجر کی سنتیں انتہائی اہمیت کی حامل ہیں احادیث میں کثرت سے ان کے فضائل آئے ہیں۔ ان کے بعد کیا دعا پڑھنی چاہئے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب جس کے ذیل میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(۱۰۳) - حدثنا إبراهيم بن محمد بن الضحاك (المقرى) المصرى، حدثنا محمد بن سنجر، ثنا عبدالوهاب بن عيسى الواسطى، ثنا يحيىٰ بن أبى زكريا الغسانى، عن عباد بن سعيد، عن مبشر بن أبى المليح، عن أبيه، أنه صلى ركعتي الفجر، وأن رسول الله ﷺ صلى قريبا منه ركعتين خفيفتين، ثم سمعه يقول وهو جالس:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبِّ جِبْرِئِيْلَ وَ إِسْرَافِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَمُحَمَّدٍ النَّبِيِّ ﷺ، أَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ﴾

ثلاث مرات.

اخرجه البزار فى «المسند البزار» (٦/٣٢٥-٢٣٣٦/٣٢٦) وابويعلى فى «مسنده» (٤٧٧٩/٢١٣/٨) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٥٢٠/١٩٥/١) والحاكم فى «المستدرك» (٧٢١/٣) والضياء المقدسى فى «الاحاديث المختاره» (١٤٢٣/٢٠٦/٤)

(۱۰۳) ترجمہ: ”حضرت ابوملیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: انہوں نے فجر کی دو سنتیں پڑھیں اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کے قریب ہی فجر کی سنتیں مختصر پڑھیں۔ پھر انہوں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیٹھے ہوئے تین مرتبہ یہ دعا پڑھی۔“

﴿اَللّٰهُمَّ رَبِّ جِبْرِئِيْلَ وَ إِسْرَافِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَمُحَمَّدٍ النَّبِيِّ ﷺ، أَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! جبرائیل، اسرافیل، میکائیل اور محمد (ﷺ) جو کہ نبی ہیں کے رب! میں جہنم سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی سنتوں کے بعد مذکورہ بالا دعا پڑھنی چاہئے۔
یہ بھی معلوم ہوا کہ فجر کی سنتیں مختصر پڑھنی چاہئیں۔

فجر کی سنتوں کے متعلق سنتیں

❶ فجر کی سنتیں مختصر پڑھنا مستحب ہے۔
❷ فجر کی سنتیں اول وقت میں پڑھنا سنت ہے۔
❸ پہلی رکعت میں قل یاایہا الکافرون اور دوسری میں قل ہواللہ احد پڑھنا سنت ہے۔
❹ گھر میں پڑھنا سنت ہے۔ (کلہ من بحر۲/۴۸)

یہ سنتیں نہایت موکد ہیں اس لئے اگر قضا ہو جائیں زوال سے پہلے پڑھ لینا مستحب ہے۔ (اعلاء السنن ۷/۱۱۵)

اگر مسجد میں جماعت ہو رہی ہو تو علیحدہ کسی کونے اور آڑ کی جگہ میں پڑھے جہاں سے جماعت کی مخالفت لازم نہ آئے صف میں کھڑے ہو کر پڑھنا مکروہ تحریمی (ممنوع) ہے۔ (بحر۲/۴۸)

بعض روایات میں طویل قرأت آئی ہے اس کی تاویل میں حضرت شاہ صاحب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص تہجد کا عادی ہو اور کسی دن تہجد چھوٹ جائے تو وہ سنتیں طویل پڑھ لے۔ (درس ترمذی ۲/۱۸۱)

باب ما يقول إذا أقيمت الصلوٰة

جب نماز کھڑی ہو (اور قد قامت الصلوٰۃ کہا جائے) تو کیا جواب دینا چاہئے

جب اقامت کہی جائے اس کا کیا جواب دینا چاہئے۔ نیز جماعت کھڑی ہونے اور اس کے متعلقات کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے چار باب جس کے ذیل میں ۱۵ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۱۰٤) - حدثنا ابن منيع، قال: حدثنا أبو الربيع الزهراني، حدثنا محمد ابن ثابت العبدى، حدثنى رجل من أهل الشام، عن شهر بن حوشب، عن أبى أمامة رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أو بعض أصحاب النبى ﷺ، أن بلالا قال: قد قامت الصلوٰة، فقال رسول الله ﷺ:

﴿أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا.﴾

اخرجه ابوداؤد فى «سننه» (۱/۱٤٥،٥٢٨) (۱/۸٥) والطبرانى فى «الدعا» (رقم٤٩١) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (۱/٤١١/١٧٩٧) وفى «السنن الصغرى» (۱/٢١١،٣٠٠) وابن حجر فى «نتائج الاذكار» (۱/٣٦١)

(۱۰۴) تَرجَمَہ: ’’حضرت ابوامامہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ سے روایت ہے کہ (اقامت میں) جب حضرت بلال رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قد قامت الصلوٰۃ کہتے تو رسول اللہ ﷺ (اس کے جواب میں) ارشاد فرماتے۔‘‘

﴿أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا.﴾

تَرجَمَہ: ’’اللہ تعالیٰ نماز کو قائم فرمائیں اور اس کو دوام عطا فرمائیں۔‘‘

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب ”قد قامت الصلاۃ“ کہا جائے تو اس وقت أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا کہنا چاہئے۔

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ ”اقامها الله وادامها“ کے بعد ”وجعلني من صالحي اهلها“ پڑھنا بھی مشہور ہے۔ (مرقاۃ ۲/۱۷۱)

باقی کلمات اذان ہی کی طرح دہرائے جائیں۔ (مظاہر حق ۱/۴۷۸)

اقامت کا جواب دینا بھی سنت ہے۔ (بحر ۱/۲۷۳)

(۱۰٥) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا غسان بن الربيع، عن عبدالرحمن بن ثابت ابن ثوبان، عن عطاء بن قرة، عن عبدالله بن ضمرة، يحدث عن أبى هريرة رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أنه كان يقول إذا سمع المؤذن يقيم:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَهٰذِهِ الصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآتِهِ سُؤْلَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.﴾

اخرجه الطبرانی فی «المعجم الکبیر» کذا فی «مجمع الزوائد» (۱/۳۳۳) وی «المعجم الاوسط» (۴/۷۸۷۹/۳۶۶۲) وفی «الدعاء» (رقم۴۳۲) وابن حجر فی «نتائج الاذکار» (۱/۳۶۲)

(۱۰۵) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب موذن کو اقامت کہتے ہوئے سنتے تو یہ دعا پڑھتے۔“

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَهٰذِهِ الصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآتِهِ سُؤْلَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! اس دعوت کامل اور اس کھڑی ہونے والی نماز کے رب محمد (ﷺ) پر رحمت نازل فرمایئے، اور قیامت کے دن ان کے سوال کو پورا فرمایئے۔“

باب ما يقال إذا انتهى إلى الصف

نماز کے لئے جب صف میں پہنچے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(١٠٦) - أخبرنا أبوعبدالرحمن، نا محمد بن نصر، حدثنا إبراهيم بن حمزة، ثنا عبدالعزيز بن محمد، عن سهيل بن أبي صالح، عن محمد بن محمد بن مسلم ابن عائذ، عن عامر بن سعد، عن سعد رضي الله تعالى عنه، أن رجلا جاء إلى الصلوٰة ورسول الله ﷺ يصلي، فقال حين انتهى إلى الصف:

﴿اَللّٰهُمَّ آتِنِيْ أَفْضَلَ مَا تُؤْتِيْ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ﴾

فلما قضى رسول الله ﷺ صلاته قال: من المتكلم آنفا؟ قال الرجل: أنا يا رسول الله، قال: إذا يعقر جوادك، وتستشهد في سبيل الله.

اخرجه النسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٩٣) وابويعلى في «مسنده» (٢/٥٦/٦٩٧) وابن خزيمه في «صحيحه» (١/٢٣١/٤٥٣) والطبراني في «الدعا» (رقم٤٩٢) والحاكم في «المستدرك» (١/٢٠٧)

(۱۰۶) ترجمہ: ”حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نماز کے لئے آئے رسول اللہ ﷺ (اس وقت) نماز پڑھ رہے تھے، جب وہ صف میں پہنچ گئے تو انہوں نے یہ کلمات کہے:

﴿اَللّٰهُمَّ آتِنِيْ أَفْضَلَ مَا تُؤْتِيْ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ مجھے اپنے نیک بندوں کو جو انعام عطا فرماتے ہیں اس سے بہتر انعام عطا فرمایئے۔“

جب آپ ﷺ نے نماز مکمل فرمائی تو دریافت فرمایا۔ ابھی بات (یعنی دعا) کرنے والا کون تھا۔ اس آدمی نے عرض کیا: میں! یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اب تمہارے گھوڑے کے پاؤں کاٹے جائیں گے اور تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہوگے۔ (یہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا انعام ہے)۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اب تمہارے گناہ معاف کئے جائیں گے اور تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہوگے۔

(الاحادیث المختارہ ۳/۱۸۶)

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ! کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (جس میں) تمہارے گھوڑے کے پاؤں کاٹے جائیں اور تمہارا خون بہایا جائے۔

ابن علان رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ اس سے جہاد کی عظیم فضیلت معلوم ہوئی ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ صالحین کو خیر ملتی ہے جہاد اس سے زیادہ افضل ہے لیکن جہاد کی یہ فضیلت وقتی ہے کسی ضرورت کی وجہ سے اس موقع پر جہاد افضل ہے ورنہ نماز تمام اعمال میں افضل ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۲/۱۴۲، ۱۴۳)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت اُمّ رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی چیز بتایئے جس سے میں اپنی نماز شروع کروں تو آپ ﷺ نے ان کو یہ کلمات سکھائے تھے۔ (ابن مندہ فی المعرفۃ)

ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ مجھے چند کلمات بتایئے زیادہ نہ بتایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ اکبر دس مرتبہ کہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ میرے لئے ہے۔ پھر تم سبحان دس مرتبہ کہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ میرے لئے ہے اور اللھم اغفرلی کہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے مغفرت کر دی تم اس کو دس مرتبہ کہو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے مغفرت کر دی۔

حضرت اُمّ سلیم کی روایت میں دس مرتبہ سبحان دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کے بعد ہے کہ اپنی ضرورت کا سوال کرو۔

ان تمام روایات پر عمل کی صورت یہ ہے کہ تہجد کی نماز میں سبحان اللہ، اللہ اکبر دس مرتبہ کہے پھر دعائے مغفرت کرے۔ اگر نماز سے پہلے پڑھنا یاد نہ ہو تو دعا اور قرأت کے درمیان میں پڑھ لے۔ (قالہ ابن علان فی الفتوحات الربانیہ ۲/۱۴۶، ۱۴۷)

باب ما يقول إذا قام إلى الصلوٰة

جب نماز کے لئے کھڑا ہو تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(۱۰۷) - أخبرني الحسن بن محمد، ثنا يزيد بن محمد بن عبدالصمد، حدثنا علي بن عياش، ثنا عطاف بن خالد، حدثني زيد بن أسلم، عن أم رافع رضي الله تعالى عنها، أنها قالت: يا رسول الله! دلني على عمل يأجرني الله عزوجل عليه، قال: يا أم رافع! إذا قمت إلى الصلوٰة فسبحي الله عشرا، وهلليله عشرا، وكبريه عشرا، واستغفريه عشرا، فإنك إذا سبحت عشرا قال: هذا لي، و إذا هللت عشرا، قال: هذا لي، و إذا كبرت عشرا قال: هذا لي، و إذا حمدت قال: هذا لي، و إذا استغفرت قال: قد غفرت لك.

اخرجه احمد في «مسنده» (۱۲۰/۳) والترمذي في «سننه» (۴۸۱/۳۴۷/۲) (۱۰۹/۱) والنسائي في «سنن الكبرى» (۱۲۲/۳۸۵/۱) وابن حبان في «الثقات» (۲۰۱۱/۳۵۳/۵) والحاكم في «المستدرك» (۴۶۲/۱)

(۱۰۷) ترجمہ: ”حضرت اُمّ رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی عمل بتایئے جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ مجھے ثواب عطا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اُمّ رافع! جب تم نماز پڑھنے کے لئے کھڑی ہو تو دس مرتبہ سبحان اللہ کہا کرو، دس مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہا کرو، دس مرتبہ الحمد للہ کہا کرو دس مرتبہ اللہ اکبر کہا کرو، دس مرتبہ استغفار کرو۔ جب تم دس مرتبہ سبحان اللہ کہتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: یہ میرے لئے ہے۔ جب تم دس مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتے ہیں یہ میرے لئے ہے۔ جب تم دس مرتبہ الحمد للہ کہتی ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ میرے لئے ہے جب تم دس مرتبہ اللہ اکبر کہتی ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ میرے لئے ہے اور جب تم دس مرتبہ استغفار کہتی ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (میرے بندے!) میں نے تیری مغفرت کر دی۔“

فائدہ: اس سے کیا مراد ہے یعنی ان کلمات کا عمل کیا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۲/۱۴۴)

باب ما يقول إذا حفزه النفس

جب (نماز کے لئے دوڑ کر آنے کی وجہ سے) سانس پھول رہا ہو تو کیا کہنا چاہئے

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(۱۰۸) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا عبدالرحمن بن سلام الجمحي، حدثنا حماد بن سلمة، ثنا قتادة وثابت وحميد، عن أنس رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ كان يصلي بهم، فجاء رجل فدخل فى الصلوٰة وقد حفزه النفس، فقال:

﴿اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ﴾

فلما قضى رسول الله ﷺ صلاته قال: أيكم المتكلم بالكلمات؟ فارم القوم، فقال: أيكم المتكلم بالكلمات، فإنه لم يقل باسا، فقال: أنا يا رسول الله، جئت وقد حفزني النفس فقلتهن، فقال: لقد رأيت اثني عشر ملكا يبتدرونها، أيهم يرفعها أولا.

اخرجه احمد فى «مسنده» (۱۰٦/۳) والبخارى فى «صحيحه» (۲۰۷۸/۵/۵۱٤۲) (۱۱۰/۱) والمسلم فى «صحيحه» (٤۱۹/۱/٦۰۰) (۲۱۹/۱) وابوداؤد في «سننه» (۲۰۳/۱/۷٦۳) (۱۷/۱) وابويعلى فى «مسنده» (۲۹٤/۵/۲۹۱۵)

(۱۰۸) ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: وہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نماز میں داخل ہوئے ان کا سانس پھول رہا تھا۔ انہوں نے یہ کلمات کہے:

﴿اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ﴾

رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل فرمانے کے بعد دریافت فرمایا: تم میں سے یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟ لوگ (اس خوف سے کہ کوئی غلطی ہوگئی ہے اور آپ علیہ السلام اس پر ناراضگی کا اظہار فرمارہے ہیں) خاموش رہے۔ آپ ﷺ نے (پھر دوبارہ) ارشاد فرمایا: تم میں سے کس نے یہ کلمات کہے ہیں؟ اس نے کوئی بری بات نہیں کہی ہے۔ (پھر) اس شخص نے کہا: یارسول اللہ! میں ہوں (جس نے کلمات کہے ہیں کیونکہ) میں جب نماز کے لئے آیا تو میری سانس پھول رہی تھی تو میں نے یہ کلمات کہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا جو (اس میں) جلدی کر رہے تھے کہ کون ان کلمات کو (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) پہلے لے کر

جائے۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں ان کلمات کو کہنا چاہئے تا کہ مذکورہ بالا ثواب حاصل ہو۔

لیکن جتنی بھی دعائیں رکوع سے اٹھنے کے بعد یا سجدہ سے اٹھ کر بیٹھنے کے وقت کی دعائیں یہ سب نوافل میں پڑھنا چاہئے فرائض میں نہیں پڑھنا چاہئے۔ (حلبی صفحہ ۳۰۲، ۳۰۳، کذافی المرقاۃ ۲/۲۷۲)

لیکن قومہ اور جلسہ میں اعتدال اور اطمینان حاصل کرنے کے لئے پڑھ لینا بہتر ہے۔

(کمافی مالا بدمنہ واختارہ الامام انور شاہ کشمیری، درس ترمذی ۲/۵۴)

باب ما يقول إذا سلم من صلوته

نماز کا سلام پھیر کر کیا دعا پڑھنی چاہئے

فرض نماز کے بعد دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے اس لئے اس وقت دعا کی تاکید احادیث میں آئی ہے۔ اس موقع پر کونسی دعائیں پڑھنی چاہئیں۔

اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو باب اور ان کے ذیل میں چوالیس احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۱۰۹) - أخبرنا أبو خليفة حدثنا مسدد، حدثنا خالد بن عبدالله وعبدالواحد بن زياد، عن خالد الحذاء، عن عبدالله بن الحارث، عن عائشة رضي الله تعالى عنها، أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا سلم. وقال خالد: كان يقول: هولاء الكلمات:

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (۱۸٤/٦) والمسلم في «صحيحه» (۵۹۲/٤١٤/١) (٢١٨/١) وابوداؤد في «سننه» (۱۵۱۲/۸٤/٢) (٢١٢/١) والترمذي في «سننه» (٢٩٨/٩٥/٢ - ٢٩٩) (٦٦/١) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ۹۷)

(۱۰۹) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:''

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ ہی سلامتی (دینے) والے ہیں اور آپ ہی کی جانب سے سلامتی (نصیب) ہوتی ہے، (آپ) بڑے برکت والے ہیں۔ اے عظمت و جلال کے مالک اور اکرام و احسان (کرنے) والے (اللہ!)۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین مرتبہ استغفر اللہ فرماتے پھر اس دعا کو پڑھتے تھے۔ (مسلم ۲۱۸/۱)

ایک اور روایت میں ہے کہ نماز کے بعد اس دعا کے پڑھنے کی مقدار سے زیادہ نہیں ٹھہرتے تھے۔ (مسلم ۲۱۸/۱)

جن نمازوں کے بعد سنتیں نہ ہوں ان کے بعد اس دعا کو پڑھنے کی مقدار سے زیادہ نہ ٹھہرنا مستحب ہے۔ (شامی ۵۳۰/۱)

نماز کے بعد اذکار پڑھنا

جن نمازوں کے بعد سنتیں ہوں ان کے بعد سنتیں فوراً پڑھنا سنت ہے۔ (مراقی الفلاح صفحہ ۱۷۱)

سنتیں اذکار سے پہلے پڑھنا سنت ہے۔ (نورالایضاح صفحہ۸۰)

اگر اذکار کو مقدم کیا تو سنتوں کے ثواب میں کمی ہوگی یہی حال طویل گفتگو کا ہے کہ اس کے بعد بھی پڑھنا ثواب کی کمی کا باعث ہے۔ (شامی ۱/۵۳۰، مراقی الفلاح صفحہ۱۷۱)

اذکار کو سنتوں پر مقدم کرنا خلاف اولیٰ مکروہ تنزیہی ہے۔ (شامی ۱/۳۵۰، مراقی صفحہ۱۷۱، فتاویٰ رحیمیہ صفحہ۳۵۱)

باب ما يقول في دبر صلاة الصبح

صبح کی نماز کے بعد کیا دعائیں پڑھنی چاہئیں

(۱۱۰) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أبو خيثمة، ثنا يحيٰى بن سعيد، عن شعبة، عن موسى بن أبي عائشة، حدثنا مولى لأم سلمة، قال: سمعت أم سلمة تقول: كان رسول الله ﷺ إذا صلى الصبح قال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا، وَّعَمَلًا مُتَقَبَّلًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا.﴾

مر تخريجه برقم (٥٤)

(۱۱۰) ترجمہ: ''حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھ لیتے تو یہ دعا پڑھتے۔''

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا، وَّعَمَلًا مُتَقَبَّلًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ سے نفع دینے والے علم، مقبول عمل اور حلال روزی کا سوال کرتا ہوں۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے علم نافع طلب کیا کرو اور ایسے علم سے جو نفع نہ دے پناہ مانگا کرو۔

(مسند ابو یعلی ۳/۴۶۹)

علم نافع علم شرعی ہے جس پر عمل کیا جائے۔

حلال رزق: یعنی حلال رزق جو قوت دینے والا اور طاعت وعبادت کے لئے مددگار ہو۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۷۰)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر دائیں ہاتھ کو پیشانی پر رکھ کر تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے تھے بسم الله لا اله الا هو اللهم اذهب عني الهم والحزن۔ (ابن عدی کامل ۶/۶۴)

ایک روایت میں دایاں ہاتھ سر پر رکھ کر یہ دعا پڑھنا آیا ہے۔ (مجمع الزوائد ۱۰/۱۱۰)

مشہور دعا کے الفاظ یہ ہیں: ''بسم الله لا اله الا هو الرحمن الرحيم اللهم اذهب عني الهم والحزن''

(ابونعیم فی الحلیہ ص ۳۰۱، ۳۰۲)

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ سے غم کو دور کرنے کا سوال ہے۔ ہم اس کو غم کہتے ہیں جو جسم کو گھلا دے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۵۷)

نوع آخر:

(۱۱۱) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا عمرو بن علي، ثنا يحيٰى بن سعيد، عن عثمان

الشحام، عن مسلم بن أبی بکرة، قال: کان أبی یقول فی دبر کل صلاة.

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ. ﴾

فکنت اقولهن، فقال: أی بنی، عمن أخذت هذا؟ قلت: عنك، قال: إن رسول الله ﷺ کان یقولهن فی دبر کل صلوة.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۳۹/۵) والبزار فی «مسنده» (۳۶۷۵/۱۲۶/۹) والنسائی فی «سنن کبری» (۷۹۰۱/۴۵۱/۴) وابن خزیمه فی «صحیحه» (۷۴۷/۳۶۷/۱) والحاکم فی «المستدرك» (۳۸۳/۱)

ایک اور دعا:

(۱۱۱) **تَرجَمَہ:** ”حضرت ابوبکرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے:

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ. ﴾

تَرجَمَہ: ”اے اللہ! میں کفر، تنگدستی قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔“

فَائِدَہ: ان چیزوں سے اس لئے پناہ مانگی گئی ہے کہ یہ چیزیں بہت زیادہ نقصان دہ ہیں۔ کفر اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ ناراضگی کا سبب اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا ذریعہ ہے۔

فقر خصوصاً اس وقت جب کہ صبر و تحمل نہ ہو۔ کیونکہ یہ بدن کو تھکانے اور آدمی کی ضروریات کے پورا ہونے سے روکنے والا ہوتا ہے یہ سب اس صورت میں ہے جب کہ فقر غنی کے مقابلے میں ہو۔

بعض علماء کی رائے ہے کہ یہاں فقر سے مراد فقر القلب ہے اسی لئے دوسری حدیث میں فقر کو کفر کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ "کادالفقر ان یکون کفرا" کہ قریب ہے کہ فقر کفر بن جائے۔ کفر اس طرح بنے گا کہ آدمی راضی بالقضا نہ رہے یا اس کو اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر اعتراض ہونے لگے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ آدمی ذلیل ہو کر مخلوق کا محتاج ہو جائے اور قلت مال ہو ساتھ ہی قناعت بھی نہ ہو، صبر کی کمی اور مال کی حرص ہو۔

عذاب قبر کی تشریح حدیث نمبر ۶۹ پر گزر چکی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فقر

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ فقیر نہیں تھے بلکہ اغنیاء کے سردار تھے۔ روایت میں جو "**الفقر فخری به افتخر**" (کہ فقر میرا فخر ہے اور میں اس پر فخر کرتا ہوں) آتا ہے یہ روایت موضوع ہے۔ اگر اس کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس سے اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج مراد ہوگی ورنہ حضور ﷺ کا حال مبارک اور آپ کی عطایا ہر امیر غریب سب کے لئے عام تھیں اور یہ آپ کے کمال غنا کی طرف دال ہے۔

ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ اگر فقر افضل ہے تو پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے پناہ کیوں مانگی۔ اس لئے صحیح بات یہ ہے کہ فقر دنیا کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت ہے اور غنا دنیا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔

اس کا حال مرض اور عافیت کی طرح ہے کہ مرض میں ثواب ملتا ہے مگر یہ ایسی چیز نہیں کہ آدمی عافیت کو طلب نہ کرے اسی طرح فقر پر صبر کرنے سے ثواب ملتا ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی غنا کا طالب ہی نہ ہو۔

(یہ تمام فائدہ فتوحات ربانیہ سے منقول ہے فتوحات ۳/۶۱،۶۲)

نوع آخر:

(۱۱۲) - حدثنا سلام بن معاذ، حدثنا حماد بن الحسن بن عنبسة، ثنا أبو عمر الحوضي، ثنا سلام المدائني، عن زيد العمي، عن معاوية بن قرة، عن أبيه قرة، عن أنس بن مالك، قال: كان رسول الله ﷺ إذا قضى صلاته، مسح جبهته بيده اليمنى، ثم قال:

﴿نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُمَّ اذْهَبْ بِالْهَمِّ وَالْحُزْنِ.﴾

اخرجه البزار كما في «كشف الاستار» (۳۱۰۰/۲۲/٤) والطبراني في «المعجم الاوسط» (۲٤۹۹/٦٦/۳) وفي «الدعا» (رقم ٦٥۹) وابو نعيم في «الحلية» (۳۰۱/۲، ۳۰۲) والخطيب في «تاريخ بغداد» (٤۸۰/۱۲)

(۱۱۲) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو اپنا دایاں ہاتھ پیشانی پر رکھتے اور یہ دعا پڑھتے۔“

﴿نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُمَّ اذْهَبْ بِالْهَمِّ وَالْحُزْنِ.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جن کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، وہ بڑے مہربان اور نہایت رحم والے ہیں۔ اے اللہ! آپ ہر غم اور پریشانی کو مجھ سے دور فرما دیجئے۔“

نوع آخر:

(۱۱۳) - أخبرني علي بن أحمد بن سليمان، ثنا أحمد بن سعيد الهمداني، ثنا زياد بن يونس، حدثني ابن لهيعة، عن حميد بن هانيء أبي هانيء الخولاني، عن عمرو بن مالك الجنبي، عن فضالة بن عبيد رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: إذا صلى أحد كم فليبدأ بتحميد الله، والثناء عليه، ثم يصلي على النبي ﷺ ثم ليدع بما شاء.

اخرجه احمد في «مسنده» (۱۸/٦) ابوداؤد في «سننه» (٤۸۱/۱٦۲/۲) (۲٥۱/۱) والترمذي في «سننه» (۳٤۷۷/٥۱۷/٥) (۹٤/۱) وابن حبان في «صحيحه» (۱۹٦۰/۲۹۰/٥) والحاكم في «المستدرك» (۲٦۸/۱)

ایک اور دعا:

(۱۱۳) ترجمہ: ”حضرت فضالہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرے پھر رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھے پھر جو چاہے دعا کرے۔“

فائدہ: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے دعا کے تین اہم آداب بیان فرمائے ہیں۔

❶ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس کو کوئی ضرورت ہو وہ پہلے اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعات پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرے جس کے وہ مستحق ہیں پھر رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھے۔

(ترمذی ۱/ ۱۰۸)

❷ رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھنا چاہئے۔

ایک روایت میں ہے کہ ہر دعا پردہ میں ہوتی ہے جب تک رسول اللہ ﷺ پر درود نہ پڑھا جائے۔

(حوالہ سلب الایمان ۲/ ۲۱۹، مسند فردوس ۳/ ۲۵۵)

ایک روایت میں ہے کہ دعا زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے جب تک کہ تم اپنے نبی ﷺ پر درود نہ پڑھو۔

(ترمذی ۱/ ۱۱۰)

دعا درود شریف کے بعد قبول ہوتی ہے۔ (طحطاوی ص ۱۵۵)

❸ پہلے اپنے سے دعا شروع کرے۔

جب آپ ﷺ کسی کے لئے دعا فرماتے تو پہلے شروع اپنے سے کرتے تھے۔ (ترمذی ۲/ ۱۷۶)

آداب دعا

دعا کے لئے سب سے اہم چیز کھانے پینے اور لباس میں حرام سے بچے، اخلاص سے دعا مانگے، دعا سے پہلے کوئی نیک عمل کرے، باوضو دعا مانگے، قبلہ رخ دعا مانگے، نماز پڑھ کر دعا مانگے دو زانوں ہو کر دعا مانگے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے شروع اور آخر میں رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھے، دونوں ہاتھ پھیلائے اور مونڈھے کے برابر اٹھائے اور ان کو ادب سے کھولے ہوئے رکھے یعنی ملائے نہیں۔ خشوع و خضوع اور عاجزی سے دعا مانگے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیارے ناموں کے ذریعے مانگے، جو دعائیں احادیث میں ہیں ان کو مانگے انبیاء صالحین کے وسیلہ سے مانگے، پست آواز سے مانگے، گناہوں کو اقرار کرے اپنے آپ سے شروع کرے اگر امام ہو (یا اجتماعی دعا کروا رہا ہو تو دعا میں) صرف اپنے لئے دعا نہ کرے۔ پختہ ارادے سے اور رغبت ومحنت و کوشش سے دعا مانگے، دل کو حاضر رکھے اچھی امید رکھے، نہ کسی گناہ کی دعا مانگے اور نہ قطع رحمی کی دعا مانگے اور نہ کسی محال چیز کی دعا مانگے، اللہ تعالیٰ سے تمام ضروریات کا سوال کرے دعا مانگنے اور سننے والا دونوں آمین کہیں دعا کے بعد اپنے چہرہ پر دونوں ہاتھ پھیرے، دعا کے قبولیت کی جلدی نہ کرے اور یہ نہ کہے کہ میں نے دعا کی اور قبول نہیں ہوئی۔ (تحفۃ الذاکرین ص ۶۲)

(۱۱٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا محمد بن عبدالاعلى الصنعانى، حدثنا المعتمر بن سليمان، ثنا داود الطفاوى، عن أبى مسلم البجلى، عن زيد بن أرقم، قال: سمعت النبى ﷺ يدعو دبر الصلوٰة يقول:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ أَنَا أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ أَنَا أَشْهَدُ أَنَّ الْعِبَادَ كُلَّهُمْ إِخْوَةٌ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اجْعَلْنِيْ مُخْلَصًا لَّكَ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ وَأَهْلِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، اَللّٰهُمَّ اسْمَعْ وَاسْتَجِبْ، اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ نُوْرُالسَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، حَسْبِىَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ.﴾

واخرجه احمد فى «مسنده» (٣٦٩/٤) وابوداؤد فى «سننه» (١٥٠٨/٨٣/٢) (٢١٨/١) والنسائى فى «عمل اليوم» (رقم١٠١) وابويعلى فى «مسنده» (٧٢١٦/١٧١/١٣) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٥١٢٢/٢١٠/٥)

(۱۱۴) ترجمہ: ”حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔“

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ أَنَا أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ أَنَا أَشْهَدُ أَنَّ الْعِبَادَ كُلَّهُمْ إِخْوَةٌ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اجْعَلْنِيْ مُخْلَصًا لَّكَ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ وَأَهْلِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، اَللّٰهُمَّ اسْمَعْ وَاسْتَجِبْ، اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ نُوْرُالسَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، حَسْبِىَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! اے ہمارے اور ہر چیز کے رب، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اکیلے ہی (تمام جہاں کے) رب ہیں۔ آپ کا (ذات وصفات میں) کوئی شریک نہیں ہے۔ اے اللہ! اے ہمارے اور ہر چیز کے رب! میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) آپ کے (پیارے) بندے اور آپ کے رسول ہیں۔ اے اللہ! اے ہر چیز کے رب میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تمام بندے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اے اللہ! اے ہمارے اور ہر چیز کے رب! آپ مجھے اور میرے اہل وعیال کو دنیا اور آخرت میں ہر وقت اپنا مخلص (بندہ) بنائے رکھیں۔ اے عظمت و جلال اور انعام و

اکرام کے مالک! آپ (میری دعا) سن لیں اور قبول فرما لیں۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں۔ میرے لئے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہیں اور وہ بڑے کارساز ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں۔"

فَائِدَۃ: نماز کے بعد سے بظاہر مراد فرض نماز کے بعد ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! میں ان سب باتوں کی گواہی دیتا ہوں پس آپ دنیا و آخرت کے تمام کاموں میں ہر گھڑی آپ عبادت میں مصروفِ عمل بنا دیجئے۔ میری دعا کو سن لیجئے اور قبول فرما لیجئے۔ (بذل ۲/۳۵۸)

نوع آخر:

(۱۱۵) - حدثنا أبو خليفة، حدثنا إبراهيم بن بشار الرمادى، حدثنا سفيان بن عيينة، حدثنا عبدالملك بن عمير وعبدة بن أبى لبابة سمعا ورادا كاتب المغيرة بن شعبة يقول: كتب معاوية بن أبى سفيان إلى المغيرة ابن شعبة، أكتب إلى بشيء سمعته من رسول الله ﷺ يقول فى دبر صلاته، فكتب إليه سمعت رسول الله ﷺ يقول فى دبر صلوته إذا قضاها:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.﴾

أخرجه البخارى فى «صحيحه» (۸۰۸/۲۸۹/۱) (۱۱۶/۱) والمسلم فى «صحيحه» (۵۹۳/(۴۱۵/۱) (۲۱۸/۱) وابوداؤد فى «سننه» (۱۵۰۵/۸۲/۲) (۲۱۱/۱) والترمذى فى «سننه» (۲۹۹/۹۶/۲) (۶۶/۱) وابن خزيمه فى «صحيحه» (۷۴۲/۳۶۵/۱)

ایک اور دعا:

(۱۱۵) **تَرجَمۂ:** "حضرت مغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا:"

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.﴾

تَرجَمۂ: "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ (اپنی ذات اور صفات میں) اکیلے ہیں۔ ان کا کوئی

شریک نہیں۔ (سارے جہاں کی) بادشاہی ان ہی کے لئے ہے اور تمام تر تعریف بھی ان ہی کے لئے ہے، ان ہی کے قبضہ قدرت میں تمام تر بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! آپ جو عطا فرماتے ہیں اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو (چیز) آپ نہیں دیتے اس کو کوئی دینے والا نہیں ہے۔ کسی دولت مند کو اس کی دولت (آپ کی پکڑ سے) نہیں بچا سکتی۔"

فَائِدَۃ: کسی دولت مند کو اس کی دولت الخ مطلب یہ ہے کہ کسی مال دار کا مال اس کو اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا بلکہ عمل صالح فائدہ پہنچائے گا۔

جد کے ایک معنی دادا کے ہیں یعنی کسی کو اس کا حسب نسب عالی خاندان سے ہونا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ یا مطلب یہ ہے کہ کسی کو اس کی کوشش اللہ کے ہاں نفع بخش نہیں ہوگی۔

امام نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں: مشہور معنی جو اکثر علماء کی رائے ہے وہ یہ ہیں کہ دنیا کی چیزیں مال، اولاد، عزت، وجاہت، سلطنت وغیرہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی چیز بھی نجات کا سبب نہیں ہوگی بلکہ نجات دینے والی چیز صرف آپ کا فضل اور آپ کی رحمت ہوگی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کے بعد اس دعا کا پڑھنا مستحب ہے کیونکہ یہ توحید کے الفاظ پر مشتمل ہے اور اس میں تمام کام لینا دینا سب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے۔ (فتح الباری ۲/۳۳۲)

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا آپ ﷺ تین مرتبہ پڑھتے تھے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۳۶)

نوع آخر:

(۱۱۶) - أخبرني علي بن محمد المربعي، ثنا إبراهيم بن القعقاع، ثنا عاصم بن يوسف، ثنا قطبة بن عبدالعزيز، عن الأعمش، عن عبيدالله بن زر، عن علي بن يزيد بن جدعان، عن القاسم، عن أبي أمامة، قال: ما دنوت من رسول الله ﷺ في دبر صلاة مكتوبة ولا تطوع إلا سمعته يقول:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، وَخَطَايَايَ كُلَّهَا، اَللّٰهُمَّ انْعَشْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ، فَإِنَّهُ لَا يَهْدِيْ لِصَالِحِهَا وَلَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ.﴾

اخرجه الطبراني في «والمعجم الكبير» (۷۸۱۱/۲۰۰/۸) وفي «المعجم الاوسط» (۳۶۲/٤، ۳۶۳/٤٤٤۲) وفي «المعجم الصغير» (۶۱۰/۳۶۵/۱) والديلمي في «مسند الفردوس» مختصراً (۱۹۳۵/٤۷۵/۱) والرافعي في «التدوين في اخبار قزين» (۲۵۲/۳)

ایک اور دعا:

(۱۱۶) ترجمہ: ''حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا ہوں خواہ نفل ہو یا فرض میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا۔''

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، وَخَطَايَايَ كُلَّهَا، اَللّٰهُمَّ انْعَشْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ، فَإِنَّهُ لَا يَهْدِيْ لِصَالِحِهَا وَلَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ میرے تمام گناہوں اور میری تمام خطاؤں کو معاف فرمادیں۔ مجھے رفعت (و بلندی) عطا فرمائیں اور مجھے (اچھی) زندگی عطا فرمائیں۔ (حلال اور بہترین) رزق مرحمت فرمائیں اور اچھے اعمال و اخلاق کی ہدایت عطا فرمائیں۔ بلاشبہ اچھے اعمال و اخلاق کی ہدایت آپ کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا اور برے اعمال و اخلاق سے بھی آپ کے علاوہ کوئی نہیں بچا سکتا۔''

فائدہ: ذنوب سے مراد گناہ کبیرہ ہیں اور خطا سے مراد گناہ صغیرہ ہیں (یعنی دونوں قسم کے گناہوں سے معافی کی طلب کی گئی ہے)۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۳۶)

انسان کو پیدا کیا گیا ہے اور اس میں اچھے برے دونوں قسم کے اخلاق رکھے ہیں انسان کا کمال یہ ہے کہ اچھے اخلاق کو برے اخلاق پر غالب کرے یہ بات نہیں ہے کہ برے اخلاق بالکل ختم ہی ہو جائیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا والکاظمین الغیظ غصہ کو ضبط کرنے والے نہ یہ فرمایا کہ عامین الغیظ کہ غصہ ان میں ہو ہی نہ۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی کی اصل خلقت جس پر اس کو پیدا کیا گیا ہے وہ کبھی بدلتی نہیں ہے (ہاں مغلوب ہو جاتی ہے) اس لئے مشہور ہے کہ اگر یہ سنو کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے تو تصدیق کرو اگر یہ سنو کہ آدمی کی فطرت بدل گئی ہے تو تصدیق نہ کرو۔ (تحفۃ الاحوذی ۶/۳۵۸)

اس دعا میں اسی صالح اخلاق کی اخلاق ذمیمہ پر غلبہ کی دعا کی گئی ہے اور اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور یہ کام نہیں کرسکتا ہے ہر نماز خواہ نفل ہو یا فرض اس کے بعد اس دعا کے پڑھنے کا معمول تھا اس سے اس دعا کی مزید اہمیت معلوم ہوئی۔

نوع آخر:

(۱۱۷) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا إبراهيم بن الحجاج السامي، ثنا حماد بن سلمة، عن ثابت، عن عبدالرحمن بن أبي ليلى، عن صهيب، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يحرك شفتيه بعد صلاة الفجر بشيء، فقلت: يا رسول الله! إنك تحرك شفتيك بشيء ما كنت تفعل، ما هذا الذى تقول؟ قال: اقول:

﴿اَللّٰهُمَّ بِكَ أُحَاوِلُ، وَبِكَ أُصَاوِلُ، وَبِكَ أُقَاتِلُ﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (٣٣٣/٤) والنسائي في «والسنن الكبرى» (٨٦٣٣/١٨٨/٥) وابن حبان في «صحيحه» (٢٠٢٧/٣٧٤/٥) والطبراني في «الكبير» (٧٣١٨/٤٠/٨) وفي «الدعا» (رقم ٦٦٤)

ایک اور دعا:

(١١٧) ترجمہ: ”حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز کے بعد کچھ پڑھتے ہوئے ہونٹ ہلا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کچھ پڑھتے ہوئے اپنے ہونٹوں کو ہلا رہے ہیں پہلے تو آپ نے ایسا نہیں کیا، آپ کیا پڑھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں یہ دعا پڑھ رہا ہوں“۔

﴿اَللّٰهُمَّ بِكَ أُحَاوِلُ، وَبِكَ أُصَاوِلُ، وَبِكَ أُقَاتِلُ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں آپ ہی کی مدد سے (ہر اچھے کام کا) قصد کرتا ہوں، آپ ہی کی مدد سے (دشمن پر) حملہ کرتا ہوں اور آپ ہی کی مدد سے (میدان جہاد میں دشمنوں سے) جنگ کرتا ہوں۔“

فائدہ: حصن حصین اور ابن سنی کی عمل الیوم واللیل کے بعض نسخوں میں یہ دعا اشراق کی نماز کے بعد پڑھنا آیا ہے۔

دعا کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! میں آپ ہی کی قوت و مدد سے اپنے تمام امور کی اصلاح کرتا ہوں آپ ہی کی مدد سے دشمن کے حملہ سے اپنا بچاؤ کرتا ہوں اور آپ ہی کے واسطے سے جھگڑا کرتا اور جہاد کرتا ہوں۔

یہ دعا اپنے سے ہر کام کے نہ ہونے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف پھیرنے پر مشتمل ہے۔ (فتوحات ربانیہ ٣/١٧)

نوع آخر:

(١١٨) - أخبرني محمد بن محمد الباهلي، ثنا الحسن بن حماد، ثنا يحيٰى ابن يعلى، عن حيوة بن شريح، عن عقبة بن مسلم، عن أبي عبدالرحمن، عن معاذ بن جبل، قال: لقيت النبي ﷺ فقال: يا معاذ! إني أحبك فلا تدع أن تقول في دبر كل صلاة مكتوبة:

﴿اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (٢٤٥/٥) وابوداؤد في «سننه» (١٥٢٢/٨٦/٢) (٢٢٠/١) وابن خزيمه في «صحيحه» (٧٥١/٣٦٩/١) وابن حبان في «صحيحه» (٣٠٢٠/٣٦٤/٥) والحاكم في «المستدرك» (٢٧٣/١)

ایک اور دعا:

(١١٨) ترجمہ: ”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: معاذ! میں تم سے محبت کرتا ہوں تم ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا مت چھوڑنا۔“

﴿اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ اپنا ذکر کرنے اور اپنا شکر کرنے اور اپنی بہترین عبادت کرنے میں میری مدد فرمایئے۔“

فائدہ: معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبت کرنا ان کی منقبت عظیم ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند فضائل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ جن لوگوں سے قرآن سیکھنے کے لئے فرمایا گیا ان میں سے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں حلال وحرام کا سب سے زیادہ علم معاذ کو ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ معاذ قیامت کے دن علماء کے امام ہوں گے۔

اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تمام اذکار اور قرآن کی تلاوت کے لئے مدد کا سوال ہے (کہ اس کے بغیر کوئی کام انجام نہیں پاتا ہے) اللہ تعالیٰ کی ظاہری باطنی، دنیاوی اور اخروی نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہے (جس کی وجہ سے نعمتوں کو دوام و زیادتی حاصل ہوتی ہے) اور عبادت کو تمام شرائط سنن مستحبات، خشوع وخضوع اور انتہائی توجہ سے ادائیگی کا سوال ہے (جو انتہائی قبولیت کا سبب ہے)۔ (کلہ فتوحات ربانیہ ۳/۵۷)

لہٰذا اس دعا کو خوب اہتمام سے ہر نماز کے بعد پڑھنا چاہئے۔

اس حدیث سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

جس شخص سے محبت کی جائے اس کو بتا دیا جائے (دلیل آئندہ آ رہی ہے) اچھی باتوں کی نصیحت کی جائے۔

آپ کے ذکر سے مراد قرآن کریم اور تمام اذکار کو شامل ہے۔

آپ کا شکر سے مراد ظاہری، باطنی، دنیوی اور اخروی تمام نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہوں جس کا شکر ناممکن ہے۔

حسن عبادت، عبادت کو تمام شرائط ارکان سنن وآداب خشوع وخضوع اور اخلاص کے ساتھ کرنا اور اس میں ڈوبنا اور مکمل توجہ کے ساتھ عبادت کرنے کو کہتے ہیں۔ (فتوحات ۳/۵۶، ۵۷)

اس دعا کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے محبت کا اظہار فرمایا پھر یہ دعا بتائی اور فرمایا کہ اس کو نماز کے بعد ہرگز نہ چھوڑنا جس سے معلوم ہوا کہ اگر محبت کو باقی رکھنا چاہتے ہو تو اس دعا کو نہ چھوڑنا۔ (عون المعبود بتصرف ۴/۲۶۹)

شکر اعضاء وجوارح کی اطاعت ہے۔

اور حسن عبادت ارکان کی اطاعت ہے۔ (عون المعبود بتصرف ۴/۲۶۹)

نوع آخر:

(۱۱۹) - أخبرني أبو عروبة، حدثني سفيان بن وكيع، حدثني أبي، عن سفيان الثوري، عن

أبی هارون العبدی، عن أبی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم كان إذا فرغ من صلاته. قال لا أدری قبل أن یسلم أو بعد أن یسلم یقول:

﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ، وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾

اخرجه عبدالرزاق فی «مصنفه» (۳۱۹٦/۲۳٦/۲) وابن ابی شیبه فی «مصنفه» (۳۰۹۷/۲٤۹/۱) وعبد بن حمید فی «مسنده» (۹۵٦/۲۹۷/۱) وابویعلی فی «مسنده» (۱۱۱۸/۳٦۳/۲) والطبرانی فی «المعجم الکبیر» (۵۱۲٤/۲۱۱/۵)

ایک اور دعا:

(۱۱۹) **ترجمہ:** ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔''

﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ، وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾

ترجمہ: ''(اے مخاطب) تمہارا رب (جو کہ) عزت وعظمت کا مالک رب ہے ان تمام (نامناسب) باتوں سے پاک ہے جو لوگ ان کی شان میں بیان کرتے ہیں اور (درود) وسلام ہو تمام رسولوں پر اور تمام تر تعریفیں تمام جہانوں کے رب کے لئے ہیں۔''

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے ختم ہونے کو آپ کے اس دعا کو پڑھنے سے پہچانتے تھے۔ (طبرانی معجم کبیر ۱۱/۱۱۵)

ایک روایت میں ہے جو شخص نماز کے بعد سبحان ربك الخ پڑھے گا قیامت کے دن اس کا ثواب بڑے پیمانے پر تولا جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ جو یہ پسند کرتا ہو اس کا ثواب قیامت کے دن پورے پورے پیمانے میں تولا جائے تو وہ مجلس سے اٹھتے وقت آخری کلام اس دعا کو بنائے۔ (حوالہ تفسیر الواحدی الوسیط عن ابی علی فتوحات ربانیہ ۳/٦۰)

اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی عزت اور اپنے غلبہ کی وجہ سے ان تمام چیزوں (جیسے اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد ہونا، بیوی ہونا، شریک اور ان صفات سے اللہ تعالیٰ کو موصوف کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ ان تمام) سے پاک ہیں جن کو زندیق اور ملحد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۵۹)

نوع آخر:

(۱۲۰) - حدثنا ابن منیع، حدثنا طالوت بن عباد، حدثنا بكر بن خنیس، عن أبی عمران، عن أبی الجعد، عن أنس، قال: ما صلى بنا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم صلاة مكتوبة إلا أقبل بوجهه

علینا فقال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ عَمَلٍ يُّخْزِيْنِيْ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ صَاحِبٍ يُّرْدِيْنِيْ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ أَمَلٍ يُّلْهِيْنِيْ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ فَقْرٍ يُّنْسِيْنِيْ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ غِنًى يُّطْغِيْنِيْ.﴾

أخرجه البزار كما في «كشف الأستار» (رقم ۳۱۰۲) وابويعلى في «مسنده» (۴۳۵۲/۳۱۳/۷) والطبراني في «الدعا» (رقم ۶۵۷) والمعمرى في «عمل اليوم والليلة» كما في «نتائج الافكار» (۳۱۳/۲) وابن حجر في «نتائج الافكار» (۳۱۳/۲)

ایک اور دعا:

(۱۴۰) ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جو بھی فرض (نماز) پڑھائی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف چہرۂ مبارک پھیر کر یہ دعا پڑھی ہے۔“

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ عَمَلٍ يُّخْزِيْنِيْ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ صَاحِبٍ يُّرْدِيْنِيْ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ أَمَلٍ يُّلْهِيْنِيْ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ فَقْرٍ يُّنْسِيْنِيْ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ غِنًى يُّطْغِيْنِيْ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں ہر ایسے عمل سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں جو مجھے رسوا کردے اور ہر ایسے دوست سے پناہ چاہتا ہوں جو مجھے ہلاک کر ڈالے، ہر ایسی امید سے جو مجھے ہلاک کردے۔ ہر ایسے فقر سے پناہ چاہتا ہوں جو مجھے بھولنے کی بیماری میں مبتلا کردے اور ہر ایسے غنا سے پناہ چاہتا ہوں جو مجھے سرکش بنادے۔“

فائدہ: اس روایت میں پانچ چیزوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔

ہر وہ عمل جو مجھے رسوا کردے، یعنی مجھ سے کوئی گناہ یا کوئی ایسا عمل نہ ہو جس کی وجہ سے میری رسوائی ہو۔

ہر دوست جو ہلاکت میں ڈالے، کیونکہ انسان کا دوست ہی انسان کی اچھائی اور برائی کا ذریعہ ہوتا ہے اور اگر یہ برا ہو جائے تو بربادی کا سبب ہوتا ہے۔

چنانچہ ایک روایت میں ایسے دوست سے پناہ مانگی گئی ہے جو اگر اچھائی کو دیکھے تو اس کو چھپا دے اور برائی کو دیکھے تو اس کو لوگوں کو بتادے۔ (مسند فردوس ۴۶۲/۱)

ہر امید سے جو ہلاک کردے: حضرت حسن رحمۃ اللہ سے منقول ہے کہ جس نے بھی اپنی امید کو لمبا کیا اس کا عمل خراب ہوا۔ (زہد لابن ابی العالم ۲۶۹/۱)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ سب سے زیادہ خطرناک چیز امیدوں کا لمبا ہونا ہے کیونکہ یہ آخرت کو بھلا دیتا ہے۔ (کتاب الزہد لابن ابی العاصم ١/١٣٠)

ایک عارف سے منقول ہے کہ زہد امیدوں کا کم ہونا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ١١/ ٢٠٨)

احادیث میں بھی اس کی کثرت سے مذمت آتی ہے۔ علماء نے اس کا علاج لکھا ہے آدمی اپنی موت کو کثرت سے یاد کرے اور اپنے ساتھیوں کی موت کو یاد کرتا رہے۔ (ابجد العلوم ٢/ ٩١)

ہر فقر سے جو مجھے بھلا دے: فقر کا بیان حدیث نمبر ١١١ پر گزر چکا ہے۔

ہر ایسے غنا سے الخ۔ اکثر نافرمانی مالداری کے ساتھ ہوتی ہے اس لئے اس دعا میں ایسی مالداری سے پناہ مانگی گئی ہے جو سرکشی پیدا کرے۔ علامہ زمخشری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ فقر کے ساتھ بغاوت کم ہوتی ہے اور مالداری کے ساتھ زیادہ ہوتی ہے۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بہترین عیش (مالداری) وہ ہے جو نہ تجھے ہلاک کرے اور نہ سرکش بنائے۔ (تفسیر ابن کثیر ٤/ ١٣٥)

نوع آخر:

(١٢١) - حدثني عمر بن سهل، ثنا نجيح بن إبراهيم بن محمد بن ميمون، ثنا صالح بن أبي الأسود، عن عبدالملك النخعي، عن ابن جدعان، عن أنس بن مالك، قال: كان مقامي بين كتفي رسول الله صلى الله عليه وسلم (يعني في الصلوٰة) حتى قبض، فكان يقول إذا انصرف من الصلوٰة:

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمْرِيْ آخِرَهُ، وَخَيْرَ عَمَلِيْ خَوَاتِمَهُ، وَاجْعَلْ خَيْرَ أَيَّامِيْ يَوْمَ أَلْقَاكَ﴾

اخرجه الطبراني في «المعجم الاوسط» (٩/١٥٧/٩٤١١) والديلمي في «مسند الفردوس» (١/٤٨٠/١٩٦٢) وابن حجر في «نتائج الاذكار» (٢/٣٠٨)

(١٢١) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں میری جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مونڈھوں کے پیچھے ہوتی تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔“

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمْرِيْ آخِرَهُ، وَخَيْرَ عَمَلِيْ خَوَاتِمَهُ، وَاجْعَلْ خَيْرَ أَيَّامِيْ يَوْمَ أَلْقَاكَ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ میری عمر (کے) آخر (یعنی آخری حصہ) کو عمر کا بہترین (حصہ) بنا دیجئے اور میرے

آخری عمل کو بہترین عمل بنا دیجئے اور میرا بہترین دن اس دن کو بنا دیجئے جس میں مجھے آپ سے ملنا نصیب ہو۔"

فائدہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی آخری عمر بڑھاپے میں احتیاج بڑھ جاتی ہے اور صحت بھی نہیں رہتی ہے جس کی وجہ سے عمر کا یہ حصہ بہت تکلیف دہ ہو جاتا ہے اس لئے اس وقت میں عافیت اور بہتری کی دعا فرمائی ہے تاکہ زندگی کا یہ حصہ ہر قسم کی تکلیف سے خالی ہو۔

اعمال کا دارومدار چونکہ خاتمہ پر ہوتا ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے اعمال کا دارومدار ان کے خاتمے پر ہے۔
(مسند ابوعوانہ ۱/۵۱)

اس لئے اعمال کے حسن خاتمے کی دعا فرمائی ہے تاکہ عمل مقبول ہو۔

اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا دن ساری زندگی کا نتیجہ ہے اس لئے اگر وہ بہتر ہوگیا تو آئندہ ساری گھاٹیاں صحیح ہو جائیں گے اس لئے اس دن کی بہتری کو مانگا گیا ہے تاکہ اس دن ایسی خوشی ہو کہ وہ ساری خوشیوں پر غالب آ جائے۔

نوع آخر:

(۱۲۲) - حدثنا أبو عبدالرحمن، ثنا محمد بن عبيدالله بن يزيد، ثنا أبي، حدثنا سعيد، حدثني يزيد بن عبدالعزيز الرعيني، وأبو مرحوم عبدالرحيم ابن ميمون، عن يزيد بن محمد القرشي، عن على بن رباح اللخمي، عن عقبة ابن عامر، قال: أمرني رسول الله ﷺ: أن أقرأ بالمعوذات دبر كل صلوة.

اخرجه احمد فى «مسنده» (۲۰۱/٤) وابوداؤد فى «سننه» (۱۵۲۳/۸٦/۲) (۲۲۰/۱) والترمذى فى «سننه» (۲۹۰۳/۱۷۱/٥) (۱۱۸/۲) وابن خزيمه فى «صحيحه» (۷۵۵/۳۷۰/۲) وابن حبان فى «صحيحه» (۲۰۰٤/۲٤٤/٥)

ایک اور دعا:

(۱۲۲) ترجمہ: "حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں ہر نماز کے بعد معوذتین پڑھا کروں۔"

فائدہ: معوذتین قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو کہتے ہیں۔ ان کے ساتھ قل ہواللہ احد اور قل یاایھا الکافرون بھی ملا لیں تو اچھا ہے۔ کیونکہ اس میں شرک سے بیزاری ہے۔

ایک روایت میں قل ہواللہ احد کی تصریح موجود ہے۔

تین چیزیں ہیں جو شخص (ان میں سے کسی کو ایمان کے ساتھ لائے گا) جنت کے جس دروازے سے چاہے گا داخل کیا جائے گا۔

❶ جوشخص اپنے قاتل کو معاف کردے۔
❷ چھپے ہوئے قرضہ کو ادا کرے (یعنی جو قرضہ کسی کو معلوم نہ ہو)
❸ جوشخص ہر فرض نماز کے بعد قل ھو اللہ پڑھے۔ (فتوحات ۳/۵۴)

نوع آخر:

(١٢٣) - أخبرنا أبو محمد بن صاعد، ثنا علي بن الحسن بن معروف، حدثنا عبدالحميد بن إبراهيم أبو التقي، ثنا إسماعيل بن عياش، عن داود بن إبراهيم الذهلي، أنه أخبره عن أبي أمامة صدى بن عجلان الباهلي، قال: قال رسول الله ﷺ: من قرأ آية الكرسي دبر كل صلاة مكتوبة كان بمنزلة من قاتل عن انبياء الله عزوجل حتى يستشهد.

ذكره القرطبي في «تفسيره» بزيادة يسير (٢٦٩/٣)

ایک اور دعا:

(۱۲۳) ترجمہ: ”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جوشخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا وہ اس شخص کی طرح ہے جو انبیاء علیہم السلام کی طرف داری میں لڑے اور شہید ہوجائے۔“

(١٢٤) - حدثنا محمد بن عبيدالله بن الفضيل الكلاعي الحمصي، حدثنا اليمان بن سعيد، وأحمد بن هارون، جميعا بالمصيصة، قالا: حدثنا محمد بن حمير، عن محمد بن زياد الألهاني، عن أبي أمامة، قال: قال رسول الله ﷺ: من قرأ آية الكرسي دبر كل صلاة مكتوبة لم يحل بينه وبين دخول الجنة إلا الموت.

(اخرجه النسائي في «عمل اليوم» (رقم١٠٠) والطبراني في «المعجم الكبير» (٧٥٣٢/١١٤/٨) وفي «المعجم الاوسط» (٩٢/٨- ٩٣/ ٨٠٦٨) وفي «الدعاء» (رقم٦٧٥) والبيهقي في «شعب الايمان» (٢٣٩٥/٤٥٨/٢)

(۱۲۴) ترجمہ: ”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جوشخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھتا ہے اس کے اور جنت کے درمیان صرف موت حائل ہے۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جوشخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھتا ہے اس کو جنت میں داخل ہونے سے صرف موت روکے ہوئے ہے۔ جو سوتے وقت اس کو پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گھر، اس کے پڑوسیوں کے گھروں اور آس پاس کے دوسرے گھروں کی حفاظت فرماتے ہیں۔ (شعب الایمان عن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲/ ۴۵۸)

ایک روایت میں ہے کہ جوشخص ایک فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھتا ہے اس کی آئندہ نماز تک کی حفاظت کی جاتی ہے

اوراس کی پابندی نبی یا صدیق یا شہید کے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا۔ (ایضاً)

نوع آخر:

(١٢٥) - حدثنا أبو جعفر بن بكر، ثنا محمد بن زنبور المكي، حدثنا الحارث بن عمير، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن جده، عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن فاتحة الكتاب، وآية الكرسي والآيتين من آل عمران:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، وَقُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ إلى قوله: تَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾

معلقات ما بينهن وبين الله حجاب، لما أراد الله، أن ينزلهن تعلقن بالعرش، وقلن: يا رب! تهبطنا إلى الأرض و إلى من يعصيك؟ فقال الله عزوجل: حلفت لا يقروكن أحد من عبادي دبر كل صلاة إلا جعلت الجنة مثواه على ما كان منه، و إلا أسكنته حظيرة القدس، و إلا نظرت إليه بعيني المكنونة كل يوم سبعين نظرة، و إلا قضيت لهٗ كل يوم سبعين حاجة أدناها المغفرة، و إلا أعذته من كل عدو، ونصرته منه، ولا يمنعه من دخول الجنة إلا الموت.

ذكره القرطبي في «تفسير» (٥٢/٤) والسيوطي في «الدر المنثور» (١٦٥/٢) وعزاه الى ابن سني وابي منصور الشجامي في الاربعين والبغوي في «تفسيره» (٢٨٩/١)

ایک اور حدیث:

(۱۲۵) ترجمہ: ''حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی، آل عمران کی دو آیتیں:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، وَقُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ إلى قوله: تَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾

شفاعت کرنے والی ہیں۔ ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو نازل کرنا چاہا تو یہ عرش کے ساتھ معلق ہوگئیں اور عرض کیا: اے ہمارے رب! آپ ہم کو زمین کی طرف بھیج رہے ہیں اوران لوگوں کی طرف بھیج رہے ہیں جو آپ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے ارشادفرمایا: میں نے قسم کھائی ہے کہ میرے بندوں میں جو تمہیں نماز کے بعد پڑھے گا میں اس کا ٹھکانا جنت میں بناؤں گا، اس کو حظیرۃ

القدس میں رکھوں گا، روزانہ ستر مرتبہ اس کو اپنی پوشیدہ آنکھ سے دیکھوں گا، روزانہ اس کی ستر حاجتیں پوری کروں گا سب سے کم اس میں مغفرت ہے، اس کی ہر دشمن سے حفاظت کروں گا اور اس کی دشمن کے مقابلے میں مدد کروں گا اس کو جنت میں داخل ہونے سے صرف موت ہی روکے ہوئے ہے۔‘‘

فَائِدَۃ:

نوع آخر:

(۱۲٦) - حدثنا محمد بن محمد بن سليمان الباغندي، ثنا محمد بن جامع الموصلي، قال حدثنا أحمد بن عمرو (المدني) المزني الموصلي، ثنا عكرمة بن إبراهيم، عن إسماعيل بن أبي خالد، عن قيس بن أبي حازم، حدثني معاذ رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من قال بعد الفجر ثلاث مرات، وبعد العصر ثلاث مرات:

﴿أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ.﴾

كفرت ذنوبه و إن كانت مثل زبد البحر.

وله شاهد ما اخرجه الطبراني في «الاوسط» (۷/۳٦٤/۷۷۳۸) وفي «الصغير» (۲/۹۱/۸۳۹) والديلمي في «مسند الفردوس» (۳/٤۷۷/٥٤۷٦) وذكره الحافظ المنذري في «الترغيب والترهيب» (۱/۱۸۲) وعزاه الى ابن السني.

ایک اور دعا:

(۱۲٦) تَرجَمَۃ: ’’حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص فجر کے بعد تین مرتبہ اور عصر کے بعد تین مرتبہ:

﴿أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ.﴾

تَرجَمَۃ: ’’میں معافی چاہتا ہوں اللہ سے جن کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ (ہمیشہ ہمیشہ) زندہ رہنے والے (آسمان وزمین کو) قائم رکھنے والے ہیں۔ اور (میں) ان ہی کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔‘‘

پڑھے گا تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں۔‘‘

فَائِدَۃ: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ پڑھتا ہے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ میدان جنگ ہی سے کیوں نہ بھاگا ہو۔ (مجمع الاوسط ۷/۳٦٤)

ایک روایت میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھتے تھے اور پھر اللهم انت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والاكرام پڑھتے تھے۔ (مسلم ۱/۲۱۸)

نوع آخر:

(۱۲۷) - أخبرني محمد بن حمدان بن شعبان، حدثنا علي بن إسماعيل البزار، حدثنا سعد بن سليمان، ثنا إسحاق بن يحيٰى بن طلحة، حدثني ابن أبي برزة الاسلمي، عن أبيه، قال: كان رسول الله ﷺ إذا صلى الصبح قال. ولا أعلمه إلّا قال في سفر. رفع صوته حتى يسمع أصحابه:

﴿اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ عِصْمَةَ أَمْرِيْ، اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِيْ: ثَلَاثَ مَرات، اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيْ الَّتِيْ جَعَلْتَ إِلَيْهَا مَرْجِعِيْ، ثلاث مرات، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سُخْطِكَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، ثلاث مرات، لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.﴾

اخرجه النسائي في «سنن الكبرى» (۱/۴۰۰/۱۲۶۹) والروياني في «مسنده» (۱/۸۸/۵۱) وابن خزيمه في «صحيحه» (۱/۳۶۶/۷۴۵) وابن حبان في «صحيحه» (۵/۳۷۳/۲۰۲۶) والطبراني في «الاوسط» (۷/۱۴۱- ۱۴۲/۷۱۰۶)

ایک اور دعا:

(۱۲۷) **ترجمہ:** ”حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھ کر یہ دعا تین بار پڑھی:

﴿اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ عِصْمَةَ أَمْرِيْ، اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِيْ:﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ میرے دین کو سدھار دیجئے جس کو آپ نے میرے (ہر دینی و دنیوی) کام کی حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے اور میری دنیا کو بھی سدھار دیجئے جس میں آپ نے میری معاش تجویز فرمائی ہے۔“

پھر تین مرتبہ یہ دعا پڑھی:

﴿اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيْ الَّتِيْ جَعَلْتَ إِلَيْهَا مَرْجِعِيْ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ میری آخرت کو بھی سدھار دیجئے جس کو آپ نے میرا ٹھکانہ بنایا ہے۔“

پھر تین مرتبہ یہ دعا پڑھی۔“

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سُخْطِكَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ﴾

تَرْجَمَہ: ”اے اللہ! میں آپ کی رضا کے ذریعے آپ کی ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں اور آپ ہی کے ذریعے آپ کے قہر غضب سے پناہ چاہتا ہوں۔“

پھر یہ دعا پڑھتے۔“

﴿لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.﴾

تَرْجَمَہ: ”اے اللہ! جو آپ عطا فرماتے ہیں اس کو کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جو (چیز) آپ نہیں دیتے اس کو کوئی دینے والا نہیں ہے اور کسی دولت مند کو اس کی دولت (آپ کی پکڑ سے) نہیں بچا سکتی۔“

فَائِدَہ: حضرت کعب احبار رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰی سے منقول ہے کہ ہمیں توراۃ میں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ حضرت داؤد عَلَیْهِ السَّلَام جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔ (مسند الشاشی ۲/۳۹۴)

اس دعا میں آپ ﷺ سے دین دنیا اور آخرت کی ہر قسم کی خیر کا سوال کیا ہے اور آخری اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا سوال اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے پناہ مانگی ہے جو اعلیٰ طریقہ سے عبدیت کا اظہار ہے کہ بندہ ہر آن ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کی رضاء کا طالب اور اپنے عمل سے ڈرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے پناہ مانگتا ہے۔

باقی حدیث تشریح ۱۱۵ میں گزر چکی ہے۔

نوع آخر:

(١٢٨) - حدثنی أحمد بن عبدالله بن محمد بن أمية الساوی، حدثنی أبی عن أبيه، حدثنی عيسى بن ميمون (بن موسى) البخاری النحوی أبو أحمد، عن الريان بن الجعد الجندی، عن يحيى بن حسان، عن عبادة بن الصامت رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ، قال: كان رسول الله ﷺ يدعو بهذه الدعوة كلما سلم:

﴿اَللّٰهُمَّ لَا تُخْزِنِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا تُخْزِنِیْ يَوْمَ الْبَأْسِ، فَإِنَّ مَنْ تُخْزِهِ يَوْمَ الْبَأْسِ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ.﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (٢٣٤/٤) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (٢٥٢٤/٢٠/٣) (٢٠١٢/٤٩٤/١) ابو نعيم فی «معرفة الصحابة» (١٧٢٢/٦٤٥/٢) كما فی «العجالة للراغب» (١٨٣/١) والديلمی فی «مسند الفردوس»

ایک اور دعا:

(۱۲۸) تَرْجَمَہ: ”حضرت عبادہ بن صامت رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے۔“

﴿اَللّٰهُمَّ لَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ الْبَأْسِ، فَإِنَّ مَنْ تُخْزِهِ يَوْمَ الْبَأْسِ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ مجھے قیامت کے دن رسوا نہ کیجئے گا اور مجھے سختی کے دن (بھی) رسوا نہ کیجئے۔
بلاشبہ آپ جس کو سختی کے دن رسوا کریں گے بلاشبہ آپ اس کو رسوا کریں گے۔''

فائدہ: اس دعا میں قیامت کے دن کی رسوائی سے پناہ مانگی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا کی رسوائی تو کچھ دنوں کی ہوتی ہے اور ختم ہو جاتی ہے لیکن آخرت میں رسوائی تمام اولین آخرین کے سامنے ہوگی اور یہ بہت بڑی رسوائی ہوگی اس لئے حقیقی رسوائی یہی ہوگی (اللهم احفظنا منه)۔

نوع آخر:

(١٢٩) - أخبرنا محمد بن هارون الحضرمي، ثنا نصر بن علي، ثنا خلف بن عقبة، ثنا أبوالزهراء خادم أنس بن مالك، عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال حين ينصرف من صلاته:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ﴾

ثلاثا، قام مغفورا له.

اخرجه البزار في «مسنده» (٣٠٩٧/٢١/٤) (كشف الاستار) كما في «العجاله» (١٨٣/١) والمعرى في «عمل اليوم والليلة» وابوالشيخ وابن النجار (اتحاف السادة المتقين) (١٣١/٥) كما في «العجاله» (١٨٤/١)

ایک اور دعا:

(۱۲۹) ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص نماز کے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ (ہر عیب سے) پاک اور بزرگ و برتر ہیں ان ہی کے لئے تمام تعریفیں ہیں۔
گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہے۔''
تو وہ (نماز) سے اس حال میں اٹھتا ہے کہ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے ان مختصر کلمات کی عظیم فضیلت معلوم ہوئی۔

نوع آخر:

(١٣٠) - أخبرني أبو عروبة الحراني، ثنا أحمد بن بكار الحراني، ثنا عتاب ابن بشير عن

خصیف عن مجاهد قال: کان رسول اللّٰه ﷺ يقول في دبر الصلٰوة:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ، وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ﴾

اخرجه المسلم فی «صحیحه» (۵۹٤/٤١٥/١) (٢١٨/١) وابوداؤد فی «سننه» (١٥٠٦/٨٣/٢) (٢١١/١) والنسائی فی «عمل الیوم» (رقم ١٢٨) وابویعلی فی «مسنده» (٦٨١١/١٢) وابن خزیمه فی «صحیحه» (٧٤١/٣٦٤/١)

ایک اور دعا:

(۱۳۰) ترجمہ: ''حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔''

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ، وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ ہی کی (عطا کی ہوئی) نعمتیں ہیں اور ان ہی کا (ہم پر) فضل و احسان ہے اور ان ہی کے لئے (تمام) اچھی تعریفیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ (ہم تو) پورے اخلاص کے ساتھ ان ہی کے دین پر چلتے ہیں اگرچہ کافروں کو برا لگے۔''

فائدہ:

(۱۳۱) - أخبرني أبو عروبة، حدثني أحمد بن بكار، ثنا عتاب بن بشير، ثنا بكار بن الحر الدمشقي، عن أبي رافع، عن أبي الزبير، عن جابر رضي الله تعالى عنه، عن النبي ﷺ مثله.

لم اجده عند غير المصنف.

(۱۳۱) ترجمہ: ''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی رسول اللہ ﷺ سے ایسی ہی حدیث منقول ہے۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے ہیں ہر اچھی چیز جو انجام کے اعتبار سے اچھی ہو وہ آپ ہی کے لئے ہے۔ آپ کو اپنی مخلوق پر ایسی فضیلت و برتری حاصل ہے جس کی مخلوق کچھ بھی مستحق نہیں ہے اپنے بندوں پر ذاتی صفات کے آپ مستحق ہیں ہم ان تمام صفات کا آپ کے اخلاص کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہیں اور ہم آپ کی اسی طرح تعریف کرتے ہیں اگرچہ یہ بات کافروں کو ناگوار ہو کہ وہ حق چھپانے اور اپنی چند اعناد کی وجہ سے گمراہ ہوئے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۳۸،۳۹)

نوع آخر:

(۱۳۲) - حدثني أحمد بن إبراهيم المديني، حدثني نعمان، حدثنا هارون بن إسحاق

الهمداني، حدثنا المحاربي، عن مطرح بن يزيد عن عبيدالله ابن زحر، عن علي بن يزيد، عن القاسم عن أبي أمامة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من قال في دبر كل صلاة مكتوبة:

﴿اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُحَمَّدًا دَرَجَةَ الْوَسِيْلَةِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي الْمُصْطَفَيْنِ صُحْبَتَهُ، وَفِي الْعَالِيْنَ دَرَجَتَهُ، وَفِي الْمُقَرَّبِيْنَ ذِكْرَهُ﴾

من قال ذلك في دبر كل صلاةفقد استوجب على الشفاعة يوم القيامة، ووجبت لهٗ الجنة.

اخرجه الطبراني في «المعجم الكبير» (٨/٢٣٧/٧٩٢٦)

ایک اور دعا:

(۱۳۲) ترجمہ: ’’حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُحَمَّدًا دَرَجَةَ الْوَسِيْلَةِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي الْمُصْطَفَيْنِ صُحْبَتَهُ، وَفِي الْعَالِيْنَ دَرَجَتَهُ، وَفِي الْمُقَرَّبِيْنَ ذِكْرَهُ﴾

ترجمہ: ’’اے اللہ! (محمد ﷺ) کو وسیلہ کا (اعلیٰ) درجہ عطا فرمائیے۔ اے اللہ! آپ اپنے برگزیدہ بندوں کو محمد (ﷺ) کی صحبت عطا فرمائیے اور تمام لوگوں میں ان کے درجہ کو بلند فرمائیے اور مقربین میں ان کو شمار فرمائیے۔‘‘

تو اس نے اپنی شفاعت مجھ پر واجب کر لی اور جنت اس کے لئے واجب ہوگئی۔‘‘

نوع آخر:

(۱۳۳) - حدثنا محمد بن هارون الحضرمي، ثنا رزق الله بن سلام المروزي، ثنا محمد بن خالد الحبطي (من بني تميم)، ثنا عبدالله بن العلاء البصري، عن نافع بن عبدالله السلمي، عن عطاء، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه، قال: بينا نحن عند رسول الله ﷺ إذا أقبل شيخ يقال له: قبيصة، فقال لهٗ رسول الله ﷺ: ما جاء بك وقد كبرت سنك، ودق عظمك؟ فقال: يا رسول الله! كبرت سني، ودق عظمي، وضعفت قوتي، واقترب أجلي، فقال:

أعد علی قولك، فأعاد علیه، ثم قال رسول الله ﷺ: ما بقي حولك شجر ولا مدر إلا بكى رحمة لقولك، فهات حاجتك فقد وجب حقك، قال: یا رسول الله! علمني شیئا ینفعني الله به في الدنیا والآخرة، ولا تكثر علي فإني شیخ أنسی، قال: أما لدنیاك، فإذا صلیت الصبح فقل بعد صلوة الصبح:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

ثلاث مرات یقیك الله من بلایا أربع، من الجذام والجنون والعمی والفالج، وأما لآخرتك فقل:

﴿اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ مِنْ عِنْدِكَ، وَأَفِضْ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ، وَانْشُرْ عَلَيَّ رَحْمَتَكَ، وَأَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ﴾

فقالها الشیخ وعقد أصابعه الأربع، فقال أبوبکر وعمر: خالك هذا یا رسول الله ما أشد ما ضم علی أصابعه الأربع؟ فقال رسول الله ﷺ: والذي نفسي بیده، لئن وافی بهن یوم القیامة لم یدعهن لیفتحن لهٗ أربعة أبواب من الجنة یدخل من أیها شاء.

اخرجه احمد في «مسنده» (۶۰/۵) والطبراني في «الكبير» (۹۴۰/۳۶۸/۱۸) وفي «الدعاء» (رقم ۷۲۳) والديلمي في «مسند الفردوس» (۱۹۱۱/۴۶۹/۱) وابن حجر في «نتائج الافكار» (۳۳۵/۲)

ایک اور دعا:

(۱۳۳) ترجمہ: ”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک بوڑھے شخص جن کا نام قبیصہ تھا۔ (رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں) حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: آپ کیسے آئے حالانکہ آپ بوڑھے ہو چکے ہیں اور آپ کی ہڈیاں پتلی (یعنی کمزور) ہو چکی ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں، میری ہڈیاں پتلی ہو گئیں ہیں، میری قوت کمزور ہو گئی ہے اور میری موت قریب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (ماموں جان!) مجھے اپنی بات دوبارہ بتائیے۔ انہوں نے دوبارہ اپنی بات دہرائی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: (ماموں جان!) آپ کے اردگرد کوئی درخت اور کوئی ڈھیلا ایسا نہیں جو آپ کی بات پر ترس کھاتے ہوئے نہ رویا ہو۔ اپنی ضرورت بتائیے بلاشبہ (ضرورت کو پورا کرنے کا) آپ کا حق واجب ہو چکا ہے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے دنیا اور آخرت میں فائدہ پہنچائیں بات زیادہ لمبی نہ ہو کیونکہ میں بوڑھا ہوں بھول

جاتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آپ کی دنیا کے لئے (یہ چیز ہے کہ) آپ (صبح کی) نماز کے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھا کریں:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر پاک ہیں تمام تر تعریف بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ گناہوں سے پھیرنے اور نیکی کی قوت دینے والا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔''

اللہ تعالیٰ آپ کو چار بلاؤں، جنوں، جذام، برص، اندھے پن، اور فالج سے بچائیں گے۔

اور آپ کی آخرت کے لئے (یہ چیز ہے) آپ یہ دعا پڑھا کریں:

﴿اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ مِنْ عِنْدِكَ، وَأَفِضْ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ، وَانْشُرْ عَلَيَّ رَحْمَتَكَ، وَأَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! مجھے اپنی طرف سے (خاص) ہدایت عطا فرمایئے، مجھے اپنے فضل سے بہرہ ور فرمایئے، اپنی رحمت مجھ پر بکھیر دیجئے۔ اور مجھ پر اپنی برکتیں نازل فرمایئے۔''

قبیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کلمات کو دہرایا اور (گننے اور یاد رکھنے کے لئے) اپنی چار انگلیاں بند کیں۔

حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے ماموں (قبیصہ) نے کس قدر مضبوطی سے اپنی چار انگلیوں کو بند کیا ہے (یعنی ان باتوں کو یاد کرنے کا کس قدر اہتمام کیا ہے) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میری جان ہے اگر یہ ان کلمات کو قیامت کے دن پورا کرتے ہوئے آئیں گے ان کو چھوڑیں گے نہیں تو ان کے لئے جنت کے چار دروازے کھل جائیں گے جس دروازے سے چاہے (جنت میں) داخل ہو جائیں۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے کھل جائیں گے۔ (طبرانی کتاب الدعا رقم ۷۳۳)

نوع آخر:

(۱۳٤) - أخبرني عبدالرحمن بن حمدان، قال: ثنا هلال بن العلاء، ثنا الهلال، ثنا أبو هلال بن عمر، ثنا الخليل بن مرة، ثنا محمد بن الفضل، عن عطاء بن أبي رباح، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه قال: جاء إلى النبي ﷺ رجل من أخواله يقال له: قبيصة، فسلم على النبي ﷺ، فرد عليه السلام ورحب به، وقال له: يا قبيصة! جئت حين كبرت سنك، ودق عظمك،

واقترب أجلك، قال: يا رسول الله! جئت وما كدت أن أجيئك، يا رسول الله! كبرت سني و دق عظمي، واقترب أجلي، وافتقرت وهنت على الناس، وجئتك تعلمني شيئا ينفعني الله عزوجل به في الدنيا والآخرة، ولا تكثر علي فإني شيخ كبير، فقال رسول الله ﷺ: كيف قلت يا قبيصة؟ فأعادها عليه، فقال: والذي بعثني بالحق ما كان حولك من شجر ولا مدر إلا بكى لقولك، فهات، فقال: جئتك لتعلمني شيئا ينفعني الله به في الدنيا والآخرة، ولا تكثر علي فإني شيخ كبير، قال: يا قبيصة! إذا أصبحت وصليت الفجر فقل:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

أربعا، ويعطيك الله أربعا لدنياك، وأربعا لآخرتك، فأما أربعا لدنياك: فإنك تعافى من الجنون والجذام والبرص والفالج، وأما أربعا لآخرتك فقل:

﴿اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ مِنْ عِنْدِكَ، وَأَفِضْ عَلَيَّ مِنْ رِزْقِكَ، وَانْشُرْ عَلَيَّ مِنْ رَّحْمَتِكَ، وَأَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ﴾

فجعل يعقدهن، فقال رجل: ما أشد ما عقد عليهن خالك، فقال: أما إن وافى بهن يوم القيامة لم يدعهن رغبة عنهن ولا نسيانا، لم يأت بابا من أبواب الجنة إلا وجده مفتوحا.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۶۰/۵) والطبرانی فی «الکبیر» (۹۴۰/۳۶۸/۱۸) وفی «الدعاء» (رقم ۷۲۳) والدیلمی فی «مسند الفردوس» (۱۹۱۱/۴۶۹/۱) وابن حجفر فی «نتائج الافکار» (۳۳۵/۲)

(۱۳۴) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے ماموؤں میں سے ایک صاحب جن کو قبیصہ کہا جاتا ہے (رسول اللہ ﷺ کے پاس) آئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے ان کو سلام کا جواب دیا، مرحبا (خوش آمدید) کہا اور فرمایا: (میرے ماموں جان) قبیصہ! آپ اس وقت آئے ہیں جب کہ آپ بوڑھے ہو چکے ہیں اور آپ کی ہڈیاں بھی کمزور ہوگئی ہیں (نیز) آپ کی موت کا وقت (بھی) قریب آگیا ہے۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں آیا ہوں حالانکہ میں آپ کے پاس آنے کے قابل نہ تھا۔ یا رسول اللہ! میری عمر زیادہ ہوگئی، میری ہڈیاں کمزور ہوگئیں اور میری موت کا وقت قریب آگیا ہے، میں محتاج اور لوگوں کے نزدیک بے وقعت ہوگیا ہوں۔ اب میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مجھے دنیا اور آخرت میں نفع عطا فرمائیں اور آپ مجھے کوئی زیادہ چیز (لمبا معمول و دعا) نہ بتایئے کیوں کہ میں بوڑھا آدمی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (میرے ماموں

جان) قبیصہ! آپ نے کس طرح فرمایا؟ (کیا کہا؟) انہوں نے اپنی بات دوبارہ دہرائی۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آپ کے آس پاس کوئی پتھر، درخت اور ڈھیلا نہیں رہا کہ جو آپ کی بات (سننے) کی وجہ سے رویا نہ ہو۔ آپ اپنی ضرورت و حاجت بیان فرمایئے۔ انہوں نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مجھے دنیا اور آخرت میں نفع عطا فرمائیں اور زیادتی نہ فرمایئے کیوں کہ میں بوڑھا آدمی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (ماموں جان) قبیصہ! جب آپ صبح کو فجر کی نماز پڑھ لیں تو چار مرتبہ یہ کلات پڑھ لیں:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

تَرجَمَہ: ”اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر پاک ہیں۔ تمام تر حمد بھی اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے گناہوں سے پھیرنے اور نیکی کی قوت دینے والا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔“

اللہ تعالیٰ چار چیزیں آپ کی دنیا اور چار چیزیں آخرت کے لئے عطا فرمائیں گے۔ دنیا کی چار چیزیں یہ ہیں۔ آپ جنون، جذام، برص اور فالج سے محفوظ رہیں گے۔

آخرت کی چار چیزوں کے لئے یہ دعا پڑھیں:

﴿اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ مِنْ عِنْدِكَ، وَأَفِضْ عَلَيَّ مِنْ رِزْقِكَ، وَانْشُرْ عَلَيَّ مِنْ رَّحْمَتِكَ، وَأَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ﴾

تَرجَمَہ: ”اے اللہ! مجھے اپنی طرف سے ہدایت عطا فرمایئے، مجھ پر اپنے فضل کی بارش فرمایئے، مجھ پر اپنی رحمت فرمایئے، مجھ پر اپنی رحمت عام فرمایئے اور مجھ پر اپنی برکت نازل فرمایئے۔“

وہ (قبیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کلمات کو انگلیوں پر گننے لگے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: انہوں نے کتنی مضبوطی سے انگلیوں کا حلقہ بنایا ہے (عربوں میں انگلیوں پر گنتی ہوا کرتی تھی اس کو عقد الانامل انگلیوں پر گننا کہا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ان باتوں کے یاد رکھنے کا خوب اہتمام کیا)۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر انہوں نے ان کو پورا کیا ان سے اعراض یا نسیان کی وجہ سے ان کو ترک نہ کیا تو قیامت کے دن وہ جنت کے دروازوں میں جس دروازے کے پاس جائیں گے اس کو کھلا ہوا پائیں گے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے اس چھوٹی سی دعا میں کتنی بڑی اور بری بیماریوں سے روک تھام اور بچاؤ کی تدبیر بتلا دی جس میں نہ کوئی زیادہ وقت لگتا ہے اور نہ ہی یہ کوئی لمبا ورد ہے جس کے پڑھنے پر طبیعت کا میلان نہ ہو۔ دنیا و آخرت کی تمام چیزوں کو اس دعا میں جمع کر دیا گیا ہے۔

نوع آخر:

(۱۳۵) - أخبرنا محمد بن هارون الحضرمي، ثنا سليمان بن عمرو بن خالد، ثنا أبي، عن الخليل بن مرة، عن إسماعيل بن إبراهيم الأنصاري، عن عطاء، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، عن النبي ﷺ قال: ثلاث من تكن فيه واحدة منهن زوج من الحور العين حيث شاء، رجل أوتمن على أمانة خفية شهية فأداها من مخافة الله تعالىٰ، ورجل عفا عن قاتل، ورجل قرأ قل هو الله أحد في دبر كل صلاة عشر مرات.

اخرجه ابويعلي في «مسنده» (۱۷۹٤/۳۳۲/۳) والطبراني في «المعجم الكبير» (۹٥٤/۳۹٥/۲۳) وفي «المعجم الاوسط» (۳۳٦۱/۳۲٤۷/۳) وفي «والدعا» (رقم۶۷۳) وابو نعيم في «الحلية» (۲٤۳/٦) كلهم ذكروا بدل امانة خفيه شهيبة دينا خفيا سوى الطبراني في العجم الكبير.

ایک اور دعا:

(۱۳۵) **ترجمہ:** ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں ہیں ان میں سے ایک بھی کسی شخص میں پائی جائیں اس کی شادی حورعین سے کی جائے گی۔ ① وہ آدمی جو کسی پوشیدہ اور پسندیدہ امانت جو اس کے پاس رکھوا دی گئی ہو (جس کی امانت ہو اسے) واپس کر دے۔ ② وہ آدمی جو قاتل کو معاف کر دے۔ ③ وہ آدمی جو ہر نماز کے بعد سورہ قل ہو اللہ احد کو دس مرتبہ پڑھے۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ تین چیزیں ہیں جو ان کے ایمان کے ساتھ قیامت کے دن لے کر آئے گا جنت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہوگا اور جس حورعین سے شادی کرنا چاہے اس کی شادی کی جائے گی ① چھپے ہوئے قرضہ کو ادا کرے ② اپنے قاتل کو معاف کرے ③ اور ہر فرض نماز کے بعد قل ہو اللہ پڑھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اگر کوئی ایک کام ہی کرے تو بھی اس کو یہ فضیلت حاصل ہوگی آپ نے فرمایا اگر کوئی ایک بھی کرے تو اس کو یہ فضیلت حاصل ہوگی۔ (اوسط ۳/ ۳۴۷، ابویعلی ۳/ ۳۳۲)

چھپا ہوا قرضہ وہ ہے کہ اس کے مستحق تک پہنچائے کہ اس کو یہ قرضہ معلوم بھی نہ ہو کہ وہ اس کے وارثوں میں سے ہو۔ (۳/ ۲۹۰)

نوع آخر:

(۱۳٦) - أخبرني عبدالجواد بن محمد بن عبدالرحمن، ثنا زيد بن إسماعيل الصائغ، ثنا

قتيبة بن سعيد، ثنا الليث بن سعد، عن الخليل بن مرة، عن الأزهر بن عبدالله، عن تميم الداري رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من قال بعد صلوة الصبح:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ إِلٰهًا وَّاحِدًا صَمَدًا، لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا، وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾

كتب الله عزوجل لهٗ أربعين ألف حسنة.

اخرجه احمد في «مسنده» (١٠٣/٤) والترمذي في «سننه» (٣٤٧٣/٥١٤/٥) (١٨٥/٢) والطبراني في «المعجم الكبير» (٥٧/٢- ١٢٧٨/٥٨) وابن عدي في «الكامل» (٥٨/٣ - ٦٢/٥٩) والديلمي في «مسند الفردوس» (٥٤٥٧/٤٧٧/٣)

ایک اور دعا:

(۱۳۶) ترجمہ: ”حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص فجر کی نماز کے بعد یہ دعا پڑھے:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ إِلٰهًا وَّاحِدًا صَمَدًا، لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا، وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾

ترجمہ: ”میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ (اپنی ذات و صفات میں) اکیلے ہیں ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ (ایسے) معبود ہیں (جو) اکیلے ہیں نہ ان کی کوئی بیوی ہے نہ بچہ ہے اور نہ کوئی ان کا ہمسر ہے۔“

تو اس کو اللہ تعالیٰ چالیس ہزار نیکیاں عطا فرماتے ہیں۔“

فائدہ: اس حدیث سے ان کلمات کو پڑھنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔

نوع آخر:

(١٣٧) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا عمرو بن الحصين، ثنا سعد بن راشد، عن الحسين بن ذكوان، عن أبي إسحاق، عن البراء بن عاذب رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من استغفرالله في دبر كل صلاة ثلاث مرات فقال:

﴿أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ﴾

غفر لهٗ ذنوبه و إن كان قد فر من الزحف.

اخرجه ابويعلى في «مسنده» كما في «المطالب العاليه» (٢٨٩/٨٣/١) والطبراني في «المعجم الاوسط»

(۷۷۳۸/۳٦٤/۷) و فی «المعجم الصغیر» (۸۳۹/۹۱/۲) وابن عدی فی «الکامل» (۳۱۷/۲) والدار قطنی فی «الافراد» کما فی «العجالة» (۱۹۳/۱)

ایک اور دعا:

(۱۳۷) ترجمہ: ”حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہر نماز کے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھے گا:

﴿أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَیْهِ﴾

ترجمہ: ”میں (اپنے گناہوں کی) معافی مانگتا ہوں ان اللہ تعالیٰ سے جن کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ (ہمیشہ ہمیشہ) زندہ رہنے اور (زمین و آسمان کو) قائم رکھنے والے ہیں۔ میں ان ہی کی طرف توبہ کرتا ہوں۔“

تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف فرمادیں گے اگرچہ وہ جنگ سے ہی کیوں نہ بھاگا ہو۔“

فائدہ: علماء نے استغفار کی حکمت یہ لکھی ہے کہ اس میں اپنی کسر یعنی تواضع کا اظہار کہ جس طرح نماز پڑھنے کا حق تھا اس طرح نماز نہیں پڑھی اور نماز کے مناسب حال جو چاہئیں تھیں نماز ان کے ساتھ ادا نہیں کی گئی ہے تو یہ استغفار کرنے والا گویا اپنی تقصیر و کمی کا اظہار کر کے امید کرتا ہے کہ میری غلطی سے درگزر کیا جائے گا۔

شاید یہی وجہ ہے کہ امام نووی نے کتاب الاذکار میں نماز کے بعد جو اذکار پڑھے جاتے ہیں ان میں سب سے پہلے استغفار کو ذکر کیا ہے۔ (کلہ من فتوحات ربانیہ ۳۲/۳)

جنگ سے بھاگنا۔ جنگ سے بھاگنا ایک بہت بڑا گناہ ہے چنانچہ حدیث میں اس کو کبائر میں شمار کیا ہے۔

(الاحادیث المختارہ ۱٦/۹)

نوع آخر:

(۱۳۸) - حدثنی أحمد بن الحسن أدیبویه، ثنا أبو یعقوب إسحاق بن خالد بن یزید البالسی، ثنا عبدالعزیز بن عبدالرحمن القرشی عن خصیف، عن أنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنه قال: ما من عبد بسط کفیه فی دبر کل صلوة ثم یقول:

﴿اَللّٰهُمَّ إِلٰهِیْ وَ إِلٰهَ إِبْرَاهِیْمَ وَ إِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ، وَ إِلٰهَ جِبْرِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَ إِسْرَافِیْلَ. عَلَیْهِمُ السَّلَامَ. أَسْئَلُكَ. أَسْئَلُكَ أَنْ تَسْتَجِیْبَ دَعْوَتِیْ، فَإِنِّیْ مُضْطَرٌّ، وَتَعْصِمَنِیْ فِیْ دِیْنِیْ فَإِنِّیْ مُبْتَلِیْ وَتَنَالَنِیْ بِرَحْمَتِكَ فَإِنِّیْ مُذْنِبٌ، وَتُنْفِیَ عَنِّی الْفَقْرَ فَإِنِّیْ مُتَمَسْکِنٌ﴾

إلا كان حقا على الله عزوجل أن لا يَرُدَّ يديه خائبتين.

اخرجه الديلمى فى «مسند الفردوس» (٤٨١/١ - ١٩٧٠/٤٨٢) ولم بذكر الفضيلة ذكره صاحب تحفة الاحوذى (١٧١/٢) وعزاه الى ابن السنى واخرجه ابن الاعرابى فى «معجمه» (١٢٠٤/٢٠٩/٢) وذكره ابن عراق فى «تنزيه «الشريعة» (٣٣٤/٢) ونسبه لابن عساكر كما فى العجالة (٩٣/١)

ایک اور دعا:

(۱۳۸) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی آدمی ہر نماز کے بعد اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِلٰهِيْ وَ إِلٰهَ إِبْرَاهِيْمَ وَ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ، وَ إِلٰهَ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَ إِسْرَافِيْلَ. عَلَيْهِمُ السَّلَامُ. أَسْئَلُكَ. أَسْئَلُكَ أَنْ تَسْتَجِيْبَ دَعْوَتِيْ، فَإِنِّيْ مُضْطَرٌّ، وَتَعْصِمَنِيْ فِيْ دِيْنِيْ فَإِنِّيْ مُبْتَلِيْ وَتَنَالَنِيْ بِرَحْمَتِكَ فَإِنِّيْ مُذْنِبٌ، وَتُنْفِيَ عَنِّي الْفَقْرَ فَإِنِّيْ مُتَمَسْكِنٌ﴾

ترجمہ: ''اے میرے معبود! اے ابراہیم، اسحاق، اور یعقوب علیہم السلام کے معبود! (اے) جبرئیل میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کے رب! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میری دعا کو قبول فرمائیے کیونکہ میں بے چین و بے کس ہوں، آپ میرے دین کی حفاظت فرمائیے کیونکہ میں آزمائش میں ہوں، مجھے اپنی رحمتوں میں ڈھانپ لیجئے کیونکہ میں گناہ گار ہوں اور میرے فقر کو دور کیجئے کیونکہ میں مسکین ہوں۔''

تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کے ہاتھوں نامراد نہیں لوٹائیں گے۔''

نوع آخر:

(١٣٩) - أخبرني أبو عروبة الحراني، ثنا عمرو بن عثمان، ثنا الوليد بن مسلم، عن عبدالرحمن بن حسان، عن مسلم بن الحارث التميمي، أنه حدثه عن أبي رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: إذا صليت الصبح فقل قبل أن تتكلم سبع مرات:

﴿اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ﴾

فإنك إن مت من يومك ذلك كتب الله عزوجل لك جواراً من النار.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٤٣٣/٤) وابوداؤد فى «سننه» (٥٠٧٩/٣٢٠/٤) (٣٠٤/٢) والنسائى فى «عمل اليوم» (رقم١١١) وابن حبان فى «صحيحه» (٣٦٦/٥ - ٢٠٢٢/٣٦٧) والطبرانى فى «الكبير» (١٠٥١/٤٣٣/١٩)

ایک اور دعا:

(۱۳۹) ترجمہ: ''حضرت مسلم بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم صبح کی نماز کے بعد بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ یہ (دعا) پڑھو:

﴿اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِىْ مِنَ النَّارِ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میری آگ سے حفاظت فرمایئے۔''

اگر تم اس دن مر گئے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جہنم سے حفاظت فرمائیں گے۔''

فائدہ: ابوداؤد کی روایت میں مغرب کے بعد پڑھو گے تو اگر تم اسی رات کو مر گئے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جہنم سے حفاظت فرمائیں گے۔ (ابوداؤد ۲/۳۳۵)

علماء نے لکھا ہے کہ شاید سات مرتبہ کے عدد میں رعایت جہنم کے سات دروازوں کی وجہ سے ہو کہ وہ بھی سات ہیں گویا ہر ایک سے حفاظت کے لئے ایک مرتبہ ہوگیا یا شاید جہنم کے سات طبقوں کی رعایت کی وجہ سے ہیں گویا ایک طبقہ کے مقابلہ میں ایک عدد ہوگیا یا جن سات اعضاء سے یہ پڑھا جاتا ہے اس کی رعایت کی وجہ سے ہے۔ (ایضا)

اس روایت میں حسنِ خاتمہ کی طرف ایک شیریں اشارہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کا خاتمہ اچھا ہوگا جب ہی دخولِ جنت کا مستحق ہوگا۔ (فتوحات ۳/۶۹، ۷۰)

نوع آخر:

(۱٤٠) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرنا جعفر بن عمران الكوفى، حدثنا المحاربى، عن حصين بن عاصم بن منصور الأسدى، عن ابن أبى حسين المكى، عن شهر بن حوشب، عن عبدالرحمن بن غنم، عن معاذ بن جبل رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال حين ينصرف من صلاة الغداة:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

عشرت مرات قبل أن يتكلم، كتب لهٔ بهن عشر حسنات، ومحى عنه بهن عشر سيئات، ورفع لهٔ بهن عشر درجات، وكن لهٔ كعدل عشر نسمات، وكن لهٔ حرسا من الشيطان، وحرزا من المكروه، ولم يلحقه فى ذلك اليوم ذنب إلا الشرك بالله عزوجل، ومن قالهن حين ينصرف من صلاة العصر، على مثل ذلك فى ليلته.

اخرجه الترمذی فی «سننه» (۵/۵۱۵/۳٤۷٤) (۱۸۵/۲) والنسائی فی «عمل الیوم» (رقم ۱۲٦) والطبرانی فی «الکبیر» (۲۰/٦۵/۱۱۹) وفی «الدعا» (رقم ۷۰٦) والمعمری فی «عمل الیوم واللیلة» کما فی «نتائج الاذکار» (۳۲۳/۲)

(۱۴۰) ترجمہ: ”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص فجر کی نماز کے بعد دس مرتبہ بغیر بات کئے۔ یہ دعا پڑھے:

﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ اپنی (ذات وصفات میں) اکیلے ہیں ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ان کے لئے ہی (تمام جہانوں کی) بادشاہی ہے اور تمام تر تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں۔“

تو اس کو دس نیکیاں عطا ہوتی ہیں، اس کی دس برائیاں مٹا دی جاتی ہیں، ان کلمات کی برکت سے اس کے دس درجے بلند کردیے جاتے ہیں، اس کو دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ یہ کلمات اس کی شیطانی اور ناپسندیدہ چیزوں سے حفاظت کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اس دن وہ شرک کے علاوہ کوئی گناہ نہیں کرے گا۔ جو شخص ان کلمات کو عصر کے بعد پڑھے گا اس کو بھی یہی انعامات ملیں گے۔“

فائدہ: اس کی فضیلت پہلے بھی گزر چکی ہے اس روایت میں عصر کی نماز کے بعد پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

نوع آخر:

(۱٤۱) - أخبرنا أبو بدر أحمد بن خالد بن مسرح الحرانی، ثنا عمی أبو وهب الولید بن عبدالملك بن مسرح، ثنا سلیمان بن عطاء عن مسلمة بن عبدالله الجهنی، عن عمه أبی مشجعة بن ربعی، عن ابن زمل، قال: كان رسول الله صلی الله علیه وسلم إذا صلی الصبح قال وهو ثان رجلیه:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾

سبعین مرة، ثم یقول: سبعین بسبعمائة.

اخرجه ابن حبان فی «المجروحین» (۳۲۹/۱ - ۳۳۱) والطبرانی فی «المعجم الکبیر» (۸/۳۰۲/۸۱٤٦) وابونعیم فی «معرفة الصحابه» (۳/۱۵٤۱/۳۹۰۸) والبیهقی فی «دلائل النبوه» (۷/۳٦- ۳۸) کما فی العجالة (۱۹۹/۱) والذهبی فی «میزان الاعتدال» (۳۰۵/۳)

(۱۴۱) ترجمہ: ”حضرت ابن زمل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز پڑھ کر دوزانو بیٹھے اور یہ دعا ستر مرتبہ پڑھی:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ، إِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ (کی ذات تمام نقائص سے) پاک ہے اور ان کے لئے ہی تمام تعریفیں ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہوں کی) معافی مانگتا ہوں۔“

پھر فرمایا یہ ستر ہیں سات سو کے بدلے میں۔“

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ یہ پڑھنے میں تو ستر ہیں لیکن ان کا ثواب سات سو مرتبہ پڑھنے کا ملے گا۔

نوع آخر:

(١٤٢) - حدثنا محمد بن الحسن بن مكرم، ثنا محمود بن غيلان، حدثنا عبدالصمد بن عبدالوارث بن الحكم، ثنا أبو غالب، عن أبي أمامة رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ أنه قال: من قال في دبر صلاة الغداة:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

مائة مرة قبل أن يثني رجليه، كان أفضل أهل الأرض عملا، إلا من قال مثل مقالته.

اخرجه الطبراني في «الكبير» (٨/٢٨٠/٨٠٧٥) وفي «والاوسط» (٧/١٧٥/٧٢٠٠) وابن حجر في «نتائج الافكار» (٢/٣٢٥)

(۱۴۲) ترجمہ: ”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ دعا فجر کی نماز کے بعد بغیر پیر موڑے سو مرتبہ پڑھے گا:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ (اپنی ذات و صفات میں) اکیلے ہیں وہی زندہ کرتے ہیں وہی مارتے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔“

تو یہ شخص عمل کے اعتبار سے تمام اہل زمین میں بہترین شخص ہوگا۔ البتہ وہ شخص (اس شخص کے برابر ہوسکتا ہے) جو یہی کلمات کہے۔“

فَائِدَة: اس روایت میں بغیر پیر موڑے کی قید آئی ہے۔ باقی فضیلت گزشتہ کئی احادیث میں گزر چکی ہے۔

نوع آخر:

(١٤٣) - أخبرنا جعفر بن محمد بن المغلس، حدثنا أحمد بن منصور، ثنا سليمان بن عبدالرحمن، حدثني محمد بن عبدالرحمن القشيري، حدثني أسماء بنت واثلة بن الأسقع، عن أبيها، قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من صلى صلاة الصبح ثم قرأ:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَد﴾

مائة مرة قبل أن يتكلم، (وكلما قال: قل هو الله أحد) غفرالله له ذنب سنة.

اخرجه الطبراني في «الكبير» (٢٢/ ٩٦، ٢٣٢) والحاكم في «المستدرك» (٣/ ٦٥٩)

(۱۴۳) **تَرجَمَة**: ”حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص فجر کی نماز کے بعد بات کرنے سے پہلے سو مرتبہ:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَد﴾

پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک سال کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔“

فَائِدَة: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص فجر کی نماز کے بعد بات کرنے سے پہلے سو مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَد پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس دن اس کا عمل پچاس صدیقوں کے برابر پہنچتا ہے۔ (دیلمی مسند الفردوس ۵/ ۳۹۱)

باب فضل الذکر بعد صلاة الفجر

فجر کی نماز کے بعد ذکر کی فضیلت کا بیان

دن میں ذکر کا سب سے بہترین وقت صبح کی نماز کے بعد ہے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۷۶)

اس وقت ذکر کا افضل ہونا اس وجہ سے ہے کہ اس وقت فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد ذکر کرنا درمیانی رات ذکر کرنے سے افضل ہے۔ (فتوحات ۳/۶۳، ۶۴)

اس وقت کی اہمیت کے پیش نظر ذکر کرنے کی فضیلت کے بیان میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب جس کے ذیل میں تین حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

(١٤٤) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا الحكم بن موسى، حدثنا بقية بن الوليد، ثنا ابوالحجاج المهدى، عن زبان بن فائد، عن سهل بن معاذ، عن أبيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى صلاة الفجر، ثم قعد يذكرالله عزوجل حتى تطلع الشمس، وجبت لهُ الجنة.

اخرجه ابويعلى فى «مسنده» (١٤٨٧/٦١/٣) وابوداؤد كما فى «فيض القدير» (١٦٥/٦) وابن عدى فى «الكامل» (١٥٢/٣) والخطيب فى «الموضح» (٩٠/٢)

(۱۴۴) ترجمہ: ''حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص فجر کی نماز پڑھے پھر بیٹھ کر ذکر کرنے لگے یہاں تک کہ سورج نکل آئے تو اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔''

(١٤٥) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا شيبان بن فروخ، ثنا طيب بن سليمان، قال: سمعت عمرة، قالت: سمعت أم المؤمنين عائشة رضي الله تعالى عنها تقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من صلى الفجر. أو قال الغداة. فقعد فى مقعده فلم يلغ بشىء من أمر الدنيا يذكرالله عزوجل حتى يصلي الضحى أربع ركعات خرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه.

اخرجه ابويعلى فى «مسنده» (٣٢٩/٧ - ٤٣٦٥/٣٣٠) والطبراني فى «الاوسط» (٥٩٤٠/٢٤٥/٦)

(۱۴۵) ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص فجر کی نماز پڑھ کر اپنی جگہ بیٹھا رہے اور دنیا کے کسی کام میں مشغول نہ ہو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ اشراق کی چار رکعتیں پڑھے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ آج ہی اپنی ماں سے پیدا ہوا ہو۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص فجر کی نماز پڑھ کر اپنی جگہ پر بیٹھا رہے یہاں تک کہ دو رکعت اشراق پڑھے تو اس کو مقبول حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ (طبرانی فتوحات ۳/۶۴)

علما نے لکھا ہے کہ ذکر میں مسلسل مشغول رہے خواہ کھڑا ہو، بیٹھا ہو یا لیٹا ہوا ہو لیکن بیٹھنا باقی تمام حالتوں سے افضل ہے یا اگر کوئی عارضہ پیش آ جائے تو اور بات ہے جیسے طواف کے لئے یا جنازہ کی نماز یا اس میں حاضر ہونے کے لئے کھڑا ہونا پڑے۔
(فتوحات ربانیہ ۳/۶۴، ۶۵)

مذکورہ بالا حدیثوں کا ثواب اس شخص کو بھی ملے گا جو حالت ذکر میں طواف کے لئے یا طلب علم کے لئے یا مسجد ہی میں وعظ میں شرکت کے لئے جائے اسی طرح وہ شخص جو گھر جائے لیکن ذکر کرتا رہے اس کو بھی یہ ثواب ملے گا۔ (مظاہر حق ۱/۶۴۴)

ایک جگہ ارشاد ہے کہ میں ان لوگوں کے ساتھ بیٹھوں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر فجر سے سورج نکلنے تک کرتے ہیں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں چار غلام (حضرت) اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے آزاد کروں۔ (عن انس ابوداؤد فتوحات ربانیہ ۳/۶۴)

ضحیٰ: اشراق اور چاشت کی نماز۔

ضحیٰ کی دو نمازیں ہیں اشراق اور چاشت۔

سورج نکلنے کے تھوڑی دیر بعد جو نماز پڑھی جاتی ہے اس کو اشراق کہتے ہیں۔ (مظاہر حق ۱/۸۵۲)

جس کی کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ چار رکعتیں ہیں۔ (فتح الباری ۳/۵۴، مرقاۃ ۳/۳۰۰)

بعض نے چھ رکعتیں بھی لکھی ہیں۔ (مظاہر حق ۱/۸۵۲)

جب آفتاب خوب بلند ہو جائے اور فضا میں اچھی طرح گرمی آ جائے اس وقت جو نماز پڑھی جاتی ہے اس کو چاشت کہتے ہیں۔ (مظاہر حق ۱/۸۵۲)

جس کی کم سے کم دو اور اس سے بہتر چار اور افضل آٹھ رکعتیں ہیں۔ (حجۃ اللہ البالغہ بحوالہ معارف الحدیث ۳/۲۵۵، فتح الباری ۳/۵۴)

اگرچہ بارہ رکعتیں پڑھنا بھی منقول ہے۔ لیکن افضل آٹھ رکعتیں ہیں۔ (قالہ النووی فتح الباری ۳/۵۴)

اوقات ضحیٰ: ان دونوں نمازوں کا وقت سورج نکلنے کے تھوڑی دیر بعد سے زوال کے وقت سے کچھ پہلے تک رہتا ہے۔
(مرقاۃ ۳/۳۰۰)

حکمت ضحیٰ۔ دن کے چار پہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے پہر کے شروع میں فجر کی نماز رکھی اور تیسرے میں۔ ظہر اور عصر رکھی ہیں۔ دوسرا پھر لوگوں کی مشغولیت کا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نفل اور مستحب کے طور پر اشراق چاشت رکھیں تا کہ یہ پہر بھی نماز سے خالی نہ رہے۔ (حجۃ البالغہ بحوالہ معارف الحدیث ۳/۲۵۵)

(١٤٦) - أخبرني أبو عروبة، حدثنا المنذر بن الوليد الجارودي، حدثنا أبي ثنا الحسن بن أبي ثنا الحسن بن ابي جعفر، عن محمد بن جحادة، عن الحكم بن عتيبة، عن الحسن بن

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: سمعت جدی صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ما من عبد صلی صلاة الصبح، ثم جلس یذکر اللّٰہ حتی تطلع الشمس إلا کان لہٗ حجابا من النار، أو سترا.

اخرجہ ابن ابی شیبہ «مصنفہ» (۷۷۶۸/۱۷۱/۲) والطبرانی فی «الاوسط» (۹۴۸۳/۱۸۶/۹) وفی «الصغیر» (۱۱۳۸/۲٦٤/۲) وابن عدی فی «الکامل» (۳۵۰/۳ - ۳۵۱) والرافعی فی «التدوین فی اخبار قزوین» (۷/۳)

(۱۴۶) ترجمہ: ”حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نانا جان (حضور اقدس) صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص فجر کی نماز پڑھے پھر سورج نکلنے تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے تو یہ عمل اس کے لئے جہنم سے آڑ ہوگا۔“

فائدہ: فجر کے بعد ذکر میں مشغول ہونے کے فضائل بہت سی روایات کثرت سے آئے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص فجر کی نماز پڑھے پھر اپنی جگہ ذکر کرتا ہوا بیٹھا رہے پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ آگ اس کے لئے حرام کر دیتے ہیں کہ اس کو لپیٹے یا کھائے۔ (شعب الایمان ۸۵/۳)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص صبح کی نماز پڑھے اور سورج نکلنے تک بیٹھے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے تو اس کے لئے جنت الفردوس میں ستر درجے ہوں گے اور دونوں درجوں کا درمیانی فاصلہ تیز رفتار گھوڑے کی ستر سالہ مسافت کے بقدر ہوگا۔

(شعب الایمان ۶۰/۳، ۶۱)

باب ما يقول إذا طلعت الشمس

سورج نکلنے کے وقت کونسی دعا پڑھنی چاہئے

سورج ایک نئے دن کے آغاز کی علامت ہے جو اپنے ساتھ نئے نئے احوال لے کر آتا ہے اس موقع پر آدمی کو کونسی دعائیں پڑھنی چاہئیں تاکہ اس کے دن بھر کے کاموں اور احوال میں اللہ تعالیٰ کی مدد شامل ہو جائے اور ان میں ہر قسم کے شرور وفتن سے حفاظت رہے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو باب جن کے ذیل میں تین احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(١٤٧) - أخبرني محمد بن مخلد العطار، ومحمد بن سعيد البزروى، ثنا إسحاق بن إبراهيم البغوى، ثنا داود بن عبدالحميد، عن عمرو بن قيس الملائي، عن عطية، عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا طلعت الشمس قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ حَلَّلَنَا الْيَوْمَ عَافِيَتَهُ، وَجَاءَ بِالشَّمْسِ مِنْ مَطْلِعِهَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَصْبَحْتُ أَشْهَدُ لَكَ بِمَا شَهِدْتَ، بِهِ عَلَى نَفْسِكَ وَشَهِدَتْ بِهِ مَلَائِكَتُكَ وَحَمَلَةُ عَرْشِكَ وَجَمِيْعُ خَلْقِكَ، أَنَّكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْقَائِمُ بِالْقِسْطِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ، اُكْتُبْ شَهَادَتِیْ بَعْدَ شَهَادَةِ مَلَائِكَتِكَ وَأُوْلِی الْعِلْمِ، وَمَنْ لَمْ يَشْهَدْ بِمِثْلِ مَاشَهِدْتُّ بِهِ فَاكْتُبْ شَهَادَتِیْ مَكَانَ شَهَادَتِهِ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، وَ إِلَيْكَ السَّلَامُ، أَسْأَلُكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ أَنْ تَسْتَجِيْبَ لَنَا دَعْوَتَنَا، وَأَنْ تُعْطِيَنَا رَغْبَتَنَا، وَأَنْ تُغْنِيَنَا عَمَّنْ أَغْنَيْتَهُ عَنَّا مِنْ خَلْقِكَ، اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِیْ دِيْنِیَ الَّذِیْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِیْ، وَأَصْلِحْ لِیْ دُنْيَایَ الَّتِیْ فِيْهَا مَعَاشِیْ، وَأَصْلِحْ لِیْ آخِرَتِیْ الَّتِیْ إِلَيْهَا مُنْقَلَبِیْ.﴾

وأخرجه البزار كما في «كشف الاستار» (رقم٣١٠٢) والطبراني في «الدعا» (رقم٣١٩) وابن حجر في «نتائج الاذكار» (٤٣٨/٢ - ٤٣٩)

(۱۴۷) ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورج طلوع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے۔“

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ حَلَّلَنَا الْيَوْمَ عَافِيَتَهُ، وَجَاءَ بِالشَّمْسِ مِنْ مَطْلِعِهَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَصْبَحْتُ أَشْهَدُ لَكَ بِمَا شَهِدْتَ، بِهِ عَلَى نَفْسِكَ وَشَهِدَتْ بِهِ مَلَائِكَتُكَ وَحَمَلَةُ

عَرْشِكَ وَجَمِيعُ خَلْقِكَ، أَنَّكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْقَائِمُ بِالْقِسْطِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ، اُكْتُبْ شَهَادَتِي بَعْدَ شَهَادَةِ مَلَائِكَتِكَ وَأُولِي الْعِلْمِ، وَمَنْ لَمْ يَشْهَدْ بِمِثْلِ مَاشَهِدْتُ بِهِ فَاكْتُبْ شَهَادَتِي مَكَانَ شَهَادَتِهِ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، وَ إِلَيْكَ السَّلَامُ، أَسْأَلُكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ أَنْ تَسْتَجِيبَ لَنَا دَعْوَتَنَا، وَأَنْ تُعْطِيَنَا رَغْبَتَنَا، وَأَنْ تُغْنِيَنَا عَمَّنْ أَغْنَيْتَهُ عَنَّا مِنْ خَلْقِكَ، اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِيَ الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي، وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي، وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي إِلَيْهَا مُنْقَلَبِي.﴾

ترجمہ: ''تمام تعریفیں ان اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے آج کے دن (بھی) ہمیں عافیت عطا فرمائی ہے اور سورج کو اس کے نکلنے کی جگہ سے (ہمارے لئے) طلوع فرمایا۔ اے اللہ! میں نے صبح کی (اس حال میں کہ) میں آپ کے لئے (اس بات کی) گواہی دیتا ہوں جس بات کی گواہی آپ کے فرشتے اور آپ کے عرش اٹھانے والے فرشتے بھی اور ساری مخلوق دے چکی ہے (وہ یہ ہے) کہ بلاشبہ آپ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ آپ ہی انصاف کے (ذریعے فیصلہ کرنے والے) حاکم ہیں۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ زبردست حکمت والے ہیں۔

(اے اللہ!) میری گواہی (بھی) اپنے فرشتوں، اہل علم کی گواہی کے بعد لکھ لیجئے۔ (اے اللہ!) جس نے میری گواہی کی طرح گواہی نہ دی آپ میری گواہی کو اس کی گواہی کی جگہ لکھ لیجئے۔ اے اللہ! آپ ہی سلامتی والے ہیں۔ آپ ہی (کی جانب سے) سلامتی عطا ہوتی ہے اور سلامتی آپ کی طرف ہی لوٹتی ہے۔ اے عظمت وجلال کے مالک اور اکرام واحسان (کرنے) والے! (اللہ) میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ ہماری دعا کو قبول فرما لیجئے، آپ اپنی مخلوق میں سے ہمیں اس سے بے پروا کر دیجئے جس کو آپ نے ہم سے بے پروا کیا ہوا ہے۔ اے (پیارے) اللہ! آپ میرے دین کو سدھار دیجئے جس کو آپ نے میرے (ہر دینوی، ودنیوی) کام کی حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے، آپ میری دنیا کو بھی سدھار دیجئے جس میں میرا معاش ہے اور میری آخرت کو بھی سدھار دیجئے جو میرا ٹھکانہ ہے۔''

فائدہ: انصاف کے لئے دو باتیں ضروری ہیں، زبردست ہو کہ اس کے فیصلہ سے کوئی سرتابی نہ کرے اور حکیم ہو کہ حکمت و دانائی سے پوری طرح جانچ تول کر ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرے کوئی حکم بے موقع نہ ہو کیونکہ اللہ عزیز اور حکیم ہیں تو ان کے مصنف علی

الاطلاق ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ (تفسیر عثمانی صفحہ ۶۲ تفسیر آل عمران)

نوع آخر:

(١٤٨) - أخبرني محمد بن علي، حدثنا بشر بن موسى، ثنا يحيٰى ابن إسحاق الشالجاني، ثنا مهدي بن ميمون، عن واصل الأحدب، عن أبي وائل، أن عبدالله (بن مسعود) رضي الله تعالى عنه قال: ياجارية! انظري هل طلعت الشمس؟ فقالت: لا، ثم واصل فسبح، فقال لها الثانية: أنظري هل طلعت الشمس؟ قالت: نعم، قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لَنَا هٰذَا الْيَوْمَ، وَأَقَالَنَا فِيْهِ عَثَرَاتِنَا﴾

قال ابن مهدي: وأحسبه قال: (ولم يعذبنا بالنار) موقوف.

اخرجه المسلم في «صحيحه» (٨٢٢/٥٦٤/١) (٢٧٤/١) وابن حبان في «صحيحه» (٢٦٠٧/٣٤١/٦) والطبراني في الكبير» (٨٩٠١/١٨٢/٩) وابن حجر في «نتائج الافكار» (٤٤٠/٢) وفي «الوقوف على الموقوف» (٤٦/٥٤/١)

(۱۴۸) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی باندی سے فرمایا: باندی! (ذرا) دیکھو کیا سورج نکل آیا؟ باندی نے جواب دیا: نہیں۔ پھر وہ (ذکر الٰہی میں) مشغول ہو گئے پھر سبحان اللہ کہا۔ (دوبارہ) پوچھا (باندی) دیکھو! کیا سورج نکل آیا ہے؟ باندی نے جواب دیا: جی ہاں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا پڑھی۔“

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لَنَا هٰذَا الْيَوْمَ، وَأَقَالَنَا فِيْهِ عَثَرَاتِنَا﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے لئے تمام تعریفیں ہیں کہ انہوں نے ہمیں آج کا دن دکھایا اور ہماری غلطیوں کو درگزر فرمایا۔“

حدیث کے راوی ابن مہدی فرماتے ہیں شاید ولم یعذبنا بالنار فرمایا کہ ہمیں عذاب جہنم سے محفوظ فرمایا۔

فائدہ: اس دعا کے مشہور الفاظ یہ ہیں ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اقالنا يومنا هذا ولم يهلكنا بذنوبنا.“ (مسلم ۲۷۴/۱)

باب ما يقول إذا استقلت الشمس

جب سورج بلند ہوتو کونسی دعا پڑھنی چاہئے

(١٤٩) - أخبرني الحسن بن محمد المكتب، ثنا موسى بن عيسى بن المنذر، ثنا أبي، حدثنا بقية بن الوليد، عن صفوان بن مرو، عن عبدالرحمن ابن ميسرة، أبي سلمة الحضرمي، عن عمرو بن عبسة السلمي، عن رسول الله ﷺ أنه قال: ما تستقل الشمس فيبقى شيء من خلق الله عزوجل إلا سبح الله عزوجل وحمده، إلا ما كان من الشيطان، وأعتى بني آدم. فسالت عن أعتى بني آدم، فقال: شرار الخلق، أو شرار خلق الله عزوجل.

اخرجه الطبراني في «مسند الشاميين» (٢٦٠/٨٤/٢) وابونعيم في «الحلية» (١١١/٦) والديلمي في «مسند الفردوس» (٦٢٣٥/٧٦/٤) وابن حجر في «نتائج الافكار» (٤٤٤/٢)

(۱۴۹) ترجمہ: ''حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب سورج بلند ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں شیطان یا انسانوں میں سب سے زیادہ سرکش کے علاوہ کوئی چیز بھی باقی نہیں رہتی جو اللہ تعالیٰ کی تعریف نہ کرتی ہو۔ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے انسانوں میں سب سے زیادہ سرکش کے بارے میں پوچھا۔ (کہ وہ کون ہے؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مخلوق میں سب سے زیادہ بدترین یا فرمایا: اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ بدترین۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورج بلند ہونے کے وقت اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتی ہے لہٰذا اس وقت ذکر واذکار میں مشغول رہنا چاہئے تاکہ اس وعید سے بچا جا سکے۔

یہ وقت نہایت ہی مبارک ہے اس لئے اس وقت میں ذکر کرنا چاہئے دن کی ابتداء کے وقت ذکر کرنے سے آئندہ دن کی تمام مشکلات، آفات سے حفاظت رہنے کا سبب ہے صبح شام کے اذکار بھی اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

باب ما يقول إذا سمع رجلا ينشد ضالة فى المسجد

مسجد میں گمشدہ چیز تلاش کرنے والے کو کیا کہنا چاہئے

مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اس لئے ادب کا تقاضہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر کو اللہ تعالیٰ کی عبادت، تلاوت قرآن، ذکر اللہ اور علم دین کے حلقوں سے آباد کیا جائے اور اس کو ہر قسم کے دنیاوی مشاغل اور شور وشغب سے پاک رکھا جائے۔ لہٰذا جو اس ادب کو پامال کرے گا وہ مستحق ملامت ہوگا۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے آئندہ تین ابواب جن کے ذیل میں پانچ احادیث ذکر فرمائی ہیں جن میں انہی چیزوں کو بیان کیا ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد میں گمشدہ چیز کے لئے اعلان کرے یا مسجد میں اشعار پڑھے یا مسجد میں خرید وفروخت کرے تو اس کو جواباً کیا کہنا چاہئے۔

پہلا باب مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرنے والے کو کیا کہے۔ اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے تین حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

(١٥٠) - حدثنا أبو القاسم بن منيع، ثنا يحيٰى بن عبدالحميد الحمانى، حدثنا قيس بن الربيع، عن علقمة بن مرشد، عن سليمان بن بريدة، عن أبيه رضي الله تعالى عنه، قال: شهدت مع النبى صلى الله عليه وسلم صلوة الصبح، فلما سلم قام رجل فقال: من دعا إلى الجمل الأحمر، فقال النبي صلى الله عليه وسلم:

﴿ لَا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ ضَالَّتَكَ. ﴾

اخرجه عبدالرزاق فى «مصنفه» (١/٤٤٠/١٧١٢) واحمد فى «مسنده» (٣٦١/٥) والمسلم فى «صحيحه» (١/٣٩٧/٥٦٩) (٢١٠/١) وابن ماجه فى «سننه» (١/٢٥٢/٧٦٥) (٥٦/١) والنسائى فى «عمل اليوم» (رقم ١٧٤)

(۱۵۰) ترجمہ: ”حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں فجر کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا: جو (میرے) سرخ اونٹ (جو گم ہو گیا تھا) کے بارے میں (میری) رہنمائی کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کی بات سن کر) ارشاد فرمایا:“

﴿ لَا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ ضَالَّتَكَ. ﴾

ترجمہ: ”اللہ کرے تیری گم شدہ چیز تجھے نہ ملے۔“

نوع آخر:

(١٥١) - أخبرنا علي بن الحسين بن قديد، أخبرنا أبو الطاهر أحمد بن عمرو بن السرح، قال: أخبرنا ابن وهب، أخبرني حيوة بن شريح، عن محمد ابن عبدالرحمن أبي الأسود، عن أبي عبدالله مولى شداد بن الهاد، أنه سمع أبا هريرة رضي الله تعالى عنه يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من سمع رجلا ينشد ضالته في المسجد فليقل: لا ردها الله عليك، فإن المساجد لم تبن لهذا.

أخرجه المسلم في «صحيحه» (١/٣٩٧/٥٦٨) (١/٢١٠) وابن ماجه في «سننه» (١/٢٥٢/٧٦٧) (١/٥٦) وابن خزيمه في «صحيحه» (٢/٢٧٣/١٣٠٣) وابن حبان في «صحيحه» (٤/٥٢٩/١٦٥١) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٢/٤٤٧/٤١٤٠)

ایک اور حدیث:

(۱۵۱) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو کسی کو مسجد میں گم شدہ چیز کو تلاش کرتے ہوئے سنے تو وہ اس کو یہ کہے:

﴿لَا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ ضَالَّتَكَ.﴾

ترجمہ: ''اللہ کرے تیری گم شدہ چیز تجھے نہ ملے۔''

کیونکہ مساجد ان کاموں کے لئے نہیں بنائی گئی ہیں۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ مساجد ان ہی کاموں کے لئے ہیں جن کے لئے بنائی گئی ہیں یعنی علم نماز، اور خیر کے مذاکروں کے لئے۔ (فتوحات ربانیہ ۲/۲۳)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ کرے تجھے تیری چیز نہ ملے۔ تیرے ادب کی کمی کی وجہ سے کہ تو نے مسجد میں اپنی آواز بلند کی اور نمازیوں یا معتکفین کو ان کے ذکر اور حضور قلبی اور حال قال کو تو نے پریشان کر دیا۔ (مرقاۃ ۲/۲۱۶)

ایسے موقع پر یہ کلمات اس شخص کو زبان سے کہہ دیئے جائیں تا کہ اس کو تنبیہ ہو اور وہ (یا کوئی اور) آئندہ ایسا نہ کرے لیکن دل میں ایسا نہ کہے کہ اس کی چیز نہ ملے اور اگر زجر و توبیخ کے لئے کہے یہ آئندہ ایسا نہ کرے تو دل میں بھی اس کہنے کی گنجائش ہے۔ (مظاہر حق ۱/ ۴۹۸)

نوع آخر:

(١٥٢) - أخبرنا أبو خليفة، ثنا محمد بن كثير، أنا سفيان الثوري، عن عاصم الأحول، عن الشعبي قال: سمع عبدالله رجلا ينشد ضالته، في المسجد فاعضه، فقال له: يا أبا

عبدالرحمن ما كنت فاحشا، قال: إنا أمرنا بذلك.

اخرجه بن عبدالرزاق في «المصنف» (۱۷۱۵/٤٣٨/۱) والبزار في «بحر زخار» (٥/٢٦٨- ۱۸۸۳/۲٦٩) كما في العجالة (۲۰۸/۱) وابن خزيمه في «صحيحه» (۱۳۰۳/۲۷۳/۲) والدار قطنی فی «العلل» (۳۳۸/٥) وابن حجر فی «نتائج الافكار» (۲۹۳/۱)

(۱۵۲) **تَرجَمَہ:** ''حضرت شعبی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک شخص کو مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنا تو برا بھلا کہا۔ کسی نے کہا: ابوعبدالرحمٰن! آپ تو برا بھلا کہنے والے نہیں تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ہمیں اسی بات کا حکم کیا گیا ہے (کہ مسجد میں کسی کو گمشدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنیں تو اس کو برا بھلا کہیں)۔''

فَائِدَہ: مسجد میں گمشدہ چیز کے منع ہونے کی وجہ مسجد میں آواز بلند کرنا ہے جس میں لوگوں کو پریشان کرنا اور مسجد کی بے ادبی ہے مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا ہی ناپسندیدہ ہے۔ (کوکب الدری ۱/۳۱۹)

حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک آدمی کو مسجد میں باآواز بلند ذکر کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ تم کہاں ہو؟ (مرقاۃ ۲: ۲۱۶)

گمشدہ چیز کی تلاش دو قسم کی ہیں (۱) اگر وہ چیز مسجد کے باہر گمی ہے اور مسجد میں تلاش کر رہا ہے کہ مسجد میں لوگ جمع ہوں گے یہ بہت ہی برا ہے (۲) چیز مسجد میں گمی ہے تو اس کو بغیر شور شغب کے تلاش کرنا جائز ہے۔

(قالہ الشیخ انور شاہ الکشمیری معارف السنن ۳: ۳۱۳)

باب ما يقول إذا سمع رجلا ينشد الشعر فى المسجد

کسی شخص کو مسجد میں شعر پڑھتے ہوئے سنے تو کیا کہے

(۱۵۳) - أخبرنا الحسين بن عبدالله القطان، ثنا عيسى بن الهلال الحمصى، حدثنا محمد بن حمير، ثنا عباد بن كثير، عن يزيد بن خصيفة، عن محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان، عن أبيه، عن جده ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: من رايتموه ينشد شعرا فى المسجد، فقولوا:

﴿فَضَّ اللّٰهُ فَاكَ﴾

ثلاث مرات.

اخرجه الطبرانى فى «المعجم الكبير» (۱٤٥٤/۲۰۳/۲) ابونعيم فى «معرفة الصحابه» (۱٤۱۸/٥٠٥/۱) كما فى «العجالة» (۲۰۹/۱) والديلمى فى «مسند الفردوس» (٥٧٤٩/٥٥٧/۳) ابن منده فى «المعرفه» كما فى «الاصابة» (٤۱۳/۱)

(۱۵۳) ترجمہ: ”حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم جس کو مسجد میں اشعار پڑھتے ہوئے دیکھو تو اس کو:

﴿فَضَّ اللّٰهُ فَاكَ﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ تیرے دانت توڑ دے۔“

تین مرتبہ کہو۔“

فائدہ: یہاں مراد مذموم اشعار ہیں (عشقیہ بے ہودہ) ورنہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے مسجد میں اشعار پڑھتے تھے بلکہ مشرکین (نعوذ بالله من ذلك) رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے تو آپ ﷺ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے حسان ان کو میری طرف سے جواب دو، اور ان کو (دعا دیتے) اللہ تعالیٰ حسان کی روح قدس کے ذریعے سے مدد فرما ایک روایت ہے کہ شعر کلام کی طرح ہے اس کا اچھا اچھا ہے اور برا برا ہے۔ (مرقاۃ ۲/۲۱۶)

باب ما يقول إذا رأى رجلا يبتاع في المسجد

کسی شخص کو مسجد میں فروخت کرتے ہوئے دیکھ کر کیا کہنا چاہئے

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(١٥٤) - أخبرنا أبو خليفة، ثنا عبدالله بن عبدالوهاب الحجبي، عن عبدالعزيز بن محمد الدراوردي، عن يزيد بن خصيفة، عن محمد بن عبدالرحمن ابن ثوبان، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا رأيتم رجلا يبيع في المسجد فقولوا:

﴿لَا أَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ.﴾

اخرجه الدارمي في «سننه» (١٤٠١/٣٧٩/١) والترمذي في «سننه» (١٣٢١/٦١٠/٣) (٢٤٦/١) والنسائي في «عمل اليوم» (رقم١٧٦) وابن حبان في «صحيحه» (١٦٥٠/٥٢٨/٤) والطبراني في «الاوسط» (٣/٩٧ - ٣٦٠٥/٩٨)

(۱۵۴) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی کو مسجد میں (خرید و) فروخت کرتے ہوئے دیکھو تو کہو۔“

﴿لَا أَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ تمہاری تجارت نفع والی نہ بنائیں۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں اشعار پڑھنے اور خرید و فروخت کرنے کو منع فرمایا ہے۔ (ترمذی ۱/۷۳)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک درزی کو مسجد میں دیکھا تو اس کو نکالنے کا حکم فرمایا: لوگوں نے کہا: امیر المؤمنین یہ (خادم ہے) مسجد میں جھاڑو لگاتا ہے اور دروازے بند کرتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اپنی مساجد کو پیشوں سے دور رکھو (یعنی مساجد میں پیشے نہ کرو)۔ (مرقاۃ ۲/۳۱۶)

صرف معتکف کے لئے اجازت ہے کہ وہ مبیع کو مسجد میں لائے بغیر خرید و فروخت کرے۔ عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو مسجد میں کچھ بیچتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: تم دنیا کے بازاروں میں جاؤ یہ (مسجد) آخرت کا بازار ہے۔ (مرقاۃ ۲/۲۱۶)

خواہ زبان سے جہراً کہے یا دل میں کہے دونوں صحیح ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۲/۲۱۶)

باب ما يقول إذا قام على باب المسجد

مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر کیا دعا پڑھنی چاہئے

مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور یہاں کی حاضری بڑے نصیب کی بات ہے کہ یہ مالک دو جہاں کا دربار ہے حدیث میں مسجد کثرت سے جانے والے کی ایمان دار ہونے کی گواہی دینے کا حکم ہے۔ اسی لئے شیطان کی کوشش ہے کہ آدمی مسجد ہی نہ جائے اور اگر چلا جائے تو واپسی پر اس سے کوئی نہ کوئی عمل ایسا کرایا جائے جس سے اس کے اعمال ضائع ہو جائیں جیسا کہ ذیل کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ اس سے حفاظت کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو باب جن میں دو احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۱۵۵) - حدثني محمد بن عمرو بن زفر، حدثنا أحمد بن محمد ابن يحيٰى بن حمزة، ثنا أبي، عن أبيه، أخبرني هشام بن زيد، عن سليم ابن عامر الخبائري، عن أبي أمامة رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن أحدكم إذا أراد أن يخرج من المسجد تداعت جنود إبليس وأجلبت واجتمعت كما تجتمع النحل على يعسوبها، فإذا قام أحد كم على باب المسجد فليقل:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ إِبْلِيْسَ وَجُنُوْدِهٖ﴾

فإنه إذا قالها لم يضره.

اخرجه ابن حجر في «نتائج الافكار» (۲۸٤/۱)

(۱۵۵) ترجمہ: ”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی مسجد سے نکلنے کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان کے لشکر ایک دوسرے کو بلاتے ہیں اور (جمع ہو کر) بیٹھ جاتے ہیں۔ ایسے جمع ہوتے ہیں جیسے شہد کی مکھیاں اپنے (سردار) یعسوب کے پاس جمع ہو جاتی ہیں۔ (اس لئے) جب تم مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو تو یہ دعا پڑھو۔“

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ إِبْلِيْسَ وَجُنُوْدِهٖ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں شیطان اور اس کے لشکر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔“

جو شخص یہ دعا پڑھے گا اس کو یہ لشکر و شیطان کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیطان اپنی جماعت کے ساتھ مسجد کے دروازے پر کھڑا رہتا ہے جس کی کوشش ہوتی ہے کہ لوگوں کو مسجد سے نکلتے ہی گمراہ کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے حفاظت کے لئے امت کو یہ دعا تعلیم فرمائی کہ جس کی وجہ سے شیطان اور اس کی جماعت کے شر سے حفاظت رہے گی۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (راقم عفی عنہ)

باب ما يقول إذا خرج من المسجد

مسجد سے نکلتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث بیان کی ہے۔

(١٥٦) - أخبرنا أبو خليفة، حدثنا مسدد، ثنا بشر بن المفضل، عن عمارة ابن عزية، عن ربيعة بن أبي عبدالرحمن، حدثنا عبدالملك بن سعيد بن سويد، عن أبي حميد الساعدى (هو عبدالرحمن)، أو أبي أسيد (هو مالك بن ربيعة) قال: قال رسول الله ﷺ: إذا دخل أحدكم المسجد فليسلم وليقل:

﴿اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ﴾

و إذا خرج فليقل:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ.﴾

اخرجه الدارمى فى «سننه» (٢٦٩١/٣٧٩/٢) والمسلم فى «صحيحه» (٧١٣/٤٩٤/١) (٢٤٨/١) وابوداؤد فى «سننه» (٤٦٥/١٢٦/١) (٧٣/١) وابن ماجه فى «سننه» (٧٧٢/٢٥٤/١) (٥٦/١) والبيهقى فى «السنن الصغرى» (٥٠٨/٣٠٢/١)

(۱۵۶) ترجمہ: ''ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ابواسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو (مجھ پر) سلام پڑھے اور یہ دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔''

اور جب مسجد سے باہر نکلے تو یہ دعا پڑھے:''

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ سے آپ کے فضل کا سوال کرتا ہوں۔''

فائدہ: دائیں پاؤں سے مسجد سے باہر نکلے۔ اور گزشتہ میں جو تمام دعائیں مسجد میں داخل ہونے لکھی گئی ہیں اور جو طریقہ ہے وہی دعائیں اور اسی طریقہ سے مسجد سے باہر آئے۔

باب ما يقول إذا دخل بيته

گھر میں داخل ہوتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

بندہ قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم اوراس کی حفاظت ونگہبانی کا محتاج ہے اس لئے جب گھر سے قدم باہر نکالے یا گھر میں آئے تو برکت واستعانت کے لئے خدائے تعالیٰ کا نام لے اوراس سے دعا کرے۔ (معارف الحدیث ۸۹۳/۳)

گھر میں داخل ہوتے وقت کن آداب کی رعایت کرنی چاہئے اور کیا دعائیں پڑھنی چاہئیں۔ اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے چار باب جن کے ذیل میں چھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۱۵۷) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا يوسف بن سعيد، ثنا حجاج، عن ابن جريج، أخبرنا أبو الزبير، عن جابر رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: إذا دخل الرجل بيته فذكرالله عند دخوله وعند طعامه قال الشيطان: لا مبيت لكم ولا عشاء هنا، و إذا دخل ولم يذكرالله عزوجل قال الشيطان: أدركتم المبيت، فإن لم يذكر عند طعامه قال: أدركتم المبيت والعشاء.

اخرجه المسلم فى «صحيحه» (۲۰۱۸/۱۵۹۸/۳) (۱۷٤/۲) وابوداؤد فى «سننه» (۳۷٦٥/۳٤٦/۳) (۱۷۲/۲) وابن ماجه فى «سننه» (۳۸۸۷/۱۲۷۹/۲) (۲۷۷/۲) والنسائى فى «عمل اليوم» (رقم ۱۷۸) وابن حبان فى «صحيحه» (۸۱۹/۱۰۰/۳)

(۱۵۷) تَرجَمَہ: ”حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہونے اور کھانا کھانے کے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے: یہاں تمہارے لئے نہ رات ٹھہرنے کی جگہ ہے اور نہ رات کا کھانا ہے۔ جب آدمی گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے کہ یہاں تمہیں رات رہنے کی جگہ مل گئی اور جب کھانے کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے: یہاں تمہیں رات رہنے کی جگہ بھی مل گئی اور کھانا بھی مل گیا۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا مستحب ہے۔

(قالہ النووی فی شرح المسلم ۱۷۲/۲)

یہ شیطان جو گھروں میں دعا نہ پڑھنے کی وجہ سے داخل ہوتا ہے اس کا نام داسم ہے (مختلف شیطانوں کے مختلف کام اور نام کے لئے دیکھیں)۔ (فتوحات ربانیہ ۳۵۱/۱)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص گھر میں داخل ہوتے وقت "بسم اللّٰہ ماشاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ" پڑھتا ہے تو شیاطین اس کے سامنے سے دور ہوجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس پر برکتیں نازل فرماتے ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: گھر میں داخل ہونے کے لئے مناسب ہے کہ وہ "ماشاء اللّٰہ لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ" پڑھے۔ (فتوحات ربانیہ۱/۳۴۳)

نوع آخر:

(۱۵۸) - أخبرني إبراهيم بن محمد بن الضحاك، ثنا يونس بن عبدالاعلى، ثنا ابن وهب، أخبرني عمر بن محمد العمري، عن مروزق أبي بكير، عن رجل من أهل مكة، عن عبدالله بن عمرو بن العاص، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رجع من النهار إلى بيته يقول:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانِيْ وَآوَانِيْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ وَسَقَانِيْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ مَنَّ عَلَيَّ فَأَفْضَلَ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُجِيْرَنِيْ مِنَ النَّارِ.﴾

اخرجه ابن حجر في «نتائج الافكار» (۱/۱۷۷ - ۱۷۸) وله شاهد اخرجه ابن ابي شيبه في «مصنفه ومسنده» كما في نتائج الافكار (۱/۱۷۸)

(۱۵۸) ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دن کے وقت اپنے گھر واپس تشریف لاتے تو (گھر میں داخل ہوتے وقت) یہ دعا پڑھتے۔"

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانِيْ وَآوَانِيْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ وَسَقَانِيْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ مَنَّ عَلَيَّ فَأَفْضَلَ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُجِيْرَنِيْ مِنَ النَّارِ.﴾

ترجمہ: "تمام تعریفیں ان اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے میری کفایت کی، اور مجھے ٹھکانہ عطا فرمایا، تمام تعریفیں ان اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے مجھے کھلایا اور پلایا، تمام تعریفیں ان اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جنہوں نے مجھ پر احسان فرمایا اور بہت خوب احسان فرمایا۔ (اے اللہ!) میں عرض کرتا ہوں کہ آپ مجھے جہنم سے بچالیں۔"

فائدہ: اس حدیث سے گھر میں داخل ہوتے وقت اس دعا کا پڑھنا معلوم ہوا۔

نوع آخر:

(۱۵۹) - أخبرني أبو يعلى، حدثنا هرون بن معروف، ثنا عبدالله بن وهب، أخبرني عمرو بن الحارث، عن يزيد بن أبي حبيب، عن أبي الخير، أنه سمع عبدالله بن عمرو يقول: إن

أبابكر الصديق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لرسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: يا رسول الله! علمني دعا أدعو به في صلاتي وفي بيتي، قال: قل:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَأَكْرَمُ الْأَكْرَمِيْنَ.﴾

اخرجه البخاري في «صحيحه» (٦/٢٦٩٠/٦٩٥٣) (١٠٩٩/٢) والمسلم في «صحيحه» (٢٠٧٨/٤/٢٧٠٥) (٣٤٧/٢) وابن ماجه في «سننه» (١٢٦١/٢/٣٨٣٥) (ص٢٧٢) والنسائي في «عمل اليوم» (رقم ١٧٩) وابويعلى في «مسنده» (٣٢/٣٨/١)

(۱۵۹) ترجمہ: ”حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی دعا سکھا دیں جس کو میں اپنی نماز میں اور گھر میں پڑھ لیا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ (دعا) پڑھو:“

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَأَكْرَمُ الْأَكْرَمِيْنَ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! بے شک میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور آپ کے علاوہ کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا۔ (اس لئے) آپ اپنی خاص معافی سے میرے تمام گناہوں کو معاف فرما دیجئے اور مجھ پر رحم فرما دیجئے۔ بلاشبہ آپ بہت ہی معاف کرنے اور رحم فرمانے اور اکرام فرمانے والے ہیں۔“

فائدہ: یہ دعا جامع دعاؤں میں سے ہے کیونکہ اس میں اپنی کمی کوتاہی کا بہت ہی اعتراف ہے اور بہت ہی بڑے انعام کو طلب کرنا ہے۔ مغفرت گناہوں کو ڈھانکنے والی اور ان کو مٹانے والی ہے اور رحمت بھلائیوں سے ملانے والی ہے مغفرت میں جہنم سے دوری کا سوال ہے اور رحمت میں جنت میں داخلے کا سوال ہے اور یہ ایک بڑی کامیابی ہے۔ (فتح الباری قالہ الکرمانی ۱۱/۱۳۰، ۱۳۱)

اس حدیث میں تواضع انکساری اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرنا معلوم ہوا میں نے اپنی جان پر ظلم کیا آپ کے علاوہ کوئی معاف کرنے والا نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ میرے پاس گناہوں کے دور کرنے کا کوئی حیلہ نہیں ہے یہ محتاجگی کی حالت ہے۔

باب تسليم الرجل على أهله إذا دخل بيته

گھر میں داخل ہوتے وقت اپنے گھر والوں کو سلام کرنا

اس موضوع پر مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے تین باب قائم کیے ہیں اور تینوں میں ایک ایک حدیث لائے ہیں۔

(١٦٠) - أخبرني أبو زرعة، ثنا سليمان بن عمرو بن خالد، ثنا عيسى ابن يونس، عن ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن للإسلام ضوء اومنارا كمنار الطريق، من ذلك: أن تعبدالله ولا تشرك به شيئا، وتقيم الصلوٰة المفروضة، وتؤتي الزكاة، وتحج البيت، وتصوم رمضان، والأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، وتسليمك على أهل بيتك إذا دخلت عليهم، وتسليمك على من مررت به من المسلمين، فإن ردوا عليك ردت عليهم الملائكة، و إن لم يردوا عليك ردت عليك، ولعنتهم، أو سكتت عنهم، فمن ترك شيئاً من ذلك فهو سهم من الإسالم تركه، ومن نبذهن فقد ولى الإسلام ظهره.

اخرجه الطبراني في «مسند الشاميين» (٤٢٩/٢٤١/١) والحاكم في «المستدرك» (١٧٠/٧٠/١) وابو نعيم في «الحلية» (٥/٢١٧-٢١٨) والمروزي في «تعظيم قدر الصلوٰة» (٤١١/١ - ٤١٢) وابن شاهين في «الترغيب» (٤٨٧/٣٨٠/٢) كما في العجالة (٢١٤/١)

(۱۶۰) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بھی روشنی اور مینار ہے جس طرح راستے کے مینار ہوتے ہیں۔ (روشنی اور مینار میں) منجملہ یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز پڑھو، زکوٰۃ ادا کرو، حج کرو، رمضان کے روزے رکھو، اچھی باتوں کا حکم کرو، بری باتوں سے منع کرو (اسی طرح) جب تم گھر والوں کے پاس جاؤ تو ان کو سلام کرنا، جس مسلمان کے پاس سے گزرو اس کو سلام کرنا، (یہ بھی اسلام کی روشنی اور مینار ہے) اگر وہ لوگ تم کو سلام کا جواب دیں گے تو فرشتے ان کو سلام کا جواب دیں گے۔ اگر وہ لوگ تم کو سلام کا جواب نہیں دیں گے تو فرشتے تمہیں سلام کا جواب دیں گے اور ان پر لعنت بھیجیں گے یا ان کی طرف سے خاموش ہو جائیں گے۔ جس شخص نے ان چیزوں میں کسی ایک چیز کو بھی چھوڑا اس نے اسلام کا وہ حصہ چھوڑ دیا، اور جس نے ان تمام کو چھوڑ دیا تو بلاشبہ اس اسلام سے اپنی پیٹھ پھیر لی۔“

فائدہ: گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا سنت موکدہ ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱/۳۴۰)

باب فضل من دخل بيته بسلام

گھر میں سلام کر کے داخل ہونے والے کی فضیلت

(۱٦۱) - أخبرنا أحمد بن عمير بن جوصاء، أنا أبو عامر موسى بن عامر بن موسى، حدثنا عمرو بن عبدالواحد، حدثنا الاوزاعي، عن سليمان ابن حبيب المحاربي، عن أبي أمامة الباهلي، عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم أنه قال: ثلاثة كلهم ضامن على الله عزوجل، رجل خرج غازيا في سبيل الله فهو ضامن على الله عزوجل حتى يتوفاه فيدخله الجنة أو يرده بما نال من أجر أو غنيمة، ورجل راح إلى المسجد فهو ضامن على الله عزوجل حتى يتوفاه فيدخله الجنة، أو يرده بنا نال من أجره أو غنيمة، ورجل دخل بيته بسلام فهو ضامن على الله عزوجل.

اخرجه ابوداؤد (۲٤۹٤١٧/۳) (۳۳۷/۱) وابن ابی العاصم فی «الجهاد» (۲۱۱/۱- ۲۱۳) (۵۱/۲۱۳) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (۹۹/۸- ۱۰۰/۷٤۹۱ - ۷٤۹۲) وفي «المعجم الاوسط» (۳/۲٦۲/۳۰۹٤) والبيهقی فی «السنن الكبرى» (۹/۱٦٦)

(۱٦۱) ترجمہ: ”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہیں۔ وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلا یہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو (اپنے راستے کی شہادت والی) موت عطا فرمائیں اور جنت میں داخل فرمائیں یا اس کو ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ واپس لے آئیں۔ وہ آدمی جو مسجد جائے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو موت عطا فرمائیں اور جنت میں داخل فرمائیں یا اس کو ثواب مال غنیمت کے ساتھ واپس لے آئیں۔ وہ آدمی جو اپنے گھر میں سلام کر کے داخل ہوا ہو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے۔“

فائدہ: ضامن کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جوان لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ضرور پورا فرمائیں گے اس لئے فرمایا کہ اب یہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہیں۔ (فتوحات ربانیہ/۳۴۵)

ایک روایت میں ہے کہ گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لئے برکت کا سبب ہے۔ (ترمذی ۲/۹۹)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا مستحب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر

کثرت سے کرنا اور سلام کرنا خواہ گھر میں کوئی آدمی ہو یا نہ ہو۔ (کتاب الاذکار للنووی ۴۲)

حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب تم گھر میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو سلام کرو (کیونکہ) جتنے لوگوں کو تم سلام کرتے ہو ان میں تمہارے گھر والے سلام کے زیادہ حقدار ہیں اس لئے اگر تم گھر میں داخل ہو اور گھر میں کوئی نہ ہو تو تم "السلام علینا وعلی عباداللہ الصالحین" کہو (کہ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو) اس سلام کا جواب فرشتے دیتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۱/۳۳۸)

باب ثواب من دخل بيته بسلام

گھر میں سلام کر کے داخل ہونے والے کا ثواب

(١٦٢) - أخبرنا أبو بكر بن مكرم، ثنا عمرو بن علي، ثنا محمد بن عبدالله الأنصاري، ثنا قرة بن خالد، حدثني لقيط أبو المساء، حدثني صدى بن عجلان. أبو أمامة الباهلي رضي الله تعالى عنه. عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما من رجل يحسن الوضوء فيغسل يديه ورجليه ووجهه ثم يمضمض فاه ثم يتوضا كما أمره الله تعالىٰ، إلا حط عنه ما نطق فوه ومشى إليه، حتى أن الذنوب لتحادر عن أطرافه، ثم إذا مشى إلى المسجد كانت لهٗ بكل خطوة يخطوها حسنة، ثم يكون صلوته لهٗ نافلة، ثم إذا هو. يعني إذا دخل على أهله فسلم عليهم وأخذ مضجعه كانت لهٗ قيام ليلة.

اخرجه الطبراني في «الكبير» (٢٥٥/٨- ٧٩٥٩/٢٥٦) والدولابي في «الكنى والاسماء» (١١٥/٢) كما في «العجالة» (٢١٦/١)

(۱۶۲) ترجمہ: ”حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اچھی طرح وضو کرے، (وضو میں) اپنے دونوں ہاتھوں، پاؤں اور اپنے چہرے کو (اچھی طرح) دھوئے۔ پھر کلی کرے۔ پھر جس طرح اللہ تعالیٰ نے (وضو کرنے) کا حکم فرمایا ہے اس طرح وضو کرے تو اس اس کے وہ گناہ جو اس کے منہ سے ہوئے ہوں اور وہ گناہ جن کی طرف چل کر گیا ہو معاف کر دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ گناہ اس کے چاروں طرف سے جھڑ جاتے ہیں۔ جب وہ مسجد کی طرف چل کر جاتا ہے تو اس کے ہر قدم پر جو وہ چلتا ہے ایک نیکی ملتی ہے پھر اس کی نماز ایک زائد (فضیلت کی) چیز ہو جاتی ہے پھر جب وہ اپنے گھر والوں کے پاس آتا ہے اور ان کو سلام کرتا ہے اور (سونے کے لئے) بستر پر آتا ہے تو اس کو رات کی نماز (تہجد) کا ثواب ملتا ہے۔“

فائدہ: وضو سے گناہوں کا معاف ہونا اور نماز کے لئے چل کر جانے سے گناہوں کا معاف، نیکیوں کا ملنا اور درجات کا بلند ہونا اور بھی بہت سی روایات میں آیا ہے۔

باب ما يقول إذا نظر في المرآة

آئینہ دیکھ کر کیا دعا پڑھنی چاہئے

آئینہ دیکھ کر اپنی حسن خلقت پر اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری اور حسن سیرت کے حصول کے لئے کیا دعا پڑھنی چاہئے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب اور اس کے ذیل میں تین احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(١٦٣) - أخبرنا محمد بن الحسن بن قتيبة، حدثنا الحسن بن أبي السري، ثنا محمد بن الفضيل، عن عبدالرحمن بن إسحاق، عن النعمان بن سعد، عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا نظر وجهه في المراة قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ﴾

وأخرجه أحمد في «مسنده» (٦٨/٦) من حديث عائشة رضي الله تعالى عنها وابن حبان في «صحيحه» (٢٩٣/٣) من حديث ابن مسعود رضي الله تعالى عنه ولم يذكر انظر في المراة والحديثان الآتيان شاهدان له (برقم ١٦٤- ١٦٥)

(۱۶۳) ترجمہ: ''حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آئینہ دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے۔''

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ﴾

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اے اللہ! جس طرح آپ نے میری صورت اچھی بنائی ہے اسی طرح میری سیرت بھی اچھی بنا دیجئے۔''

فائدہ: ان تمام احادیث میں آئینہ دیکھنے کی مختلف دعائیں آئی ہیں جو چاہیں پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی صورت کو اچھا بنایا اور تمام مخلوقات میں بہتر ترین بنایا ہے لیکن صورت کے ساتھ اگر سیرت اچھی نہ ہو تو یہ اس حسن وجمیل صورت کو خراب کر دیتا ہے اس لئے یہاں پر جب آدمی آئینہ دیکھ کر اپنی ظاہری صورت وخلقت دیکھے تو اس کے حسین ہونے پر اللہ کا شکر ادا کرے اور ساتھ حسن سیرت کا سوال کرے جو اس ظاہری صورت کے حسن کے بقاء کے لئے ضروری ہے آئینہ میں چہرہ دیکھنا اور حسن خلقت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا مستحب ہے۔ (فیض القدیر ۵/۱۶۴)

نوع آخر:

(١٦٤) - أخبرنا أبو يعلى أحمد بن علي بن المثنى، ثنا عمرو بن الحصين، ثنا يحيى بن العلاء عن صفوان بن سليم، عن عطاء بن يسار، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: كان

رسول اللّٰہ ﷺ إذا نظر فی المرآۃ قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ حَسَّنَ خَلْقِیْ وَخُلُقِیْ وَزَانَ مِنِّیْ مَاشَاءَ مِنْ غَیْرِیْ.﴾

اخرجه ابویعلی فی «مسنده» (٢٦١١/٤٧٨/٤) والطبرانی فی «الکبیر» (٣١٤/١٠- ١٠٧٦٦/٣١٥) وفی «الدعاء» (رقم ٤٠٢)

(۱۶۴) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب آئینہ دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے۔“

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ حَسَّنَ خَلْقِیْ وَخُلُقِیْ وَزَانَ مِنِّیْ مَاشَاءَ مِنْ غَیْرِیْ.﴾

ترجمہ: ”تمام تعریفیں ان اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے میری صورت وسیرت کو اچھا بنایا ہے۔“

فائدہ: آئینہ میں دیکھنا تاکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ہو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی لئے آئینہ بہت دیکھا کرتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا تو فرمایا دیکھو چہرے پر جو چیز زینت کا سبب بنے وہ دوسرے کے چہرے پر عیب ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

نوع آخر:

(١٦٥) - أخبرنا علی بن أحمد بن سلیمان، ثنا أبو معاویة محمد بن علی ابن داود، ثنا سلمة بن قادم، ثنا أبو معاویة هاشم بن عیسی، أخبرنا الحارث ابن مسلم عن الزهری، عن أنس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال: کان رسول اللّٰہ ﷺ إذا نظر وجهه فی المرآۃ قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَوّٰی خَلْقِیْ فَعَدَلَهٗ وَکَرَّمَ صُوْرَةَ وَجْهِیْ فَحَسَّنَهَا وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ.﴾

اخرجه ابن الدنیا فی «الشکر» (١١٩) کما فی العجالة (٢١٨/٢) والطبرانی فی «المعجم الاوسط» (٧٨٧/٢٤٠/١) والبیهقی فی «شعب الایمان» (٤٤٥٨/١١١/٤) والخطیب البغدادی فی «الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع» (٩٠٨/٣٨٩/١) وابو الشیخ فی «اخلاق النبی ﷺ» (٥٣٥/١٨٤) کما فی العجالة (٢١٨/١)

(۱۶۵) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ آئینہ میں اپنا چہرہ (مبارک) دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے۔“

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَوّٰی خَلْقِیْ فَعَدَلَهٗ وَکَرَّمَ صُوْرَةَ وَجْهِیْ فَحَسَّنَهَا وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ.﴾

ترجمہ: ”شکر ہے ان اللہ تعالیٰ کا جنہوں نے میری خلقت کو بنایا تو بہت ہی مناسب بنایا اور میرے چہرہ کو صورت دی تو بہت ہی اچھی صورت دی اور (بہت بڑا احسان یہ فرمایا کہ) مجھے مسلمان بنایا۔“

فَائِدَۃ: حسنِ خلق کی اہمیت: حضرت ابوداؤد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رات کو نماز پڑھ رہے تھے رونے لگے اور ساتھ ہی یہ کہتے جاتے تھے اللھم انت حسنت خلقي محسن خلقي اور اسی حالت میں صبح کردی کہ اے اللہ میری خلقت ظاہری صورت کو بہت اچھا بنایا ہے میرے اخلاق کو بھی اچھا بنا دیجئے۔ حضرت اُمّ درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے پوچھا: ابودرداء آپ رات کو صرف اچھے اخلاق کی دعا کر رہے تھے انہوں نے فرمایا: اُمّ درداء! مسلمان اپنے اخلاق کو اچھا بناتا ہے یہاں تک کہ اس کو اس کا حسنِ خلق جنت میں لے جاتا ہے اسی طرح اپنے آپ کو برے اخلاق والا بناتا ہے یہاں تک کہ یہ اس کو جہنم میں لے جاتا ہے۔

(بخاری ادب المفرد رقم ۲۸۹)

اور ایک روایت میں ہے کہ جنت میں سب سے زیادہ داخل کرنے والی چیز اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور حسنِ خلق ہے۔

(بخاری ادب المفرد رقم ۲۸۹)

باب ما يقول إذا طنت أذنه

جب کان بولنے لگے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(١٦٦) - أخبرنا أبو صخرة عبدالرحمن بن محمد، ثنا محمد بن سليمان لوين، ثنا حبان بن علی، ثنا محمد بن عبيدالله بن أبی رافع، عن أخيه عبدالله بن عبيدالله، عن أبيه، عن جده رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، قال: قال رسول الله ﷺ: إذا طنت أذن أحدكم فليذكرني وليصل علي فليقل: ﴿ذَكَرَاللّٰهُ بِخَيْرٍ مَّنْ ذَكَرَنِیْ.﴾

اخرجه الرويانی فی «مسنده» (٧١٨/٤٧٣/١) وفی «الكبير» (٩٥٨/٣٢١/١) والطبرانی فی «الاوسط» (٩٢/٩١ - ٩٢٢٢/٩٣) وفی «الصغير» (١١٠٤/٢٤٥/٢) والديلمی فی «الفردوس بما ثور الخطاب» (١٣٢١/٣٣٢/١)

(۱۶۶) **تَرجَمَۃ:** ”حضرت ابورافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی کا کان بولنے لگے تو وہ مجھے (یعنی رسول اللہ ﷺ کو) یاد کرے اور مجھ پر درود پڑھے اور یہ دعا پڑھے:“

﴿ذَكَرَاللّٰهُ بِخَيْرٍ مَّنْ ذَكَرَنِیْ.﴾

تَرجَمَۃ: ”اللہ تعالیٰ اس کو بھی بھلائی کے ساتھ یاد کرے جس نے مجھے یاد کیا۔“

فَائِدَۃ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کا کان بولنے لگے وہ پہلے رسول اللہ ﷺ کو یاد کرے پھر آپ ﷺ پر درود پڑھے پھر یہ دعا پڑھے۔

باب ما يقول إذا احتجم

سینگی لگواتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہیے

سینگی لگوانا بہت سی بیماروں کا بہترین علاج ہے۔ سینگی لگواتے وقت کیا پڑھنا چاہیے کہ اس کا فائدہ تامہ حاصل ہو اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب جس کے ذیل میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(١٦٧) - أخبرني علي بن محمد، ثنا إسماعيل بن يحيٰى بن قيراط، ثنا سليمان بن عبدالرحمن، ثنا خالد بن عبدالرحمن الخراساني، ثنا سفيان الثوري، عن سلمة بن كهيل، عن أبيه عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: من قرأ آية الكرسي عند الحجامة كانت لهٗ منفعة حجامته.

لم اجد عند غير المضت وذكر ابن كثير في «تفسير القران العظيم» حديث علي عند قرأتها الحجامة انها تقوم مقام الحجامتين (٣٠٩/١)

(۱۶۷) ترجمہ: ”حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے سینگی لگواتے وقت آیۃ الکرسی پڑھی تو اس کو سینگی لگوانے کا فائدہ حاصل ہوگا۔“

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ سینگی لگواتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لینی چاہیے تا کہ اس کا فائدہ حاصل ہو (اور نقصان سے حفاظت رہے)۔

ایک روایت میں ہے کہ سینگی لگاتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنا دو مرتبہ سینگی لگانے کے برابر ہے۔ (ابن کثیر ۱/۳۰۹)

سینگی لگوانے کی اہمیت اور طریقہ

احادیث میں سینگی لگوانے کے بہت سے فضائل آئے ہیں۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ جن چیزوں سے تم علاج کرتے ہو ان میں بہترین چیز سینگی لگوانا ہے۔ (ابوداؤد)

ایک روایت میں ہے کہ معراج کی شب آپ ﷺ کا گزر ملائکہ کی جس جماعت پر ہوا اس نے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) یہ حکم دیا کہ آپ اپنی امت کو سینگی لگوانے کا حکم فرمائیں۔ (ترمذی ۲/ ۲۵، ابن ماجہ صفحہ ۲۴۸)

رسول اللہ ﷺ سے بھی خود سینگی لگوانا ثابت ہے چنانچہ آپ ﷺ نے گردن کی دونوں رگوں میں مونڈھوں کے درمیان اور سر میں سینگی لگوائی ہے۔ (ابوداؤد ۲/ ۱۸۴)

سینگی لگوانے کی ضرورت اس بناء پر ہوتی ہے کہ زیادہ تر امراض فساد خون کی وجہ سے ہوتے ہیں جو دموی امراض (خونی امراض) کہلاتے ہیں اس کا علاج صرف خون نکلوانا ہی ہے۔ سینگی اس مقصد کے لئے بہت اہم ہے کہ اس میں خون نواحی جلد سے نکلتا ہے۔ چنانچہ اطباء کا اس بات پر اشکال ہے کہ گرم آب و ہوا میں رہنے والوں کا خون رقیق پتلا ہوتا ہے اس لئے ان کو فصد لگوانے (اگر کھلوانا) سے زیادہ سینگی لگوانا مفید ہے۔ (مظاہر حق ۴/۳/۲۷۳)

سینگی لگوانے کے مستحب دن

لیکن سینگی لگوانے میں ضروری ہے کہ دنوں کا خیال رکھا جائے ورنہ بجائے فائدے کے نقصان کا اندیشہ ہے۔
چنانچہ احادیث میں ان دنوں کی تفصیل ہے۔
مہینہ کی سترہویں، انیسویں اور اکیسویں تاریخ میں سینگی لگوانے کو پسند فرمایا ہے۔ (ترمذی ۲/۲۵، ابن ماجہ صفحہ ۲۴۹)
ایک روایت میں ان تاریخوں میں سینگی لگوانا ہر بیماری سے شفا آیا ہے۔ (ابوداود ۲/۱۸۴)

سینگی لگوانے کے ممنوع دن

ہفتہ اور بدھ کو سینگی لگوانے کو منع فرمایا ہے۔ (ابوداود ۲/۱۸۴)
ایک روایت میں ہے کہ جو ہفتہ اور بدھ کو سینگی لگوائے اور اس کو کوڑھ ہو جائے تو خود کو ملامت کرے۔ (مشکوۃ صفحہ ۳۸۹)

باب ما يقول إذا خدرت رجله

جب پاؤں سن ہوجائے تو کونسی دعا پڑھنی چاہئے

پیرسن ہو جائے تو کیا کرنا چاہئے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب جس کے ذیل میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے آثار نقل فرمائے ہیں۔

(١٦٨) - حدثني محمد بن إبراهيم الأنماطي وعمرو بن الجنيد بن عيسى، قالا: ثنا محمود بن خداش ثنا أبوبكر بن عياش، ثنا أبو اسحاق السبيعي، عن أبي سعيد، قال: كنت أمشي مع ابن عمر رضي الله تعالى عنه عنهما، فخدرت رجله فجلس، فقاله لهٗ رجل: أذكر أحب الناس إليك، فقال: يا محمداه، فقام فمشى.

أخرجه البخاري في «الأدب المفرد» (رقم ٩٦٤)

(۱۶۸) ترجمہ: ''حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں (ایک مرتبہ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ چل رہا تھا، ان کا پیرسن ہو گیا تو وہ بیٹھ گئے۔ ان سے ایک آدمی نے کہا: آپ اپنے محبوب ترین آدمی کو یاد کیجئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر کھڑے ہوئے اور چل پڑے۔''

(١٦٩) - حدثنا جعفر بن عيسى أبو أحمد، ثنا أحمد بن عبدالله بن روح، ثنا سلام بن سليمان، ثنا غياث بن إبراهيم، عن عبدالله بن عثمان بن خثيم، عن مجاهد، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، قال: خدرت رجل رجل عند ابن عباس، فقال ابن عباس، أذكر أحب الناس إليك، فقال: محمد صلى الله عليه وسلم، فذهب خدره.

(ذكره ابن الجزري في الحصن الحصين وعزاه إلى ابن السني فقط ضعيف.

(۱۶۹) ترجمہ: ''حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک شخص کا پاؤں سن ہو گیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس سے کہا: اپنے محبوب ترین آدمی کو یاد کرو۔ اس نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا پیر ٹھیک ہو گیا۔''

(١٧٠) -حدثنا محمد بن خالد بن محمد البردعي، ثنا حاجب ابن سليمان، ثنا محمد بن مصعب، ثنا إسرائيل، عن أبي إسحاق، عن الهيثم بن حنش، قال: كنا عند عبدالله بن عمر

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فخدرت رجله، فقال لهُ رجل: أذكر أحب الناس إليك، فقال: يا محمد ﷺ، قال: فقام فكانما نشط من عقال.

(۱۷۰) تَرجَمَہ: ''حضرت ہیثم بن حنش رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس تھے۔ ان کا پیر سن ہوگیا۔ ان سے ایک آدمی نے کہا: جو آپ کے نزدیک سب سے محبوب ہے اس کو یاد کیجیے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: یا محمد! حضرت ہیثم رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں: آپ ایسے ہوگئے جیسے رسی سے کھول دیئے گئے ہوں۔ (یعنی رسی کے بندھ کھول کر ان کو آزاد کر دیا گیا ہوں)۔''

(۱۷۱) - حدثني علي بن الحسن المهند رواية إسحاق بن إبراهيم، عن إسحاق بن إبراهيم، قال: قال الوليد بن يزيد بن عبدالملك في حباته:

اثيبي مغرما كلفا محبا إذا خدرت لهُ رجل دعاك

وقال إبراهيم بن المنذر الحزامي: أهل المدينة يعجبون من حسن بيت أبي العتاهية: وتخدر في بعض الاحايين رجله: فإن لم يقل: يا عتب لم يذهب الخدر وقال ابن السني رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی: روى محمد بن زياد عن صدقة بن يزيد الجهني، عن أبي بكر الهذلي، قال: دخلت على محمد بن سيرين وقد خدرت رجلاه، فنقعهما في الماء وهو يقول:

﴿ إذا خدرت رجلي تذكرت قولها: فناديت لبنى باسمها ودعوت

دعوت التي لو أن نفسي تطيعني: لألقيت نفسي نحوها فقضيت ﴾

فقلت: يا أبا بكر تنشد مثل هذا الشعر، فقال: يا لكع! وهول هو إلا كلام حسنه كحسن الكلام، قبيحه كقبيحه.

ليس فيه ما يحتج به، لانه ليس مرفوعا إلى النبي ﷺ ولا موقوفا على أحد من الصحابة.

(۱۷۱) تَرجَمَہ: ''حضرت اسحاق بن ابراہیم رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں: حضرت ولید بن یزید بن عبدالملک رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ...... میں کہا:

اثيبي مغرما كلفا محبا إذا خدرت لهُ رجل دعاك

حضرت ابراہیم بن المنذر الخرامی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ اہل مدینہ کو ابوعتاہیہ (شاعر) کا یہ شعر بہت پسند تھا:

وتخدر في بعض الأحايين رجله فإن لم يقل: يا عتب لم يذهب الخدر

حضرت ابوبکر الہذلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس گیا۔ ان کے پیر سن ہو گئے تھے انہوں نے پیروں کو پانی میں ڈالا اور یہ شعر پڑھا:

إذا خدرت رجلي تذكرت قولها فناديت لبنٰى باسمها ودعوت

دعوت التى لو ان نفسى تطيعني لألقيت نفسى نحوها فقضيت

میں نے کہا: ابوبکر! آپ بھی ایسا شعر پڑھتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: الکع! یہ بھی تو ایک کلام ہے اس کا اچھا اچھے اور اس کا برا برے کلام کی طرح ہے۔"

(١٧٢) - أخبرني أحمد بن الحسين الصوفي، حدثنا علي بن الجعد، ثنا زهير، عن أبي إسحاق، عن عبدالرحمن بن سعد، قال: كنت عند ابن عمر فخدرت رجله، فقلت: يا أبا عبدالرحمن! مالرجلك؟ قال اجتمع عصبها من ههنا، قلت: أدع أحب الناس إليك، فقال: يا محمدا فانبسطت.

(۱۷۲) ترجمہ: "حضرت عبدالرحمٰن بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تھا۔ ان کا پیر سن ہو گیا۔ میں نے کہا: ابوعبدالرحمٰن! آپ کے پیر کو کیا ہوا؟ انہوں نے فرمایا: اس کے پٹھے اس جگہ پر جمع (یعنی اکڑ) گئے ہیں۔ میں نے کہا: آپ اپنے محبوب ترین انسان کو پکاریئے۔ انہوں نے فرمایا: یا محمد! ان کے پیر کا سن پن ختم ہو گیا۔"

فائدہ: جب کسی کا پاؤں سن ہو جائے تو اپنے کسی محبوب انسان کو یاد کرنا یہ ایک عمل ہے جو تجربہ سے مفید ثابت ہوا ہے یہاں یا محمد کہنا یہ ندائے غیب نہیں ہے نہ ہی مدد طلب کرنے کے لئے ہے۔

(پیر سن ہو جانے کا سبب اس عضو تک خون کا نہ پہنچنا ہوتا ہے) اس لئے جب کسی محبوب انسان کو یاد کیا جائے گا تو محبت کی آگ بھڑک اٹھے گی محبوب کے ذکر سے دل میں گرمی پیدا ہوگی اور اس سے خون رگوں میں فوراً جاری ہو جائے گا جس سے وہ عضو جلدی صحیح ہو جائے گا۔ (خلاصہ یہ ہے کہ اس یاد سے دل کو گرما کر خون کی روانی اور ترسیل کو تیز کرنا مقصود ہے) (فضل اللہ احمد ۲/۲۴۹)

یا محبوب چیز کو یاد کرنے کا مقصد ذہن کو دوسری طرف منتقل کرنا ہے اور محبوب انسان کو یاد کر کے ذہن با آسانی دوسری طرف منتقل ہو جاتا ہے اور اس عضو کی طرف سے توجہ ہٹ جاتی ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دل میں آپ ﷺ کی محبت کتنی...... زیادہ تھی۔ (ترجمہ ابن سنی صفحہ ۱۰۲)

باب ما يفعل من لم يكن لهٗ مرآة

جس کے پاس آئینہ نہ ہو تو اس کو کیا کرنا چاہئے

(۱۷۳) - أخبرني علي بن أحمد بن عامر، ثنا محمد بن إسحاق بن حوثي، ثنا أبو عمرو عثمان بن عبدالله بن عثمان بن عمرو بن عبدالرحمن بن الحكم بن أبي العاص بن أمية بن عبد شمس، ثنا عيسى بن واقد الزاهد الإسكندرائي، عن عطاء بن السائب، عن معاذة العدوية، قالت: سمعت عائشة رضي الله تعالى عنها، تقول: إن رسول الله ﷺ خرج ذات يوم إلى إخوانه أؤ قالت إلى بعض إخوانه فنظر في ركوة من ماء إلى لمته وهئيته، فلما أتى رسول الله ﷺ قالت لهٗ عائشة: بأبي وأمي أنت يا رسول الله! أنت القائل الفاعل حين نظرت إلى وجهك؟ قالت: فقال لها النبي ﷺ: نعم يا عائشة إن الله عزوجل جميل يحب الجمال، إذا خرج الرجل إلى إخوانه فليهيي من نفسه.

ذكره القرطبي عن مكحول عن عائشه (۱۹۷/۷) وابن الجوزي في «العلل المتناهيه» (۶۸۸،۶۸۷/۲) وتكلم فيه المناوي في «فيض القدير» (۲۷۷/۳) وعزه الى ابن السني.

(۱۷۳) **ترجمہ:** ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک دن اپنے بھائیوں (صحابہ) سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ علیہ السلام نے ایک پانی کے برتن میں اپنے (بالوں کے) پٹھے اور اپنی ہیئت کو دیکھا (اور درست کیا)۔ جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ تو کہنے اور کرنے والے ہیں (یعنی جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں) آپ نے بھی اپنے چہرے کو دیکھا؟ (یعنی اس طرح پانی میں اپنے چہرے کو دیکھ کر اپنی ہیئت کو درست فرمایا تو یہ عمل کیسا ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ہاں! عائشہ! اللہ تعالیٰ (خود بھی) جمیل ہیں اور جمیل کو پسند فرماتے ہیں جب آدمی اپنے بھائیوں کے پاس جائے تو تیار ہو کر جائے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب آدمی کہیں لوگوں سے ملنے جائے تو اپنی ہیئت و حالت درست کرے۔ رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ آپ علیہ السلام وفود سے ملنے کے لئے ایک قمیص جبہ پہنا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے چھبیس اونٹوں کے بدلے ایک جوڑا خریدا تھا جس کو پہنا کرتے تھے۔

دوسری روایتوں میں سادگی کی ترغیب اور اچھا لباس نہ پہننے کی ترغیب آئی ہے۔

دین واخلاص کے دارومدار کے لئے دو باتیں ذہن نشین کر لی جائیں۔

❶ دین واخلاص نہ صاف ستھرے کپڑوں میں ہے اور نہ ہی عام سادہ بے تکلف لباس میں ہے بلکہ اس کا مدار نیت پر ہے۔ اگر اچھا لباس اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کے اظہار شکر کے طور پر ہو تو یہ دین ہے لیکن یہی لباس لوگوں میں شہرت وریا کے لئے ہو تو مذموم ہے۔

❷ اس طرح سادہ و بے تکلف لباس اچھے لباس کی وسعت کے باجود اگر اللہ تعالیٰ کے لئے اور آخرت کے انعام کے حصول کے لئے ہو تو محبوب ہے اور اگر لوگوں میں صورت سوال یا اپنے زہد وتقویٰ کی شہرت کے لئے ہو تو مذموم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام لباس سادہ ہی ہوتا ہے بلا تکلف جو میسر ہوا پہن لیا اور دوسری روایات میں سادگی کی ترغیب بھی اسی لئے ہے۔ زیب وزینت کے اختیار کرنے کے مقابل جو روایات ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ اس کی عادت نہ بنائی جائے کہ اگر کبھی میسر نہ ہو تو بھی مقصد زندگی دینی کام میں کوئی سستی نہ پیدا ہو۔ اگر اس تکلف وتصنع کی وجہ دینی کام میں حرج ہے تو یہ ممنوع ہوگا ورنہ کوئی حرج نہیں ہے جیسے اگر تکلف کا لباس نہ ملا تو نماز میں حاضری نہ ہوئی ہو اور اس کی اصلاح ودرستگی میں وقت لگ گیا اور نماز جماعت سے نہ ملی بلکہ اچھا لباس ملے نہ ملے ہر حال میں دینی کاموں میں فرق نہ آئے تو کوئی حرج نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس بھی عمومی طور پر سادہ رہنا اسی عدم تکلف کی وجہ سے تھا کہ جو اچھا لباس ملا تو پہن لیا نہ ملا تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(ملخص مرقاۃ ۸/ ۲۵۶ تا ۲۵۷، مظاہر حق ۴/ ۱۷۶ تا ۱۸۰، خصائل نبوی صفحہ ۱۴۱ تا ۱۷)

باب التسمية إذا ادهن

تیل لگاتے وقت بسم اللہ پڑھنا چاہئے

(١٧٤) - أخبرى محمد بن الحسن بن صالح بن شيخ بن عميرة، ثنا عيسى بن أحمد العسقلاني، ثنا بقية بن الوليد، حدثني سلمة بن نافع القرشي، ثنى أخي دويد بن نافع القرشي، قال: قال رسول الله ﷺ: من ادهن ولم يسم، ادهن معه سبعون شيطانا.

ذكره ابن ابى حاتم فى «العلل» (٢/٣٠٥)

(۱۷۴) ترجمہ: ''حضرت دوید رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص تیل لگائے اور (تیل لگاتے وقت) بسم اللہ نہ پڑھے تو اس کے ساتھ ستر شیطان تیل لگاتے ہیں۔''

(١٧٥) - أخبرني محمد بن الحسن بن صالح بن عميرة، ثنا عيسى بن أحمد العسقلاني، ثنا بقية بن الوليد، عن أبي نيبه النميري، عن حليد بن دعلج، عن قتادة بن دعامة، قال: قال رسول الله ﷺ: إذا ادهن أحد كم فليبداء بجاجبيه فإنه يذهب بالصداع أو يمنع الصداع.

اخرجه ابو نعيم فى «الطب» وابن عساكر فى «تاريخه» والديلمى فى «مسند الفردوس» عن قتاده عن انس مرفوعاً والحكم الترمذى ايضاً كما فى «فيض القدير» (١/٢٥٢)

(۱۷۵) ترجمہ: ''حضرت قتادہ بن دعامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی تیل لگائے تو پہلے بھنوؤں میں تیل لگائے کیونکہ اس سے سر کا درد نہیں ہوتا ہے۔''

فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سر پر تیل لگاتے وقت بسم اللہ پڑھنا چاہئے اور پہلے بھنوؤں پر تیل لگانا چاہئے جو شیطان سے حفاظت اور سر درد کو دور کرنے کا ذریعہ ہے۔

سر کے درد نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تیل لگانے سے سر کے مسامات کھل جاتے ہیں جس سے سر کا گندہ بخار نکل جاتا ہے (جو درد سر کا سبب ہے)۔

علماء نے پہلے بھنوؤں کو لگانے کی ایک حکمت یہ بھی بیان کی ہے کہ سب سے پہلے جو بال انسان کے اگتے ہیں وہ بھنوؤں کے بال ہوتے ہیں اور پہلے لگانے میں گویا ان کا حق ادا کرنا ہے۔ (فیض القدیر للمناوی ۱/۲۵۲)

باب ما يقول إذا خرج من بيته

گھر سے نکلتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

جب آدمی گھر سے باہر نکلتا ہے تو اس کا واسطہ مختلف لوگوں سے پڑتا ہے۔ ان سے میل جول ملاقات کے موقع پر ان کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ حقوق اللہ کی رعایت بھی رہے اور نہ ہی اس سے کسی کو کوئی نقصان پہنچے اور نہ کسی سے اس کو نقصان پہنچے۔ اس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے امت کو ایسی دعائیں تعلیم فرمائی ہیں جو اس کی دین اور دنیا دونوں کے لئے کافی ہوں۔

گھر سے نکلتے وقت کونسی دعا پڑھنی چاہئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بیان میں ایک باب تین حدیثوں پر مشتمل ذکر فرمایا ہے۔

(١٧٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، انا محمود بن غيلان، ثنا وكيع، عن سفيان، عن منصور، عن الشعبي، عن أم سلمة رضي الله تعالى عنها، أن النبي ﷺ كان إذا خرج من بيته قال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نُزِلَّ أَوْ نَضِلَّ أَوْ نُضَلَّ اَوْ نَظْلِمَ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ نَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (٣٠٦/٦) وابوداؤد (٥٠٩٤/٣٢٥/٤) (٣٤٧/٢) وابن ماجه (٣٨٨٤/١٢٧٨/٢) ص٢٧٧) والترمذي (٣٤٢٧/٤٩٠/٥) (١٨١/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٨٧)

(۱۷۶) ترجمہ: ”حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے:“

﴿بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نُزِلَّ أَوْ نَضِلَّ أَوْ نُضَلَّ اَوْ نَظْلِمَ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ نَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا.﴾

ترجمہ: ”میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر نکلتا ہوں۔ اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں کہ سیدھے راستے سے پھسل جاؤں یا پھسلایا جاؤں، یا گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کیا جاؤں، یا ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے، یا میں جہالت کا برتاؤ کروں یا میرے ساتھ جہالت کا برتاؤ کیا جائے۔“

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنے تمام امور میں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے حق سے ہٹنے، گمراہ ہونے، حقوق اللہ اور حقوق الناس میں کمی کرنے، لوگوں سے میل جول کے وقت ان سے جہالت کا برتاؤ کرنے یا میرے ساتھ

کسی کے جہالت کا برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ (مرقاۃ ۵/۳۱۲، ۳۱۳)

ایک حدیث میں ہے کہ جو کسی مؤمن کو جہالت کے برتاؤ کرنے پر مجبور کرے گا اس کا گناہ اسی پر ہوگا۔ (فتوحات ربانیہ ۱/۳۲۱)

یہ دعائیں اپنے گھر سے نکلتے وقت پڑھنی چاہئیں اسی طرح مسافر کو بھی جب اپنے مقام سفر اور جب بھی کہیں باہر نکلے یہ دعائیں پڑھنی چاہئیں۔ (فتوحات ربانیہ ۱/۳۲۷)

نوع آخر:

(۱۷۷) - أخبرنا أبو خليفة، أنا أبو يعلى محمد بن الصلت التوزى، حدثنا حاتم بن إسماعيل، عن عبدالله بن حسين، عن عطاء بن يسار، عن سهيل ابن أبى صالح، عن أبيه، عن أبى هريرة رضى الله تعالى عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم كان إذا خرج من منزله قال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ، أَلتَّكْلَانُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.﴾

اخرجه البخارى فى «الادب المفرد» (رقم ۱۱۹۷) وابن ماجه (۲/۱۲۷۸/۳۸۸۵) (ص۲۷۷) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ٤٠٦) والحاكم فى «المستدرك» (۱/۷۰۰) والمزى فى «تهذيب الكمال» (١٤/٤١٩/٧٤٢)

ایک اور دعا:

(۱۷۷) ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے:"

﴿بِسْمِ اللّٰهِ، أَلتَّكْلَانُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.﴾

ترجمہ: "میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ نکلتا ہوں (میرا) بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہے۔ برائیوں سے بچنے کی طاقت اور بھلائیوں کے کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہے۔"

(۱۷۸) - أخبرنا أبو عروبة، ثنا المسيب بن واضح، ثنا حجاج بن محمد، عن ابن جريج عن إسحاق بن عبدالله بن أبى طلحة، عن أنس بن مالك رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا خرج الرجل من بيته فقال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

فيقال له: حينئذ وقيت وهديت وكفيت، قال: فيتنحى لهُ الشيطان، فيلاقيه شيطان آخر، فيقول له: كيف لك برجل وقد وقى وكفى وهدى.

أخرجه أبوداود (٤/٣٢٥/٥٠٩٥) (٢/٣٤٧) وابن ماجه (٢/١٢٧٨/٣٨٨٦) (ص٢٧٧) والترمذى (٥/٤٩٠/٣٤٢٩) (٢/١٨٠) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٨٩) وابن حبان فى «صحيحه» (٣/١٠٤/٨٢٢)

(۱۷۸) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص اپنے گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

ترجمہ: ”میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر نکل رہا ہوں، اللہ تعالیٰ ہی پر میرا بھروسہ ہے، کسی خیر کے حاصل کرنے یا کسی شر سے بچنے میں کامیابی اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہو سکتی ہے۔“

تو اس وقت اس شخص سے کہا جاتا ہے (یعنی فرشتے کہتے ہیں!) تمہاری ہر شر سے حفاظت کی گئی، تمہارے کام بنا دیئے گئے اور تمہاری کفایت کی گئی۔ شیطان اس سے (نامراد ہو کر) دور ہو جاتا ہے۔“

جب دوسرا شیطان اس پہلے شیطان سے (جو اس دعا کے پڑھنے کی برکت سے دور ہو گیا تھا) ملتا ہے تو کہتا ہے تو اس شخص پر کیسے قابو پا سکتا ہے جس کی حفاظت کی گئی جس کی کفایت کی گئی اور جس کے کام بنا دیئے گئے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جو آدمی اس دعا کو پڑھ کر نکلتا ہے تو فرشتہ اسے پکار کر یہ الفاظ کہتا ہے۔

طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے ہدایت دی گئی، اللہ تعالیٰ پر توکل کی وجہ سے تمام امور ومہمات میں کفایت کی گئی اور ”لا حول ولا قوة الا باللّٰه“ کی برکت سے حفاظت کی گئی ہے۔

ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ جب بندہ اپنے رب کے مبارک نام سے مدد طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت عطا فرماتے ہیں اور اس کی رہنمائی فرماتے ہیں اور دینی اور دنیاوی امور میں مدد فرماتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہو جاتے ہیں اور جو ”لا حول ولا قوة الا باللّٰه“ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی شیطان کے شر سے حفاظت فرماتے ہیں کہ شیطان اس پر مسلط نہیں ہوتا۔

شیطان کا دوسرے شیطان سے کہنا دوسرے کی تسلی کے لئے ہے کہ آخر تیرے لئے ایسے آدمی کو بھٹکانا کیسے آسان ہوگا جو یہ دعا پڑھ چکا ہے اور تو اس کو نہ بھٹکانے میں معذور ہے۔ (کلہ من المرقاۃ ۲۱۴/۵)

باب فی ذکراللّٰہ عزوجل فی الطریق

راستے میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا

مسلمان کا کوئی وقت بھی ذکراللہ سے فارغ نہیں ہے بلکہ اس کا مشغلہ یہی ہے کہ ہمیشہ اس کی زبان اپنے ربّ کی یاد اور اس کے عشق میں اس کے ذکر سے تر رہے اس لئے راستے میں بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہئے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو باب جو دو احادیث پر مشتمل ہیں ذکر فرمائے ہیں۔

(١٧٩) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا عمرو بن علي، ثنا يحيٰى بن سعيد، ثنا ابن أبي ذئب، ثنا سعيد المقبري، عن أبي إسحاق مولى الحارث، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما من قوم جلسوا مجلسا لم يذكروالله عزوجل فيه إلا كانت عليهم ترة، وما سلك رجل طريقا لم يذكرالله عزوجل فيه إلا كانت عليه ترة.

وأحمد في «مسنده» (٤٣٢/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٤٠٦) وابن حبان في «صحيحه» (٨٥٣/١٣٣/٣) والطبراني في «الدعا» (رقم ١٩٢٧) والبيهقي في «شعب الايمان» (٥٤٦/٤٠٤/١)

(١٧٩) ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کریں تو وہ مجلس ان کے لئے نقصان دہ ہوگی۔ جو آدمی کسی راستے پر چلے جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے تو وہ چلنا اس کے لئے نقصان دہ ہوگا۔“

فائدہ: انسان پر اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام کی برسات ہر آن ہر گھڑی ہوتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری اور بندے کی عبدیت کا تقاضہ ہے کہ ہر آن ہر گھڑی اس کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہے۔

نیز اس ذکر پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے انعامات کی برسات دنیا اور آخرت میں ہوتی ہے آخرت میں جب اس ذکر عظیم ثواب انسان کو نظر آئے گا تو جو گھڑی بھی ذکر سے خالی ہوگی وہ حسرت وافسوس کا سبب ہوگی۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مواقع کی حسرت سے بچنے کے لئے اپنی امت کو ان احادیث میں ذکر پر متنبہ فرمایا ہے۔ (راقم عفی عنہ)

باب قراءة قل هو الله احد في الطريق إذا مشى

راستے میں چلتے ہوئے قل ھواللہ احد پڑھنے کی فضیلت

(۱۸۰) - حدثني عبدالملك بن محمود بن سميع، ثنا نوح بن عمرو ابن حوئي، قال عبدالملك: سألت عنه أبا زرعة فقال: ثقة، حدثنا بقية ابن الوليد، عن محمد بن زياد، عن أبي أمامة الباهلي رضي الله تعالى عنه قال: أتى رسول الله ﷺ جبريل عليه السلام وهو بتبوك، فقال: يا محمد! إشهد جنازة معاوية المزني، قال: فخرج رسول الله ﷺ ونزل جبريل عليه السلام في سبعين ألفا من الملائكة، فوضع جناحه الأيمن على رؤس الجبال، فتواضعت، ووضع جناحه الأيسر على الأرضين فتواضعت، حتى نظر مكة والمدينة، فصلى عليه رسول الله ﷺ وجبريل والملائكة عليهم السلام، فلما فرغ قال: يا جبريل! بم بلغ معاوية هذه المنزلة؟ قال: بقراء ته قل هو الله أحد قائما وقاعدا وراكبا وماشيا.

اخرجه ابويعلى في «مسنده» (۲۵٦/۷ - ۲۵۷/٤٦٦۷) والطبراني في «المعجم الاوسط» (۱۱٦/۸/۷۵۳۷) وفي «مسند الشاميين» (۱۲/۲/۸۳۱) وابن عبدالبر في «الاستيعاب» (۱٤۲٤/۳)

(۱۸۰) ترجمہ: ”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت آپ ﷺ تبوک میں تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے (رسول اللہ ﷺ سے) کہا: اے محمد! (ﷺ) معاویہ مزنی کے جنازے میں شرکت فرمایئے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ (جنازے میں شرکت کے لئے) تشریف لے گئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ (جنازے میں شرکت کے لئے آسمان سے) اترے۔ انہوں نے اپنا دایاں پر پہاڑوں کی چوٹیوں پر رکھا تو وہ جھک گئے، اور اپنا بایاں پر زمینوں پر رکھا تو وہ (بھی) جھک گئیں (یعنی تواضع کی وجہ سے پست ہوگئیں) یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے (زمین اور پہاڑوں کے کھلنے کی وجہ سے) مکہ اور مدینہ دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ حضرت جبرئیل اور فرشتوں نے ان پر نماز جنازہ پڑھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: جبرئیل! معاویہ نے اس درجہ کو کیسے حاصل کیا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: ان کے کھڑے، بیٹھے، سوار اور چلتے ہوئے قل ھواللہ پڑھنے کی وجہ سے اس درجہ کو حاصل کیا ہے۔“

فائدہ: سورہ اخلاص پڑھنے کے فضائل آگے آرہے ہیں۔

باب ما يقول إذا خرج إلى السوق

جب بازار میں جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بدترین جگہ بازار ہیں۔ (مشکوٰۃ ۱/۶۸)
علماء نے لکھا ہے کہ بازار شیطان کی نشست گاہ ہے۔ جس میں وہ اپنی کرسی رکھتا ہے اور اپنے جھنڈے کو گاڑتا ہے۔ اپنے چیلوں کو بازار میں پھیلا دیتا ہے تاکہ وہ بازار والوں کو ہر طریقے سے دنیا کے حصول کے لئے ابھاریں خواہ ناپ تول کی کمی کر کے یا جھوٹی قسم سے سامان بیچ کر یا فاسد لین دین کے ذریعے ہی چیزوں کے مالک بنیں۔ (فتوحات الربانیہ ۶/۱۹۱)
ایک روایت میں آتا ہے جو شخص صبح بازار کی طرف جاتا ہے اس کے ہاتھ میں شیطان کا جھنڈا ہوتا ہے۔
ان حالات میں وہی شخص اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہے گا جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ہو۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اذکار و اعمال بتائے جس کے ذریعے سے آدمی بازار کی ظلماتی فضاؤں سے محفوظ رہتا ہے۔
چنانچہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو باب اور اس کے ذیل میں تین احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۱۸۱) - ثنا مسدد بن يعقوب القلوسي، ثنا أبي حدثنا إبراهيم ابن سليمان، حدثنا محمد بن أبان، ثنا علقمة بن مرثد، عن ابن بريدة، عن أبيه رضي الله تعالى عنه، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا خرج إلى السوق قال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ السُّوْقِ، وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ السُّوْقِ وَشَرِّ مَا فِيْهَا، وَأَعُوْذُبِكَ أَنْ أُصِيْبَ فِيْهَا يَمِيْنًا فَاجِرَةً أَوْ صَفْقَةً خَاسِرَةً.﴾

اخرجه الروياني في «مسنده» (۱/۷۹/۴۰) والطبراني في «المعجم الكبير» (۲/۲۱/۱۱۵۷) وفي «المعجم الاوسط» (۵/۳۵۴/۵۵۳۴) وفي «الدعا» (رقم ۷۹۴، ۷۹۵) والحاكم في «المستدرك» (۱/۷۲۳)

(۱۸۱) **ترجمہ:** ''حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بازار تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:''

﴿بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ السُّوْقِ، وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ السُّوْقِ وَشَرِّ مَا فِيْهَا، وَأَعُوْذُبِكَ أَنْ أُصِيْبَ فِيْهَا يَمِيْنًا فَاجِرَةً أَوْ صَفْقَةً خَاسِرَةً.﴾

ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بازار میں داخل ہوتا ہوں۔ اے اللہ! میں آپ سے اس بازار کی خیر و برکت اور اس بازار میں جو کچھ ہے اس کی خیر و برکت کو طلب کرتا ہوں اور اس بازار کے شر اور جو کچھ اس بازار میں ہے اس کے شر سے آپ کی پناہ لیتا ہوں۔ اے اللہ! میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں کوئی جھوٹی قسم کھاؤں یا کوئی نقصان کا معاملہ کروں۔''

فائدہ: اس دعا کا مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بازار میں داخل ہوتا ہوں اور اس بازار میں دنیاوی امور کی جو خیر ہے اس کا طلب کرتا ہوں اور اوامر و احکام ہیں ان پر قائم رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتا ہوں۔ اس بازار میں جو شر ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کیونکہ یہ بازار شیطان کی جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت، دھوکے، ملاوٹ اور خراب معاملے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں، اور جھوٹی قسم کھانے اور دینی یا دنیاوی امور میں خسارہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۱۹۳)

بازار میں داخل ہونے کے آداب

❶ بازار میں بائیں پاؤں سے داخل ہونا اور دائیں پاؤں سے باہر آنا چاہئے۔

❷ دعا بلند آواز سے پڑھے تاکہ دوسروں کو ترغیب ہو۔

❸ دعا پڑھنے کا وقت بازار داخل ہونے سے پہلے ہے بعد میں وقت نہیں ہے۔ (کلہ من فتوحات ربانیہ ۶/۱۹۰، ۱۹۱)
(لیکن بعد میں بھی پڑھ لینا چاہئے)۔

❹ ایک ادب یہ بھی ہے کہ بازار سے کچھ نہ کچھ گھر والوں کے لئے لے کر جائے ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں اس بندے کو بہت پسند فرماتے ہیں جو بازار سے لوٹے تو اپنے گھر والوں کے لئے اپنی آستین میں (یعنی اپنے ساتھ) کچھ اپنے گھر والوں کے لئے لے جائے جس سے وہ لوگ خوش ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس پر فرشتوں کے سامنے فخر فرماتے ہیں۔
(مسند الفردوس ۱/۱۶۸)

باب ما يقول إذا دخل السوق

بازار میں داخل ہوتے وقت کونسی دعا پڑھنی چاہیے

(۱۸۲) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا عبيدالله بن عمر القواريري، ثنا حماد ابن زيد، حدثني عمرو بن دينار، قهرمان آل الزبير، عن سالم بن عبدالله، عن أبيه، عن جده، قال: قال رسول الله ﷺ: من قال في سوق من الأسواق:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ، وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

كتب الله لهٗ ألف ألف حسنة، ومحا عنه ألف ألف سيئة، وبنى لهٗ بيتا في الجنة.

اخرجه احمد في «مسنده» (۴۷/۱) والدارمي في «سننه» (۲۶۹۲/۳۷۹/۲) وابن ماجه (۲۲۳۵/۷۵۲/۲) (ص۱۶۱) والترمذي (۳۴۲۹/۴۹۱/۵) (۱۸۱/۱) والطبراني في «الدعا» (رقم ۷۸۹، ۷۹۱)

(۱۸۲) ترجمہ: ”حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جوشخص بازار میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ، وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ (اپنی ذات وصفات میں) اکیلے ہیں۔ ان ہی کے لئے (سارے عالم کی) بادشاہی ہے۔ تمام تر تعریفیں بھی ان ہی کے لئے ہیں۔ وہی زندہ کرتے ہیں اور وہی مارتے ہیں اور وہ خود ایسے زندہ ہیں جس کے لئے مرنا نہیں ہے۔ تمام تر بھلائیاں ان کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔“

تو اللہ تعالیٰ اس کو دس لاکھ نیکیاں عطا فرماتے ہیں اور دس لاکھ گناہ مٹا دیتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک محل بنا دیتے ہیں۔“

نوع آخر:

(۱۸۳) - حدثني أحمد بن زهير، أبو حفص التنيسي، عن صدقة، عن الحجاج بن أرطاة، عن نهشل بن سعيد، عن الضحاك بن مزاحم، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه، عن رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم قال: من قال حين يدخل السوق:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. ﴾

كتب الله عزوجل لهٗ ألفي ألف حسنة، ومحاعنه ألفي ألف سيئة، ورفع لهٗ ألفي ألف درجة.

لم اجده عند غير المصنف.

ایک اور حدیث:

(۱۸۳) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. ﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ (اپنی ذات وصفات میں) اکیلے ہیں۔ ان ہی کے لئے (سارے عالم کی) بادشاہی ہے۔ تمام تر تعریفیں بھی ان ہی کے لئے ہیں۔ وہی زندہ کرتے ہیں اور وہی مارتے ہیں اور وہ خود ایسے زندہ ہیں جس کے لئے مرنا نہیں ہے۔ تمام تر بھلائیاں ان کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔“

تو اللہ تعالیٰ اس کو بیس لاکھ نیکیاں عطا فرماتے ہیں، بیس لاکھ گناہ معاف فرماتے ہیں اور اس کے بیس لاکھ درجے بلند فرماتے ہیں۔“

فائدہ: علماء نے لکھا ہے کہ بازار میں اس تھوڑے ذکر پر اتنا بڑا اجر عظیم اس وجہ سے ملتا ہے کہ یہ شخص غافلین (بازار میں معاملات میں مشغول ہوکر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل لوگوں) میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا ہوتا ہے تو یہ اس مجاہد کی طرح ہے جو بھاگنے والوں میں جہاد پر جما رہتا ہے۔

کیونکہ بازار کی فضا خرید وفروخت کی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے عدم مشغولیت کی فضا ہے اس لئے جو شخص ایسی جگہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے وہ ایسے لوگوں کے گروہ میں شامل ہو جاتا ہے جن کو ان کی خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۱۹۰،۱۹۱)

باب ما يقول إذا قيل له: كيف أصبحت؟

جب صبح کے احوال پوچھے جائیں تو کیا جواب دینا چاہئے

مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں یہ قرآن کریم کا فیصلہ ہے۔ اب یہ بھائی ایک دوسرے سے کس طرح میل جول رکھیں جس سے ان کے درمیان اخوۃ کا رشتہ نہ صرف مضبوط ہو بلکہ یہ اپنے مخالفین کے لئے بیان مرصوص (سیسہ پلائی ہوئی دیوار) ثابت ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے "اشداء علی الكفار رحماء بینهم" فرمایا ہے۔

آگے تقریباً ۸۰، ۸۲ حدیثیں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے آپس کے میل جول کے بارے میں بیان فرمائی جو مختلف عنوانات پر مشتمل ہیں۔

جب لوگ صبح کو ایک دوسرے سے حال احوال پوچھیں اور جب کسی سے اس کی صبح کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ کیا جواب دے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب اور اس کے ذیل میں پانچ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

(١٨٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن النسائي، أنا عمرو بن علي، ثنا أبوداود، حدثنا أبو عوانة، عن عمر بى أبى سلمة، أبيه عن أبى هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: دخل أبوبكر رضي الله تعالى عنه على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: كيف أصبحت يا رسول الله! قال:

صالح، من رجل لم يصبح صائما، ولم يعد مريضا، ولم يشهد جنازة.

اخرجه ابن ماجه (۲/۱۲۲۲/۳۷۱۰) (ص۲۶۳) وابن ابی شیبه فی «المصنف» (۲/۴۴۴/۱۰۸۴۳) والنسائی فی «السنن الکبری» (۶/۵۵/۱۰۰۱۶) وفی «عمل الیوم واللیلة» (رقم۱۸۸) والطبرانی فی «المعجم الاوسط» (۷/۲۲۳/۷۳۳۳)

(۱۸۴) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ نے کس حال میں صبح کی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص سے بہتر حالت میں صبح کی جس نے ایسی حالت میں صبح کی کہ نہ اس میں روزہ رکھا، نہ مریض کی عیادت کی اور نہ جنازہ میں شرکت کی ہو۔''

فائدہ: یعنی جو شخص دن بھر میں نہ روزہ رکھے نہ عیادت کرے اور نہ کسی جنازے میں شرکت کرے گویا ان اعمال کے فوت ہونے پر افسوس کا اظہار ہے ان اعمال صالحہ کی ترغیب ہے کہ ان کو کثرت سے کیا جائے۔ (حاشیہ سندی حاشیہ ابن سنی صفحہ ۱۵۲)

ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جس نے مریض کی عیادت کی، جنازے کے ساتھ چلا اور اس کو اس دن روزہ رکھنے کی توفیق ملی تو اس کی شام اس حالت میں ہوتی ہے کہ اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا: آج تم میں سے کس نے مریض کی عیادت کی؟ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: میں نے (عیادت کی) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج تم میں سے کون جنازے کے ساتھ چلا؟ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: میں (جنازے کے پیچھے چلا ہوں) آپ ﷺ نے پوچھا: آج تم میں کس نے روزہ رکھا؟ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: میں نے (روزہ رکھا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے (ان اعمال کی بدولت) اپنے لئے جنت واجب کر لی۔ (مصنف ابن عبدالرزاق ۳/۵۹۳)

مطلب یہ ہے کہ آدمی کو دن بھر میں نیک اعمال کو ضرور اختیار کرنا چاہئے کہ اس کا کوئی دن ایسا نہ ہو جس میں کوئی نہ کوئی نیک عمل نہ ہوا ہو۔ آگے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی اسی مضمون کی مختلف احادیث ذکر فرما رہے ہیں جس میں ایک دوسرے کا حال پوچھنا مذکور ہے۔

نوع آخر:

(۱۸۵) - حدثنا محمد بن هارون الحضرمي، ثنا نصر بن علي الجهني، قال: سمعت عبدالله بن عثمان بن إسحاق بن سعد بن أبي وقاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، يقول أخبرني أبو أمي مالك بن حمزة بن أبي أسيد، عن أبيه، أنه سمع أبا أسيد البدري، يقول: قال رسول الله ﷺ للعباس بن عبدالمطلب: لا تبرح من منزلك أنت وبنوك حتى آتيكم، فأتاهم بعد ما أضحى، فقال: السلام عليكم كيف أصبحت؟ قال: بخير ألحمد لله، قال: أدنوا، فتدانوا يزحف بعضهم إلى بعض، فاشتمل عليهم بملاء ته، قال: هذا عمي وصنو أبي، وهولاء أهل بيتي، اَللّٰهُمَّ فَاسْتُرْهُمْ مِنَ النَّارِ كَسْتِرِيْ إِيَّاهُمْ بِمَلَاءَ تِيْ هَذِهِ، فقالت أُسْكُفَّةُ الباب: آمين، وقال جدران البيت: آمين.

اخرجه ابن ماجه (۳۷۱۱/۱۲۲۲/۲) (ص۲۶۳) والطبراني في «المعجم الكبير» (۵۸۴/۲۶۳/۱۹) وفي «المعجم الاوسط» (۴۰۷۱/۲۳۶/۴) وابو نعيم الاصبهاني في «دلائل النبوه» (۲۲۱/۱۷۴/۱) كما في «العجالة» (۲۴۳/۱) والمزي في «تهذيب الكمال» (۲۷۵/۱۵)

ایک اور حدیث:

(۱۸۵) تَرجَمہ: ''حضرت ابواسید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا: میرے آنے تک آپ اور آپ کے بیٹے گھر سے کہیں نہ جائیں۔ چاشت کے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: السلام علیکم آپ لوگوں نے کس حال میں صبح کی؟ ان لوگوں نے کہا: (ہم نے) بخیر و عافیت صبح کی، یا رسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے کس حال میں صبح کی؟ آپ نے

فرمایا: الحمد للہ بخیر و عافیت۔ (پھر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آپ لوگ (میرے) قریب ہو جائیں۔ چنانچہ وہ لوگ گھسٹتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان پر اپنی چادر ڈال دی (جس میں وہ سب چھپ گئے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اے اللہ!) یہ میرے چچا میرے والد کے سگے بھائی ہیں، اور یہ میرے گھر والے ہیں۔ اے اللہ! آپ ان کو آگ سے ایسے چھپا لیجئے جس طرح میں نے ان کو اپنی چادر میں چھپایا ہوا ہے۔ دروازے کی چوکھٹ نے کہا آمین اور گھر کی دیوار نے کہا آمین۔''

فائدہ: اس حدیث سے اپنے گھر والوں کا حال چال پوچھنا ان کی خبر گیری کرتے رہنا معلوم ہوا۔ اسی طرح ان کے لئے جہنم سے حفاظت کی دعا بھی کرنا چاہئے۔

(١٨٦) - أخبرنا أبو القاسم ابن منيع، (قال): حدثنا عبدالرحمن ابن صالح الأزدي، حدثنا القاسم بن محمد العقيلي، عن جده عبدالله بن محمد ابن عقيل (بن أبي طالب) عن جابر، أن عقيل بن أبي طالب دخل على النبي ﷺ فقال له: مرحباً بك يا أبا يزيد، كيف أصبحت؟ قال: بخير صبحك الله يا أبا القاسم بخير.

لم اجده عند غير المصنف.

(۱۸۶) **ترجمہ:** ''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عقیل بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابو یزید! خوش آمدید! تم نے صبح کس حال میں کی؟ حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا (میں نے) خیر کے ساتھ (صبح کی) ابوقاسم! (ﷺ) اللہ تعالیٰ آپ کی صبح کو بھی خیریت (وعافیت) سے رکھے۔''

نوع آخر:

(١٨٧) - حدثنا أبو محمد بن صاعد، ثنا عبدالله بن الحسن الحراني، ثنا إسماعيل بن أبي أويس، ثنا عبدالملك بن قدامة بن إبراهيم الجمحي، أنه سمع عمرو بن شعيب، ثم حفظ عن أبيه بعد ذلك. وكنت سمعته منه أنا وأبي جميعا. قال: حدثني عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، عن أبي جده عبدالله بن عمرو رضي الله تعالى عنهما قال: أتى رسول الله ﷺ أم عبدالله بن عمرو ذات يوم، وكانت تلطف رسول الله ﷺ فقال: كيف أنت يا أم عبدالله؟ قالت: بخير بأبي وأمي يا رسول الله، وكيف أنت؟ قال: بخير وكيف عبدالله؟ قالت: بخير.

اخرجه ابن سعد فى «الطبقات الكبرى» (۱/۱۲۲ القسم المتمم) وابو بكر الشيبانى فى «الآحاد والمثانى» (۸۰۵/۱۰٤/۲) والحارث بن اسامة فى «مسنده» كما فى بغية الحارث (۷۵٦/۷٦۰/۲) والحاكم فى «المستدرك» (٦۰۵/۳) والرافعى فى «التدوين فى اخبار قزوين» (۲٤۹/۳)

(۱۸۷) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ اُمّ عبداللہ بن عمرو کے پاس تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُمّ عبداللہ! تم کیسی ہو؟ انہوں نے جواب دیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں خیریت سے ہوں، آپ کیسے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں (بھی) خیریت سے ہوں اور عبداللہ کیسے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: (وہ بھی) خیریت سے ہیں۔“

(۱۸۸) - حدثنا أحمد بن عمير بن إبراهيم، ثنا بشر بن موسى، ثنا الحسن بن موسى الأشيب، ثنا حماد بن سلمة، ثنا إسحاق بن عبدالله ابن أبي طلحة، أن رسول الله ﷺ كان يقول لصاحبه إذا رآه: كيف أنت؟ وكيف أصبحت؟ فيقول: بخير، أحمد الله، فيقول لهُ رسول الله ﷺ: جعلك الله بخير، قال: فقال ذات يوم: كيف أنت يا فلان، أو كيف أصبحت؟ فقال: بخير إن شكرت، قال: فسكت عنه النبي ﷺ، فعبر، فقال: إن كنت مما ترد علي خيراً إذا سألتني، فقال: إني كنت أقول لك: كيف أنت، أو كيف أصبحت؟ فتقول: بخير أحمد الله، فأقول: جعلك الله بخير، و إنك قلت اليوم: بخير إن شكرت، فسكت عنك.

اخرجه مالك فى «المؤطا» (۹٦۱/۲) واحمد فى «مسنده» (۲٤۱/۳) والبخارى فى «الادب المفرد» (رقم ۱۱۳۲) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٤٤٤۹/۱۰۹/٤) الضياء والمقدسى فى «الاحاديث المختارة» (۳٦۹/٤ - ۳۷۰)

(۱۸۸) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے ساتھی کو دیکھتے (اور اس سے ملتے) تو فرماتے: تم کیسے ہو، تم نے کس حال میں صبح کی؟ وہ جواب دیتے: میں خیریت سے ہوں (اور اس پر) اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں (یعنی شکر ادا کرتا ہوں) رسول اللہ ﷺ ان سے فرماتے اللہ تعالیٰ تمہیں خیریت سے رکھے۔ ایک دن آپ ﷺ نے (ایک آدمی سے پوچھا) اے فلاں! تم کیسے ہو؟ تم نے کس حال میں صبح کی۔ اس نے جواب دیا: میں نے خیریت سے صبح کی اگر میں شکر کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔ (یعنی ان کو خیریت کی دعا نہ دی) اور آپ ﷺ وہاں سے ہٹ گئے۔ اس شخص

نے کہا: اس سے پہلے آپ جب مجھ سے سوال کرتے تھے تو خیر کا جواب دیا کرتے تھے۔ (لیکن آج نہیں دیا) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اس سے پہلے) میں تم سے پوچھتا تھا کہ تمہارا کیا حال ہے اور تم نے کس حال میں صبح کی تو تم جواب میں کہتے تھے کہ میں خیریت سے ہوں اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں۔ اس لئے میں تم کو خیریت سے رہنے کی دعا دیتا تھا (لیکن) آج تم نے جواب دیا: اگر میں شکر کروں تو خیریت سے ہوں (اس لئے) میں خاموش ہو گیا اور خیریت کا جواب نہ دیا۔"

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ آدمی کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہر آن ہر گھڑی بندے کے ساتھ ہیں اگر کبھی کوئی ناگوار واقعہ پیش آ بھی جائے تو بھی اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھ کر راضی رہنا اور دوسری نعمتوں کو یاد کر کے شکر گزار رہنا چاہئے یہی عبدیت کا راز ہے۔

ان صحابی نے چونکہ شکرانہ کے بول نہ بولے اس لئے آپ ﷺ نے اس وقت ان سے اعراض فرمایا اور پوچھنے پر وجہ بھی یہی شکر نہ کرنا بیان فرمائی۔

لطف سجن دم بدم قہر سجن گاہ   ایہ بھی سجن واہ واہ تے اوہ بھی سجن واہ

باب قول الرجل للرجل: مرحبا

آدمی کا دوسرے آدمی کو مرحبا کہنا

اپنے مسلمان بھائی سے ملنا، اس سے محبت کرنا، اس سے عیب جوئی نہ کرنا اور اس موقع پر کس طرح حال احوال پوچھنا اور کیا ذکر کرنا چاہئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا طریقہ کار تھا اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۴ باب اور ان کے ذیل میں ۱۶ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۱۸۹) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا أحمد بن سليمان، ثنا سعد بن مروان الأزدي، من أهل الرُّها، ثنا عاصم بن بشير، حدثني أبي، أن بني الحارث بن كعب وفدوا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: فدخلت على النبي صلى الله عليه وسلم، فسلمت عليه، فقال: مرحبا وعليك السلام، من أين أقبلت؟ قلت: يا رسول الله! بأبي أنت وأمي، بنوا الحارث وفدواني إليك بالإسلام، فقال: مرحبا، ما اسمك؟ قلت: اسمي: أكبر، قال: بل أنت بشير، فسماني النبي صلى الله عليه وسلم: بشيرا.

أخرجه النسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم۲۷۸، ۳۱۳) وابن قانع في «معجم الصحابة» (۹۱/۱) والبخاري في «التاريخ الكبير» (۱۸۲۱/۱۹۷/۲) وابن منده في «المعرفة» كما في الاصابة (۳۱۸/۱) والحاكم في «المستدرك» (۴۰۶/۴)

(۱۸۹) ترجمہ: ''حضرت بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی حارث بن کعب نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قاصد بنا کر بھیجا۔ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں خوش آمدید ہو، وعلیک السلام، تم کہاں سے آئے ہو؟ (یعنی تمہارا قبیلہ کونسا ہے؟) میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ! بنو حارث نے مجھے آپ کے پاس اسلام کے بارے میں قاصد بنا کر بھیجا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خوش آمدید! تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: اکبر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (نہیں) بلکہ تمہارا نام بشیر ہے۔ (یوں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام بشیر رکھا۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی ملاقات کے لئے آئے تو اس کو مرحبا کہنا چاہئے۔ مرحبا کہنا سنت ہے۔ (مرقاۃ ۷۵/۹)

مرحبا کے معنی کشادہ جگہ کے ہیں یعنی تم اچھی جگہ آئے ہو جہاں تمہیں کوئی تنگی نہیں ہوگی۔ (فتح الباری ۵۶۲/۱۰، مرقاۃ ۷۷/۹)

عرب اس کو کثرت سے استعمال کرتے ہیں اور اس سے مراد ان کی بھلائی اچھی ملاقات اور آنے والے سے انسیت پیدا کرنا اور اس کے حزن وغیرہ کو دور کرنا ہوتی ہے۔ (شرح مسلم نووی ۱/۳۴، مرقاۃ ۱۶/۸۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مرحبا کہنا منقول ہے۔

چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا: "مرحبا بابنتي" (میری بیٹی کو خوش آمدید)۔ (بخاری ۲/۲۱۲)

حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا "مرحبا بام هانی" (اُمّ ہانی کو خوش آمدید)۔ (بخاری ۲/۲۱۱)

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: "مرحبا بالمهاجر الراكب" (مہاجر سوار کو خوش آمدید)۔ (ترمذی ۲/۱۰۲)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: "مرحبا واهلا" (تمہیں خوش آمدید ہو تم گھر والوں میں آئے ہو)۔
(فتح الباری ۱۰/۵۶۲)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: "مرحبا بالطيب المطيب" (اچھے اور عمدہ آدمی کو خوش آمدید ہو)۔
(فتح الباری ۱۰/۵۶۲)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اپنے اہل تعلق اور محبین کے آنے پر مسرت کا اظہار کرنا سنت ہے۔
(فتح الباری ۱/۱۳۱، شرح مسلم ۱/۳۶)

ہمارے ہاں اردو میں مرحبا کی جگہ خوش آمدید استعمال ہوتا ہے۔

باب ما يقول الرجل للرجل إذا ناداه

کوئی آدمی کسی کو آواز دے تو اس کے جواب میں کیا کہنا چاہئے

جب کوئی اپنے کسی بھائی کو آواز دینا چاہے تو کن الفاظ سے اس کو جواب دینا چاہئے۔ اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو باب جن کے ذیل میں تین احادیث بیان فرمائی ہیں۔

(۱۹۰) - أخبرنا أبو يعلي، أنا هدبة بن خالد، ثنا همام، عن قتادة، عن أنس، عن معاذ بن جبل رضي الله تعالى عنه، قال: كنت رديف النبي صلى الله عليه وسلم، ما بيني و بينه إلا مُؤخَرة الرَّحُل، فقال: يا معاذ! قلت: لبيك يا رسول اللّٰه وسعديك، قال: ثم سار ساعة، ثم قال: يا معاذ! قلت: لبيك يا رسول اللّٰه، قال: هل تدرى ما حق اللّٰه عزوجل على العباد؟ قلت: اللّٰه ورسوله أعلم، قال: أن يعبدوه ولا يشركوا به شيئا، ثم سار ساعة فقال: يا معاذ! هل تدرى ما حق العباد على اللّٰه عزوجل إذا فعلوا ذلك؟ قلت: اللّٰه ورسوله أعلم، قال: فإن حقّ العباد على اللّٰه عزوجل إذا فعلوا ذلك أن لا يعذبهم.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۲۴۲/۵) والبخاری فی «صحیحه» (۶۱۳۵/۲۳۸٤/۵) (۱۰۹۷/۲) والمسلم (۳۰/۵۸/۱) (٤٤/۱) والترمذی (۲۶٤۳/۲۶/۵) (۹۳/۲) وابن حبان فی «صحیحه» (۳۶۲/۸۲/۲)

(۱۹۰) ترجمہ: ”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں (سواری پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف کجاوے کی پچھلی لکڑی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: معاذ! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ پھر تھوڑی مسافت طے کرنے کے بعد فرمایا: معاذ! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ پھر تھوڑی دیر چلے (اور) فرمایا: معاذ! تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ پر بندوں کا کیا حق ہے جب ایسا کریں؟ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: جب بندے ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ ان کو عذاب نہ دیں۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی آواز دے تو اس کو جواب میں لبیک کہنا چاہئے۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ادب المفرد میں اس پر باب قائم کیا ہے۔ (ادب المفرد صفحہ ۲۴۳)

جنت میں بھی جب اہلِ جنت اپنے غلاموں کو آواز دیں گے تو وہ لبیک لبیک کہتے ہوئے آئیں گے۔ (قرطبی ۱۷/۶۹)

لبیک کا معنی ہے "میں آپ کے بلانے پر بار بار حاضر ہوں" آپ کے پاس ہوں، آپ کا فرمانبردار ہوں وغیرہ۔

(تفصیل کے لئے دیکھیں شرح مسلم نووی ۱/۴۴، ۳۵۷)

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ستر انصار صحابہ میں ہیں جو عقبہ میں حاضر ہوئے، بدر اور تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو قاضی اور معلم بنا کر یمن بھیجا تھا۔ (مرقاۃ ۱/۹۷)

آپ ﷺ کو ان سے بہت محبت تھی۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمانا کہ میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے پیچھے تھا اور کجاوے کی لکڑی کے علاوہ درمیان میں کچھ نہ تھا یہ اپنے انتہائی قریب ہونے کو بتانا مقصود ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۱/۴۴، مرقاۃ ۱/۹۸)

رسول اللہ ﷺ کا بار بار پکارنا بات کے اہتمام کی وجہ سے ہے کہ حضرت معاذ سننے کے لئے پوری طرح متوجہ ہو جائیں جو بات کے دل میں اترنے اور محفوظ کرنے کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ (مرقاۃ ۱/۹۹)

اللہ تعالیٰ کے حق سے مراد اللہ تعالیٰ کا حق جو بندوں پر لازم اور واجب ہے۔ بندوں کے حق سے مراد بندوں کا حق جو لائق اور مناسب ہے کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو رب نہ بنائے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کرے تو پھر اس پر احسان کرے یہ اللہ تعالیٰ کے لائق ہے۔

یا بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بندوں سے وعدہ کیا ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلاف نہیں ہے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ پر واجب ہے ورنہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا کوئی حق نہیں ہے اور کوئی واجب نہیں ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر کے خود پر واجب کر لیا ہے ورنہ کوئی حق کسی کا اللہ تعالیٰ پر نہیں ہے)۔ (مرقاۃ ۱/۹۸)

(۱۹۱) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا جبارة بن المغلس، ثنا حماد بن يزيد، عن إسحاق بن سويد، عن يحيى بن يعمر، عن ابن عمر، عن عمر رضي الله تعالى عنه أن رجلا نادى النبي ﷺ ثلاثا، كل ذلك يرد عليه: لبيك، لبيك.

اخرجه ابويعلى فى «مسنده» كما فى «اتحاف الخيره المهرة» (۷/۸۰/٦٤٢٧) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ۱۹٤۳) وابو نعيم فى «الحلية» (٦/٣٦٧)

(۱۹۱) ترجمہ: "حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے تین مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو آواز دی۔ ہر مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو حاضر ہوں حاضر ہوں کہہ کر جواب دیا۔"

فائدہ: اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی پکارے تو اس کو حاضر ہوں کہہ کر جواب دینا چاہئے جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ کا یہی عمل تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ آواز دی تو انہوں نے تینوں مرتبہ لبیک کہہ کر جواب دیا۔ (مسند ابویعلی ۷/۴۴)

باب جواب من نادى أخاه بالجفاء

کوئی شخص اپنے بھائی کو سختی سے بلائے تو اس کو کس طرح جواب دینا چاہئے

(۱۹۲) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا هارون بن معروف، ثنا سفيان، عن عاصم بن بهدلة، عن زر، قال: أتيت ابن عسال. هو صفوان. المرادى رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فقلت: هل سمعت يعني النبي ﷺ يذكر الهوى؟ قال: نعم، بينا نحن معه في مسرية، فناداه أعرابي بصوت له جهوري: يا محمد! فأجابه على نحو من كلامه، قال: هاؤم، قلنا: ويلك، أغضض من صوتك، فإنك قد نهيت عن ذلك، قال: والله لا اغضض صوتي، قال: فقال له: أرأيت رجلا أحب قوما ثم لم يلحق بهم؟ قال: هو يوم القيامة مع من أحب.

اخرجه الطيالسى فى «مسنده» (۱/۱۶۰/۱۱۶۴) واحمد فى «مسنده» (۴/۲۳۹ - ۲۴۰) والترمذى (۵/۵۴۵/۳۵۳۵) (۲/۶۴) والروياني في «مسنده» (۱/۲۲۵/۲۱۳) وابن حبان فى «صحيحه» (۴/۱۴۹ - ۱۵۰/۱۳۲۱)

(۱۹۲) **ترجمہ:** ''حضرت زر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں صفوان بن عسال کے پاس گیا اور ان سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے (کچھ) محبت کے بارے میں سنا ہے؟ حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: ہاں! ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک دیہات کے رہنے والے صاحب نے جن کی آواز بھی اونچی (تیز) تھی رسول اللہ ﷺ کو (اونچی آواز سے) اے محمد! کہہ کر پکارا۔ آپ ﷺ نے اسی انداز میں (اونچی آواز کے ساتھ) جواب دیا اور فرمایا: آگے آؤ۔ ہم نے ان سے کہا: تم پر افسوس ہے، تم اپنی آواز کو پست کرو کیونکہ تم کو اس طرح (یعنی اونچی آواز میں رسول اللہ ﷺ سے بات) کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس نے جواب دیا: خدا کی قسم میں اپنی آواز پست نہیں کروں گا۔ (پھر) انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو ایک قوم سے محبت کرتا ہے لیکن اس کی ان سے ملاقات نہ ہو سکی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہوگا۔''

فائدہ: اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کریمانہ کا پتہ چلتا ہے کہ ایک آدمی نے انتہائی بے ادبی کے ساتھ بلند آواز میں پکارا تب بھی آپ ﷺ نے اس کی بات کا برا نہیں منایا بلکہ اس سے پوچھا کہ وہ کیا سوال کرنا چاہتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی ناواقفیت کی وجہ سے بے ادبی کرے تو اس کی بے ادبی کا برا نہیں ماننا چاہئے۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ ان جیسا عمل نہیں کر سکتا ایک اور روایت میں ہے کہ اس نے ان جیسا عمل نہ کیا۔

ان صاحب نے جو سوال کیا کہ ایک آدمی کسی قوم سے محبت کرتا ہے لیکن ان سے مل نہ سکتا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ جو کسی قوم سے اخلاص کے ساتھ محبت رکھتا ہو وہ ان ہی میں شمار کیا جائے گا اگرچہ اس کے عمل ان جیسے نہ ہوں لیکن چونکہ قلبی طور پر اس کے قلب اور ان کے قلب میں موافقت ہے اس لئے یہ بھی ان ہی کے ساتھ ہوگا۔ بسا اوقات ان سے محبت رکھنا ان کی (عمل سے) موافقت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صلحاء اور نیک لوگوں سے اس امید پر محبت رکھنا چاہئے کہ ان کے ساتھ حشر ہو جائے اور ان کی برکت سے جہنم سے خلاصی نصیب ہو۔ (تحفۃ الاحوذی ۷/۶۲)

باب الحمد والاستغفار من رجلين إذا التقيا

ملاقات کے وقت حمد واستغفار کی فضیلت

مسلمانوں کا آپس میں میل جول اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت ہی پسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ملنا اور اللہ تعالیٰ کے لئے جدا ہونا عرش کے سائے کے حصول کا ذریعہ فرمایا ہے نیز آپس میں بغض وکینہ کے ختم ہونے اور حصول محبت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

اس کے لئے مصنف رَحِمَهُ اللهُ تَعَالیٰ نے چار باب جن کے ذیل میں چار احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۱۹۳) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا خالد بن مرداس، أنا هشيم، عن أبي بلج، عن جابر بن زيد أبي الشعشاء، عن البراء عن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهُ عن قال: قال رسول الله ﷺ: إذا التقي المسلمان، فتصافحا وحمدا الله و استغفرا، غفرالله عزوجل لهما.

اخرجه ابوداؤد (٥٢١١/٣٥٤/٤) وابويعلي في «مسنده» (٣٦١/٢) (١٦٧٣/٢٣٤/٣) والبيهقي في «السنن الكبرى» (١٦٧٣/٤٧٤/٦) وفي «شعب الايمان» (٨٩٥٦/٤٧٤/٦) وابن عبدالبر في «التمهيد» (٢٤٦/١٢)

(۱۹۳) تَرجَمہ: ”حضرت براء بن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں، مصافحہ کرتے ہیں (اور) اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔“

فَائِدَة: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک دوسرے سے ملاقات کرنا، مصافحہ کرنا اور اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنا اور استغفار کرنا چاہئے۔

مصافحہ کی فضیلت واہمیت

ایک حدیث میں ہے کہ مصافحہ کیا کرو بغض وکینہ ختم ہوگا۔ (مالک عن عطا الخراسانی مرسلاً مشکوٰۃ ۴۰۳/۲)

ایک روایت میں بغض وکینہ تمہارے دلوں سے چلا جائے گا۔ (ابن عدی عن ابن عمر مرفوعاً مرقاۃ ۸۲/۹)

ایک روایت میں ہے کہ جب دو مسلمان ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا ہے۔

(بیہقی فی شعب الایمان عن البراء بن عازب مشکوٰۃ ۴۰۳/۲)

حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهُ لوگوں سے مصافحہ کے لئے صبح اپنے ہاتھوں میں خوشبو ملا کرتے تھے۔ (ادب المفرد صفحہ ۲۶۲)

ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے۔ (مرقاۃ ۷۴/۹، کتاب الاذکار)

مسلمانوں میں اس کو مروّج اور عام سب سے پہلے اہل یمن نے کیا۔ (بذل ۳۲۵/۶)

مصافحہ کا طریقہ

مصافحہ ایک ہاتھ کی ہتھیلی کو دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی سے ملانا ہے۔ (مرقاۃ ۹/۴۷، فتوحات ربانیہ ۵/۳۹۱)

اسی طرح ایک ہتھیلی کا دوسرے ہتھیلی سے ملنا جو سختی کے ساتھ نہ ہو اس کو مصافحہ کہتے ہیں۔ یہی مصافحہ الفت و محبت کا سبب ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۳۹۲)

صرف انگلیوں سے مصافحہ کرنا (اور ہتھیلی نہ ملانا) بدعت ہے۔ (مظاہر حق ۴/۳۷۶)

اسی طرح مصافحہ بغیر سلام کے نہیں ہے کیونکہ یہ تو سلام کی تکمیل کے لئے ہے۔ (ترمذی ۲/۱۰۲)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں سلام اس وقت مکمل ہوگا جب مصافحہ ہوگا۔ (ادب المفرد صفحہ ۲۵۱)

بعض علماء نے مصافحہ کی تعریف ان الفاظ سے کی ہے ایک دوسرے کو سلام کر کے حال احوال پوچھنے تک ہاتھ ملائے رکھنا مصافحہ میں شامل ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۳۹۲)

باب الصلوٰة على النبى ﷺ إذا التقيا

دوآدمیوں کا ملاقات کے وقت درود شریف پڑھنے کا بیان

(۱۹٤) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا خليفة بن خياط، قال: ثنا درست ابن حمزة، حدثنا مطر الوراق، عن قتادة عن أنس رضي الله تعالى عنه عن النبى ﷺ قال: ما من عبدين متاحبين فى الله عزوجل، يستقبل أحدهما صاحبه، فيصافحه، ويصليان على النبى ﷺ، إلا لم يتفرقا حتى تغفر لهما ذنوبهما، ما تقدم منها وما تأخر.

اخرجه ابن عدى فى «الكامل» (۹٦۹/۳) والبخارى فى «التاريخ الكبير» (۸۷۱/۲٥۲/۳) وابو يعلى فى «مسنده» (۲۹٦۰/۳۳٤/٥) والعقيلى فى «الضعفاء» (٤٥/۲) والبيهقى فى «شعب الايمان» (۸۹٤٤/٤۷۱/٦)

(۱۹۴) **ترجمہ:** ’’حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دوآدمی جو اللہ تعالیٰ (کی رضا وخوشنودی) کے لئے ایک دسرے سے محبت کرتے ہوں (جب) ان میں سے ایک اپنے دوسرے ساتھی سے ملتا ہے اس سے مصافحہ کرتا ہے پھر وہ دونوں نبی ﷺ پر درود پڑھتے ہیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ان کے اگلے پچھلے گناہوں کو معاف کردیئے جاتے ہیں۔‘‘

فائدہ: اس حدیث کو علماء نے اگلے پچھلے گناہ معاف ہونے کے بیان میں ذکر کیا ہے بہتر یہ ہے کہ مصافحہ کرنے والا اچھی طرح مصافحہ کرے اور خوب اچھے الفاظ استعمال کرے (یعنی حمد استغفار اور درود شریف پڑھے) تاکہ اس کے مقصد کی تکمیل اچھی طرح ہوسکے۔ (فتوحات ربانیہ ۳۰۱/۵)

باب تبسم الرجل في وجه أخيه إذا لقيه

مسلمان کا مسلمان سے ملتے وقت مسکرانا

(۱۹۵) - أخبرنا إبراهيم بن الضحاك، ثنا محمد بن سنجر، ثنا عمرو ابن عاصم، عن عمر بن حمزة القيسي، ثنا المنذر بن ثعلبة، عن يزيد عبدالله ابن الشخير، عن البراء بن عازب رضي الله تعالى عنه قال: لقيت رسول الله ﷺ فصافحته، فقلت: يا رسول الله! هذا من أخلاق العجم، أو هذا يكره الله؟ فقال: إن المسلمين إذا التقيا فتصحافحا، وتكاشرا بود ونصيحة، تناثرت خطاياهما بينهما.

اخرجه ابن عدى فى «الكامل» (۱۷۹۳/۵) كما فى «العجالة» (۲۰۰/۱) والطبراني فى «المعجم الاوسط» (۸۳۳۹/۳۴۱/۷) وذكره القرطبي فى «تفسيره» (۲۶۶/۹)

(۱۹۵) ترجمہ: ”حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں رسول اللہ ﷺ سے ملا۔ میں نے آپ ﷺ سے مصافحہ کیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یہ (مصافحہ کرنا) کیا عجمیوں کی عادت ہے یا اللہ تعالیٰ اس کو ناپسند فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب دو مسلمان ایک دوسرے سے محبت اور نصیحت کے لئے ملتے ہیں مصافحہ کرتے اور مسکراتے ہیں تو ان کے گناہ ان کے درمیان جھڑ جاتے ہیں۔“

فائدہ: اس حدیث سے بھی مسلمانوں کے آپس میں ملنے اور محبت اور پیار کے ساتھ مصافحہ کی فضیلت معلوم ہوئی ہے کہ اس کی برکت سے دونوں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ حدیث نمبر ۱۹۳ اور اس کا فائدہ اور حدیث نمبر ۱۹۴ میں بھی مصافحہ کی فضیلت گزر چکی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب دو مسلمان ملتے ہیں اور ان میں سے ایک دوسرے ساتھی کو سلام کرتا ہے تو ان دونوں میں سے وہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے جو خندہ پیشانی اور بشاشت کے ساتھ اپنے ساتھی سے ملتا ہے پھر جب دونوں مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ ان پر سو رحمتیں نازل فرماتے ہیں نوے رحمتیں اس پر جس نے پہلے سلام اور دس رحمتیں اس پر جس سے مصافحہ کیا۔ (رواہ الحکیم الترمذی ابوالشیخ عن عمر مرفوعا فتوحات ربانیہ ۳۹۵/۵، مرقاۃ ۷۶/۹)

ایک روایت میں ہے کہ جب مؤمن مؤمن سے مصافحہ کرتا ہے تو ان پر سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں ۹۹ رحمتیں اس کے لئے جو ان میں بہترین اخلاق کا مالک ہوتا ہے۔ (من البزار فتوحات ربانیہ ۳۹۵/۵)

باب كيف يسال الرجل أخاه عن حاله

اپنے بھائی سے اس کا حال کس طرح پوچھنا چاہئے

(۱۹٦) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا عبدالله بن سلمة البصرى، ثنا عمران ابن خالد الخزاعى، عن ثابت، عن أنس رضي الله تعالى عنه، قال: كان رسول الله يؤاخي بين الاثنين من أصحابه، فيطول على أحدهما ليله، حتى يلقى أخاه، فيلقاه بود وعطف، فيقول: كيف كنت بعدى؟ وأما العامة فلم يكن يأتي على أحدهم ثلاث لا يعلم علم أخيه.

اخرجه ابو يعلى في «مسنده» (٣٣٣٨/٨٥/٦) والبيهقى في «شعب الايمان» (٩٠٥٦/٥٠١/٦)

(۱۹۶) **ترجمہ:** ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو آدمیوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیتے تھے۔ (ان میں ایک دوسرے سے محبت کا یہ حال ہوتا کہ جب) ایک پر رات لمبی ہو جاتی تو (صبح کو) اپنے بھائی سے الفت و محبت سے ملتا اور کہتا: تمہارا میرے بعد کیا حال رہا؟ عام لوگ تین دن کے اندر اندر اپنے بھائی کی خبر گیری کر لیتے تھے۔“

فائدہ: مسلمانوں کا آپس میں میل جول رکھنا ایک دوسرے کے حال احوال کی خبر رکھنا اللہ تعالیٰ کے ہاں انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے ملنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت واجب ہو جاتی ہے۔ (مالک عن معاذ بن جبل مشکوٰۃ ۲/۴۲۶)

حتیٰ کہ ایک دوسرے کی خبر گیری نہ کرنے پر سخت وعید بیان فرمائی کہ وہ آدمی مؤمن نہیں کہ خود تو پیٹ بھر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔ (بیہقی شعب الایمان ابن عباس مشکوٰۃ ۲/۴۲۴)

کیونکہ یہ اس کی غفلت ہے کہ اپنے پڑوسی کے حال کی خبر نہ رکھی۔

ضرورت کے وقت بھی صرف تین دن تک ہی بات چیت نہ کرنے کی اجازت دی ہے اور اس سے زیادہ کو کمال ایمان کے خلاف شمار فرمایا ہے۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ ۲/۴۲۷)

اور ایک سال تک نہ ملنے کو مسلمان کا خون کرنا فرمایا ہے۔ (ابوداؤد عن ابی الخراش السلمی ۲/۳۱۷)

یہ تین دن بھی اس لئے ہیں کہ اس میں ناراضگی اور غصہ ختم ہو جاتا ہے۔ (مرقاۃ ۹/۲۶۲)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے جماعت کے فوائد میں ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ اس سے مسلمانوں کو ایک دوسرے کی خبر گیری کا موقع ملتا رہتا ہے۔ (بہشتی زیور ۱۱/۴۴)

باب إعلام الرجل أخاه أنه يحبه

آدمی جس سے محبت کرے اس کو بتا دینا چاہئے

اپنے مسلمان بھائی سے محبت کرنا شریعت کی نگاہ میں ایک عظیم عمل ہے۔ ایک دوسرے کی رعایت، مدد و نصرت اور وعظ و نصیحت کے لئے محبت ہی کارگر ہوتی ہے کہ آدمی اپنے بھائی کی رعایت، مدد و نصرت اور اس کی وعظ نصیحت اسی کی وجہ سے قبول کرتا ہے نیز اس دوستی کے کیا اصول ہونے چاہئیں؟

اسی اہمیت کی وجہ سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے تین باب جن کے ذیل میں چار احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۱۹۷) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبأنا شعيب بن يوسف، عن يحيٰى ابن سعيد، عن ثور بن يزيد، حدثني حبيب بن عبيد، عن المقدام بن معدی كرب، رضي الله تعالى عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا أحب أحدكم أخاه فليعلمه ذلك.

أخرجه أحمد في «مسنده» (١٣٠/٤) وابوداؤد (٥١٢٤/٣٣٢/٤) (٣٥١/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٠٦) وابن حبان في «صحيحه» (٥٧٠/٣٣٠/٢) والحاكم في «المستدرك» (١٨٩/٧)

(۱۹۷) ترجمہ: ''حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی اپنے (مسلمان) بھائی سے محبت کرے تو وہ اس کو بتا دے۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے ساتھی سے محبت کرے تو اس کے گھر جا کر اس کو بتا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ (بیہقی مرقاۃ ۲۵۶/۹)

یہ بتانا اس لئے ہے کہ وہ بھی اس سے محبت کرے۔ (اور محبت دونوں طرفہ ہو جو تعلقات کو مزید مستحکم کرنے کا سبب ہوگی) خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ بتانا دوسرے میں الفت و محبت (پیدا کرنا) اور ابھارنا ہے کیونکہ جب وہ دوسرے کو بتائے گا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے تو اس کا دل بھی اس کی طرف مائل ہوگا اور اس کی محبت بھی جاگ اٹھے گی۔ اس طرح اس کی نصیحت قبول کرے گا اور اگر وہ کوئی عیب بتائے تو اس کی بات کو رد نہیں کرے گا۔ (مرقاۃ ۲۵۵/۹، ۲۵۶)

باب ما يقول الرجل لأخيه إذا قال لهٗ إنى أحبك

جب کوئی کہے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں تو اس کو کیا جواب دینا چاہئے

(١٩٨) - أخبرنا ابن منيع، ثنا هدبة بن خالد، حدثنا مبارك بن فضالة، عن ثبت، عن أنس رضي الله تعالى عنه أن رجلا قال: يا رسول الله! إنى أحب فلانا، قال: فاخبرته؟ قال: لا، قال: قم فأخبره، قال: فقال: إنى أحبك فى الله يا أخي، فقال:

﴿أَحَبَّكَ اللّٰهُ الَّذِىْ أَحْبَبْتَنِىْ لَهُ.﴾

أخرجه أحمد فى «مسنده» (١٥٠/٣) وابوداؤد (٥١٢٥/٣٣٣/٤) (٣٥١/٢) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ١٨٣-١٨٤) والحاكم فى «المستدرك» (١٧١/٤) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٩٠٠٦/٤٨٨/٦)

(۱۹۸) **ترجمہ:** ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے اس کو بتا دیا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (جاؤ) کھڑے ہو اور اس کو بتا دو (کہ تم اس سے محبت کرتے ہو)۔ اس شخص نے (جا کر) اس شخص سے کہا: میرے بھائی! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ اس نے جواب دیا:''

﴿أَحَبَّكَ اللّٰهُ الَّذِىْ أَحْبَبْتَنِىْ لَهُ.﴾

ترجمہ ''کہ تم سے اللہ تعالیٰ محبت کریں جن کے لئے تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی محبت کا اظہار کرے تو اس کو یہ دعا دینی چاہئے۔

نوع آخر:

(١٩٩) - حدثنا أبو يعلى، حدثنا إسحاق بن أبى إسرائيل، ثنا أبو عاصم، عن حيوة بن شريح، عن عقبة بن مسلم، عن أبى عبدالرحمن الخبلى، عن أبى عبدالرحمن الصنابحى، عن معاذ رضي الله تعالى عنه قال: لقينى رسول الله ﷺ، فاخذ بيدى، فقال: يا معاذ! إنى أحبك فى الله، قال: قلت: وأنا والله يا رسول الله أحبك فى الله، قال: أفلا أعلمك كلمات تقولها فى دبر صلاتك:

﴿اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ.﴾

مر تخريجه برقم (۱۱۸)

ایک اور حدیث:

(۱۹۹) ترجمہ: ”حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ مجھ سے ملے میرے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا: اے معاذ! میں تم سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہوں۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے (بھی) عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی قسم! یا رسول اللہ! میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھا دوں جن کو تم اپنی ہر نماز کے بعد پڑھ لیا کرو؟“ (وہ کلمات یہ ہیں)

﴿اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ اپنا ذکر، اپنا شکر اور اپنی اچھی طرح عبادت کرنے کے لئے میری مدد فرمایئے۔“

فائدہ: اس حدیث میں خود رسول اللہ ﷺ کا عمل معلوم ہوا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کا اظہار فرمایا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جس سے محبت ہو اس کی خیر خواہی کرتے رہنا چاہئے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے خود حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ دعا سکھائی۔

دعا کی تشریح حدیث نمبر ۱۱۸ پر گزر چکی ہے۔

باب النهى أن يسال الرجل عن الرجل إذا آخاه وأحبه

جس سے محبت اور بھائی چارگی کرے اس کے بارے میں کسی سے پوچھ گچھ نہیں کرنا چاہیے

(۲۰۰) - أخبرنا محمد بن الحسن بن قتيبة العسقلانى، (حدثنا غالب ابن زيد)، ثنا ابن وهب، حدثنا معاوية بن صالح، عن أبى الزاهرية، عن جبير بن نفير، عن معاذ بن جبل رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا أحببت رجلا، فلا تماره، ولا تجاره، ولا تشاره، ولا تسأل عنه، فعسى أن تجد لهُ عدوا فيخبرك بما ليس فيه، فيفرق بينك وبينه.

أخرجه البخارى فى «الأدب المفرد» (رقم ٥٤٥) والعقيلى فى «الضعفاء الكبير» (٤٣٤/٣) وابو نعيم فى «الحلية» (١٣٦/٥) والديلمى فى «مسند الفردوس» (١٠٩٠/٢٧٩/١) وابن الجوزى فى «العلل المتناهيه» (٧٣٤/٢)

(۲۰۰) ترجمہ: ”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی آدمی سے محبت کرو تو اس سے جھگڑا نہ کرو، اس سے لین دین میں ٹال مٹول نہ کرو، اس کے ساتھ کوئی برائی نہ کرو (کہ وہ بھی تمہارے ساتھ برائی کرے) اور نہ اس کے بارے میں کسی سے پوچھ گچھ کرو ممکن ہے (کہ اس پوچھ گچھ کے دوران تمہاری ملاقات) اس کے دشمن سے ہو جائے اور وہ تمہیں کوئی ایسی (بری) بات بتا دے جو اس میں نہ ہو اور وہ تمہارے اور اس کے درمیان میں جدائی کا سبب ہو جائے۔“

فائدہ: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے دوستی کے ایک اہم اصول بیان فرمائے ہیں۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کی جائے تو اب اس کو نبھانے کی کوشش کی جائے اس سے جھگڑا نہ کیا جائے آپس میں کوئی معاملہ نہ کیا جائے کیونکہ یہ اکثر جھگڑے کا سبب ہو جاتا ہے۔ اس کے اندرونی معاملات کے بارے میں کسی سے سوال نہ کیا جائے کیونکہ دوست دشمن سب برابر ہوتے ہیں ممکن ہے تم کسی دشمن سے پوچھ بیٹھو اور وہ جھوٹ یا سچ کوئی ایسی بات بتا دے جس سے تمہارا دل کھٹا ہو جائے اور خواہ مخواہ جدائی کی نوبت آ جائے۔ معصوم تو کوئی نہیں بلا وجہ کسی کے حالات معلوم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ (ترجمہ اردو ادب المفرد صفحہ ۳۲۷)

باب ما يقول الرجل لأخيه إذا عرض عليه ماله

جب کوئی اپنا مال اپنے بھائی کو پیش کرے تو اس کو جواب میں کیا کہنا چاہئے

اس باب میں مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(۲۰۱) - أخبرنا إسحاق بن إبراهيم بن يونس، ثنا داود بن رشيد، وعبدالله بن مطيع، قالا: أنباتا إسماعيل بن جعفر، عن حميد، عن أنس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: قدم علينا عبدالرحمن بن عوف، فآخى رسول الله ﷺ بينه و بين سعد بن الربيع، وكان كثير المال، فقال سعد: قد علمت الأنصار أني من أكثرها مالا، فأقسم مالي بيني وبينك شطرين، ولي امر أتان فانظر أعجبهما إليك، فأطلقها حتى إذا حلت تزوجتها، فقال عبدالرحمن:

﴿ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ. ﴾

دلوني على السوق، فلم يرجع يومئذ حتى أفضل شيئا من سمن وأقط.

أخرجه احمد في «مسنده» (۱۹۰/۳) والبخاري (۳۵۶۹/۱۳۷۸/۳) (۵۳۳/۱) والترمذي (۱۹۳۳/۳۳۸/٤) (۱۵/۲) وابويعلى في «مسنده» (۳۸۳٦/٤٤۷۱/٦) والبيهقي في «السنن الكبرى» (۱٤١٤٠/۲۳٦/۷)

(۲۰۱) ترجمہ: ''حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں: (جب) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ (مکہ سے ہجرت کر کے) ہمارے پاس (مدینہ منورہ) آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو حضرت سعد بن ربیع رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کا بھائی بنا دیا جو بہت مالدار آدمی تھے (جو مہاجر مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور مدینہ کے رہنے والوں کے درمیان مواخاۃ بھائی چارگی قائم کی تھی)۔ حضرت سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے کہا: انصار جانتے ہیں کہ میں ان میں سے سب سے زیادہ مالدار ہوں، (اب) میں اپنا مال آپ کے اور اپنے درمیان آدھا آدھا تقسیم کروں گا، اور میری دو بیویاں ہیں آپ ان کو دیکھ لیں ان میں جو آپ کی اچھی لگے میں اس کو طلاق دے دوں گا تاکہ آپ اس سے شادی کر سکیں۔ حضرت عبدالرحمٰن رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے فرمایا:''

﴿ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ. ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تمہارے اہل اور مال میں برکت عطا فرمائیں۔''

آپ مجھے بازار کا راستہ بتا دیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دن پنیر اور گھی نفع میں لئے واپس لوٹے۔“

فائدہ: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

❶ شریف ومعزز آدمی کے بازار میں خرید وفروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس تجارت کے ذریعے سے مال وغیرہ خرچ کرنے میں آدمی کا اپنے آپ کو پاک دامن رکھنا ہے۔

❷ اپنے معاشی معاملے کی ذمہ داری کو سختی سے اپنے ہاتھ میں لیا جائے۔

❸ اپنی گزر اوقات کے لئے اخلاق کی حفاظت کرتے ہوئے کسی پیشہ کو اختیار کرنا، عطیات، اور صدقات پر زندگی گزارنے سے بہتر ہے۔

❹ تجارت میں برکت ہوتی ہے۔

❺ اللہ تعالیٰ کے اوامر کو پورا کرنے میں آپس میں بھائی چارگی قائم کرنی چاہئے۔

❻ جو شخص اپنا مال پیش کرے اس کو یہ دعا دینا چاہئے۔ (عمدۃ القاری ۱۱/۱۶۴)

ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بڑوں کا تجارت میں خود مشغول ہونا جب کہ ایسے لوگ موجود ہوں جو یہ سارے کام ان کی طرف سے کر سکتے ہوں، جیسے وکیل وغیرہ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی گزر اوقات کے لئے خود تجارت یا کوئی پیشہ اختیار کرنا زیادہ بہتر ہے۔ (فتح الباری ۶/۱۱۷)

علامہ عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب تنبیہ المغترین میں لکھتے ہیں: سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ واجبات موسعہ اور نوافل پر صنعت وحرفت کو مقدم رکھے تاکہ لوگوں سے سوال کرنے سے بچ جائیں۔

کسی نے حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک شخص کی نسبت سوال کیا جو کسب کا محتاج ہو کہ اگر وہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کو جائے تو اسے اس دن سوال کی حاجت ہوگی۔ آپ نے فرمایا، وہ مزدوری کرے اور نماز تنہا پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ہزار قسم کی صنعتیں سکھلائی تھیں اور فرمایا تھا کہ اپنی اولاد سے کہہ دو کہ ان کو سیکھیں اور اپنے گزر اوقات کا ذریعہ اس کو بنائیں، اپنا پیٹ پالیں اور دین فروشی سے بچیں۔

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسب کو چھوڑ کر مسجد میں نہ بیٹھو، اور بغیر سبب اختیار کئے یہ مت کہو کہ اے اللہ مجھے رزق دے کیونکہ یہ خلاف سنت ہے۔ تمہیں تو معلوم ہی ہے کہ آسمان سونا چاندی نہیں برساتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خشکی اور دریا میں تجارت کرتے تھے لہٰذا ان کی اقتداء انسب ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، تم میں نیک وہ ہے جو دین و دنیا دونوں کا کام کرے، ابوقلابہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص اپنی معاش کے لئے کوشش کرتا ہے وہ مسجد میں بیٹھنے والے سے بہتر ہے۔

ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ خوبی نہیں کہ تم اپنے پاؤں کو عبادت کے لئے باندھ رکھو اور دوسرا تمہاری خاطر مصیبت اٹھائے بلکہ خوبی یہ ہے کہ اپنی روٹی کو پہلے گھر میں جمع کرو اور پھر نماز پڑھو اس کے بعد پرواہ مت کرو کون دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور اگر پاس میں کھانے کو نہ ہوگا تو جو کوئی دروازہ کھٹکھٹائے گا دل میں یہی خیال آئے گا کچھ کھانے کی چیز لایا ہوگا (اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے)۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے دونوں سے فرمایا کرتے، کسب کرو، کیونکہ اکثر لوگ جو امراء کے دروازوں پر جاتے ہیں ضرورت ہی کی وجہ سے جاتے ہیں۔ اے دوست! اس کو خوب یاد رکھ اور اس پر عمل کر اور سلف کی پیروی کر۔ (اخلاق سلف ترجمہ تنبیہ المغترین مصنفہ علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ ص ۲۰۷، ۲۰۸)

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

باب كيف يدعو الرجل لأخيه

اپنے بھائی کے لئے کیا دعا کرنی چاہئے

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(۲۰۲) - أخبرنا ابن منيع، حدثنا هارون بن عبدالله، ثنا عبدالوارث (العنبرى) ثنا سليمان بن المغيرة، ثنا ثابت، عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: كان أحدنا إذا دعا لأخيه فاجتهد قال: ﴿جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ صَلَاةَ قَوْمٍ أَبْرَارَ، يَقُوْمُوْنَ اللَّيْلَ، وَيَصُوْمُوْنَ النَّهَارَ، لَيْسُوْا بِاَثَمَة وَلَا فَجَارَ.﴾

اخرجه البزار كذا فى «الزوائد» (۱۸٤/۱۰) وابونعيم فى «الحلية» (۳٤/۲) وعبد حميد فى «مسنده» (٤۰۲/۱)

(۲۰۲) ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب ہم میں سے کوئی اپنے بھائی (ساتھی) کے لئے دعا کرتا تو دعا میں خواب مبالغہ کرتا اور یہ دعا کرتا:

﴿جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ صَلَاةَ قَوْمٍ أَبْرَارَ، يَقُوْمُوْنَ اللَّيْلَ، وَيَصُوْمُوْنَ النَّهَارَ، لَيْسُوْا بِاَثَمَة وَلَا فَجَارَ.﴾

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ تمہیں نیک لوگوں کی دعاؤں میں شامل فرمائیں کہ (تمہیں ان کی دعائیں لگ جائیں) جورات کو نمازیں پڑھتے اور دن کو روزے رکھتے ہیں اور وہ لوگ گناہ گار اور نافرمان نہیں ہیں۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ ایک دوسرے کے لئے خوب دعائیں کیا کرتے تھے۔ خصوصاً کسی مسلمان کے لئے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرنے کی بہت فضیلت آئی ہے چنانچہ روایت میں ہے کہ ایسی دعا قبول ہوتی ہے اور اس دعا کرنے والے کے سر کے پاس ایک فرشتہ ہوتا ہے جو کہتا ہے تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ کہتا ہے آمین اور تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو۔ (مسلم ۲/۳۵۳)

علماء نے لکھا ہے کہ جو کسی مسلمان کے لئے یا کسی مسلمانوں کی جماعت کے لئے یا تمام مسلمانوں کے لئے دعا کرے تو بھی یہ فضیلت حاصل ہوگی۔ (نووی شرح مسلم ۲/۳۵۱)

اس کی قبولیت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اخلاص عیاں ہوتا ہے (کہ وہ سامنے ہوتا نہیں کہ اس دکھاوے کی کوئی صورت ہو اور نہ اس کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ میرے لئے دُعا کرتا ہے جس سے اس کو کوئی منفعت حاصل ہو)۔

بعض بزرگوں کا معمول تھا اپنے لئے جو دُعا کرنا چاہتے دوسروں کے لئے بھی وہ دُعا کرتے تا کہ جلد قبول اور ایسی ہی چیز انہیں حاصل ہو جائے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۳۵۱)

باب ما يقول الرجل لأخه إذا رآه يضحك

اپنے بھائی کو ہنستے ہوئے دیکھے تو کیا دعا دینی چاہئے

ہنسا فرحت وسرور کی علامت ہے کسی مسلمان بھائی کو ہنستے ہوئے دیکھ کراس کو ہمیشہ ہنستے رہنے کی دعا کرنا گویا ہمیشہ فرحت وسرور کی دعا دینا ہے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب جس کے ذیل میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(۲۰۳) - أخبرنا أبو سعيد محمد بن يحيىٰ الرهاوي، ثنا الحسين بن بشار، ثنا إبراهيم بن سعد، عن صالح بن كيسان، عن الزهري، عن عبدالحميد ابن عبدالرحمن، عن محمد بن سعد بن أبي وقاص، عن أبيه، قال: استأذن عمر على رسول الله ﷺ وعنده نسوة من قريش، فأذن له، فبادرن الحجاب، فدخل ورسول الله ﷺ يضحك، فقال عمر: أضحك الله سِنَّك يا رسول الله! بأمي وأمي، قال: عجبت من هؤلاء اللاَّتي كن عندي، فلما سمعن صوتك بادرن الحجاب، قال: فأقبل عليهن عمر رضي الله تعالى عنه فقال: يا عدوات أنفسهن! أتهبنني، ولا تهبن رسول الله ﷺ، فقلن: نعم أنت أفظ وأغلظ، فقال رسول الله ﷺ: يا ابن الخطاب! والذي نفسي بيده، ما لقيك الشيطان وأنت يفج إلا أخذ بفج غيره.

أخرجه البخاري في «الادب المفرد» (رقم ٦٣١) وعبد بن حميد في «مسنده» (١/٤٠٢/١٣٦٠) والبزار في «مسنده» كما في مجمع الزوائد (١٠/١٨٤) وابونعيم في «الحلية» (٢/٣٤) والضياء المقدسي في «الاحاديث المختارة» (٥/٧٥)

(۲۰۳) ترجمہ: ''حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس قریش کی (کچھ) عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی تو عورتیں (چھپنے کے لئے) پردے میں چلی گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے (تو) رسول اللہ ﷺ ہنس رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا پڑھی۔ یارسول اللہ!

﴿أَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ﴾

یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہنستا ہوا (خوش وخرم) رکھے۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے ان عورتوں پر تعجب ہوا کہ میرے پاس (بیٹھی ہوئی) تھیں (لیکن) جب تمہاری آواز سنی تو (ڈر کے)

پردے میں چلی گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عورتوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے اپنی جانوں کی دشمن (عورتو!) مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں ہو۔ (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس تو بیٹھی باتیں کرتی رہیں اور میرے آنے پر ڈر کر پردے میں چلی گئیں) ان عورتوں نے جواب دیا: ہاں (ہم تم سے ڈرتی ہیں) کیونکہ تم سخت خو اور سخت گو ہو (جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش مزاج اور خوش خلق ہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابن خطاب! (چھوڑو ان عورتوں کو جو کچھ انہوں نے کہا اس کا ملال نہ کرو بلکہ یہ بات سنو!) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ (تم وہ شخص ہو جو اس صفت کے حامل ہو کہ) جس راستے پر تم چلتے ہو اور (وہاں) شیطان تم کو دیکھ لیتا ہے تو اس راستے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔"

فائدہ: یعنی شیطان کی یہ مجال نہیں کہ جس راستے سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم گزریں اس راستے سے گزر سکے۔ ایک روایت میں ہے کہ شیطان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سائے سے بھی بھاگتا ہے۔ (مظاہر حق ۵/۲۶۸)

اس روایت سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ یہ بتا رہے ہیں کہ ایک مسلمان کو ہنستے ہوئے دیکھ کر کیا دعا پڑھنی چاہئے۔ وہ دعا یہ ہے۔"أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ"
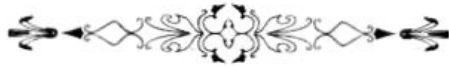
باب ما يقول إذا أخذ بيد أخيه ثم فارقه

کسی مسلمان بھائی سے ملاقات کے بعد جدا ہونے لگے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٢٠٤) - حدثني عمر بن سهل، ثنا حمدون بن أحمد السمسار، ثنا إسحاق بن بهلول، ثنا ابن أبي فديك، عن عبدالعزيز بن صهيب، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: ما أخذ رسول الله ﷺ بيد رجل ففارقه حتى قال:

﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.﴾

ذكره المباركفوري في «تحفة الاحوذي» (٤٢٩/٧) وعزاه الى ابن السني.

(۲۰۴) **ترجمہ**: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کا ہاتھ پکڑتے اور پھر اس جدا ہوتے تو یہ دعا ضرور پڑھتے:۔“

﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.﴾

ترجمہ: ”اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرمایئے (اسی طرح) آخرت میں بھی ہمیں بھلائی عطا فرمایئے اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرمایئے۔“

فائدہ: اس دعا میں دنیا اور آخرت کی بھلائی کے بارے میں مفسرین کے تین سو قول ہیں۔

دنیا میں بھلائی کے معنی ہیں۔ طاعت، قناعت، سب سے بہترین معنی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری ہے۔

آخرت میں بھلائی کا معنی مغفرت، رحمت، شفاعت، کامیابی، نجات، جنت عالیہ اور سب سے بہترین معنی آخرت میں رفیق اعلیٰ کی ہمنشینی ہے۔

عذاب جہنم سے بچایئے یعنی ہماری حفاظت فرمایئے ہر اس چیز سے جو آگ کی طرف لے جانے والی ہو (ایک اہم معنی یہ ہے کہ) اگر اللہ تعالیٰ سے حجاب ہے اس سے ہماری حفاظت فرمایئے۔

ان تمام بھلائیوں کے حصول اور امت کی تعلیم کے لئے رسول اللہ ﷺ اس دعا کو اکثر کیا کرتے تھے۔

(کلہ من فتوحات ربانیہ ۴/ ۷)

باب ما يقول إذا رأى من أخيه ما يعجبه

جب کسی کو اپنے بھائی کی کوئی بات اچھی لگے تو اسے کیا دعا دینی چاہئے

نظر کا لگنا حق ہے، کسی اچھی چیز کو دیکھے تو اس کو نظر نہ لگنے کے لئے کیا کرنا چاہئے کن دعاؤں کے ذریعہ اس سے حفاظت ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے تین باب اور اس کے ذیل میں چار احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۲۰۵) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا يحي بن عبدالحميد الحماني، ثنا عبدالعزيز ابن سليمان بن الغسيل، ثنا مسلمة بن خالد الأنصاري، عن أبي أمامة بن سهل بن حنيف، عن أبيه رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما يمنع أحدكم إذا رأى من أخيه ما يعجبه في نفسه وماله، فليبرك عليه، فإن العين حق.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٥/٥٠/٢٣٥٩٤) واحمد فى «مسنده» (٤٤٧/٣) وابويعلى فى «مسنده» (٧١٩٥/١٥٣/١٣) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٥٥٨/٨٢/٦) والحاكم فى «المستدرك» (٢٤٠/٤)

(۲۰۵) ترجمہ: ”حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہیں اپنے بھائی کی ذات یا مال میں کوئی چیز اچھی لگتی ہے تو تمہیں برکت کی (یہ) دُعا دینے سے کون سی بات روکتی ہے:

﴿بارك الله لك﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائیں۔“

کیونکہ نظر (کا لگنا) حق ہے۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ نظر (بد کا لگنا) حق ہے۔ (بخاری ۲/۸۵۴)

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاتی تو وہ نظر ہوتی۔ (مسلم ۲/۲۲۰)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ نظر حق ہے (اور اس کی تاثیر اتنی شدید ہے) کہ پہاڑ کو بھی گرادے۔

(حاکم طبرانی عن ابن عباس بحوالہ مرقاۃ ۸/۳۵۱)

ایک روایت ہے کہ نظر آدمی کو قبر تک لے جاتی ہے اور اونٹ کو دیگچی میں داخل کر دیتی ہے۔

(ابونعیم فی الحلیہ عن جابر، وابن عدی فی الکامل مرقاۃ ۸/۳۵۱)

ایک روایت میں ہے کہ میری امت میں اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر کے بعد نظر سے زیادہ مرتے ہیں۔

(بزار بسند حسن فتح الباری ۱۰/۲۰۴)

ایک روایت میں ہے کہ نظر کا لگنا حق ہے جو شیطان اور آدمی کی حسد کی وجہ سے ہوتی ہے۔ (احمد عن ابی ہریرہ فتح الباری ۱۰/۲۰۰)
علماء نے لکھا ہے کہ جب آدمی کسی کو بری نظر سے دیکھتا ہے تو اس کی نظر سے ایک قوت نکلتی ہے جو دیکھنے والے کو پہنچ کر نقصان پہنچاتی ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۲۰۰)

نظر کس کی لگتی ہے

نظر پسندیدگی کی بناء پر لگتی ہے کہ آدمی کسی چیز کو دیکھ کر پسند کرے دیکھنے والا خواہ بغیر حسد کے دیکھے اور محبت کرنے والا ہی کیوں نہ ہو۔ (فتح الباری ۱۰/۲۰۵)

نظر بد کا علاج

یہ دعا پڑھ کر دم کرے۔ "**بسم الله ارقيك من كل شيء يوذيك ومن شر كل نفس او عين حاسد الله يشفيك**" (مسلم عن ابی سعید مرقاۃ ۸/۳۴۸)
قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس، قل ہو اللہ احد پڑھ کر دم کرے۔
"**وان يكاد الذين كفروا ليزلقونك بابصارهم لما سمعوا الذكر ويقولون انه لمجنون وما هو الا ذكر للعالمين**" پڑھ کر دم کرے۔ (مرقاۃ ۸/۳۴۹)
بچے کی ٹھوڑی میں کوئی کالی چیز (ہلکی سی جیسے نکتہ وغیرہ) لگا دی جائے تا کہ نظر نہ لگے۔
(امر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرح السنۃ مرقاۃ ۸/۳۵۱)

باب ما يقول إذا رأى من نفسه وماله ما يعجبه

جب آدمی کو اپنی جان ومال میں کوئی بات اچھی لگے تو کیا کہنا چاہئے

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(٢٠٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا إسحاق بن إبراهيم، أنبانا معاوية ابن هشام، ثنا عمار بن رزيق، عن عبدالله بن عيسى، عن أمية بن هند، عن عبدالله بن عامر بن ربيعة، عن أبيه، قال: خرجت أنا وسهل بن حنيف، فوجدنا غديرا، وكان أحدنا يستحيي من أن براه أحد، فاستتر مني ونزع جبة عليه، ودخل الماء، فنظرت إليه نظرة، وأعجبني خلقه، فأصبته بعيني، فأخذته نافضة، فدعوته فلم يجبني، فاتيت رسول الله ﷺ فأخبرته الخبر، فقال: قم بنا، فأتاه فرفع عن ساقه حتى كأني أنظر إلى بياض وضح ساقه وهو يخوض الماء، فاتاه فقال:

﴿اَللّٰهُمَّ اذْهِبْ عَنْهُ حَرَّهَا وَوَصَبَهَا﴾

ثم قال: قم، فقال رسول الله ﷺ: إذا رأى أحدكم من نفسه وماله وأخيه ما يعجبه، فليدع بالبركة.

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (٥/٥٠/٢٣٥٩٤) ونسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢١١، ١٠٣٣) وابويعلى فى «مسنده» (١٣/١٥٢ - ٧١٩٥/١٥٣) والحاكم فى «المستدرك» (٤/٢٤٠) وابوعبدالله المقدسى فى «الاحاديث المختارة» (٨/١٨٧/٢١٣)

(۲۰۶) ترجمہ: ”حضرت عامر بن ربیعہ فرماتے ہیں: میں اور سہل بن حنیف (کہیں جانے کے لئے) اپنے گھر سے) نکلے۔ (راستے میں) ہمیں ایک تالاب ملا۔ (ہم نے اس میں نہانے کا ارادہ کیا) ہم میں ہر ایک شرماتا تھا کہ کوئی اس کو (نہاتے ہوئے) دیکھے۔ انہوں نے مجھ سے پردہ کیا اور اپنا جبہ اتارا اور پانی میں (نہانے کے لئے) چلے گئے۔ میں نے انہیں ایک نظر دیکھا تو مجھے ان کا جسم اچھا لگا۔ میری نظر ان کو لگ گئی۔ ان کو سخت بخار آ گیا۔ میں نے انہیں پکارا (لیکن) انہوں نے مجھے جواب نہ دیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو اس بات کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے ساتھ چلو۔ آپ علیہ السلام ان کے پاس جانے کے لئے چلے اور اپنی پنڈلی سے (جلدی چلنے کے لئے) کپڑا اوپر کیا گویا کہ میں آپ علیہ السلام کی پنڈلی کی سفیدی اب بھی دیکھ رہا ہوں۔“

آپ پانی میں داخل ہورہے تھے۔آپ ﷺ ان کے پاس آئے۔آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی:

﴿اَللّٰھُمَّ اذْھِبْ عَنْہُ حَرَّھَا وَوَصَبَھَا﴾

تَرْجَمَۃ: ”اے اللہ! آپ اس (نظر بد کی) گرمی اور دکھ درد کو ان سے دور کردیجئے۔“

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کوئی اپنی ذات، اپنے بھائی میں کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے پسند آئے تو اس کے لئے برکت کی دعا کرے۔

فَائِدَۃ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب خود میں یا اہل وعیال یا مال میں کوئی بات اچھی لگے تو برکت کی دعا کرنی چاہئے اس دُعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نظر بد سے حفاظت فرماتے ہیں اس لئے ہر دیکھنے اور نظر لگنے کا اندیشہ کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ برکت کی دعا پڑھے کیونکہ نظر نہ لگنے کا اس کے علاوہ کوئی حل نہیں ہے۔ (عمدۃ القاری ۲۱/۲۶۶، حاشیہ ابن سنی صفحہ ۱۶۸)

ایک روایت ہے کہ ان سے آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے برکت کی دعا کیوں نہیں کی۔ (فتح الباری ۱۰/۲۰۴)

نوع آخر:

(۲۰۷) - أخبرني محمد بن أحمد بن المهاجر وجعفر بن عيسى الحلواني، ثنا عياش بن محمد بن محمد، ثنا حجاج بن نصير، ثنا أبوبكر الهذلي (عبدالله)، عن ثمامة بن عبدالله عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ قال: من رأى شيئا فأعجبه فقال:

﴿مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

لم تصبه العين.

اخرجه البزار في «مسنده» كما في مجمع الزوائد (۵/۱۰۹) وابن عدي في «الكامل» (۳/۳۲۵) والبيهقي في «شعب الايمان» (۴/۹۰/۴۳۷۰) والديلمي في «مسند الفردوس» (۳/۵۴۴/۵۶۹۷)

(۲۰۷) تَرْجَمَۃ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے اچھی لگے تو وہ یہ دعا پڑھے:

﴿مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

تَرْجَمَۃ: ”جو اللہ تعالیٰ نے چاہا (وہی ہوا) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی قوت والا نہیں ہے۔“

تو اس کی نظر نہیں لگے گی۔“

فَائِدَۃ: ”اللهم بارك فيه“ اور ساتھ میں ”ماشاء الله لا حول ولا قوة الا بالله“ پڑھے۔

(کما قال السیوطی فتوحات ربانیہ صفحہ ۲۷۰)

باب ما يقول إذا رأى شيئا فخاف أن يعينه

جب کسی چیز کو دیکھ کر نظر لگنے کا خوف ہو تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۲۰۸) - حدثنا سلم بن معاذ، ثنا عبدالحميد بن محمد الحرانی الإمام، ثنا عثمان بن عبدالرحمن، عن أبي رزين الأسدی (مسعود)، قال: سمعت حزام ابن حكيم بن حزام يقول: كان النبی ﷺ إذا خاف أن يصيب شيئا بعينه، قال:

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَلَا تَضُرَّهُ﴾

اخرجه ابو الشيخ فی «اخلاق النبی ﷺ» (۷۵۹/۲۶۳) کما فی «العجالة» (۲٦٧/۱)

(۲۰۸) ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ کو جب کسی چیز کو اپنی نظر لگنے کا اندیشہ ہوتا تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے۔''

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَلَا تَضُرَّهُ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! اس کو برکت عطا فرمایئے اس کو نقصان سے بچایئے۔''

فائدہ: ان تمام روایات سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

جب کسی کو اچھی چیز لگے یا اس اچھی چیز پر نظر لگنے کا اندیشہ ہو تو "اللهم بارك فيه" پڑھ لیا جائے۔

یا "ماشاء الله لا حول ولا قوة الا بالله" پڑھ لیا جائے۔

باب سلام الرجل على أخيه إذا لقيه

جب اپنے بھائی سے ملاقات ہو تو سلام کرنا

سلام ایک مسلمان کی جانب سے دوسرے مسلمان کے لئے خیر سگالی کا پیغام اور امن کی علامت ہے جو اسلامی شعار ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمان کا حق بھی ہے۔ ملاقات کے وقت اس کی ادائیگی سے الفت و محبت کا بڑھنا ایک لازمی چیز ہے اسی سلام کو پھیلانے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ یہ اسلامی معاشرہ کا ایک لازمی جزو ہے اسی اہمیت کی وجہ سے آئندہ ۳۱ ابواب جن کے ذیل میں ۱۳۷حادیث ذکر فرمائی ہیں۔

اپنے (مسلمان) بھائی کو ملاقات کے وقت سلام کرنا

ہر قوم میں ملاقات کے وقت کوئی ایسا کلمہ کہا جاتا ہے جس سے قائلین کا آپس میں تعلق کا اظہار ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ سے ایک دوسرے سے کو خیر سگالی کا پیغام دیا جاتا ہے۔ (ملخص معارف الحدیث ۶/۱۴۸)

اسلام سے قبل عرب میں رواج تھا کہ جب ایک دوسرے سے ملتے تو "أَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا" (اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب فرمائیں) یا "أَنْعِمْ صَبَاحًا" (تمہاری صبح اچھی ہو) کہتے تھے۔ (ابوداؤد عمران بن حصین ۲/۳۵۳)

اسلام نے اس موقع پر ایک بہترین کلمہ تجویز کیا جو تمام کلمات سے بہتر ہے بلکہ اس امت کا خاصہ ہے چنانچہ روایت ہے کہ یہود نے سلام اور آمین سے زیادہ تمہاری کسی چیز پر حسد نہیں کی۔ (عن عائشۃ ابن ماجہ فتح الباری ۱۱/۴)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں چیزیں صرف اس امت ہی کے ساتھ خاص ہیں۔ (فتح الباری ۱۱/۴)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (لفظ) سلام کو ہمارے لئے سلام (کہنے کا ذریعہ) اور تمہارے ذمیوں کے لئے امان (کا ذریعہ) بنایا ہے۔ (طبرانی، بیہقی، عن ابی امامۃ فتح الباری ۱۱/۴)

بہر حال سلام بڑوں کے لئے اکرام و تعظیم اور چھوٹوں کے لئے شفقت و محبت کا کلمہ ہے۔

(۲۰۹) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا هناد بن السري، ثنا أبو الأحوص، عن أبي إسحاق، عن الحارث، عن علي رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: للمسلم على المسلم ست بالمعروف، يسلم عليه إذا لقيه، ويجيبه إذا دعاه، ويشمته إذا عطس، ويعوده إذا مرض، ويشيع جنازته إذا مات، ويحب له ما يحب لنفسه.

اخرجه هناد السرى فى «الزهد» (۱۰۲۲/٤٩٧/۲) واحمد فى «مسنده» (٦٨/۲) وابن ماجه (۱٤٣٣/٤٦١/۱) (ص۱۰۳) والترمذى (۲۷۳٦/۸٤/٥) (۱۰۲/۲) وابويعلى فى «مسنده» (٤٣٥/٣٤٣/۱)

(۲۰۹) ترجمہ: ’’حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں، جب (کسی) مسلمان کی (دوسرے) مسلمان سے ملاقات ہو تو سلام کرے۔ جب وہ دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرے۔ جب وہ چھینکے (اور الحمد للہ کہے) تو اسے جواب دے (یعنی یرحمک اللہ کہے) جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے۔ جب وہ مر جائے تو اس کے جنازہ میں شریک ہو اور جو چیز اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی پسند کرے۔‘‘

فائدہ: اس حدیث میں مسلمان کے حقوق میں سے ایک حق سلام بیان ہوا ہے۔

سلام کا حکم

سلام میں پہل کرنا مستحب ہے۔ افضل سلام یہ ہے کہ سلام کرنے والا **السلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته** کہے خواہ جس کو سلام کیا جائے وہ ایک ہو یا کئی افراد ہوں۔ سلام اتنی آواز سے کرنا چاہئے کہ جس کو سلام کیا جائے وہ سن لے اگر اس نے نہیں سنا تو سلام ادا نہ ہوگا۔ (کتاب الاذکار ۳۰۹)

سلام کے معانی: سلام کے معنی سلامتی کے ہیں گویا سلام کرنے والا دوسرے کو سلامتی کی دعا دیتا ہے اور بتاتا ہے تم میری جانب سے مامون و محفوظ ہو۔ اور سلام اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں سے بھی ہے گویا سلام کرنے والا اپنے بھائی کو سلام کر کے اس کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہے اور اس مبارک نام سے اس کو برکت کی دعا دیتا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۲۶۶)

اگلے اوراق میں سلام کی فضیلت و اہمیت اور اس کے آداب کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ رہنمائی منقول ہے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ مختلف ابواب میں ان کو بیان فرمائیں گے۔

باب ما يجب على الرجل من رد السلام

سلام کا جواب دینا واجب ہے

(۲۱۰) - أخبرنا محمد بن خريم بن مروان، ثنا هشام بن عمار الدمشقي، ثنا عبدالحميد بن حبيب، أخبرنا الأوزاعي، أخبرنا ابن شهاب، أخبرني سعيد بن المسيب، أن أبا هريرة رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: حق المسلم على المسلم رد السلام، وعيادة المريض، واتباع الجنازة، و إجابة الدعوة، وتشميت العاطس.

اخرجه البخاری (۱/۴۱۸/۱۱۸۳) (۱/۱۶۶) والمسلم (٤/١٧٠٤/٢١٦٢) (٢/٢١٣) وابن ماجه (١/٤٦١/١٤٣٥) (ص١٠٣) وابن حبان فی «صحیحه» (١/٤٧٦/٢٤١) والبیهقی فی «السنن الکبری» (٣/٣٨٦/٦٤٠٨)

(۲۱۰) ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کا مسلمان پر یہ حق ہے کہ (جو کوئی مسلمان سلام کرے تو) وہ سلام کا جواب دے، مریض کی عیادت کرے، جنازے میں شرکت کرے، دعوت قبول کرے اور چھینکنے والے کو (جب وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو) جواب دے۔“

فائدہ: ایک روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ جب وہ تم سے نصیحت طلب کرے تو اس کو نصیحت کرو۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۱۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام کا جواب دینا چاہئے۔ سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۲۶۶)

نیز چند فوائد مزید حاصل ہوئے۔

❶ مریض کی عیادت کرنا سنت ہے خواہ مریض سے تعلق اور مراسم ہوں یا نہ ہوں اسی طرح خواہ وہ قریبی و رشتہ دار ہو یا دور کا رشتہ دار ہو۔ عیادت کے آداب اور تفصیل آگے آرہی ہے۔

❷ جنازہ میں شرکت کرنا بھی سنت ہے اور اس میں بھی وہی تفصیل ہے جو مذکورہ بالا میں گزری اس کا مزید بیان بھی آگے آرہا ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۵۴)

❸ دعوت قبول کرنا مستحب ہے لیکن اس کی تاکید بہت آئی ہے۔ (مرقاۃ ۶/۲۵۴)

دعوت سے مراد ولیمہ کی دعوت، کسی بھی کھانے کی دعوت یا عقیقہ کی دعوت ہے۔ (مرقاۃ ۶/۲۵۳)

لیکن چند صورتوں میں دعوت نہ قبول کرنا جائز بلکہ ضروری ہے۔

❶ عذر ہو تو قبول نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

❷ جو کھانا دعوت میں کھلایا جا رہا ہو وہ حرام ہو۔

۳ دعوت میں مالداروں کی تخصیص ہو۔

۴ محفل میں حرام چیزیں ہوں جیسے ناچ گانا، شراب، (آجکل مووی، تصاویر کا بنانا اور موسیقی) وغیرہ ہو تو جانا صحیح نہیں ہے۔
(مرقاۃ ۶/۲۵۳)

چھینکنے والے کو جواب دینا سنت علی الکفایہ ہے جب کہ اس کو الحمد للہ کہتے ہوئے سنے ورنہ واجب نہیں ہے۔
(شرح مسلم للنووی ۲/۱۸۸)

اس کی بھی باقی تفصیل آگے آرہی ہے۔

باب التغليظ في ترك رد السلام

سلام کا جواب نہ دینے کے بارے میں وعید

سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ جو شخص جواب نہ دے اس کے لئے کیا وعید آئی ہے۔ اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(۲۱۱) - أخبرنا محمود بن محمد الواسطي، ثنا العباس بن عبدالعظيم العنبري، ثنا أبو عامر العقدي (عبدالملك)، عن علي بن المبارك، أنه حدثهم عن يحيٰى بن أبي كثير، عن زيد بن سلام، عن جده أبي سلام، عن أبي راشد، عن عبدالرحمن بن شبل رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يسلم الراكب على الراجل، ويسلم الراجل على القاعد، ويسلم الأقل على الأكثر، فمن أجاب السلام فهو له، ومن لم يجب السلام فليس منا.

اخرجه احمد في «مسنده» (۴۴۴/۳) وعبد بن حميد في «مسنده» (۳۱۴/۱۲۹/۱) والبخاري في «الادب المفرد» (رقم۹۹۲) وابن قانع في «معجم الصحابه» (۶۰۰/۱۳۳/۲) والبيهقي في «شعب الايمان» (۸۸۶۷/۴۵۲/۶)

(۲۱۱) **ترجمہ:** ”حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سوار چلنے والے کو سلام کرے، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے، کم (تعداد کے) لوگ زیادہ (تعداد کے) لوگوں کو سلام کریں۔ جو سلام کا جواب دے اس کے لئے سلام (یعنی سلامتی) ہو اور جو سلام کا جواب نہ دے وہ ہمارے ماننے والوں میں نہیں ہے۔“

فائدہ: سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۱۲)

سلام کا جواب فوراً دینا چاہئے اگر تاخیر کی جائے تو سلام کا جواب نہ ہوگا اور سلام نہ کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔ (کتاب الاذکار للنووی ۳۱۰)

سلام کا جواب اتنی آواز سے دینا ضروری ہے جس سے سلام کرنے والا سن لے ورنہ جواب نہ ہوگا۔ (اذکار ۳۰۹)

باب فضل البادئ بالسلام

سلام میں پہل کرنے والے کی فضیلت

(۲۱۲) - أخبرنا أبو الليث الفرائضي، حدثنا أبو همام، ثنا بقية، ثنا إسحاق بن مالك الحضرمي أخو صبارة بن مالك، عن يحيٰى بن الحارث الذماری، عن القاسم، عن أبي أمامة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: الذی يبدأ بالسلام أولى بالله عزوجل ورسوله محمد ﷺ.

أخرجه أحمد في «مسنده» (۲٦۹/٥) وأبوداود (۵۱۹۷/۳۵۱/٤) (۳٥۹/۲) والترمذی (۲٦۹/٥٦/٥) (۹۹/۲) وابویعلی فی «معجمه» (۱٤٥/۱۳٥/۱) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (٤٤۳/۱۷۹/۸)

(۲۱۲) **ترجمہ:** ”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد ﷺ کے نزدیک (لوگوں میں) سب سے زیادہ پسندیدہ وہ شخص ہے جو سلام میں پہل کرتا ہے۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! ہم ایک دوسرے سے ملتے رہتے ہیں ہم میں سے کون سلام میں پہل کرے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو تم میں اللہ تعالیٰ کا زیادہ فرمانبردار ہو۔ (ترمذی عن ابی امامہ ۲/۹۹)

ایک جگہ ارشاد ہے کہ دو پیدل چلنے والے جب ملاقات کریں تو جو سلام میں پہل کرے وہ افضل ہے۔

(ادب المفرد عن جابر صفحہ ۲۵۵)

ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص سلام میں پہل کرے وہ کبر سے بری ہے۔ (مشکوٰۃ بیہقی شعب الایمان عن ابن مسعود ۲/۴۰۰)

ایک روایت میں وہ قطع تعلق کرنے سے بری ہے۔ (الحلیہ عن ابن مسعود مرقاۃ ۹/۶۹)

یہ ابتدائے سلام کی فضیلت ان لوگوں کے لئے ہے جب دو ملنے والوں کی حالت ایک ہی کہ دونوں سوار ہوں یا دونوں پیدل چل رہے ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو سلام کرنے کا حکم ہے اور ان دونوں میں جو سلام میں پہل کرے وہ دوسرے سے افضل ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۱۶)

اگر صورت یہ ہو کہ ایک شخص بیٹھا ہو دوسرا شخص اس کے پاس آئے تو سلام کرنے کا حق آنے کا ہے اس لئے اگر آنے والا سلام میں پہل کرے تو وہ اس فضیلت کا مستحق نہیں ہوگا کیونکہ اس نے تو اپنا حق ادا کیا ہے اور اگر بیٹھے ہوئے شخص نے سلام کیا تو وہ اس فضیلت کا مستحق ہوگا۔ (مظاہر حق ۴/۳۵۵، ۳۵۶)

باب ثواب البادئ بالسلام

سلام میں پہل کرنے والے کا ثواب

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث میں بیان فرمائی ہے۔

(۲۱۳) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا إبراهيم بن الحجاج السامي، ثنا أبو عوانة، عن غالب القطان، حدثني رجل على باب الحسن، قد كنت أحفظ اسمه. قال: سلم علينا ثم جلس، (ثم ثنا به) قال: ما تدخلون حتى يؤذن لكم؟ قال: قلنا: لا، قال: حدثني أبي، عن جدي، عن رسول الله ﷺ قال: من سلم على قوم فضلهم بعشر حسنات.

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (۲۶۷۱۷/۳۴۲/۵) وابوبکر الشیبانی فی «الآحاد والمثانی» (۲۹۱۶/۳۴۶/۵) وابویعلی فی «مسنده» کما فی اتحاف الخیره المهرة (۴۲۰۹/۴۵/۵) وابن عدی فی «الکامل» (۱۵۵۳/۷۰۶/۶) والذهبی فی «میزان الاعتدال» (۸۴۱۸/۳۹۴/۶)

(۲۱۳) ترجمہ: ”حضرت غالب بن قطان رحمہ اللہ تعالیٰ ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی قوم کو (سلام کرنے میں پہل کی اور) سلام کیا تو اس کو ان سے دس نیکیاں زیادہ ملیں گی۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص پہلے سلام کرے اس کو جواب دینے والوں سے دس گناہ زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ سلام میں پہل کرنا جو کہ سنت ہے افضل ہے جواب دینے سے جو کہ واجب ہے۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ۱۷۶)

باب من بدأ بالكلام قبل السلام

سلام سے پہلے بات کرنے کے بیان میں

(۲۱٤) - أخبرنا العباس بن أحمد الحمصي، ثنا كثير من عبيد، ثنا بقية بن الوليد، ثنا ابن أبي رواد (عبدالزيز)، عن نافع، عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من بدأ بالكلام قبل السلام فلا تجيبوه.

اخرجه الطبرانی فی «المعجم الاوسط» (۱/۱۳٦/٤۲۹) وابن عدی فی «الكامل» (٥/۱۹۱) وابو نعیم فی «الحلیة» (۸/۱۹۹) والدیلمی فی «مسند الفردوس» (۲/۳٤٠/۳٥۳۷) والحکیم الترمذی فی «نوادر الاصول» (۲/۱۷٥)

(۲۱۴) **ترجمہ:** ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سلام سے پہلے بات شروع کرے اس کو جواب نہ دو۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بات شروع کرنے سے پہلے سلام کرنا چاہئے کیونکہ سلام ہی سے بات کی ابتداء کی جاتی ہے تو اس کو چھوڑنے میں سلام سے ابتدا رہ جاتی ہے۔ (مرقاۃ ۵/۹۵)

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سلام بندوں میں امن و امان کے لئے معروف ہے لہٰذا جو اس میں سستی کرے تو وہ جواب کا مستحق نہیں رہتا ہے۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ۱۷۷)

اس لئے بات سے پہلے سلام کرنا چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ سلام ہماری ملت کے لئے سلام کرنے کا ایک طریقہ ہے اور ہمارے ذمیوں کے لئے امان ہے۔ (عن انس مرفوعا مرقاۃ ۵/۵۹، فتوحات ربانیہ ۵/۳۲)

ایک روایت میں ہے کہ جو سلام کرنے سے پہلے سوال کرے اس کو جواب نہ دو۔ (ابن البخاری عن انس مرقاۃ ۵/۹۵)

پہلے سلام اور بعد میں کلام کا حکم فضا میدان (یا عام کھلی مجلسوں) میں ہے لیکن گھر میں پہلے داخل ہونے کی اجازت لے پھر سلام کرے۔ (فیض القدیر ۶/۱۹۴)

باب الفضل في إفشاء السلام

سلام کو پھیلانے کی فضیلت

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(٢١٥) - حدثنا أبو يعلى، حدثنا أبوخيثمة، ثنا مروان بن معاوية الفزاري، عن عوف الأعرابي، عن زرارة بن أوفى، قال: قال عبدالله بن سلام: لما قدم رسول الله ﷺ المدينة انجفل الناس، فجئت في الناس أنظر، فلما تبينت وجهه، عرفت أن وجهه ليس بوجه كذاب، قال: فكان أول شيء سمعته من رسول الله ﷺ يتكلم به قال: يا أيها الناس! أفشوا السلام، واطعموا الطعام، وصلوا الارحام، وصلوا بالليل والناس نيام، تدخلوا الجنة بسلام.

اخرجه احمد في «مسنده» (٥/٤٥١) والدارمي في «سننه» (١/٤٠٥/١٤٦٠) وابن ماجه (٢/١٠٨٣/٣٢٥١) (ص٢٣٤) والترمذي (٤/٦٥٢/٩٤٨٥) (٢/٧٥) والحاكم في «المستدرك» (٤/١٧٦)

(۲۱۵) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگ (ان کے استقبال کے لئے) تیزی سے گئے۔ میں بھی لوگوں کے ساتھ گیا تاکہ (رسول اللہ ﷺ کو) دیکھوں۔ جب میں نے آپ ﷺ کا چہرہ (مبارک) دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ یہ چہرہ (کسی) جھوٹے آدمی کا نہیں ہے۔ (اس وقت) میں نے رسول اللہ ﷺ کی جو سب سے پہلی بات سنی وہ یہ تھی اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، رات کو اس وقت نماز پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں اور (ان اعمال کی وجہ سے) جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ۔“

فائدہ: سلام کیونکہ آپس میں الفت کے لئے پہلا سبب اور محبت کے حصول کے لئے پہلی چابی کی حیثیت رکھتا ہے اور تمام ملتوں سے مسلمانوں کو جدا کر دیتا ہے۔ نیز سلام میں نفس کا مجاہدہ اور تواضع بھی ہے اور اس کی وجہ سے مسلمانوں سے قطع رحمی، کینہ اور بغض وغیرہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵: ۲۷۹)

صلہ رحمی کا معنی

لغت میں تو جوڑنا پیوند لگانا اور شریعت میں اپنے اعزاء و اقارب کے ساتھ احسان اور اچھے سلوک کا معاملہ کرنا، ان کو عطاء

بخشش اور اپنی مالی واخلاقی اعانت کے ذریعے فائدہ اور راحت پہنچانا ہے۔ (مظاہر حق ۴/ ۵۰۸)

صلہ رحمی کی اہمیت

ایک روایت میں ہے کہ رحم (کا لفظ) رحمٰن سے نکلا ہوا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو تجھ کو جوڑے گا یعنی تیرے حق کی رعایت کرے گا میں بھی اس کو (اپنی رحمت سے) جوڑوں گا اور جو تجھ کو توڑے گا میں بھی اس کو توڑوں گا یعنی اس کو اپنی رحمت سے دور کردوں گا۔ (بخاری ۲/ ۸۸۵)

ایک روایت میں ہے کہ صلہ رحمی نہ کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (مسلم ۲/ ۳۱۵، بخاری ۲/ ۸۸۵)

صلہ رحمی کیا ہے

صلہ رحمی سے مراد ان لوگوں سے تعلقات جوڑنا ہے جو ماں باپ کے تعلق والے ہوں خواہ وہ رشتہ دار ہوں جو میراث کا حق رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں اسی طرح خواہ وہ محرم ہوں یا نہ ہوں جیسے حدیث میں آیا ہے کہ سب سے بڑی صلہ رحمی یہ ہے کہ آدمی اپنے دوستوں سے صل رحمی کرے حالانکہ وہ محرم نہیں ہیں۔ (ملخص فتح الباری ۱۰/ ۴۱۴، فتوحات ربانیہ ۶/ ۲۷۹، شرح مسلم للنووی ۲/ ۳۱۵)

باقی کھانا کھلانے کی فضیلت واہمیت حدیث نمبر ۳۱۹ پر آئے گی اور رات کو نماز پڑھنے کی فضیلت واہمیت حدیث نمبر ۵۳۷ پر آئے گی۔

باب كيف إفشاء السلام

سلام کس طرح پھیلایا جائے

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(٢١٦) - أخبرنا أحمد بن عمير بن جوصاء، ثنا عمرو بن عثمان الحمصي وكثير بن عبيد، وأبو التقي (هشام بن عبدالملك)، قالوا: ثنا بقية ابن الوليد، عن محمد بن زياد، قال: كنت آخذ بيد أبي أمامة الباهلي في المسجد، فانطلقت معه وهو منصرف إلى بيته، فلا يمر على أحد صغير ولا كبير، مسلم ولا نصراني إلا سلم عليه، حتى إذا انتهى إلى باب داره قال: يا ابن أخي! أمرنا نبينا ﷺ أن نفشي السلام.

أخرجه ابن ماجه (٢/١٢١٨/٣٦٩٣) (ص٢٦٢) والروياني في «مسنده» (٢/٣١٠/١٢٦٦) والطبراني في «المعجم الكبير» (٨/١١١/٧٥٣٥) وفي «مسند الشاميين» (٢/٨/٨٢١) وابو نعيم في «الحلية» (٦/١١٢)

(۲۱۶) ترجمہ: ”حضرت محمد بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں مسجد میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ میں ان کے ساتھ چل پڑا وہ اپنے گھر جا رہے تھے۔ وہ جس چھوٹے بڑے مسلمان اور عیسائی کے پاس سے گزرے تو اس کو سلام کرتے یہاں تک کہ اپنے گھر کے دروازے پر پہنچ گئے تو فرمایا: میرے بھتیجے! ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کے پھیلانے کا حکم فرمایا ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے سلام پھیلانے کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بازار تشریف لے جاتے اور لوگوں کو سلام کرتے جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ بازار کیوں تشریف لائے ہیں اس لئے کہ آپ نہ تو کچھ خریدتے ہیں نہ بیچتے ہیں تو فرمایا: ہم صرف ان لوگوں کو سلام کرنے کے لئے آتے ہیں جن سے ہماری ملاقات ہو۔ (مشکوٰۃ ۲/۴۰۰)

ایک روایت میں ہے کہ اس سے زیادہ کون بخیل ہوگا جو سلام کرنے میں بھی بخل کرے۔ (مشکوٰۃ ۲/۴۰۰)

ایک روایت میں ہے میں بازار اس لئے آتا ہوں کہ میں سلام کروں یا مجھے سلام کیا جائے اور کوئی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ (فتح الباری عن ادب المفرد ۱۱/۱۹)

سلام پھیلانے میں آواز سے سلام کرنا ضروری ہے کم سے کم سلام اور جواب سن لیا جائے۔ (فتح الباری ۱۱/۱۹)

اس حدیث میں غیر مسلم کو سلام کرنا معلوم ہوتا ہے شاید ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام کو پھیلانے کو عمومی سمجھا ہو کہ سب کو سلام کیا جائے اور ان کو اس کے منع ہونے کا علم نہ ہو یا اس مجلس میں کافر اور مسلمان ملے جلے مخلوط بیٹھے ہوں اور انہوں نے مسلمانوں کی نیت سے سلام کیا ہو۔ (حاشیہ ابن سنی ۱۷۹)

باب سلام الراكب على الماشي

سوار پیدل کو سلام کرے

کون کس کو سلام کرے ذیل میں مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے مختلف ابواب بیان فرمائیں۔

(٢١٧) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا وهب بن بيان، ثنا ابن وهب، (ح) وأخبرنا أبو يعلى، ثنا أحمد بن عيسى المصري، ثنا ابن وهب، أخبرني أبوهانيء حميد بن هانيء، عن عمرو بن مالك، عن فضالة بن عبيد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ عن النبي ﷺ قال: يسلم الفارس على الماشي، والماشي على القائم، ويسلم القليل على الكثير.

اخرجه احمد فی «مسنده» (١٩/٦) والترمذی (٢٧٠٥/٦٢/٥) (١٠٠/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠١٧٠/٩١/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم٣٣٨) والطبراني في «المعجم الكبير» (٨٠٥/٣١٢/١٨)

(٢١٧) تَرْجَمَہ: ''حضرت فضالہ بن عبید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: گھوڑے پر سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے، گزرنے والا کھڑے ہوئے آدمی کو سلام کرے اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوار کو چاہئے کہ پیدل چلنے والے کو سلام کرے۔

باب سلام المار على القائم

چلنے والا کھڑے ہوئے کو سلام کرے

(٢١٨) - أخبرني محمد بن جعفر بن رزين، ثنا إبراهيم بن العلاء الزبيدي، ثنا إسماعيل بن عياش، حدثنا حرام بن عثمان، عن أبي عتيق، عن جابر رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: يسلم الصغير على الكبير، ويسلم الواحد على الاثنين، ويسلم القليل على الكثير، ويسلم الراكب على الماشي، ويسلم المار على القائم، ويسلم القائم على القاعد.

اخرجه علي بن الجعد في «مسنده» (٢٩٦٦/٤٣٥/١) والبخاري (٥٨٧٧/٢٣٠١/٥) (٩٢١/٢) وابوداؤد (٥١٩٨/٣٥١/٤) (٣٥٠/٢) والترمذي (٢٧٠٥/٦٢/٥) (١٠٠/٢) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٢٠٣/٩)

(۲۱۸) ترجمہ: "حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چھوٹا بڑے کو ایک شخص دو شخصوں کو، کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو، سوار پیدل چلنے والے کو اور گزرنے والا کھڑے ہوئے آدمی کو سلام کرے۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چلنے والے کو کھڑے ہوئے آدمی کو سلام کرنا چاہئے۔

باب سلام الماشي على القاعد

پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے

(۲۱۹) - أخبرنا أبو بكر النيسا بوري، ثنا يوسف بن سعيد، ثنا حجاج، عن ابن جريج، أخبرني زياد بن سعد، أنه أخبره ثابت مولى عبدالرحمن ابن زيد، أنه سمع أبا هريرة رضي الله تعالى عنه يقول: قال رسول الله ﷺ: يسلم الراكب على الماشي، والماشي على القاعد، والقليل على الكثير.

اخرجه المالك في «المؤطا» (۱۷۲۱/۹۵۹/۲) والبخاري (۲۳۰۱/۵- ۵۸۷۷/۲۳۰۲) (۹۲۱/۲) والمسلم (۲۱۶۰/۱۷۰۳/٤) (۲۱۲/۲) وابوداؤد (۵۱۹۹/۳۵۱/٤) (۳۵۰/۲) والترمذي (۲۷۰۳/٦١/٥) (۹۲/۲)

(۲۱۹) ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سوار چلنے والے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کرے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوار پیدل چلنے والے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

(۲۲۰) - وحدثني محمد بن بشير الزبيري، ثنا محمد بن بحر بن مطر، ثنا أبو عبدالله محمد بن عمر الواقدي، أنبا ابن جريج، عن أبي الزبير، عن جابر رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ قال: يسلم الراكب على الماشي، والماشي على القاعد، والماشيان جميعا، أيهما يبدء بالسلام فهو أفضل.

اخرجه احمد في «مسنده» (٥١٠/٢) والدارمي في «سننه» (۲٦٣٤/۳۵۷/٢) والبخاري (۲۳۰۱/۵ - ۵۸۷۷/۲۳۰۲) (۹۲۱/۲) وابوداؤد (۵۱۹۹/۳۵۱/٤) (۳۵۰/۲) والترمذي (۲۷۰۳/٦١/٥) (۱۰۰/۲)

(۲۲۰) ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سوار پیدل چلنے والے کو اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔ دو پیدل چلنے والے (ملاقات کے لئے) جمع ہو جائیں تو ان میں سے جو سلام میں پہل کرے وہ افضل ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو پیدل چلنے والے ایک دوسرے کو سلام کریں اور ان میں سے جو سلام میں پہل کرے وہ دونوں میں افضل ہے۔

باب سلام المار على القاعد

گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے

(۲۲۱) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا أحمد بن حفص، ثنا أبی، ثنا إبراهيم ابن طهمان، عن موسى بن عقبة، عن صفوان بن سليم، عن عطاء بن يسار، عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله ﷺ: يسلم الصغير على الكبير، والمار على القاعد، والقليل على الكثير.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۵۱۰/۲) والبخاری (۲۳۰۱/۵ - ۵۸۷۷/۲۳۰۲) (۹۲۱/۲) والترمذی (۲۷۰۳/۶۱/۵) (۹۲/۲) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (۸۰٤/۳۱۲/۱۸) والبیهقی فی «السنن الكبرى» (۲۰۳/۹)

(۲۲۱) **ترجمہ:** ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چھوٹا بڑے کو، گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھوٹا بڑے کو، گزرنے والا، بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے لوگ زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔

باب سلام القليل على الكثير

کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں

(۲۲۲) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا زكريا بن يحيٰى رحمويه، ثنا روح ابن عبادة، ثنا حبيب بن الشهيد، عن الحسن، عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله ﷺ: يسلم الراكب على الماشی، والماشی على القاعد، والقليل على الكثير.

مر تخريجه برقم (۲۲۰)

(۲۲۲) **ترجمہ:** ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سوار پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے زیادہ والوں کو سلام کریں۔“

باب سلام الصغير على الكبير

چھوٹا بڑے کو سلام کرے

(۲۲۳) - أخبرني جعفر بن عيسى التمار، ثنا الحسن بن أبي الربيع، أنا عبدالرزاق، أنا معمر، عن همام، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: يسلم الصغير على الكبير، والمار على القاعد، والقليل على الكثير.

مر تخريجه برقم (۲۲۱)

(۲۲۳) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چھوٹا بڑے کو گزرنے والے بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کرے۔''

فائدہ: جن لوگوں کو سلام میں ابتدا کرنے کا حکم ہے ان کو ابتدا کرنے کے حکم کی حکمتیں یہ ہیں کہ چھوٹے بڑے کو سلام کرنا اس لئے ہے کہ چھوٹے پر بڑے کا حق ہے کہ چھوٹے کو بڑے کی عزت کرنے اور اس کے ساتھ تواضع برتنے کا حکم ہے۔

کم تعداد والوں کا زیادہ تعداد والوں کو سلام کرنا کثیر کے حق کی وجہ سے ہے کیونکہ ان کا حق زیادہ ہے۔

گزرنے والا گھر میں داخل ہونے والے کی طرح ہے کہ داخل ہونے والے کو سلام کرنے کا حکم ہے۔

سوار کو سلام کا حکم اس لئے ہے کہ وہ تکبر نہ کرے اور تواضع اختیار کرے۔

قلیل کثیر کو اس لئے سلام کرے کہ جماعت کو فضیلت ہوتی ہے۔ (کلہ من فتح الباری ۱۱/۱۷)

باب سلام الواحد على الجماعة

ایک آدمی کا جماعت کو سلام کرنا

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(٢٢٤) - أخبرنا أبو يعلى وأبو شيبة داود بن إبراهيم قالا: ثنا عبدالأعلى ابن حماد، ثنا يعقوب بن إسحاق الحضرمي، عن سعيد بن خالد، حدثني عبدالله بن الفضل، عن عبيدالله بن أبي رافع، عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يجزيء من الجماعة إذا مرت أن يسلم أحدهم، ويجزيء عن القعود أن يرد أحدهم.

اخرجه أبوداود (٥١٠/٣٥٣/٤) (٣٦١/٢) والبزار في «مسنده» (٥٣٤/١٦٧/٢) وابويعلى في «مسنده» (٤٤١/٣٤٥/١) والطبراني في «المعجم الكبير» (٢٧٣٠/٨٢/٣) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٩/٤٨ - ٤٩)

(۲۲۴) ترجمہ: ''حضرت علی بن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کچھ لوگ جماعت کی صورت میں گزر رہے ہوں تو ان میں ایک کا سلام کرنا کافی ہے اور بیٹھنے والوں میں سے (جن کو سلام کیا گیا ہے) ایک کا جواب دینا بھی کافی ہے۔''

فائدہ: ایک آدمی کا جماعت میں سے سلام کرنا اور جواب دینا کافی ہے لیکن اگر تمام سلام کریں یا تمام جواب دیں تو افضل ہے۔ اگر کوئی بھی جواب نہ دے تو سب گناہگار ہوں گے۔ (کتاب الاذکار ۲۳)

مجلس میں سلام کا طریقہ

اگر کوئی شخص مجلس میں داخل ہوا اور وہ مجلس ایسی ہے کہ ایک سلام ہی ان کو کافی ہوگا (کہ ان کو آواز پہنچ جائے گی) تو ان تمام کو ایک ہی سلام کرے، اور اگر بعض کو خاص کر کے مزید سلام کرے تو یہ ادب ہے۔ اسی طرح ان میں کوئی بھی جواب دے دے تو کافی ہے اور اگر سب لوگ جواب دیں تو یہ بھی ادب ہے۔

اگر مجلس بڑی ہے کہ ایک سلام سب تک نہیں پہنچ سکے گا تو آنے والا داخل ہوتے ہی ایک سلام کر دے تو یہ سنت کا ادا کرنے والا ہوگا۔

اور اگر ایک جماعت سے ملے اور بعض کو سلام کرے اور بعض کو نہیں تو یہ مکروہ ہے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۲۴۰، کذا فی الفتح ۱۱/۱۴۰۱۱)

باب سلام الرجل على النساء

مرد کا عورتوں کو سلام کرنا

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(٢٢٥) - أخبرنا أبو يعلى، أنا أبوبكر بن أبي شيبة، حدثنا وكيع، عن شعبة، عن جابر (الجعفي)، عن طارق التميمي، عن جرير بن عبدالله، ان رسول الله ﷺ مر على نسوة فسلم عليهن.

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (٢٥٧٨٩/٢٥٢/٥) واحمد فی «مسنده» (٣٥٧/٤) وابویعلی فی «مسنده» (٧٥٠٦/٤٩٥/١٣) والطبرانی فی «المعجم الکبیر» (٢٤٨٦/٣٥٣/٢) والبیهقی فی «شعب الایمان» (٨٩٠٠/٤٦٠/٦)

(۲۲۵) ترجمہ: ''حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) عورتوں کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو سلام کیا۔''

فائدہ: عورتوں کو سلام کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فتنہ میں مبتلا ہونے سے مامون تھے۔
(مرقاۃ ۵۶/۹)

ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ جس شخص کو فتنہ میں مبتلا نہ ہونے کا یقین ہو تو وہ سلام کرے ورنہ خاموشی زیادہ اچھی بات ہے۔ (فتح الباری ۳۴/۱۱)

اگر عورت محرم ہے تو یہ مرد کی طرح ہے کہ ہر ایک عورت و مرد کے لئے سلام میں پہل کرنا افضل ہے اور دوسرے کو جواب دینا واجب ہے۔

اگر عورت اجنبی ہے اور خوبصورت (یا جوان) ہے اور فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو تو مرد کے لئے سلام کرنا جائز نہیں ہے اور اگر مرد سلام کرے تو عورت کو جواب دینا واجب نہیں ہے۔ نہ عورت کو سلام میں پہل کرنا چاہئے۔

اگر عورت بوڑھی ہے اور کوئی فتنے کا اندیشہ بھی نہ ہو تو عورت بھی مرد کو سلام کر سکتی ہے اور جواب بھی دے سکتی ہے۔
(کتاب الاذکار صفحہ ۳۳، کذا فی الفتح الباری ۳۴/۱۱، ۳۵)

باب السلام على الصبيان

بچوں کو سلام کرنا

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(٢٢٦) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا علي بن الجعد، أنا شعبة، عن يسار أبي الحكم، عن ثابت، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، أنه مرَّ على الصبيان فسلم عليهم، وحدثنا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مرَّ على الصبيان فسلم عليهم وهو معهم.

(واخرجه البخاري (٥/٢٣٠٦/٥٨٩٣) (٢/٩٢٣) والمسلم (٤/١٧٠٨/٢١٦٨) (٢/٢١٤) وابوداؤد (٤/٣٥٢/٥٢٠٢) (٢/٣٦٠) وابن ماجه (٢/١٢٢٠/٣٧٠٠) (ص٢٦٣) والترمذي (٥/٥٧/٢٦٩٦) (٢/٩٩)

(۲۲۶) ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو سلام کیا۔"

فائدہ: بچوں کو سلام کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم اخلاق اور آپ کے آداب شریعہ کی دلیل ہے۔ اس میں بچوں کو سنتوں کے سیکھنے کا عادی بنانا اور ان کو آداب شریعت کی مشق کرانا ہے تا کہ وہ اس حال میں بڑے ہوں کہ شریعت کے تمام آداب سے آراستہ ہوں۔ (شرح الکرمانی للبخاری ۲۲/۱۷)

اسی طرح بڑوں کے لئے تکبر کا چھوڑنا، انکساری اور ترقی کا برتاؤ کرنا بھی ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۳۳)

بچہ پر سلام کا جواب واجب نہیں ہے لیکن بڑوں کو چاہئے کہ بچہ کو سلام کے جواب دینے کا حکم کریں تا کہ بچہ کو سلام کا جواب دینے کی عادت ہو جائے۔ (فتح الباری ۱۱/۳۳)

باب كيف السلام على الصبيان

بچوں کو کیسے سلام کیا جائے

(۲۲۷) - أخبرني عثمان بن سهل، عن مخلد، ثنا محمد بن إسماعيل، ثنا وكيع، عن حبيب بن حجر القيسي، عن ثابت البناني، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، قال: مرّ علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن صبيان، فقال:

﴿السلام عليكم ياصبيان﴾

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (۲۵۷۷۵/۲۵۱/۵) واحمد فی «مسنده» (۱۸۳/۳) وابویعلی فی «مسنده» (كما فی اتحاف الخيره المهره (۵۲۸۷/۴۲/۶) وابن عدی فی «الكامل» (۱۳۲۳/۱۶۳/۵) وابونعيم فی «الحلية» (۳۷۸/۸)

(۲۲۷) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے ہم بچے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (ان الفاظ سے):

﴿السلام عليكم ياصبيان﴾

ترجمہ: ''السلام علیکم بچو!''

(سے) سلام کیا۔''

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ کئی احادیث میں آئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کو سلام کیا کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انصار سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے تھے اور ان کے بچوں کو سلام کرتے اور ان کے سروں پر (شفقت سے) ہاتھ مبارک پھیرتے اور ان کے لئے دعاء فرماتے تھے۔ (نسائی عن ثابت فتح الباری ۳۳،۳۲/۱۱)

علماء نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچوں کو سلام کرنے سے معلوم ہوا کہ بچوں کو سلام کرنے میں ان کو شریعت کے آداب سکھانا ہے۔

بڑوں کا تکبر کو چھوڑ کر تواضع اختیار کرنا اور نرم رویہ اختیار کرنا ہے۔

اگر بچے کو سلام کیا جائے تو چونکہ وہ احکام کا مکلف نہیں اس لئے اس پر جواب واجب نہیں ہے لیکن اس کے سرپرست کو چاہئے کہ اسے جواب دینے کو کہے تاکہ اس کو اس کی عادت ہو جائے۔ (فتح الباری ۳۳/۱۱)

باب السلام على الخدم والصبيان والجواري

خادموں، بچوں اور عورتوں کو سلام کرنا

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے......

(۲۲۸) - أخبرني عمر بن حفص بن عمرويه، ثنا عبدة بن عبدالله الصفار، ثنا عبدالصمد، بن عبدالوارث، ثنا محمد بن ثابت البناني، حدثني أبي، أن أنسا رضي الله تعالى عنه حدث أن رسول الله ﷺ استقبله نساء وصبيان وخدم جائين من عرس لهم، فسلم عليهم وقال: (والله أني لأحبكم).

اخرجه احمد في «مسنده» (۱۵۰/۳) والبخاري (۴۸۸۵/۱۹۸۵/۵) (۷۷۸/۲) والمسلم (۲۵۰۸/۱۹۴/۴) (۳۰۵/۲) وابويعلى في «مسنده» (۳۵۱۷/۲۳۰/۶) وابن عدي في «الكامل» (۱۶۳۸/۱۳۶/۶)

(۲۲۸) ترجمہ: ’’حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ملاقات عورتوں بچوں اور خادموں سے ہوئی جو اپنے ہاں شادی میں شرکت کے لئے آ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو سلام کیا اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں تم لوگوں سے محبت کرتا ہوں۔‘‘

(۲۲۹) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا سعيد، عن أبي الربيع، حدثني رشيد أبو عبدالله، ثنا ثابت، عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: مرَّ رسول الله ﷺ على جوار من بني النجار، وهن يضربن بالدف ويقلن:

نحن جوار من بني النجار   يا حبذا محمد من جار

فقال النبي ﷺ:

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيهِنَّ.﴾

اخرجه ابن ماجه (۱۸۹۹/۶۱۲/۱) (ص۱۳۷) وابويعلى في «مسنده» (۳۴۰۹/۱۳۴/۶) والطبراني في «المعجم الصغير» (۷۸/۶۵/۱) ابونعيم في «الحلية» (۱۲۰/۳) و البيهقي في «دلائل النبوة» (۵۰۸/۵)

(۲۲۹) ترجمہ: ’’حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ بنی نجار کی

لڑکیوں کے پاس سے گزرے جو دف بجاتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہی تھیں:

نحن جوار من بنی النجار یا حبذا محمد من جار

ہم بنی نجار کی لڑکیاں ہیں محمد ﷺ (ہمارے) کیا خوب پڑوسی ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''

﴿اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِیْهِنَّ.﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ان لڑکیوں کو برکت عطا فرمائیں۔''

باب السلام على المشركين إذا كانوا مع المسلمين في المجلس

مسلمان اور کافر ایک ہی مجلس میں ہوں تو سلام کرنا؟

(۲۳۰) - حدثنا علي بن أحمد بن سليمان، ثنا سلمة بن شبيب، ثنا عبدالرزاق، أنا معمر، عن الزهري، عن عروة، أن أسامة بن زيد رضي الله تعالى عنه أخبره، أن رسول الله ﷺ مرّ بمجلس فيه أخلاط من المسلمين واليهود والمشركين وعبدة الأوثان، فسلم عليهم.

اخرجه احمد في «مسنده» (۳۰۳/۵) والمسلم (۱۴۲۲/۳ - ۱۷۹۸/۱۴۲۳) (۱۰۹/۲) والترمذی (۲۷۰۲/۶۱/۵) (۹۹/۲) وابن حبان في «صحيحه» (۵۴۳/۱۴ - ۶۵۸۱/۵۴۴) والبيهقي في «السنن الكبرى» (۶۶۱۸/۱۸/۴)

(۲۳۰) ترجمہ: ”حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) محمد ﷺ ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان یہودی، مشرکین اور بتوں کو پوجنے والے بیٹھے تھے، آپ ﷺ نے ان کو سلام کیا۔“

فائدہ: علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی مسلمان ایسی مجلس پر سے گزرے جس میں مسلمان اور کافر ہوں تو وہ ان مجلس والوں کو مسلمانوں کی نیت کرتے ہوئے سلام کرے۔ (قالہ النوی فی الاذکار صفحہ ۳۳)

. اگر کسی کافر کو خط لکھے تو اس کو سلام اس طرح لکھے "سلام علی من اتبع الهدی" (کہ اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت اختیار کرے) جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہرقل روم کے بادشاہ کو لکھا تھا۔ (اذکار ۳۲۱)

باب ثواب السلام

سلام کا ثواب

(۲۳۱) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا أبوبكر بن أبى شيبة، ثنا أبو أسامة موسى بن عبيدة، عن أبى أمامة بن سهل بن حنيف، عن أبيه رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: رسول الله ﷺ: من قال: السلام عليكم كتب لهٗ عشر حسنات، ومن قال: السلام عليكم ورحمة الله كتب لهٗ عشرون حسنة، ومن قال: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته كتب لهٗ ثلاثون حسنة.

اخرجه احمد فى «مسنده» (۴۳۹/۴) اخرجه ابوداؤد (۵۱۹۵/۳۵۰/۴) (۳۵۹/۲) والترمذى (۲۶۸۹/۵۲/۵) (۹۸/۲) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ۳۳۷) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (۲۸۰/۱۳۴/۱۸)

(۲۳۱) ترجمہ: ”حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص (سلام کرنے کے لئے) ”السلام علیکم“ کہتا ہے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو شخص ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ“ کہتا ہے اس کے لئے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو شخص ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ کہتا ہے اس کے لئے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔“

نوع آخر:

(۲۳۲) - حدثنا القاضى المحاملى أبو عبدالله، ثنا على بن سهل، ثنا عبيد ابن إسحاق التميمى، ثنا المختار بن إسحاق التميمى، أنبا أبو حيان التميمى، عن أبيه عن على بن أبى طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال: دخلت المسجد فإذا أنا بالنبى ﷺ فى عصبة من أصحابه، فقلت: السلام عليكم، فقال: وعليكم السلام ورحمة الله، عشر لى وعشر لك، فدخلت الثانية، فقلت: السلام عليكم ورحمة الله، عشر لى وعشر لك، فدخلت الثانية، فقلت: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، فقال: وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته، ثلاثون لى ثلاثون لك، أنا وأنت فى السلام سواء، يا على! إنه من مرّ على مجلس فسلم، كتب لهٗ عشر حسنات، ومحى عنه عشر سيئات، ورفع لهٗ عشر درجات.

اخرجه البزار كما فى «مجمع الزوائد» (۳۰/۱۰) وابونعيم فى «عمل اليوم والليلة» كما فى فتح البارى (۶/۱۱)

ایک اور حدیث:

(۲۳۲) ترجمہ: ''حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں مسجد میں داخل ہوا و میں (مسجد) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ''السلام علیکم'' کہا۔ آپ ﷺ نے ''وعلیکم السلام ورحمة اللّٰه'' (کہہ کر جواب دیا اور) فرمایا: دس نیکیاں مجھے ملیں اور دس نیکیاں تمہیں ملیں۔ (حضرت علی فرماتے ہیں) میں دوسری مرتبہ گیا تو میں نے ''السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته'' کہہ کر سلام کیا۔ آپ ﷺ نے جواب میں ''وعلیکم السلام ورحمة اللّٰه وبرکاته'' فرمایا (اور فرمایا:) تیس نیکیاں مجھے ملیں اور تیس نیکیاں تمہیں ملیں۔ میں اور تم سلام (کرنے اور جواب دینے) میں برابر رہے۔ علی! جو شخص کسی مجلس کے پاس سے گزرے اور ان کو سلام کرے تو اس کے لئے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور اس کے دس درجات بلند کئے جاتے ہیں۔''

فائدہ: ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی جتنا زیادہ سلام کے الفاظ کہتا ہے اس کو اتنا ہی زیادہ ثواب ملتا ہے جیسا کہ دس، بیس اور تیس نیکیاں ملنا معلوم ہوا۔ سلام کا جواب بڑھا کر دینا مستحب ہے کتنا بڑھا کر جواب دینا چاہئے اس کی تفصیل حدیث نمبر ۲۳۵ پر آرہی ہے۔

آخری روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو آدمی کسی مجلس والوں کو سلام کرتا ہے تو اس کو دس نیکیاں ملتی ہیں اور دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور دس درجات بلند ہوتے ہیں۔ ایک روایت ہے کہ جب کوئی آدمی لوگوں کے پاس سے گزرے اور ان کو سلام کرے تو اس کو یاد دلانے کی وجہ سے ان لوگوں پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہوتی ہے اگرچہ وہ لوگ سلام کا جواب نہ دیں، اور اس کو ان سے بہتر اور پاکیزہ (فرشتے) جواب دیتے ہیں۔ (مجمع الزوائد ۲۹/۸)

باب صفة السلام

سلام کرنے کا طریقہ

(۲۳۳) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا مسروق بن المرزبان، ثنا عبدالسلام بن حرب، عن عبدالله بن سعيد، عن جده، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا أراد أحدكم السلام فليقل: السلام عليكم، فإن الله عزوجل هو السلام، فلا تبدؤا قبل الله بشيء.

اخرجه ابويعلى في «مسنده» (۱۱/۴۳۹ - ۶۵۶۵/۴۴۰)

(۲۳۳) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی سلام کرنا چاہے تو وہ السلام علیکم کہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سلام ہیں اس لئے تم اللہ تعالیٰ (کے نام) سے پہلے کچھ شروع نہ کرو۔“

فائدہ: سنت یہ ہے کہ بات کرنے سے پہلے سلام کرے۔ (کتاب الاذکار ۳۱۵)

اللہ تعالیٰ کا نام سلام ہے جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”السلام المؤمن المهيمن“

سلام کے معنی عیب سے پاک ومحفوظ کے ہیں ایک معنی یہ ہے کہ اپنے بندوں کی حفاظت کرنے والا اپنے دوستوں کی حفاظت کرنے والا۔ (فتح الباری ۱۱/۱۳)

ایک روایت میں ہے کہ سلام اللہ تعالیٰ کا نام ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو (زمین والوں کے لئے) زمین پر اتارا ہے اس لئے آپس میں (ایک دوسرے کو سلام کر کے) سلام کو پھیلاؤ۔ (ادب المفرد صفحہ ۲۵۷)

ایک روایت میں ہے کہ سلام اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور اہل جنت کا سلام ہے۔ (بیہقی فی الشعب عن ابن عباس مرفوعاً فتح الباری ۱۱/۱۳)

جب آدمی دوسرے کو سلام کرتا ہے تو اس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر سلامتی ہو وہ حفاظت ہو اللہ تعالیٰ تمہارے احوال پر باخبر ہیں تمام بھلائیاں ملیں اور تمام برائیوں سے حفاظت رہے۔

باب رد الواحد من الجماعة يجزى عن جميعهم

جماعت میں سے ایک آدمی کا سلام کا جواب دینا سب کی طرف سے کافی ہے

(٢٣٤) - أخبرنا محمد بن خالد الراسبي، ثنا محمد بن علي الأهوازي، ثنا أبو مالك صاحب البصري، ثنا حفص بن عمرو بن رزيق القرشي المديني، ثنا عبدالرحمن بن الحسن، عن أبيه، عن جده، عن زيد بن أسلم، عن عطاء ابن يسار، عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه، قال: قيل: يا رسول الله! القوم يمرون، يسلم رجل منهم، يجزىء ذلك عنهم؟ قال: نعم! قال: فيرد رجل من القوم، أيجزىء ذلك منهم؟ قال: نعم!

مر تخريجه برقم (٢٢٤)

(۲۳۴) ترجمہ: ”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا: لوگوں کی ایک جماعت گزر رہی ہو اور ان میں سے ایک آدمی سلام کرے تو کیا یہ جماعت کی طرف سے کافی ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ (پھر) ایک شخص نے پوچھا: اگر جماعت میں سے کوئی ایک جواب دے دے تو کیا ان کی طرف سے کافی ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔“

فائدہ: افضل یہ ہے کہ جماعت میں سے ہر ایک سلام کرے اور ہر ایک جواب دے لیکن اگر جماعت میں سے کوئی سلام کرے یا جواب دے تو بھی سنت ادا ہو جائے گی۔ (شرح مسلم للنووی:۲/۲۱۲)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سلام کرنا سنت علی الکفایہ ہے اور جواب دینا فرض علی الکفایہ ہے اگر دو جماعتوں میں جس کو سلام کرنا یا جس کو جواب دینا چاہئے اگر ان میں سے کوئی ایک سلام کرے یا جواب دے تو سب کی طرف سے کافی ہو جائے گا اور سب بری الذمہ ہو جائیں گے اور سب کا سلام کرنا یا سب کا جواب دینا افضل ہے۔ (مظاہر حق۴/۳۵۵،کذانی المرقاۃ۹/۵۶)

باب منتهى رد السلام

سلام کا جواب کتنا دینا چاہئے

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(۲۳۵) - أخبرنا أبو عروبة، ثنا سليمان بن سلمة، ثنا بقية، ثنا يوسف بن أبي كثير، عن نوح بن ذكوان، عن الحسن، عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: كان رجل يمر والنبي ﷺ يرعى دواب أصحابه، فيقول: السلام عليك يا رسول الله، فيقول النبي ﷺ: وعليك السلام ورحمة الله وبركاته ومغفرته ورضوانه، فقيل: يا رسول الله! ترد على هذا سلاما ما تسلمه على أحد من أصحابك، فقال: (وما يمنعني من ذلك، وهو ينصرف بأجره بضعة عشر رجلا.

لم اجده عند غير المصنف.

(۲۳۵) ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے، آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کے جانور چرا رہے تھے۔ ان صاحب نے رسول اللہ ﷺ کو (ان الفاظ میں) سلام کیا السلام علیک یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے اس کو (ان الفاظ میں) سلام کا جواب دیا ”وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ ورضوانہ“۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! آپ نے اس آدمی کو جس طرح سلام کا جواب دیا اس طرح اپنے کسی اور ساتھی کو جواب نہیں دیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے کیا چیز روکتی ہے کہ وہ (تو) دس سے زائد لوگوں کا اجر لے کر واپس جاتا ہے (اور میں یہ ثواب نہ لوں)۔“

فائدہ: سلام کا جواب سلام سے بڑھا کر دینا مستحب ہے۔ (فتح الباری ۶/۱۱)

(مثلاً اگر سلام کرنے والا السلام علیکم کہے تو اس کو وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وغیرہ کہنا چاہئے)۔

کم سے کم سلام کا جواب وعلیک السلام یا علیک السلام یا علیکم السلام ہے۔ لیکن واؤ کے ساتھ جواب دینا افضل ہے۔ جیسے وعلیکم السلام کہنا علیکم السلام کہنے سے افضل ہے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۳۰۸)

اگر دو آدمیوں نے آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا تو دونوں پر جواب دینا واجب ہے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۳۱۴، مرقاۃ ۵۵/۹)

سلام کا جواب کہاں تک ہونا چاہئے

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سلام کا جواب برکاتہ سے آگے مغفرتہ اور رضوانہ تک دیا جا سکتا ہے۔ ایک روایت میں

برکاتہ کے بعد طیب صلواتہ ہے۔ (ادب المفرد صفحہ ۲۶۳)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر خوب بحث فرمائی ہے کہ سلام کا جواب کہاں تک ہونا چاہئے خلاصہ یہ ہے کہ برکاتہ تک جواب دینا صحیح احادیث سے ثابت ہے اور آگے کی زیادتی ضعیف روایات سے ثابت ہے لیکن چونکہ روایات کے طرق بھی زیادہ ہیں اس لئے برکاتہ سے آگے کہنے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۶ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں یہی حوالہ)

باب النهی عن أن يقول الرجل: عليكم السلام ابتداءً

علیکم السلام سے سلام شروع کرنے کی ممانعت

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(۲۳٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا محمد بن عبدالله بن بزيع، ثنا يزيد بن زريع، ثنا خالد، عن أبي تميمة، عن رجل، قال: قلت: عليك السلام يا رسول الله، قال: إن (عليك السلام) تحية الموتى و إذا لقي أحد كم أخاه فليقل:

﴿السلام عليكم ورحمة الله.﴾

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (۲۵۷۰۸/۲٤٥/٥) واحمد فی «مسنده» (٤٨٢/٣) وابوداؤد (٥٢٠٩/٣٥٣/٤) (٣٥١/٢) والنسائی فی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ٣١٩) والبیهقی فی «شعب الایمان» (٨٠٥٠/٢٥٢/٦)

(۲۳۶) ترجمہ: ”حضرت ابوتمیمہ جابر بن سلیم سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کرتے ہوئے ”عليك السلام يا رسول الله“ کہا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علیک السلام مُردوں کا سلام ہے۔ (یعنی اس طرح مردوں کو سلام کیا جاتا ہے) جب تم میں کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اس کو (سلام میں یہ الفاظ):

﴿السلام عليكم ورحمة الله.﴾

کہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کو سلام کرنے کے لئے علیک السلام نہیں کہنا چاہئے۔ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارکہ یہ ہے کہ سلام السلام علیکم کہہ کر کیا کرتے تھے اور علیکم السلام کہنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ (فتح الباری ۱۱/۵)

علماء نے لکھا ہے کہ افضل یہ ہے کہ جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا چاہئے واؤ لانا چاہئے۔

(شرح سنن ابن ماجہ ۱/۲۳۴)

اس لئے ممکن ہے کہ یہ جواب سلام کا مکمل طریقہ ہے یہ مردوں کا سلام ہے یعنی آپ نے ایک حقیقت کی خبر دی ہے کہ واقع یہی ہے کہ یہ مردوں کا سلام ہے نہ کہ یہ کوئی شرعی حکم ہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں عرب کی عادت ہے کہ مردوں کے سلام میں اسم کو بعد میں لے کر آتے ہیں۔ (فتح الباری ۱۱/۵)

باب كيف يرسل السلام إلى أخيه

اپنے مسلمان بھائی کو کس طرح سلام بھیجے

اس باب میں مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(۲۳۷) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا عبدالرحمن بن سلام الجمحي، ثنا حماد بن سلمة، عن ثابت، عن أنس رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ أن فتى من بني أسلم قال: يا رسول الله! إني أريد الجهاد، وليس لي ما أتجهز به، فقال: إذهب إلى فلان الأنصاري، فإنه كان قد تجهز، وقل له: يقرئك رسول الله ﷺ السلام، وقل: لهٗ إدفع لي ما تجهزت به.

اخرجه احمد في «مسنده» (۳/۳۰۷) والمسلم (۳/۱۵۰۶/۱۸۹٤) (۲/۱۳۷) ابوداؤد (۳/۹۰/۲۷۸۰) (۲/۲۸) وابويعلى في «مسنده» (٦/٤٩/۳۲۹۳) وابوعوانه في «مسنده» (٤/۱۹۹/٦٤٨٩)

(۲۳۷) ترجمہ: ”حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے کہ بنو اسلم قبیلہ کے ایک نوجوان صحابی نے (رسول اللہ ﷺ سے) عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے پاس کوئی سامان نہیں جس سے میں (جہاد کے لئے) تیاری کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فلاں انصاری صحابی کے پاس جاؤ انہوں نے (جہاد کی) تیاری کی ہوئی ہے، ان سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ نے تم کو سلام کہا ہے اور ان سے کہو مجھے وہ سامان دے دو جس سے تم نے جہاد کی تیاری کی ہوئی ہے۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

1. سلام کا بھیجنا مستحب ہے۔ (شرح مسلم ۲/ ۲۸۷)
2. سلام جس سے بھجوایا جائے اس پر سلام پہنچانا واجب ہے کیونکہ یہ امانت ہے۔ (شرح مسلم ۲/ ۲۸۷، فتوحات ربانیہ ۵/ ۳۱۱)

پہنچانے والے پر واجب اس وقت ہوگا جب وہ اس ذمہ داری کو قبول کرے ورنہ واجب نہیں ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/ ۳۱۸)

باب كيف يرد على من بلغه السلام

جس کو سلام پہنچے اس کو کیا جواب دینا چاہئے

(۲۳۸) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا محمد بن بشار ثنا محمد بن جعفر، ثنا شعبة، قال: سمعت غالبا القطان يحدث عن رجل من بني تميم، عن أبيه، عن جده رضي الله تعالى عنه أنه أتى النبي ﷺ، وقال: أبي يقرأ عليك السلام، فقال: عليك وعلى أبيك السلام.

اخرجه احمد في «مسنده» (۸۸/٦) والبخاری (٥٨٩٥/٢٣٠٦/٥) (٩٢٣/٢) والمسلم (٢٤٤٧/١٨٩٦/٤) (٢٨٧/٢) وابن ماجه (٣٦٩٦/١٢١٨/٢) (ص٢٦٣) والترمذی (٢٦٩٣/٥٥/٥) (٩٩/٢)

(۲۳۸) ترجمہ: ''بنی تمیم قبیلے کے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: (یارسول اللہ!) میرے والد صاحب نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عليك وعلى ابيك السلام کہ تم پر اور تمہارے باپ پر سلام ہو۔''

نوع آخر:

(۲۳۹) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا نوح بن حبيب، ثنا عبدالرزاق، أنا معمر، عن الزهري، عن عروة، عن عائشة رضي الله تعالى عنها، أن النبي ﷺ قال لها: إن جبرئيل يقرأ عليك السلام، قالت: و عليه السلام ورحمة الله وبركاته، ترى مالا نرى.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢٠٥/١) والبخاری (١٦٩٩/٦٣٦/٢) (٢٤١/١) والمسلم (٢٤٣٢/١٢١٨/٤) (٢٨٤/١) والترمذی (٣٨٧٦/٧٠٢/٥) (٢٢٧/٢) والحاكم في «المستدرك» (٢٠٣/٣)

(۲۳۹) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''جبرئیل تم کو سلام کہہ رہے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: وعلیہ السلام ورحمۃ وبرکاتہ'' (یا رسول اللہ!) جو آپ دیکھ رہے ہیں وہ ہم نہیں دیکھ رہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

اجنبی آدمی کا اجنبیہ صالحہ کو سلام بھجوانا جب کہ کوئی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

جس کو سلام بھیجا جائے وہ سلام کا جواب دے۔

علماء فرماتے ہیں یہ سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے اسی طرح خط میں سلام آئے تو بھی پڑھتے وقت بھی دینا چاہئے۔
(فتح الباری، شرح مسلم للنووی)

اسی طرح مستحب ہے کہ جو شخص سلام لائے اس کو بھی سلام کا جواب دیا جائے اور یوں کہا جائے وعلیک السلام۔

(کتاب الاذکار ص ۲۳۱)

نوع آخر:

(۲٤۰) - حدثنا إسماعيل بن داود، ثنا عيسى بن حماد، ثنا ابن وهب، عن عمرو بن الحارث، عن سعيد بن أبي هلال، عن عمروبن وهب، أن خديجة رضي الله تعالى عنها خرجت تلتمس رسول الله ﷺ باعلى مكة، ومعها غذاء له، فلقيها جبرئيل عليه السلام في صورة رجل، فسألها من رسول الله ﷺ، فهابته، وظنت أنه بعض من يغتاله، ثم أنها ذكرت ذلك لرسول الله ﷺ، فقال: ذاك جبرئيل عليه السلام أخبرني أنه لقيك، ومعك غذاء، وهو حيس، فقال: اقرأ عليها من الله عزوجل السلام وبشرها ببيت في الجنة من قصب، لا صخب فيه ولا نصب، فقالت: هو السلام ومنه السلام وعلى جبرئيل السلام وعليك يا رسول الله وعلى من سمع إلا الشيطان، يا رسول الله! ما بيت في الجنة من قصب، لا صخب فيه ولا نصب؟ قال: هو بيت من لؤلؤة محباة.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (۳۲۲۸۷/۳۹۰/٦) واحمد فى «مسنده» (۲۳۰/۲) والبخارى (۳۶۰۹/۱۳۸۹/۳) (۵۳۹/۱) والمسلم (۲٤۳۲/۱۸۸۷/٤) (۲۸٤/۱) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ۳۷٤)

(۲۴۰) ترجمہ: ''حضرت عمرو بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرتے ہوئے مکہ مکرمہ کے بالائی جانب نکلیں ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا کھانا بھی تھا۔ (راستے میں) ان کی ملاقات جبرئیل علیہ السلام سے ہوئی وہ آدمی کی شکل میں تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سے ڈر گئیں اور سمجھیں کہ یہ کوئی اچانک پکڑنے والا ہے۔ انہوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ جبرئیل (علیہ السلام) تھے انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ وہ تم سے ملے تھے اور تمہارے پاس کھانا حیس (حریرہ) تھا۔ جبرائیل علیہ السلام (جو پاس ہی تھے) فرمایا: (خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام کہیے اور ان کو جنت قصب کے مکان کی خوش خبری دیجیے جس میں نہ شور ہوگا نہ کوئی محنت ومشقت ہوگی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

﴿هو السلام ومنه السلام وعلى جبرئيل السلام وعليك يا رسول الله وعلى من

سمع الا الشیطان. ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ سلامتی والے ہیں ان ہی کی طرف سے سلامتی ہوئی ہے، جبریل (علیہ السلام) پر سلام، یارسول اللہ آپ پر سلام اور سوائے شیطان کے جو بھی سنے اس پر بھی سلام ہو۔''

یارسول اللہ! جنت میں قصب کا گھر کیا ہے جس میں نہ شور ہوگا اور نہ اس میں کوئی محنت ہوگی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ ایک چھپے ہوئے موتی کا محل ہے۔''

فائدہ: ان احادیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

۱. پہنچانے والے کو بھی سلام کا جواب دینا مستحب ہے۔ اور یوں کہے وعلیک السلام۔ (اذکار صفحہ ۳۱۲، فتوحات ربانیہ ۵/۳۰۸) اور اگر بغیر واؤ کے علیک السلام یا علیکم السلام کہے تو یہ بھی جائز ہے لیکن افضل واؤ کے ساتھ کہنا ہے۔ (شرح مسلم ۲/۲۸۷)

۲. اس طرح جب سلام پہنچے تو سلام کا جواب بھی فوراً دینا ضروری ہے۔ اسی طرح جب خط میں سلام آئے تو بھی فوراً جواب دینا واجب ہے۔ (اذکار صفحہ ۳۱۲، شرح مسلم ۲/۲۸۷)

۳. اجنبی مرد کا اجنبی صالحہ عورت کو سلام بھیجنا بھی صحیح ہے اگر فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۸۷)

باب النهي عن ابتداء المشركين بالسلام

مشرکین کو سلام میں پہل نہ کی جائے

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(۲٤١) - أخبرنا أبوخليفة، ثنا محمد بن كثير، ثنا (سفيان) الثوري، (ح) وأنبأ أبو خليفة، حدثنا أبو الوليد الطيالسي، ثنا شعبة، جميعا عن سهيل ابن أبي صالح، عن أبيه، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا لقيتم المشركين في طريق فلا تبدؤهم بالسلام، واضطروهم إلى أضيقها. هذا حديث الثوري.

قال شعبة في حديثه: فلا تبدؤهم بالسلام، و إذا لقيتموهم في طريق فاضطروهم إلى أضيقه.

اخرجه علي بن الجعد في «مسنده» (۳٦٧٢/۳۹۱/۱) واحمد في «مسنده» (۲٦۳/۲) والمسلم (۲۱٦٧/۱٧۰٧/٤) (۲۱٤/۲) وابوداؤد (٥۲۰٥/۳٥۲/٤) (۳٥۱/۲) والترمذي (۱٦۰۲/۱٥٤/٤) (۲۸۹/۱)

(۲۴۱) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم راستے میں مشرکین سے ملو تو ان کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو ان کو تنگ ترین راستے پر چلے جانے کے لئے مجبور کرو۔“

فائدہ: ”سلام میں پہل نہ کرو“ کا مطلب یہ ہے کہ السلام علیکم پہلے نہ کہو کیونکہ سلام میں پہل کرنے کے اعزاز کا مستحق مسلمان ہے اور کافر اس اعزاز کا مستحق نہیں ہے۔ اگر کہیں کسی عذر اور مجبوری کی وجہ سے سلام کرنا ضروری ہو تو جائز ہے اور یہی حکم ان مسلمانوں کا بھی ہے جو بدعتی ہوں اور فسق و فجور میں مبتلا ہوں۔

”تنگ ترین راستے پر چلنے کے لئے مجبور کرو“ کا مطلب یہ ہے کہ تنگ راستے میں ان کے اعزاز و اکرام میں ان کے لئے راستہ کشادہ نہ کرو بلکہ ان سے یہ سلوک کرو کہ وہ ایک کنارے پر چلیں اس لئے کہ درمیانی راستہ مسلمانوں کے لئے ہے۔
(تکملہ فتح الملہم ۴/۲۵۵، مرقاۃ ۹/۵۰)

اس کا یہ مطلب نہیں کہ جب کھلے اور کشادہ راستے میں وہ ملیں تو ان کو ایک طرف چلنے پر مجبور کرو کہ ان پر راستہ تنگ ہو جائے۔ (تکملہ فتح الملہم ۴/۲۵۵)

ان پر اس طرح بھی راستہ تنگ نہ کیا جائے کہ وہ کسی گڑھے میں گر جائیں یا دیوار سے ٹکرا جائیں۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۱۴)

راستے کی تنگی کا حکم اس لئے ہے کہ یہ لوگ طرح طرح کے مکر و فریب سے مسلمانوں کی بیخ کنی میں لگے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بجائے اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں تو یہ اس فعل بد کا بدلہ ہے۔ (ملخص مرقاۃ ۹/۵۰، مظاہر حق ۴/۳۴۸)

باب كيف يرد على أهل الكتاب إذا سلم عليهم

جب اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سلام کریں ان کو کس طرح جواب دینا چاہئے

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(۲٤۲) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا قتيبة، بن سعيد، عن مالك، عن عبدالله بن دينار، عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما، قال: قال رسول الله ﷺ: إن اليهود إذا سلم أحدهم فإنما يقول: السام عليكم، فقل: وعليكم.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۲/۵۸) والبخاری (۵/۲۳۰۹/۵۹۰۹) (۲/۹۲۵) والمسلم (٤/۱۷۰٦/۲۱٦٤) (۲/۲۱۳) وابوداؤد (٤/۳۵۳/۱٦۰۳) (۲/۳۵۱) والترمذی (٤/۱۵۵/۱٦۰۳) (۱/۲۸۹)

(۲۴۲) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب یہود تمہیں سلام کریں (اور سلام میں) ”السام علیکم“ کہیں تو تم ان کو جواب میں (صرف) ”وعلیکم“ کہا کرو۔“

فائدہ: ”سام“ کے معنی جلدی موت آنے کے ہیں۔ (مرقاۃ ۹/۵۰)

تو معنی یہ ہوا کہ تمہیں جلدی موت آئے۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سلام کریں تو ان کو جواب دینا چاہئے اور جواب میں ”علیکم“ یا وعلیکم کہنا چاہئے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۳۱۳،۳۱۴)

اگر انہوں نے ”السام“ یعنی موت آئے کہا تو وعلیکم کا مطلب ہوگا کافرو! تمہیں موت آئے اور اگر جواب میں علیکم کہا تو مطلب یہ ہوگا جس مذمت کے تم مستحق ہو وہ تم پر ہو۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۳۱۳،۳۱۴)

اگر انہوں نے سلام کہا ہو تو وعلیکم کہنے میں ان کے لئے اسلام لانے کی دعا بھی ہو سکتی ہے کیونکہ اسی پر دونوں جہاں میں سلامتی کا دارومدار ہے۔ (قالہ التورپشتی مرقاۃ ۹/۵۱)

باب النهي عن أن يزيد أهل الكتاب على: وعليكم

اہل کتاب کو سلام کے جواب میں علیکم سے زیادہ نہ کہنا چاہئے

(٢٤٣) - حدثنا عبدالرحمن بن محمد البقراوندي، ثنا يحيٰى بن طلحة، اليربوعي، ثنا شريك، عن حميد، عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: أمرنا أن لا نزيد هم على (وعليكم). يعني: أهل الكتاب.

اخرجه عبدالرزاق في «مصنفه» (٩٨٣٨/١١/٦) وابن ابي شيبه في «مصنفه» (٢٥٧٦٣/٢٥٠/٥) واحمد في «مسنده» (١١٣/٣) والبخاري في «تاريخ الكبير» (٢٧٠٦/٣٤٨/٢) والحارث بن اسامه في «مسنده» كما في بغية الحارث (٨٠٦/٧٩٧/٢)

(۲۴۳) ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہمیں حکم ہے کہ ہم (سلام کے جواب میں) اہل کتاب کے لئے ''علیکم'' سے زیادہ نہ کہیں۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر غیر مسلم کو سلام کریں تو ان کو جواب وعلیکم کہنا چاہئے۔ تفصیل گزشتہ حدیث میں گزر چکی ہے۔

باب كراهية أن يبدأ النساء الرجال بالسلام

عورتوں کا مردوں کو سلام کرنے میں پہل کرنے کی کراہت

(٢٤٤) - أخبرنا أبو عبدالله عبدالصمد بن المهتدى بالله، ثنا إسماعيل ابن محمد العذرى، حدثنا سليمان بن عبدالرحمن، ثنا بشر بن عون، ثنا بكار بن تميم، عن مكحول، عن واثلة بن الأسقع، عن رسول الله ﷺ قال: (يسلم الرجال على النساء، ولا يسلم النساء على الرجال).

اخرجه معمر بن راشد فى «جامعه» (٣٨٨/١٠) وابونعيم فى «عمل اليوم والليلة» كما فى فتح البارى (٣٤/١١) والديلمى فى «مسند الفردوس» (٨٨٥٤/٥٩٠/٥)

(۲۴۴) ترجمہ: ”حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مرد عورتوں کو سلام کریں، عورتیں مردوں کو سلام نہ کریں۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتیں مردوں کو سلام کرنے میں پہل نہ کریں۔

علماء نے لکھا ہے کہ مردوں کا عورتوں کو سلام کرنا اور عورتوں کا مردوں کو سلام کرنا جائز ہے جب کہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ (فتح الباری ۳۴/۱۱)

اس سے معلوم ہوا کہ فتنہ کے وقت جائز نہیں ہے اگر عورت اپنے محرم سے ملے تو سلام کے کرنے میں مردوں کی طرح ہے (جس طرح دو مرد آپس میں ملیں تو ان میں پہلے سلام کرنے والا افضل ہے)۔ (فتح الباری ۳۴/۱۱)

اگر عورت اجنبیہ اور خوبصورت ہے اور اس سے فتنے کا اندیشہ ہے تو سلام میں پہل کرنا جائز نہیں ہے اگر دونوں مرد و عورت جوان ہوں اور فتنہ کا اندیشہ ہو تو کوئی بھی سلام کرے دوسرے کو جواب جائز نہیں ہے ہاں بوڑھی عورت کو سلام میں پہل کرنا اور جواب دینا دونوں جائز ہے۔ (فتح الباری ۳۴/۱۱)

عورتوں، مردوں کا آپس میں سلام کرنے کی تفصیل حدیث نمبر ۲۲۵ اور ۳۲۸ پر گزر چکی ہے۔

باب تسليم الرجل على أخيه إذا فرق بينهما الشجر ثم التقيا

اپنے بھائی کو سلام کرنا جب دونوں کے درمیان درخت حائل ہو جائے پھر ملاقات ہو

(٢٤٥) - أخبرنا أبو القاسم بن منيع، ثنا عبدالأعلى بن حماد اللنرسي، ثنا حماد بن سلمة، ثنا ثابت وحميد، عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: كان أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يتما شون، فإذا استقبلهم شجرة أو أكمة فتفرقوا يمينا وشمالا ثم التقوا من ورائها سلم بعضهم على بعض.

اخرجه ابن ابى الشيبه فى «مصنفه» (٥/٢٤٥/٢٥٧١١) والبخارى فى «الادب المفرد» (رقم ١١٠) وابوداؤد (٤/٣٥١/٥٢٠٠) (٣٥١/٢) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (٨/٦٩/٧٩٨٧) وذكره ابوالمحاسن فى «مختصر المختصر» (٢/٢٣٥)

(۲۴۵) **ترجمہ:** ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب ایک دوسرے کے ساتھ چلتے تھے (اور جب چلتے ہوئے کوئی) درخت ان کے درمیان میں آ جاتا تو (اس کے) دائیں بائیں سے گزرنے کے بعد جب (دوبارہ) ملتے تو (پھر) ایک دوسرے کو سلام کرتے تھے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک حالت سے دوسری حالت میں جاتے وقت سلام کرنا چاہیے۔ اسی طرح آنے اور جانے والے کو بھی سلام کرنا چاہیے۔ (قالہ الطیبی مرقاۃ ۹/۵۷)

باب العطاس وتشميت الرجل أخاه إذا عطس

چھینکنے اور چھینکنے کے جواب دینے کے بیان میں

چھینک کا آنا پسندیدہ ہے چنانچہ چھینکنے اور اس کا جواب دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جو آداب واحکام بیان فرمائے ہیں اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ١٥ باب جو ٢٢ احادیث پر مشتمل ہیں ذکر فرمائے ہیں۔

(٢٤٦) - أخبرني عبدالله بن محمد بن مسلم، ثنا دحيم، ثنا الوليد ابن مسلم، عن الأوزاعي، عن الزهري، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، قال: قال رسول الله ﷺ: للمسلم على المسلم خمس: رد السلام، وعيادة المريض، واتباع الجنائز، و إجابة الدعوة، وتشميت العاطس.

مر تخريجه برقم (٢١٠)

(٢٤٦) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں (جب) مسلمان (سلام کرے تو اس) کو سلام کا جواب دیا جائے۔ (جب) مسلمان (بیمار ہو تو اس) کی عیادت کی جائے۔ (جب اس کا انتقال ہو جائے تو) اس کے جنازے میں جایا جائے۔ (جب وہ دعوت کرے تو) اس کی دعوت قبول کی جائے۔ (جب اس کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو) اس کو چھینک کا جواب دیا جائے (یعنی یرحمک اللہ کہا جائے)۔''

فَائِدَہ: چھینک کا جواب دینا فرض علی الکفایہ ہے اگر کچھ لوگوں نے جواب دے دیا تو باقی لوگوں کی طرف سے ادا ہو جائے گا۔ (فتح الباری ١١/٦٠٣)

لیکن افضل یہ ہے کہ سب جواب دیں۔ (مرقاۃ ٩/٨٩، اذکار صفحہ ٣٥٣)

جواب دینا کب واجب اس کا بیان حدیث نمبر ٢٤٨ پر آ رہا ہے۔

نوع آخر:

(٢٤٧) - أخبرنا عبدالرحمن بن حمدان، ثنا هلال بن العلاء، ثنا يحيٰى ابن حيي بن حاتم الجرجاني، ثنا يحيٰى بن اليمان، ثنا أشعث، عن جعفر ابن أبي المغيرة، عن سعيد بن جبير، قال: من عطس عنده أخوه المسلم، ولم يشمته كانت لهٗ عليه دينا يطالبه به يوم القيامة.

اخرجه الخطيب البغدادي في «تاريخ بغداد» (٦/٣٨٧/٣٤٢٧)

ایک اور حدیث:

(۲۴۷) ترجمہ: ”حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ جس شخص کے پاس اس کے (مسلمان) بھائی کو چھینک آئی (اور اس نے چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہا) اور اس شخص نے (اپنے مسلمان بھائی کو) چھینک کا جواب (یرحمک اللہ کہہ کر) نہیں دیا تو (یہ جواب نہ دینا) اس پر قرضہ رہے گا جس کا مطالبہ چھینکنے والا اس سے قیامت کے دن کرے گا۔“

فائدہ: اس حدیث سے چھینکنے والے کا جواب دینے کی مزید تاکید معلوم ہوئی۔

ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام ابوداؤد صاحب سنن کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ کشتی میں سوار تھے کنارہ پر ایک آدمی کو چھینک کر الحمد لله کہتے ہوئے سنا۔ ایک درہم کرائے پر کشتی لے کر اس کے قریب گئے اور اس کو یرحمك الله کہہ کر واپس آئے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا تو فرمایا: شاید یہ قبولیت کی گھڑی ہو۔ رات کو جب لوگ سو گئے تو کسی کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا: اے کشتی والو! ابوداؤد نے ایک درہم کے بدلے جنت کو خرید لیا ہے۔ (فتح ۱۱/۶۱۰، ۶۱۱)

باب متى يشمت العاطس

چھینکنے والے کو کب جواب دینا چاہئے؟

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(٢٤٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا عمران بن موسى، ثنا عبدالوارث، ثنا سليمان التيمي، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: عطس رجلان عند رسول الله ﷺ فشمّت أحد هما وترك الآخر، فقيل: يا رسول الله! عطس عندك رجلان، فشمّتّ أحدهما، وتركت الآخر، فقال: إن هذا حمد الله عزوجل، وهذا لم يحمد الله عزوجل.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «مصنفه» (٥/٢٦٨/٢٥٩٧٢) والمسلم (٤/٢٢٩٢/٢٩٩١) (٢/٤١٣) وابوداؤد (٥/٣٠٩/٥٠٣٩) (٢/٣٣١) وابن ماجه (٢/١٢٢٣/٣٧١٣) (ص٢٦٤) والنسائي فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٢٢)

(۲۴۸) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمیوں کو چھینک آئی۔ آپ ﷺ نے ایک کا جواب دیا اور دوسرے کا جواب نہیں دیا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: یارسول اللہ! آپ کے پاس دو آدمیوں کو چھینک آئی اور آپ نے ایک کو جواب دیا اور دوسرے کو جواب نہ دیا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص (جس کا جواب دیا) نے (الحمد للہ کہہ کر) اللہ تعالیٰ کی تعریف کی۔ اور اس دوسرے (جس کا جواب نہیں دیا) نے (الحمد للہ نہ کہہ کر) اللہ تعالیٰ کی تعریف نہیں کی (اس لئے میں نے اس کو جواب نہیں دیا)۔“

فائدہ: ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اس (چھینک کے بعد الحمد للہ کہنے والے) نے اللہ تعالیٰ کو یاد رکھا اس لئے میں نے بھی اس کو یاد رکھا اور اس (چھینک کر الحمد للہ کہنے والے) نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا تو میں نے بھی اس کو بھلا دیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ چھینک کا جواب دینا اس کے لئے ہے جو چھینک کے وقت الحمد للہ کہے۔ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ اس پر علماء کا اتفاق ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۶۰۲)

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص چھینکنے کے بعد الحمد للہ نہ کہے اس کو جواب نہیں دینا چاہئے۔ چھینک کا جواب اس شخص کو دینا واجب ہے جو چھینکنے والے کو الحمد للہ کہتے ہوئے سنے اگر نہ سنے تو جواب دینا واجب نہیں ہے اسی طرح جواب بھی اتنی آواز سے دینا ضروری ہے کہ چھینکنے والا سن لے ورنہ جواب نہ ہوگا۔ (اذکار صفحہ ۲۵۳)

مستحب یہ ہے کہ اگر چھینکنے والے نے الحمد للہ نہیں کہا تو اس کو یاد دلا دیا جائے۔ (اذکار صفحہ ۲۵۳)

کن جگہوں پر چھینک کا جواب نہیں دینا چاہئے

1. جب چھینکنے والا چھینک کر الحمد للہ نہ کہے۔
2. کافر کو جواب نہیں دینا چاہئے۔
3. زکام والے آدمی کو جس کو بار بار چھینک آئے اس کو بھی جواب نہیں دینا چاہئے۔
4. اگر کسی شخص کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ اس کو ناپسند کرتا ہے تو اگر اس سے کسی نقصان کا خوف ہو تو اس کو بھی جواب نہ دیا جائے۔
5. خطبہ کے دوران کسی کو چھینک آئے۔
6. جو ایسی حالت میں ہو جس میں ذکر کرنا منع ہے جیسے بیت الخلاء میں ہو۔

باب كم مرة يشمت العاطس

چھینکنے والے کو کتنی مرتبہ چھینک کا جواب دینا چاہیے

(٢٤٩) - أخبرنا أبو خلفية، حدثنا أبو الوليد الطيالسي، ثنا عكرمة ابن عمار، حدثني إياس بن سلمة بن الأكوع، حدثني أبي رضي الله تعالى عنه قال: كنت قاعدا عند النبي ﷺ، فعطس رجل، فقال النبي ﷺ:

﴿يَرْحَمُكَ اللّٰهُ﴾

ثم عطس أخرى، فقال:

﴿الرجل مزكوم﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (٤٦/٤) والمسلم (٢٩٩٣/٢٢٩٢/٤) (٤١٣/٢) وابوداؤد (٥٠٣٧/٣٠٨/٤) (٣٣٩/٢) والترمذي (٢٧٤٣/٨٤/٥) (١٠٣/٢) وابن حبان في «صحيحه» (٣٦٥/٢ - ٦٠٣/٣٦٦)

(۲۴۹) ترجمہ: ”حضرت سلمۃ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ (ایک) آدمی کو چھینک آئی تو آپ ﷺ نے اس کو جواب میں:

﴿يَرْحَمُكَ اللّٰهُ﴾

ترجمہ: ”(اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں)۔“

فرمایا۔ اس کو دوبارہ چھینک آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس آدمی کو زکام ہے۔“

باب تشميت العاطس ثلاثا

چھینکنے والے کو تین مرتبہ جواب دینا چاہئے

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(۲۵۰) - أخبرني محسن بن محمد بن خال بن عبدالسلام، حدثنا عيسى بن حماد بن زغبة، أنبانا الليث بن سعد، عن محمد بن عجلان، عن سعيد بن أبي سعيد المقبري، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: لا أعلم إلا أنه رفع الحديث إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: شمت المسلم إذا عطس ثلاث مرات، فإن عطس فهو زكام.

اخرجه المعمر بن راشد في «جامعه» (۱۰/۴۵۳) والبخاري في «الادب المفرد» (رقم۹۳۹) وابوداؤد (۵۰۳۳/۴-۵۰۳۴) (۳۳۸/۲) والطبراني في «الدعا» (رقم۱۹۹۹) والبيهقي في «شعب الايمان» (۳۲/۷-۳۳/۹۳۵۸-۹۳۶۳)

(۲۵۰) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو جب چھینک آئے تو اس کو تین مرتبہ جواب دینا چاہئے اگر وہ (تین مرتبہ کے بعد دوبارہ) چھینکے تو یہ (چھینکنا) زکام (کی وجہ سے) ہے۔''

فائدہ: سنت یہ ہے کہ جس آدمی کو بار بار چھینک آئے تو دو مرتبہ یرحمك الله کہنا چاہئے پھر تیسری مرتبہ یہ کہنا چاہئے۔ (فتح الباری ۱۱ ۶۰۶)

باب النهى عن أن يشمت الرجل بعد ثلاث

تین مرتبہ سے زیادہ جواب نہ دینے کے بیان میں

(۲۵۱) - أخبرني أبو عروبة، ثنا سليمان بن يوسف، ثنا محمد بن سليمان ابن أبي داود، ثنا أبي، عن الزهري، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إذا عطس أحدكم فليشمته جليسه، فإن زاد على ثلاث فهو مزكوم، ولا تشميت بعد ثلاث (مرات).

اخرجه ابويعلى في «مسنده» كما في فتح البارى (۱۰/۶۰۵) وابن عساكر في «تاريخ دمشق» كما في عون المعبود (۱۳/۲۵۵-۲۵۶) وله شواهد كثيره منها ما اخرجه ابوداؤد (۴/۳۰۸/۵۰۳۶) (۲/۳۳۰) وابن ماجه (۲/۱۲۲۳/۳۷۱۴) (ص۲۶۴)

(۲۵۱) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اس کو اس کا ساتھی چھینک کا جواب دے۔ اگر وہ تین مرتبہ کے بعد دوبارہ چھینکے تو اس کو زکام ہے اور تین مرتبہ کے بعد چھینک کا جواب نہیں دیا جاتا ہے۔“

فائدہ: ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ تین مرتبہ کے بعد چھینک کا جواب دینا واجب نہیں ہے۔ (مرقاۃ ۹/۹۷)

باب الرخصة فی التشمیت بعد ثلاث

تین مرتبہ چھینکنے کے بعد جواب نہ دینے کی اجازت کے بیان میں

(٢٥٢) - أخبرنی سليمان بن معاذ، ثنا محمد بن إسحاق البكائی ثنا أبو نعيم، ثنا عبدالسلام بن حرب، عن أبی خالد الدالانی، عن يحيٰی بن إسحق بن عبدالله بن أبی طلحة، عن أمه حميدة أو عبيدة، عن أبيها عبيد ابن رفاعة ابن رافع، قال: قال رسول الله ﷺ تشميت العاطس ثلاثا، فإن زاد، فإن شاء شمته، و إن شاء تركه.

اخرجه ابوداؤد (٥٠٣٦/٣٠٨/٤) (٣٣٩/٣) والترمذی (٢٧٤٤/٨٥/٥) (١٠٣/٢) وابویعلی فی «مسنده» كما فی فتح الباری (٦٠٥/١٠) وابن عبدالبر فی «التمهيد» (٣٢٨/١٧) والترمذی فی «تهذيب الكمال» (٢٧٢/٢١)

(۲۵۲) ترجمہ: ”حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چھینکنے والے کو تین مرتبہ جواب دینا چاہئے، پھر اگر (تین مرتبہ کے بعد) اس کو چھینک آئے تو چاہے تو جواب دیا جائے چاہے نہ دیا جائے۔“

فائدہ: تین مرتبہ کے بعد جواب نہ دینے کی اجازت ہے، لیکن جواب دینا مستحب ہے۔ (مرقاۃ ۹/۹۷)

(٢٥٣) - حدثنی عبدالكريم بن احمد بن الرواس البصری، ثنا عمرو ابن علی، ثنا دوح بن عبادة، عن سعيد بن ابی عروبة، عن قتادة، قال: قال عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ: أول عسطة ضعف، والثانية كرم، والثالثة لؤم، قال: فما برح حتی عطس ثلاثا، فقال الناس يكذبون.

لم اجده عند غير المصنف.

(۲۵۳) ترجمہ: ”حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: پہلی مرتبہ چھینک آنا ضعف، دوسری مرتبہ کرم اور تیسری مرتبہ ملامت ہے پھر تین مرتبہ چھینکنے کے بعد فرمایا: لوگ جھوٹ کہتے ہیں۔“

فائدہ: بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں میں جو پہلی دوسری اور تیسری مرتبہ چھینک کے بارے میں مشہور ہے وہ غلط ہے۔

باب ما يقول الرجل إذا عطس

جب آدمی کو چھینک آئے تو کیا کہے

(٢٥٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا الربيع بن سليمان، ثنا يحيٰى ابن حبان، ثنا عبدالعزيز، ثناعبدالله بن دينار، عن أبي صالح، عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا عطس أحدكم فليقل:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾

وليقل لهٗ أخوه:

﴿يَرْحَمُكَ اللّٰهُ.﴾

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٢٥٩٩٧/٢٧١/٥) واحمد فى «مسنده» (٣٥٣/٢) وابوداؤد (٥٠٣٣/٣٠٨-٣٠٧/٤) (٣٣٨/٢) والنسائى فى «السنن الكبرىٰ» (١٠٠٤٣/٦٢/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٣٢)

(۲۵۴) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جب تم میں کسی کو چھینک آئے تو اس کو:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾

کہنا چاہئے اور وہ اپنے بھائی کو (جواب میں):

﴿يَرْحَمُكَ اللّٰهُ.﴾

کہے۔''

فائدہ: چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہنے کی حکمت: ''چھینک'' دماغ جو کہ قوت فکریہ کی جگہ ہے اس سے گندگی کو دور کرتی ہے اور اعصاب میں نشاط پیدا کرتی ہے جو کہ حس کے خزانہ ہیں جن کی سلامتی سے اعضاء سلامت رہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ چھینک ایک بڑی نعمت ہے اس لئے اس کے مقابلہ میں الحمد للہ ہے کیونکہ اس میں چھینک کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے نہ کہ طبائع کی طرف ہے۔ (فتح ۶۰۲/۱۱)

نوع آخر:

(٢٥٥) - أخبرنا أبو القاسم بن منيع، ثنا على بن الجعد، أنبأنا شعبة عن ابن أبي ليلى، عن أخيه عيسى، عن أبيه، عن أبي أيوب الأنصارى رضي الله تعالىٰ عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا عطس أحدكم فليقل:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (۱۲۰/۱) وابوداؤد (۵۰۳۳/۳۰۷/٤) (۳۳۸/۲) والترمذی (۷٦۹۱/۲۹۵/۵) (۱۰۳/۲) وابن حبان فی «صحیحه» (۵۹۹/۳٦۱/۲) والحاکم فی «المستدرک» (۲۹۵/٤)

ایک اور حدیث:

(۲۵۵) ترجمہ: ”حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی کو چھینک آئے تو وہ:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.﴾

کہے۔“

فائدہ: مستحب یہ ہے کہ چھینکنے کے فوراً بعد بلند آواز سے کہے۔ (اذکار صفحہ ۲۵۲، فتح الباری ۱۱/۱۰۱، فتح الباری ۱۱/۶۰۸)

اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے۔ جس کے الفاظ مختلف روایات میں آئے ہیں۔ جس کی تفصیل اگلی روایت میں آ رہی ہے۔

اگر چھینک کا جواب دینے والا کوئی نہ ہو تو چھینکنے والا خود ہی ”یغفراللّٰہ لی ولکم“ کہے۔ (مرقاۃ ۹/۹۹)

نوع آخر:

(۲۵٦) - أخبرني إسحاق بن إبراهيم بن يونس، ثنا أبو كريب، ثنا عبيد بن محمد النحاس، ثنا صباح المدني، عن عطاء بن السائب، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا عطس الرجل فقال:

﴿الحمد لله﴾

قالت الملائكة:

﴿رب العالمين﴾

و إذا قال:

﴿رب العالمين﴾

قالت الملائكة:

﴿يرحمك الله﴾

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (۲۹۷۲۷/۹۲/٦) والبخاری فی «الادب المفرد» (رقم۹۲۰) والطبرانی فی «المعجم الکبیر» (۱۲۲۸٤/٤۵۳/۱۱) وفی «الاوسط» (۳۳۷۱/۳٤۹/۳) والبیهقی فی «شعب الایمان» (۹۳۲٤/۲٤/۷)

ایک اور حدیث:

(۲۵٦) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب آدمی کو چھینک آئے اور وہ کہے:

﴿الحمد للّٰہ﴾

تو فرشتے کہتے ہیں:

﴿رب العالمین﴾

جب وہ:

﴿رب العالمین﴾

کہتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں:"

﴿رب العالمین﴾

فائدہ: چھینک کر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے کے لئے احادیث میں مختلف الفاظ آئے ہیں۔ **الحمد للّٰہ علی کل حال الحمد للّٰہ رب العالمین** ایک روایت میں ہے کہ **الحمد للّٰہ رب العلمین** اور **الحمد للّٰہ علی کل حال** جو کہے گا اس کو کبھی داڑھ اور کان کا درد نہیں ہوگا۔ (هذا موقوف ومثله لا يقال من قبل الرأى حكمه حكم الرفع)

طبرانی کی روایت میں ہے کہ جو چھینک کے بعد **الحمدللّٰہ** کہے تو اس کو پیٹ اور داڑھ میں کبھی درد نہیں ہوگا۔

ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چھینکنے کے بعد صرف **الحمدللّٰہ** کہا اور دوسرے نے **الحمد للّٰہ رب العلمین حمدا کثیر طیبا شکرا حبار کافیه** کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ (دوسرے والے کا) جواب اس (پہلے والے کے جواب) سے ۱۹ درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

ایک شخص نے نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چھینکنے کے بعد کہا: **الحمد للّٰہ حمدا طیبا مبارکا فیه مبارکا علیه کما یحب ربنا ویرضی**۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ پوچھا یہ کلمات کس نے کہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تیس سے زائد فرشتے آگے بڑھے کہ ان کلمات کو کون اوپر لے کر جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ بارہ فرشتے آگے بڑھے کہ کون اس کو لے کر اوپر جائے۔

اس لئے اختیار ہے چاہے وہ **الحمد للّٰہ** کہے یا **رب العلمین** بھی ساتھ میں کہے اور چاہے تو **علی کل حال** بھی آگے بڑھائے اور جو کچھ روایات مذکور ہیں سب کہنا جائز ہے اور افضل وہ ہے جس میں زیادہ تعریفی الفاظ ہیں لیکن اس میں یہ ہے کہ وہ ماثور ہو۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ:

چھینکنے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ چھینکنے کے بعد **الحمدللّٰہ** کہے یا اگر **الحمدللّٰہ رب العالمین** کہے تو زیادہ اچھا ہے اگر **الحمد للّٰہ علی کل حال** کہے تو یہ افضل ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۶۰۰، ۶۰۱)

باب كيف تشميت العاطس

چھینکنے والے کو جواب میں کیا کہنا چاہئے

(٢٥٧) - حدثنا أبو عبدالرحمن، ثنا عمرو بن علي، ثنا يحيٰى بن سعيد، ثنا ابن أبي ذئب، عن سعيد بن أبي سعيد، عن أبيه، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا عطس أحدكم فليقل:

﴿الحمد لله﴾

وحق على من سمعه أن يقول:

﴿رحمك الله﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (٢/٤٢٨) والبخاری (٥/٢٢٩٨/٥٨٧٢) (٢/٩١٩) والترمذی (٥/٨٧/٢٧٤٧) (٢/١٠٣-١٠٤) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢١٤) والبيهقی فی «شعب الايمان» (٧/٢٣/٩٣٢٢)

(۲۵۷) تَرجَمَہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی کو چھینک آئے تو وہ:

﴿الحمد لله﴾

کہے۔ جو شخص اس کو سنے اس پر ضروری ہے کہ وہ (چھینکنے والے کو جواب میں):

﴿رحمك الله﴾

کہے۔''

فَائِدَہ: چھینک کا جواب دینا واجب ہے۔

مستحب یہ ہے کہ جواب میں یہ الفاظ کہے ''يرحمك الله يا يرحمكم الله، رحمكم الله يرحمنا الله واياكم يا يغفر الله لنا ولكم'' (اذکار صفحہ ۲۵۲)

اگر چھینکنے والے نے الحمد للہ کے علاوہ کوئی اور لفظ کہا تو جواب کا مستحق نہ ہوگا۔ (اذکار صفحہ ۲۵۳)

اگر کسی کو چھینک آئے اور الحمد للہ ہی نہ کہے تو مستحب ہے کہ اس کو الحمد للہ کہنا یاد دلایا جائے یہ نیکیوں پر تعاون ہے۔

(اذکار صفحہ ۲۵۵)

چھینک کا جواب دینے کی حکمت

چھینک کا جواب دینے سے لوگوں میں الفت و محبت بڑھتی ہے اور چھینکنے والے کو ادب سکھانا اور تواضع کا پیدا کرنا ہے۔
(فتح الباری ۱۱/۶۰۲)

تشمیت کا معنی برکت ہے گویا یہ چھینکنے والے کے لئے دعا ہے کہ تم پر کبھی ایسا حال نہ آئے جو مبارک نہ ہو۔
یا کیونکہ چھینکنے کے بعد الحمدللہ کہنے والا گویا شیطان کو بری حالت میں ڈال دیتا ہے تو گویا مبارک باد دینا شیطان کی وجہ سے ہے۔

ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ جو شخص چھینکتا ہے تو اس کے تمام اعضاء کا رجحان اس کی گردن اور سر پر ہو جاتا ہے۔ جب اس کو یرحمك الله کہہ کر رحمت کی دعا دی جاتی ہے تو گویا یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام اعضاء کو ایسی حالت پر واپس لے آئیں جو چھینک سے پہلے تھے اور بغیر کسی تبدیلی کے تمام اعضاء سیٹ ہو جائیں۔
(فتح الباری ۱۱/۶۰۲)

باب كيف يرد على من شمته

چھینکنے والا چھینک کا جواب دینے والے کو جواب میں کیا کہے

(۲۵۸) - أخبرنا أبو خليفة، ثنا أبو الوليد الطيالسي، ثنا أبو معمر، عن عبدالله بن يحيٰى بن عبدالرحمن ابن أخي عمرة، عن عمرة بنت عبدالرحمن، عن عائشة رضي الله تعالى عنها، قالت: عطس رجل عند النبي ﷺ فقال: ما أقول يا رسول الله؟ قال: قل:

﴿الحمد لله﴾

قال القوم: فما نقول؟ قال: قولوا:

﴿يرحمك الله﴾

قال الرجل: فما أقول يا رسول الله؟ قال: قل:

﴿يهديكم الله ويصلح بالكم.﴾

اخرجه أحمد في «مسنده» (۱۲۰/۱) والبخاري (۵۸۷۰/۲۲۹۸/۵) (۹۱۹/۲) والترمذي (۲۷۴۱/۸۳/۵) (۱۰۳/۲) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ۲۱۳) والطبراني في «الدعا» (رقم ۱۹۸۱)

(۲۵۸) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: یارسول اللہ! میں کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿الحمد لله﴾

کہو۔ لوگوں نے کہا: ہم کیا کہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم: (جواب میں)

﴿يرحمك الله﴾

کہو۔ (پھر اس) آدمی نے کہا: یارسول اللہ: میں کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم: (ان کو جواب میں)

﴿يهديكم الله ويصلح بالكم.﴾

ترجمہ: ''(یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دیں اور تمہارے احوال کو درست فرمائیں)۔''

کہو۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو چھینک آئے وہ "الحمد للّٰہ" کہے اور جو اس کو سنے وہ "یرحمك اللّٰہ" کہہ کر جواب دے۔ پھر اس پر "یرحمك اللّٰہ" کہنے والے کو چھینکنے والا "یهدیکم اللّٰہ ویصلح بالکم" کہہ کر جواب دے۔

نوع آخر:

(٢٥٩) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا فضل بن سهل الأعرج، ثنا محمد ابن عبدالله الرقاشي، ثنا جعفر بن سليمان، عن عطاء بن السائب، عن أبي عبدالرحمن، عن ابن مسعود، عن النبي ﷺ قال: إذا عطس أحدكم فليقل:

﴿الحمد لله رب العالمين﴾

ويقال له: (يرحمك الله)، وليقل:

﴿يغفرالله لكم.﴾

اخرجه ابن حبان في «صحيحه» (٥٩٩/٣٦١/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠٠٥٢/٦٥/٦) والطبراني في «المعجم الكبير» (١٠٣٢٦/١٦٢/١٠) وفي «المعجم الاوسط» (٥٦٨٥/٢٥/٦) والبيهقي في «شعب الايمان» (٩٣٤٤/٢٩/٧)

(۲۵۹) **ترجمہ:** ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی کو چھینک آئے تو وہ:

﴿الحمد لله رب العالمين﴾

کہے اور اس کو (جواب میں):

﴿يرحمك الله﴾

کہا جائے۔ (پھر) وہ:

﴿يغفرالله لكم.﴾

کہے۔“

فائدہ: "یرحمك اللّٰہ" کے جواب میں "یهدیکم اللّٰہ ویصلح بالکم" اور "یرحمنا اللّٰہ وایاکم ویغفر اللّٰہ لنا ولکم" ان دونوں کا کہنا بہتر ہے۔ (فتح الباری ۶۰۹/۱۰)

نوع آخر:

(٢٦٠) - أخبرني محمد بن أحمد بن المهاجر، ثنا محمد بن الحسن بن بيان، ثنا معمر بن

محمد بن عبيدالله بن أبى رافع، ثنا أبى محمد، عن أبيه عبيدالله، عن أبى رافع، قال خرجت مع رسول الله ﷺ من بيته يريد المسجد، وهو آخذ بيدى، فانتهينا إلى البقيع، فعطس رسول الله ﷺ فخلى يدى، ثم قام كالمتحير، فقلت: يا نبى الله! بأبى وأمى، قلت شيئا لم أفهمه، قال: نعم أتانى جبرييل عله السلام فقال: إذا أنت عطست فقل:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَكَرَمِهٖ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَعِزِّ جَلَالِهٖ.﴾

فإن الله عزوجل يقول: صدق عبدى، صدق عبدى، صدق عبدى مغفورا له.

اخرجه ابن جرير كما فى البيان والتعريف (۱/۷۳)

ایک اور حدیث:

(۲۶۰) ترجمہ: ”حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کے گھر سے نکلا۔ آپ ﷺ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے مسجد جا رہے تھے۔ (یہاں تک کہ) ہم بقیع (مدینہ کا قبرستان) پہنچے تو آپ ﷺ کو چھینک آئی آپ ﷺ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام حیران آدمی کی طرح کھڑے ہو گئے۔ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: یا نبی اللہ! میرے باپ اور ماں آپ پر قربان ہوں (چھینک کے وقت) آپ ﷺ نے کچھ کلمات ارشاد فرمائے جن کو میں نہیں سمجھ سکا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! جبرئیل (علیہ السلام) میرے پاس آئے تھے۔ انہوں نے فرمایا: جب آپ کو چھینک آئے تو آپ یہ کلمات پڑھیں:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَكَرَمِهٖ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَعِزِّ جَلَالِهٖ.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے لئے ان کے کرم جیسی حمد وثنا ہے اور ان کی عزت اور بزرگی جیسی حمد ثنا ہے۔“

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے سچ کہا، میرے بندے نے سچ کہا، میرے بندے نے سچ کہا اس کو معاف کر دیا گیا۔“

باب كيف يرد على من لم يحسن التشميت

جو شخص چھینک آنے پر مسنون دعا نہ کہے اس کو آداب سکھانا

(۲٦۱) - حدحنا الحسن بن موسى بن موسى بن خلف، ناإسحاق ابن زريق، ثنا إبراهيم بن خالد الصنعاني، ثنا الثوري، عن منصور، عن هلال بن يساف، عن سالم بن عبيد، قال: كنا معه في سفر، فعطس رجل من القوم، فقال: السلام عليكم، فقال سالم بن عبيد: السلام عليك وعلى أمك، ثم سار فقال: لعلك وجدت في نفسك، فقال: ما كنت أحب أن تذكر أمي، فقال: أما إني لم أقل لك إلا ما قال رسول الله ﷺ: عطس رجل من القوم فقال: السلام عليكم، فقال النبي ﷺ: وعليك وعلى أمك، ثم قال النبي ﷺ: إذا عطس أحدكم فليقل:

﴿الحمد لله رب العالمين، أو الحمد لله على كل حال﴾

وليقل من يرد علينه:

﴿يرحمك الله﴾

وليقل:

﴿يغفرالله لي ولكم﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (٦/٨٠٧) وابوداؤد (٤/٣٠٧/٥٠٣١) (٢/٣٣٨) والترمذی (٥/٨٤/٢٧٤٠) (٢/١٠٣) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٢٥) والبيهقی فی «شعب الايمان» (٧/٢٩/٩٣٤٢)

(۲٦۱) ترجمہ: ”حضرت ہلال بن یساف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہم ایک سفر میں حضرت سالم بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے۔ ہم لوگوں میں سے ایک آدمی کو چھینک آئی۔ اس نے السلام علیکم کہا۔ حضرت سالم بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: السلام علیک وعلی امک (کہ تم پر اور تمہاری ماں پر سلام ہو) پھر چلنے لگے۔ بعد میں فرمایا: شاید تم کو (میرا کہنا) ناگوار لگا ہو۔ اس آدمی نے کہا: آپ کا میری والدہ کا ذکر کرنا مجھے اچھا نہیں لگا۔ حضرت سالم بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے وہی کہا جو رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ (ایک مرتبہ) لوگوں میں ایک آدمی کو چھینک آئی تو اس نے السلام علیکم کہا، تو آپ ﷺ نے فرمایا وعلیک وعلی امک۔ پھر آپ

ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی کو چھینک آئے تو وہ یہ:

﴿الحمد للّٰه رب العالمين، يا الحمد للّٰه على كل حال﴾

کہے اور اس کو جواب دینے والا:

﴿يرحمك اللّٰه﴾

کہے پھر وہ جس کو چھینک آئی تھی:

﴿يغفراللّٰه لي ولكم﴾

کہے۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ نہ کہے تو اس کو جواب نہیں دینا چاہئے وہ اس صورت میں جواب کا مستحق نہ ہوگا (بلکہ اس کو الحمد للہ کہنا سکھانا چاہئے)۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۲۵۴)

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جو ذکر جہاں کرنا چاہئے وہاں نہ کرنا بدعت ہے۔ (بذل ۶/۲۸۴)

اس کی ماں پر سلام اس لئے فرمایا کہ اس نے اس کو چھینک آنے کے بعد یہ کہنا سکھایا ہے اس لئے وہ سلام کی مستحق ہے تاکہ مامون من الآفات ہو۔ (بذل ۶/۲۸۴، فتوحات ربانیہ ۶/۱۸)

ممکن ہے ان صاحب نے یہ سمجھا ہو کہ سلام کہنا الحمد للہ کے بدلے کافی ہو جائے گا یا سبقت لسانی کی وجہ سے ہو گیا ہو۔
(فتوحات ربانیہ ۶/۱۸)

باب كيف تشميت أهل الكتاب

اہل کتاب کو چھینک کا جواب کس طرح دیا جائے

(٢٦٢) - أخبرنا أبو عروبة الحسين بن محمد بن أبي معشر الحراني، ثنا محمد بن بشار، ثنا يحيٰى بن سعيد القطان، ثنا سفيان الثوري، ثنا حكيم ابن الديلمي، ثنا أبوبردة، عن أبي موسى، قال: كانت اليهود يتعاطسون عند النبي ﷺ يرجون أن يقول لهم:

﴿يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ﴾

فكان يقول:

﴿يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ، وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (٤٠٠/٤) وابوداؤد (٥٠٣٨/٣٠٨/٤) (٣٣٩/٢) والترمذي (٢٧٣٩/٨٢/٥) (١٠٣/٢) والبزار في «مسنده» (٣١٤٥/١٣٥/٨) والبيهقي في «شعب الايمان» (٩٣٥١/٣١/٧)

(۲۶۲) **ترجمہ:** ”حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس چھینکتے تھے (اور یہ) چاہتے تھے کہ آپ ﷺ ان کو:

﴿يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ﴾

کہیں۔ آپ ﷺ (ان کو جواب میں):

﴿يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ، وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ.﴾

فرماتے تھے۔ (کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت عطا فرمائیں اور تمہارے احوال کو درست فرمائیں)۔“

فائدہ: یعنی ان کے لئے رحمت کی دعا نہیں فرماتے تھے کیونکہ رحمت مؤمنین کے ساتھ خاص ہے بلکہ ان کی حالت کے مطابق اصلاح احوال کے لئے دعا فرماتے تھے۔ (مرقاۃ ۹/ ۹۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر یہودی نصرانی کو چھینک آئے تو ان کو جواب میں ”يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ“ کے بجائے ”يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ، وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ“ کہنا چاہئے۔

باب ما يقول إذا عطس في الصلوٰة

نماز میں چھینک آئے تو کیا کہنا چاہئے

(٢٦٣) - حدثني محمد بن بشير الزبيري، ثنا محمد بن إبراهيم بن مسلم، قال: أنبانا ابن الأصبهاني محمد بن سعيد، ثنا شريك، عن عاصم ابن عبيدالله، عن عبدالله بن عامر بن ربيعة، عن أبيه رضي الله تعالى عنه، قال: عطس رجل خلف النبي صلى الله عليه وسلم وهو في الصلوٰة، فقال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ حَتّٰى يَرْضٰى رَبُّنَا، وَبَعْدَ مَا يَرْضٰى، أَوْ قال: بَعْدَ الرِّضٰى﴾

فلما انصرف قال: من القائل الكلمة؟ قال: أنا يا رسول الله، وما أردت إلا الخير، فقال: رأيت اثني عشري ملكا يبتدورنها أيهم يكتبها.

مر تخريجه برقم (١٠٧)

(۲۶۳) ترجمہ: ”حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں ایک آدمی کو چھینک آئی اس نے کہا:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ حَتّٰى يَرْضٰى رَبُّنَا، وَبَعْدَ مَا يَرْضٰى، أَوْ قال: بَعْدَ الرِّضٰى﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خوب حمد وثنا ہے جو پاکیزہ ہیں اور اس میں برکت ہے یہاں تک کہ ہمارے رب راضی ہو جائیں اور راضی ہونے کے بعد بھی۔“

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: یہ کلمہ کہنے والا کون تھا؟ ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ہوں اور میں نے صرف خیر ہی کا ارادہ کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا کہ ان (کلمات کو لکھنے کے لئے) وہ آگے بڑھے کہ ان میں سے کون لکھے۔“

فائدہ: نماز میں اگر چھینک آئے تو دل میں الحمد للہ کہے، یہ نوافل میں ہے۔ (فتوحات ۶/۱۳)

باب كراهية العطسة الشديدة

زور سے چھینکنا ناپسندیدہ ہے

(٢٦٤) - أخبرني أبو عروبة، ثنا المغيرة بن عبدالرحمن، ثنا عمرو ابن عبدالرحمن بن عمرو بن قيس، عن يحيٰى بن عبدالله بن محمد بن صيفي، عن أم سلمة رضي الله تعالى عنها، قالت: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: (التثاؤب الشديد، والعطسة الشديدة من الشيطان).

اخرجه معمر بن راشد في «جامعه» (١١/١٨٨) وعبدالرزاق في «مصنفه» (٢/٢٦٩/٣٣١٩) والبيهقي في «شعب الايمان» (٦/٣١١/٨٢٩٣)

(۲۶۴) ترجمہ: ”حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بہت زیادہ لمبی جمائی اور بہت تیز چھینک (جس کی آواز زیادہ ہو) شیطان کی طرف سے ہے۔“

فائدہ: جمائی جی کے متلانے، طبیعت کے بھاری ہونے اور حواس کے آلودہ ہونے کی وجہ سے منہ کے کھلنے کا نام ہے جو غفلت اور بھول پیدا کرتی ہے اس لئے ناپسندیدہ ہے اسی لئے حدیث میں اس کو شیطان کی طرف سے کہا گیا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ کسی نبی کو کبھی جمائی نہیں آئی۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۳)

زور سے چھینکنا اس لئے ناپسندیدہ ہے کہ وہ بدن کو ہلاتی اور بے چین کر دیتی ہے اور بعض اوقات برابر بیٹھنے والے پر رینٹھ یا بلغم کے کچھ ذرات گر جاتے ہیں۔ (فتوحات ۶/۲۱)

یہ ناپسندیدہ اس وقت ہے جب چھینک خود لائے ورنہ بلا اختیار ہو روکنے پر قدرت نہ ہو تو یہ ناپسندیدہ نہیں ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۲۰)

چھینک کے وقت آواز پست کرنی چاہئے جس کی تفصیل اگلی روایت میں آرہی ہے۔

باب غض انصوت بالعطاس

چھینکتے وقت آواز کو پست کرنا

(٢٦٥) - أخبرنا محمد بن علي بن جابر الأنطاكي، ثنا لوين، ثنا حبان ابن علي، عن محمد بن عجلان، عن سمي، عن أبي صالح، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا عطس خمَّر وجهه، وغض صوته.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢/٤٣٩) وابوداؤد (٤/٣٠٧/٥٠٢٩) (٢/٣٣٨) والترمذي (٥/٨٦/٢٧٤٥) (٢/١٠٣) والحاكم في «المستدرك» (٤/٢٩٣) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٢/٢٩٠/٣٣٩٤)

(۲۶۵) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تو اپنے چہرے (مبارک) کو ڈھانک لیتے اور اپنی آواز کو پست (ہلکا) کر لیتے تھے۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جس کو چھینک آئے تو وہ اپنی دونوں ہتھیلیاں چہرے پر رکھے اور آواز پست کرے۔

(حاکم ۴/۲۹۳)

عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے چھینک کے آداب میں لکھا ہے کہ چھینکنے میں آواز پست کی جائے اور الحمد للہ بلند آواز سے کہا جائے چھینکتے وقت منہ کو ڈھانکنا اور آواز کو پست کرنا آداب شریعت کا تقاضہ اور تہذیب و شائستگی کی علامت ہے۔

منہ کو ڈھانک لینا تین وجہ سے ہے ایک تو بعض اوقات چھینکتے وقت دماغ کا فضلہ، بلغم، منہ یا ناک سے نکل کر گر جاتا ہے چھینکتے وقت چہرہ کی صورت بگڑ جاتی ہے جو بری معلوم ہوتی ہے تیسرے بے اختیار بلند آواز سے چھینکنے سے لوگ چونک اٹھتے ہیں اور یہ شخصی وقار کے بھی خلاف ہے۔ (ملخص فتح الباری ۱۰/۶۰۲، مرقاۃ ۹/۹۷، مظاہر حق ۴/۴۱۱)

باب ما يقول إذا تثاؤب

جمائی لیتے وقت منہ سے آواز نکالنا

جمائی لینا سستی کی علامت ہے جو شریعت میں ناپسندیدہ ہے چنانچہ اس موقع پر کیا کرنا چاہیے۔ اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے دو باب جن کے ذیل میں دو احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٢٦٦) - أخبرنا أبو عبدالله أحمد بن الحسين بن عبدالجبار الصوفي، ثنا أبوبكر بن أبي شيبة، ثنا أبو خالد الأحمر (سليمان)، عن ابن عجلان، عن سعيد بن أبي سعيد، عن أبي هريرة رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ، قال: قال رسول الله ﷺ: العطاس من الله، والتثاؤب من الشيطان، فإذاتثاءب أحدكم فلا يقل: هاه، هاه، فإن الشيطان يضحك في جوفه أو في وجهه.

اخرجه عبدالرزاق في «المصنف» (٣٣٢٢/٢٧٠/٢) وابوداؤد (٥٠٢٨/٣٠٦/٤) (٣٣٩/٢-٣٤٠) والترمذي (٢٧٤٦/٨٧/٥) (١٠٣/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢١٧) وابن خزيمه في «صحيحه» (٩٢١/٦١/٢)

(۲۶۶) تَرجَمَہ: ”حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چھینک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، جمائی شیطان کی طرف سے ہے جب تم میں کوئی جمائی لیا کرے تو وہ ہا ہا نہ کہا کرے کیونکہ شیطان اس کے پیٹ یا چہرے میں ہنستا ہے۔“

فَائِدَۃ: ”چھینک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے“ اس لئے کہ ہر اچھی چیز کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جاتی ہے۔ (فتح الباری ۱۰/ ۶۱۳) کیونکہ اس سے طبیعت میں نشاط پیدا ہوتا ہے اور یہ طاعت پر معاون و مددگار ہے۔ (مرقاۃ ۹/ ۹۰)

اس لئے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا ہے۔ (مظاہر حق ۴/ ۴۰۷)

جمائی شیطان کی طرف سے ہے اس لئے کہ ہر بری چیز کی نسبت شیطان کی طرف کی جاتی ہے۔ (فتح الباری ۱۰/ ۶۱۲)

کیونکہ اس سے طبیعت میں گرانی سستی پیدا ہوتی ہے جو طاعت سے دوری کا سبب ہوتی ہے۔ (مرقاۃ ۹/ ۹۰)

اس لئے اس کو شیطان کی طرف سے فرمایا ہے۔ (مظاہر حق ۴/ ۴۰۷)

”شیطان ہنستا ہے“ ایک وجہ تو یہ ہے کہ جمائی لیتے وقت آدمی کا چہرہ بگڑ جاتا ہے کیونکہ شیطان اس کا سبب ہوتا ہے کہ اسی کی وجہ سے یہ صورت ہوتی ہے وہ خوش ہوتا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ جمائی لیتے وقت سنت یہ ہے کہ جس قدر ہو سکے جمائی کو روکا جائے یا ہاتھ وغیرہ رکھا جائے تو جب جمائی لینے سے کہ آواز نکل جائے یا سنت چھوٹ جائے تو خوش ہو کر شیطان ہنستا ہے۔

(تفصیل کیلئے دیکھئے۔ فتح الباری ۱۰/ ۶۱۱، تا ۶۱۴، اذکار للنووی صفحہ ۲۵۱، مرقاۃ ۹/ ۹۰، مظاہر حق ۴/ ۴۰۷، فتوحات ربانیہ ۶/ ۵)

باب كراهية رفع الصوت بالتثاؤب

جمائی لیتے وقت بلند آواز کرنے کی کراہت

(٢٦٧) - أخبرني محمد بن يحيٰى الرهاوى، ثنا عبدالملك، ثنا عبيدالله ابن يحيٰى الحرانى، ثنا عثمان بن عبدالرحمن الطرائفى، عن على بن عروة، عن ابن أبى مليكة، عن عبدالله بن الزبير رضى لله عنهما، قال: قال رسول الله ﷺ: إن الله عزوجل يكره رفع الصوت بالعطاس والتثاؤب.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٢/٨٨) وابن ماجه (٢/١١٧٨/٣٥٥٨) (ص٢٥٤) والنسائى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣١١) وابويعلى فى «مسنده» (٩/٤٠٢/٥٥٤٥) وابن حبان «صحيحه» (١٥/٣٢٠/٦٨٩٧)

(٢٦٧) تَرجَمَہ: "حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل چھینک اور جمائی میں اونچی آواز (نکالنے) کو ناپسند فرماتے ہیں۔"

فَائِدَۃ: وجہ حدیث نمبر ٢٦٤ اور ٢٦٥ پر گزر چکی ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے، فتح الباری ١٠/٦١١ تا ٦١٤، اذکار للنووی صفحہ ٢٥٠، مرقاۃ ٩/٩٠، مظاہر حق ٤/٣٠٧)

باب ما يقول إذا رأى على أخيه ثوبا

جب اپنے بھائی کو کپڑا پہنے دیکھے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

کپڑا اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ ایک نعمت ہے نیا کپڑا پہن کر کیا دعا کرنی چاہئے نیز اس موقع پر مسلمان کو کیا دعا دینی چاہئے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے تین باب جن کے ذیل میں سات احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٢٦٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا ابن حبيب القومسي، ثنا عبدالرزاق، أنبأنا معمر، عن الزهري، عن سالم، عن أبيه رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم رأى على عمر بن الخطاب ثوبا، فقال: أجديد هذا أم غسيل؟ قال: بل غسيل، قال: إلبس جديدا، وعش حميدا، ومت شهيدا.

أخرجه ابن ماجه (٣٥٥٨/١١٧٨/٢) (ص٢٥٤) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠١٤٣/٨٥/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣١١) وأبويعلى في «مسنده» (٥٥٤٥/٤٠٢/٩)

(۲۶۸) **ترجمہ:** ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا (اور) پوچھا: یہ نئے کپڑے ہیں یا دھلے ہوئے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: (نئے نہیں ہیں) بلکہ دھلے ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر دعا دی اور) فرمایا:''

﴿ إِلْبَسْ جَدِيْدًا، وَعِشْ حَمِيْدًا، وَمُتْ شَهِيْدًا ﴾

ترجمہ: ''یعنی اللہ کرے تم نئے کپڑے پہنو، عزت کی زندگی گزارو اور شہادت کی موت مرو۔''

فائدہ: ایک روایت یہ بھی ہے کہ ويعطيك الله قرة العين کہ اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا رکھیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور آپ کو اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ عنایت فرمائیں۔ (فتوحات ربانیہ ۱/۳۱۲)

کسی کو نیا کپڑا پہنے دیکھ کر بھی یہ دعا پڑھنا مستحب ہے یہ دعا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں غنا حاصل ہو جو نئے لباس کے حصول کا سبب ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کا بھی سبب ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱/۳۱۱)

نوع آخر:

(٢٦٩) - حدثني إبراهيم بن محمد بن الضحاك، ثنا الربيع بن سليمان، ثنا يحيى بن

حسان، ثنا إسحاق بن سعيد، عن عمرو بن سعيد، عن أبيه، عن أم خالد رضی اللہ تعالی عنہا قالت: أتى النبي صلی اللہ علیہ وسلم بثياب فيها خميصة سوداء صغيرة، فدعاني فألبسني بيده، ثم قال:

﴿أبلي واخلقي وأخلفي.﴾

اخرجه ابن سعد في «الطبقات الكبرى» (۲۳٤/۸) والبخاري (٥٤٨٥/١٢٩١/٥) (٨٦٦/٢) وابن ماجه (٣٥٥٨/١١٧٨/٢) (ص٢٥٤) وابويعلى في «مسنده» (٥٥٤٥/٤٠٢/٩) وابن حبان في «صحيحه» (٦٨٩٧/٣٢٠/١٥)

(۲۶۹) **ترجمہ:** ''حضرت اُمّ خالد رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ کپڑے لائے گئے۔ ان کپڑوں میں ایک چھوٹا سا کالا جبہ بھی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور مجھے اپنے ہاتھ سے وہ جبہ پہنایا اور فرمایا:''

﴿أبلي واخلقي وأخلفي.﴾

ترجمہ: ''پہنو اور پھاڑو۔ اللہ تعالی تمہیں اور دے۔''

فائدہ: اس دعا میں اشارہ ہے کہ تمہاری عمر لمبی ہو تا کہ کپڑا پہنو اور پھاڑو۔ (فتوحات ربانیہ ۱/ ۳۰۷)

باب ما يقول إذا استجد ثوبا

جب نیا کپڑا پہنے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(۲۷۰) - أخبرنا أبوخليفة، ثنا مسدد، عن عيسى بن يونس، عن الجريرى، عن أبى نضرة، عن أبى سعيد رضی الله تعالیٰ عنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا استجدَّ ثوبا سماه باسمه، وقال:

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ كَسَوْتَنِيْ هَذَا الثَّوْبَ فَلَكَ الْحَمْدُ، أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ.﴾

مر تخريجه برقم (١٤)

(۲۷۰) ترجمہ: ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے (کہ یہ کرتا، تہبند یا عمامہ ہے) پھر یہ دعا پڑھتے:''

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ كَسَوْتَنِيْ هَذَا الثَّوْبَ فَلَكَ الْحَمْدُ، أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ آپ نے ہی مجھے یہ کپڑا پہنایا ہے آپ کے لئے ہی تمام تعریفیں ہیں، میں آپ سے اس کی بہتری اور جس غرض کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کی بہتری کا سوال کرتا ہوں اور اس کے شر سے اور جس غرض کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کے شر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نیا کپڑا جمعہ کے دن پہنتے تھے۔ (ابن حبان، خطیب، مظاہر حق بغوی ۴/۱۷۵)

نوع آخر:

(۲۷۱) - أخبرنى أبو يعلى، ثنا أبو الربيع الزهرانى، وأبو خيثمة، وأحمد الدورقى، قالوا: حدثنا أبو عبدالرحمن المقرى، ثنا سعيد بن أبى أيوب، حدثنى أبو مرحوم عبدالرحيم بن ميمون، عن سهل بن معاذ، عن أبيه، أن رسول الله ﷺ قال: من لبس ثوبا فقال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ كَسَانِيْ هَذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ﴾

غفرالله لهٗ ما تقدم من ذنبه.

اخرجه الدارمى فى «سننه» (٢/٣٧٨/٢٦٩٠) وابوداؤد (٤/٤٢/٤٠٩٣) (٢/٢٠٢) وابويعلى فى «مسنده» (٣/٦٢/١٤٨٨) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٢٠/١٨١/٣٨٩) والحاكم فى «المستدرك» (١/٦٨٧)

ایک اور حدیث:

(۲۷۱) ترجمہ: ”حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کپڑا پہن کر یہ دعا پڑھی:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ﴾

ترجمہ: ”تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور میری کوشش اور طاقت کے بغیر مجھے نصیب فرمایا۔“

تو اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔“

فائدہ: اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کی گناہوں سے حفاظت فرماتے ہیں۔ (بذل المجہود ۶/ ۳۹)

نوع آخر:

(۲۷۲) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أبو خيثمة، ثنا يزيد بن هارون، ثنا أصبغ بن يزيد، ثنا أبو العلاء، عن أبي أمامة، قال: لبس عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه ثوبا جديدا، فقال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا أُوَارِیْ عَوْرَتِیْ، وَأَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ﴾

ثم قال عمر رضي الله تعالى عنه: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من لبس ثوبا جديدا فقال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا أُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ، وَأَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ﴾

ثم عمد إلى الثوب الذي أخلق وأبقى فتصدق به، كان في حفظ الله عزوجل، وفي كنف الله عزوجل، وفي سبيل الله عزوجل، حيا وميتاً، مرتين.

اخرجه ابن ابی شیبه فی «مصنفه» (۶/۹۵/۲۹۷۵۳) واحمد فی «مسنده» (۱/٤٤) وعبد بن حميد فی «مسنده» (۱/۳۵/۱۸) وابن ماجه (۲/۱۱۷۸/۳۵۵۷) (ص٢٠٤) والترمذی (٥/٥٥٨/٣٥٦٠) (٢/١٩٦)

(۲۷۲) ترجمہ: ”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیا کپڑا پہنا پھر یہ دعا پڑھی:“

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا أُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ، وَأَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ﴾

ترجمہ: ”تمام تعریف کے لائق وہی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے مجھے وہ کپڑے پہنائے جن سے میں اپنا ستر ڈھانکتا ہوں اور اپنی زندگی میں ان سے زینت حاصل کرتا ہوں۔“

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو شخص نیا کپڑا پہنے پھر یہ دعا پڑھے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا أُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ، وَأَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ﴾

ترجمہ: ''تمام تعریف کے لائق وہی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے مجھے وہ کپڑے پہنائے جن سے میں اپنا ستر ڈھانکتا ہوں اور اپنی زندگی میں ان سے زینت حاصل کرتا ہوں۔''

پھر اس کپڑے کو جو (استعمال کے بعد) پرانا ہو جائے یا باقی رہ جائے صدقہ کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور آغوش میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہے خواہ زندہ ہو یا مر چکا ہو۔ (یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) دو مرتبہ فرمایا۔''

باب ما يقول إذا خلع ثوبا لغسل أو نوم

جب سونے اور نیند کے لئے کپڑے اتارے تو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(۲۷۳) - حدثنا ابن منيع، ثنا سويد بن سعيد، ثنا عبدالرحيم، بن زيد العمى، عن أبيه، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، قال: قال: رسول الله ﷺ: ستر ما بين أعين الجن وعورات بني آدم، أن يقول الرجل المسلم إذا أراد أن يطرح ثيابه:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ.﴾

مر تخريجه برقم (٢١)

(۲۷۳) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی کا کپڑے اتارتے وقت:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کپڑا پہنتا ہوں جن کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔“

پڑھنا جنوں کی آنکھوں اور آدمی کی شرم گاہ کے درمیان پردہ ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کپڑے اتارتے وقت اگر بسم اللہ پڑھ لی جائے تو جن انسان کی شرم گاہ نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ شیطان جب انسان کی شرم گاہ دیکھتا ہے تو وساوس ڈال کر خیالات کو پراگندہ کرتا ہے۔

(۲۷٤) - أخبرنا أبو عروبة، ثنا علي بن ميمون الرقي، ح أنبأنا أبو يحيٰى الساجي، ثنا عبدالله بن حبيب،، ح أنبانا ابن منيع، ثنا داود بن رشيد، ح حدثني جعفر بن عبدالسلام، ثنا محمد بن غالب، قالوا: ثنا سعيد بن مسلمة، عن الأعمش، عن زيد العمى، عن أنس ابن مالك رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: ستر ما بين أعين الجن وعورات بني آدم إذا نزع أحدهم ثوبه أن يقول:

﴿بِاسْمِ اللّٰهِ.﴾

مر تخريجه برقم (٢١)

(۲۷۴) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم

میں کسی کا کپڑے اتارتے وقت بسم اللہ پڑھنا جنوں کی آنکھوں اور آدمیوں کی شرمگاہ کے درمیان آڑ ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شرمگاہ جب تک چھپی ہوئی ہوتی ہے شیطان اس کو دیکھ نہیں سکتا۔ آدمی جب بھی کپڑے اتارے تو اس دعا کو پڑھنا اس کے لئے سنت ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں: شیاطین دیکھنے سے بھی رک جاتے ہیں یا کھیلنے سے رک جاتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۱/۳۲۶، ۳۲۷)

امام مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا نام چونکہ مہر کی طرح ہے جن اس مہر کو توڑ نہیں سکتے ہیں۔
(تحفۃ الاحوذی ۳/۱۸۴)
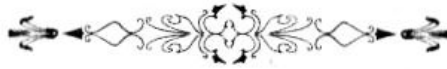
باب ما يقول لمن صنع إليه معروفا

احسان کرنے والے کو کیا دعا دینی چاہیے

کسی پر احسان کرنے، کسی کو قرض دینے لینے اور کسی سے کوئی تکلیف دہ چیز کو دور کر دینے کے وقت کیا کرنا اور کیا دعا دینی چاہیے۔ آپس میں لینے دینے کے کیا آداب ہونے چاہئیں اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے چار باب جن کے ذیل میں چار احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٢٧٥) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرنا إبراهيم بن سعيد الجوهري، ثنا الأحوص بن جواب، ثنا سعير بن الخمس، عن سليمان التيمي، عن أبي عثمان النهدي، عن أسامة بن زيد رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من صنع إليه معروف فقال لفاعله:

﴿جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا﴾

فقد أبلغ فی الثناء.

اخرجه الترمذی (٢٠٣٥/٣٨٠/٤) (٢/٢٣) والبزار فی «سنده» (٢٦٠١/٥٤/٧) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ١٨٠) وابن حبان فی «صحيحه» (٣٤١٣/٢٠٢/٨٥) والطبرانی فی «المعجم الصغير» (١١٨٣/٢٩٢/٢)

(۲۷۵) ترجمہ: ''حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص پر احسان کیا گیا اور اس نے اس احسان کرنے والے کو:

﴿جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا﴾

ترجمہ: ''یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں اس احسان کا بہترین بدلہ عطا فرمائیں۔''

کہا تو اس نے (اس دعا کے ذریعے) تعریف اور شکر کرنے کا حق ادا کر دیا۔''

فائدہ: تعریف اور شکر کا پورا حق ادا کیا۔ تعریف کا مقصد احسان کرنے والے کا اچھائی کے ساتھ ذکر کر کے اس کو کوئی اچھی چیز لوٹانا ہے۔ یہ (جزاک اللہ کا) لفظ اس مقصد و مراد کو خوب پورا کرنے والا ہے کیونکہ اس میں کسی اچھی چیز کا اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ کے لئے مانگنا ہے۔

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس نے خوب تعریف کی کہ اپنے عجز کا اظہار کیا (کہ یہ ایسا بڑا اور بہترین عمل ہے کہ میں تو اس بھلائی کا بدلہ نہیں دے سکتا) اور اس کے بدلے کو میں نے اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا (کہ اللہ تعالیٰ ہی اس بڑی بھلائی کا بدلہ دیں گے جس سے میں عاجز ہوں)۔ (فتوحات ربانیہ ۶/ ۲۲۵)

باب ما يقول لمن يهدى إليه هدية

ہدیہ دینے والے کو کون سی دعا دینی چاہیے

(٢٧٦) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا محمد بن يحيٰى بن أبى سمية، ثنا إبراهيم ابن حبيب بن الشهيد، أنبانا أبى، عن عمرو بن دينار، عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: أمر أبى بخزيرة، فصنعت، ثم أمرنى فأتيت بها رسول الله ﷺ، فأتيته وهو فى منزله، فقال: ماذا معك يا جابر! ألحلم ذا؟ قال جابر: قلت: لا، فأتيت أبى، فقال: يا بنى! هل رأيت النبى ﷺ؟ قلت: نعم، قال: فهل سمعته يقول شيئا؟ قلت: نعم، قال لى: ماذا معك يا جابر! ألحم ذا؟ قال: لعل رسول الله ﷺ اشتهى اللحم، فأمر بشاة لنا داجن فذبحت، ثم أمر بها فشويت، ثم أمرنى فأتيت بها النبى ﷺ فقال: ماذا معك يا جابر؟ فأخبرته، فقال:

جزى الله الأنصار عنا خيرا لا سيما عبدالله بن عمرو بن حرام وسعد بن عبادة.

اخرجه ابوبكر الشيبانى فى «الآماد والمثانى» (٢٠٢٠/٧٠/٤) وابويعلى فى «مسنده» (٢٠٧٩/٦٠/٤) وابن حبان فى «صحيحه» (٨٠٢٠/٤٨٨/١٥) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٥٨٩٥/٩٠/٥) وابو نعيم الاصبهانى فى «دلائل النبوة» (٢٦/٤٨/١)

(۲۷۶) ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد صاحب نے مجھے حریرہ بنانے کے لئے کہا۔ حریرہ بنایا گیا۔ پھر مجھے (اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جانے) کا حکم دیا۔ میں اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ اپنے گھر میں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جابر! تمہارے پاس کیا ہے؟ کیا یہ گوشت ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ (یہ گوشت نہیں ہے) میں اپنے والد صاحب کے پاس (لوٹ) آیا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: میرے بیٹے! تم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا۔ میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ (میرے والد صاحب نے پوچھا) کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو کچھ فرماتے ہوئے سنا۔ میں نے جواب دیا: ہاں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جابر! تمہارے پاس کیا ہے؟ کیا یہ گوشت ہے؟ والد صاحب نے فرمایا: شاید رسول اللہ ﷺ گوشت تناول فرمانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے ہماری بکری کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کو ذبح کیا گیا۔ پھر اس کو بھوننے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کو بھونا گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ میں اس کو حضور علیہ السلام کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

جابر! تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے آپ ﷺ کو بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے انصار کو (اس کا) بہترین بدلہ عطا فرمائیں خصوصاً عبداللہ بن عمرو بن حرام اور سعد بن عبادہ کو بہترین بدلہ عطا فرمائیں۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی کو ہدیہ دے تو ہدیہ لینے والے کے لئے ہدیہ دینے والے کو ان الفاظ سے دعا دینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

باب ما يقول لمن يستقرض منه قرضا

جس سے قرض لیا ہواس کو کیا دعا دینی چاہئے

(٢٧٧) - أخبرني أبو عبدالرحمن، أنبأنا عمرو بن علي، ثنا عبدالرحمن يعني ابن مهدى، عن سفيان الثورى، عن إسماعيل بن إبراهيم بن عبدالله بن أبى ربيعة، عن أبيه، عن جده رضي الله تعالى عنه قال: استقرض منى النبى ﷺ أربعين ألفا فجائه مال فدفعه إلى، وقال:

﴿بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ﴾

إنما جزاء السلف: الحمد والأداء.

واخرجه أحمد في «مسنده» (٣٦/٤) وابن ماجه (٢٤٢٤/٨٠٩/٢) (ص١٧٤) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم٣٧٢) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (١٧٠٤٣/٣٥٥/٥) وفى «شعب الايمان» (١١٢٢٩/٥٢٩/٧)

(۲۷۷) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن ابوربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے چالیس ہزار روپے قرض لئے (پھر جب) رسول اللہ ﷺ کے پاس مال آیا تو آپ ﷺ نے مجھے قرض واپس فرما دیا۔ اور (دعا دیتے ہوئے) فرمایا:

﴿بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ تمہارے گھر والوں اور مال میں برکت عطا فرمائے۔“

اور فرمایا: اچھے قرض کا بدلہ صرف حمد اور (قرض کا) ادا کرنا ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے قرض خواہ کے دو حق معلوم ہوئے۔

1. مال کا واپس کرنا: جیسے ہی ادائے قرض پر قادر ہو بغیر تاخیر کے ادا کرنا چاہئے۔
2. قرض خواہ کو قرض ادا کرتے وقت اچھی دعا دینی چاہئے۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ۲۴۴)

کیونکہ قرضہ دینا اچھا کام ہے اس پر شکر ادا کرنا اور شکرانے کے طور پر دعائیہ الفاظ کہنے چاہئیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ جو تمہارے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے تم بھی اس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرو اگر بھلائی کا معاملہ نہ کرسکو تو اس کے احسان کا بدلہ دعا دے کر ادا کرو۔ (فتوحات ربانیہ ۶/ ۲۲۷)

باب ما يردُّ المهدِى إذا دُعِيَ له

ہدیہ لینے والا دعا دے تو ہدیہ دینے والے کو کیا دعا دینی چاہئے

(۲۷۸) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبانا طليق بن محمد بن السكن، ثنا أبو معاوية، ثنا يزيد بن زياد، عن عبيد بن أبي الجعد، عن عائشة رضي الله تعالى عنها، قالت: أهديت لرسول الله صلى الله عليه وسلم شاة، فقال: اقسميها، قال: فكانت عائشة إذا رجع الخادم تقول: ماذا قالوا: قال: يقولون: ﴿بَارَكَ اللّٰهُ فِيكُمْ، قَالَ فتقول عائشة: وَفِيهِمْ بَارَكَ اللّٰهُ﴾

فنرد عليهم مثل ما قالوا، و (تقول) بقي أجرنا لنا.

أخرجه النسائي في «السنن الكبرى» (١٠١٣٤/٨٣/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣٠٣)

(۲۷۸) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بکری ہدیہ میں آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عائشہ! اسے تقسیم کر دو۔ جب خادمہ لوگوں میں گوشت تقسیم کر کے واپس آتیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پوچھتیں: لوگوں نے کیا کہا؟ خادمہ کہتیں لوگوں نے کہا:

﴿بَارَكَ اللّٰهُ﴾

ترجمہ: ”یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دیں۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتیں:

﴿وَفِيهِمْ بَارَكَ اللّٰهُ﴾

ترجمہ: ”یعنی اللہ تعالیٰ انہیں برکت دیں۔“

(اور فرماتیں) ہم نے ان کو وہی دعا دی جو دعا انہوں نے ہمیں دی (اس لئے دعا دینے میں ہم اور وہ برابر ہو گئے) اب گوشت تقسیم کرنے کا ثواب ہمارے لئے باقی رہ گیا۔“

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ فرمانا کہ گوشت تقسیم کرنے کا ثواب ہمارے لئے باقی رہ گیا کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ہمیں بارک اللہ کہا ہم نے بھی انہیں بارک اللہ کہہ دیا تو ان کے بارک اللہ کے بدلے میں ہمارا بارک اللہ ہو گیا اور ہمارے لئے گوشت ہدیہ کرنے کا ثواب کامل باقی رہ گیا۔

لیکن جس کو صدقہ دیا جائے اس کے دعا دینے کے بعد صدقہ دینے والا خاموش رہے (اور اس کو جواب میں دعا نہ دے) تو اس کا ثواب ضائع نہیں ہوتا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۲۲۹/۶)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہدیہ قبول کرنے والے کے لئے ہدیہ دینے والے کو بارک اللہ کہنا چاہئے۔

باب ما يقول إذا أتى بباكورة الفاكهة

جب نیا پھل سامنے آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

پھل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں ایک بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی لذت کے لئے اناج کے علاوہ ایک مزید انعام فرمایا ہے۔ مختلف پھلوں کے مختلف موسم بنائے۔ اب سارے موسم ان پھلوں کا حصول رہے، شہراور بازار میں ہر وقت یہ پھل دستیاب ہیں اور پیمانے میں برکت حاصل ہے اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بندہ کی احتیاج کی وجہ سے اپنے خالق کے سامنے عرض ومعروض کے لئے مختلف دعائیں فرمائی ہیں۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے انہی دعاؤں کے لئے ایک باب اور اس کے ذیل میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(٢٧٩) - أنبانا أبو عبدالرحمن، أنبأنا قتيبة بن سعيد، عن مالك، عن سهيل بن أبي صالح، عن أبيه، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: كان الناس إذا رأوا الثمر جاؤا به إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فإذا أخذه قال:

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا، اَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَ إِنِّيْ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَ إِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ، وَ إِنِّيْ أَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهِ لِمَكَّةَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ﴾

ثم يدعو أصغر وليد له، فيعطيه ذلك الثمر.

أخرجه الدارمي في «سننه» (٢/١٤٥/٢٠٧٢) والمسلم (٢/١٠٠٠/١٣٧٧) (٤٤٢/١) وابن ماجه (٢/١١٠٥/٣٣٢٩) (ص٢٣٨) والترمذي (٥/٥٠٦/٣٤٥٤) (٢/١٨٣) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٣٠٢)

(۲۷۹) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب لوگوں کے پاس (موسم کا) پہلا پھل آتا تو وہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت لے کر حاضر ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پھل کو ہاتھ میں لیتے اور دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا، اَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَ إِنِّيْ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَ إِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ، وَ إِنِّيْ أَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهِ لِمَكَّةَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ ہمارے پھلوں میں، ہمارے شہر مدینہ میں، ہمارے صاع میں اور ہمارے مد میں برکت عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ابراہیم (علیہ السلام) آپ کے بندے، آپ کے خلیل اور آپ کے

نبی تھے اور میں (بھی) آپ کا بندہ اور آپ کا نبی ہوں ابراہیم (علیہ السلام) نے مکہ کے لئے (برکت کی) دعا کی تھی اور میں مدینہ کے لئے وہ دعا کرتا ہوں جو انہوں نے مکہ کے لئے کی تھی (اور میں) اتنی ہی مزید زیادتی کی دعا کرتا ہوں۔"

پھر آپ ﷺ کسی چھوٹے بچے کو بلاتے اور (سب سے پہلے) اس کو یہ پھل عطا فرماتے۔"

فائدہ: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

❶ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور ﷺ کے پاس پھل اس لئے لے جاتے تھے تاکہ رسول اللہ ﷺ برکت کی دعا فرمائیں (جس سے برکت حاصل ہو)۔ (شرح مسلم للنووی ۱/۴۴۲)

اس لئے مستحب یہ ہے کہ پہلے پھل کو قوم کے علم وعمل میں بڑے آدمی کے پاس لے جایا جائے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۲۳۴)

❷ پھل بچے کو دیا جائے کیونکہ اس میں رغبت زیادہ ہوتی ہے اس میں آپ علیہ السلام کے کمال اخلاق اور بچوں پر شفقت و محبت کا اظہار بھی ہے۔ (شرح مسلم ۱/۴۴۲)

❸ نئے پھل کو لینے والے کے لئے دعا پڑھنا سنت ہے کہ نئے پھل کو دیکھنے کا وقت دعا کے قبول ہونے کا وقت ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۶/۲۳۵)

نوع آخر:

(٢٨٠) - حدثني أحمد بن محمود الواسطي، ثنا عبدالرحمن بن محمد ابن منصور الحارثي، ثنا عبدالرحمن بن يحيى بن سعيد العذري، ثنا يونس ابن يزيد، عن الزهري، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: رأيت رسول الله ﷺ، إذا أتي بباكورة الثمرة، وضعها على عينيه، ثم على شفتيه، وقال:

﴿اَللّٰهُمَّ كَمَا أَرَيْتَنَا أَوَّلَهُ فَأَرِنَا آخِرَهُ﴾

ثم يعطيه من يكون عنده من الصبيان.

وأخرجه ابوداؤد في «مراسيله» (٤٧٥/٣٣١/١) وابوالقاسم الجرجاني في «تاريخ جرجان» (٢١٠/١) والطبراني في «المعجم الكبير» (١١٢٢٢/٩٠٥/١١) والدار قطني في «العلل» (١٦٧١/١٢٢/٦) والخطيب البغدادي في «تاريخ بغداد» (٢١٧/١٤)

ایک اور حدیث:

(۲۸۰) ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ کے پاس موسم کا پہلا پھل لایا جاتا تو آپ ﷺ اس کو اپنی آنکھوں پر رکھتے پھر اپنے ہونٹوں پر رکھتے اور (یہ) دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ كَمَا أَرَيْتَنَا أَوَّلَهُ فَأَرِنَا آخِرَهُ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! جس طرح آپ نے ہمیں اس پھل کا اول دکھایا ہے اسی طرح اس پھل کا آخر بھی دکھایئے۔“

پھر بچوں میں جو آپ ﷺ کے پاس موجود ہوتا اس کو وہ پھل عطا فرماتے۔“

باب ما يقول لمن أماط الأذى

جب کوئی تکلیف دہ چیز دور کرے تو کیا دعا دینی چاہئے

مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ایمان کا آخری درجہ فرمایا گیا ہے۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ ۱۲/۱)
اسی طرح مسلمانوں سے ہر قسم کی تکلیف دور کرنا شرعی، اخلاقی اور انسانی ہمدردی کا تقاضہ ہے۔
مسلمان سے خواہ اس کے بدن یا کپڑوں سے کوئی تکلیف دہ چیز ہو تو اس کو دور کرنے کے بارے میں ایک باب جس کے ذیل میں تین احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۲۸۱) - أخبرني محمد بن حمدويه بن سهل، ثنا عبدالله بن حماد، أنبانا سليمان بن عبدالرحمن، ثنا عثمان بن فائد، ثنا إسماعيل بن محمد السهمي مولى عبدالله بن عمرو، قال: سمعت سعيد بن المسيب يحدث عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله تعالى عنه أنه تناول من لحية رسول الله صلى الله عليه وسلم الأذى، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

﴿مَسَحَ اللّٰهُ عَنْكَ يَا أَبَا أَيُّوبَ مَاتَكْرَهُ.﴾

اخرجه الطبراني في «المعجم الكبير» (٤٠٤٨/١٧٢/٤) بهذا السياق وبهذا اللفظ ويوجد هذا الحديث بدون هذا الالفاظ في عدة مواضع وياتي تفصيلها في الحديث الآتي.

(۲۸۱) ترجمہ: ”حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی (مبارک) میں سے کوئی تکلیف دہ چیز ہٹائی۔ (اس پر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ دعا دی اور) فرمایا:“

﴿مَسَحَ اللّٰهُ عَنْكَ يَا أَبَا أَيُّوبَ مَاتَكْرَهُ.﴾

ترجمہ: ”ابوایوب! اللہ تعالیٰ (بھی) تم سے تمہاری تکلیف دہ اور ناپسند چیز کو دور کرے۔“

(۲۸۲) - حدثنا عبدالرحمن بن سعيد بن هارون، ثنا أحمد بن هارون، ثنا أحمد بن مهدي الأصبهاني، ثنا عمران بن موسى، ثنا أبو هلال الراسبي، عن قتادة، عن سعيد بن المسيب، أن أبا أيوب رضي الله تعالى عنه أخذ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا، فقال النبي صلى الله عليه وسلم:

﴿لَا يَكُنْ بِكَ السُّوْءُ يَا أَبَا أَيُّوبَ لَا يَكُنْ بِكَ السُّوْءُ.﴾

اخرجه ابن ابي شيبه في «المصنف» (٢٥٥٣٢/٢٢٩/٥) وابن حبان في «البحر وحين» (٨٥١/١٩٩/٢) والطبراني في

«المعجم الكبير» (٤/١٣٠/٣٨٩٠) وفي «الدعا» (رقم ١٩٣٣) والحاكم في «المستدرك» (٣/٥٢٣)

(۲۸۲) ترجمہ: ”حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تکلیف دینے والی چیز کو دور کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کو دعا دیتے ہوئے) فرمایا۔“

﴿لَا يَكُنْ بِكَ السُّوْءُ يَا أَبَا أَيُّوبَ لَا يَكُنْ بِكَ السُّوْءُ.﴾

ترجمہ: ”ابو ایوب! تمہیں کوئی برائی نہ پہنچے، تمہیں کوئی برائی نہ پہنچے۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے کوئی تکلیف دہ چیز کو دور کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ایوب! اللہ تعالیٰ تم سے بھی تکلیف دہ چیز کو دور کردیں۔

مطلب یہ ہے کہ ابو ایوب! تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکلیف دہ چیز دور کرنے کی وجہ سے تم کسی برائی کو نہ پاؤ۔

دوسری روایت میں دو مرتبہ فرمانا حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کی وجہ سے تھا۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۳۳۲،۳۳۳)

اسی طرح جب کوئی کسی سے تکلیف دہ چیز دور کرے تو وہ اس کو دعا بھی دے۔ (کما قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات ربانیہ ۶/۳۲۳)

برائی کیا ہے: جو چیز انسان کو اس کی ذات میں یا اس کے گھر والوں اور مال میں بری لگے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۳۳۳)

نوع آخر:

(٢٨٣) - أخبرنا أبو القاسم بن منيع، ثنا محمد بن كليب، ثنا حسان ابن إبراهيم بن عبيدالله بن بكر الباهلي، قال: أخذ عمر رضي الله تعالى عنه عن لحية رجل أو رأسه شيئا، فقال الرجل: صرف الله عنك السوء. فقال عمر: صرف الله عنا السوء منذ أسلمنا، ولكن إذا أخذ عنك شيء فقل:

﴿أَخَذَتْ يَدَاكَ خَيْرًا.﴾

لم اجده عند غير المصنف.

ایک اور حدیث:

(۲۸۳) ترجمہ: ”حضرت عبید اللہ بن بکر باہلی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی شخص سے کوئی تکلیف دینے والی چیز کو دور کیا تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ سے برائی کو دور کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہم سے برائی کو اس وقت دور کر دیا تھا جب ہم اسلام لائے تھے۔ البتہ اگر کوئی تم سے تکلیف دہ چیز کو دور کرے تو اس کو یہ کہا کرو۔“

﴿أَخَذَتْ يَدَاكَ خَيْرًا.﴾

ترجمہ: ''تمہارے ہاتھ خیر کو لیتے رہیں۔''

فائدہ: تمہارے ہاتھ خیر کو لیتے رہیں، یعنی مسلمانوں سے تکلیف کو دور کر کے تم ثواب حاصل کرتے رہو۔ یہاں برائی سے مراد کفر اور اللہ تعالیٰ کی وہ نافرمانی ہے جو حال اور مستقبل کے اعتبار سے انتہائی بری چیز ہے۔

اپنی ذات، مال اور اہل میں برائی کیا ہے؟

وہ بری چیزیں جو آدمی اپنی ذات میں یا اپنے اہل اور مال میں دیکھتا ہے وہ تو امتحان ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندے کے لئے نعمت ہے کیونکہ اس کی وجہ سے آدمی اگر صبر کرے تو اونچی منزلوں کی جانب ترقی کرتا ہے اور راضی رہے تو ایک اعلیٰ مقام پاتا ہے۔

برائی تو وہ ہے جو بندے کو اللہ تعالیٰ کے غضب کا مستحق بنا دے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا نعوذ باللہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو اس سے محفوظ فرمایا ہے اس لئے ان کے لئے یہ دعا کرنا ایک موجودہ چیز کی دعا کرنا ہے (حالانکہ دعا یا تو موجودہ چیز کے اعلیٰ درجہ کے لئے ہوتی ہے یا غیر موجود چیز کے وجود کے لئے کی جاتی ہے) اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں سے ہمیں بچالیا ہے اس لئے بجائے اس کے کہ یہ دعا کیا کرو۔

(کذا فی فتوحات ربانیہ ۶/۳۴۳)

باب ما يقول إذا وقعت كبيرة، أو هاجت ريح مظلمة

جب کوئی بڑا حادثہ ہو یا آندھی چلے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

ہر مصیبت کے پہنچنے، ہر حادثے اور ہر پریشانی کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا گویا اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی رحمت ساتھ ہو جائے تو پریشانی کے چلے جانے اور سکون واطمینان کے حصول سے کیا چیز مانع ہو سکتی ہے۔

اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب اور اس کے ذیل میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے

(٢٨٤) - أخبرنا أبو عروبة، حدثنا عمرو بن عثمان (ح) وأخبرنا أبو يعلى، ثنا داود بن رشيد، قالا: ثنا الوليد بن مسلم، عن عنبسة بن عبدالرحمن، عن محمد بن زاذان، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، قال داود بن رشيد عن جابر بن عبدالله رضي الله تعالى عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا وقعت كبيرة، أو هاجت ريح مظلمة، فعليكم بالتكبير، فإنه يجلي العجاج الأسود.

اخرجه ابويعلى فى «مسنده» (٣/٤٥٠/١٩٤٧) وابن عدى فى «الكامل» (٥/٢٦٢) والعجلونى فى «كشف الخفاء» (١/٩٣/٢٣٤)

(۲۸۴) **ترجمہ:** ”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی بڑا حادثہ پیش آ جائے یا آندھی آئے تو اللہ اکبر کہو کیونکہ اس سے آندھی روشن ہو جاتی ہے۔“

فائدہ: کسی بھی قسم کا حادثہ پیش آنا مصیبت ہے اور اللہ تعالیٰ نے تکبیر میں یہ تاثیر رکھی ہے اس سے آگ کی گرمی ختم ہو جاتی ہے تو جب بندہ تکبیر کے مضمون پر غور کرتا ہے تو اس پر آئی ہوئی مصیبت بھی (اس کی برکت سے) آسان ہو جاتی ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۴/۲۷۶)

تکبیر سے آندھی روشن ہو جاتی ہے اس میں دونوں باتیں ہیں یا تو حقیقتاً ختم ہو جائے گی جیسا کہ تکبیر کو ان چیزوں کے دور کرنے کی خصوصیت حاصل ہے یا اس آندھی کی وجہ سے دل پر جو گھبراہٹ، تھکن وغیرہ ہوتی ہے وہ ختم ہو جاتی ہے (یعنی دل کو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے)۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۲۷۷)

باب ما يقول إذا قضى لهٗ حاجة

جب کوئی کسی کی ضرورت پوری کرے تو کیا دعا دینی چاہئے

(۲۸۵) - أخبرنا القاسم بن نصر، أنبا الخليل بن عمرو البغوی، ثنا عبدالله (بن المبارك)، عن معمر، عن قتادة، عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: حلب رجل لرسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، فقال:

﴿اَللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ﴾

فاسودَّ شعره.

اخرجه ابن ابی شيبه فی «مصنفه» (۲۹۸۳٤/۱۰۵/٦) واحمد فی «مسنده» (۳٤۰/٥) وابن حبان فی «صحيحه» (۷۱۷۲/۱۳۲/۱٦) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (٤۷/۲۸/۱۷) والحاكم فی «المستدرك» (۱٥٥/٥)

(۲۸۵) ترجمہ: ”ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (کسی جانور سے) دودھ نکالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کو دعا دیتے ہوئے) فرمایا:

﴿اَللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ﴾

ترجمہ: ”یعنی اے اللہ! آپ ان کو حسین وجمیل بنا دیجئے۔“

تو ان کے بال (جو سفید تھے) کالے ہوگئے۔“

فائدہ: گزشتہ میں گزر چکا ہے۔

باب الشرك

شرک کے بیان میں

اللہ تعالیٰ کی ذات عالی جو ہر قسم کے نقص وعیب سے پاک و منزہ ہے ان کے لئے کسی شریک کو ثابت کرنا شریعت کی نگاہ میں ایک جرم عظیم ہے۔ اس کا اندازہ صرف اسی بات سے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص سے انہی اپنے رسول کی برأت کا اعلان فرمایا نیز یہی وہ ایسا عظیم جرم ہے کہ جس کو معاف نہ کرنے کا بھی اعلان فرمایا ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اعمال دارومدار نیت پر دیا ہے۔

اس کی اہمیت کے پیش نظر مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ایک باب اور اس کے ذیل میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(٢٨٦) - أخبرنا أبو يعلى، أنبأنا إسحاق بن أبي إسرائيل، (ح) وأنبانا أبوبكر النسيا بورى، ثنا أبو يوسف القلوسي، ثنا علي بن بحر، حدثني هشام ابن يوسف، عن ابن جريج (عبدالملك بن عبدالعزيز)، في قوله تعالىٰ: ﴿شُرَكَاءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ﴾ أخبرني ليث بن أبي مسلم، عن أبي مجلز، عن حذيفة، عن أبي بكر رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ، إما أخبر ذلك حذيفة عن النبي ﷺ، و إما أخبره أبوبكر رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ، أن النبي ﷺ قال: الشرك أخفى فيكم من دبيب النمل قال: قلنا: يا رسول الله! وهل الشرك إلا ما عبد من دون الله عزوجل، أو ما دعي مع الله؟ شك عبدالملك بن جريج قال: ثكلتك أمك يا صديق! الشرك أخفى فيكم من دبيب النمل، ألا أخبرك بقول يذهب صغاره وكباره، أو صغيره وكبيره؟ قال: قلت: بلى يا رسول الله! قال: تقول كل يوم ثلاث مرات:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ وَأَنَا أَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ.﴾

والشرك أن تقول: أعطاني الله وفلان، والندُّ أن يقول الإنسان: لو لا فلان لقتلني فلان.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «مصنفه» (٢٩٥٧٤/٧٠/٦) واحمد فى «مسنده» (٤٠٣/٤) والبخارى فى «الادب المفرد» (رقم٧٦) وابويعلى فى «مسنده» (٦٠/١-٦١-٥٨) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (٣٤٧٩/١٠/٤)

(٢٨٦) ترجمہ: ”حضرت ابن جریج رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی (عبدالملک بن عبدالعزیز) سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

﴿شُرَكَاءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ﴾

کے بارے میں حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا: شرک تمہارے اندر چیونٹی کے رینگنے سے زیادہ پوشیدہ (طریقہ سے آتا) ہے (یعنی جس طرح چیونٹی کے آنے کی آواز نہیں ہوتی اور وہ آجاتی ہے اسی طرح شرک بھی اس سے زیادہ چھپے ہوئے طریقے سے آجاتا ہے اور تم کو معلوم بھی نہیں ہوتا ہے) ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! شرک تو صرف اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت کرنے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو پکارنے کو کہتے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صدیق! تمہاری ماں تم کو روئے شرک تو تمہارے اندر چیونٹی کی آواز سے بھی زیادہ پوشیدہ (طریقے سے) آتا ہے۔ کیا میں تم کو ایسی دعا نہ بتاؤں جو چھوٹا ہو یا بڑا سب شرک کو ختم کر دے؟ میں نے عرض کیا: ضرور یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: روزانہ تین مرتبہ یہ دعا پڑھو:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ وَأَنَا أَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ.﴾

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! میں آپ کے ساتھ شرک کرنے سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں جس کو میں جانتا ہوں اور جس کو نہیں جانتا اس سے بھی آپ کی معافی چاہتا ہوں۔''

اور فرمایا: شرک یہ ہے کہ کوئی یوں کہے: یہ اللہ تعالیٰ اور فلاں نے مجھے دیا ہے اور یہ بھی شرک ہے کہ انسان کہے اگر فلاں نہ ہوتا فلاں مجھے قتل کر دیتا۔''

فَائِدَہ: شرک کی دو قسمیں ہیں ① شرک اکبر ② شرک اصغر۔

شرک اکبر جیسا کہ روایت بالا سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک کرنا ہے۔

شرک اصغر ریا کہلاتا ہے کہ جس عمل سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا تھا اس سے مخلوق میں قدر و منزلت اور اس سے مال واسباب چاہتا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱/۱۷)

ریا کی چند قسمیں اور صورتیں ہیں

عمل کا مقصد دکھاوا ہو اس کے بغیر عمل ہی نہ ہو یا مقصدِ عمل دکھاوا اور اللہ تعالیٰ کی رضا دونوں ہوں لیکن غالب دکھاوا ہو یا دونوں برابر ہوں اگر کوئی ایک نہ ہو تو عمل نہ ہو یہ تینوں باطل ہیں ان کا کوئی ثواب نہیں ہے جس عمل میں دکھاوا اور اللہ تعالیٰ کی رضا ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا غالب ہو اس میں ابتدائے عمل کا اعتبار ہوگا کہ ابتدا میں کیا نیت وجذبہ تھا۔ (مظاہر حق ۴/۸۲۵)

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دعا کے پڑھنے کی برکت سے جو چھوٹی یا بڑی ریا کی کمی عمل میں واقع ہوئی ہوگی اس کو معاف فرما دیں گے۔

کیا ہی بڑی عنایت ہے کہ اتنی بڑی بیماری کا علاج جس سے سارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں کتنی مختصر دعا میں فرما دیا کہ جس میں نہ زیادہ وقت لگے نہ زیادہ مشقت ہو بلکہ ہینگ لگے نہ پھٹکری رنگ چوکھا آئے کا مصداق ہے۔

باب ما يقول إذا أراد أن يحدث بحديث فنسيه

جب کوئی بات بھول جائے تو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٢٨٧) - حدثنا محمد بن حمدان بن سفيان، ثنا الحسين بن الحكم الحيرى، ثنا إسماعيل بن أبان، عن الربيع بن بدر السعدى، شيخ من أهل البصرة. عن عثمان بن أبى حرب الباهلى، قال: قال رسول الله ﷺ: من أراد أن يحدث بحديث فنسيه، فليصل علي، فإن صلاته عليَّ خلف من حديثه، وعسى أن يذكره.

ذكره السخاوى فى قول البديع فى الصلوٰة على الحبيب الشفيع ﷺ (ص٢٢٧)، وعزاه إلى الديلمى.

(۲۸۷) ترجمہ: ''حضرت عثمان بن ابوحرب باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کوئی بات کرنا چاہے اور اس کو بھول جائے تو وہ مجھ پر درود پڑھے۔ اس کا مجھ پر درود پڑھنا اس کی (بھولی ہوئی) بات کا بدل ہو جائے گا اور ہوسکتا ہے کہ اس کو (اس کی برکت سے) وہ بات یاد آ جائے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص کوئی بات بھول جائے تو وہ درود شریف پڑھے اس کی برکت ایسی ہوگی کہ یہ درود پڑھنا اس کا نعم البدل ہو جائے گا یا وہ بھولی ہوئی بات ہی یاد آ جائے گی۔

باب ما يقول لمن بشره ببشارة

خوش خبری سنانے والے کو کیا کہنا چاہئے

مسلمانوں کو ایسی خبر سنانا جو اسے خوش کر دے ایک نیکی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس موقع پر کیا اعمال منقول ہیں۔ اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب اس کے ذیل میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(۲۸۸) - أخبرنا محمد بن حمدون، ثنا عبداللّٰه بن حماد، ثنا عبداللّٰه بن صالح، عن ابن لهيعة، عن عقيل، عن ابن شهاب، عن أبي اليسر، قال: شد عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه يوم بدر، فشددنا معه، فناداه رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم عمر، عمر، ياعمر! فلما هزمهم اللّٰه تعالىٰ، تخلص إلى العباس، فحمله عمر وأناس من بني هاشم على رقابهم، وأقبل عمر ينادي: يا رسول اللّٰه! بأبي أنت، البشرى قد سلم اللّٰه عمك العباس، فكبر رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم وقال:

﴿بَشَّرَكَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ يَا عُمَرُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَسَلَّمَكَ اللّٰهُ يَا عُمَرُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
ثم قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ عُمَرَ وَأَيِّدْهُ.﴾

لم اجده عند غير المصنف.

(۲۸۸) ترجمہ: ”حضرت ابوالیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنگ بدر کے دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سخت حملہ کیا۔ ہم نے بھی ان کے ساتھ سخت حملہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو پکارا! عمر! عمر! اے عمر! جب اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور لوگوں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی گردنوں پر اٹھالیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنے لگے: یا رسول اللہ! میرے ابا آپ پر قربان ہوں، آپ کو خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے چچا عباس کو سالم و محفوظ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ دعا دی:

﴿بَشَّرَكَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ يَا عُمَرُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَسَلَّمَكَ اللّٰهُ يَا عُمَرُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
ثم قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ عُمَرَ وَأَيِّدْهُ.﴾

ترجمہ: ”عمر! اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا اور آخرت میں خیر کی خوشخبری دیں، عمر اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں تمہاری حفاظت فرمائیں۔“

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اَللّٰھُمَّ أَعِزَّ عُمَرَ وَأَیِّدْہُ“ اے اللہ! عمر کو عزت عطا فرمایئے اور ان کی مدد فرمایئے۔“

فائدہ: خوش خبری کسی اچھے کام کے بارے میں پہلی خبر دینے کو کہتے ہیں مبارک بادی کسی دنیوی یا دنیاوی خیر پر برکت کی دعا دینا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۳۱۱)

قرآن و حادیث و آثار صحابہ سے مبارک مواقع پر مبارک باد دینا ثابت ہے۔ اس حدیث سے خوشی کے موقع پر مبارک باد دینا معلوم ہوا۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خوش خبری اور مبارک بادی دینے کے بارے میں محصول الرامان باصول التہانی کے نام سے رسالہ لکھا ہے جس میں خوش خبری اور مبارک بادی کے بارے میں آیات احادیث و آثار اور اوقات ذکر فرمائے ہیں۔

❶ کسی اچھے کام کے ہونے پر مبارک باد دینا۔
❷ رمضان المبارک کے آنے پر مبارک باد دینا۔
❸ حج (وعمرہ) کی مبارک باد دینا۔
❹ نکاح وولادت کی مبارک باد۔ ان تمام مواقع پر مبارک باد کے الفاظ اپنے اپنے مقام پر یا گزر گئے یا آئندہ آئیں گے۔

(فتوحات ربانیہ ۶/۳۰۹ تا ۳۱۱)

باب ما يقول للذمي إذا قضى لهٗ حاجته

جب کوئی غیر مسلم کوئی ضرورت پوری کرے تو کیا دعا دینی چاہئے

(۲۸۹) - حدثني عبدالله بن شبيب، ثنا عبدالرحمن بن قريش، عن بشر بن الوليد، عن ابن المبارك، عن سلمة بن وردان، عن أنس بن مالك، قال: استسقى رسول الله ﷺ، فسقاه يهودى، فقال النبي ﷺ:

﴿جَمَّلَكَ اللّٰهُ﴾

فما رأى الشيب حتى مات.

مر تخريجه برقم (۲۸۵)

(۲۸۹) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) پانی طلب فرمایا۔ ایک یہودی نے آپ ﷺ کو پانی پلایا۔ آپ ﷺ نے (اس کو دعا دیتے ہوئے) فرمایا:

﴿جَمَّلَكَ اللّٰهُ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تمہیں حسن و جمال عطا فرمائے۔''

تو موت تک وہ بوڑھا نہیں ہوا۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کسی کی کوئی ضرورت پوری کرے تو اس کو یہ دعا دینی چاہئے۔ تفصیل گزشتہ میں گزر چکی ہے۔

باب ما يقول إذا سمع ما يعجبه وما يتفائل به

جب کوئی پسندیدہ اور خوش شگونی کی بات سنے تو کیا کہنا چاہئے

عرب زمانۂ جاہلیت میں مختلف چیزوں سے فال لیا کرتے تھے۔ اس میں اس حد تک غلو کرتے تھے کہ وہ فال شرک ہو جاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے زمانۂ جاہلیت کی باتوں کو جو شرک و کفر تھیں منع فرمایا اور فال کے صحیح طریقے کو بیان فرمایا۔ چنانچہ آپ ﷺ سے خود نیک فال لینا ثابت ہے۔ مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ۲ باب میں چار حدیثیں اسی بیان میں ذکر فرمائیں۔

(٢٩٠) - أخبرني عمر بن حفص، ثنا عبدالعزيز بن محمد بن زباله، ثنا إبراهيم بن المنذر، ثنا ابن أبي فديك، عن كثير بن عبدالله، عن أبيه، عن جده، أن النبي ﷺ سمع رجلا يقول: يا خضرة! قال: لبيك، أخذنا بفألك من فيك.

اخرجه ابوبكر الشيباني في «الآحاد والمثاني» (١١١٧/٣٤٧/٢) والطبراني في «المعجم الكبير» (٢٣/٢٠/١٧) وفي «المعجم الاوسط» (٣٩٢٩/١٨٥/٤) وابن عدي في «الكامل» (٦٢/٦) وابونعيم في «الطب» كما في «فيض القدير» (٢١٢/١)

(۲۹۰) تَرجَمَہ: ”حضرت کثیر بن عبداللہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو:

﴿يا خضرة﴾

کہتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہاں! میں حاضر ہوں“ اور فرمایا: ہم نے تمہاری بات سے تمہارے بارے میں نیک فالی سمجھی۔“

فَائِدَة: فال کا مطلب عام طور پر شگون لینے یا نیک فالی لینے کے آتے ہیں، یعنی آدمی کسی اچھی بات کو سن کر یا دیکھ کر اپنے مقصد کے حاصل ہونے کی امید کرے جیسے کسی مریض یا میدان جنگ میں کسی آدمی کو کوئی سالم (سلامتی والے) کہے تو وہ یہ سمجھے کہ میں اس مرض سے ٹھیک ہو جاؤں گا یا میدان جنگ سے صحیح و سالم لوٹوں گا تو یہ نیک فال لینا کہلاتا ہے۔

نیک فال لینا مستحب و پسندیدہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ اچھے نام اور اچھی جگہوں سے بھی نیک فال لیتے تھے۔

(مظاہر حق ۴/۲۹۹)

نوع آخر:

(٢٩١) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا العباس بن الوليد، ثنا ابن وهيب، أنبأنا سهيل، عن جابر،

عن أبی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ، أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سمع صوتا يعجبه، فقال:

﴿أَخَذْنَا فَأْلَكَ مِنْ فِيْكَ.﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (۲/۳۸۸) وابوداؤد (۴/۱۸/۳۹۱۷) (۲/۱۹۰) والبیهقی فی «شعب الایمان» (۲/۶۲/۱۱۶۹) وابو شیخ فی «اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم» (۲۷۴/۷۸۶، ۷۸۸) کما فی «العجالة» (۱/۳۴۳)

(۲۹۱) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آواز سنی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:“

﴿أَخَذْنَا فَأْلَكَ مِنْ فِيْكَ.﴾

ترجمہ: ”ہم نے تمہاری بات سے نیک شگون لیا۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی اچھی بات سے اچھا فال لینا چاہئے۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی ضرورت کے لئے تشریف لے جاتے تو کسی سے راشد یا نجیح (کہ کامیاب، راہ پانے والے) سننے کو پسند فرماتے۔ یعنی ان ناموں سے نیک فالی لیتے تھے۔ (ترمذی مشکوٰۃ ۲/۳۹۲)

اسی طرح کسی اچھے نام کو سننے کو خوش ہوتے اور کسی برے نام کو سنتے تو ناگواری ظاہر ہوتی یہی حال بستی کا نام سن کر بھی ہوتا تھا۔ (ابوداؤد ۲/۱۹۱)

باب ما يقول إذا تطير من شيء

بدشگونی کا کفارہ

(۲۹۲) - أخبرنا أبو يحيى الساجي، ثنا أحمد بن سعيد الهمداني، ثنا ابن وهب (عبدالله)، أخبرني ابن لهيعة (عبدالله) أخبرني ابن هبيرة (عبدالله) السبائي، عن أبي عبدالرحمن (عبدالله بن يزيد) الحبلي، عن عبدالله ابن عمر، قال: قال رسول الله ﷺ: من أرجعته الطيرة من حاجته فقد أشرك، قالوا: وما كفارة ذلك يا رسول الله؟ قال: يقول أحدهم:

﴿اَللّٰهُمَّ لَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ، وَلَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.﴾

اخرجه ابن ابی شيبه فی «مصنفه» (۳۱۲/۵/۲٦١٤١) واحمد فی «مسنده» (۲۲۰/۲) والحارث بن اسامه فی «مسنده» (٦٠١/۲/٥٦٤ بغية الحارث) والطبرانی كما فی «مجمع الزوائد» (۱۰٥/٥) والبيهقی فی «شعب الايمان» (٦٥/۲/۱۱۸۰)

(۲۹۲) **ترجمہ:** ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو فال کسی کام سے روک دے تو بلاشبہ اس نے شرک کیا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (جب تم سے کسی سے ایسا ہو جائے تو وہ اس کی تلافی کے لئے یہ) دعا پڑھے:“

﴿اَللّٰهُمَّ لَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ، وَلَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ کے فال کے علاوہ کوئی فال نہیں ہے، آپ کی خیر و برکت کے علاوہ کوئی خیر و برکت نہیں ہے اور آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔“

فائدہ: طیرۃ کے معنی بدفالی اور بدشگونی لینے کے آتے ہیں۔ اہل عرب جب کسی کام کو کرنا چاہتے تو پہلے ایک جانور یا پرندے کو اڑاتے اگر وہ دائیں جانب جاتا تو اس کو مبارک جانتے اور کام کرتے اگر وہ بائیں جانب جاتا تو اس کو منحوس جانتے اور وہ کام نہ کرتے۔ ایسا کرنا شرعاً منع ہے۔ (مرقاۃ ۲/۹، فتوحات ربانیہ ۲۷۳/۶، مظاہر حق ۲۹۹/۴، ۳۰۰)

بدفالی شرک ہے کا مطلب یہ ہے کہ یہ مشرکین کے طور طریقے ہیں اور شرک خفی کا سبب ہے، ہاں اگر بالکل یقین سے ان باتوں سے بدشگونی لی جائے تو وہ بلاشبہ کفر کے حکم میں ہوگی۔ (مظاہر حق ۳۰۶/۴، مرقاۃ ملخص ۶/۹)

نوع آخر:

(۲۹۳) - حدثني أبو محمد (يحيى بن محمد) بن صاعد، ثنا يوسف بن موسى، ثنا أبو

معاوية الضرير، عن الأعمش، عن حبيب بن أبي ثابت، عن عروة بن عامر، قال: سئل رسول الله ﷺ عن الطِّيَرَة، فقال: أصدقها الفأل، ولا ترد مسلما، و إذا رأيتم من الطِّيَرِ شيئا تكرهونه، فقولوا:

﴿اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.﴾

اخرجه ابوداؤد (۳۹۱۹/۱۸/٤) (۱۹۱/۲) وابن قانع فی «معجمه» (۲۶۲/۲ - ۲۶۳) والبیهقی فی «السنن الکبری» (۱۳۹/۸) وفی «شعب الایمان» (۱۷۷۱/۶۳/۲) والخطیب البغدادی فی «التالی التلخیص المشابه» (۷٦/۱٦٥/۱)

(۲۹۳) **ترجمہ:** ”حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے بدشگونی کے بارے میں پوچھا گیا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کی بہترین صورت (نیک) فال ہے۔ (اور یاد رکھو کہ) کسی مسلمان کو بدشگونی (اس کے مقصد سے) روک نہ دے۔ تم میں سے کوئی ایسی چیز دیکھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو (یعنی اس کے ذریعہ بدشگون لیا جاتا ہو) تو یہ دعا پڑھے:“

﴿اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! اچھی باتوں اور بری باتوں کو لانے والے صرف آپ ہی ہیں، برائیوں کے دور کرنے والے (بھی) صرف آپ ہی ہیں۔ برائی سے بچنے اور نیکی کی طرف آنے کی قوت اور طاقت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔“

فائدہ: کسی مسلمان کو بدگمانی اس کے مقصد سے نہ روک دے۔ یعنی مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ اپنے تمام کام اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے پورے کرتا رہے۔ (مرقاۃ ۹/ ۱۱)

لہٰذا بدشگونی سے رک جانا اس توکل کے خلاف ہے۔

نیک فالی اور بدفالی کی حکمت

نیک فالی میں ایک تو شروع ہی سے بندے کو اطمینان اور خوشی حاصل ہوتی ہے، دوسرے اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے خیر اور بھلائی ہی کی امید رہتی ہے اور یہ خیال ہر حالت میں بندے کے لئے دونوں صورتوں میں بہتر ہے خواہ اس کی مراد پوری ہو یا نہ ہو اس لئے یہ جائز ہے۔

بدفالی سے ایک تو بلاوجہ رنج اور تردد پیدا ہوتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کی امید ختم ہو جاتی ہے اور یہ ناامیدی و نامرادی کا احساس دور دراز کے خوف میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس لئے یہ ممنوع اور ناجائز ہے۔ (مظاہر حق ۴/ ۳۰۰)

باب ما يقول إذا رأى الحريق

آگ دیکھ کر (بجھانے کے لئے) کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٢٩٤) - حدثنا أبو القاسم بن منيع، ثنا سويد بن سعيد، ثنا القاسم ابن عبدالله بن عمر بن حفص بن عاصم العمري، عن عبدالرحمن بن الحارث، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا رأيتم الحريق فكبروا، فإن التكبير يطفئه.

اخرجه ابن عدى فى «الكامل» (١٥١/٤) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (٨٥٦٩/٢٥٩/٨) وفى «الدعا» (رقم١٠٠١) والديلمى فى «مسند الفردوس» (١٠١٩/٢٦٣/١) والذهبى فى «ميزان الاعتدال» (١٧٢/٤)

(۲۹۴) ترجمہ: ''حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم (کہیں) آگ بھڑکتی ہوئی دیکھو تو اللہ اکبر کہو کیونکہ اللہ اکبر کہنا آگ کو بجھا دیتا ہے۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آگ کو بجھانے کے لئے تکبیر کے ذریعہ مدد طلب کرو۔ (بیہقی شعب الایمان کشف الخفا ۹۳/۱)

آگ کے بھڑکنے کی صورت میں تکبیر کہنے کی ایک وجہ تو یہ ہوسکتی ہے کہ آگ کا بھڑکنا آگ کے زیادتی اور بڑائی کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑا کوئی نہیں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے ذریعے سے آگ کی بڑائی اور فساد سے پناہ مانگی جا رہی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ آگ شیطان کا مادہ ہے۔ اور دونوں میں بلندی اور فساد ہے اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی میں یہ اثر ہے کہ وہ اس کو کم کردے۔ اس لئے انسان اس علو وفساد میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے ذریعے مدد چاہتا ہے جس کا لازمی اثر آگ کا ختم ہونا ہے۔
(فتوحات ربانیہ ۱۶۷/۶)

علامہ جزری شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ بہت مجرب عمل ہے۔

(حصن حصین مترجم مولانا ادریس صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ص ۲۳۵)

(٢٩٥) - حدثنا محمد بن صاعد، ثنا محمد بن معاوية الأنماطي، ثنا الحسن بن عبدالله العمري، عن أخيه القاسم، قال: حدثني عبدالرحمن ابن الحارث، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه عن جده رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا رأيتم الحريق فكبروا، فإن التكبير يطفئه.

كرر المؤلف الحديث الواحد من أشياخ.

(٢٩٥) ترجمہ: ”حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم آگ دیکھو تو اللہ اکبر کہو اللہ اکبر کہنا اس کو بجھا دے گا۔“

(٢٩٦) - حدثنا محمد بن نصر الخواص، ثنا أبو طاهر، ثنا ابن وهب، عن القاسم بن عبدالله بن عمر، عن الحارث بن عبدالرحمن بن الحارث، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا رأيتم الحريق فكبروا، فإن التكبير يطفئه كذا قال.

كرر المؤلف الحديث الواحد من أشياخ.

(٢٩٦) ترجمہ: ”حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم آگ دیکھو تو اللہ اکبر کہو کیونکہ اللہ اکبر اس کو بجھا دے گا۔“

(٢٩٧) - حدثنا بن صاعد، ثنا يوسف بن موسى، ثنا خالد بن مخلد، ثنا القاسم بن عبدالله من آل عمر بن الخطاب، قال: حدثني عبدالرحمن ابن الحارث، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا رأيتم الحريق فكبروا، فإن التكبير يطفئه.

كرر المؤلف الحديث الواحد من أشياخ.

(٢٩٧) ترجمہ: ”حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم آگ دیکھو تو اللہ اکبر کہو کیونکہ اللہ اکبر کہنا اس کو بجھا دے گا۔“

فائدہ: وجہ گزر چکی ہے۔

باب ما يقول إذا هبت الريح

جب ہوا چلے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

جب ہوائیں چلنے لگیں، بادل آنے لگے، بجلی کی گھن گرج اور کڑک ہو اور جب بارش ہونے لگے تو اس وقت رسول اللہ ﷺ کا کیا معمول تھا اس موقع پر آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے کون کون سی دعائیں سکھائیں اور کن اعمال کو اختیار کرنے کو فرمایا ہے۔ اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۶ باب اوران کے ذیل میں ۷ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۲۹۸) - حدثنا محمد بن علي بن بحر، ثنا إسحاق بن إبراهيم بن حبيب ابن الشهيد، ثنا محمد بن فضيل، ثنا الأعمش، عن حبيب بن أبي ثابت، عن سعيد بن عبدالرحمن بن أبزى، عن أبيه، عن أبي بن كعب، عن النبي ﷺ قال: لا تسبوا الريح، فإذا رأيتم فيها شيئا تكرهونه، فقولوا:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا، وَخَيْرِ مَا أُمِرَتْ، بِهِ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيْحِ، وَشَرِّ مَا فِيْهَا، وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِهِ.﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (۱۲۳/۵) والترمذى (۲۲۵۲/۵۲۱/٤) (۵۱/۲) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ۲۳٤) والحاكم فى «المستدرك» (۲۹۸/۲) والديلمى فى «مسند الفردوس» (۷۳۰۰/۱۳/۵)

(۲۹۸) ترجمہ: ”حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہوا کو برا مت کہا کرو (بلکہ) جب تم ہوا میں کوئی ناپسندیدہ بات دیکھو تو (یہ دعا) پڑھا کرو:“

﴿اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا، وَخَيْرِ مَا أُمِرَتْ، بِهِ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيْحِ، وَشَرِّ مَا فِيْهَا، وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِهِ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! ہم آپ سے اس ہوا (آندھی) کی خیر و برکت، اور جو اس میں ہے اس کی خیر و برکت اور جو اس کو حکم دیا گیا ہے اس کی خیر و برکت کا سوال کرتے ہیں۔ اور اس ہوا کے شر سے اور اس شر سے جو اس ہوا میں ہے اور جو اس کو حکم دیا گیا ہے اس کے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔“

فائدہ: ”ہوا کو برا مت کہو“ کیونکہ ہوا خود تو چلتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے چلتی ہے اس لئے وہ تو چلنے میں معذور و مجبور ہے اور معذور اور مجبور کو برا نہیں کہا جاتا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۲۷۵/۴)

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہوا پر لعنت بھیجی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہوا

پر لعنت مت بھیجو کیونکہ وہ تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) چلنے پر مامور ہے کوئی کسی پر لعنت بھیجتا ہے اور جس پر لعنت بھیجی گئی وہ اس کا مستحق نہیں ہوتا تو لعنت بھیجنے والے پر لوٹ کر آتی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۲۸۱)

ایک شخص نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے فقر کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا شاید تم نے ہوا کو برا کہا ہوگا۔
(کتاب الاذکار صفحہ ۱۷۱)

کیونکہ ہوا سبب ہے زمین سے غلہ اور رزق کے پیدا ہونے کا تو جس نے سبب کو برا کہا وہ اس کی پیداوار سے محروم ہوگیا۔
(فتوحات ربانیہ ۴/۲۸۱)

نکتہ

علماء نے لکھا ہے کہ لعنت کے مستحق تین آدمی ہیں ① کافر ② بدعتی ③ فاسق۔ ہوا ان تینوں میں سے نہیں ہے۔
(فتوحات ربانیہ ۴/۲۸۱)

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرمایا کہ ہوا جس کے پاس سے آتی ہے اسی سے اس کی خیر کو طلب کرو اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔ (فتوحات ۴/۲۷۵)

مستحب یہ ہے کہ جب آندھی آئے تو اس کی طرف منہ کر کے دوزانو بیٹھ کر گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھنی چاہیے۔
(کتاب الاذکار صفحہ ۱۷۱)

نوع آخر:

(۲۹۹) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أحمد بن عبدة الضبي، ثنا المغيرة ابن عبدالرحمن المخزومي، ثنا يزيد بن أبي عبيد، قال: سمعت سلمة بن الأكوع رضي الله تعالى عنه. رفعه. قال: كان إذا اشتدت الريح يقول:

﴿ اَللّٰهُمَّ لَقَحًا، لَا عَقِيمًا. ﴾

اخرجه ابن حبان في «صحيحه» (۳/۲۸۸/۱۰۰۸) والطبراني في «المعجم الكبير» (۷/۳۳/۶۲۹۶) وفي «المعجم الاوسط» (۳/۱۸۱-۱۸۲/۲۸۵۷) والبيهقي في «السنن الكبرى» (۳/۳٦٤/٦۲۸۲) والحاكم في «المستدرك» (٤/۳۱۸)

ایک اور حدیث:

(۲۹۹) ترجمہ: ''حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب ہوا تیز چلتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یہ دعا) پڑھتے:''

﴿ اَللّٰهُمَّ لَقَحًا، لَا عَقِيمًا. ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ اس ہوا کو بارش لانے والی بنائیے اور بانجھ یعنی بارش نہ لانے والی نہ بنائیے۔''

فائدہ: یعنی ایسی بارش ہو جو غلہ اور اناج اگانے والی ہو نہ کہ ایسی جس سے کوئی چیز نہ اگے۔

باب ما يقول إذا هبت الشمال

جب شمالی ہوا چلے تو کیا پڑھنا چاہئے

(۳۰۰) - حدثنا أحمد بن محمد بن عثمان، ثنا أبو زرعة الرازی، ثنا فروة ابن أبی صخراء، الكندی، ثنا القاسم بن مالك المزنی، عن عبدالرحمن بن إسحاق، عن يزيد بن الحكم بن أبی العاص، عن عثمان بن أبی العاص، قال: كان كان رسول الله ﷺ إذا اشتدت الريح الشمال قال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَرْسَلْتَ فِيْهَا.﴾

اخرجه البزار كما فی «مجمع الزوائد» (۱۳۵/۱۰) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (۸۳٤٦/٤٧/۹) وفی «الدعا» (رقم ۹۷۰)

(۳۰۰) ترجمہ: ”حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب شمالی ہوا تیزی سے چلتی تو رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے۔“

﴿اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَرْسَلْتَ فِيْهَا.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! ہم آپ کی اس شر سے پناہ مانگتے ہیں جو آپ نے اس ہوا میں بھیجا ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب شمالی ہوا چلے تو یہ دعا پڑھنا چاہئے۔

ایک روایت میں ہے کہ ہوا اللہ تعالیٰ کی چلائی ہوئی ہے (کبھی) رحمت لاتی ہے (کبھی) عذاب لاتی ہے جب تم اس کو دیکھو تو اس کو برا نہ کہو (بلکہ) اللہ تعالیٰ سے اس کی خیر کا سوال اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔ (ابوداؤد ۳۳۹/۲)

گزشتہ حدیث میں بھی اس مضمون کی تفصیل گزر چکی ہے۔

باب ما یقول إذا رأی غبارا فی السماء أو ریحا

جب آسمان میں غبار اور ہوا دیکھے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(۳۰۱) - حدثنا عبدالرحمن بن محمد، ثنا یحیٰی بن طلحة، ثنا شریك، عن المقدام بن شریح، عن أبیه، عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا، قالت: کان رسول اللّٰه ﷺ إذا رأی فی السماء ناشئا غبارا، أو ریحا، استقبله من حیث کن، و إن کان فی الصلوٰة تعوذ باللّٰه من شره.

اخرجه علی بن الجعد فی «مسنده» (۲۲۸۳/۳۳۲/۱) واحمد فی «مسنده» (۲۲۲/۶) والبخاری فی «الادب المفرد» (رقم ۶۸۶) وابوداؤد (۵۰۹۹/۳۶۶/٤) (۳۳۹/۲) والنسائی فی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ۹۱۵)

(۳۰۱) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب آسمان پر کوئی چیز، غبار یا ہوا کو دیکھتے تو فوراً جہاں بھی ہوں اس کی طرف متوجہ ہو جاتے اگر نماز میں ہوتے تو اللہ تعالیٰ سے اس کے شر کی پناہ مانگتے تھے۔“

فائدہ: یہ آپ ﷺ کے اللہ تعالیٰ کے خوف و خشیت کی وجہ سے تھا کہ ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا اور خیر و بھلائی اور ہر شر سے پناہ چاہنا آپ ﷺ کی عادت تھی۔

حضرت نضر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں ایک مرتبہ اندھیرا چھا گیا میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: حضور ﷺ کے زمانے میں بھی اس قسم کی چیزیں پیش آتی تھیں؟ انہوں نے فرمایا: خدا کی پناہ حضور ﷺ کے زمانے میں تو (اس موقع پر) قیامت کے آجانے کے خوف سے مسجدوں میں دوڑ جاتے تھے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا جب آندھی چلتی تو حضور ﷺ گھبرائے ہوئے مسجد میں تشریف لے جاتے تھے۔ (جمع الفوائد فضائل اعمال صفحہ ۴۸)

باب ما يقول إذا رأى سحابا مقبلا

جب بادل سامنے آتا ہوا نظر آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۳۰۲) - أخبرنا أبو القاسم، بن منيع، ثنا أبوبكر بن أبی شيبة، ثنا يزيد ابن المقدام بن شريح، عن أبيه، أنه ذكر عن عائشة رضي الله تعالى عنها، حدثته أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا رأى سحابا مقبلا من أفق من الآفاق، ترك ما هو فيه و إن كان فی صلاته حتى يستقبله فيقول:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ.﴾

اخرجه ابن ابی شیبه فی «مصنفه» (۲۹۲۲۳/۲۸/۶) وابوداؤد (۵۰۰۹/۳۲۶/٤) (۳۳۹/۲) وابن ماجه (۳۸۸۹/۱۲۸۰/۲) (ص۲۷۷) والنسائی فی «السنن الکبری» (۱۸۳۰/۵۶۲/۱)

(۳۰۲) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بادل کو آسمان پر آتا ہوا دیکھتے تو جس کام میں بھی مصروف ہوتے اس کو چھوڑ دیتے۔ اگر نماز میں ہوتے تو بھی اس کی طرف متوجہ ہو جاتے اور (یہ دعا) پڑھتے:“

﴿اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! ہم آپ کی اس شر سے پناہ مانگتے ہیں جس کے لئے (یہ) ہوا بھیجی گئی ہے۔“

فائدہ: جب بادل آتے دیکھتے تو اگر نفل نماز ہوتی تو اس کو چھوڑ دیتے یعنی نماز کو موخر کر دیتے اور یہ دعا پڑھتے تھے۔
(بذل ۳۰۱/۶)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں! جب ابر، آندھی وغیرہ ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر اس کا اثر ظاہر ہوتا تھا اور چہرہ فق ہو جاتا تھا اور خوف کی وجہ سے کبھی اندر تشریف لاتے کبھی باہر تشریف لے جاتے اور یہ دعا پڑھے "اللهم انی اسئلك خيرها وخير ما فيها وخير ما ارسلت به واعوذبك من شرها وشرما فيها وشرما ارسلت به" اور جب بارش شروع ہو جاتی تو چہرۂ انور پر انبساط شروع ہو جاتا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! سب لوگ جب ابر دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ بارش کے آثار معلوم ہوئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک گرانی محسوس ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عائشہ! مجھے اس کا کیا اطمینان ہے کہ اس میں عذاب نہ ہو قوم عاد کو ہوا کے ساتھ ہی عذاب دیا گیا تھا وہ ابر کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے کہ اس ابر سے ہمارے لئے پانی برسایا جائے گا حالانکہ اس میں عذاب تھا۔ (درمنثور ۴۴۹/۷)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بادل کو دیکھ کر ڈرنا چاہئے کہ عذاب نہ ہو اور جب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بارش ہو جائے تو بارش اور برکت کی دعائیں جو آئندہ حدیث نمبر ۳۰۴ پر آ رہی ہیں پڑھنی چاہئیں۔

باب ما يقول إذا سمع الرعد والصواعق

جب بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک سنے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۳۰۳) - حدثنا أبو يعلى، حدثنا نعيم بن الهيضم، ثنا عبدالواحد بن زياد، عن الحجاج بن أرطاة، حدثني أبو مطر، أنه سمع سالم بن عبدالله، عن أبيه رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا سمع الرعد والصواعق قال:

﴿اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ، وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ، وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (۲/۱۰۰) والبخاري في «الادب المفرد» (رقم۷۲۱) والترمذي (۵/۵۰۳/۳۴۵۰) (۲/۱۸۳) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ۹۲۸) والبيهقي في «السنن الكبرى» (۳/۳۶۲/۶۲۶۲)

(۳۰۳) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سنتے تو (یہ دعا) پڑھتے:''

﴿اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ، وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ، وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ آپ ہم کو اپنے غضب سے نہ ماریں اور اپنے عذاب سے ہلاک نہ کریں اور اس سے پہلے ہی ہمیں امن اور عافیت عطا فرمائیں۔''

فائدہ: (رعد) یعنی بادل کی گرج کیا ہے۔ رعد ایک فرشتہ ہے جس کے ذمہ بادلوں کا نظام ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ رعد ایک فرشتہ ہے اس کے پر بجلی کے ہیں جس سے وہ بادلوں کو ہانکتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: رعد ایک فرشتہ ہے جس کے ذمہ بادلوں کا نظام ہے وہ اپنے انگوٹھے کے گڑھے میں (پانی) کو محفوظ رکھتا ہے وہ (جب) اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے تو کوئی فرشتہ ایسا نہیں ہے جو تسبیح نہ کرتا ہو پھر بارش نازل ہوتی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۲۸۶)

اسی طرح تین مرتبہ یہ دعا پڑھنا بھی منقول ہے ''سُبْحَانَ مَنْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ''
(کتاب الاذکار صفحہ ۱۷۲)

اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: جس نے یہ دعا پڑھی اگر اس پر بجلی گری تو میں اس کی دیت (خون بہا) دوں گا۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۲۸۶)

یہ دعا اس طرح بھی ہے: ''يسبح الرعد بحمده والملائكة من خيفة'' (فتوحات ربانیہ ۴/۲۸۶)

باب ما يقول إذا رأى المطر

جب بارش دیکھے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۳۰٤) - حدثنا عبدالله، ثنا هشام بن عمار، ثنا عبدالحميد بن أبى العشرين، عن الأوزاعى (عبدالرحمن بن عمرو)، عن نافع، عن القاسم، عن عائشة رضي الله تعالى عنها، أن النبى صلى الله عليه وسلم كان إذا رأى المطر قال:

﴿اَللّٰهُمَّ (اجْعَلْهُ) صَيِّبًا هَنِيْئًا.﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (۹۰/٦) وابن ماجه (۱۲۸۹۰/۱۲۸۰/۲) (۲۷۷/۲) والنسائى فى «السنن الكبرى» (۱۰۷۵۳/۲۲۸/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ۹۱۷، ۹۱۸) وابن حبان فى «صحيحه» (۹۹۳/۲۷٤/۳)

(۳۰۴) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بارش (برستی ہوئی) دیکھتے تو (یہ دعا) پڑھتے:''

﴿اَللّٰهُمَّ (اجْعَلْهُ) صَيِّبًا هَنِيْئًا.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! خوب برسنے والی اور خوشگوار (جس میں کوئی مشقت و پریشانی نہ ہو) بارش برسائیے۔''

فائدہ: یہ ''اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا'' (بخاری ۱۴۰/۲)

بھی آئی ہے کہ اے اللہ! خوب برسنے اور نفع دینے والی بارش برسائیے۔

ایک روایت میں ''صَيِّبًا هَنِيْئًا''۔ (ابوداؤد ۲/)

اے اللہ! اس بارش کو نفع والی اور بابرکت بنائیے غرق کرنے والی طوفان نوح کی طرح نہ بنائیے۔ (بذل ۳۰۱/٦)

ایک روایت میں ہے کہ یہ دعا پڑھتے تھے "اللهم اجعله سبب رحمة ولا تجعله سبب عذاب" کہ اے اللہ! اس کو رحمت کے ساتھ خوب برسنے والی بنائیے اور عذاب کے ساتھ خوب برسنے والی نہ بنائیے۔ (والليلہ رقم ۹۱۶)

بارش کی دو حالتیں ہیں وہ خوش حالی اور سامان حیات بن کر بھی آتی ہے یا تباہی و بربادی کا سامان بھی بن کر آتی ہے۔ اس لئے جب بارش ہو تو اللہ تعالیٰ سے خیر اور عافیت کی دعا کرنی چاہئے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا۔

(ملخص معارف الحدیث ۲۳۶/۵)

دعا کی قبولیت کے اوقات

1. لڑائی میں لشکروں کے ملنے کے وقت۔
2. اقامت کے وقت۔
3. بارش کے وقت۔

(اذکار عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نقلہ الشافعی فی الام).

دو وقت دعائیں رد نہیں ہوتی ہیں اذان کے وقت بارش کے نیچے۔ (حاکم عن سہل بن سعید فتوحات ربانیہ ۴/ ۲۶۷)

باب ما يقول إذا رفع رأسه إلى السماء

جب آسمان کی طرف سر اٹھائے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(۳۰۵) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا حاتم ابن إسماعيل، عن صالح بن محمد بن زائدة، عن أبي سلمة بن عبدالرحمن، عن عائشة رضي الله تعالى عنها، أنها قالت: ما رفع رسول الله ﷺ رأسه إلى السماء إلا قال:

﴿يَا مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى طَاعَتِكَ.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (۴۱۸/۲) والنسائي في «السنن الكبرى» (۱۰۱۳۶/۸۳/۶) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ۳۰۴) وابن عدي في «الكامل» (۵۹/۴) والديلمي في «مسند الفردوس» (۸۱۴۴/۲۶۶/۵)

(۳۰۵) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی آسمان کی طرف اپنا سر مبارک اٹھاتے تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے:“

﴿يَا مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى طَاعَتِكَ.﴾

ترجمہ: ”اے دلوں کو پھیرنے والے (اللہ!) آپ میرے دل کو اپنی فرمانبرداری اور اطاعت پر ثابت کر دیجئے۔“

فائدہ: دل انسان کے قبضہ میں نہیں ہے نہ ایک حالت پر ہمیشہ رہتا ہے بلکہ کبھی ایک حالت پر تو کبھی دوسری پر منتقل ہوتا رہتا ہے۔ عربی میں دل کو قلب اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ الٹتا پلٹتا رہتا ہے۔

﴿وما الانسان الا لنسيه. ولا القلب الا انه يتقلب﴾

ترجمہ: ”کہ انسان کو انسان صرف اس کے بھولنے کی وجہ سے اور قلب کو قلب اس کے الٹنے پلٹنے ہی کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔“ (فتوحات ربانیہ ۱/۳۳۲)

اس لئے ہمیشہ دل کی حفاظت کرتے رہنا چاہیے۔

یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اپنی امت کو تعلیم ہے کہ وہ ڈرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی توفیق کے بارے میں ڈرتے رہیں کہ کہیں وہ سلب نہ ہو جائے اور اپنے اوقات کو ضائع کر کے اور اپنی خواہشات کے پیچھے پڑ کر مامون نہ رہیں۔

(فیض القدیر للمناوی ۵/۱۳۹)

باب ما يقول إذا كان يوم شديد الحر أو شديد البرد

جب سخت گرمی اور سردی کا دن ہوتو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٣٠٦) - حدثني جعفر بن عيسى الحلواني، ثنا إبراهيم بن هانيء، ثنا أبو صالح، ثنا يحيٰى بن أيوب، عن عبدالله بن سليمان، حدثني دراج، حدثني أبو الهيثم، واسمه سليمان بن عمرو بن عبدة العتواري. عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه، أو عن ابن حجيرة الأكبر عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، أو أحدهما حدثه عن رسول الله ﷺ، قال: إذا كان يوم حار فقال الرجل:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مَا أَشَدَّ حَرِّ هٰذَا الْيَوْمِ، اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ﴾

قال الله عزوجل لجهنم، إن عبدا من عبادي استجارني من حرك فاشهدي أني قد أجرته، و إن كان يوم شديد البرد، فإذا قال العبد:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مَا أَشَدَّ بَرْد هٰذَا الْيَوْمِ، اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنْ زَمْهَرِيْرِ جَهَنَّمَ﴾

قال الله عزوجل لجهنم: إن عبدا من عبادي قد استجارني من زمهريرك، و إني أشهدك أني قد أجرته، قالوا: ما زمهرير جهنم؟ قال: بيت يلقى فيه الكافر فيتميز من شدة بردها بعضه من بعض.

اخرجه ابوالقاسم الجرجاني في «تاريخ جرجاني» (٤٨٦/١) وابو نعيم في «عمل اليوم والليلة» كما في «كشف الخفاء» (٤٦٦/٢) والبيهقي في «الاسماء والصفات» (٢٩١/١) وابن رجب الحنبلي في «التخويف من النار» (٤٤/١)

(۳۰۶) تَرجَمَہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ابن حجیرہ اکبر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یا ان میں ایک رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب گرمی کا دن ہوتا ہے (اوراس میں) آدمی کہتا ہے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مَا أَشَدَّ حَرِّ هٰذَا الْيَوْمِ، اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ﴾

تَرجَمَہ: ”اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں ہے آج کتنی سخت گرمی ہے۔ اے اللہ! آپ مجھے جہنم کی گرمی سے بچالیں۔“

تو اللہ تعالیٰ جہنم سے فرماتے ہیں: میرے بندوں میں ایک بندے نے مجھ سے تیری گرمی سے پناہ مانگی ہے تو گواہ رہ کہ میں نے اس کو اس سے نجات دے دی ہے۔

جب سخت سردی ہوتی ہے تو بندہ کہتا ہے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مَا أَشَدَّ بَرْدِ هٰذَا الْيَوْمِ، اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنْ زَمْهَرِيْرِ جَهَنَّمَ﴾

تَرجَمَہ: ”اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے کیا ہی سخت سرد دن ہے آج کا اے اللہ! آپ مجھے جہنم کی ٹھنڈک سے بچا لیجئے۔“

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندوں میں ایک بندے نے مجھ سے تیری ٹھنڈک کی پناہ مانگی ہے تو گواہ رہ کہ میں نے اس کو اس سے پناہ دے دی ہے۔

لوگوں نے کہا: زمہریر جہنم کیا ہے۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: وہ جہنم میں ایک گھر ہے جس میں کافر کو ڈالا جائے گا اور اس کی سردی کی شدت سے اس کے اعضاء ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سخت گرمی اور سردی کے وقت یہ دعائیں پڑھنی چاہئیں۔

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت کا سوال کرتا ہے تو جنت کہتی ہے اے اللہ! اس کو جنت میں داخل کر دیجئے۔ جو جہنم سے تین مرتبہ پناہ مانگتا ہے تو جہنم کہتی ہے اے اللہ! اس کو جہنم سے پناہ عطا فرما دیجئے۔

(ابن حبان عن انس ۳/۳۰۸)

باب ما يقول إذا أصبح كسلان

جب صبح سستی کی حالت میں ہو تو کیا کہنا چاہئے

(۳۰۷) - أخبرنا أبو عبدالرحمن النسائي، ثنا وهب بن بيان، ثنا ابن وهب، حدثني يونس بن يزيد، عن ابن شهاب، عن أبي أمامة بن سهل ابن حنيف، عن أبيه رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ قال: لا يقولن أحدكم: ﴿خَبُثَتْ نَفْسِيْ﴾
وليقل: ﴿لَقِسَتْ نَفْسِيْ.﴾

وأخرجه البخاري (٥/٢٢٨٥/٥٨٢٥) (٢/٩١٣) والمسلم (٤/١٧٦٥/٢٢٥٠) (٢/٢٣٨) وابوداؤد (٤/٢٩٥/٤٩٧٨) (٢/٣٢٤) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ١٠٥١) وابن حبان في «صحيحه» (١٣/٣١/٥٧٢٤)

(۳۰۷) ترجمہ: ''حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی۔''

﴿خَبُثَتْ نَفْسِيْ﴾ ...... ترجمہ: ''کہ میرا نفس خبیث ہو گیا۔''

نہ کہے بلکہ۔''

﴿لَقِسَتْ نَفْسِيْ.﴾ ...... ترجمہ: ''میرا نفس برا ہو گیا ہے۔''

فائدہ: خَبُثَتْ اور لَقِسَتْ عربی میں دونوں کے معنی ایک ہیں۔ یہاں رسول اللہ ﷺ نے امت کو الفاظ کے استعمال کرنے کا آداب سکھایا ہے کہ ایسے الفاظ اختیار کرنے سے بچا جائے اور (اس کے ہم معنی) کوئی دوسرا اچھا لفظ استعمال کیا جائے۔
(شرح مسلم للنووی ۲/۲۳۸)

حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں خبثت اور لقست دونوں ہم معنی الفاظ ہوتے ہیں لیکن خبثت زیادہ برا ہے کہ اس میں ضرورت سے زیادہ چیزیں شامل ہیں اور لقست صرف امتلا وغیرہ (طبیعت کے بھاری پن) کا نام ہے۔
رسول اللہ ﷺ برے الفاظ کو ناپسند فرماتے تھے اور اس کی جگہ ایسے لفظ کو پسند فرماتے تھے جو برائی سے سالم ومحفوظ ہوں۔

اسی لئے رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ برے نام کو اچھے نام سے بدل دیتے تھے۔ (فتح الباری ۱۰/۵٦۴)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گفتگو میں برے الفاظ سے بچنا چاہئے اور اچھے الفاظ استعمال کرنا چاہئے۔ (فتح الباری ۱۰/۵٦۴)

باب ما يقول إذا رأى مبتلى

جب کسی مصیبت زدہ کو دیکھے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۳۰۸) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا عبيدالله بن عمر القواريرى، ثنا حماد بن زيد، وعبدالوارث بن سعيد، قالا: حدثنا عمرو بن دينار قهرمان آل الزبير، عن سالم بن عبدالله، عن أبيه، عن جده رضي الله تعالى عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: ما من رجل يفجؤه صاحب بلاء فيقول:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ عَافَانِىْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِىْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا﴾

إلا عافاه الله عزوجل من ذلك البلاء كائنا ما كان.

اخرجه ابن ماجه (۳۸۹۲/۱۲۸۱/۲) (ص۲۷۷) والترمذى (۳٤۳۱/٤۹۳/٥) (۱۸۱/۲) والبزار فى «مسنده» (۱۲٤/۲۳۷/۱) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (٥۳۲٤/۲۸۳/٥) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٤٤٤٤/۱۰۸/٤)

(۳۰۸) ترجمہ: ”حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مصیبت میں مبتلا شخص کو دیکھے اور (دیکھ کر) یہ دعا پڑھے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ عَافَانِىْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِىْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا﴾

ترجمہ: ”تمام تعریف اور شکر اللہ تعالیٰ کے لئے جنہوں نے مجھے اس پریشانی سے بچایا جس میں تجھے مبتلا کیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر مجھے فضیلت عطا فرمائی۔“

تو وہ شخص جب تک (زندہ) رہے اس مصیبت و پریشانی میں مبتلا نہیں ہوگا۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے تو یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر گزار رہتا ہے۔ (کنز العمال ۱۴۳/۲)

مصیبت خواہ بیماری ہو جیسے جذام برص یا کوئی معذوری وغیرہ ہو تو اس کو دیکھ کر یہ دعا پڑھنی چاہئے۔ لیکن آہستہ پڑھنی چاہئے کہ اس مصیبت زدہ تک آواز نہ پہنچے ورنہ اسے دکھ ہوگا۔ اگر کسی دینوی مصیبت (جیسے فسق و فجور معاصی) میں مبتلا دیکھے تو بھی آہستہ ہی پڑھنی چاہئے لیکن اگر تنبیہ اور زجر کے لئے آواز سے پڑھے کہ وہ سن کر اس چیز سے باز آجائے تو یہ بھی صحیح ہے بلکہ بعض علماء نے اس صورت میں آواز سے پڑھنے کو بہتر اور افضل لکھا ہے۔ (ملخص مظاہر حق، فتوحات ربانیہ ۱۸۶/۶، ۱۸۷)

دیکھنے سے مراد اس کا علم ہو جانا ہے جیسے کسی کی آواز سنی جو تکلیف میں مبتلا تھا اب اگر چہ اس کو دیکھا نہیں ہے لیکن یہ دعا پڑھ سکتا ہے۔ (مرقاۃ ۲۰۵/۵، معارف الحدیث ۲۰۶/۵)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے بارے میں سن کر بھی یہ دعا پڑھی جا سکتی ہے۔

باب ما يقول إذا رأى من فُضِّلَ عليه في الدين والدنيا

دین ودنیا میں اپنے سے برتر شخص کو دیکھ کر کیا کہنا چاہئے

صبر وشکر دو عظیم صفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو نہایت ہی محبوب ہیں۔ قرآن وحدیث میں ان کے بے شمار فضائل آئے ہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے شکر پر نعمتوں کے اضافے اور صبر پر اپنی معیت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے ہاں کون شاکر اور کون صابر ہے؟

اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے اس باب میں ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(۳۰۹) - حدثنا ابن صاعد، ثنا محمد بن عوف، ثنا عثمان بن سعيد، ثنا بن ثوبان، عن المثنى بن الصباح، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده رَضِيَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: خصلتان من كانتا فيه كتبه الله عزوجل شاكرا صابرا، من نظر إلى من هو فوقه في دينه فاقتدى به، ونظر إلى من هو دونه في دنياه فحمد الله عزوجل على ما فضله الله عليه، كتبه الله شاكرا صابرا.

اخرجه ابن المبارك في «الزهد» (۱۸۰/۵۰/۱) والترمذي (۵۱۲/٦٦٥/٤) (۷۷/۲) والطبراني في «مسند الشاميين» (۵۵/۲۹۰/۱) والديلمي في «مسند الفردوس» (۲۹۸۳/۱۹۸/۲) والبغوي في «شرح السنة» (۱٤/۲۹۳-۲۹٤/٤۱۰۲)

(۳۰۹) تَرجَمہ: ''حضرت عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں ہوں اللہ تعالیٰ اس کو شاکر اور صابر لکھ دیتے ہیں (ان میں سے ایک یہ ہے کہ) جب وہ شخص دینی معاملے (یعنی اچھے اعمال تقویٰ وغیرہ) میں ایسے شخص کو دیکھے جو (علم وعمل، عبادت طاعت وغیرہ میں) اس سے بہتر ہو تو اس کی اقتدا کرے (یعنی علم وعمل، عبادت وطاعت وغیرہ میں خود بھی آگے بڑھے اور دوسرا وہ ہے کہ) جو اپنی دنیا کے معاملے میں اس آدمی کو دیکھے جو (مال ودولت وغیرہ میں) اس سے کم تر ہو تو اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر اور تعریف کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آدمی پر اس کو فضیلت بخشی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو شاکر (شکر کرنے والا) اور صابر (صبر کرنے والا) لکھ دیتے ہیں۔''

فَائِدَہ: ایک حدیث ہے کہ جو دنیاوی امور میں اپنے سے بہتر کو دیکھے اور اس کی اقتداء کرے اور دینوی امور میں اپنے سے کمتر کو دیکھے تو اللہ تعالیٰ اس کو شاکر اور صابر نہیں لکھتے ہیں۔ (ترمذی ۲/۷۷)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو کامل مؤمن بنا دیتے ہیں۔ایک حدیث میں ہے کہ ایمان کے دو نصف ہیں ایک نصف صبر اور ایک نصف شکر ہے۔اپنے آپ کو برائیوں سے بچانا صبر ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم طاعت اور بجا آوری شکر ہے تو جس بندے میں دونوں چیزیں ہوں گی وہ کامل مؤمن ہوگا۔ (مظاہر حق ۴/ ۷۵۷)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر فخر فرماتے ہیں جو عبادت میں اپنے سے اونچے کو دیکھے اور دنیا میں رہنے سے کم کو دیکھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو شکر کرنے اور صبر کرنے والا لکھ دیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دوست نعمتوں کو آخرت کے لئے رکھ دیتے ہیں (آخرت میں) راحت کے لئے دنیا میں سختی کو جھیلتے ہیں۔ (تاریخ بغداد ۹/ ۲۶۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کے لئے مستحب ہے کہ وہ دنیاوی امور میں اپنے سے کم تر کو دیکھے اور دینوی امور میں اپنے سے بہتر آدمی کو دیکھے کیونکہ دنیاوی امور میں اپنے سے بہتر کو دیکھنا قلق، افسوس اور ناشکری پیدا کرتا ہے اور دینوی امور میں بہتر آدمی کو دیکھنے سے طاعت اعمال صالحہ وغیرہ میں مزید آگے بڑھنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ (نزہۃ المتقین ۱/ ۴۱۷)

باب ما يقول إذا سمع هدير الحمام

جب کبوتر کی آواز سنے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

جانوروں کی آوازیں بعض اوقات خیر اور شر کے اوقات ہوتے ہیں مختلف جانوروں کی آوازوں کو سن کر کیا دعا پڑھنی چاہیے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے پانچ احادیث پر مشتمل چار باب ذکر فرمائے ہیں۔

(٣١٠) - حدثني علي بن إسحاق، عن رداء، أنبانا محمد بن يزيد المستملي، ثنا الحسين بن علوان، عن ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان، عن معاذ بن جبل رضي الله تعالى عنه أن عليا شكى إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم الوحشة، فأمره أن يتخذ زوج حمام، ويذكر الله عند هديره.

اخرجه ابن عدى فى «الكامل» (٨٢/٤) والطبرانى فى «مسند الشاميين» (٤٢٥/٢٣٩/١) وابو نعيم فى «الحلية» (٢١٦/٥) والذهبى فى «الميزان الاعتدال» (٤٣٥/٣) والرافعى فى «التدوين فى اخبار قزوين» (٨٨/٢)

(۳۱۰) ترجمہ: ”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وحشت کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک کبوتر کے جوڑے کو لے لو۔ جب وہ کوکو (کبوتر جو آواز نکالتا ہے) کرے تو اس وقت تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔“

فائدہ: وحشت دور کرنے کی دعائیں آگے حدیث پر آ رہی ہیں۔

باب ما يقول إذا سمع أصوات الديكة

جب مرغ کی آواز سنے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۳۱۱) - أخبرنا أبو عبدالله الصوفي أحمد بن الحسين، ثنا أبو بكر بن أبي شيبة، ثنا أبو عبدالرحمن المقرى، عن سعيد بن أبي أيوب، حدثني جعفر ابن ربيعة، حدثنا الأعرج، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ قال: إذا سمعتم صوت الديكة فإنها رأت فادعوالله تبارك و تعالىٰ، و ارغبوا إليه، و إن سمعتم نهاق الحمير فإنها رأت شيطانا فاستعيذوا بالله من شر ما رأت.

اخرجه احمد في «مسنده» (۳۲۱/۲) وابوداؤد (۵۱۰۲/۳۲۷/٤) (۲٤۰/۲) والترمذى (۳٤۵۹/۵۰۸/۵) (۱۸٤/۲) وابويعلى فى «مسنده» (٦۲۰٤/۱۲۸/۱۱) وابن حبان فى «صحيحه» (۱۰۰۵/۲۸۵/۳)

(۳۱۱) **ترجمہ:** ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم مرغ کی آواز سنو کیونکہ وہ فرشتہ کو دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرو۔ اگر تم گدھے کی آواز سنو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے تو تم اللہ تعالیٰ سے اس شر کی پناہ مانگو جو اس نے دیکھا ہے۔“

فائدہ: مرغ کی عادت ہے کہ وہ فجر اور زوال کے وقت اذان دیتا ہے۔ دوسرے جانوروں میں مرغ جیسی اوقات کی پہچان کسی کو نہیں ہے۔ راتیں چھوٹی ہوں یا بڑی مرغ وقت پر اذان دیتا ہے جس میں کوئی غلطی نہیں کرتا ہے۔ (فتح الباری ۳۵۳/٦)

مرغ کی اذان کے وقت دعا کا حکم اس لئے ہے کہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے تو اس وقت دعا کرنے سے اس کی دعا پر فرشتوں کی آمین اور فرشتوں کے اس کے لئے استغفار کرنے اور اس کے اخلاص کی گواہی دینے کی امید کی جاسکتی ہے۔ (فتح الباری ۳۵۳/٦)

ایسے وقت دعا کے قبول ہونے کی زیادہ امید ہوتی ہے۔ (بذل ۳۰۱/٦)

شیطان سے پناہ مانگنے کا حکم اس لئے ہے کہ شیطان کا قریب ہونا شر سے خالی نہیں دوسرے شیطان سے خوف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہی سے شیطان کی پناہ مانگی جاسکتی ہے۔ (ملخص بذل ۳۰۱/٦، فتح الباری ۳۵۳/٦)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں سے دعا کرانا اور ان سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے۔ (فتح الباری ۳۵۳/٦)

باب ما يقول إذا سمع صياح الديك ليلا

جب رات کو مرغ کی آواز سنے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(۳۱۲) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا محمد بن عباد المكي، ثنا أبو سعيد مولى بني هاشم، عن يحيى بن أبي سليمان، عن سعد بن إبراهيم، عن الأعرج، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا سمعتم نهيق حمار و نباح كلب وصوت ديك بالليل فاستعيذوا بالله من شر الشيطان، فإنهم يرون ما لا ترون.

اخرجه ابن ابی شيبه فی «مصنفه» (۲۹۸۰۶/۱۰۱/۶) وابوداؤد (۵۱۰۳/۳۲۷/٤) (۲٤۰/۲) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ۹٤۲) وابويعلی فی «مسنده» (۲٦۹٦/۱۸۷/۱۱) وابن حبان فی «صحيحه» (۳۲٦/۱۲-۵۵۱۷/۳۲۷، ۵۵۱۸)

(۳۱۲) ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم رات میں گدھے کے رینکنے کتے کے بھونکنے اور مرغ کی آواز سنو تو شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو کیونکہ وہ (جانور) جو دیکھتے ہیں وہ تم نہیں دیکھتے ہو۔“

فائدہ: یعنی وہ جن آفات اور حوادث کو دیکھتے ہیں تم نہیں دیکھتے ہو۔ (بذل ۳۰۱/۶)

ایک روایت میں ہے کہ جب لوگ چلنا پھرنا بند کر دیں تو گھر سے کم نکلو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی مخلوق ہے جس کو اللہ تعالیٰ زمین پر پھیلا دیتے ہیں۔ (ابوداؤد ۳۴۰/۲)

پچھلی حدیث میں ان جانوروں کے آواز نکالنے پر کیا دعا پڑھنا چاہیے گزر چکا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رات دن کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اس حدیث میں رات کا ذکر ہے ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ شیاطین رات کو اکثر پھیل جاتے ہیں یہی حال گدھے کے رینکنے کا ہے کہ گدھا زیادہ تر رات کو رینکتا ہے اگر دن میں بھی ہو تو اس طرح مانگی جائیں گی۔

(حاشیہ ابن سنی صفحہ ۱۷۲)

باب ما يقول إذا سمع نهيق الحمار

جب گدھے کی آواز سنے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٣١٣) - أخبرنا ابن منيع، ثنا عمي، ثنا عاصم بن علي، ثنا إسحاق ابن يحيٰى بن طلحة، عن ابن صهيب، عن أبيه صهيب، قال: قال رسول الله ﷺ: إذا نهق الحمار، فتعوذوا بالله من الشيطان الرجيم.

اخرجه الطبراني في «معجم الكبير» (٧٣١٢/٣٩/٨) وفي «الدعا» (رقم ٢٠٠٧)

(٣١٣) ترجمہ: ''حضرت صہیب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ جب گدھا رینکے (یعنی چیخے) تو اللہ تعالیٰ کی شیطان سے پناہ مانگو۔''

نوع آخر:

(٣١٤) - أخبرني محمد بن أحمد بن المهاجر، حدثنا محمد بن الحسن بن بيان، حدثنا معمر بن محمد بن عبيدالله بن أبي رافع، حدثنا محمد، عن أبي عبيدالله، عن أبي رافع رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قال: قال رسول الله ﷺ: لن ينهق الحمار حتى يرى شيطانا، فإذا كان ذلك فاذكروالله عزوجل وصلوا عليَّ.

عزاه السخاوي في «القول البديع» (ص٢٢٨) إلى الطبراني كذا في «التقريب» (٢٦٧/٢)، اخرجه الطبراني من حديث ابي رافع بزيادة نقله الحافظ ابن حجر في «فتح الباري» (٣٥٣/٦)

ایک اور حدیث:

(٣١٤) ترجمہ: ''حضرت عبیداللہ بن رافع سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: گدھا شیطان کو دیکھ کر ہی آواز نکالتا ہے تو جب بات ایسی ہے تو (اس وقت) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور مجھ پر درود پڑھو۔''

فائدہ: گزشتہ حدیث میں گزرا ہے کہ شیطان جہاں بھی ہو شر اور فساد سے خالی نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے کی برکت سے اس کے شر سے حفاظت رہے گی۔

باب ما يقول إذا دخل الحمام

جب حمام میں داخل ہوتو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٣١٥) - أخبرنا أبو القاسم بن منيع، ثنا الحكم بن موسى، ثنا إسماعيل ابن عياش، حدثني يحيىٰ بن عبيدالله، عن أبيه، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نعم البيت يدخله المسلم الحمام، فإذا دخله سأل الله الجنة، واستعاذ به من النار.

اخرجه البيهقي في «شعب الايمان» (٧٧٧٩/١٦٠/٦) والديلمي في «مسنده الفردوس» (٦٧٦٨/٢٦٠/٤) والحكيم الترمذي في «نوادر الاصول» (١١٩/٢) واحمد بن منيع في «مسنده» كما في اتحاف الخيره المهره (٢٩٩/١)

(۳۱۵) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بہترین گھر جس میں مسلمان داخل ہوتا ہے حمام ہے۔ اس لئے جب وہ حمام میں داخل ہوتو اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرے اور جہنم سے پناہ مانگے۔''

فائدہ: حدیث میں حمام کو بہترین گھر اس لئے فرمایا کہ حمام جہنم کی گرمی اور جنت کی ٹھنڈک کے یاد آنے کا ذریعہ ہے اس لئے جہنم سے پناہ مانگنے اور جنت کا سوال کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ دوسری بات یہ کہ حمام میں جانا جیسے ان چیزوں کے یاد آنے کا ذریعہ ہے ایسے ہی اعمال صالحہ میں سبقت کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔ (فتوحات ربانیہ ٦/٢٧٦)

حمام میں داخل ہونے کے آداب۔

1. بائیں پاؤں سے داخل ہو اور دائیں پاؤں سے باہر آئے۔
2. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر داخل ہو۔
3. بسم اللہ کے بعد یہ دعا پڑھے۔ "اعوذ بالله من الرجس النجس الخبيث المخبث"
4. حمام کی گرمی میں جہنم کی گرمی کو یاد کرلے اور جہنم سے پناہ مانگے۔
5. جنت کا سوال کرے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ٣٠٠، فتوحات ربانیہ ٦/٢٧٦)

نوع آخر:

(٣١٦) - أخبرنا أبو العباس بن قتيبة، ثنا صالح بن أحمد بن حنبل، ثنا إبراهيم بن مهدي، ثنا أبو حفص الأبار، عن إسماعيل بن عبدالرحمن الأودي، عن أبي بردة، عن أبي موسى

رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ أول من صنعت لهٔ الحمامات والنورة سليمان بن داود عليهما السلام، فلما دخله وجد حره، فقال.

﴿أوه من عذاب اللّٰه أوه، ثم أوه، قبل ألا يكون أوه.﴾

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (۳۲/۲۷٤/۷ - ۳٦) والطبرانی فی «المعجم الاوسط» (٤٦١/١٤٦/١) وابن عدی فی «الکامل» (۲۸٥/۱) والبیهقی فی «شعب الایمان» (۷۷۷۸/۱٦۰/٦) والدیلمی فی «مسند الفردوس» (٦۰/۳٥-۳٤/۱)

ایک اور حدیث:

(۳۱۶) **ترجمہ:** ”حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلے جس کے لئے حمام اور نورہ (بال صاف کرنا کا سفوف) بنایا گیا وہ (حضرت) سلیمان بن داؤد علیہ السلام ہیں۔ جب وہ حمام میں داخل ہوئے تو حمام کی گرمی کو پایا تو فرمایا:“

﴿أوه من عذاب اللّٰه أوه، ثم أوه، قبل ألا يكون أوه.﴾

ترجمہ: ”اوہ اللہ کے عذاب اوہ (یعنی پناہ)۔ پھر اوہ کہ اس سے پہلے کوئی اوہ نہ ہو۔“

فائدہ: اوہ کا لفظ تکلیف کے اظہار یا شکایت کے لئے بولا جاتا ہے۔

یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام نے حمام کی گرمی کو محسوس کیا تو جہنم کی گرمی کو یاد کیا کیونکہ حمام وہ گھر ہے جو جہنم سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے کیونکہ اس میں آگ نیچے ہوتی ہے اور اوپر سے اندھیرا ہوتا ہے ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کا عارف اور کامل بندہ آخرت سے غافل نہیں ہوتا ایسے موقع پر وہ ہر چیز میں عبرت محسوس کرتا ہے۔ جب وہ کسی کالی چیز کو دیکھتا ہے تو قبر کے اندھیرے کو یاد کرتا ہے اور جب کسی سانپ کو دیکھتا ہے تو جہنم کے سانپ کو یاد کرتا ہے اور اگر کسی ہول پیدا کرنے والی چیز کو دیکھتا ہے تو منکر نکیر یا جہنم کے فرشتوں کو یاد کرتا ہے۔ (فیض القدیر للمناوی ۹۳/۳)

باب ما يقول إذا اعتذر إلى أخيه

جب کوئی معذرت کرے تو کیا کہنا چاہئے

انسان نسیان سے ہے غلطی کا ہونا انسان کے لئے ایک امر لازم ہے لیکن اس غلطی کے بعد کیا کرنا چاہئے۔ غلطی پر معذرت کرنا کسی کی معذرت قبول کرنا اور معذرت قبول کر کے کیا جواب دینا چاہئے اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے دو باب جن کے ذیل میں دو احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٣١٧) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا عثمان بن أبي شيبة، ثنا وكيع، ثنا أبي عن شيخ يقال لهُ طارق، عن عمرو بن مالك الرؤاسي، قال: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم فقلت: يا رسول اللّٰه! ارض عني، فأعرض عني ثلاثا، قال: قلت: يا رسول اللّٰه! واللّٰه إن الرب تبارك و تعالىٰ ليسترضى فيرضى، عني، قال: فرضي عني.

اخرجه ابوبكر شيباني في «الآحاد والمثاني» (١٥٠٨/١٧٨/٣) وابويعلى في «مسنده» (٦٨٤٣/٢٣٦-٢٣٥/١٢) وابن قانع في «معجمه» (٧١٤/٢١٢/٢) وابن حبان في «الثقات» (٨٧٦/٢٧٠/٣) والبيهقي في «شعب الايمان» (٨٢٩٩/٣١٢/٦)

(۳۱۷) تَرجَمَہ: ”حضرت عمرو بن مالک رؤاسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھ سے راضی ہو جایئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ اعراض فرمایا (یعنی منہ پھیر لیا) میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ کو راضی کیا جائے تو وہ بھی راضی ہو جاتے ہیں (اس لئے) آپ بھی راضی ہو جایئے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو گئے۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی عذر خواہی اور معذرت کرے تو اس کے عذر اور اس کی معذرت قبول کرنی چاہئے ایک روایت میں ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے معذرت و عذر خواہی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا عذر و معذرت قبول فرماتے ہیں۔

(ابو یعلی مجمع الزوائد ۲۹۸/۱۰)

ایک روایت میں ہے کہ جو کسی مسلمان بھائی سے معذرت کرے اور وہ اس کی معذرت قبول نہ کرے تو وہ میرے حوض پر نہیں آئے۔ (طبرانی فی الاوسط مجمع الزوائد ۸۱/۸)

ایک روایت میں ہے کہ جو اپنے بھائی کی معذرت قبول نہ کرے گا اس کو ظالم ٹیکس وصول کرنے والے کی طرح گناہ ملے گا۔

(طبرانی فی الاوسط مجمع الزوائد ۸۱/۸)

اس لئے آدمی کو بھی چاہئے اللہ تعالیٰ کے اخلاق کریمانہ اپنے اندر پیدا کرے۔

باب ما يقول المعتذر إليه من الجواب

جس سے معذرت کی جائے اس کو جواب میں کیا کہنا چاہئے

(۳۱۸) - أخبرنا أبو محمد بن صاعد، ثنا العباس بن محمد، ثنا محمد ابن سنان، ثنا عبدالله بن المؤمل، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده رضي الله تعالى عنه قال: قام رسول الله صلى الله عليه وسلم بين الركن والمقام، فحمدالله وأثنى عليه، ثم قال: ماذا تقول قريش؟ قال: يقولون: ابن وابن أخ، قال: أقول: كما قال أخي يوسف عليه السلام:

﴿لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ.﴾

اخرجه النسائی فی «السنن الکبری» (۱۱۲۹۷/۳۸۲/۶) والطحاوی فی «شرح معانی الآثار» (۳۲۵/۳) والبیهقی فی «دلائل النبوة» کما فی الاصابه (۲۱۳/۳) والربیع فی «مسنده» (۴۱۹/۱۷۰/۱)

(۳۱۸) ترجمہ: ”حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی پھر فرمایا: قریش کیا کہتے ہیں؟ قریش کہنے لگے: (آپ ہمارے) بیٹے ہیں اور (ہمارے) بھائی کے بیٹے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف (علیہ السلام) نے کہا تھا۔“

﴿لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ.﴾

ترجمہ: ”آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائیں وہ رحم کرنے والوں میں بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔“

فائدہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کی زیادتی کے بعد فرمایا تھا کہ آج تم پر نہ کوئی ملامت ہے اور نہ کوئی عار ہے۔ میں بھی قریش کی زیادتیوں کے بعد آج وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے کہا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تھا کہ تم میرے بارے میں کیا خیال کرتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کروں گا تو انہوں نے کہا: آپ کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے بیٹے ہیں اور (آج) آپ ہمارے ساتھ جو بھی معاملہ فرمائیں اس پر قادر ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ (مدارک ۶۲۲/۱)

ایسے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ آج تم پر کوئی ملامت نہیں یہ اخلاق کریمانہ کا اعلیٰ مقام ہے کہ ظالم کو صرف معاف

ہی نہیں کیا بلکہ یہ بھی واضح کر دیا کہ آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ (معارف القرآن ۵/ ۱۲۷)

گزشتہ حدیث میں عذر قبول کرنے کا بیان تھا اس حدیث میں عذر قبول کرتے ہوئے کیا کہنا چاہئے اس کا بیان ہے کیونکہ یہ بھی نہایت ضروری ہے عذر قبول کرنا اپنے بھائی پر ایک احسان کرنا ہے اگر عذر قبول کرنے میں کوئی ایسا لفظ استعمال کیا جس میں کوئی طعن اور دوسرے کی کمی کی طرف اشارہ ہو تو یہ نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق ہوگا اسی لئے آپ علیہ السلام نے وہ الفاظ سکھائے جس سے آپس کی الفت و محبت میں بھی اضافہ ہو اور نیکی برباد بھی نہ ہو۔ (بندہ)

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا: یوسف تمہارے اپنے بھائیوں کو صاف کرنے کی وجہ سے میں نے تمہارا ذکر ذاکرین میں بلند کیا ہے (یعنی اس معافی کی بدولت تمہیں ذاکرین میں ایک بلند مقام عطا کیا ہے)۔ (مکارم اخلاق للخرائطی ۸/ ۱۷۲)

باب مخاطبة الرجل أخاه بطيب الكلام

اپنے بھائی سے اچھی بات کرنا

نرمی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے نرمی اختیار کرنا ایک پسندیدہ چیز ہے، اپنے بھائیوں سے اچھی بات کرنا، غلاموں سے نرمی سے پیش آنا، اگر کسی پر غصہ اور ناراضگی کا اظہار بھی کرنا ہو تو کیا کرنا چاہئے، لوگوں کی خاطر تواضع کرنا، جھوٹ سے کیسے بچنا چاہئے، اگر ناگواری کے اظہار کی ضرورت ہو تو ناگواری کا اظہار بھی کرنا چاہئے ان تمام امور میں آپ ﷺ کا کیا معمول اور اسوہ ہے اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ا ا باب جن کے ذیل میں ااا احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۳۱۹) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا سريج بن يونس، ثنا أبو معاوية، ثنا عبد الرحمن بن إسحاق، عن النعمان بن سعد، عن علي رَضِيَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْهُ، قال: قال رسول الله ﷺ: إن في الجنة غرفا يرى بطونها من ظهورها، وظهورها من بطونها، فقال أعرابي: لمن هي يا رسول الله؟ قال: هي لمن طيب الكلام، وأطعم الطعام، وأفشى السلام، وصلى لله بالليل والناس نيام.

اخرجه ابن ابی شیبه فی «مصنفه» (٢٥٧٤٣/٢٤٨/٥) واحمد فی «مسنده» (٢٥٥/١) والترمذی (١٩٨٤/٣٥٤/٤) (١٩/٢) وابویعلی فی «مسنده» (٤٢٨/٣٣٧/١) والبیهقی فی «شعب الایمان» (٣٣٦٠/٢١٦-٢١٥/٣)

(۳۱۹) **تَرجَمہ:** ”حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ جنت میں کچھ بالا خانے ہیں جن کے اندر کا حصہ باہر سے اور باہر کا حصہ اندر سے نظر آتا ہے۔ ایک دیہات کے رہنے والے صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ بالا خانے کس کے لئے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ بالا خانے اس شخص کے لئے ہیں جو (لوگوں سے) اچھی بات کرے، کھانا کھلائے، سلام کو پھیلائے اور رات کو جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں نماز پڑھے۔“

فَائِدَہ: اچھی بات سے مراد وہ کلام جس میں ثواب ہو یا سائل سے نرم لہجے میں گفتگو کرنا ہے۔ (مظاہر حق ۲/۲۶۴)

اچھی بات جس میں اپنے لئے یا دوسروں کے لئے نفع ہو۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۲۹۴)

ابن بطال رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں اچھی بات کرنا نیکیوں میں ایک بڑی نیکی ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۴۴۹)

اچھی بات کہنا جو لوگوں کے دلوں کو خوش کرے۔ جو لوگوں سے نرمی سے پیش آتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بہت پسند فرماتے ہیں چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بھی نرم و مہربان ہیں اور نرمی و مہربانی کرنے والے کو پسند فرماتے ہیں۔ (مسلم ۲/۳۲۲)

ایک روایت میں ہے جنت میں سخت کلام اور بد خلق داخل نہیں ہوگا۔ (بیہقی عن حارثہ بن وہب مشکوٰۃ ۲/۴۳۱)

کھانا کھلانا خواہ قریبی رشتہ دار ہوں یا دور کے ہوں خصوصاً جو لوگ محتاج ہوں ان کو کھانا کھلانا اور ان سے بدلہ نہ چاہنا اور شکریہ کی امید نہ کرنا یہ فیاضی سخاوت اور لوگوں کو ترجیح دینا ہے یہ بڑی خصلتوں اور مکارم اخلاق میں سے ہیں۔

(فتوحات ربانیہ ۵/۲۷۰)

کھانا کھلانے کے فضائل

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو واجب کرنے والے اعمال میں مسلمان مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

(حاکم، بیہقی عن جابر ترغیب ۲/۶۴)

ایک اور روایت میں ہے کہ سب سے افضل بھوکے کو کھانا کھلانا ہے۔ (ابوالشیخ، بیہقی عن انس ترغیب ۲/۶۶)

ایک جگہ ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کو کھانا کھلائے کہ اس کا پیٹ بھر جائے اور پانی پلائے کہ پیاس جاتی رہے اللہ تعالیٰ شانہ اس کے اور جہنم کے درمیان سات خندقیں کر دیتے ہیں ہر خندق اتنی بڑی کہ پانچ سو سال میں طے ہو۔ (طبرانی فی الکبیر، حاکم، ابن حبان بیہقی عن عبداللہ بن عمرو ترغیب ۲/ ۶۵ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں ترغیب ۲/۶۴ تا ۶۷)

رات کا وقت غفلت کا ہوتا ہے تو جو اس وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا اس کو مزید ثواب ملے گا نیز اس وقت کی عبادت ریا و شہرت سے پاک ہوتی ہے اس لئے دخول جنت کا بہت بڑا سبب ہے۔ (مرقاۃ ۴/ ۲۰۷)

مزید قیام اللیل کی تفصیل حدیث ۵۴۷ پر آئے گی۔

(سلام پھیلانے کے متعلق کے بیان میں فائدہ گزر چکا ہے)۔

ہانی بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجئے جو میرے لئے جنت کو واجب کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اچھی طرح بات کرنے اور کھانا کھلانے کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ (یہ چیز تمہارے لئے جنت واجب کرنے والی ہے)۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۵/۲۱۱)

باب مخاطبة الناس بطيب الكلام

لوگوں سے خوش کلامی سے بات کرنا

(٣٢٠) - أخبرنا أبو خلفية، ثنا الفضل بن حبيب الحوضى، عن شعبة، عن محل بن خليفة، عن عدى بن حاتم رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اتقوا النار ولو بشق تمرة، فإن لم تجدوا فبكلمة طيبة.

اخرجه الدارمى فى «سننه» (١٦٥٧/٤٧٨/١) والبخارى (٥٦٧٧/٢٢٤١/٥) (٨٩٠/٢) والمسلم (١٠١٦/٧٠٣/٢) (٣٢٧/١) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٣٣٣٤/٣٩/٢) وابن حبان فى «صحيحه» (٧٤٣/٢٢٠/٢)

(٣٢٠) ترجمہ: ''حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ٹکڑے سے ہو اگر تمہارے پاس وہ (بھی) نہ ہو تو کسی اچھے کلمہ کے ذریعہ ہی بچو۔''

فائدہ: طیب کا معنی ہے جس چیز سے حواس کو لذت محسوس ہو۔ (عمدۃ القاری ۲۲/۱۱۲، فتح الباری ۱۰/۴۴۸)

اس حدیث میں دو باتیں ہیں کھجور کے ٹکڑے یا کلمہ طیبہ سے آگ یعنی جہنم سے بچنے کا حکم ہے۔

اس حدیث میں صدقہ دینے کی ترغیب ہے اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو تھوڑا سمجھ کر صدقہ سے رکنا نہیں چاہئے کیونکہ تھوڑا صدقہ بھی جہنم کی آگ سے بچانے کا ذریعہ ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۱/۳۲۶)

کلمہ طیبہ کو صدقہ اس لئے فرمایا کہ مال جس کو دیا جاتا ہے وہ خوش ہو جاتا ہے اور یہی حال اچھی بات کا ہے کہ جس کو کہی جاتی ہے وہ خوش ہو جاتا ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۴۴۹)

کیونکہ عام طور پر تھوڑی چیز دینے کی عادت نہیں ہوتی اور زیادہ چیز ہر وقت نہیں ہوتی (جس کی وجہ سے صدقہ نہیں ہوگا جو آگ سے بچنے اور آپس میں الفت و محبت کا ذریعہ ہے وہ ختم ہو جائے گا) اس لئے فرمایا تھوڑا ہو تو بھی دو اور تھوڑا تھوڑا مستقل دینے سے وہ زیادہ ہو جائے گا۔ (ملخص فتح ۵/۱۹۸، ۱۰/۴۴۵)

اسی طرح ایک اور اہم بات ذہن نشین کرنی چاہئے کہ جس طرح تھوڑی چیز دینے میں کوئی برائی نہیں ہے اسی طرح لینے والا بھی تھوڑی چیز کو تھوڑا نہ سمجھے اور اس کا برا نہ منائے کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ کوئی پڑوسن کسی پڑوسن کو حقیر نہ جانے اور اگرچہ ایک بکری کے کھر ہی سے کیوں نہ ہو۔ (بخاری ۲/۸۸۹)

یعنی اگر کسی پڑوسن نے ایک بکری کا کھر کسی کے ہاں بھیجا تو یہ بھی بڑی بات ہے اس کو کم نہیں جاننا چاہئے اور یہ کم سمجھنا اسی کی غلطی ہے اس لئے کسی کو یوں کہنا بہت تھوڑا سا بھیجا بہت ہی برا ہے بلکہ تھوڑا زیادہ کچھ بھی ہو احسان ہے اور اس کو خوشی سے قبول کرنا چاہئے۔ (قالہ الکرمانی بتصرف فتح الباری ۱۰/۴۴۵)

باب لين الكلام للعبد

غلام کے ساتھ نرمی سے بات کرنا

(۳۲۱) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا محمد بن أبي بكر المقدمي، ثنا موسى يعني المنقري، عن ابن المبارك، عن عبيدالله بن زحر، علي علي بن يزيد، عن القاسم، عن أبي أمامة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الله الله فيما ملكت أيمانكم، أشبعوا بطونهم، وأكسوا ظهورهم، وألينوا لهم القول.

اخرجه ابن سعد في «الطبقات الكبرى» (۲/۲۵٤) وابويعلى في «مسنده» كما في مطالب العاليه (۲/۲٦/۲۷۸۱) والطبراني في «المعجم الكبير» (۱۹/٤۱- ٤۲/۸۹) والديلمي في «المسند الفردوس» (۱/۱٤۷/۵۲۸) والعجلوني في «كشف الخفاء» (۱/۲۲۰/۵۸۰)

(۳۲۱) ترجمہ: ”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اپنے غلاموں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، ان کو پیٹ بھر کر کھانا کھلاؤ، ان کو کپڑا پہناؤ اور ان سے نرمی سے بات کرو۔“

فائدہ: عموماً غلاموں اور ماتحت لوگوں کے حقوق کی پرواہ نہیں کی جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں غلاموں کے حقوق بیان فرمائے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جو آخری بات فرمائی وہ غلاموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور نماز کی حفاظت کے بارے میں تھی۔ (ابوداؤد عن علی ۲/۳۴۵)

اس حدیث میں غلاموں کے تین حق بیان ہوئے ہیں۔

① ان کو پیٹ بھر کر کھانا کھلاؤ۔ ② ان کو کپڑا پہنانا۔ ③ ان سے نرمی سے بات کرنا۔

احادیث میں غلاموں کے بہت سے حقوق آئے ہیں۔ جو خود کھائے وہ ان کو کھلائے جو خود پہنے وہ ان کو پہنائے ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے اگر ڈالے تو ان کی خود بھی مدد کرے۔ (ابوداؤد عن ابی ذر ۲/۳۴۶)

ان کی غلطیوں کو دن میں ستر مرتبہ معاف کرنے کا حکم فرمایا۔ (ابوداؤد عن ابن عمر ۲/۳۴۶)

اس حدیث میں نرمی سے بات کرنے کا حکم ہے۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ خود نرم ہیں اور نرمی کو پسند فرماتے ہیں اور نرمی پر وہ کچھ عطا فرماتے ہیں جو سختی پر عطا نہیں فرماتے۔ (مسلم عن عائشہ ۲/۳۲۲)

ایک جگہ یہ بھی ارشاد ہے نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اس کو مزین کرتی ہے اور جس چیز سے نکال لی جائے اس کو عیب دار کر دیتی ہے۔ (مسلم عن عائشہ ۲/۳۲۲)

ایک اور ارشاد ہے کہ جو نرمی سے محروم رہا وہ ہر قسم کی بھلائی سے محروم رہا۔ (مسلم عن جریر ۲/۳۲۲)

باب مخاطبة الخادم بالبنوة

خادم کو بیٹا کہہ کر پکارنا

(۳۲۲) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا أبو الربيع الزهراني، ثنا حماد بن زيد، ثنا سلم العلوى، قال: سمعت أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: لما نزلت آية الحجاب جئت أدخل كما كنت أدخل، فقال لي رسول الله ﷺ: وراءك يا بني.

أخرجه أحمد في «مسنده» (۲۲۷/۳) والمروزی فی «تعظیم قدر الصلاة» (۸۷۲/۸٦۱/۲) وابو یعلی فی «مسنده» (۴۲۷٦/۲٦۳/۷) والطحاوی فی «شرح معانی الآثار» (۳۳٤/٤) والبیهقی فی «شعب الایمان» (۷۷۹۵/۱٦٤/٦)

(۳۲۲) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب پردہ کرنے کے بارے میں آیت نازل ہوئی تو میں (رسول اللہ ﷺ کے گھر میں) داخل ہونے لگا جس طرح (عادۃً) داخل ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پیارے بیٹے پیچھے رہو (یعنی گھر میں عورتیں ہیں ان سے پردہ کرو اس طرح داخل نہ ہو)۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے خادم کو بیٹا کہہ کر پکار سکتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے خادم تھے آپ ﷺ نے انہیں بیٹا کہہ کر پکارا۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بچوں سے شفقت اور نرمی سے پیش آنا چاہئے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کی اصلاح محبت اور نرمی سے کرنی چاہئے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے انہیں ڈانٹ کر نہیں فرمایا بلکہ انتہائی محبت سے اصلاح کے لئے پیارے بیٹے کہہ کر مخاطب فرمایا۔

آپ ﷺ کی مشفقانہ نصیحت کا ایک قصہ حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز میں چھینک آئی انہوں نے الحمد للہ کہا (پہلے نماز میں بات کرنا اور یہ سارے امور جائز تھے) لوگوں نے انہیں گھور کر دیکھا۔ نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلایا۔ یہ خود فرماتے ہیں کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں نہ آپ ﷺ نے مجھے ڈانٹا نہ برا بھلا کہا میں نے اتنی اچھا تعلیم دینے والا نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہماری اس نماز میں لوگوں کی باتوں جیسی کوئی چیز جائز نہیں ہے بلکہ یہ تو تسبیح تکبیر اور تلاوت قرآن پر مشتمل ہے۔ (نسائی ۱/۱۸۰)

باب مخاطبة الرجل ربيبه بالبنوة

سوتیلے بیٹے کو بیٹا کہہ کر پکارنا

(٣٢٣) - حدثنا الفضل بن يعقوب القطان، ثنا محمد بن سليمان لوين، ثنا سليمان بن بلال، عن أب وجزة، عن عمر بن أبي سلمة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أدن أي بني، فسمِّ الله وكل بيمينك، وكل مما يليك.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢٦/٤) وابوداؤد (٣٧٧٧/٣٤٩/٣) (١٧٤/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (٦٧٥٥/١٧٤/٤) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٧٥) وابن حبان في «صحيحه» (٥٢١٥/١٤/١٢)

(۳۲۳) ترجمہ: ''حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پیارے بیٹے! قریب ہو جاؤ (اور) اللہ تعالیٰ کا نام لے کر (یعنی بسم اللہ پڑھ کر) اپنے پاس سے کھانا کھاؤ۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کا سوتیلے بیٹے کو اپنا بیٹا کہہ کر پکارنا جائز ہے اور اس کو شفقت ومحبت سے آداب معاشرت سکھانا چاہئے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ نصیحت شفقت ومحبت سے کرنی چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ نصیحت شفقت ومحبت سے فرمایا کرتے تھے اور اگر کسی میں کوئی برائی دیکھتے تو عموماً اس کو مخاطب کر کے خود کہتے بلکہ یا تو کسی دوسرے سے فرماتے یا عمومی انداز میں فرماتے تھے۔ جیسا کہ حدیث نمبر ۳۲۶ پر آرہا ہے اور معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ گزشتہ حدیث میں گزر چکا ہے۔

باب كيف معاتبة الرجل أخاه

ناراضگی کا اظہار کس طرح کرنا چاہئے

(٣٢٤) - أخبرني محمد بن سعيد بن هلال، ثنا المعافى بن سليمان، ثنا فليح بن سليمان، عن هلال بن علي، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: لم يكن رسول الله ﷺ سبابا ولا فحاشا ولا لعانا، كان يقول لأحدنا عند المعاتبة:

﴿ماله ترب جبينه﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (١٤٤/٣) والبخاري (٢٢٤٣/٥، ٥٦٨٤/٢) (٨٩١/٢) وفي «الادب المفرد» (رقم ٤٣٠) وابويعلى في «مسنده» (٢٢٢/٧، ٤٢٢٠) والبيهقي في «السنن الكبرى» (١٩٣/١٠)

(۳۲۴) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ گالی دینے والے تھے، نہ بری بات کہنے والے تھے اور نہ لعنت کرنے والے تھے بلکہ ہم میں سے کسی پر ناراض ہوتے تو اس وقت:

﴿ماله ترب جبينه﴾

ترجمہ: ''یعنی تیری پیشانی خاک آلود ہو۔''

فرماتے تھے۔''

فائدہ: فاحش یہ فحش سے ہے ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو حد سے زیادہ ہو اور برائی میں داخل ہو جائے اس میں فعل اور قول دونوں داخل ہیں لیکن زیادہ تر قول کو کہا جاتا ہے۔ (عمدۃ القاری ۱۱۶/۲۲)

تیری پیشانی خاک آلود ہو۔ یہ بددعا نہیں ہے بلکہ عرب کی عادت تھی کہ ایسے کلمات استعمال کرتے تھے لیکن ان سے ان کی حقیقت مراد نہیں ہوتی تھی۔ اس کی بہت سے مثالیں کلام عرب میں موجود ہیں ''تیری ناک خاک آلود ہو'' تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ (فتح الباری ۴۵۳/۱۰)

اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ غصہ اور ناراضگی کے وقت بھی کوئی ایسی بات نہیں فرماتے جو حقیقی طور پر بری ہو بلکہ آپ کی زبان سے ہر حالت میں ایسی بات نکلتی جو آپ کی شان کے عین مناسب ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ غصہ اور ناراضگی کے وقت زبان سے کوئی بری بات نہیں نکالنی چاہئے۔

علماء نے لکھا ہے کہ لعنت کا تعلق آخرت سے ہے لیکن اس کے معنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونے کے ہیں اور گالی دینے کا تعلق لعنت سے ہے اور فحش کا تعلق شرافت سے ہے۔ (عمدۃ القاری ۱۱۶/۲۲)

باب مداراة الناس

لوگوں کی خاطر تواضع کرنا

(۳۲۵) - أخبرني أبو عروبة، حدثنا المسيب بن واضح، ثنا يوسف ابن أسباط، ثنا سفيان الثوری، عن يوسف بن محمد بن المنكدر، عن جابر رضی الله تعالى عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: مداراة الناس صدقة.

اخرجه ابن في «صحيحه» (٢/٢١٦/٤٧١) والطبراني في «المعجم الاوسط» (١/١٤٦/٤٦٣) وابن عدى في «الكامل» (١/٤٠٦) والبيهقي في «شعب الايمان» (٦/٣٤٣/٨٤٤٥) والخطيب في «تاريخ بغداد» (٨/٥٧)

(۳۲۵) ترجمہ: ''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کی خاطر تواضع کرنا صدقہ ہے۔''

فائدہ: مدارت کا مطلب کسی بات کو نرمی سے دور کرنا ہے۔

ایک روایت میں ہے ایمان کے بعد عقل کی بنیاد لوگوں سے خاطر تواضع کرنا ہے۔

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لوگوں کی خاطر تواضع کرنا مؤمنین کے اخلاق میں سے ہے۔

مدارت یہ ہے کہ لوگوں کے لئے خود کو خاکسار اور متواضع بنانا، ان سے نرمی سے بات کرنا اور ان سے بات کرنے میں سختی سے احتراز کرنا یہ الفت و محبت کا بہت بڑا سبب ہے۔

مدارت اور مداہنت میں فرق

بعض لوگ مدارت اور مداہنت کو ایک سمجھتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ مدارت تو مستحب ہے اور مداہنت حرام ہے۔

مداہنت کہتے ہیں کوئی چیز ظاہر کی جائے اس کا باطن چھپایا جائے۔ علماء نے اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ فاسق کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور اس کے گناہ اور فسق پر بغیر انکار کئے راضی رہنا۔

مدارت کہتے ہیں جاہل کی تعلیم میں نرمی اختیار کرنا اور فاسق کو برے کاموں سے روکنے میں نرمی اختیار کرنا اور اس کے ساتھ سختی سے پیش نہ آنا اس طرح کہ جو برائی اس میں ہے وہ ظاہر نہ ہو اور اس کو برے کاموں سے منع کرنے میں قول اور فعل میں نرمی اختیار کرنا اور مہربانی سے پیش آنا ہے خصوصاً جب کہ اس کی تالیف قلبی کی ضرورت ہو۔ (کذا من فتح الباری ۱۰/۵۲۸)

ایک تعریف یہ بھی ہے کہ مدارت کہتے ہیں کسی کے دین اور دنیا کے لئے دنیا خرچ کی جائے اور مداہنت یہ ہے کہ کسی کی اصلاح و مدد کے لئے دین قربان کیا جائے۔ (فتح الباری ۱۰/۴۵۴)

باب ترك مواجهة الإنسان بما يكره

کسی ناپسندیدہ بات کی وجہ سے کسی کی طرف توجہ نہ کرنا

(۳۲۶) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا قتيبة بن سعيد، ثنا حماد ابن زيد، عن سلم العلوي، قال: سمعت أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، يحدث قال: ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يواجه الرجل بشيء يكرهه، قال: ودخل عليه يوما رجل وعليه أثر الخلوق، فلما خرج الرجل قال: لو أمرتم هذا فيغسله.

اخرجه احمد فى «مسنده» (۱۳۳/۳) والبخارى فى «الادب المفرد» (رقم۴۳۷) وابوداؤد (۴۱۸۲/۸۱/۴) (۲۲۰/۲) وابويعلى فى «مسنده» (۴۲۷۷/۲۶۴/۷) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم۲۳۵)

(۳۲۶) **ترجمہ:** ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ناپسندیدہ چیز کی وجہ سے (جس آدمی میں وہ چیز ہوتی اس) آدمی کی طرف توجہ نہیں فرماتے تھے (یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا) ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا جس پر کچھ خلوق (خوشبو) کا نشان تھا۔ جب وہ آدمی چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس کو کہہ دیتے تو وہ اس (خلوق کے نشان) کو دھو لیتا۔“

فائدہ: زعفران کے ساتھ کوئی چیز ملا کر خوشبو بنائی جاتی ہے جس کو خلوق کہتے ہیں اس میں لال اور پیلا پن غالب ہوتا ہے۔
(مرقاۃ ۲۹۸/۸، بذل ۷۵/۶)

اس شخص پر خلوق کی خوشبو تھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند تھی اور وہ مردوں کے لئے جائز بھی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فوراً اس لئے منع نہیں فرمایا کہ وہ شرمندہ نہ ہو جائے۔ (کذا فی البذل ۷۵/۶)

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کریمانہ اخلاق تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیا (اور حجاب) کی وجہ سے خود نہیں فرمایا۔ (بذل ۷۶/۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی شخص میں کوئی گناہ وغیرہ دیکھ لیا جائے تو اسی وقت ڈانٹ کر منہ در منہ اصلاح کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ (اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ) بعد میں کسی سے کہہ دے جو اس کو بتا دے (دوسرا طریقہ یہ ہے کہ) عمومی انداز میں کہے تاکہ سب کی اصلاح بھی ہو جائے اور اس کو خود ہی تنبیہ ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے موقع پر براہ راست اس آدمی کو نہیں کہتے تھے کہ فلاں کو کیا ہوا کہ وہ ایسا کرتا ہے بلکہ فرماتے لوگوں کو کیا ہوا کہ وہ ایسا کرتے ہیں۔ (فضل اللہ الصمد ۵۲۴/۲)

شفقت سے نصیحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا گزشتہ حدیث نمبر ۳۲۲ پر ایک واقعہ حضرت معاویہ بن حکم سلمی کا اسی کی نظیر گزر چکا ہے۔

باب التعريض بالشيء

(ضرورةً) توریہ اختیار کرنا

(۳۲۷) - أخبرنا محمد بن جرير الطبري، ثنا الفضل بن سهل الأعرج، ثنا سعيد بن أوس، ثنا شعبة، عن قتادة، عن مطرف، عن عمران بن حصين رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: في المعاريض مندوحة عن الكذب.

اخرجه البخاري في «الادب المفرد» (رقم ۸۵۷) والطبراني في «المعجم الكبير» (۱۸/۱۰٦/۲۰۱) والبيهقي في «السنن الكبرى» (۱۰/۱۹۹) وفي «شعب الايمان» (٤/۲۰۳-۲۰٤/٤۷۹٤) والديلمي في «مسند الفردوس» (۱/۲۱۸/۸۳۵)

(۳۲۷) تَرجَمہ: "حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: توریہ جھوٹ سے بچنے کا (ایک) طریقہ ہے۔"

فَائِدَہ: ایک لفظ کہا جائے جس کے ایک معنی ظاہری ہوں لیکن اس سے مراد وہ معنی لئے جائیں جو ظاہری نہ ہوں۔ مخاطب اس کے ظاہری معنی سمجھے اور متکلم کی مراد غیر ظاہری معنی ہوں اس کو توریہ کہتے ہیں۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۳۵۴)

مثال: حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے ان کا انتقال ہوگیا۔ جب وہ گھر میں آئے تو ان کی اہلیہ اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا بچے کو سکون ہے۔ وہ بے فکر ہو گئے۔ اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مطلب تھا موت کے بعد اب کوئی تکلیف نہیں ہے اس لئے سکون ہو گیا ہے اور وہ یہ سمجھے کہ بیماری سے آرام آگیا ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۵۹۴)

مثال: اگر کوئی کھانے کے لئے بلائے اور یہ شخص کھانا کھانا نہیں چاہتا تو اس نے کہا میں نے نیت کی ہوئی ہے لوگ یہ سمجھیں گے کہ اس نے روزہ رکھا ہوا ہے اور اس کی مراد کھانا نہ کھانا ہوگی۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۳۵۵)

علماء نے لکھا ہے کہ یہ بھی دھوکے کی ایک قسم ہے اس لئے جب کوئی شرعی ضرورت ہو یا کوئی مجبوری ہو کہ جھوٹ کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو ایسے موقع پر جھوٹ سے بچنے کے لئے توریہ کرنا جائز ہے ورنہ مکروہ ہوگا اور اگر کسی ناجائز کام کے لئے کرے تو حرام ہوگا۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۳۵۴)

اس کی عادت نہیں بنانی چاہئے یہ صرف مجبوری میں جھوٹ سے بچنے کا ایک طریقہ ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا توریہ جھوٹ سے بچنے کا طریقہ نہیں ہے۔ (ادب المفرد صفحہ ۲۲۸)

یعنی آدمی جھوٹ نہ بولے مجبوری میں توریہ اختیار کرے۔

باب إباحة ذكر ما يكره

کسی کی ناپسندیدہ عادت کو (ضرورۃً) بیان کرنا

کسی کو برا کہنا شریعت میں ناپسندیدہ ہے لیکن اگر ضرورت پیش آ جائے تو شریعت نے اس کی اجازت دی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا اس بارے میں کیا عمل تھا اور آپ ﷺ نے امت کو کیا تعلیم دی۔

اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو باب جن کے ذیل میں دو احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۳۲۸) - حدثنا الحسين بن عبدالله القطان، ومحمد بن خزيم بن مروان قالا: حدثنا هشام بن عمار، ثنا حاتم بن إسماعيل، ثنا عبدالرحمن بن حرملة، عن عبدالله بن دينار الأسلمي، عن عروة، عن عائشة رضي الله تعالى عنها، أن رجلا استأذن على رسول الله ﷺ، فلما سمع صوته قال: بئس الرجل أخو العشيرة، فلما أن دخل انبسط إليه النبي ﷺ، فلما خرج قال: يا عشئة! إن شر الناس من يتقى الناس فحشه.

أخرجه البخارى (٥٧٠٧/٢٢٥/٥) (٨٩٤/٢) والمسلم (٢٥٩١/٢٠٠٢/٤) (٣٢٢/٢) وابويعلى فى «مسنده» (٤٨٣٢/٢٥٠/٨) وابن حبان فى «صحيحه» (٥٦٩٦/٥٠٨/١٢) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (٧٦١٨/٣٢٠/٧)

(۳۲۸) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ جب آپ ﷺ نے اس کی آواز سنی تو فرمایا: یہ اپنی قوم کا برا آدمی ہے۔ جب وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ اس سے مسکرا کر ملے۔ جب وہ شخص واپس چلا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عائشہ! لوگوں میں سب سے برا آدمی وہ ہے جس کی بدکلامی کی وجہ سے لوگ اس سے بچیں (یعنی ملنا چھوڑ دیں)۔''

فائدہ: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

❶ رسول اللہ ﷺ کا اس شخص سے خندہ پیشانی سے اور مسکرا کر ملنا اس کی تالیف قلبی کے لئے تھا اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کی فحش گوئی اور بد خلقی اور اس کے نقصان پہنچانے کا اندیشہ ہو تو اس کی خاطر مدارت کرنا جائز ہے۔

(فتح الباری، عمدۃ القاری ۱۱۸/۲۲)

بلکہ جو شخص کسی کے حال کو جانتا ہو اور یہ خوف ہو کہ اس کی ظاہری اچھائی کو دیکھ کر لوگ دھوکہ کھا جائیں گے تو اس کے لئے

واجب ہے کہ لوگوں کو اس کی برائی بتائے تا کہ وہ اس کے شر سے محفوظ رہیں لیکن ضروری ہے کہ اس کے برے حال کا یقینی علم ہو۔
(فتح الباری ۱۰/۴۵۴)

یہ شخص عیینہ بن حصین تھا۔ ظاہری طور پر مسلمان تھا آپ ﷺ نے اس کا حال بیان کیا تا کہ لوگ دھوکہ نہ کھائیں۔
(شرح مسلم نووی ۲/۳۲۲)

اس لئے رسول اللہ ﷺ کا فرمانا کہ یہ برا آدمی ہے غیبت نہیں ہے بلکہ ایسے موقع پر آپ کا امت کو بتانا امت پر شفقت و نصیحت کی وجہ سے ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۴۵۴)

❷ ایسا آدمی جو فتنہ پرور اور فسادی ہو اس کی برائی کو لوگوں کے سامنے اس لئے ظاہر کرنا تا کہ لوگ اس کے فتنہ و فساد سے محفوظ رہیں غیبت نہیں ہے۔ (عمدۃ القاری ۲۲/۱۱۸، فتح الباری ۱۰/۴۵۴)

❸ لوگ جس کی بدکلامی کی وجہ سے اس سے بچیں کے دو مطلب ہیں۔ ① میں نے اس کے ساتھ بدکلامی نہ کی تا کہ ایسے لوگوں میں نہ ہو جاؤں جن کی بدکلامی کی وجہ سے لوگ اس کو چھوڑ دیں۔ ② آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چونکہ وہ شخص بدخلق تھا اس لئے اس سے اجتناب کیا اور منہ پر اس کو برا نہیں کہا اور حقیقت میں برا آدمی وہ ہے جس کی بدگوئی کی وجہ سے لوگ اس کو چھوڑ دیں اور اس کے عیوب سے اس کو آگاہ نہ کریں۔ (مظاہر حق ۴/۴۶۶)

ایک روایت میں ہے کہ بدترین آدمی وہ ہے جس کی زبان (کے شر) سے بچنے کے لئے لوگ اس کا اکرام کریں۔
(ابوداؤد ۲/۳۰۴)

باب الإفضاح بالمكروه إذا احتيج إليه

ضرورت ہوتو ناپسندیدہ بات کو صاف صاف بیان کرنا

(٣٢٩) - حدثنا أبو محمد بن صاعد، ثنا محمد بن زنبور، ثنا عبدالعزيز ابن أبى حاز، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن أبى حميد الساعدى رضي الله تعالى عنه، أنه حدثه أن رسول الله ﷺ استعمل ابن اللتبية أحد الأزد، و إنه جاء إلى رسول الله ﷺ فلما حاسبه، قال: هذا مالكم، وهذه أهديت لى، فقال رسول الله ﷺ: ألا جلست فى بيت أبيك وأمك حتى تأتيك هديتك إن كنت صادقا.

اخرجه عبدالرزاق فى «مصنفه» (٤/٥٤-٥٥/٦٩٥١) والبخارى (٦/٢٥٠٩/٦٥٧٨) (٢/١٠٣٢-١٠٣٣) والمسلم (٣/١٤٦٣/١٨٣٢) (٢/١٢٣) وابن خزيمه فى «صحيحه» (٤/٥٤/٢٣٤٠) وابو عوانه فى «مسنده» (٤/٣٩٠/٧٥٠٧)

(۳۲۹) **ترجمہ:** ''حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی ابن اللتبیہ کو (زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے) عامل مقرر فرمایا۔ وہ (وصولی کے بعد) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے حساب لیا تو انہوں نے عرض کیا: یہ تو آپ کا (یعنی زکوٰۃ کی وصولی کا) مال ہے اور اور یہ چیز مجھے ہدیہ دی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم سچے ہوتو تم اپنے گھر میں کیوں نہ بیٹھے رہے کہ تمہارے پاس ہدیہ آتا۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ ان کو یہ تحفہ تحائف ان کی ذات کی وجہ نہیں بلکہ ان کے عہدے کی وجہ سے ملے اگر وہ گھر میں رہتے تو ان کوکوئی ہدیہ کیوں دیتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ کسی عامل (سرکاری ملازم) کوکوئی ہدیہ دے تو دیکھا جائے گا کہ پہلے سے ان میں یہ راہ و ربط اور مراسم ہیں یانہیں اگر پہلے سے ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے، ورنہ یہ تحفہ اس کے لئے جائز نہ ہوگا۔ (مظاہر حق ۲/۸۶)

یہاں پر ان صحابی سے جو نادانستگی میں غلطی ہوئی جو ایک ناپسندیدہ بات تھی اس کو آپ علیہ السلام نے...... صاف کہہ دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی بات ناپسندیدہ ہو اور اس کے صاف صاف کہہ دینے میں کوئی فائدہ ہوتو کہہ دینا چاہئے اگر آپ علیہ السلام یہ بات نہ ارشاد فرماتے تو آئندہ عاملوں کو کیسے معلوم ہوتا اور وہ اس مصیبت سے کیسے بچتے۔ (بندہ)

نوع آخر فى المعنى:

(٣٣٠) - أخبرنى احمد بن عبيد، ثنا بشر بن موسى، ثنا الحسين ابن موسى، ثنا حماد بن

یونس بن عبید وحمید، عن الحسن قال: قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم: إذا شتم أحد كم أخاه فلا يشتم عشيرته ولا أباه ولا أمه، ولكن ليقل إن كان يعلم ذلك.

﴿ إنك لبخيل، أو إنك لجبان، و إنك لكذوب، إن كان يعلم ذلك فيه. ﴾

اخرجه البزار كما فی «مجمع الزوائد» (۷٤/۸) والطبرانی فی «المعجم الکبیر» (۷۰۳۰/۲۵۳/۷) وابن عدی فی «الکامل» (۶۸/۳)

(۳۳۰) **ترجمہ:** ”حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو گالی دے تو نہ اس کے خاندان کو، نہ اس کے باپ کو اور نہ اس کی ماں کو گالی دے لیکن اگر وہ یہ (بات اس میں) جانتا ہو (کہ وہ بخیل ہے) تو کہے: تو بخیل ہے، (اگر وہ بزدل ہے تو) تو بزدل ہے، (کہے اگر وہ جھوٹا ہے) تو جھوٹا ہے کہے اگر یہ (جھوٹا ہونا، بزدل ہونا، بخیل ہونا) اس میں جانتا ہو۔“

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی کسی بات پر کسی کو گالی دینا چاہے تو اچھی بات تو یہی ہے کہ گالی نہ دے لیکن اگر برداشت نہ ہو اور گالی دینا ہی چاہے تو اگر اس میں یہ چیز یا ان کے علاوہ کوئی چیز ہو تو اس کو وہی بات کہی جائے اس کے علاوہ اس خاندان اور ماں باپ کو گالی نہ دی جائے۔ بعض اوقات اس سے بات بڑھ جاتی ہے دوسرے جس سے تمہارا واسطہ نہ ہو اس کو برا بھلا کہنا خصوصاً بہت بری بات ہے۔ (بندہ)

قربان جایئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ ایسا موقع پر بھی ایسی اچھی تعلیم عنایت فرمائی کہ آدمی کتنی ہی بری چیزوں سے بچ سکتا ہے غور وفکر کا مقام ہے۔

باب كيف المدح

تعریف کس طرح کی جائے

مسلمان کی تعریف کرنا کیسا ہے، کن اوقات میں تعریف کرنا چاہئے اور کن اوقات میں تعریف ممنوع ہے کن الفاظ سے تعریف کرنی چاہئے نیز اگر کوئی تعریف کرے تو کیا کرنا چاہئے۔ اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب کے ذیل میں دو احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۳۳۱) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا محمد بن أبي بكر المقدمي، ثنا أبوداود (الطيالسي)، ثنا محمد بن ثابت، عن أبيه (ثابت البناني)، عن أنس رضي الله تعالى عنه عن أبي طلحة، أنه دخل على النبي ﷺ في وجعه الذي مات فيه، فقال: إقرأ قومك السلام.

﴿فَإِنَّهُمْ مَا عَلِمْتُ أَعِفَّةٌ صُبُرٌ.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (۱۵۰/۳) والترمذي (۳۹۰۳/۷۱٤/۵) (۲۲۸/۲) وابويعلى في «مسنده» (۱٤۲۰/۱۳/۳) والطبراني في «المعجم الكبير» (٤۸۱۰/۹۸/۵) والحاكم في «المستدرك» (٦۹۷۳/۸۹/٤)

(۳۳۱) ترجمہ: ”حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مرض وفات میں (جس مرض میں آپ علیہ السلام کی وفات ہوئی) حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی قوم کو میرا سلام کہنا کیونکہ ان جیسے پاکباز اور صابر لوگ مجھے معلوم نہیں ہیں۔“

فائدہ: یعنی میں ان لوگوں کو پاکباز اور صابر ہی جانتا ہوں کہ جو لوگوں سے سوال نہیں کرتے اور لڑائی کے وقت صبر کو تھامے ثابت قدم رہتے ہیں گویا یہ لوگ اس حدیث کے مصداق ہیں کہ جو لوگ طمع و لالچ کے وقت کم ہوتے ہیں لیکن لوگوں کی فریادرسی کے وقت کثرت سے ہوتے ہیں۔ (مرقاۃ ۴۴۱/۱۲)

آپ ﷺ نے ابوطلحہ کی قوم کی تعریف فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کی ان کی اچھی صفات پر تعریف کرنی چاہئے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ تعریف کرتے وقت کسی کی اچھی صفت کو بھی ذکر کیا جائے جس کی وجہ سے تعریف کی جا رہی ہے۔

(۳۳۲) - أخبرنا ابن منيع، ثنا علي بن الجعد، ثنا شعبة، عن خالد الحذاء، عن عبدالرحمن بن أبي بكرة، عن أبيه، أن رجلا مدح رجلا عند النبي ﷺ، فقال لهُ النبي ﷺ: ويحك قطعت عنق صاحبك، ثم قال: إن كان أحدكم مادحا أخاه لا محالة فليقل: أحسب فلانا ولا أزكي على الله أحدا، أحسب إن كان يرى أنه كذا وكذا.

اخرجه البخاری فی «صحیحه» (۲/۹۴۶/۲۵۱۹) (۱/۳۶۶) وفی «الادب المفرد» (رقم ۳۳۳) والمسلم (۴/۲۲۹۶/۳۰۰۰) (۲/۴۱۴) والبزار فی «مسنده» (۹/۹۴-۹۵/۳۶۲۷) وابن حبان فی «صحیحه» (۱۳/۸۰/۵۷۶۶)

(۳۳۲) ترجمہ: ''حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی کی تعریف کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر افسوس ہے کہ تم نے اپنے بھائی کی (تعریف کر کے اس کی) گردن کو توڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی تعریف کرنا ہی چاہتا ہو تو وہ یوں کہے: میں فلاں کو ایسا سمجھتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی کو پاکیزہ نہیں بنا سکتا ہوں (کیونکہ اللہ تعالیٰ سب کے احوال کو زیادہ جاننے والے ہیں) ہاں میں اس کو ایسا سمجھتا ہوں اگر اس کو ایسا ایسا (اچھی صفات کا حامل) سمجھتا ہو۔''

فائدہ: مدح دو قسم کی ہے:

❶ کسی کی ایسی مدح کرنا جو اس میں نہ ہو تو اس کی وجہ سے اس میں عجب خود پسندی پیدا ہوگی اور وہ سمجھے گا کہ میں اس درجہ پر فائز ہوں جس کے نتیجے میں وہ عمل ہی کو ضائع کر بیٹھے گا نیز خیر کے کاموں میں بھی ان ہی اعمال پر بھروسہ کر کے بڑھنا چھوڑ دے گا (یہی اس کی اپنے بھائی پر جنایت ہے اور اس کی گردن توڑ کر ہلاک کرنا ہے)۔

یہی وجہ ہے اس حدیث کی جس میں مدح کرنے والوں کے چہروں پر مٹی ڈالنے کا حکم ہے کہ اس سے مراد ان لوگوں کی غلط تعریف کرنا ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۴۷۷)

ایک روایت میں ہے کہ تعریف کرنے سے بچو کہ تعریف کرنا (جب کہ غلط ہو) ذبح کرنا ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۴۷۸)

❷ دوسرے وہ مدح جو آدمی کے اندر ہو اس کے کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے (بشرطیکہ اس میں عجب و کبر کا اندیشہ نہ ہو) آپ علیہ السلام نے شعر، خطبہ اور مخاطبت وغیرہ کی تعریف فرمائی ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۴۷۷)

اسی طرح جھوٹی تعریف سے تعریف کرنے والے میں بھی دکھاوے چاپلوسی وغیرہ برائی پیدا ہوتی ہے۔ (فتح ۱۰/۴۷۷)

ان دونوں کا علاج آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس کے بارے میں گمان کرتا ہوں اس سے دونوں اپنی اپنی برائیوں سے محفوظ رہے گا۔

مدح کی برائی سے بچنے کا علاج

جب کوئی آدمی کسی کے سامنے کسی کی تعریف کرے تو وہ یہ دعا پڑھے: **"اللھم اغفر لی مالا یعلمون ولا تواخذ نی بما یقولون واجعلنی خیرا مما یقولون"**

ابن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جو خود کو جانتا ہو اس کو تعریف نقصان نہیں دیتی ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۴۷۸)

باب ما يقول إذا خاف قوما

جب کسی قوم سے خوف ہوتو کیا دعا پڑھنی چاہئے

جب کسی قسم کا خوف ہوخواہ کسی قوم، بادشاہ یا کسی جانور کا ہو، یا کسی دشمن پر نظر پڑے، یا کوئی غم پریشانی اور اہم بات پیش آئے تو کیا کرنا چاہئے۔ اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے بارہ باب کے ذیل میں سترہ ۱۷ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۳۳۳) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا عبيدالله بن سعيد ومحمد ابن المثنى، قالا: حدثنا معاذ بن هشام، قال: حدثني أبي عن قتادة، عن أبي بردة، عن أبيه رضي الله تعالى عنه أن النبي ﷺ كان إذا خاف قوما قال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ، وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ.﴾

اخرجه احمد في «سنده» (۴۱۴/۴) وابوداؤد (۱۵۳۷/۸۹/۲) (۲۱۵/۱) والنسائي في «السنن الكبرى» (۸۶۳۱/۱۸۸/۵) وابن حبان في «صحيحه» (۴۷۶۵/۸۲/۱۱) والطبراني في «المعجم الصغير» (۹۹۶/۱۸۴/۲)

(۳۳۳) ترجمہ: ''حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کسی (دشمن) قوم سے (ناگہانی حملہ وغیرہ کا) ڈر ہوتا تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے:''

﴿اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ، وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! بلاشبہ ہم (دشمنوں سے مقابلے میں) آپ کو ان کے آگے کرتے ہیں (اور آپ کو ڈھال بناتے ہیں) اور ان کی شرارتوں سے آپ کی پناہ چاہتے ہیں۔''

فائدہ: یعنی ہم آپ کی قدرت کو دشمنوں کے سامنے کرتے ہیں۔

ہم آپ کو دشمنوں کے آگے اس لئے کرتے ہیں تا کہ آپ ان کو ہم تک پہنچنے نہ دیں، آپ ان کے اور ہمارے درمیان حائل ہو جائیں، ان کو ہم سے دور کریں اور آپ ان کے ہر معاملے (مکر وفریب) میں ہمارے لئے کافی ہو جائیں۔

سامنے کرنے کو اس لئے کہا گیا کہ جنگ کے وقت دشمن سامنے صفوں میں ہوتا ہے یا نیک فالی کے لئے کہ ان کو قتل کرنے کے لئے آپ کو سامنے کرتے ہیں۔ (ملخص فتوحات ربانیہ ۱۶/۴، ۱۷، مرقاۃ ۲۱۹/۵، کذا فی بذل ۳۶۵/۲)

باب ما يقول إذا نظر إلى عدوّه

جب اپنے دشمن کو دیکھے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٣٣٤) - حدثنا أبو القاسم بن منيع، ثنا أبو الربيع الزهراني، حدثنا عبدالسلام، حدثنا حنبل، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: كنا مع النبي ﷺ في غزوة، فلقي النبي ﷺ العدو، فسمعته يقول:

﴿يَا مَالِكَ يَوْمِ الدِّيْنِ، إِيَّاكَ أَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ أَسْتَعِيْنُ﴾

قال: فلقد رأيت الرجال تصرع، تضربها الملائكة من بين يديها ومن خلفها.

اخرجه الطبراني في «المعجم الاوسط» (٨/١٢٣/٨١٦٣) وفي «الدعاء» (رقم ١٠٣٣) وذكره السيوطي في «الدر المنثور» (٣٨/١) وقال رواه ابوالقاسم البغوي والماوردي في «معرفة الصحابة» والطبراني في «الاوسط» وابونعيم في «الدلائل»

(۳۳۴) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم کسی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کا دشمن سے مقابلہ ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

﴿يَا مَالِكَ يَوْمِ الدِّيْنِ، إِيَّاكَ أَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ أَسْتَعِيْنُ﴾

ترجمہ: ”اے قیامت کے دن کے مالک (اللہ!) میں آپ ہی کی عبادت کرتا ہوں اور آپ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔“

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: (اس دعا کے بعد) میں نے (دشمن کے) آدمیوں کو گرتے ہوئے دیکھا۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب دشمن کو دیکھے تو یہ دعا پڑھنا چاہئے۔

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ سے کئی دعائیں منقول ہیں، چنانچہ ذیل میں ان دعاؤں کو ذکر کیا جاتا ہے۔

1. ﴿اَللّٰهُمَّ أَنْزِلْ نُصْرَكَ﴾ (مسلم ترمذی نسائی عن البراء فتوحات ربانیہ ۴/۱۹)
2. ﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ عَضُدِيْ وَنَصِيْرِيْ بِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ اُقَاتِلُ﴾ (ابوداود عن انس فتوحات ربانیہ ۴/۱۹)
3. ﴿رَبِّ بِكَ اُقَاتِلُ وَبِكَ اَصُوْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ وَاَصُوْلُ وَاَتَحَرَّكُ وَاَصُوْلُ وَاَسْطُوْ﴾ (نسائی عن صہیب فتوحات ربانیہ ۴/۱۹)

یہ دعا پڑھنا بھی مستحب ہے۔

﴿اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ سُرُوْرِهِمْ﴾ (کتاب الاذکار للنووی صفحہ ۱۲۲)

باب ما يقول إذا راعه شي

جب کوئی چیز خوف زدہ کردے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۳۳۵) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا عبدالرحمن (بن إبراهيم)، عن سهل ابن هاشم، ثنا الثوری، عن ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان، عن ثوبان، أن النبی ﷺ كان إذا راعه شیء قال:

﴿هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا.﴾

وأخرجه النسائی فی «السنن الكبرى» (۶/۱۶۸/۱۰۴۹۳) وفی «عمل اليوم والليلة» (رقم ۶۵۷) والطبرانی فی «مسند الشاميين» (۱/۲۳۸/۴۲۴) وفی «الدعا» (رقم ۱۰۳۱) وابو نعيم فی «الحلية» (۵/۲۱۹)

(۳۳۵) ترجمہ: ”حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی چیز خوفزدہ کر دیتی تو یہ دعا پڑھتے:“

﴿هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ ہی میرے رب ہیں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کرتا ہوں۔“

فائدہ: اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کے حالات کو صحیح کرنے والے ہیں۔ خیر صرف اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان ہی سے طلب کی جاتی ہے اور ہر برائی کو اللہ تعالیٰ ہی کے ذریعے دور کیا جاتا ہے۔ اس لئے آپ ﷺ اس موقع پر اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرنے کے لئے اس دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور امت کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۴/۱۲)

باب ما يقول إذا وقع في ورطة

جب کسی بڑی مصیبت میں مبتلا ہو تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٣٣٦) - حدثني محمد بن عبدالحميد الفرغاني، ثنا أحمد بن بديل، ثنا المحاربي، ثنا عمرو بن بشر، عن أبيه، قال: سمعت زيد بن مرة يقول: سمعت سويد بن غفلة، يقول: سمعت عليا رضي الله تعالى عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا علي! ألا أعلمك كلمات إذا وقعت في ورطة قلتها؟ قلت: بلى جعلني الله فداك، كم من خير قد علمتنيه، قال: إذا وقعت في ورطة فقل:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ﴾

فإن الله يصرف بها ما يشاء من أنواع البلاء.

اخرجه الرافعي في «التدوين في اخبار قزوين» (٢٣٧/١) والديلمي في «مسند الفردوس» (٨٣٢٣/٣٢٤/٥) والطبراني في «الدعا» (رقم ١٩٦١) وذكره العجلوني في «كشف الخفاء» (٥١٧/٢)

(۳۳۶) ترجمہ: ”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علی! کیا میں تمہیں (ایسے) کلمات نہ سکھاؤں کہ جب تم کسی مشکل میں پھنس جاؤ تو ان کو کہہ لو۔ میں نے کہا ضرور بتائیں اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان فرمائیں، بہت ساری خیر (کی باتیں) ہیں جو آپ نے مجھے سکھائی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی مشکل میں پھنس جاؤ تو یہ دعا پڑھ لو:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ گناہوں سے پھیرنے کی طاقت اور نیکیوں کے کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی دیتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ جتنی بلاؤں کو چاہتے ہیں اس دعا سے پھیر دیتے ہیں۔“

فائدہ: ”وَرْطَہ“ ایسی مشکل اور مصیبت کو کہتے ہیں جس سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں ہوتی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۵/۴)

جو شخص ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا ملجا من اللہ الا الیہ“ کہتا ہے اس کے لئے ضرر اور نقصان کے ۷۰ دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں سب سے کم یہ ہے کہ فقر کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے۔ (ترمذی عن مکحول، فتوحات ربانیہ ۱۵/۴)

ایک حدیث میں ہے کہ جو دن میں سو مرتبہ "لا حول ولا قوة الا باللّٰه" پڑھے اس کو کبھی فقر نہیں آئے گا۔
(فتوحات ربانیہ ۴/۱۵)

ایک اور روایت میں ہے کہ یہ ۹۹ بیماریوں سے شفا ہے اور سب سے کم بیماری فقر ہے۔ (حاکم عن ابی ہریرہ فتوحات ۴/۱۵)
کیونکہ بندہ جب یہ کلمہ کہتا ہے تو تمام اسباب سے بری ہو جاتا ہے اور ان کے وبال سے خالی ہو جاتا ہے پس ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوۃ حفاظت مدد اور رحمت آتی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۱۵)
منقول ہے کہ جو چار کلمات کو کہے گا وہ چار چیزوں سے محفوظ رہے گا۔
جو "لا حول ولا قوة الا باللّٰه" کہے گا وہ آفات سے محفوظ رہے گا۔
جو "حسبنا اللّٰه و نعم الوكيل" کہے گا وہ لوگوں کے فریب سے محفوظ رہے گا۔
جو "افوض امری الی اللّٰه ان اللّٰه بصیر بالعباد" پڑھے گا وہ لوگوں کے مکر و فریب سے محفوظ رہے گا۔
جو "لا اله الا انت سبحانك انی كنت من الظالمین" پڑھے گا وہ غم سے محفوظ رہے گا۔ (فتوحات ربانیہ ۱/۲۴۳)

باب ما يقول إذا حزبه أمر

جب کوئی مشکل بات پیش آجائے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(۳۳۷) ـ حدثنا أحمد بن يحيٰى بن زهير، ثنا علي بن إشكاف، ثنا أبو بدر شجاع بن الوليد، ثنا إسماعيل بن معاوية، وهو أخو زهير بن معاوية، عن يزيد الرقاشي، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا حزبه أمر قال:

﴿يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ.﴾

أخرجه الترمذي (٣٥٢٤/٥٣٩/٥) (١٩٢/٢) والبيهقي في «شعب الايمان» (١٠٢٣١/٢٥٨/٧) وفي «الدعوات الكبير» (١٧٠/١٢٧/١) كما في العجالة (٣٨٨/١) والحاكم في «المستدرك» (٦٨٩/١)

(۳۳۷) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی سخت بات پیش آتی تو فرماتے:“

﴿يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ.﴾

ترجمہ: ”اے (ہمیشہ) زندہ رہنے والے، اے (تمام مخلوق کو) قائم رکھنے (اور سنبھالنے) والے (اللہ)! میں آپ کی رحمت کے واسطے آپ سے مدد مانگتا ہوں۔“

فائدہ: کسی سخت بات اور پریشانی کے پیش آنے کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا ہی اس مشکل کا حل اور عبدیت کی نشانی ہے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام ہمیشہ ایسے مواقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ علیہ السلام (ایسے موقع پر) سجدہ میں بار بار یاحی یاقیوم کہا کرتے تھے۔

(حاکم نسائی عن علی مظاہر حق ۲/ ۶۱۷)

اگلی روایت نمبر ۳۳۸ میں تفصیل آرہی ہے۔

باب ما يقول إذا أهمه أمر

جب کوئی غمگین بات پیش آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۳۳۸) - أخبرنا أبو يعلى الموصلي، قال: ثنا أبو موسى الأنصاري، قال: ثنا ابن أبي فديك، حدثني إبراهيم بن الفضل، عن المقبري، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ كان إذا أهمه أمر، نظر إلى السماء، وقال:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ﴾

اخرجه الترمذی (۳۴۳۶/۴۹۵/۵) (۱۸۶/۲) وابویعلی فی «مسنده» (۶۵۴۶/۴۲۴/۱۱) وابن عدی فی «الکامل» (۶۴/۲۳۱-۲۳۰/۱)

(۳۳۸) **ترجمہ:** ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی غمگین بات پیش آتی تو آسمان کی طرف دیکھتے اور یہ فرماتے:“

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ جو بڑی عظمت والے ہیں تمام عیبوں سے پاک ہیں۔“

فائدہ: ہر پریشانی اور مصیبت میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا گویا اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف متوجہ ہونا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی رحمت مساعد و مددگار ہو تو پھر کیا مجال کسی پریشانی کی کہ وہ باقی رہے۔ بہت سی روایتوں میں یہ مضمون یہ مختلف طور سے آیا ہے اور مختلف دعائیں اس موقع پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہیں بعض روایات میں فوراً نماز کی طرف متوجہ ہونا بھی آیا ہے۔

(ابوداؤد ۱/۱۸۷)

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آندھی کے وقت سورج اور چاند گہن کے وقت بھی مسجد میں جانا منقول ہے۔

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کا بھی یہی معمول تھا کہ ہر پریشانی کے وقت نماز کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ (فضائل اعمال بتصرف صفحہ ۳۰۰)

اس لئے ہر پریشانی کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔

باب ما يقول إذا أصابه هم أو حزن

جب کوئی رنج وغم پہنچے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۳۳۹) ـ أخبرنا أبو عروبة، ثنا عمرو بن هشام، ثنا مخلد بن يزيد، عن جعفر بن برقان، عن فياض عن عبدالله بن زيد، عن أبي موسى رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أصابه هم أو حزن فليدع بهذه الكلمات، يقول:

﴿اَللّٰهُمَّ أَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ فِيْ قَبْضَتِكَ، نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ، سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِيْ كِتَابِكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ نُوْرَ صَدْرِيْ، وَرَبِيْعَ قَلْبِيْ، وَجِلَاءَ حُزْنِيْ، وَذِهَابَ هَمِّيْ وَغَمِّيْ.﴾

فقال الرجل من القوم: يا رسول الله! إن المغبون من غبن هولاء الكلمات، فقال: أجل، قولوهن وعلموهن، فإن من قالهن التماس ما فيهن أذهب الله حزنه وأطال فرحه.

اخرجه الطبراني كما في «مجمع الزوائد» (۱۰/۱۳۶) ويشهد له ما بعده.

(۳۳۹) ترجمہ: ”حضرت ابوموسی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی رنج اور غم میں مبتلا ہو اس کو ان کلمات کے ساتھ دعا کرنا چاہئے:“

﴿اَللّٰهُمَّ أَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ فِيْ قَبْضَتِكَ، نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ، سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِيْ كِتَابِكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ نُوْرَ صَدْرِيْ، وَرَبِيْعَ قَلْبِيْ، وَجِلَاءَ حُزْنِيْ، وَذِهَابَ هَمِّيْ وَغَمِّيْ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں آپ ہی کا بندہ ہوں، اور آپ کے بندے اور آپ کی بندی ہی کا بیٹا ہوں۔ (یعنی میرے ماں باپ بھی آپ کے ہی بندے ہیں) میری پیشانی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کا ہر

حکم میرے حق میں نافذ ہے۔ میرے حق میں آپ کا ہر فیصلہ عین انصاف ہے۔ میں آپ کے ہر اس نام (کے وسیلے سے) جو آپ کا (معروف نام) ہے۔ آپ نے خود اس کو (اپنا) نام رکھا یا اس کو اپنی کتاب (قرآن یا کسی بھی آسمانی کتاب) میں نازل فرمایا یا آپ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بتایا یا آپ نے اس کو علم غیب میں اپنے پاس ہی محفوظ رکھا ہو (اس نام کے وسیلہ میں) سے سوال کرتا ہوں کہ آپ قرآن عظیم کو میرے سینہ کا نور، میرے دل کی بہار، اور میرے غم کے ازالے اور پریشانی کو دور کرنے کا ذریعہ بنا دیجئے۔"

لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! دھوکہ دیا گیا وہ شخص ہے جس کو ان کلمات سے دھوکہ دیا گیا ہو آپ ﷺ نے فرمایا! ہاں (کیوں نہیں) ان کلمات کو کہو اور (لوگوں کو) یہ کلمات سکھاؤ کیونکہ جس شخص نے ان کلمات کو کہا اس نے (ان تمام چیزوں کا) سوال کیا جو ان کلمات میں ہیں اللہ تعالیٰ اس کے رنج و غم کو دور کر دیں گے اور اس کی خوشی کو طویل فرما دیں گے۔"

(٣٤٠) - حدثنا أبو خليفة، ثنا الحجبي، ثنا عبدالواحد بن زياد، (ح) وأنا أبو يعلى وسليمان بن الحسن، قالا: ثنا محمد بن المنهال، ثنا عبدالواحد بن زياد، عن عبدالرحمن بن إسحاق، عن القاسم بن عبدالرحمن، عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: مَنْ أصابه هم أو حزن فليقل:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ، فِيْ قَبْضَتِكَ، نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ، سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِيْ كِتَابِكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ، وَنُوْرَ بَصَرِيْ وَشِفَاءَ صَدْرِيْ وَجِلَاءَ حُزْنِيْ، وَذِهَابَ هَمِّيْ.﴾

قال: فما قالهن عبد قط إلا أبدله الله عزوجل بحزنه فرحا قالوا: يا رسول الله! أفلا نعلمهن؟ قال بلى! فعلموهن.

اخرجه ابن ابی شیبه فی «مصنفه» (٢٩٣١٨/٤٠/٦) واحمد فی «مسنده» (٣٩١/١) والبزار فی «مسنده» (١٩٩٤/٣٦٣/٥) وابویعلی فی «مسنده» (٥٢٩٧/١٩٩-١٩٨/٩) وابن حبان فی «صحیحه» (٩٧٢/٢٥٣/٣)

(۳۴۰) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جو شخص کسی رنج و غم میں مبتلا ہو اس کو یہ (کلمات) کہنا چاہئے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ، فِيْ قَبْضَتِكَ، نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ، سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِيْ كِتَابِكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ، وَنُوْرَ بَصَرِيْ وَشِفَاءَ صَدْرِيْ وَجِلَاءَ حُزْنِيْ، وَذِهَابَ هَمِّيْ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ ہی کا بندہ ہوں اور آپ کے بندے اور بندی ہی کا بیٹا ہوں (یعنی میرے ماں، باپ بھی آپ ہی کے بندے ہیں)...... میری پیشانی آپ ہی کے ہاتھ میں ہے، آپ کا حکم میرے حق میں نافذ ہے، آپ کا ہر فیصلہ میرے حق میں عین انصاف ہے۔ میں آپ کے ہر اس نام (کے وسیلے سے) جو آپ کا (معروف نام) ہے آپ نے خود اس کو اپنا نام رکھا یا اس کو اپنی کتاب قرآن یا دوسری آسمانی کتابوں میں نازل فرمایا ہو یا اپنی مخلوق میں کسی کو بتایا ہو یا آپ نے اس کو اپنے پاس علم غیب میں ہی محفوظ رکھا ہو (اس کے وسیلے سے) سوال کرتا ہوں کہ آپ قرآن عظیم کو میرے دل کی بہار، میری نگاہ کا نور، میرے سینہ کی شفا، میرے غم کے ازالہ اور میرے رنج کے دور کرنے کا ذریعہ بنا دیجئے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ بھی اس کو کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے غم کو خوشی سے بدل دیتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم لوگوں کو یہ کلمات نہ سکھائیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان کلمات کو لوگوں کو سکھاؤ۔''

فائدہ: ان روایات سے معلوم ہوا کہ رنج و پریشانی دور کرنے کے لئے مذکورہ بالا دعا کو پڑھنا چاہئے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کو خود بھی پڑھنا چاہئے اور دوسروں کو بھی سکھانا چاہئے۔

باب ما يقول إذا نزل به كرب أو شدة

جب کوئی مصیبت اور سخت بات پیش آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٣٤١) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا يعقوب، عن ابن عجلان، عن محمد بن كعب، عن عبدالله بن الهاد، عن عبدالله ابن جعفر، عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه قال: لقنني رسول الله صلى الله عليه وسلم هولاء الكلمات وأمرني إن نزل بي كرب أو شدة أن أقولها:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْكَرِيْمُ الْعَظِيْمُ سُبْحَانَهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.﴾

وكان عبدالله بن جعفر يلقنها وينفث بها على على الموعوك، ويعلمها المغتربة من بناته.

أخرجه أحمد في «مسنده» (٩١/١) النسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٦٣٠-٦٣١، ٦٣٢) وابن حبان في «صحيحه» (٨٦٥/١٤٧/٣) والطبراني في «الدعا» (رقم ١٠١٣) والحاكم في «المستدرك» (٤٦٦/١)

(۳۴۱) ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ان کلمات کی تلقین فرمائی اور یہ (بھی) حکم فرمایا کہ جب کوئی مصیبت یا کوئی سخت بات پیش آئے تو ان کلمات کو کہا کروں:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْكَرِيْمُ الْعَظِيْمُ سُبْحَانَهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو بہت کرم کرنے والے، بہت ہی بزرگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور بہت برکت والے ہیں جو عرش عظیم کے رب ہیں۔ تمام تعریف (اور شکر) اللہ تعالیٰ رب العالمین کے لئے ہے۔''

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کلمات کی (لوگوں کو) تلقین فرماتے تھے اور بخار کے مریض پر ان کے ذریعے دم کرتے تھے اور اپنی جو بیٹی دور ہوتی (یا جو غیر رشتہ داروں میں بیاہی جاتی) اس کو یہ کلمات سکھاتے تھے۔''

فائدہ: یہ کلمات پریشانی اور سختی دور کرنے میں بہت مؤثر ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کلمات سکھائے اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہ کلمات سب سے چھپائے تھے اور اپنی ایک بیٹی کی شادی جب دور یا غیروں میں کی تو اس کو یہ کلمات سکھائے تھے۔ (نسائی عمل الیوم واللیلۃ حدیث نمبر ۶۲۷)

نوع آخر:

(۳٤۲) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أبوبكر بن أبي شيبة، ثنا زيد ابن الحباب، عن عبدالجليل بن عطية، حدثني جعفر بن ميمون، ثنا عبدالرحمن بن أبي بكرة، قال: حدثني أبي رضي الله تعالى عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كلمات المكروب:

﴿اَللّٰهُمَّ بِرَحْمَتِكَ أَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٦/٢٠/٢٩١٥٤) والبخارى فى «الادب المفرد» (رقم ٧٠١) (٤/٣٢٤/٥٠٩٠) (٢/٢٣٨) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٦/١٦٧/١٠٤٨٧) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٦٥١)

ایک اور دعا:

(۳۴۲) **ترجمہ:** ''حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مصیبت زدہ شخص کو یہ کلمات کہنے چاہئے:''

﴿اَللّٰهُمَّ بِرَحْمَتِكَ أَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ ہی سے (اپنی پریشانی کے دور ہونے کی) امید رکھتا ہوں۔ آپ مجھے پلک جھپکنے کے برابر بھی میرے نفس کے حوالے نہ فرمائیے اور میرے تمام حالات کو درست کر دیجئے۔ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔''

فائدہ: اس حدیث کا فائدہ حدیث نمبر ۴۸ پر گزر چکا ہے۔

اس دعا کو غم و کرب دور کرنے میں عجیب تاثیر حاصل ہے۔ صفت حیاۃ تمام صفات کمال پر مشتمل ہے اور صفت قیومیت تمام صفات افعال پر مشتمل ہے۔ اسی لئے الحی القیوم کو اسم اعظم کہا گیا ہے۔ (گویا ان دونوں ناموں کے ساتھ جو افعال و کمال پر مشتمل ہیں مدد طلب کی گئی ہے لہٰذا اس بندہ کی نصرت و حمایت ضروری ہوگی اور کرب و غم کو دور کرنے والی ذات پر اعتبار اس کو دور کرنے پر قادر ہے)۔'' (فیض القدیر ۵/۱۵۹)

نوع آخر:

(۳۴۳) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا عمرو بن الحصين، ثنا المعتمر ابن سليمان، قال: سمعت معمرا يحدث عن الزهرى، عن أبى أمامة بن سهل ابن حنيف، عن سعد بن أبى وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال: شهدتُ رسول الله ﷺ يقول: إنى لأعلم كلمة لا يقولها مكروب إلا فرج الله عنه، كلمة أخى يونس علیہ السلام.

﴿فَنَادٰى فِى الظُّلُمَاتِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّى كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ.﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (۱۷۰/۱) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم۶۵۵) وابويعلى فى «مسنده» (۱۱۰/۲-۷۷۲/۱۱۱) والطبرانى فى «الدعا» (رقم۱۲۴) وابن عدى فى «الكامل» (۱۵۰/۵)

ایک اور دعا:

(۳۴۳) ترجمہ: ”حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے پایا: میں ایسا کلمہ جانتا ہوں جو بھی مصیبت زدہ شخص اس کو کہتا ہے اللہ تعالیٰ ضرور اس کے لئے (اس مصیبت سے نکلنے کے لئے) آسانی (فرما دیتے ہیں وہ کلمہ) میرے بھائی یونس (علیہ السلام) کا کلمہ ہے۔ انہوں نے اندھیروں میں (اللہ تعالیٰ کو ان الفاظ سے) پکارا:“

﴿فَنَادٰى فِى الظُّلُمَاتِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّى كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ.﴾

ترجمہ: ”(اے اللہ!) آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں بلاشبہ میں ہی ظلم کرنے والوں میں سے ہوں۔“

فائدہ: علماء نے لکھا ہے کہ اس دعا سے کرب و بلاء کے دور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں انسان کی طرف سے اپنے اوپر ظلم کا اقرار ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: حضرت یونس علیہ السلام کو (اس ابتلا سے) نجات صرف اپنے اوپر ظلم کے اقرار کرنے کی وجہ سے ملی ہے۔

لا الہ الا انت الخ۔ یعنی اے اللہ! آپ ہی انسان کی حفاظت زندگی میں بھی کرنے والے ہیں اور مچھلی کے پیٹ میں بھی کرنے والے ہیں۔ آپ کے علاوہ کوئی اس حالت میں مدد کرنے پر قادر نہیں ہے۔ اس دعا میں ایک قسم کی ذلت اور محتاجگی کا اظہار ہے۔ (فیض القدیر۳/۵۲۶)

نوع آخر:

(۳۴۴) - حدثنى جعفر بن أحمد بن بهمرد، ثنا معمر بن سهل، ثنا عامر بن مدرك، ثنا

خلاد، عن أبی حمزة عن زیاد بن علاقة عن أبی قتادة الأنصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من قرأ آیة الکرسی وخواتیم سورة البقرة عند الکرب أعانه اللہ عزوجل.

اخرجه الدیلمی فی «مسند الفردوس» کما فی «اتحاف السادة المتقین» (۳۳۱/۴)

ایک اور دعا:

(۳۴۴) **ترجمہ:** ''حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مصیبت اور پریشانی کے وقت آیت الکرسی اور سورہ بقرہ کی آخری (دو) آیتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتے ہیں۔''

فائدہ: آیت الکرسی اور بقرہ کی آخری آیتیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔

آیۃ الکرسی:

﴿اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ﴾ (سورہ بقرہ رکوع)

بقرہ کی آیت:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِیْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ﴾

ان تمام دعاؤں کا مقصد مصیبت سختی یا کسی تکلیف کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا اور ان کی حمد و ثناء میں مشغول ہونا ہے جو دفع بلیات و حل مشکلات کے لئے بڑا سبب ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مصیبت کے وقت ان دعاؤں میں (جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ہے نہ کہ سوال و استعاذہ ہے) مشغول ہونے اور اللہ تعالیٰ کی مدد و رحمت کے متوجہ ہونے کی دو وجہیں ہیں ① ان دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کی تعریف کر کے دعا شروع کی جائے پھر دعا کی جائے۔ ② اللہ تعالیٰ کا ارشاد (حدیث قدسی میں) ہے کہ جس کو میرے ذکر کرنے کی وجہ سے مانگنے کا موقع ملا تو میں اس کو سب مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا (تو اس وقت اس میں مشغول ہونے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت و مدد زیادہ متوجہ ہوتی ہے)۔ (شرح مسلم للنووی ۳۵۱/۲)

باب ما يقول إذا خاف سلطانا

جب کسی بادشاہ کا ڈر ہو تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٣٤٥) - أخبرني جعفر بن عيسى، قال: ثنا عمرو بن شيبة، ثنا محمد ابن الحارث الحارثي، ثنا محمد بن عبدالرحمن البيلماني، عن أبيه، عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا خفت سلطانا أو غيره فقل:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، عَزَّ جَارُكَ، وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.﴾

اخرجه الديلمي في «مسند الفردوس» (١/٢٨١/١١٠١)

(۳۴۵) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہیں کسی بادشاہ یا کسی اور چیز کا ڈر ہو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، عَزَّ جَارُكَ، وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جو بردبار اور نہایت ہی کریم ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام عیوب سے پاک ہیں جو ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کے رب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ (اے اللہ!) آپ کی پناہ عزت والی ہے اور آپ کی تعریف بزرگی والی ہے آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی بادشاہ کا ڈر ہو تو یہ دعا پڑھنا چاہیے۔

اس دعا میں مشغول ہونے کی حکمت یہ ہے کہ دعا مانگنے میں مشغول ہونے سے اللہ تعالیٰ کی تعریف میں مشغول ہونا مقصد و مراد کے حصول کا بڑا سبب ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۱۸)

اس دعا کے ساتھ ”اللهم انا نجعلك في نحورهم ونعوذ بك من شرورهم“ پڑھنا بھی مستحب ہے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۱۲۲)

باب ما يقول إذا خاف سلطانا أو شيطانا أو سبعا

جب کسی بادشاہ، شیطان یا درندے کا ڈر ہو تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٣٤٦) - أخبرني محمد بن عثمان، ثنا إبراهيم بن نصر، ثنا الحسن ابن بشر بن مسلم، ثنا أبي، عن أبان بن أبي عياش، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: كتب عبدالملك إلى الحجاج بن يوسف أن انظر إلى أنس بن مالك، خادم رسول الله صلى الله عليه وسلم، فادن مجسله، وأحسن جائزته، وأكرمه، قال: فأتيته، فقال لي ذات يوم: يا أبا حمزة، إني أريد أن أعرض عليك خيلي، فتعلمني أين هي من الخيل التي كانت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فعرضها، فقلت: شتان ما بينهما، فإنها كانت تلك أرواثها وأبوالها وأعلافها أجرا، فقال الحجاج: لو لا كتاب أمير المؤمنين فيك لضربت الذي فيه عيناك، فقلت: ما تقدر على ذلك، قال: ولم؟ قلت: لأن رسول الله صلى الله عليه وسلم علمني دعاء أقوله لا أخاف معه من شيطان ولا سلطان ولا سبع، قال: يا أبا حمزة! علمه ابن أخيك محمد بن الحجاج، فأبيت عليه، فقال لابنه: إيت عمك أنسا فسله أن يعلمك ذلك، قال أبان: فلما حضرته الوفاة دعاني، فقال: يا أحمر! إنَّ لك إليَّ انقطاعا، وقد وجبت حرمتك، و إني معلمك الدعاء الذي علمني رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلا تعلمه من لا يخاف الله عزوجل، أو نحو ذلك قال: تقول:

﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَدِيْنِيْ، بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ أَعْطَانِيْهِ رَبِّيْ، بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْأَسْمَاءِ، بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ، بِسْمِ اللّٰهِ افْتَتَحْتُ، وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ، اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا، أَسْأَلُكَ اَللّٰهُمَّ بِخَيْرِكَ مِنْ خَيْرِكَ الَّذِيْ لَا يُعْطِيْهِ أَحَدٌ غَيْرُكَ، عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ، اِجْعَلْنِيْ فِيْ عِيَاذِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ سُلْطَانٍ وَمِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَحْتَرِسُ بِكَ مِنْ شَرِّ جَمِيْعِ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ خَلَقْتَهُ، وَأَحْتَرِزُ بِكَ مِنْهُمْ، وَأُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، أَللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ، وَمِنْ خَلْفِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ،

وَعَنْ يَمِيْنِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَعَنْ يَسَارِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ وَمِنْ فَوْقِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ.

اخرجه ابن سعد في «الطبقات» كما في «الكنزالعمال» (۲/۹۸/۳۸٤۷) والطبراني في «الدعا» (رقم ۱۰۵۹) وابوالشيخ في «الثواب» كما في كنزالعمّال (۲/۲۸۲ - ۲۸۳/۵۰۱۷) والرافعي في «التدوين في اخبار قزوين» (۱/۱۲٤)

(۳۴۶) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: (خلیفہ) عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو خط لکھا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خادم ہیں ان کا خیال رکھنا، ان کو اپنے قریب بٹھانا، ان کو اچھے انعام سے نوازنا اور ان کا اکرام کرنا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں حجاج کے پاس آیا تو ایک دن اس نے مجھ سے کہا: ابوحمزہ! میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اپنے گھوڑے دکھاؤں تاکہ آپ مجھے بتائیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے گھوڑوں کے مقابلے میں کیسے ہیں؟ اس نے ان گھوڑوں کو مجھے دکھایا۔ میں نے کہا: ان میں اور رسول اللہ ﷺ کے گھوڑوں میں زمین آسمان کا فرق ہے کیونکہ ان کی لید، ان کے پیشاب اور ان کے چارے میں بھی اجر وثواب تھا۔ حجاج نے کہا: اگر میرے پاس آپ کے بارے میں امیر المؤمنین کا خط نہ ہوتا تو میں آپ کے سر کو قلم کردیتا جس میں آپ کی دونوں آنکھیں ہیں۔ میں نے اس سے کہا: تو ایسا نہیں کرسکتا۔ اس نے کہا: کیوں؟ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک دعا سکھائی ہے میں اس کو پڑھتا ہوں (جس کی وجہ سے) میں کسی شیطان، سلطان اور درندے سے نہیں ڈرتا ہوں۔ حجاج نے کہا: ابوحمزہ! آپ اپنے بھتیجے محمد بن الحجاج کو وہ دعا سکھا دیں۔ میں نے انکار کردیا۔ اس نے اپنے بیٹے سے کہا: اپنے چچا انس کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ تمہیں یہ دعا سکھا دیں۔ حضرت ابان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کا وقت قریب ہوا تو مجھے بلایا اور فرمایا: احمر! اب تم میرے پاس ہی رہو تمہارے حق کی ادائیگی ضروری ہوگئی ہے (یعنی تم میرے شاگرد و خادم ہو اور جو کچھ میرے پاس علم ہے وہ تمہیں سکھانا میری ذمہ داری ہے اور اب میری موت کا وقت قریب ہے اس لئے اب تم میرے پاس ہی رہو اور میرے پاس جو کچھ علم ہے اب وہ تمہیں سکھانا ضروری ہے اس لئے) اب میں تمہیں ایک دعا سکھاتا ہوں جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھائی تھی۔ جو اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرتا ہو اس کو یہ دعا نہ سکھانا یا ایسی ہی کوئی اور بات فرمائی۔ تم یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَدِيْنِيْ، بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ أَعْطَانِيْهِ رَبِّيْ، بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْأَسْمَاءِ، بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ، بِسْمِ اللّٰهِ افْتَتَحْتُ، وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ، اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا

أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا، أَسْأَلُكَ اَللّٰهُمَّ بِخَيْرِكَ مِنْ خَيْرِكَ الَّذِيْ لَا يُعْطِيْهِ أَحَدٌ غَيْرُكَ، عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ، إِجْعَلْنِيْ فِيْ عِيَاذِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ سُلْطَانٍ وَمِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَحْتَرِسُ بِكَ مِنْ شَرِّ جَمِيْعِ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ خَلَقْتَهُ، وَأَحْتَرِزُ بِكَ مِنْهُمْ، وَأُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، أَللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ، وَمِنْ خَلْفِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَعَنْ يَّمِيْنِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَعَنْ يَّسَارِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ وَمِنْ فَوْقِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ. ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بڑے ہیں اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں، میرے نفس اور دین پر اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت ہے، جو تمام ناموں میں سب سے اچھا نام ہے، اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت ہے کہ جس مبارک نام کی وجہ سے زمین وآسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے میں شروع کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں اللہ اللہ ہی میرے رب ہیں جن کے ساتھ میں کسی کو شریک نہیں کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں آپ کی ایسی خیر کا سوال کرتا ہوں جو خیر آپ کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا ہے۔ آپ کا پڑوس عزت والا اور آپ کی تعریف بزرگی والی ہے آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے (اے اللہ!) آپ مجھے ہر بادشاہ کے شر اور ہر شیطان مردود کے شر سے حفاظت میں رکھئے۔ اے اللہ! میں آپ سے ہر شر والوں کے شر سے جن کو آپ نے پیدا کیا آپ کی پناہ چاہتا ہوں اور میں ان کلمات کو بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یل ولم یولد ولم یکن لہٗ کفوا احد اپنے آگے اور ایسے کلمات کو اپنے پیچھے اور ایسے ہی کلمات اپنے دائیں اور بائیں اور اپنے اوپر اور آگے کرتا ہوں۔''

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کی آفات سے محفوظ رہنے کے لئے روزانہ اس دعا کو پڑھنا چاہئے۔

باب ما يقول إذا خاف السباع

جب درندے کا خوف ہوتو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٣٤٧) - أخبرني إسماعيل بن إبراهيم الحلواني، ثنا أبي، ثنا إبراهيم ابن المنذر، ثنا عبدالعزيز بن عمران، عن ابن أبي حبيبة، عن داود بن الحصين، عن عكرمة، عن ابن عباس، عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنهم، قال: إذا كنت بواد تخاف فيه السباع، فقل:

﴿أَعُوْذُ بِدَانِيَالَ وَبِالْجُبِّ مِنْ شَرِّ الْأَسَدِ.﴾

اخرجه الخرائطي في «مكارم الاخلاق» (١٠٧٩/٩٥٩/٢) ذكره الدميري في «حياة الحيوان»

(۳۴۷) ترجمہ: ''حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی وادی میں ہو اور تم کو اس میں درندے کا ڈر ہو تو یہ دعا پڑھو:

﴿أَعُوْذُ بِدَانِيَالَ وَبِالْجُبِّ مِنْ شَرِّ الْأَسَدِ.﴾

ترجمہ: ''میں دانیال (علیہ السلام) اور کنویں کے رب کی شیر کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ بخت نصر بادشاہ نے دو شیروں کو غضب ناک کر کے ایک کنویں میں ڈال دیا تھا پھر اس میں حضرت دانیال علیہ السلام کو ڈال دیا وہاں ایک طویل عرصے تک آزمائش میں رہے۔ ایک اور واقعہ منقول ہے کہ آپ کے وقت جو بادشاہ تھا نجومیوں نے اس کو بتایا کہ آج جو لڑکا پیدا ہوگا وہ تمہاری سلطنت تباہ کر دے گا تو اس دن ان کی والدہ کو جنگل میں جھاڑیوں میں ڈال دیا وہاں شیر اور شیرنی نے آکر ان کو محبت سے چاٹا یوں اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کا انتظام فرمایا۔

علامہ دمیری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت دانیال علیہ السلام کو عمر کے ابتدائی اور آخری حصہ میں آزمایا جب وہ ثابت قدم رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ انعام عطا فرمایا کہ جو ان کا نام لے کر اللہ تعالیٰ سے موذی درندوں سے پناہ مانگے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائیں گے۔ (حیوۃ الحیوان مترجم ۲/ ۴۹، ۵۰)

باب ما يقول إذا غلبه أمر

جب کوئی مشکل کام پیش آجائے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۳٤۸) - أخبرني أبو يعلى، ثنا خالد بن مرداس، ثنا عبدالله بن المبارك، عن محمد بن عجلان، عن ربيعة بن عثمان، عن الأعرج، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: المؤمن القوى خير وأفضل وأحب إلى الله من المؤمن الضعيف، وفي كلٍّ خير، إحرص على ما ينفعك، ولا تعجز عن نفسك، و إن غلبك أمر فقل:

﴿قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَاءَ صَنَعَ﴾

و إياك واللّو، فإن اللّو تفتح عمل الشيطان.

اخرجه احمد في «مسنده» (۳۶۶/۲، ۳۷۰) والمسلم (۲۰۵۲/٤/۲۶۶٤) (۳۳۸/۲) وابن ماجه (۷۹/۳۱/۱) (ص۹) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم۶۲۱) وابن حبان في «صحيحه» (۵۷۲۲/۲۹/۳)

(۳۴۸) ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک قوی مؤمن کمزور مؤمن سے زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ ہر چیز میں خیر ہے جو چیز تمہیں نفع پہنچائے اس کے (حصول کے) لئے حرص کرو اور اپنے سے عاجز ہو کر نہ بیٹھے رہو اگر تمہیں کوئی کام (تمہاری مرضی کے خلاف پیش آئے اور تمہیں اس کو کرنے میں) مشکل پیش آئے تو:

﴿قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَاءَ صَنَعَ﴾

ترجمہ: ”کہ جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ کیا۔“

کہا کرو اور ”اگر مگر کاش“ کہنے سے بچو کیونکہ یہ (اگر مگر کاش) شیطان کے عمل کو کھول دیتا ہے۔“

فائدہ: یہاں قوت سے مراد عزم وارادے کی پختگی اور طبیعت کا آخرت کے امور کی طرف چلنا ہے کیونکہ جس شخص میں یہ دو باتیں ہوں گی وہ جہاد میں دشمنوں کی طرف بڑھنے، ان پر حملہ کرنے اور ان پر لپکنے میں جلدی کرنے والا ہوگا اور نیکیوں کا حکم کرنے اور برائیوں سے منع کرنے اور اس پر تکلیفوں پر صبر کرنے اور عبادت کی رغبت رکھنے والا ہوگا۔ (شرح مسلم ۳۳۸/۲)

یا قوت سے مراد بدنی قوت مراد ہو جس کی وجہ سے عبادت زیادہ کی جا سکے گی یا قوت سے مراد مال ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خوب خرچ کیا جا سکے گا۔ (قالہ القاضی تکملہ فتح الملہم ۵۱۰/۵)

اپنے نفع کی حرص کر یعنی جس چیز میں اپنی دنیا اور دین کا نفع ہو اس کے حصول کے لئے سعی وکوشش کرو نہ یہ کہ تقدیر پر تکیہ کر

کے سارے اسباب چھوڑ بیٹھے جو تفریط شرعی (شریعت کی حدود سے تجاوز) ہے۔

اگر مگر کاش کا لفظ استعمال کرنے کو اس لئے منع فرمایا کہ جو کچھ ہو گیا وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گیا اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہوا اس پر راضی رہنا چاہئے اس کے خلاف سوچ وفکر کرنا اور اگر مگر کرنا اس سے ایسا نہ ہو کہ شیطان اس کے پیچھے لگ جائے اور کہے کہ میں اگر تقدیر کے پیش آنے سے پہلے ایسا کر لیتا تو ایسا نہ ہوتا یہ بات تسلیم ورضا کے خلاف ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۲۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی بات پیش آئے تو "قدر اللّٰہ ماشاء صنع" کہنا چاہئے اور اگر مگر سے بچنا چاہئے۔

نوع آخر:

(٣٤٩) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا عمرو بن عثمان، حدثنا بقية ابن الوليد، ثنا بحير بن سعد، عن خالد بن معدان، عن سيف، عن عوف ابن مالك الأشجعي رضي الله تعالى عنه، أنه حدث أن النبي صلى الله عليه وسلم قضى بقضاء بين رجلين، فقال المقضي عليه لما أدْبَرَ: حسبي الله ونعم الوكيل، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: رُدُّوا عليَّ الرجل، فقال: ماذا قلت؟ قال: قلت: حسبي الله ونعم الوكيل، قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله عزوجل يلوم على العجز، ولكن عليك بالكيس، فإذا غلبك أمر فقل:

﴿حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ.﴾

وأحمد في «مسنده» (٦/٢٥) وابوداؤد (٣/٣١٣/٣٦٢٧) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٦٢٦) (٢/٨١٥٥) والبيهقي في «شعب الايمان» (٢/٨١/١٢١٣) والديلمي في «مسند الفردوس» (١/١٥٠/٥٤٣)

ایک اور دعا:

(۳۴۹) ترجمہ: "حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کے درمیان (کسی معاملے میں) فیصلہ فرمایا۔ فیصلہ جس کے خلاف ہوا تھا وہ شخص جب واپس جانے لگا تو اس نے کہا:

﴿حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ.﴾

ترجمہ: "کہ اللہ تعالیٰ ہی میرے لئے کافی ہیں اور وہ بہترین کام بنانے والے ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کو میرے پاس واپس لاؤ (جب وہ شخص واپس آ گیا تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے کیا کہا؟ اس نے کہا: میں نے "حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" کہا۔ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عاجز ہونے والے کو بہت برا سمجھتے ہیں (اس لئے) تم سمجھداری اختیار کیا کرو۔ (اس کے باوجود) کوئی بات غالب آجائے (کوئی ناگوار بات پیش آئے) تو "حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ" پڑھ لیا کرو۔"

فائدہ: بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے قرضہ لیا ہوگا اور بعد میں اس کو واپس بھی کر دیا ہوگا لیکن واپسی کی کوئی رسید نہ لی ہوگی اس لئے دوسرے شخص نے عدم ادائیگی کا دعویٰ کر دیا ہوگا اور اس کے پاس کوئی ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے وہ مقدمہ ہار گیا ہوگا پھر جب باہر نکلا تو یہ کلمات کہے ہوں گے۔

اس پر آپ ﷺ نے ان کو تنبیہ فرمائی کہ کاروبار زندگی اور دنیاوی امور میں لاپرواہی اور کوتاہی نہیں کرنی چاہئے یہ کوئی اچھی چیز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو ناپسند کرتے ہیں اس لئے اپنی کوتاہی کو عجز پر محمول کر کے یہ نہ کہو بلکہ آئندہ عہد کر لو کہ اس قسم کی کوتاہی نہیں کرو گے۔

مطلب یہ ہے کہ عاجز ہو جانا اور کسی کام کی ہمت چھوڑ بیٹھنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے کیونکہ یہ تو ناامیدی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے ناامید ہونا مسلمان کی شان نہیں ہے۔ اس لئے ہمت کرنی چاہئے حسن تدبیر سے ہر کام کو انجام دینا چاہئے اس کے باوجود بھی کوئی ناگوار واقعہ پیش آئے تو "حسبی اللّٰہ و نعم الوکیل" پڑھنا چاہئے۔ (مظاہر حق ۳/۲۲۷)

باب ما يقول إذا عسرت عليه معيشته

معاشی تنگی کے وقت کیا دعا پڑھنی چاہیے

دنیاوی معاش جس پر دنیاوی زندگی کا دارومدار ہے بسا اوقات اس کی کمی اور تنگی دین میں اضمحلال کا سبب بن جاتی ہے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے اس موقع پر کیا دعا پڑھنی چاہیے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب جس کے ذیل میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(۳۵۰) - أخبرني أبو عروبة، حدثنا محمد بن المصفى، ثنا يحيى ابن سعيد، عن عيسى بن ميمون، عن سالم، عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما يمنع أحدكم إذا عسر عليه معيشته أن يقول إذا خرج من بيته:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَمَالِيْ وَدِيْنِيْ، أَللّٰهُمَّ رَضِّنِيْ بِقَضَائِكَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا قُدِّرَ لِيْ، حَتّٰى لَا أُحِبَّ تَعْجِيْلَ مَا أَخَّرْتَ، وَلَا تَأْخِيْرَ مَا عَجَّلْتَ.﴾

اخرجه ابن عدی فی «الكامل» (٢٤١/٥) والبيهقی فی «شعب الايمان» (٢٢٧/٢٢٧/١) بدون هذ السياق والديلمی فی «سند للفردوس» (٦٣٤٦/١١١/١٤)

(۳۵۰) ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی کو معاش کی تنگی ہو تو وہ گھر سے نکلتے وقت یہ دعا کیوں نہیں پڑھتا ہے (یعنی اس کو یہ دعا پڑھنی چاہیے):

﴿بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَمَالِيْ وَدِيْنِيْ، أَللّٰهُمَّ رَضِّنِيْ بِقَضَائِكَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا قُدِّرَ لِيْ، حَتّٰى لَا أُحِبَّ تَعْجِيْلَ مَا أَخَّرْتَ، وَلَا تَأْخِيْرَ مَا عَجَّلْتَ.﴾

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے نام سے (کہ ان کا بابرکت نام یا بابرکت نام کی برکت) میرے نفس پر میرے اور میرے دین پر (ہو) اے اللہ! مجھے اپنے فیصلہ پر (جو آپ نے میرے بارے میں کیا ہے) راضی (ہونے کی توفیق عطا) کر دیجئے۔ میرے لئے! آپ نے جو کچھ مقدر فرمایا ہے اس میں برکت ڈال دیجئے یہاں تک جو آپ نے میرے لئے مؤخر (بعد میں دنیا مقرر) کر دیا ہے اس کے جلد مل جانے کو پسند نہ کروں اور جس کو آپ نے مجھے جلدی عطا فرما دیا ہو اس کے دیر سے ملنے کو پسند نہ کروں۔"

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے اس تنگدستی میں اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتا ہوں۔

یہاں پر مال کو دین سے پہلے ذکر کیا ہے کیونکہ اس کی وجہ سے دنیاوی زندگی میں گزر بسر کی سہولت رہتی ہے جس کی وجہ سے عموماً دین کی بھی حفاظت رہتی ہے اس اہمیت کی وجہ سے مال کو پہلے ذکر فرمایا دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت چونکہ معاشی تنگی ہی میں وسعت چاہی جارہی ہے تو اس وجہ سے بھی مال کو مقدم کیا اگرچہ دین اس سے کہیں زیادہ اہم ہے۔

فیصلہ کا مطلب تقدیر ہے جس پر ایمان لانا واجب ہے اچھی ہو یا بری طبیعت کے موافق ہو یا مخالف ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا چاہئے۔ (کلہ من فتوحات ربانیہ ۴/۲۶)

وسعت رزق کے لئے چند منقول دعائیں:

❶ ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنگدستی اور امراض کے لئے یہ دعا پڑھنے کے لئے فرمائی:

﴿توَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِىْ لَا يَمُوْتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَداً وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْراً﴾ (الدعا الطبرانی بحوالہ الدعاء المسنون صفحہ ۵۱۸)

❷ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ دعا سکھائی:

﴿يَا اَوَّلَ الْاَوَّلِيْنَ يَا اٰخِرَ الْاٰخِرِيْنَ يَا ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِيْنِ وَ يَا رَاحِمَ الْمَسَاكِيْنِ وَيَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ﴾ (الدعا کنز العمال بحوالہ الدعا المسنون صفحہ ۵۱۹)

❸ ایک شخص نے تنگی کی شکایت کی تو اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا سکھائی فجر کی نماز سے پہلے (سنتوں کے بعد) سو مرتبہ یہ دعا پڑھنے کے لئے فرمایا:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ﴾

(سہل الہدی بحوالہ الدعا المسنون صفحہ ۵۲۳)

❹ ایک شخص نے فقر وفاقہ کی شکایت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا: جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کرو خواہ گھر میں کوئی ہو یا نہ ہو پھر مجھ پر سلام بھیجو۔ "الصلاة والسلام على رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم" پھر ایک بار سورۃ اخلاص پڑھو۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے اس پر رزق کی بارش کردی۔ (القول البدیع صفحہ ۱۲۴، بحوالہ الدعا المسنون صفحہ ۵۲۰)

❺ استغفار اور "لا حول ولا قوة الا بالله" بھی کثرت سے پڑھنا چاہئے۔ (الدعا المسنون صفحہ ۵۲۲)

باب ما يقول إذا استصعب عليه أمر

جب کوئی کام مشکل ہو جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

جب کوئی مشکل پیش آ جائے اور کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچے تو کیا کرنا چاہیے؟ ہر مشکل کا دور ہونا اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہے اس لئے ہر مشکل کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو باب جن کے ذیل میں پانچ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۳۵۱) - حدثنا محمد بن هارون بن المجدر، ثنا محمود بن غيلان، ثنا أبوداود الطيالسي، ثنا حماد بن سلمة، عن ثابت، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:

﴿اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ إِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا، وَأَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ إِذَا شِئْتَ سَهْلًا.﴾

وأخرجه ابن حبان في «صحيحه» (۳/۲۵۵/۹۷٤) والحاكم والبيهقي كما ذكره العجلوني في «كشف الخفاء» (۱/۲۱٦/۵٦۳) والديلمي في «سند الفردوس» (۱/٤۹۵/۲۰۱۹) والمقدسي في «الاحاديث المختارہ» (۵/٦۳/۱٦۸۳)

(۳۵۱) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (جب کوئی مشکل کام پیش آتا تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے:

﴿اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ إِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا، وَأَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ إِذَا شِئْتَ سَهْلًا.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! کوئی کام بھی مشکل نہیں سوائے اس کام کے جس کو آپ مشکل بنا دیں اور آپ جب چاہیں مشکل کام کو آسان بنا دیں (اس لئے میرے اس کام کو آسان بنا دیجئے)۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی مشکل کام پیش آ جائے تو یہ دعا پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے نہ کوئی کام مشکل ہے نہ ہی کوئی کام ناممکن ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خود بھی یہی عمل تھا کہ جب کوئی مشکل یا سخت کام پیش آتا، تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ (کذا فی ابوداؤد ا/۱۸۷)

اور امت کو بھی اس حدیث میں یہی تعلیم عنایت فرمائی ہے۔

باب ما يقول إذا انقطع شِسْعُهُ

جب جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

مسلمانوں کو جب بھی تکلیف پہنچتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑے اجر وثواب کا وعدہ ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف کس طرح متوجہ ہونا چاہیے اور کن الفاظ سے مدد مانگنی چاہیے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب جس کے ذیل میں چار احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٣٥٢) - حدثنا أبو خليفة، ثنا مسدد، ثنا هشيم، عن يحيى بن عبدالله، عن أبيه، عن أبى هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليسترجع أحدكم فى كل شيء، حتى فى شسع نعله، فإنها من المصائب.

اخرجه هناد السرى فى «الزهد» (٤٢٤/٢٤٦/١٠) والبزار فى «مسنده» (٣٤٥٧/٤٠٠/٨) وابن عدى فى «الكامل» (٢٠٤/٧) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٩٦٩٣/١١٧/٧) ومسدد فى «مسنده» كما فى «اتحاف الخيرة المهرة» (١٥٨/٦)

(۳۵۲) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں ہر ایک کو چاہیے کہ وہ ہر چیز (یعنی ہر پیش آنے والی مصیبت) پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا کرے حتیٰ کہ اپنے جوتے کے تسمہ کے ٹوٹنے پر بھی (وہ انا للہ پڑھا کرے) کیونکہ یہ بھی مصیبتوں میں سے (ایک مصیبت) ہے۔“

فائدہ: جب تم میں سے کسی کا تسمہ ٹوٹ جائے اور وہ اس پر انا للہ پڑھے تو اس کو اس کے رب کی طرف سے رحمت اور ہدایت ملتی ہے جو اس کے لئے دنیا سے بہتر ہے۔ (ابن ابی الدنیا، مسند فردوس بحوالہ درمنثور ۳۸۰/۲)

(٣٥٣) - أخبرنا الحسين بن عبدالله القطان، ثنا هشام بن عمار، ثنا صدقة، ثنا زيد بن واقد، عن بشر بن عبيدالله، عن أبى إدريس الخولانى، قال: بينما النبى صلى الله عليه وسلم يمشى هو و اصحابه، إذا انقطع شسعه، فقال:

﴿ إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ﴾

قالوا: أو مصيبة هذه؟ قال: نعم! كل شيء ساء المؤمن فهو مصيبة.

اخرجه هشام بن عمار فى «فوائده» كما فى «الفتوحات الربانيه» (٢٨/٤) وذكره ابراهيم بن محمد الحسينى فى «البيان والتعريف» (١٨٧/٢) واخرجه الطبرانى فى «المعجم الكبير» (٧٨٢٤/٢٠٣/٨) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٩٦٩٣/١١٧/٧)

(۳۵۳) ترجمہ: ”حضرت ابوادریس خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم (کہیں) جا رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی:

﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾

ترجمہ: ''ہم سب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے (اور ان کی ملکیت) ہیں اور ہم سب کو ان ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔''

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: کیا یہ (جوتے کے تسمہ کا ٹوٹ جانا بھی) مصیبت ہے (جو آپ نے یہ دعا پڑھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! ہر چیز جو مسلمان کو ناگوار اور بری لگے وہ مصیبت ہے۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ مسلمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے وہ اس کے لئے ثواب کا باعث ہے اس لئے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنا چاہئے۔ مصیبت خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اس وقت یہ دھیان کرنا کہ یہ مصیبت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ختم ہو کر واپس چلی جائے گی نیز یہ مصیبت ہی کیا ہم بھی اللہ تعالیٰ کے ہیں اور ان ہی کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اس کا فائدہ ایک طرف مصیبت کے اثر کا کم ہونا تو دوسری طرف یہ آخرت کے دھیان کا ذریعہ بھی ہے جو تمام امور کی اساس و بنیاد ہے۔

یہاں غالباً جوتے کے تسمہ سے مراد معمولی مصیبت و تکلیف ہے کہ اگر کوئی معمولی سی بھی تکلیف و مصیبت پہنچے تو انا للہ پڑھنا چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ اچانک چراغ بجھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ پڑھی۔

(مظاہر حق ۲/۱۶۵)

(٣٥٤) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا قطن بن نسير، ثنا جعفر بن سليمان، عن ثابت، عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليسأل أحدكم ربه حاجته كلها، حتى يسأله شسع نعله إذا انقطع.

اخرجه ابويعلى في «مسنده» (٣٤٠٣/١٣/٨) وابن حبان في «صحيحه» (٨٩٥/١٧٦/٣) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٥٥٩٥/٣٧٣/٥) والبيهقي في «شعب الايمان» (١١١٦/٤١-٤٠/٢) والديلمي في «مسند الفردوس» (٥٤٢٣/٤٦٠/٣)

(۳۵۴) ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں ہر ایک کو چاہئے کہ وہ ہر چیز اپنے رب سے مانگے حتیٰ کہ جوتے کا تسمہ بھی جب ٹوٹ جائے تو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگے۔''

(٣٥٥) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا محمد بن عبدالله بن نمير، ثنا هاشم ابن القاسم، عن محمد

بن مسلم بن الوضاح، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: سلوا الله كل شيء حتى الشسع، فإن الله عزوجل إن لم ييسّره لم يتيسر.

اخرجه ابن ابی العاصم فی «الزهد» (۲۰۳/۱) وابویلی فی «مسنده» (۴۵٦۰/۴۴/۸) والبیهقی فی «شعب الایمان» (۱۱۱۹/۴۲/۲)

(۳۵۵) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ہر چیز اللہ تعالیٰ سے مانگو حتیٰ کہ جوتے کا تسمہ بھی اللہ تعالیٰ ہی سے مانگو کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کو آسان نہ کریں تو وہ چیز آسان نہیں ہوتی ہے۔“

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہئے خواہ چھوٹی ہو یا بڑی یہ نہیں کہ چھوٹی چیز ہے اس لئے اللہ تعالیٰ سے نہ مانگی جائے بلکہ انسان ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے اور اسی محتاجگی کا اظہار ہے کہ ہر چیز چھوٹی یا بڑی اللہ تعالیٰ ہی سے مانگی جائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر چیز خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کو آسان فرمانے والے ہیں اللہ تعالیٰ کسی چیز کو آسان نہ کریں تو خواہ چھوٹی ہیں کیوں نہ ہو وہ آسان نہیں ہوسکتی۔

(تحفۃ الحوذی بتصرف ۷۳،۷۲/۱۰)

ایک روایت میں ہے کہ تم میں ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اپنے رب سے اپنی ضرورت کا سوال کیا کرے کہ سخاوت کے خزانے اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور اس کی تنگی بھی اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دینے والا نہیں ہے یہاں تک کہ نمک (جیسی معمولی چیز) بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے۔ (تحفۃ الاحوذی ۵۲/۱۰)

باب ما يقول إذا ذكر نعم الله عزوجل

جب اللہ تعالیٰ کی نعمت یاد آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٣٥٦) - حدثنا محمد بن إبراهيم بن أبي الرجال، أنبأنا محمد بن معمر، ثنا أبو عاصم، عن شبيب بن بشر، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ما أنعم الله تعالىٰ على عبده نعمة فقال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾

إلا كان قد أعطى خيرا مما أخذ.

اخرجه ابن ماجه (٣٨٠٥/١٢٥٠/٢) (ص٢٧٠) والطبراني في «المعجم الاوسط» (١٣٥٦/٩٣/٢) والبيهقي في «شعب الايمان» (٤٤٠٣/٩٨/٤) وابوعبدالله المقدسي في «الاحاديث المختارة» (٢١٩٥/١٨٦/٦) والحكم الترمذي في «نوادر الاصول» (١١٣/٣-١١٤)

(۳۵۶) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے پر کوئی انعام فرماتے ہیں اور وہ (شکر کے طور پر) یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾

ترجمہ: ''تمام تر حمد وستائش کے لائق سارے جہانوں کے پروردگار ہی ہیں تو اللہ تعالیٰ جو چیز بھی بندے سے لیتے ہیں اس سے بہتر چیز اسے عطا فرماتے ہیں۔''

فائدہ: نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور نعمت پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا اور تعریفی کلمات ادا کرنا اعلیٰ ترین شکر ہے گویا اس شخص نے لوگ جن الفاظ سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں ان میں بہترین الفاظ سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا ہے۔

یہ (انعام کہ جو نعمت لی اس سے بہترین عطا فرمادی) حمد وثناء کی فضیلت کا اظہار ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا بدل کوئی چیز نہیں ہوسکتی ہے۔ (انجاح الحاجہ صفحہ ۲۷۰)

ایک روایت میں ہے جس کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرمائے اور وہ اس کو باقی رکھنا چاہے تو وہ ''ماشاء اللّٰہ لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ'' کثرت سے پڑھا کرے۔ (طبرانی عن عقبہ ابن عامر ترغیب فتوحات ربانیہ ۲۴۳/۱)

باب ما يقول لدفع الآفات

دفع آفات کے لئے کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٣٥٧) - حدثنا محمد بن عبدالله المستغيثي، حدثنا حماد بن الحسن، عن عنبسة، قال: حدثنا عمرو بن يونس، قال: حدثنا عيسى بن عون الحنفي، عن عبدالملك بن زرارة الأنصاري، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما أنعم الله عزوجل على عبد نعمة في أهل ومال وولد فيقول:

﴿مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

فيرى فيها آفة دون الموت.

اخرجه ابويعلي في «مسنده» كما في «اتحاف الخيره المهره» (٤/٤٦٠) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٤/٣٠١/٤٢٦١) وفي «المعجم الصغير» (١/٣٥٢/٥٨٨) والبيهقي في «تاريخ البغداد» (٣/١٩٨-١٩٩)

(۳۵۷) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے اہل عیال اور اولاد پر کوئی انعام فرماتے ہیں اور وہ یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

ترجمہ: ”جو اللہ تعالیٰ نے چاہا (وہی ہوا) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی قوت نہیں ہے تو وہ موت کے علاوہ کوئی برائی (اہل مال اور اولاد) میں نہ دیکھے گا۔“

فائدہ: پہلے بھی بیان کیا جاچکا ہے کہ کسی چیز کو دیکھ کر ”ماشاء الله لا حول لا قوة الا بالله“ اور ماشاءاللہ پڑھنے سے اس کو نظر نہیں لگتی ہے۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ کسی نعمت پر اگر یہ دعا پڑھ لی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔

باب ما يقول إذا قيل له: غفر الله لك

جب کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے تو کیا کہنا چاہئے

(۳۵۸) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا أحمد بن عبدة، عن عبدالواحد ابن زياد، ثنا عاصم، عن عبدالله بن سرجس، قال: رأيت رسول الله ﷺ، وأكلت من طعامه، قلت: غفرالله لك يا رسول الله، قال: ولك، قال: قلت لعبدالله: استغفر لك؟ قال: نعم ولكم! ثم تلا هذه الآية:

﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (۸۲/۵) والمسلم (۲۳۴۶/۱۸۲۳/۴) (۲۶۰/۲) والنسائی فی «السنن الكبرى» (۱۰۱۲۷/۸۱/۶) وفی«عمل اليوم والليلة» (رقم ۴۲۲) وابويعلى فی «مسنده» (۱۵۶۳/۱۲۲-۱۲۱/۳)

(۳۵۸) ترجمہ: ”حضرت عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ کا کھانا بھی کھایا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری بھی مغفرت فرمائیں۔ حضرت عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہاں! (تعجب کی کیا بات ہے آپ ﷺ نے تو) تمہارے لئے بھی دعائے مغفرت فرمائی ہے۔ پھر انہوں نے (دلیل کے طور پر) آیت:

﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾

ترجمہ: ”اور آپ اپنی خطاؤں اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے معافی طلب کیا کریں۔“

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ جب کوئی کسی کو مغفرت کی دعا دے تو اس کو بھی جواباً مغفرت کی دعا دینی چاہئے۔

اسی طرح جب کوئی مغفرت کی دعا کرنے کو کہے تو اس کے لئے بھی مغفرت کی دعا کرنی چاہئے ایک صحابی حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مغفرت کی دعا طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔ (نسائی عمل الیوم واللیلہ رقم ۴۲۰)

باب ما يقول إذا أذنب ذنبا

جب کوئی گناہ کر بیٹھے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

گناہوں پر توبہ استغفار کرنا اور نادم ہونا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ کیا انعام عطا فرماتے ہیں، استغفار جہاں گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے وہیں بہت سارے انعامات کا ذریعہ بھی ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کی کیا اہمیت بیان فرمائی اور خود آپ ﷺ کا معمول استغفار کا تھا حتی ایک ایک مجلس میں ستر ستر مرتبہ تک آپ کا استغفار کرنا منقول ہے نیز آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کی کثرت کا بھی حکم فرمایا ہے۔

اسی طرح استغفار زبان کی تیزی سے نجات کا ذریعہ بھی ہے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے چودہ باب اور ان کے ذیل میں پندرہ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۳۵۹) - أخبرنا أبو خليفة، حدثنا أبو الوليد الطيالسي، ثنا شعبة، أخبرني عثمان بن المغيرة، قال: سمعت رجلا من بني أسد يحدث عن أسماء أو أبي أسماء، وربما قال شعبة: ابن أسماء، عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، قال: كنت إذا سمعت عن رسول الله ﷺ شيئا ينفعني الله عزوجل بما شاء أن ينفعني، حتى حدثني أبو بكر عن النبي ﷺ، وصدق أبوبكر، قال: ما من عبد يذنب ذنبا فيتوضا ويصلي ركعتين، ثم يستغفرالله عزوجل لذلك الذنب، إلا غفرالله له، وتلا هذه الآية:

﴿ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِاللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا. ﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (۲/۱) وابوداؤد (۲/۸٦/۱۲۱) (۲/۲۱۳) وابن ماجه (۱/٤٤٦/۱۳۹٥) (ص/۱۰۰) والنرمذي (۲/۲٥۷/٤۰٦) (۲/۲۹۹) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤۱۷)

(۳۵۹) ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں جب بھی رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات سنتا تو اس سے اللہ مجھے جو نفع پہنچانا چاہتے وہ پہنچاتے یہاں تک کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث سنائی اور ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے سچ فرمایا:

جو کوئی بندہ گناہ کرے پھر وضو کرے دو رکعتیں پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے اپنے اس گناہ کی معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف کر ہی دیتے ہیں۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا. ﴾

تَرجَمَہ: ''جو کوئی برا کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے تو وہ اللہ تعالیٰ کو انتہائی معاف کرنے والا اور نہایت ہی رحم کرنے والا پائے گا۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے گناہ کی معافی مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے معافی کی قوی امید ہے۔

گناہ کے بعد وضو کر کے دو رکعت پڑھنا اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگنے کا ادب ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کا اہتمام اور گناہ پر بڑی ندامت کی علامت و اظہار ہے ورنہ صرف معافی مانگنے اور توبہ کرنے سے بھی گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ (بذل ۲/۳٦۲)

باب ما يقول من أذنب ذنبا بعد ذنب

جب گناہ کے بعد دوبارہ گناہ ہوجائے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٣٦٠) - حدثنا أبو يعلى، ثنا عبدالأعلى بن حماد النرسي، ثنا حماد ابن سلمة، عن إسحاق بن عبدالله بن أبي طلحة، عن عبدالرحمن بن أبي عمرة، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، عن النبي ﷺ فيما يحكي عن ربه عزوجل، قال: إذا أذنب عبدي ذنبا، فقال:

﴿أَيْ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ﴾

فقال الله عزوجل: أذنب عبدي ذنبا، فعلم أن لهٗ ربًّا يغفر الذنب ويأخذ بالذنب، ثم عاد فاذنب، فقال: أي رب اغفر لي ذنبي، فقال الله عزوجل: أذنب عبدي ذنبا، فعلم أن لهٗ ربًّا يغفر الذنب ويأخذ بالذنب، إعمل ماشئت فقد غفرت لك.

اخرجه مسلم (٤/٢١١٢/٢٧٥٧) (٢/٣٥٧) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٤١٩) وابويعلى في «مسنده» (١١/٤٠٨-٤٠٩/٦٥٣٤) وابن حبان في «صحيحه» (٢/٣٩٢/٦٢٥) والحاكم في «المستدرك» (٤/٢٧٠/٧٦٠٨)

(۳۶۰) **ترجمہ:** ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے حدیث قدسی نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جب میرا بندہ کوئی گناہ کرتا ہے پھر وہ کہتا ہے: اے میرے رب! میرے گناہ کو معاف کر دیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے گناہ کیا، اس کو معلوم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ کو معاف کرتا ہے اور گناہ پر سزا بھی دیتا ہے۔ پھر بندہ دوبارہ گناہ کرتا ہے اور پھر دوبارہ کہتا ہے: اے میرے رب! میرے گناہ کو معاف کر دیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے گناہ کیا اور اس کو معلوم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو اس کے گناہ معاف کرتا ہے اور گناہ پر سزا دیتا ہے (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے) تو جو چاہے کر میں نے تجھے معاف کر دیا۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ جب تک گناہ کر کے توبہ کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرتے رہیں گے بلکہ اگر گناہ سو بار یا ہزار بار یا اس سے بھی زیادہ ہوجائیں اور ہر بار توبہ کر لی جائے تو سب معاف ہوجائیں گے بلکہ اگر تمام گناہوں کے بعد ایک ہی مرتبہ توبہ کر لی تو وہ بھی صحیح ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/ ۳۵۷)

لیکن شرط یہ ہے کہ توبہ اپنی شرائط کے ساتھ ہو۔ علماء نے توبہ کی چند شرائط لکھی ہیں:

1. گناہ کو فوراً چھوڑنا۔
2. گناہ پر نادم ہونا۔
3. آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرنا۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۳۴۶، فتح الباری ۱۳/۴۷۱)

بعض علماء نے لکھا ہے کہ صرف ندامت ہی کافی ہے کیونکہ جب ندامت ہوگی تو گناہ کا چھوڑنا اور آئندہ نہ کرنے کا عزم بھی ساتھ ہوگا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ الندم توبۃ کہ ندامت ہی توبہ ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۳۱۳)

بہرحال ندامت ضروری ہے ایک حدیث میں ہے کہ گناہ کر کے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں ہے۔

اس حدیث سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ دوبارہ گناہ کرنا انتہائی برا ہے اور اس کے بعد دوبارہ توبہ کرنا اس سے بھی زیادہ اچھا ہے۔ (فتح الباری ۱۳/۴۷۱)

بہرحال جب بھی گناہ ہو جائے توبہ کر لینی چاہئے۔ باقی گناہ کے بعد توبہ و استغفار کرنا اور اس کی مزید تفصیل اگلی حدیث میں آرہی ہے۔
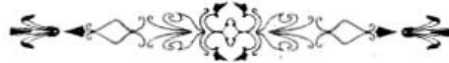
باب الاستغفار من الذنوب

گناہوں پر استغفار کرنا

(٣٦١) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا يحيى بن عبدالحميد الحماني، ثنا أبي، ثنا عثمان بن واقد، عن أبي نصيرة، قال: لقيت مولى لأبي بكر رضي الله تعالى عنه، فقلت له: سمعت من أبي بكر شيئا؟ قال: نعم سمعت أبا بكر رضي الله تعالى عنه يقول: قال رسول الله ﷺ: ما أصر من استغفر و إن عاد في اليوم سبعين مرة.

أخرجه أبوداود (١٥١٤/٨٤/٢) (٢١٩/١) والترمذي (٣٥٥٩/٥٥٨/٥) (١٩٦/٢) والبزار في «مسنده» (٩٣/١٧١/١) وابويعلى في «مسنده» (١٢٧/١٢٤/١) والبيهقي في «شعب الايمان» (٧٠٩٩/٤٠٩/٥)

(۳۶۱) **ترجمہ:** ''حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے (ہر گناہ کے بعد فوراً توبہ و) استغفار کرلیا اس نے گناہ پر اصرار نہیں کیا اگرچہ وہ ایک دن میں ستر مرتبہ (توبہ و استغفار کے بعد بھی) گناہ کرے۔''

فائدہ: گناہ پر اصرار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بار بار گناہ کیا جائے۔ گناہ خود ہی بری چیز ہے اس پر اصرار اور بھی بری چیز ہے کیونکہ صغیرہ گناہ بھی اصرار کے بعد کبیرہ گناہ اور کبیرہ اصرار کے بعد کفر تک پہنچ جاتا ہے یعنی جس نے گناہ کیا پھر نادم ہوا تو گناہ پر اصرار کرنے والا نہ رہا۔ (مظاہر حق ۲/۵۶۱)

کیونکہ گناہ پر اصرار کرنے والا وہ ہوتا ہے جو نہ استغفار کرے اور نہ نادم ہو نیز گناہ پر اصرار کرنے والا وہ ہوتا ہے جو گناہ زیادہ کرے (اور درمیان میں توبہ و استغفار اور ندامت نہ کرے)۔ (تحفۃ الاحوذی ۱۰/۴)

ستر مرتبہ فرمانا زیادتی کے لئے ہے نہ کہ ستر مرتبہ کرنا مراد ہے اور استغفار سے مراد صرف زبان سے استغفر اللہ کہنا نہیں ہے بلکہ گناہ پر ندامت اور دوبارہ نہ کرنے کا عزم ضروری ہے۔ (بذل ۲/۳۶۰)

امام مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس نے گناہ کے بعد توبہ کی اس نے گناہ کیا ہی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی کوئی انتہا نہیں ہے سارے عالم کے گناہ اللہ تعالیٰ کے عفو و درگزر کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی ۱۰/۵۷۴)

توبہ کے وقت یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ حقوق دو قسم کے ہیں ① حقوق اللہ ② حقوق العباد۔

حقوق اللہ میں تو معافی سے گناہ معاف ہوگا لیکن جو ذمہ میں نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ ہوں گے ان میں گزشتہ کی قضا و ادائیگی ضروری ہے۔ حقوق العباد۔ میں جب تک صاحب حق سے معافی نہ مانگے معاف نہیں ہوتا ہے اس لئے صاحب حق سے معاف کروانا ضروری ہے جیسے کسی کا مال غصب کیا اب اس کی ادائیگی کرے یا معاف کروائے اس طرح غیبت وغیرہ کا حال ہے۔
(مظاہر حق ۲/۵۴۹، شرح مسلم نووی ۲/۳۴۶)

باب ما يقول من ابتُلِيَ بذرب لسانه

جو شخص زبان کی تیزی (بدکلامی) میں مبتلا ہو اس کو کیا کرنا چاہیے

(٣٦٢) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا أبو الأحوص، عن أبي إسحاق، عن أبي المغيرة، قال: قال حذيفة: شكوت إلى رسول الله ﷺ ذرب لساني، فقال: أين أنت من الاستغفار؟ و إني لأستغفر الله عزوجل في كل يوم مائة مرة.

اخرجه ابن ابی شيبه فی «المصنف» (٦/٥٦/٢٩٤٤١) واحمد فی «مسنده» (٥/٣٩٤) وابن ماجه (٢/١٢٥٤/٣٨١٦-٣٨١٧) (ص٢٧٧) والنسائی فی «السنن الكبرى» (٦/١١٧/١٠٢٨٢) وابن حبان فی «صحيحه» (٣/٢٠٥/٩٢٦)

(۳۶۲) ترجمہ: ”حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی زبان کی تیزی (بدکلامی) کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں استغفار کی خبر نہیں (استغفار ہی تو اس عیب کو دور کرتا ہے) اور میں تو اللہ تعالیٰ سے روزانہ سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔“

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ تمہاری سمجھ بوجھ استغفار کو کہاں بھول گئی حالانکہ تمہیں اسے یاد رکھنا چاہیے تھا اور تمہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جو استغفار کو لازمی بنالیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی زبان سے بدکلامی اور بے ہودگی کو ختم فرما دیتے ہیں۔

آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں یہ استغفار کی ترغیب اور اس کو اختیار کرنے کی اہمیت کی وجہ سے ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہر بری خصلت سے پاک ہونے اور ہر روشن صفت سے آراستہ ہونے کے باوجود اس کی اہمیت اور اس کے بہترین نتیجے کی وجہ سے استغفار کی کثرت فرماتے ہیں تو جو نقص وعیب میں مبتلا ہو اس کو استغفار کرنا تو نہایت ضروری ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۲۱۸، ۲۱۹)

باب الإكثار من الاستغفار

استغفار کثرت سے کرنا

(٣٦٣) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أبو نصر التمار، ثنا سعيد بن عبدالعزيز، عن إسماعيل بن عبدالله، عن خالد بن عبدالله بن حسين، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: ما رأيت أحدا بعد رسول الله ﷺ أكثر أن يقول:

﴿أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ﴾

من رسول الله ﷺ.

اخرجه عبد بن حميد في «مسنده» (١/٤٢٧/١٤٦٥) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤٥٤) وابويعلى في «معجم شيوخه» (١/٢٠٧/٢٤٧) وابن حبان كما في «موارد الظمان» (١/٣٨٤/٢٤٦٠)

(۳۶۳) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ یہ کہتے ہوئے نہیں دیکھا:

﴿أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ﴾

ترجمہ: ”میں اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہوں کی) معافی مانگتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استغفار کثرت سے کرنا چاہئے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے استغفار کرنے کی وجوہ حدیث نمبر ۳۶۷ پر آرہی ہیں۔

استغفار کی فضیلت

ایک روایت میں ہے کہ خوش نصیبی ہے اس آدمی کے لئے جو اپنے اعمال نامے میں کثرت سے استغفار پائے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۶)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص یہ پسند کرے کہ وہ اپنے اعمال نامے سے خوش ہو تو وہ استغفار کثرت سے پڑھا کرے شاید کوئی ایک ہی قبول ہو جائے۔ (الطبرانی عن زبیر ابن العوام، مرقاۃ ۱۶۴/۲)

ایک روایت میں ہے اعمال لکھنے والے دونوں فرشتے جب بندے کا اعمال نامہ لے کر اوپر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ شانہ جب اس اعمال نامے کے اول اور آخر میں استغفار دیکھتے ہیں تو فرماتے ہیں: میں نے اس کے وہ تمام گناہ معاف کر دیئے جو اس اعمال نامہ کے دونوں کناروں کے درمیان ہیں۔ (بزار عن انس مرفوعاً مرقاۃ ۱۴۶/۳)

باب ثواب الاستغفار والاستكثار منه

استغفار کرنے کا ثواب اور زیادہ استغفار کرنا

(٣٦٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا إسحاق بن موسى الأنصاري، عن الوليد بن مسلم، حدثني الحكم بن مصعب القرشي، عن محمد بن علي ابن عبدالله بن العباس، عن أبيه، عن جده رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من أكثر من الاستغفار جعل الله عزوجل لهٗ من كل هم فرجا. ومن كل ضيق مخرجا، ورزقه من حيث لا يحتسب.

وأخرجه أبوداود (٢/٨٥/١٥١٨) (١/٢١٢-٢١٣) وابن ماجه (٢/١٢٥٤-١٢٥٥/٣٨١٩) (٢/٢٧٧) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤٥٦) والطبراني في «المعجم الكبير» (١٠/٢٨١/١٠٦٦٥) والحاكم في «المستدرك» (٤/٢٩١)

(۳۶۴) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کثرت سے استغفار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے غم کو دور فرما دیتے ہیں، اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دیتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتے ہیں جہاں سے اس کو (رزق ملنے کا) گمان بھی نہیں ہوتا ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزانہ استغفار کی کثرت کرنی چاہئے۔

عذاب دو قسم کے ہوتے ہیں: ① چھوٹا عذاب ② بڑا عذاب۔

چھوٹا عذاب گناہ اور عیوب کا ہے جب آدمی اپنی ذات سے خبردار رہتا ہے اور جب بھی گناہ ہوتا ہے تو فوراً استغفار کر لیتا ہے تو اس گناہ کا اس پر کوئی وبال نہیں ہوتا ہے۔ جب استغفار سے غافل ہو جاتا ہے تو اس پر گناہوں کا ڈھیر لگ جاتا ہے ہر غم و فکر و پریشانی انسان کو گھیر لیتی ہے یہ چھوٹا عذاب ہے۔

بڑا عذاب آخرت میں ہوگا۔ لیکن جب استغفار کرتا رہتا ہے تو اس کی برکت سے غم و پریشانی سے نکل جاتا ہے، ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بن جاتا ہے ہر غم سے کشادگی عطا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتے ہیں جہاں سے (رزق ملنا کا) اس کو گمان بھی نہیں ہوتا ہے۔ (فیض القدیر للمناوی ۶/۸۲)

باب كم يستغفر في اليوم؟

روزانہ کتنی مرتبہ استغفار کرنا چاہئے

(٣٦٥) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا عبدالعزيز، عن محمد بن عمرو، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ قال: إني لأستغفر الله وأتوب إليه في كل يوم مائة مرة.

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (٣٥٠٧١/١٧٢/٧) واحمد فی «مسنده» (٤٥٠/٢) وابن ماجه (٣٨١٥/١٢٥٤/٢) (ص٢٧٧) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤٣٨) والطبرانی فی «المعجم الاوسط» (٢٩٥٤/٢١٥/٣)

(۳۶۵) ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں روزانہ سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرتا ہوں۔“

فائدہ: آپ ﷺ کے استغفار فرمانے کی ایک وجہ خود آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمائی کہ میرے دل پر بھی (دنیوی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں مصروف ہونے کی وجہ سے غفلت کا) پردہ پڑ جاتا ہے اسی لئے میں دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: آپ ﷺ کا استغفار کرنا کسی گناہ پر نہیں ہوتا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان عبادت نہ ہونے کی وجہ سے تھا کہ آپ ﷺ اپنی عبادت کو اللہ تعالیٰ کے حضور ناقص اور کمزور سمجھتے تھے تو عبادت کی اس کمی کے وجہ سے استغفار فرماتے تھے۔ (سنن ابن ماجہ شرح علامہ السندی بحوالہ حاشیہ ابن سنی صفحہ ۴۶۴)

باب ثواب من استغفر كل يوم وكل ليلة سبعين مرة

دن رات میں ستر مرتبہ استغفار کرنے کا ثواب

(٣٦٦) - حدثني حاجب بن أركين الفرغاني، ثنا إسحاق بن سيار، ثنا أحمد بن الحارث الواقدي، حدثتنا ساكتنة بنت الجعد الغنوية، قالت: سمعت أم عقيل الغنوية، تقول: سمعت عائشة أم المؤمنين رضی اللہ تعالیٰ عنہا، تقول: قال رسول الله ﷺ: من استغفرالله عزوجل في كل يوم سبعين مرة لم يكتب في يومه من الغافلين، ومن استغفرالله عزوجل في كل ليلة سبعين مرة لم يكتب في ليلته من الغافلين.

اخرجه الديلمي في «مسند الفردوس» كما في «فيض القدير» (٦/٥٧)

(۳۶۶) **ترجمہ:** ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے دن میں ستر مرتبہ معافی مانگے وہ شخص اس دن غافل بندوں میں شمار نہیں کیا جائے گا، جو شخص اللہ تعالیٰ سے رات میں ستر مرتبہ معافی مانگے وہ اس رات غافل بندوں میں نہیں لکھا جائے گا۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دن رات میں کم از کم ستر مرتبہ تو استغفار کر لینا چاہئے تا کہ یہ عظیم فائدہ حاصل ہو کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے ہاں غافل بندوں میں شمار نہ ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: استغفار کرو۔ ہم نے استغفار کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ستر مرتبہ مکمل کرلو۔ ہم نے ستر مرتبہ مکمل کر لیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بھی بندہ یا بندی روزانہ اللہ تعالیٰ سے ستر مرتبہ استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سات سو گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ (شعب الایمان بیہقی عن انس ۱/۴۴۲)

باب الاستغفار فی الیوم سبعین مرة

دن میں ستر مرتبہ استغفار کرنا

(٣٦٧) - أخبرنا أحمد بن يحيى بن زهير، ثنا محمد بن عبدالملك بن زنجويه، ثنا عبدالرزاق، عن معمر، عن الزهرى، عن أبى سلمة، عن أبى هريرة رضي الله تعالى عنه فى قول الله تعالى:

﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ﴾

قال: قال رسول الله ﷺ: إنى لأستغفر الله فى كل يوم سبعين مرة.

اخرجه احمد فى «مسند الفردوس» (٣٤١/٢) والترمذى (٣٨٣/٥/٣٣٥٩) (١٦١/٢) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤٣٥) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (٨/٣٢٩/٨٧٧)

(۳۶۷) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ﴾

کے بارے میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں روزانہ اللہ تعالیٰ سے ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔“

فائدہ: آپ ﷺ گناہوں سے معصوم تھے لیکن پھر بھی استغفار کیا کرتے تھے۔ علماء نے اس کی چند وجوہ لکھی ہیں:

1. استغفار خود عبادت ہے۔
2. امت کو استغفار سکھانے کے لئے۔
3. کسی اولیٰ کام کے چھوڑنے پر استغفار کرتے تھے۔ (جو اصلاً گناہ ہی نہ ہوتا تھا)
4. تواضع وانکساری کے لئے۔
5. کسی بھول کی وجہ سے۔
6. یا یہ معمول نبوت سے پہلے تھا۔
7. آپ ﷺ کے بندوں کی مصلحت، دشمنوں سے جنگی معاملات نمٹانے اور جو لوگ دین میں کچے ہوں ان کی دل جوئی کے کاموں میں مشغول رہتے تھے اور یہ ایک بڑی مشغولیت تھی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہونے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب سے فارغ اور یکسو ہو کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہونے سے مانع تھی تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام اس کو گناہ خیال فرماتے اور اس کے لئے استغفار فرماتے اگرچہ یہ بھی عظیم کاموں میں سے ہے۔
8. آپ ﷺ ہر آن ہر گھڑی ترقی کے اونچے درجات پر پہنچتے رہتے تھے تو گزشتہ درجے کو جو بڑا سمجھا اس پر استغفار فرماتے۔ (کرمانی ۲۴/۱۲۵، بحوالہ حاشیہ ابن سنی صفحہ ۲۲)

باب الاستغفار ثلاثا

تین مرتبہ استغفار کرنا

(٣٦٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا محمد بن عبدالله بن المبارك، ثنا يحيٰى بن آدم، ثنا إسرائيل، عن أبى إسحاق (عبدالله بن عمرو)، عن عمرو ابن ميمون، عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعجبه أن يدعو ثلاثا، ويستغفر ثلاثا.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٣٩٤/١) وابوداؤد (٨٦/٢-١٥٢٤/٨٧) (٢١٣/١) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤٥٧) وابن حبان فى «صحيحه» (٩٢٣/٢٠٣/٣) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (١٥٩/١٠-١٠٣١٧/١٦٠)

(۳۶۸) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین مرتبہ دعا کرنے اور تین مرتبہ استغفار کرنے کو پسند فرماتے تھے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعا میں تین مرتبہ تکرار کرنا مستحب ہے۔ (قالہ النوی کتاب الاذکار صفحہ ۳۲۷)
یعنی ایک دعا تین مرتبہ دہرانا مستحب ہے جیسے اے اللہ آپ مجھ پر رحم فرمایئے یا فلاں کام کر دیجئے اس جملہ کو تین مرتبہ کہنا چاہئے۔

باب الوقت الذی یستحب فیه الاستغفار

جس وقت میں استغفار کرنا مستحب ہے

(٣٦٩) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبانا محمد بن سليمان قراءة عليه، عن إبراهيم بن سعد، عن الزهرى، عن أبى سلمة، عن أبى هريرة رضى الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ينزل ربنا عزوجل حين يبقى ثلث الليل الآخر، فيقول: من يدعونى فاستجيب له، من يستغفرنى فأغفر له، حتى يطلع الفجر.

أخرجه البخارى (١/٣٨٥/١٠٩٤) (١/١٥٣) والمسلم (١/٥٢٢/٧٥٨) (١/٢٥٨) وابوداؤد (٤/٢٣٤/٤٧٣٣) (٢/٢٩٥) والترمذى (٥/٥٢٦/٣٤٩٨) (٢/١٨٧) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤٧٩)

(۳۶۹) ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب رات کا تہائی حصہ باقی رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ (آسمان دنیا پر) اترتے ہیں اور یہ (اعلان) فرماتے ہیں کون ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے معافی مانگے میں اس کو معاف کروں یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔“

فائدہ: یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت اس وقت میں نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کو نازل کرنے، نور سے مستفیض ہونے، ان کی دعائیں کے قبول کرنے ان کے سوال کو پورا کرنے کے لئے بندوں کے قریب ہوتے ہیں۔ (انجاح الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ ۲/ ۹۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کے آخری حصہ میں نماز پڑھنا رات کے ابتدائی حصہ سے بہتر ہے۔ رات کا آخری حصہ دعا اور استغفار کے لئے بہترین وقت ہے اور دعا اس وقت میں قبول ہوتی ہے۔ (فتح الباری ۳/ ۳۱، ۳۲)

صحابہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ رات کے آخری حصہ میں نماز پڑھنا رات کے اول حصہ سے زیادہ پسند فرماتے تھے۔ (ابن ماجہ ۲/ ۹۷)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کے آدھے حصہ یا دو تہائی حصہ کے گزرنے تک مہلت دیتے ہیں پھر یہ ارشاد فرماتے ہیں۔ (ابن ماجہ ۲/ ۹۷)

یعنی رات کے ابتدائی حصہ میں بھی نزول تو ہو سکتا ہے لیکن بندہ کو آرام کرنے اور دوسرے کاموں کی تھکن اتر جانے کی مہلت دیتے ہیں۔ (انجاح الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ ۲/ ۹۷)

اس وقت میں استغفار کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی ہے "والمستغفرين بالاسحار" کہ وہ لوگ رات کے آخری حصہ میں استغفار کرتے ہیں۔

باب كيف الاستغفار؟

استغفار کس طرح کرنا چاہئے

(٣٧٠) - أخبرنا أبو يعلى، أخبرنا إسحاق بن إسرائيل، ثنا الحارثي، ثنا مالك بن مغول، عن محمد بن سوقة، عن نافع، عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه قال: كنا نعد لرسول الله ﷺ في المجلس الواحد مائة مرة يقول قبل أن يقول شيئا:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٢٩٤٤٣/٥٧/٦) واحمد فى «مسنده» (٢١/٢) وابوداؤد (٥١٦/٨٥/٢) (٢١٩/١) وابن ماجه (٣٨١٤/١٢٥٣/٢) (٢٧٠/٢) والترمذى (٣٤٣٤/٤٩٥-٤٩٤/٥) (١٨١/٢)

(۳۷۰) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ سے ایک مجلس میں کچھ کہنے سے پہلے سو سو مرتبہ یہ کلمات سن لیتے تھے:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾

ترجمہ: ''اے میرے رب مجھے معاف فرما دیجئے اور میری توبہ قبول فرما لیجئے۔ بلاشبہ آپ بہت توبہ قبول فرمانے والے اور نہایت ہی رحم فرمانے والے ہیں۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استغفار کثرت سے کرنا چاہئے رسول اللہ ﷺ تمام گناہوں سے معصوم ہونے کے باوجود ایک ایک مجلس میں سو سو مرتبہ استغفار کرتے تھے تو ہم جو استغفار کے زیادہ محتاج ہیں ہمیں تو اور کثرت کرنی چاہئے۔ نیز جن الفاظ کے ساتھ استغفار کرنا چاہئے وہ بھی معلوم ہوئے اس کے علاوہ بہت سے الفاظ احادیث میں آئے ہیں۔

نوع آخر:

(٣٧١) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبانا محمد بن معاوية بن عبدالرحمن، ثنا إبراهيم بن مهدى، ثنا خالد بن مخلد، حدثني سعيد بن زياد المكتب، قال: سمعت سليمان بن يسار، أن مسلم بن السائب حدثه عن خباب بن الأرت رضي الله تعالى عنه قال: سألت النبي ﷺ قلت: يا رسول الله! كيف أستغفر؟ قال: قل:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا، وَتُبْ عَلَيْنَا، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ.﴾

اخرجه النسائی فی «سنن الكبرى» (۱۱۹/٦، ۱۰۲۹۵) وفی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤٦١) وابن رجب الحنبلی فی «جامع العلوم والحكم» (۳۹٦/۱) وذكره ابن حجر فی «الاصابه» (۳۵۸/٦) وقال اخرجه البغوی)

ایک اور حدیث:

(۳۷۱) تَرجَمَہ: ''حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ! میں استغفار کیسے کیا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم یہ (کلمات) کہو:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا، وَتُبْ عَلَيْنَا، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ.﴾

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! آپ ہمیں معاف فرما دیجئے، ہم پر رحم فرما دیجئے اور ہماری توبہ قبول فرما لیجئے بلاشبہ آپ بہت ہی توبہ قبول فرمانے والے اور نہایت رحم فرمانے والے ہیں۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان الفاظ سے استغفار کرنا چاہئے۔ نیز حدیث میں مختلف الفاظ استغفار کے لئے آئے ہیں جن سے بھی استغفار کریں سب صحیح ہیں۔ استغفار کے مختلف الفاظ کے لئے دیکھیں حصن حصین مترجم صفحہ ۲۸۵، ۲۸۸ تک۔

باب سيّد الاستغفار

سیّد الاستغفار

(۳۷۲) - حدثنا عبدالله وأبو عروبة قالا: ثنا سلمة بن شبيب، ثنا محمد بن منيب العدلي، قال: حدثنا السرى بن يحيٰى، عن هشام، عن أبى الزبير، عن جابر رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ قال: تعلموا سيّد الاستغفار:

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اَسْتَطَعْتُ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، وَأَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

اخرجه البخارى (٥/٢٣٢٣/٥٩٤٧) (٢/٩٣٣) والترمذى (٥/٤٦٧/٣٣٩٣) (٢/١٧٦) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٦/١٢١/١٠٣٠١) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤٦٧) والحاكم فى «المستدرك» (٦/٤٩٧)

(۳۷۲) ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ سیّد الاستغفار سیکھو:

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اَسْتَطَعْتُ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، وَأَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ آپ میرے رب ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ آپ نے مجھے پیدا فرمایا ہے میں آپ کا بندہ ہوں۔ میں آپ کے وعدے اور عہد پر جتنا مجھ سے ہو سکا (قائم) ہوں۔ میں آپ سے اُس شر سے جو میں نے کئے ہیں آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ آپ کی جو نعمتیں مجھ پر ہیں ان کا اعتراف کرتا ہوں، میں اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں آپ میرے گناہوں کو معاف کر دیجئے کیونکہ آپ کے علاوہ کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں ہے۔“

فائدہ: تشریح حدیث نمبر ۴۳ پر گزر چکی ہے۔

باب الاستغفار يوم الجمعة

جمعہ کے دن استغفار کرنا

جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور آپ علیہ السلام نے اس کا خاص وظیفہ درود شریف اور استغفار تجویز فرمایا ہے چنانچہ اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے چار باب جن کے ذیل میں چھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۳۷۳) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرني عمرو بن عثمان، ثنا شريح ابن يزيد، ثنا شعيب بن أبي حمزة، عن أبي الزناد، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: في يوم الجمعة ساعة لا يوافقها عبد يستغفر الله عزوجل إلا غفر له، فجعل النبي صلى الله عليه وسلم يقللها بيده.

أخرجه البخاري (۸۹۳/۳۱٦/۱) (۱۲۸/۱) والمسلم (۸۵۲/۵۸٤/۲) (۱۸۱/۱) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٤٧١) وابن حبان في «صحيحه» (۲۷۷۳/۱۰/۷) والطبراني في «الدعا» (رقم١٧٥)

(۳۷۳) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہے کہ اگر بندے کو اس میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کی توفیق مل جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما ہی دیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس گھڑی کے کم ہونے کو اپنی انگلیوں میں شمار فرمانے لگے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن ایک خاص گھڑی رحمت کی ایسی ہے کہ اگر بندے کو اس میں دعا مانگنا نصیب ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو جاتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام اور کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جمعہ کے دن اس مقبولیت کی گھڑی کا ذکر تورات میں بھی ہے۔ (معارف الحدیث ۳/۳۸۰)

جمعہ کے دن یہ گھڑی کس وقت ہے بقول حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ ان میں چالیس سے زیادہ اقوال ہیں لیکن دو اقوال جو سب کا خلاصہ ہیں وہ یہ ہیں۔

1. جس وقت امام خطبہ کے لئے ممبر پر جائے اس وقت سے لے کر نماز کے ختم ہونے تک جو وقت ہے یہی اس مقبول گھڑی کا وقت ہے یعنی خطبہ اور نماز کا وقت ہی قبولیت دعا کا وقت ہے۔
2. وہ مقبول گھڑی عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے دیکھیں فتح الباری ۲/۴۱۶، تا ۴۲۲)

اس حدیث سے جمعہ کے دن دعا کرنے کی فضیلت اور زیادہ دعا کرنے کا استحباب معلوم ہوا۔ (فتح الباری ۲/۴۲۲)

اکثر روایات میں اس گھڑی میں دعا کرنے کا حکم آیا ہے لیکن اس مذکورہ بالا روایت میں استغفار کرنے کا حکم معلوم ہوتا ہے اور مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس روایت کو جمعہ کے دن استغفار کرنے کے بیان ہی میں لائے ہیں تو معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن خصوصاً استغفار بھی کرنا چاہئے کیونکہ جمعہ کے دن ایک گھڑی قبولیت کی ہے اگر بندے کا استغفار اس وقت ہو گیا تو اس کی ساری زندگی کا بیڑا پار ہو جائے گا۔ حصن حصین سے ہے کہ حضرت لقمان رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ تم اپنی زبان کو "اللھم اغفرلی" کا عادی بنالو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کچھ ساعتیں ایسی ہیں ان میں وہ کسی بھی سائل (کے سوال) کو رد نہیں فرماتے ہیں (دل سے مانگتا ہو یا زبان سے مانگتا ہو)۔ (حصن حصین صفحہ ۲۸۸)

باب ما يقول إذا دخل المسجد يوم الجمعة

جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٣٧٤) - أخبرنا ابن منيع، ثنا حاجب بن الوليد، ثنا مبشر ابن إسماعيل، ثنا إبراهيم بن قديد، عن سمرة الخزار، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا دخل المسجد يوم الجمعة أخذا بعضا دتي باب المسجد ثم قال:

﴿اَللّٰهُمَّ جْعَلَنِيْ أَوْجَهَ مَنْ تَوَجَّهَ إِلَيْكَ، وَأَقْرَبَ مَنْ تَقَرَّبَ إِلَيْكَ، وَأَفْضَلَ مَنْ سَأَلَكَ وَرَغِبَ إِلَيْكَ.﴾

اخرجه عبدالرزاق في «المصنف» (٥٣٣٧/٢٠٥/٣) وابن ابي شيبه في «المصنف» (٢٩٨٦٢/١٠٨/٦) وابو نعيم في «الحلية» (٣/٨٧-٨٨) وفي «كتاب الذكر» كما في «الفتوحات الربانيه» (٢٣٢/٤)

(۳۷۴) ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوتے تو مسجد کے دروازے کی دونوں چوکھٹوں کو پکڑ کر یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ جْعَلَنِيْ أَوْجَهَ مَنْ تَوَجَّهَ إِلَيْكَ، وَأَقْرَبَ مَنْ تَقَرَّبَ إِلَيْكَ، وَأَفْضَلَ مَنْ سَأَلَكَ وَرَغِبَ إِلَيْكَ.﴾

ترجمہ: "اے اللہ! جو لوگ آپ کی طرف متوجہ ہونے والے ہیں ان میں سب سے زیادہ مجھے متوجہ ہونے والا بنا دیجئے، جو لوگ آپ کے قرب کو حاصل کرنے والے ہیں ان میں سب سے زیادہ مجھے قرب حاصل کرنے والا بنا دیجئے اور جو آپ سے سوال کرنے والے اور آپ کی طرف رغبت کرنے والے ہیں مجھے ان میں سب سے افضل بنا دیجئے۔"

فائدہ: ایک روایت میں جمعہ کے دن کے علاوہ جب نماز کے لئے گھر سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے آیا ہے: "اللهم اجعلني اقرب من تقرب اليك واوجه من توجه اليك وانجح من سألك" (طبرانی معجم کبیر ۲۳/۳۷۰)

باب ما يقول بعد صلاة الجمعة

جمعہ کی نماز کے بعد کیا دعا کرنی چاہیے

(۳۷۵) - حدثنا محمد بن هارون الحضرمي، ثنا سليمان بن عمرو ابن خالد، ثنا أبي، ثنا الخليل بن مرة، عن عبيدالله، عن ابن أبي مليكة، عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ بعد صلاة الجمعة قل هو الله أحد، وقل أعوذ برب الفلق، وقل أعوذ برب الناس، سبع مرات، أعاذه الله عزوجل بها من السوء إلى الجمعة الأخرى.

ذكره المناوي في «فيض القدير» (۲۰۳/٦) عن الخيار في «فوائده» وله شاهد من مرسل مكحول اخرجه سعيد بن منصور في «سننه» عن خرج من فضالة بزيادة كما في «فيض القدير» (۲۰۳/٦)

(۳۷۵) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جوشخص جمعہ کی نماز کے بعد قل ہو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سات سات مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے جمعہ تک برائی سے بچاتے ہیں۔“

فائدہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جوشخص جمعہ کے دن امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنے پیر موڑنے سے پہلے سورہ فاتحہ، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سات سات مرتبہ پڑھے تو اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ اس کو دنیا میں جتنے مؤمنین ہیں ان کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔

ایک روایت میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا نہیں ہے مزید یہ ہے کہ بات کرنے سے پہلے پڑھے تو اس کے دین، دنیا اور اہل عیال کی حفاظت کی جاتی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۲۳۳/۴)

نوع آخر:

(۳۷٦) - حدثنا حامد بن شعيب البلخي، ثنا بشر بن الوليد القاضي، ثنا أبو عقيل، عن عمرو بن قيس الملائي، قال: بلغني أنه من صام يوم الأربعاء والخميس والجمعة، ثم شهد الجمعة مع المسلمين، ثم ثبت فسلم لتسليم الإمام، ثم قرأ فاتحة الكتاب، وقل هو الله أحد، إحدى عشرة مرة، ثم مد يده إلى الله عزوجل، ثم قال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الْأَعْلَى الْأَعْلَى، اَلْأَعَزِّ اَلْأَعَزِّ الْأَعَزِّ الْأَكْرَمِ

الْأَكْرَمِ الْأَكْرَمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْأَجَلُّ الْأَجَلُّ الْعَظِيْمُ الْأَعْظَمُ﴾
لَمْ يسأل اللّٰه إلا أعطاه إياه عاجلا أو آجلا، ولكنكم تعجلون.
لم اجده عند غير المصنف.

ایک اور حدیث:

(۳۷۶) **ترجمہ:** ”حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جو شخص بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھے پھر مسلمانوں کے ساتھ جمعہ میں شریک ہو پھر وہیں رہے (یہاں تک کہ) امام کے ساتھ سلام پھیرے پھر سورہ فاتحہ، قل ھو اللہ احد گیارہ مرتبہ پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلا کر یہ دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الْأَعْلٰى الْأَعْلٰى الْأَعْلٰى، اَلْأَعَزَّ الْأَعَزَّ الْأَعَزَّ الْأَكْرَمِ الْأَكْرَمِ الْأَكْرَمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْأَجَلُّ الْأَجَلُّ الْعَظِيْمُ الْأَعْظَمُ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ میں آپ سے آپ کے بلند و اعلیٰ نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں بہت بلند اعلیٰ، بہت عزت والا، بہت عزت والا (اور) بہت عزت والا بہت کرم والا بہت کرم والا (اور) بہت کرم والا ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے جو بہت بزرگ و برتر بہت بڑے اور انتہائی عظمت والے ہیں۔“

پھر اللہ تعالیٰ سے جو بھی مانگے اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز عطا فرماتے ہیں خواہ جلدی ہو یا کچھ (مصلحت کی وجہ سے) دیر سے ہو لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو۔“

فائدہ: تم لوگ جلدی کرتے ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ دعا میں جلدی قبولیت کا طالب رہنا اچھا نہیں ہے بعض اوقات اس کی وجہ سے قبولیت میں تاخیر ہو جاتی ہے ایک روایت میں ہے کہ تمہاری دعائیں اس وقت تک قابل قبول ہوتی ہیں جب تک کہ جلد بازی سے کام نہ لیا جائے (جلد بازی یہ ہے کہ) بندہ کہنے لگے میں نے دعا کی تھی مگر وہ قبول نہیں ہوئی۔ (معارف الحدیث ۵/۱۲۵)

دعا کی قبولیت میں عجلت ناپسندیدہ ہے

دعا اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک عرض و معروض ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہیں خواہ دعا کو ابھی قبول کریں یا بعد میں اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضہ یہ نہیں ہے کہ بندہ جو مانگے اس کو دے دیا جائے بلکہ حکمت یہ ہے کہ اس کے فائدے کو دیکھے خواہ ابھی قبول فرمائیں یا بعد میں بسا اوقات فائدہ تاخیر میں ہوتا ہے۔ لیکن عجلت پسند طبیعت جب قبولیت کو فوراً نہیں دیکھتی تو دعا مانگنا چھوڑ دیتی ہے۔

کبھی کبھی مقرب بندوں کی دعا بھی اس لئے قبول نہیں ہوتی کہ ان کو اس کے بدلے میں درجات عالیہ عطا کرنے ہوتے

ہیں اگر قبول ہو جائے تو یہ درجات نہ عطا ہوں۔ (معارف الحدیث ۵/۱۲۵)

نوع آخر:

(۳۷۷) - حدثنا محمد بن عمر بن خزيمة، ثنا أبو سلمة يحيٰى بن المغيرة، ثنا علي بن معبد، ثنا سليمان بن عمران المذحجي، عن إسحاق بن إبراهيم، عن أبي جمرة الضبيعي، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: من قال بعدما يقضي الجمعة:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ﴾

مائة مرة، غفرالله لهٗ مائة ألف ذنب، والوالديه أربعة وعشرين ألف ذنب.

لم اجده عند غير المصنف.

ایک اور حدیث:

(۳۷۷) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کی نماز کے بعد سو مرتبہ یہ دعا پڑھے گا:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ﴾

ترجمہ: ”پاک ہیں اللہ تعالیٰ جو بزرگ و برتر ہیں اور تمام تعریف ان ہی کے لئے ہے۔“

اللہ تعالیٰ اس کے ایک لاکھ گناہ معاف فرمائیں گے اور اس کے والدین کے چوبیس ہزار گناہ معاف فرمائیں گے۔“

باب ما يقول إذا رأى ما يحب ويكره

جب کوئی پسندیدہ اور ناپسندیدہ چیز دیکھے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(۳۷۸) - حدثنا أبو أيوب سليمان بن محمد الخزاعي، ثنا هشام بن خالد الأزرق، ثنا الوليد بن مسلم، ثنا زهير بن محمد، عن منصور بن عبدالرحمن الحجبي، عن أمه صفية بنت شيبة، عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رأى ما يحب قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ.﴾

و إذا رأى ما يكره قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.﴾

أخرجه ابن ماجه (۳۸۰۳/۱۲۵۰/۲) (ص۲۷۰) والطبراني في «المعجم الاوسط» (۳۷۵/٦-۳۷٦/۶٦٦۳) وفي «الدعا» (رقم۱۷٦۹) والبيهقي في «شعب الايمان» (۴۳۷۵/۹۱/۴) والحاكم في «المستدرك» (٦۷۷/۱)

(۳۷۸) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی پسندیدہ چیز دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ.﴾

ترجمہ: ”تمام تر تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جن کے فضل وانعام ہی سے نیک کام پورے ہوتے ہیں۔“

اور جب کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے۔“

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.﴾

ترجمہ: ”ہر حال میں اللہ تعالیٰ ہی کا شکر ہے۔“

فائدہ: ہر نعمت پر اللہ تعالیٰ کی تعریف اور شکر ادا کرنا اور ہر مصیبت پر صبر کرنا اللہ تعالیٰ کا حق ہے ایک روایت میں ہے کہ جب دعا قبول ہوتی ہے، بیماری سے شفا ملتی ہے، سفر سے باعافیت لوٹ آتے ہو تو یہ دعا پڑھنے سے کیا چیز تم کو روکتی ہے ”**الحمد لله الذی بعزته وجلاله تتم الصالحات**“ (رواہ الحاکم فتوحات ربانیہ ۲۷۱/٦)

برائی پر مذکورہ بالا دعا کے ذریعہ اس لئے شکر ادا کیا جاتا ہے کہ جب برائی انسان کو پہنچتی ہے تو اس کے بدلے آخرت میں

کوئی عذاب نہیں ہوتا ہے کیونکہ یہ تو گناہ کے کفارے یا رفع درجات کے لئے آتی ہے تو یہ بھی شکر ادا کرنے کا مقام ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۲۷۲/۶)

ایک روایت میں ہے کہ مؤمن کی بھی عجیب شان ہے اس کے ہر معاملے میں خیر ہے اگر اس کو کوئی اچھی بات پیش آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے یہ اس کے لئے خیر ہے اگر کوئی بری بات پیش آتی ہے تو اس پر صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے خیر ہے۔ (مسلم ۴۱۳/۲)

باب الإكثار من الصلوٰة على النبى صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة

جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھنا چاہئے

جمعہ کے دن کا ایک اور خصوصی وظیفہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھنا ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا ہر مسلمان پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حق ہے اور اس حق کی کوتاہی ایک عظیم جرم ہے اس کی اہمیت کی وجہ سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے دو باب اور ان کے ذیل میں پانچ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٣٧٩) - حدثنى يعقوب بن حجر العسقلانى، ثنا عبدالجبار ابن أبى السرى، ثنا رواد بن الجراح، ثنا سعيد بن بشير، عن قتادة، عن أنس بن مالك رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اكثروا علىّ الصلوٰة يوم الجمعة.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٨/٤) وابوداؤد (١٠٤٧/٢٧٥/١) (٢١٤/١) وابن عدى فى «الكامل» (١٧٨/٣) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (٥٧٨٩/٢٤٨/٣) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٣٠٢٩/١١٠-١٠٩/٣)

(۳۷۹) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔''

فائدہ: روایات میں کثرت سے جمعہ کے دن درود پڑھنے کا حکم ہے۔ معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن غیر معمولی طور پر درود شریف زیادہ پڑھنا چاہئے۔ گویا جس طرح رمضان کا وظیفہ تلاوت کلام پاک ہے اسی طرح جمعہ کا وظیفہ درود شریف کی کثرت ہے لہٰذا اس دن درود شریف کی خاص کثرت کرنی چاہئے۔ (معارف الحدیث ۳/۳۷۹)

چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ درود شریف پڑھنا تمام عبادتوں میں افضل ہے اور جمعہ کے دن ہر نیکی کا ثواب ستر درجہ زیادہ ملتا ہے اس لئے جمعہ کے دن درود شریف زیادہ بہتر ہے۔ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے سردار ہیں تو اس دن کو تمام انسانوں کے سردار کی خدمت میں صرف کرنا زیادہ بہتر ہے۔ (مرقاۃ ۳/۲۳۷)

ابن علان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس ذکر کی خصوصیت جمعہ کے دن روایات میں آئی ہے اس کے علاوہ تمام اذکار اور قرآن سے جمعہ کے دن درود شریف پڑھنا افضل ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۲۲۷)

جمعہ کے دن درود شریف کا ثواب

سب سے افضل آدمی جمعہ کے دن وہ ہے جو سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے۔

(مصنف ابن عبدالرزاق ۳/۲۰۵)

ایک روایت میں ہے کہ جو جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سو درجہ عطا فرماتے ہیں۔
(بیہقی عن انس فتوحات ربانیہ ۲۳۰/۴)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ درود پڑھے گا اس کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک کہ اپنا ٹھکانہ جنت میں نہ دیکھ لے۔ (ترغیب ۵۰۱/۲)

ایک روایت میں ہے کہ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر کثرت سے درود بھیجو جو ایسا کرے گا میں قیامت کے دن (اس کے لئے) شہادت دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔ (القول البدیع صفحہ ۱۸۶)

ایک جگہ ارشاد ہے کہ جو جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اسی جگہ بیٹھے ہوئے اسی مرتبہ درود پڑھے گا اس کے اسی سال کے گناہ معاف ہوں گے اور اسی سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔ (القول البدیع صفحہ ۱۸۸، بحوالہ الدعاء المسنون صفحہ ۲۶۹)

درود یہ ہے۔ "اللھم صل علی محمد النبی الامی وعلی آلہ وسلم تسلیما" (مزید تفصیل کے لئے ترغیب مرقاۃ اور الدعا المسنون کے حوالوں کو دیکھئے)۔
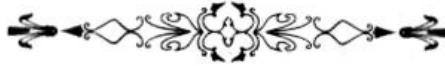
باب ما يقول إذا ذكر عنده النبي ﷺ

جب رسول اللہ ﷺ کا نام لیا جائے درود شریف پڑھنا چاہئے

رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھنا آپ ﷺ کا حق واجب ہے۔ اس حق کی ادائیگی پر اللہ تعالیٰ کے ہاں سے انعامات حاصل ہوتے ہیں؟ نیز اس کے چھوڑنے پر کیا وعید آئی ہے۔ آپ ﷺ پر کس طرح درود شریف پڑھنا چاہئے۔
اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے تین باب اوران کے ذیل میں پانچ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۳۸۰) - أخبرنا أبو خلفية وأبو يعلى، قالا: حدثنا عبدالرحمن بن سلام الجمحي، ثنا إبراهيم بن طهمان، عن أبي إسحاق، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من ذكرت عنده فليصل عليَّ، فإنه من صلّى عليَّ واحدة صلى الله عليه بها عشرا.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۲۶۱/۳) والنسائی فی «السنن المجتبی» (۱۲۹۶/۵۰/۳) وفی «عمل اليوم والليلة» (رقم ۳۲) وابويعلى فی «مسنده» (۳۶۸۱/۳۵۴/۶) والبيهقی فی «شعب الايمان» (۱۵۵٤/۲۱۰/۲)

(۳۸۰) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے وہ مجھ پر درود پڑھے کیونکہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔“

فائدہ: جب رسول اللہ ﷺ کا نام لیا جائے تو آپ ﷺ درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ اگر ایک ہی مجلس میں کئی مرتبہ آپ ﷺ کا نام لیا جائے تو ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے اور ہر مرتبہ پڑھنا مستحب ہے۔ (مرقاۃ ۳۲۶/۲، مظاہر حق ۶۱۳/۱)
آپ ﷺ پر درود نہ پڑھنے کی وعید آئندہ حدیث میں آرہی ہے۔

خطبہ میں درود شریف پڑھنا

خطبہ نماز کے حکم میں ہے اس لئے اس حالت میں زبان سے درود پڑھنا جائز نہیں ہے بلکہ دل میں پڑھ سکتے ہیں اسی پر فتویٰ ہے۔ (رد المحتار ۷۶۸/۱، بحوالہ احسن الفتاویٰ ۳۸۱/۱)

باب التغليظ فى ترك الصلوٰة على رسول الله ﷺ إذا ذكر

رسول اللہ کا نام سن کر درود نہ پڑھنے کی وعید

(۳۸۱) - أخبرنا روح بن عبدالمجيد، ثنا الأشهل بن زنجله، ثنا أبو زهير عبدالرحمن بن معراء، عن الفضل بن ميسرة، قال: سمعت جابر ابن عبدالله رضی اللہ تعالیٰ عنہ يقول: قال رسول الله ﷺ: من ذُكِرْتُ عنده فلم يصل عليَّ فقد شقي.

اخرجه البزار فى «مسنده» (۲۴۰/۴-۱۴۰۵/۲۴۱) والرويانى فى «مسنده» (۸۹/۱-۵۵/۹۰) وابن حبان (۴۰۹/۱۴۰/۲) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (۱۱۱۱۵/۸۲/۱۱) وفى «المعجم الاوسط» (۳۸۷۱/۱۶۲/۴)

(۳۸۱) ترجمہ: ”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے وہ بدبخت ہے۔“

(۳۸۲) - أخبرنى محمد بن الحسن بن مكرم، ثنا أحمد بن إبراهيم الدورقى، ثنا خالد بن مخلد، ثنا سليمان بن بلال، حدثنى عمارة بن غزية الأنصارى قال: سمعت عبدالله بن على بن الحسين بن على يحدث عن أبيه، عن جده رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: إن البخيل من ذُكِرْتُ عنده فلم يصل علي.

اخرجه احمد فى «مسنده» (۲۰۱/۱) والترمذى (۳۵۴۶/۵۵۱/۵) (۱۹۴/۲) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم۵۵) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (۱۲۷/۳-۲۸۸۵/۱۲۸) والبيهقى فى «شعب الايمان» (۱۵۶۷/۲۱۴/۲)

(۳۸۲) ترجمہ: ”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔“

فائدہ: حدیث بالا کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات میں اس شخص کے بارے میں وعیدیں آئی ہیں جس کے سامنے آپ ﷺ کا نام لیا جائے اور وہ آپ ﷺ پر درود نہ پڑھے۔ چنانچہ اس کو جفا کار، جنت کا راستہ بھولنے والا، جہنم میں داخل ہونے والا، بددین تک فرمایا ہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک نہ دیکھے گا۔ (فضائل اعمال صفحہ ۶۲۵)

یہ وعیدیں دو وجہ سے ہیں:

❶ آپ ﷺ کے امت پر احسان ہی احسان ہیں اور امت کے پاس جو کچھ دنیا کی سعادت اور آخرت کی خیر اور بھلائی ہے وہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام ہی کے وسیلے سے ہے اور احسان کے بدلے احسان ہی ہوا کرتا ہے تو وہ شخص ان عظیم احسانات کے

باوجود اتنا بھی نہ کر سکے کہ آپ علیہ السلام پر درود ہی بھیج دے تو اس سے بڑا بد بخت اور کون ہوگا۔

❷ دوسرے یہ کہ روایات میں بکثرت وارد ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک مرتبہ درود بھیجنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتوں کے نازل ہونے کا ذریعہ ہے نیز بڑے پیمانے میں اعمال تلنے کا ذریعہ بھی ہے اور بھی بہت سے فضائل آئے ہیں تو جو شخص اپنا اتنا بڑا نفع کھودے تو یقیناً اس سے بڑا کون بد بخت ہوگا۔ (ملخص جلاء الافہام فی الصلوٰۃ علی خیر الانام حاشیہ ابن سنی صفحہ ۳۴۰، مرقاۃ ۱۰/۳۴۷)

باب كيف الصلوٰة على النبى صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کس طرح درود شریف پڑھنا چاہیے

(۳۸۳) - أخبرنا أبو عبدالرحمن النسائي، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا بكر يعني ابن مضر، عن ابن الهادي، عن عبدالله بن خباب، عن أبي سعيد الخدري رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قلنا: يا رسول الله! هذا السلام عليك قد عرفناه، فكيف الصلوٰة عليك؟ قال: قولوا:

﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.﴾

اخرجه البخاري (۵۹۹۷/۲۳۳۹/۵) (۹۴۰/۲) وابن ماجه (۲۹۲/۱) (ص٦٤) والنسائي في «السنن الكبرى» (۱۲۱٦/۳۸۳/۱) وفي «السنن المجتبى» (۱۲۹۳/٤۹/۳) (۱۹۰/۲) والبيهقي في «السنن الكبرى» (۲٦۷۵/۱٤۷/۲)

(۳۸۳) ترجمہ: ”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! (آپ کو سلام کرنے کا طریقہ) السلام علیک یہ تو ہمیں معلوم ہو گیا لیکن آپ پر درود کیسے پڑھنا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم (اس طرح) درود پڑھو:

﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو آپ کے بندے اور رسول ہیں رحمت نازل فرمائیے جس طرح آپ نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل پر رحمت نازل فرمائی۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی آل پر برکتیں نازل فرمائیے جس طرح آپ نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں بلاشبہ آپ ہی تعریف کے لائق اور بزرگ ہیں۔“

نوع آخر:

(۳۸٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، انبانا قتيبة بن سعيد عن مالك، عن عبدالله بن أبي بكر،

عن أبيه، عن عمرو بن سليم الزرقي، أخبرني أبو حميد الساعدي أنهم قالوا: يا رسول الله! كيف نصلي عليك؟ فقال رسول الله ﷺ: قولوا:

﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (٤٢٤/٥) والبخاری (٣١٨٩/١٢٣٢/٣) (١٧٥/١) والمسلم (٤٠٧/٣٠٦/١) (١٧٥/١) وابوداؤد (٩٧٩/٢٥٧/١) (١٤١/١) والبيهقي في «شعب الايمان» (١٥٠٣/١٨٩/٢)

ایک اور حدیث:

(۳۸۴) **ترجمہ:** ''حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ! ہم آپ پر کیسے درود پڑھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ یہ کلمات کہو:

﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! محمد، (ﷺ) ان کی ازواج مطہرات اور بچوں پر رحمت نازل فرمایئے جس طرح آپ نے ابراہیم علیہ السلام پر نازل فرمائی۔ اور محمد ﷺ ان کی ازواج مطہرات اور بچوں پر رحمت نازل فرمایئے جس طرح آپ نے ابراہیم علیہ السلام کی آل پر برکت عطا فرمائی بلاشبہ آپ ہی تعریف کے لائق اور بزرگی والے ہیں۔''

فائدہ: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صلاۃ اور سلام دونوں کا حکم دیا ہے ہمیں سلام کی کیفیت تو معلوم ہوگئی کہ السلام علیک کہیں لیکن صلاۃ کی کیفیت معلوم نہیں ہے اور یہ چاہتے تھے کہ آپ ﷺ اپنی زبان سے ارشاد فرمائیں تاکہ ثواب جو وارد ہے وہ زیادہ اور زیادہ افضل ہو جائے۔ نیز اس میں اپنے عجز کا بھی اظہار تھا کہ ہم اس لائق نہیں کہ آپ پر صلاۃ بھیجیں اس لئے آپ علیہ السلام نے پھر یہ طریقہ ارشاد فرمایا۔ (مرقاۃ ۲/۳۳۷)

باب المخاطبة بالأخوة

بھائی کہہ کر مخاطب کرنا

کسی کو اچھی طرح مخاطب کرنا ایک معاشرتی اخلاقی ادب کے ساتھ ساتھ محبت واخوت کی علامت ہے کسی کو اچھی طرح مخاطب کرنا، چھوٹوں بڑوں کے ساتھ طرز تخاطب کیا ہونا چاہئے نیز اچھے القاب سے پکارنے اور برے القاب سے احتراز کرنے اور جس کا نام معلوم نہ ہو اس کو کیسے بلانا چاہئے اس بارے میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا رہنمائی اور رہبری فرمائی ہے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے سولہ باب جن کے ذیل میں سترہ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۳۸۵) - أخبرنا أبو خليفة، ثنا أبو الوليد الطيالسي، ثنا شعبة، عن عاصم بن عبيدالله، قال: سمعت سالم بن عبدالله، يحدث عن أبيه، عن عمر رضي الله تعالى عنه أنه استأذن رسول الله صلى الله عليه وسلم في العمرة، فقال: لا تنسنا يا أخيّ من دعائك.

اخرجه احمد في «مسنده» (۲۹/۱) وابوداؤد (۱۴۹۸/۸۰/۲) (۱۸۶/۲) وابن ماجه (۲۸۹۴/۹۶۶/۲) (ص۲۰۸) والبيهقي في «السنن الكبرى» (۱۰۰۹۴/۲۵۱/۵) وفي «شعب الايمان» (۹۰۵۹/۵۰۲/۶)

(۳۸۵) ترجمہ: ”حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کے لئے جانے کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان سے) فرمایا: میرے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں نہ بھولنا۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے ہم عمر یا قریب العمر لوگوں کو محبت اور تلطف سے اپنا بھائی کہنا مستحب ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۱۲۳/۵)

ہدایت یافتہ لوگوں سے دعا کی درخواست کرنے میں مقام عبدیت میں تواضع اور مسکنت کا اظہار ہے۔ امت کو صالحین اور عبادت گزار لوگوں سے دعاؤں کی درخواست کرنے کی رغبت دلانا اور اس پر متنبہ کرنا کہ صرف اپنے لئے دعائیں نہ کریں بلکہ دعا میں اپنے اعزاء واقرباء اور احباء کو بھی یاد رکھیں خصوصاً قبولیت دعا کے مواقع میں ضرور یاد رکھیں۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ۳۴۲)

نیز اس حدیث سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادب کے پاس پیش آنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تواضع برتنا، تمام مسلمانوں سے دعا کی درخواست کرنے کی ترغیب دینا معلوم ہوا اگرچہ سوال کرنے والا جس سے سوال کیا گیا ہو اس سے افضل ہی کیوں نہ ہو۔ (نزہۃ المتقین ۵۹۱/۱)

باب المخاطبة بالسؤدد للرؤساء

رؤسا کو سردار کہہ کر مخاطب کرنا

(٣٨٦) - أخبرنا ابوعبدالرحمن ثنا ابراهيم بن يعقوب (الجوز جانى السعدى الحافظ) ثنا عبدالواحد بن زياد ثنا عثمان بن حكيم حدثتنيى جدتيى الرباب عن سهل بن حنيف قال مر بنا سيل فذ هبنا نغتسل فيه فخرجت منه محموما، فنمى، ذلك الى رسول الله ﷺ فقال. مروا ابا ثابت، فليتعوّذ فقلت، يا سيّدى! وصالحة الرقى فقال لا رقى الاَّ من ثلاث، من الحمة، والنفس، واللدغة.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٤٨٦/٢) وابوداؤد (٣٨٨٨/١١/٤) (١٨٦/٢) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٥٧) والطحاوى فى «شرح معانى» (٣٢٩/٤) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٥٦١٥/٩٣/٦)

(۳۸۶) **ترجمہ:** ''حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے (علاقے کے) پاس سے پانی کا ایک ریلا گزرا۔ ہم اس میں نہانے کے لئے گئے۔ میں پانی سے نکلا تو مجھے بخار ہوگیا تھا۔ اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوثابت (سہل) سے کہو کہ وہ (دم کرے اور) پناہ مانگے۔ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: میرے سردار! کن چیزوں کے لئے دم کیا جاتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دم صرف تین چیزوں کے لئے کیا جاتا ہے ① زہریلے جانوروں کے ڈسنے ② نظر لگنے ③ اور بچھو وغیرہ کے ڈسنے کے وقت۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے رؤسا (قوم کے بڑے لوگوں) کو سردار کہہ کر مخاطب کرنا چاہئے۔ باقی حدیث کی تشریح آگے آرہی ہے۔

باب كراهية ذلك على التكبر

بڑائی کے لئے سردار کہنا ناپسندیدہ ہے

(٣٨٧) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا محمد بن بشار، ثنا محمد ابن جعفر، ثنا شعبة، عن قتادة، قال. سمعت مطرفا، عن أبيه، رضي الله تعالى عنه قال. جاء رجل إلى النبي ﷺ فقال: أنت سيّد قريش، فقال: السيّد الله عز وجل.

اخرجه احمد فی «مسنده» (٢٥/٤) والبخاری فی «الادب المفرد» (رقم ٢١١) وابوداؤد (٤٨٠٦/٢٥٤/٤) (٣٦٤/٢) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٤٥) وابوبكر الشيبانی فی «الاحاديث المختاره» (٤٤٧/٤٦٨/٩)

(۳۸۷) **ترجمہ:** ''حضرت مطرف اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک صحابی آئے۔ انہوں نے کہا: (یا رسول اللہ!) آپ قریش کے سردار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (نہیں) سیّد تو اللہ تعالیٰ ہیں۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ حقیقی سرداری تو اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور سارے انسان اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان صحابی کو سردار کہنے سے منع فرمایا حالانکہ خود آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے میں ساری آدم (علیہ السلام) کی اولاد کا سردار ہوں (اور بھی بہت سی احادیث آیا ہے) منع کرنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ ابھی نئے نئے مسلمان تھے سرداری نبوت کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ بھی دنیاوی اسباب میں سے ان کے بہت سارے سردار تھے جن کی وہ تعظیم کرتے اور ان کی اطاعت کرتے تھے۔ (تو کہیں ان کو بھی نبی نہ بنا بیٹھیں)۔ (بذل ۲۳۲/۵)

باب إباحة ذلك على الإضافة

کسی طرف منسوب کر کے سردار کہنے کی اجازت

(٣٨٨) - أخبرنا أبو يحى الساجي وجماعة قالوا: أنبأنا أحمد بن عمرو ابن السرح، ثنا ابن وهب، أخبرني عمرو بن الحارث، عن أبى يونس، عن أبى هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: كل نفس من بني آدم سيّد، فالرجل سيّد أهله، والمرأة سيّدة بيتها.

اخرجه ابن عدى فى «الكامل» (١٨٢/١) والديلمى فى «مسند الفردوس» (٤٧٨١/٣٦٢/٣) والمزى فى «تهذيب الكمال» (٥٥١/٥)

(٣٨٨) **ترجمہ:** ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر آدمی سردار ہے۔ مرد اپنے بیوی بچوں کا سردار ہے اور عورت اپنے گھر کی سردار ہے۔''

فائدہ: پچھلی حدیث میں کسی کو سیّد (سردار) کہنے کی ممانعت تھی جس کی تشریح ہو چکی ہے۔ یہاں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ یہ بیان فرمانا چاہتے ہیں کہ اگر سیّد کی اضافت ونسبت دوسرے کی طرف کی جائے تو کہنا صحیح ہے۔ جیسے گھر کے سردار، گھر کی سردارنی یہ جائز ہے۔ باقی کلام گزشتہ حدیث میں ہو چکا ہے۔

باب مخاطبة الصبيان بالبنوّة

بچوں کو بیٹا کہہ کر مخاطب کرنا

(۳۸۹) - أخبرنا أبو خليفة، ثنا أبو الوليد الطيالسي، ثنا مبارك بن فضالة، عن الحسن، عن ابى بكرة رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ يصلي، وكان الحسن بن علي عليهما السلام إذا سجد وثب على عنقه و على ظهره، فيرفعه النبي ﷺ رفعا رفيقا، ففعل ذلك غير مرة، فلما انصرف ضمه إليه وقبّله، قالوا: يا رسول الله! إنك صنعت اليوم بهذا الغلام شيئا ما رأيناك صنعت به، فقال: إنه ريحاني من الدنيا، و إن ابني هذا سيّد، وعسى الله أن يصلح به بين فئتين من المسلمين.

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (۳۷۳۶۲/٤۷۷/۷) واحمد فی «مسنده» (٤٤/٥) والبخاری (۲۰۵۷/۹٦۲/۲) (۵۳۰/۱) والطبرانی فی «المعجم الکبیر» (۲۰۹۱/۳٤/۳) والبیهقی فی «السنن الکبری» (۱۷۳/۸)

(۳۸۹) ترجمہ: ''حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ ﷺ سجدے میں جاتے تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کود کر آپ ﷺ کی گردن اور کمر پر چڑھ جاتے۔ رسول اللہ ﷺ ان کو آہستہ سے ہٹا دیتے۔ آپ ﷺ نے کئی مرتبہ اس طرح کیا۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چمٹا لیا اور بوسہ لیا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا: یا رسول اللہ! آج آپ نے اس بچے کے ساتھ جو کیا ہم نے پہلے کبھی آپ ﷺ کو ایسا کرتے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دنیا میں میری ریحان (رزق اور خوشبو) ہے، میرا یہ بیٹا سردار ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائیں گے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچے کو بیٹا کہہ کر مخاطب کرنا جائز ہے۔ نیز اس سے شفقت محبت کرنا اس کو پیار کرنا اور اس کی شرارت کو محبت سے درگزر کرنا چاہئے۔

یہ دنیا میں میری ریحان ہے۔ یہ اولاد کی ایک خوبی ہے ریحان کے معنی روزی اور نعمت کے بھی ہیں اور خوشبو کے بھی ہیں۔ دونوں صورتوں میں اولاد کی تعریف ہے۔

اگر رزق اور روزی مراد لیں تو بچے ماں باپ کے حق میں رزق کی طرح ہوتے ہیں کہ اگر یہ نہ ہوں تو ماں باپ کی مادرانہ اور پدرانہ شفقت ومحبت ایسے ہی حیران و پریشان رہتی ہے جس طرح بھوکا آدمی روٹی کے لئے پریشان رہتا ہے تو اولاد ماں باپ کے

لئے ایک بڑی نعمت ہے۔

اگر خوشبو کے معنی لئے جائیں تو جس طرح خوشبودار پھول کو سونگھ کر آدمی کو فرحت و سرور حاصل ہوتا ہے اسی طرح بچوں کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے ان کو پیار کر کے سرور حاصل ہوتا ہے۔ (مرقاۃ ۸۱/۹)

دو گروہ جن میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صلح کرائی اس کا قصہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان جنگ کا خطرہ پیدا ہوا اور دونوں لشکر آمنے سامنے ہونے کو تھے اس موقع پر حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح فرمائی جس کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان ایک بڑی خونریزی ہونے سے بچ گئی۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں فتح الباری ۶۱/۱۳ تا ۶۶)

باب كيف مخاطبة العبد مولاه

غلام کو اپنے مالک کو کیسے خطاب کرنا چاہئے

(٣٩٠) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا إبراهيم بن الحجاج، ثنا حماد بن سلمة، ثنا أيوب وحبيب وهشام، عن محمد عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ قال: لا يقولن أحد كم: عبدي وامتي، ولا يقول المملوك: ربي وربتي، لكن ليقل المالك: فتاي وفتاتي، وليقل المملوك: سيّدي وسيّدتي، فإنكم المملوكون، والرب الله عزوجل.

اخرجه احمد فی «مسنده» (٢/٤٢٣) والبخاری فی «الادب المفرد» (رقم ٢١٠) والمسلم فی ٤/١٧٦٤/٢٢٤٩) (٢/٣٣١) وابوداؤد (٤/٢٩٤/٤٩٧٥) (٢/٣٣٢) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٤٣)

(۳۹۰) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں کوئی (اپنے غلام اور باندی کو) میرا بندہ یا میری بندی نہ کہے اور نہ غلام اپنے آقا کو میرا رب یا میری ربتی نہ کہے۔ مگر آقا اپنے غلام کو میرا خادم یا میری خادمہ اور غلام اپنے آقا کو میرے سردار یا میری سردارنی کہے۔ کیونکہ تم سب مملوک ہو اور اللہ تعالیٰ رب ہیں۔“

فائدہ: انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت توحید اخلاص سے کرنے والا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے والا ہے۔ اس لئے انسان کو نام میں بھی اس مشابہت سے منع کیا گیا ہے کہ کسی کو رب کے نام سے بھی موسوم نہ کرے تا کہ کوئی شرک کا معنی نہ رہے۔ بہر حال کسی کو رب کہنا کراہت تنزیہی کی وجہ سے منع ہے نہ کہ کراہت تحریمی کی وجہ سے منع ہے۔ (فتح الباری ۵/۱۷۹)

باب من لا يجوز أن يخاطب بالسؤدد

کن لوگوں کو سردار کہہ کر مخاطب کرنا جائز نہیں ہے

(۳۹۱) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا عبيدالله بن سعيد، ثنا معاذ ابن هشام، حدثني أبي، عن قتادة، عن عبدالله بن بريدة، عن أبيه رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تقولوا للمنافق سيّدنا، فإنه إن يكن سيّدكم فقد أسخطتم ربكم عزّ وجلّ.

اخرجه احمد في «مسنده» (ه/۳۴۶-۳۴۷) والبخاري في «الادب المفرد» (رقم ۷۶۰) والنسائي في «السنن الكبرى» (۱۰۰۷۳/۷۰/۶) وفي «عمل اليوم» (رقم ۲۴۴) والبيهقي في «شعب الايمان» (۴/۲۲۹-۲۳۰/۴۸۸۳)

(۳۹۱) **ترجمہ:** ''حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم منافق کو سیّدنا (ہمارے سردار) مت کہا کرو کیونکہ اگر وہ تمہارا سردار ہے تو تم نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دیا۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ کسی منافق (بددین) کو اپنا سردار نہیں کہنا چاہئے۔ کیونکہ منافق کو سردار کہنا اس کی تعظیم کرنا ہے اور وہ تعظیم کا مستحق نہیں ہے اگر اس کو کچھ سرداری حاصل بھی ہو تو یہ کہنے والا جھوٹ اور نفاق کا مرتکب ہوگا۔

اگر تم اس کو سردار بناؤ گے اور وہ منافق ہوگا تو تمہارا حال بھی اس سے کم نہ ہوگا اس حالت میں اللہ تعالیٰ تم سے ناراض ہوں گے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جب تم اس کو سردار بناؤ گے تو اس کی اطاعت تم پر واجب ہوگی جب تم اس کی اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ کو ناراض کر بیٹھو گے۔

اسی طرح غیر مسلموں کو حکیم، طبیب مولانا کہنا بھی منع ہے۔ (کذا من المرقاۃ ۹/۱۱۹، کذا فی البذل ۶/۲۷۳)

حاصل یہ کہ کسی منافق کو احترام کے اوصاف کے ساتھ متصف کرنا حرام ہے اگر متصف کیا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا ہوگا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے دشمن کی تعظیم ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے خارج ہے اس وجہ سے وہ مستحق اہانت اور تحقیر ہے۔

منافق کے ساتھ وہ لوگ بھی شامل ہوں گے جو فاسق، کافر، مشرک، ملحد اور بدعتی جو کتاب اللہ اور سنت رسول کے مخالف ہوں۔

احترام و اکرام کا مستحق تو وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی پاسداری کرے۔

(نزہۃ المتقین ۲/۱۱۷۶)

باب المخاطبة بالكنية لمن غلبت عليه

جس کے نام پر کنیت غالب ہو اس کو کنیت سے مخاطب کرنا

(۳۹۲) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا أبو خثيمة، ثنا يحيٰى بن سعيد القطان، ثنا إسماعيل بن أبي خالد، حدثني أبوبكر بن أبي زهير الثقفي، عن أبي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه، أنه قال: يا رسول الله! كيف الصلاح بعد هذه الآية: ﴿من يعمل سوء ايجز به﴾ كل شيء نعمله نجزى به؟ فقال: رحمك الله أبابكر، ألست تمرض؟ ألست تنصب؟ ألست تصيبك اللأواء؟ فذاك ما تجزون به.

اخرجه احمد في «مسنده» (۱۱/۱) وابويعلى في «مسنده» (۹۸/۹۷/۱) وابن حبان في «صحيحه» (۲۹۲٦/۱۸۹/۷) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٦۳۲۸/۳۷۳/۳) وفي «شعب الايمان» (۹۸۰۵/۱۵۱/۷)

(۳۹۲) **ترجمہ:** ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! اس آیت: ''من يعمل سوء ايجز به'' کہ ''جو شخص برائی (گناہ) کرے گا تو اس کو سزا دی جائے گی'' کے بعد کامیابی وصلاح کس طرح ہوسکتی ہے (یعنی جو شخص بھی گناہ کرے گا اس کو سزا ضرور ملے گی تو اب نجات کا کوئی راستہ نہیں سوائے ناکامی کے کیونکہ گناہ تو ہر شخص سے ہوتا ہے اس کے بعد سزا ضروری ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں ابوبکر! کیا تم بیمار نہیں ہوتے، کیا تم کو تکلیف نہیں ہوتی اور کیا تم کو مصیبت نہیں پہنچتی؟ ان سب چیزوں (تکالیف) پر تم کو بدلہ دیا جاتا ہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے نام سے زیادہ اس کی کنیت مشہور ہو اس کو اس کی کنیت سے پکارنا چاہئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبداللہ تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کے نام کے بجائے ابوبکر ان کی کنیت سے پکارا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مصیبت وتکالیف بھیج کر بندوں کے گناہوں کے معاف ہونے یا درجات کے بلند ہونے کا ذریعہ بناتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ مسلمانوں کو جب کوئی رنج، دکھ، فکر، حزن، ایذاء اور غم پہنچتا ہے یہاں تک کہ کانٹا چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہوں کو دور کردیتے ہیں۔ (متفق علیہ عن ابی سعید مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۴)

ایک جگہ ارشاد مبارک ہے کہ جس مسلمان کو بیماری کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ (اسی طرح) دور کردیتے ہیں جیسے درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔ (متفق علیہ عن عبداللہ بن مسعود مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۴)

باب الرخصة فی تصغیر الاسم

نام کی تصغیر کے ساتھ پکارنے کی اجازت

(۳۹۳) - حدثنی أبو عروبة ومحمد بن عبيدالله بن الفضل الحمصی، ثنا أبو التقی هشام بن عبدالملك، ثنا محمد بن حرب الأبرش، حدثتنی أمی، عن أمها، أنها سمعت المقدام بن معديكرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ يقول: قال لی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: أفلحت يا قديم إن مت، ولم تكن أميرا ولا كاتبا ولا عريفا.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۱۳۲/٤) وابوداؤد (۲۹۳۳/۱۳۱/۳) (۵۱/۲) وابن قانع فی «معجم الصحابه» (۱۰۷۲/۱۰۷/۳) والطبرانی فی «المسند الشاميين» (۱۳۷۷/۲۹۷/۳) والبيهقی فی «السنن الكبری» (۱۲۸۲٦/۳٦۱/٦)

(۳۹۳) **تَرجَمَہ:** "حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قدیم! تم کامیاب ہو جاؤ گے جب کہ تمہیں موت اس حال میں آئے کہ تم نہ (لوگوں پر) امیر ہو، نہ (ان کے معاملات کے) لکھنے والے ہو اور نہ لوگوں میں مشہور و معروف ہو۔"

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کے نام کو تصغیر کے ساتھ پکارنا جائز ہے جیسا کہ عرب میں دستور تھا۔

تصغیر محبت کے لئے ہوتی ہے جیسا کہ ایک شاعر کا شعر ہے

ما قلت حبيبی من التحقير   بل يعذب اسم شخص للتصغير

تَرجَمَہ: "میں میرا چھوٹا محبوب تحقیر کی وجہ سے نہیں کہتا ہوں بلکہ آدمی کے نام سے تصغیر کی وجہ سے مٹھاس حاصل ہوتی ہے۔" (فتوحات ربانیہ ۱۸۳/۶)

نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گمنامی اور بے منصبی راحت ہے اور شہرت اور منصبی آفت ہے۔ مولانا ابوعزین برکات والی مکہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کا قول ہے کہ خوش بخت و سعادت مند وہ آدمی ہے جو نہ ہمیں جانتا ہو اور نہ ہم اس کو جانتے ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ کامیاب آدمی وہ ہے جس کو عقل کامل ملی ہو جو (دنیا کی) فنا ہونے والی زندگی پر (آخرت کی) باقی رہنے والی زندگی کو اختیار کرتا ہو اور دنیا سے منہ موڑ کر آخرت کی طرف کرتا ہو۔ (مرقاۃ ۲۲۱/۷)

ایک روایت میں ہے کہ وہ شخص کامیاب ہوا جس کو اسلام کی ہدایت کی گئی (یعنی اسلام کی دولت ملی) اور اس کا گزر بسر ضرورت کے بقدر ہو وہ اس پر قناعت کرے۔ (مرقاۃ ۲۲۱/۷)

باب الوعيد في أن يدعى الرجل بغير اسمه

نام بدل کر پکارنے کی وعید

(٣٩٤) - أخبرنا أبو عروبة، ثنا أبو التقى هشام بن عبدالملك، ثنا بقية بن الوليد، عن أبي بكر بن أبي مريم، عن حبيب بن عبيد، عن عمير بن سعد رضي الله تعالى عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من دعا رجلا بغير اسمه لعنته الملائكة.

اخرجه ابن المبارك في «الزهد» (١/٢٣٨-٢٣٩/٦٨٣) وابن قانع في «معجم الصحابه» (٢/٣٣٠-٣٣١/٧٤٠) والديلمي في «مسند الفردوس» (٣/٥٥٢/٥٧٢٧)

(۳۹۴) **ترجمہ:** ”حضرت عمیر بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی آدمی کو نام بدل کر پکارتا ہے تو فرشتے اس پکارنے والے پر لعنت بھیجتے ہیں۔“

فائدہ: نام بدل کر پکارنا اس وقت منع ہے جب کہ ایسے لقب سے پکارے جو پکارنے والے کو ناپسند ہو اگر اے عبداللہ کے بیٹے یا عبداللہ (اللہ کے بندے) یا اسی طرح دوسرے القاب جس سے وہ برا نہ مانے پکارے تو پکارنا صحیح ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس شخص کا نام معلوم نہیں ہوتا تھا اس کو یا ابن عبداللہ کہہ کر پکارنا اور اسی طرح اے چپل والے پکارنا ثابت ہے۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ۳۵۲)

غرض یہ کہ مسلمان بھائی کو اچھے نام سے پکارنا چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: تمہارے بھائی کی محبت کو تمہارے لئے خالص رکھنے والی تین چیزیں ہیں (یعنی جن کی وجہ سے محبت نہ صرف باقی رہے گی بلکہ بڑھے گی خالص اور اغراض سے پاک رہے گی)۔

1. جب اس سے ملو تو سلام میں پہل کرو۔
2. جب اس کو بلاؤ تو اچھے نام سے بلاؤ۔ (اسی طرح پورے نام سے احترام کے ساتھ بلاؤ نہ یہ کہ آدھا نام یا اس کو بگاڑ کر بلاؤ)۔
3. (جب وہ مجلس میں آئے تو) اس کے لئے مجلس میں کشادہ جگہ بناؤ۔ (شرح السنۃ مرقاۃ ۹/۵۵،۵۶)

باب النهی عن أن یسمی الرجل أباه باسمه

اپنے والد کو نام سے پکارنے کی ممانعت

(۳۹۵) - حدثنی سلم بن معاذ، ثنا أحمد بن یحییٰ الصوفی، ثنا إسحاق بن منصور، ثنا قیس بن الربیع، غن هشام بن عروة، عن أیوب ابن میسرة، عن أبی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأی رجلا معه غلام، فقال: للغلام: من هذا؟ قال: أبی، قال: فلا تمش أمامه، ولا تستسب له، ولا تجلس قبله، ولا تدعه باسمه.

اخرجه الطبرانی فی «المعجم الاوسط» (۴/۲۶۷/۴۱۵۹)

(۳۹۵) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جس کے ساتھ ایک بچہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے سے پوچھا: یہ آدمی (جو تمہارے ساتھ ہے) کون ہے؟ بچے نے جواب دیا: میرے والد ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان کے آگے نہ چلو، ان کو برا کہنے کا سبب مت بنو، ان سے پہلے نہ بیٹھو اور نہ ان کو نام سے مت پکارو۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے والد کو نام سے نہیں بلانا چاہئے۔ نیز والد کے آگے چلنا، ان کو برا بھلا کہنا اور راستہ میں اس کے آگے چلنا سب خلاف ادب ہے۔ بلکہ علماء نے اس کو نافرمانی میں شمار کیا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۱۲۰)

اس طرح بیوی کو شوہر کا نام لینا اور شاگرد کو اپنے استاد کا نام لینا اور ہر چھوٹے کو اپنے بڑے کا نام لینا خلاف ادب ہے۔

(کما قالہ النووی کتاب الاذکار صفحہ ۲۷۰)

(۳۹۶) - حدثنی علی بن أحمد بن سلیمان، ثنا عبدالغنی بن عبدالعزیز العسال، ثنا یوسف بن عمرو، عن المفضل بن فضالة، عن عبیداللّٰه ابن زحر، أنه قال: یقال: لمن العقوق أن تسمی أباك، وأن تمشی أمامه فی طریق.

لم اجده عند غیر المصنف.

(۳۹۶) ترجمہ: ”حضرت عبیداللہ بن زحر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: والد کی نافرمانی میں یہ بھی داخل ہے کہ تم ان کے نام سے ان کو پکارو اور راستے میں ان سے آگے چلو۔“

فائدہ: ان کو برا کہنے کا سبب مت بنو یعنی کوئی ایسا برا کام نہ کرو جس کی وجہ سے وہ تمہیں برا بھلا کہیں کیونکہ ان کی تکلیف کا

سبب ہوگا۔

یا مطلب یہ ہے کہ ان کو گالی دیئے جانے کا سبب نہ بنو کہ تم کسی کے ماں باپ کو گالی دو جواب میں وہ تمہارے ماں باپ کو گالی دے۔ حدیث میں ہے کہ کبیرہ گناہوں میں یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔ صحابہ نے عرض کیا: کیا آدمی اپنے والدین کو گالی دیتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کسی کے باپ کو گالی دیتا تو وہ بھی اس کے باپ کو گالی دیتا ہے وہ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ بھی اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔ (متفق علیہ عن عبداللہ ابن عمر و فتوحات ربانیہ ۶/۱۲۰)

اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو کوئی کام کرنے سے پہلے سوچ لینا چاہئے کہ کہیں اس کی وجہ سے میرے ماں باپ پر کوئی آنچ نہیں آئے گی کہ یہ بھی ماں باپ کا حق ہے۔ سبحان اللہ کیا روشن تعلیم ہے شریعت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ کی اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اپنے والدین کی قسم کو پورا کرے (اس کے والدین نے کوئی قسم کھائی تھی مگر اس کو پورا کرنے سے پہلے ان کا انتقال ہوگیا اور یہ ان کی قسم کو پورا کرے) اور ان کے قرضے کو ادا کرے اور ان کو گالی دیئے جانے کا سبب نہ بنے تو وہ (والدین کا) فرمانبردار لکھا جاتا ہے اگرچہ وہ والدین کی زندگی میں نافرمان ہو اور جو ان کی قسم کو پورا نہ کرے اور ان کے قرضے کو ادا نہ کرے اور ان کو گالی دیئے جانے کا سبب بنے تو وہ نافرمان لکھا جاتا ہے اگرچہ وہ ان کی زندگی میں فرمانبردار رہا ہو۔
(طبرانی معجم اوسط مجمع الزوائد ۸/۱۴۷)

باب كراهية الألقاب

ناپسندیدہ القاب

(۳۹۷) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا هدبة بن خالد و إبراهيم بن الحجاج السامي، قالا: ثنا حماد بن سلمة، عن داود بن أبي هند، عن الشعبي، عن الضحاك بن أبي جبيرة، قال: كانت لهم الألقاب في الجاهلية، فدعا رسول الله ﷺ رجلا بلقبه، فقيل: يا رسول الله! إنه يكرهها، فأنزل الله عزوجل:

﴿ولا تنابزوا بالألقاب﴾

إلى آخر الآية.

اخرجه احمد في «مسنده» (۶۹/٤) وابوداؤد (٤/۲۹۰/٤۹٦۲) (۲/۲۳۰) وابن ماجه (۳/۱۲۳۱/٤۹٦۹) (۲/۲۳۰) والترمذی (۳۸۸/۵/۳۲٦۸) (۲/۱٦٦) وابويعلی فی «مسنده» (۱۲/۲۵۲-۲۵۳/٦۸۵۳)

(۳۹۷) ترجمہ: ''حضرت ضحاک بن جبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے زمانۂ جاہلیت میں کچھ القاب تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو اس کے لقب کے ساتھ پکارا۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: وہ شخص اس لقب کو ناپسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ولا تنابزوا بالألقاب﴾

ترجمہ ''کسی کو برے لقب سے نہ پکارو۔''

فائدہ: اس حدیث کی تشریح نمبر ۳۹۴ پر گزر چکی ہے۔

باب الألقاب الجائزة

جائز القاب

(۳۹۸) - أخبرنا أبو الليث الفرائضي، ثنا أحمد بن عمر الوكيعي، ثنا أبو معاوية، عن الأعمش، عن أبي صالح، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قتل رجل على عهد رسول الله ﷺ، فدفع القاتل إلى ولي المقتول، فقال القاتل: والله يا رسول الله! ما أردت قتله، فقال رسول الله ﷺ أما إنه ان كان صادقا ثم قتلته دخلت النار، فخلى سبيله قال: وكان مكتوفا بنسعة، فخرج الرجل يجر نسعته، قال: فكان يسمى: ذا النسعة.

اخرجه الدارمي في «سننه» (۲/۲۵۱/۲۳۵۹) وابوداؤد (۴/۱۶۹/۴۴۹۸) (۲/۲۶۲) وابن ماجه (۲/۸۹۷/۲۶۹۰) (۱/۱۹۳) والترمذي (۴/۲۲/۱۴۰۷) (۱/۲۶۰) والنسائي في «السنن الكبرى» (۴/۲۱۳/۶۹۲۴)

(۳۹۸) ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی کو قتل کیا گیا۔ قاتل کو مقتول کے ولی کے حوالے کیا گیا۔ قاتل نے کہا: اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! میں نے اس کے قتل کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقتول کے ولی سے فرمایا: اگر یہ سچا ہے پھر تم اس کو قتل کرو گے تو تم جہنم میں جاؤ گے۔ اس ولی نے اس آدمی کو چھوڑ دیا۔ اس شخص کے کندھے کجاوے کی رسی سے بندھے ہوئے تھے وہ اسی کو کھینچتا ہوا نکلا۔ اس کا نام ذالنسعۃ (رسی والا) رکھ دیا گیا۔“

فائدہ: کسی کا نام اس کے کسی فعل کی مناسبت سے رکھنا بھی اسی وقت جائز ہے جب کہ وہ برا نہ مانے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو سفینہ (جہاز) ایک صحابی کو ذوالیدین اور کسی کو ابوبقلہ وغیرہ کہنا ثابت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت آپ علیہ السلام نے ابوتراب رکھی وہ اس کنیت پر فخر کیا کرتے تھے اور اس سے بلانے کو پسند فرمایا کرتے تھے۔

باب كيف يدعو الرجل بمن لا يعرف اسمه

جس کا نام معلوم نہ ہوتو اس کو کیسے پکارنا چاہئے

(۳۹۹) - أخبرنا أبو عبدالله بن زيدان البجلي، حدثنا عبدالله ابن يعقوب، ثنا أبو أيوب الأنماطي، عن سلمة بن كهيل، عن حارثة ابن زيد، عن جارية الأنصارى رضي الله تعالى عنه قال: كنت عند النبى صلى الله عليه وسلم وكان إذا لم يحفظ اسم الرجل، قال يا ابن عبدالله.

اخرجه الطبرانى فى «المعجم الكبير» (۲۸۳۶/۳۷۳/۳) وفى «المعجم الصغير» (۳۶۰/۲۲۴/۱)

(۳۹۹) ترجمہ: ”حضرت حارثہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی کا نام معلوم نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اے عبداللہ کے بیٹے! کہہ کر پکارتے تھے۔“

فائدہ: علماء نے لکھا ہے کہ جس شخص کا نام معلوم نہ ہو (اور اس کو پکارنے کی ضرورت ہو تو) اس کو کسی ایسے نام سے نہ پکارے جس سے اس کو تکلیف ہو۔ اسی طرح ایسے نام سے بھی نہ پکارے جس میں جھوٹ یا خوش آمد ہو بلکہ یوں کہے اے بھائی! اے میرے سردار، اے فلاں کپڑے والے یا اونٹ والے گھوڑے والے وغیرہ غرض جو پکارنے والے اور اس کے درمیان مناسب حال ہو اس لفظ سے پکارے۔ (قالہ النوی فی الاذکار صفحہ ۲۷۰)

یہاں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا نام معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اے عبداللہ کے بیٹے! کہہ کر پکارا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کا نام معلوم نہ ہو اور اس کو پکارنے کی ضرورت ہو تو یا ابن عبداللہ (عبداللہ کے بیٹے) یا عبداللہ (اللہ کے بندے) کہہ کر پکارا جائے کیونکہ وہ اللہ کے بندے کا بیٹا اور اللہ کا بندہ بھی ہے۔ اور پکارنے کا مقصد اس سے حاصل ہو سکتا ہے۔ کسی دوسرے نام سے نہ پکارے کیونکہ یہ عموماً انسان کو ناپسند ہوتا ہے۔

باب تسمية الرجل بلباسه

کسی کو اس کے لباس کے ساتھ نام رکھنا

(٤٠٠) - حدثني محسن بن محمد، حدثني جدي خالد بن عبدالسلام، حدثنا الفضل بن المختار، عن عبيدالله بن موهب، عن عصمة بن مالك الخطمي رضي الله تعالى عنه قال: نظر رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى رجل يمشي في نعليه في المقابر، فقال له: يا صاحب السبتية! اخلع نعليك.

اخرجه ابوداؤد (٣٢٣٠/٢١٧/٣) (١٠٤/٢) وابن ماجه (١٥٦٨/٤٩٩/١) (ص١١٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (٢١٧٥/٦٥٨/١) والطبراني في «المعجم الكبير» (٤٩٥/١٨٥/١٧) والحاكم في «المستدرك» (٨٣/٥، ٢٢٤)

(۴۰۰) ترجمہ: ”حضرت عصمہ بن مالک الخطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنے جوتوں کے ساتھ قبروں پر چل رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے چمڑے کے جوتے والے! اپنے جوتے اتار دو۔“

فائدہ: ابوداؤد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اس آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور پہچانا پھر جوتے اتار کر پھینک دیئے۔ (ابوداؤد ۱۰۴/۲)

علماء نے قبروں پر جوتے پہن کر چلنا مکروہ لکھا ہے۔ (بذل ۲۱۳/۵)

اس کی چند وجوہ ہیں۔

1. جوتے پہن کر قبروں پر چلنا قبروں کے احترام کی وجہ سے منع ہے۔ (بذل ۲۱۳/۵)
2. جوتوں کی گندگی کی وجہ سے منع ہے۔ (بذل ۲۱۳/۵، کذافی فتوحات الربانیہ ۲۲۵/۴)
3. جوتوں کے ساتھ چلنے سے آواز و آہٹ پیدا ہوتی ہے۔ (بذل ۲۱۳/۵)
4. کیونکہ ایسے جوتے ناز ونخرے والے لوگ پہنتے ہیں جس میں تکبر ہوتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا کہ قبروں پر آدمی تواضع سے جائے۔ (بذل ۲۱۳/۲، کذا فتوحات الربانیہ ۲۲۵/۴)

اگر یہ وجوہ نہ پائی جائیں تو کراہت نہ ہوگی۔ (ملخص بذل ۲۱۳/۵، کذا فتوحات الربانیہ ۲۲۶/۴)

باب تسمية الرجل بما يشبه عمله

کسی کا نام اس کے عمل کے مشابہ رکھنا

(٤٠١) - أخبرنا العباس بن أحمد بن حسان الحمصي، أنا عمرو ابن عثمان، حدثنا أبي ثنا محمد بن عمر المخزومي، ثنا عبدالله بن بسر الحبراني، قال: سمعت عبدالله بن بسر المازني رضي الله تعالى عنه، قال: بعثتني أمي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بقطف من عنب، فأكلت منه قبل أن أبلغه إياه، فلما جئت به أخذ أذني وقال: يا غدر.

اخرجه الطبراني في «مسند الشاميين» (١٤٨٧/٣٥٥/٢) وابو نعيم في «الحلية» (١٠٥/٦) وابن عبدالبر في «الاستيعاب» (٢٦١٤/١٤٩٧-١٤٩٦/٤) والمزي في «تهذيب الكمال» (٢٨١/١٧) وابوعبدالله المقدسي في «الاحاديث المختارة» (٦٣-٦٢/٩)

(۴۰۱) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن بسر المازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میری والدہ نے مجھے (ایک) انگور کا گچھا دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچانے سے پہلے اس میں سے کچھ انگور کھا لئے۔ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کان پکڑا اور فرمایا: دھوکے باز!''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان کو اپنے ماتحتوں جیسے اولاد، غلام اور شاگرد وغیرہ کو ادب سکھانے اور ان کی تربیت کے لئے ڈانٹتے ہوئے برے نام سے پکارنا جائز ہے۔ (قالہ النووی فی الاذکار ۳۱۹)

تاکہ ان کو اس طرح پکارنے سے تنبیہ ہو اور آئندہ وہ برے کام سے باز رہیں۔ (قالہ ابن علان فی شرح الاذکار ۱۱۴/۶)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک موقع پر ڈانٹتے ہوئے فرمایا: یا غنثر! یعنی اے کمینے۔ (بخاری، مسلم ابوداؤد کتاب الاذکار صفحہ ۲۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کان پکڑنا بھی تنبیہ کے لئے ہے کیونکہ انہوں نے امانت اس کے اہل تک پہنچانے سے پہلے استعمال کر لی تھی۔ (فتوحات ربانیہ ۱۱۵/۶)

باب تسمية الأعمى بصيرا

نابینا کا نام بینا رکھنا

(٤٠٢) - أخبرنا العباس بن علی النسائی، ثنا الحسن بن علی الشطوی، ثنا سفیان بن عیینة، عن عمرو بن دینار، عن نافع بن جبیر بن مطعم، عن أبیه رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: انطلقوا بنا إلى البصیر الذی فی بنی واقف حتی نعوده، قال: وکان رجلا أعمی.

اخرجه البزار فی «مسنده» (٨/٣٤٩-٣٥٠/٣٤٢٥) والطبرانی فی «المعجم الکبیر» (٢/١٢٤/١٥٣٤) «شعب الایمان» (٦/٥٣٦/٩١٩٤) والخطیب البغدادی فی «تاریخ بغداد» (٧/٤٣٠)

(۴۰۲) ترجمہ: ”حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بنی واقف (قبیلہ) میں جو بینا شخص ہے اس کے پاس چلو تا کہ ہم اس کی عیادت کریں۔ وہ شخص (جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بینا فرمایا وہ) نابینا تھے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک نابینا کو (کسی مصلحت کی وجہ سے) بینا کہا جا سکتا ہے کیونکہ وہ صحابی جن کی عیادت کے لئے آپ علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لے گئے وہ نابینا تھے لیکن آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کو آنکھوں والا فرمایا۔

باب الكنية بالألوان

رنگ کی مناسبت سے کنیت رکھنا

کنیت جو کہ سبب عزت وافتخار ہے کسی کو اس کے ساتھ پکارنا، لوگوں کی کنیت رکھنا، بچوں کی کنیت رکھنا نیز عورتوں کی بھی کنیت رکھنا، اپنی نسبت اپنے آباء واجداد کی طرف کرنا۔

ان باتوں کے بیان میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے تیرہ باب جن کے ذیل میں سترہ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٤٠٣) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا جبارة بن المغلس، ثنا عبدالله بن المبارك، عن حميد بن أبي الورد عن أبيه رضي الله تعالى عنه قال: رأى النبي صلى الله عليه وسلم رجلا أحمر فقال: أنت أبو الورد، قال جبار؟ مازحه.

اخرجه ابن قانع في «معجمه» (٦٨٠/١٨٦/٢) والطبراني في «المعجم الكبير» (٩٥٣/٣٨٢/٢٢) وابن عدي في «الكامل» (١٨٢/٢) وابن منده في «معرفة الصحابه» كما في «الاصابه» (٢١٧/٤) وابونعيم في «معرفة الصحابه» (٧٠٤٧/٣٠٤٣/٦) كما في العجاله (٤٥٧/١)

(۴۰۳) ترجمہ: ”حضرت ابوالورد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سرخ آدمی کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم تو گلاب والے ہو (یعنی تم گلاب کی طرح سرخ ہو)۔ (راوی حدیث) حضرت جبارہ فرماتے ہیں: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مزاح فرمایا۔“

فائدہ: **کنیت کی اہمیت**

کنیت عربوں میں ایسی (معزز ومحترم ہے) جس طرح عجموں کے ہاں لقب (معزز ومحترم) ہے۔

اس لئے عربوں کے ہاں کنیت سے پکارنا ادب کے زیادہ قریب ہے امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ بڑوں اور صاحب علم وفضل لوگوں کو کنیت سے پکارنا مستحب ہے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۲۴۷)

کیونکہ جب کوئی شخص کسی کا ذکر تعظیماً کرتا ہے تو وہ یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کو نام سے پکارے (بلکہ کسی تعظیمی لفظ سے پکارنا پسند کرتا ہے جیسے حضرت۔ علامہ۔ مولانا وغیرہ) لیکن اس شخص کی کنیت ہوتی ہے تو (بجائے ان الفاظ کے) کنیت سے پکارتا ہے۔
اس لئے خود اپنی کنیت رکھنا ناپسندیدہ ہے کیونکہ اس میں اپنی تعریف خود کرنا لازم آتا ہے۔ ہاں اگر پہچان کے لئے ہو تو خود رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتح الباری ۵۸۲/۱۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے مزاح فرمایا کرتے تھے۔ یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی کی رنگت کے سرخ ہونے کی وجہ سے ان کو مزاحاً گلاب والے فرمایا۔

باب الكنية بالأسباب

کسی سبب کی مناسبت سے کنیت رکھنا

(٤٠٤) - أخبرنا الحسن بن محمد، ثنا أبو أمية محمد بن إبراهيم، ثنا عاصم بن علي، ثنا أبو معشر، ثنا أبو حازم عن سهل بن سعد رضي الله تعالى عنه قال: وقع بين علي وفاطمة رضي الله تعالى عنهما كلام، فخرج علي رضي الله تعالى عنه فألقى نفسه على التراب، فسالها النبي صلى الله عليه وسلم فقالت: كان بيني وبينه شيء فخرج مغضبا، فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم، فوجده نائما على التراب، فأيقظه، وجعل يمسح التراب عن ظهره، ويقول: إنما أنت أبو تراب.

قال سهل: فكنا نمدحه بهذا، فإذا أناس يعيبونه به.

أخرجه البخاري (٥/٢٢٩١/٥٨٥١) (٢/٩١٥-٩١٦) والمسلم (٤/١٨٧٤/٢٤٠٩) (٢/٢٨٠) واحمد بن عمر الشيباني في «الآثار والمثاني» (١/١٥٠/١٨٣) وابن حبان في «صحيحه» (١٥/٣٦٨/٦٩٢٥) الطبراني في «والمعجم الكبير» (٦/١٦٥/٥٨٧٠)

(۴۰۴) **تَرجَمہ:** ''حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان کچھ بات ہوگئی۔ (جس پر) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصہ آگیا اور وہ اسی حالت میں باہر چلے گئے اور مٹی میں لیٹ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تشریف لائے اور آپ) نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: (علی کہاں ہیں؟) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: میرے اور ان کے درمیان کچھ بات ہوگئی تھی (جس پر وہ) غصہ کی حالت میں باہر چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو ان کو مٹی پر سوتا ہوا پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اٹھایا اور ان کی پیٹھ سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرمایا: تم تو ابوتراب (مٹی والے) ہو۔

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابوتراب کہہ کر ان کی تعریف کیا کرتے تھے۔ جب کہ (بعض) لوگ اس سے ان پر عیب لگاتے تھے۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

❶ اہل فضل لوگوں میں بھی ان کے اور بیوی کے درمیان بشری طبیعت کی وجہ سے کچھ بات ہو جاتی ہے اور غصہ کی کیفیت ہو جاتی ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۸)

❷ غصہ کو ختم کرنے کے لئے اور اس لئے کہ مزید کوئی غلطی نہ ہو جائے اس جگہ سے چلا جانا چاہئے۔ (فتح الباری ۱۰/ ۵۸۸)
❸ سسرالی رشتہ داروں سے نرمی کا معاملہ کرنا، ان سے محبت کو باقی رکھنے کے لئے ان کے غصہ کو ٹھنڈا کرنا۔ (فتح الباری ۱۰/ ۵۸۸)
❹ ناراض شخص سے اس طرح مذاق کرنا جس سے وہ وہ ناراض نہ ہو بلکہ اس کی ناراضگی انسیت میں بدل جائے۔
(فتح الباری ۱/ ۵۳۶)
❺ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کریمانہ ثابت ہوئے کہ آپ نے خود ہی حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی پیٹھ سے مٹی کو صاف کیا اور ان سے مذاق کرتے ہوئے ان کی موجودہ حالت کے مطابق ان کا نام رکھا۔ (فتح الباری ۱۰/ ۵۸۸)
❻ آدمی کی کنیت اس کے بچے کے علاوہ رکھنا اور جس کی (پہلے سے) کنیت ہو اس کی کنیت ایسی کنیت سے بدلنا جس سے وہ ناراض نہ ہو۔ (فتح الباری ۱/ ۵۳۶)

(٤٠٥) - حدثني محمد بن محمد بن سليمان، ثنا محمد بن الصباح، ثنا عبدالعزيز بن أبي حازم، حدثني أبي قال: سمعت سهل بن سعد رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يقول: سمى رسول الله ﷺ علي بن أبي طالب رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ: أبا تراب.

تقدم تخريجه آنفاً.

(۴۰۵) تَرجَمَہ: ''حضرت سہل بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا نام ابوتراب رکھا۔''

فَائِدَہ: گزشتہ حدیث میں تفصیل گزر چکی ہے۔

باب الكنية بالأبقال

سبزی کے نام پر کنیت رکھنا

(٤٠٦) - أخبرني حاجب بن أركين الفرغاني، ثنا سليمان بن سيف، ثنا فهد بن حيان، ثنا أبو عبدالرحمن الحنظلي، عن عاصم الأحول، عن أنس ابن مالك رضی اللہ تعالی عنہ قال: كنّاني رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ببقلة كنت أجتنيتها.

اخرجه احمد في «مسنده» (١٢٧/٣) والترمذي (٣٨٣٠/٦٨٢/٥) (٢٢٣/٢) وابو يعلى في «مسنده» (٤٠٥٧/١١٠/٧) والطبراني في «المعجم الطبراني» (٦٥٦/٢٣٩/١) وابن حجر في «الاصابه» (١٢٦/١)

(۴۰۶) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کنیت ابوبقلہ رکھی۔ میں بقلہ (ساگ سبزی) کو چن رہا تھا۔''

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔ کسی بھی ادنی مناسبت کی وجہ سے خواہ وہ ان کی کنیت ہو یا نہ ہو نئی کنیت رکھ کر اس سے انہیں پکارا کرتے تھے یہاں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ ایک ترکاری ساگ چن رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ابوبقلہ سبزی والے کہہ کر پکارا۔

اسی طرح ان کی کنیت ابوحمزہ بھی رکھی۔ (فتوحات ربانیہ ۶/ ۱۴۸)

باب الكنية بالأفعال

کسی کام کی مناسبت سے کنیت رکھنا

(٤٠٧) - أخبرنا عبدالله بن زيدان البجلي، ثنا سفيان بن وكيع، ثنا الحسين بن علي، عن زائدة، عن علي بن زيد، عن عبدالرحمن بن أبي بكرة، عن أبيه رضي الله تعالى عنه قال: أنا أول من نزل إلى رسول الله ﷺ يوم الطائف وتدليت ببكرة، فكناني بأبي بكرة.

اخرجه البزار في «مسنده» (٣٦٨٤/١٣٢/٩) والطبراني بسند لا بأس به قاله الحافظ في «الفتح الباري» (٤٥/٨) والحاكم في «المستدرك» (٣١٠/٤) وابن عبدالبر في «الاستيعاب» (١٥٣١/٤)

(۴۰۷) ترجمہ: ”حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: طائف کے دن سب سے پہلے (قلعہ سے) اتر کر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس میں آیا تھا۔ میں ایک چرخی (جس سے بھاری سامان چڑھایا اور اتارا جاتا ہے اس کو بکرہ کہتے ہیں) سے اتر کر آپ ﷺ کے پاس آیا تھا۔ آپ ﷺ نے میری کنیت ابوبکرہ رکھ دی۔“

فائدہ: ان صحابی کی کنیت بھی ان کے فعل کی وجہ سے ابوبکرہ رکھی۔ کیونکہ یہ طائف کے قلعہ کی دیوار کو پھاند کر ایک چرخی میں بیٹھ کر نیچے آئے تھے اور اس چرخی کو بکرہ کہتے ہیں اس لئے آپ ﷺ نے ان کی کنیت ابوبکرہ رکھی۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ۳۶۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا نام عبدالرحمٰن بن فخر تھا ان کی کنیت ابوہریرہ اس لئے رکھی کہ وہ بلی سے کھیل رہے تھے یا ان کے آستین میں بلی تھی۔ (فتوحات ربانیہ ۱۴۸/۶)

باب تكنية من لم يولد له

جس کا بچہ نہ ہو اس کی کنیت رکھنا

(٤٠٨) - أخبرنا ابن منيع، ثنا مصعب بن عبدالله الزبيري، ثنا أبي، عن ربيعة ابن عثمان، عن زيد بن أسلم، عن أبيه، قال: خرجت مع عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حتى دخل على صهيب حائطا بالعالية، فقال: يا صهيب! ما منك شيء أعيبه إلا ثلاث خصال، لو لاهن ما قَدَّمْتُ عليك أحدا، قال: وما هي؟ قال: أراك تبذر مالك، وتكتني باسم نبي بأبي يحيىٰ، و تنسب عربيا ولسانك عجمي، قال: أما تبذيري مالي فما أنفقه إلّا في حقه، وأما اكتناني فرسول ﷺ كناني بأبي يحيىٰ، فلا أتركها لقولك، وأما انتسابي إلى العرب فإن الروم سبتني وأنا صغير، وأذكر أهلي، ولو أني انفلقت عني روثة لا نتسبت إليها.

اخرجه الطحاوى فى «شرح معانى الاثار» (٣٣٩/٤-٣٤٠) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٣٢/٨/٧٢٩٧) والحاكم فى «المستدرك» (٤٥٠/٣) وابو نعيم فى «الحلية» (١٥٣/١-١٥٤) وابوعبدالله المقدسى فى «الاحاديث المختاره» (٧٧/٨-٧٨/٧٨)

(۴۰۸) ترجمہ: ”حضرت اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ ہم ان کے پاس مدینہ کے مضافات میں ایک باغ میں پہنچے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: صہیب! تم میں تین باتوں کے علاوہ کوئی ایسی بات نہیں جس پر میں عیب لگاؤں، اگر یہ باتیں نہ ہوتیں تو میں تم پر کسی کو مقدم نہ کرتا۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: وہ کیا باتیں ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ تم مال خرچ کرنے میں اسراف کرتے ہو، اپنی کنیت ابو یحیٰی نبی کے نام سے رکھتے ہو۔ اور تم اپنی نسبت عرب کی طرف کرتے ہو (یعنی اپنے آپ کو عربی کہتے ہو) حالانکہ تمہاری زبان عجمی ہے۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرا فضول خرچی اور اسراف کرنا تو میں صرف حق جگہ ہی خرچ کرتا ہوں، میری کنیت تو رسول اللہ ﷺ نے میری کنیت ابو یحیٰی رکھی ہے میں آپ کے کہنے سے اس کو نہیں چھوڑوں گا اور میرا اپنے آپ کو عرب کی طرف منسوب کرنا تو (اس کا قصہ یہ ہے کہ) رومیوں نے مجھے قید کر لیا تھا جب میں چھوٹا تھا اور اپنے گھر والوں کو یاد کرتا تھا (اور حقیقی بات یہ ہے کہ) اگر میں ایک گوبر سے بھی پیدا ہوتا تو اس کی طرف اپنی نسبت کرتا اور

نسبت بدلتا نہیں اس لئے میرا عرب کی طرف نسبت صحیح ہے غلط نہیں ہے)۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغیر اولاد کے بھی آدمی کی کنیت رکھی جاسکتی ہے اسی طرح اولاد ہو لیکن کسی دوسرے نام پر بھی کنیت رکھی جاسکتی ہے۔ جیسے حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی اولاد نہیں تھی لیکن ان کی کنیت ابو یحییٰ رکھی گئی۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو بکر ہے لیکن بکر نام کی ان کی کوئی اولاد نہیں ہے اور یہی حال حضرت علی کی کنیت ابو تراب کا ہے۔
(فتوحات ربانیہ ۱۴۴/۶)

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رومی بچپن میں قید کر کے لے گئے تھے اور یہ وہیں پلے بڑھے اس لئے ان کی زبان میں کچھ لکنت تھی۔ پھر یہ بیچ دیئے گئے۔ مکہ کے رہنے والے عبداللہ بن جدعان ان کو خرید کر مکہ لے آئے پھر آزاد کر دیا یا ایک روایت ہے کہ یہ خود وہاں سے بھاگ آئے اور عبداللہ بن جدعان ان کے حلیف بنے۔ (اصابہ ۱۹۰/۲، اسد الغابہ ۳۱/۳، بحوالہ حاشیہ ابن سنی صفحہ ۳۶۱)

باب فی تکنية الأطفال

بچوں کی کنیت رکھنا

(٤٠٩) - أخبرنا أبو خليفة، ثنا أبو الوليد الطيالسی، ثنا شعبة، عن أبی التياح، عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: كان النبی صلی اللہ علیہ وسلم يخالطنا كثيرا حتى أنه كان يقول لأخ لی صغير: يا أبا عميرا ما فعل النغير.

أخرجه البخاری (٥٧٧٨/٢٢٧٠/٥) (٩٠٥/٢) والمسلم (٢١٥٠/١٦٩٢/٣) (٢٠٩/٢) وابوداؤد (٤٩٦٩/٢٩٣/٤) (٢٢٣/٢) والترمذی (٣٣٣/١٠٤/٢) (٧٥/١) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣٣٥)

(۴۰۹) ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں کثرت سے آتے تھے یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے ابوعمیر! (تمہارے) بلبل نے کیا کیا۔“

فائدہ: عرب بچوں کی کنیت نیک فالی کے لئے رکھتے ہیں کہ ان کی زندگی لمبی ہو اور ان کی بھی اولاد ہو اور دوسرے یہ کہ ان کی لقب سے حفاظت ہو کیونکہ عربوں کے نزدیک لقب سے زیادہ اہمیت کنیت کی ہوتی ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۴)

اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

1. بھائیوں سے ملاقات کرنا۔
2. کثرت سے ملنا محبت کو ختم نہیں کرتا دوسری حدیث میں جو کم ملنا آیا ہے وہ اس شخص کے لئے ہے جو لالچ کے لئے ملتا ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۴)
3. مذاق کرنا جائز ہے اسی طرح بار بار مذاق کرنا بھی جائز ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۴)
   ایسا مذاق کرنا جس میں گناہ نہ ہو۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۴)
4. دوستوں سے مہربانی کا معاملہ کرنا خواہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو اور اس کا حال معلوم کرنا۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۴)
5. چھوٹے بچے سے مذاق کرنا جائز ہے۔ اسی طرح اس کے ساتھ شفقت کرنا اور اس کو مانوس کرنا۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۴)
6. بچے کا پرندے سے کھیلنا، پرندے کو قید میں رکھنا اور اس کے پروں کا کاٹنا جائز ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۱۰)
7. والدین کو جائز کھیل کھیلنے کے لئے بچے کو اجازت دینا۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۴، شرح مسلم للنووی ۲/۲۰۱)
8. بچے کے جائز کھیل کے لئے مال خرچ کرنا۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۴)
9. جس کا بچہ نہ ہو اس کی کنیت رکھنا۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۴، شرح مسلم للنووی ۲/۲۱۰)
10. خادم کے رشتہ داروں کا اکرام کرنا اور ان کے ساتھ محبت کا اظہار کرنا۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۶)

(مزید تفصیل کے لئے دیکھیں فتح الباری ۱۰/۵۸۴ تا ۵۸۶، شرح مسلم للنووی ۲/۲۱۰)

باب تكنية الرجل باسم ولده و إن كان لهٗ كنية غيرها

کسی کی کنیت ہونے کے باوجود اس کے بچے کے نام پر نئی کنیت رکھنا

(٤١٠) - أخبرنا ابن منيع، ثنا أحمد بن عيسى المصرى، ثنا ابن وهب، أخبرني ابن لهيعة، عن يزيد بن أبى حبيب، عن ابن شهاب، عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: لما ولدت أم إبراهيم أتى جبريل عليه السلام النبى صلى الله عليه وسلم فقال: السلام عليك يا أبا إبراهيم.

اخرجه ابن سعد في «الطبقات الكبرى» (٢١٤/٨) واحمد بن عمر الشيباني في «الآحاد والثاني» (٣١٢٧/٤٤٨/٥) والبزار في «مسنده» كما في «كشف الاستار» (١٤٩٢/١٨٩/٢) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٣٦٨٧/٩٠-٨٩/٤) وابن منده في «المعرفة» كما في «الاصابه» (٩٣/١)

(۴۱۰) **ترجمہ:** ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب اُمِّ ابراہیم (حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ہاں (حضرت ابراہیم علیہ السلام کی) ولادت ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: السلام علیک یا ابا ابراہیم۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس آدمی کی پہلے سے کوئی کنیت ہو تب بھی اس کو دوسری کنیت سے مخاطب کرنا صحیح ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی کنیت ابوالقاسم مشہور ہے لیکن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو دوسری کنیت ابوابراہیم کہہ کر پکارا۔

یہ عربوں میں مشہور و معروف ہے کہ عموماً بڑے بچے کے نام پر کنیت ہوا کرتی ہے بڑے بچے کے نام پر کنیت رکھنا مستحب ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۴۳/۶)

ایک روایت میں ارشاد مبارک ہے کہ اگر میں اپنی اس کنیت جس سے میں مشہور ہوں بدلنا پسند کرتا تو اپنی کنیت ابوابراہیم رکھتا جیسا کہ جبرئیل علیہ السلام نے میری کنیت ابوابراہیم رکھی ہے۔ (مجمع الزوائد ۱۶۱/۹، ۲۶۲)

باب ترخیم الأسماء

ناموں کومختصر کرنا

(٤١١) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا أبو هشام الرفاعي، ثنا إسحاق بن سليمان، عن معاوية بن يحيٰى، عن الزهري، عن خارجة بن زيد، عن ثابت أن أسامة بن زيد رضي الله تعالى عنه حدثه قال: خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجته التي حجها، قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: (يا أسيم). قال الزهري: وكذلك كان يدعوه، يرخمه.

اخرجه ابو يعلى في «مسنده» كما في «اتحاف الخيره المهره» (۱۰۸/۷) وابونعيم في «دلائل النبوه» (۸٦/۱)

(۴۱۱) **ترجمہ:** ”حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج فرمایا اس سال ہم (بھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (حج کے لئے) گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ”یا اُسیم“ کہہ کر پکارا۔ راوی حدیث امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکارتے تھے۔ نام کے آخری حرف کو آسانی کے لئے (بدل یا) گرادیتے تھے۔“

فائدہ: کسی نام کو پکارتے وقت بولنے میں آسانی کے لئے اس نام کے (مناسب حال) آخری (ایک یا دو) لفظ گرادینا ترخیم کہلاتا ہے۔ (معجم الوسیط صفحہ ۳۳۶)

ترخیم اکثر منادی (جس کو پکارا جائے) میں ہوتی ہے کیونکہ پکارنے سے مقصود منادی نہیں ہوتا بلکہ وہ کام ہوتا ہے جس کے لئے پکارا جائے۔ اب ترخیم اس لئے ہوتی ہے کہ غیر مقصود سے جلدی فارغ ہوکر مقصود تک پہنچا جائے۔ (شرح رضی ۳۹۳/۱)

جیسے کہا اے حارث! پانی لاؤ۔ اب یہاں مقصود حارث نہیں ہے بلکہ پانی منگوانا ہے۔ اس لئے یوں کہیں اے حار! پانی لاؤ۔

اس حدیث بالا میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کو اسیم کہہ کر پکارا ہے۔

اسی طرح حضرت عائشہ کو عائش اور عویش، حضرت انجشہ کو انجش۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۲۷۲)

حضرت عثمان کو عثم۔ (ادب المفرد صفحہ ۲۱۵)

کہنا حدیث میں آیا ہے۔ لیکن یہ اس وقت جائز ہے جب کہ جس کو پکارا جائے اس کو اس سے تکلیف نہ ہو۔ (اذکار صفحہ ۲۷۲)

باب ترخيم الكنى

کنیت کو مختصر کرنا

(٤١٢) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا عبدالغفار بن عبدالله بن الزبير، ثنا علي بن مسهر، عن عمر بن ذر، عن مجاهد، قال: سمعت أبا هريرة رضي الله تعالى عنه يقول: دخلت على رسول الله ﷺ فأذن لي، فإذا هو بلبن في قدح، فقال: أبا هر! إلحق بأهل الصفة فادعهم، ثم قال: أبا هر! قلت: لبيك يا رسول الله، قال: خذ فناولهم، فناولتهم، رجلا رجلا، فشرب، فإذا روى أخذته فناولته الآخر، حتى روى القوم، ثم انتهيت إلى رسول لله ﷺ، فرفع رأسه فتبسم، فقال: أباهر! بقيت أنا وأنت، قلت: صدقت يا رسول الله! قال: خذ واشرب.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢/٥١٥) والبخاري (٦٠٨٧/٢٣٧٠/٥) (٩٥٥/٢) والترمذي (٢٤٧٧/٦٤٨/٤) (٧٤/٢) وابن حبان في «صحيحه» (٤٧١/٤-٦٥٣٥/٤٧٢) والحاكم في «المستدرك» (١٧/٣)

(۴۱۲) ترجمہ: ”حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا۔ انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھے (اندر آنے کی) اجازت عطا فرمائی۔ (میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کے پاس) ایک پیالے میں دودھ تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابا ہر! اہل صفہ کے پاس جاؤ اور ان کو بلا لاؤ۔ (جب میں ان کو بلا کر لے آیا تو) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابا ہر! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (یہ پیالہ) لو اور ان کو دو۔ میں ایک ایک آدمی کو وہ پیالہ دیتا وہ پیتا اور جب سیر ہو جاتا تو میں اس سے پیالہ لے کر دوسرے کو دیتا یہاں تک کہ سب لوگ سیر ہو گئے۔ پھر میں پیالہ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور تبسم فرمایا اور فرمایا: اباہر! اب تو میں اور تو ہی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا: آپ نے سچ فرمایا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: (یہ پیالہ) لو اور پیو۔ ایک روایت میں مزید یہ ہے کہ آخر میں آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور بسم اللہ کہہ کر خود پیا۔“

فائدہ: ان روایتوں سے مندرجہ ذیل فوائد معلوم ہوئے۔

1. کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل نہیں ہونا چاہئے۔

۲ رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ذات، اپنے گھر والے اور اپنے خادم پر اصحاب صفہ کو ترجیح دینا۔
۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باوجود انتہائی ضرورت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت کو ترجیح دینا۔
۴ جس کو پکارا جائے اس کو چاہئے کہ وہ لبیک کہہ کر جواب دے۔
۵ خادم کو کنیت سے پکارنا اور اس کے نام میں ترخیم کرنا۔
۶ جب خادم لوگوں کو پلائے تو ہر ایک سے پیالہ واپس لے کر دوسرے کو خود دے لوگ ایک دوسرے کو نہ دیں۔
۷ کبھی پیٹ بھر کر کھانا پینا چاہئے۔
۸ پلانے والے خادم کو آخر میں پینا چاہئے۔
۹ نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا۔
۱۰ گھر والے کو سب سے آخر میں پینا چاہئے۔ (کلہ من فتح الباری ۱۱/ ۲۸۸، ۲۸۹، مزید فوائد کے لئے حوالہ بالا کو دیکھیں)
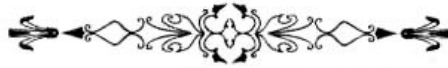
باب نسبة الرجل إلى من قد شهر به من آبائه

آدمی کا اپنی نسبت اجداد میں کسی مشہور آدمی کی طرف کرنا

(٤١٣) - أخبرنا أبو خليفة، ثنا أبو الوليد الطيالسي، ثنا أبو عوانة، عن عبدالملك بن عمير، عن ابن أبي المعلى، عن أبيه رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ما من الناس أمن في صحبته وذات يده من ابن أبي قحافة، ولو كنت متخذا خليلا لا تخذت ابن أبي قحافة، ولكن ود و إخاء إيمان، و إن صاحبكم خليل الله عزوجل.

اخرجه احمد في «مسنده» (٤٧٨/٣) والبخاري (١٧٧/١/٤٥٤) (٦٦/١-٦٧) والمسلم (١٨٥٤/٤/٢٣٨٢) (٢٧٣/٢) والترمذي (٦٠٧/٥/٣٦٥٩) (٢٠٦/٢) والطبراني في «المعجم الكبير» (٢٢/٣٢٨/٨٢٥)

(۴۱۳) ترجمہ: ”حضرت ابو معلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام لوگوں میں ابن ابی قحافہ کا مجھ پر ان کی صحبت (ہر حال میں میرے ساتھ رہنے) اور ان کے مال (کے میری رضا اور خوشنودی میں استعمال ہونے) کی وجہ سے سب سے زیادہ احسان ہے، اگر میں کسی کو حقیقی دوست بناتا تو ابن ابی قحافہ (ابوبکر) کو دوست بناتا لیکن ان سے دوستی اور ایمانی بھائی چارگی ہے۔ تمہارے ساتھی (رسول اللہ ﷺ) تو اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔“

فائدہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح یکسوئی سے اپنا مال ابوبکر نے بے دریغ خرچ کیا ہے ایسا کسی نے نہیں کیا۔
(مظاہر حق ۶۵۰/۵)

ایک روایت میں ہے کہ ہم پر جس کسی کا کبھی احسان تھا ہم نے اس کا بدلہ دے دیا سوائے ابوبکر کے ان کا بدلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عطا فرمائیں گے۔ (ترمذی ۲۰۷/۲)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اسلام لائے ان کے پاس ۴۰ ہزار درہم تھے سب اللہ کے دین کے لئے خرچ کئے اور سات غلام خرید کر آزاد کئے۔ (مظاہر حق ۶۵۸/۵)

ان کے احسانات میں یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ کے ساتھ ہجرت کی۔ (عن ابن عباس ترمذی، فتح الباری ۱۳/۷)

اپنی بیٹی کی شادی آپ علیہ السلام سے کی۔ (طبرانی عن ابن عباس فتح الباری ۱۳/۷)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد کیا وغیرہ۔ (ترمذی عن ابن عباس فتح الباری ۱۳/۷)

خلیل ایسی سچی دوستی کو کہتے ہیں جو محبت کرنے والے کے دل میں ایسی سرایت کر جائے کہ محبوب کا تسلط صرف ظاہر پر نہ ہو

بلکہ باطن بھی اسی کے تسلط اور قبضہ میں ہو اور ایسا تعلق تو رسول اللہ ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے ہو نہیں سکتا ہے دوسرا تعلق جو مسلمانوں سے ہے اس میں ابوبکر سب سے زیادہ ہیں۔ (مظاہر حق ۶۵۰/۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو آدمی اپنے باپ کی نسبت سے مشہور ہو اس کو اسی نسبت سے پکارنا چاہئے جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ابوقحافہ کے نام سے ابن ابی قحافہ سے مشہور تھے آپ علیہ السلام نے ان کو اسی نسبت سے پکارا۔ عرب میں اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔

باب انتساب الرجل إلى جده

اپنی نسبت اپنے دادا کی طرف کرنا

(٤١٤) - أخبرنا أبو خليفة، حدثنا محمد بن كثير، أنا سفيان الثوري، عن أبي إسحاق، قال: سمعت البراء بن عازب رضي الله تعالى عنه وجاءه رجل فقال: يا أبا عمارة! وليتم يوم حنين، فقال: أما أنا فأشهد على رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه لم يول، ولكن عمل سرعان القوم فرشقتهم هوازن وأبو سفيان بن الحارث آخذ برأس بغلته البيضاء وهو يقول: (أنا النبي لا كذب أنا ابن عبدالمطلب).

أخرجه البخاري (٢٧١٩/١٠٥٤/٣) (٤٠٢/١) والمسلم (١٧٧٦/١٤٠٠/٣) (١٠٠/٢) والترمذي (١٦٨٨/١٩٩/٤) (٢٩٨/١) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٦٠٥) وابن حبان في «صحيحه» (٤٧٧٠/٩٠/١١)

(۴۱۴) ترجمہ: ''حضرت ابوعمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک آدمی نے پوچھا: ابوعمارہ! کیا آپ لوگ (جنگ) حنین میں پشت پھیر کر چلے گئے تھے؟ انہوں نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پشت پھیر کر نہیں گئے تھے (بلکہ اپنی جگہ سے ہٹے بھی نہیں تھے)۔ لیکن قوم کے جلد باز لوگوں نے جلدی کی (یعنی وہ لوگ پشت پھیر کر چلے گئے تھے) قبیلہ ہوازن کے لوگوں نے ان پر تیر برسائے۔ (اس وقت) حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمارہے تھے:''

﴿انا النبی لا کذب انا بن عبدالمطلب﴾

ترجمہ: ''یعنی میں نبی ہوں اس میں جھوٹ کی کوئی گنجائش نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے دادا کی طرف نسبت کر کے یوں کہنا کہ میں دادا کا بیٹا ہوں صحیح ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دادا کی طرف اپنی نسبت کی والد کی طرف نہیں کی اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد جوانی میں انتقال فرما گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا نے بہت عمر پائی اور وہ اپنی بہادری وغیرہ میں مشہور تھے۔ عرب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن عبدالمطلب کہہ کر پکارتے تھے۔ (فتح الباری ۳۱/۸)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ان کے بارے میں کیا گیا لیکن انہوں نے حسن ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے جواب اس لئے دیا کہ سوال سے ظاہراً یہ وہم ہوتا ہے کہ سارے ہی پشت پھیر کر چلے گئے تھے اس لئے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح فرمایا۔ (فتح الباری ۲۸/۸)

اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

❶ خچر پر سوار ہونا مزید ثابت قدمی کی علامت ہے کیونکہ گھوڑے پر سوار ہونے میں بھاگنے اور لوٹ جانے کا خیال اور استعداد ہوتی ہے۔

❷ اپنے دادا کی طرف نسبت کرنا۔

❸ جنگ کے موقع پر فخر وغیرہ کرنا جائز ہے اس کے علاوہ نہیں ہے۔

❹ امیر کا میدان جنگ میں اپنی شہرت کرنا۔

❺ خطاب کرنے میں حسن ادب کا لحاظ کرنا۔

❻ اچھی طرح سوال کرنے کی رہنمائی اچھے جواب کے ذریعہ کرنا۔

❼ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خود کو ہلاکت کے لئے پیش کرنا۔ (فتح الباری ۳۲/۸)

باب نسبة الرجل إلى من اشتهر من أمهاته

جو شخص اپنی ماں کی نسبت سے مشہور ہو اس کو اس کی ماں کی طرف منسوب کرنا

(٤١٥) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا محمد بن عبدالله بن نمير، ثنا ابن فضيل، عن الأعمش، عن خيثمة، عن قيس بن مروان، عن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: من سره أن يقرأ القرآن رطبا كما أنزل فليقرأ على قراءة ابن أم عبد.

اخرجه احمد في «مسنده» (٧/١) وابن ماجه (١٣٨/٤٩/١) (ص١٣) والبزار في «مسنده» (٢٣٩/٤-١٤٠٤/٢٤٠) وابن حبان في «صحيحه» (٧٠٦٦/٥٤٢/١٥) والحاكم في «المستدرك» (٣٥٩/٣)

(۴۱۵) **ترجمہ:** ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ قرآن کو بالکل اسی طرح پڑھے جیسے وہ نازل ہوا ہے تو وہ (حضرت) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرح قرآن پڑھے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں کے نام سے بھی مشہور ہونا اور کنیت رکھنا جائز ہے۔ عموماً آدمی اپنے باپ کے نام سے مشہور ہوتا ہے ابن فلاں وغیرہ۔ لیکن اگر شہرت ماں کے نام سے ہو تو ماں کے نام ہی سے پکارنا چاہئے۔

ایک روایت میں خود رسول اللہ ﷺ نے ان کو قرآن سنانے کا حکم فرمایا اور ان سے قرآن سنا۔

(مسلم ۲۷۰/۱، بخاری ۷۵۵/۲)

اچھی آواز سے قرآن پڑھنا

اچھی آواز سے اور ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھنا مستحب ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲۶۸/۱)

ایک روایت ہے کہ جو اچھی آواز سے قرآن نہ پڑھے ہم میں سے نہیں۔ (ابوداؤد عن ابی سعید ۲۰۷/۱)

ایک روایت میں ہے کہ ہر چیز کے لئے زیور ہوتا ہے اور قرآن کے لئے زیور اچھی آواز ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: اگر آواز اچھی نہ ہو تو فرمایا: جس قدر ہو سکے اچھی آواز بنائے۔ (عبدالرزاق، دلیل الفالحین ۵۰۰/۳)

باب ما جاء فی کنی النساء

عورتوں کی کنیت رکھنا

(٤١٦) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا أبو الربيع الزهرانى، ثنا حماد بن زيد، ثنا هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة رضى الله تعالى عنها، أنها قالت: يا رسول الله! كل نسائك لهن كنى غيرى، قال: فاكتنى بابنك عبدالله بن الزبير، فكانت تدعى: أم عبدالله.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٦/٢٦٠) وابوداؤد (٤/٢٩٣/٤٩٧٠) (١/٣٦٥) وابو يعلى فى «مسنده» (٧/٤٧٣-٤٧٤/٤٥٠٠) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٢٣/١٨/٣٥) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (٩/٣١٠)

(۴۱۶) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے (رسول اللہ ﷺ سے) عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے علاوہ آپ کی ساری بیویوں کی (کوئی نہ کوئی) کنیت ہے۔ (یعنی میری کوئی کنیت نہیں ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہاری کنیت تمہارے بیٹے عبداللہ ابن زبیر (کے نام سے) رکھتا ہوں۔ (اس کے بعد سے) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اُمّ عبداللہ کہہ کر پکارا جاتا تھا۔“

فائدہ: کنیت چونکہ عربوں کے ہاں فضیلت کی چیز ہے اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی کنیت کی تجویز کے بارے میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے عرض کیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کی کنیت اُمّ عبداللہ رکھ دی۔

جب کسی عورت کی اولاد نہیں ہوتی ہے تو اس کی بہن یا بھائی کے بچے کے نام پر اس کی کنیت رکھی جاتی ہے کیونکہ خالہ اور پھوپھی بھی ماں کی طرح ہوتی ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۱۴۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیت ان کی بہن اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے عبداللہ کے نام پر رکھی گئی ہے۔

(٤١٧) - حدثنى أحمد بن المؤمل الناقد، ثنا عبدالله بن أيوب المخزومى، ثنا داود بن المحبر، ثنا محمد بن عروة، عن هشام بن روة، عن أبيه، عن عائشة رضى الله تعالى عنها قالت: أسقطت من النبى ﷺ سقطا، فسماه عبدالله، فكنانى بأم عبدالله، قال محمد: وليس فينا امرأة اسمها عائشة إلا كنيت أم عبدالله.

ذكره فى «التهذيب التهذيب باختلاف يسير» (١٢/٤٦٣) وقال ذكر ابوسعيد بن الاعرابى فى «معجمه بسند ضعيف»

(۴۱۷) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میرا رسول اللہ ﷺ سے ایک ناتمام بچہ پیدا ہوا۔

(یعنی حمل گر گیا) آپ ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ میری کنیت بھی اُمّ عبداللہ رکھی۔ (راوی حدیث) حضرت محمد فرماتے ہیں ہمارے خاندان میں کسی عورت کا نام عائشہ نہیں تھا ورنہ میں اس کی کنیت اُمّ عبداللہ رکھتا۔"

فَائِدَۃ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بچہ کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیت اُمّ عبداللہ رکھی گئی ہے۔ لیکن یہ حدیث علماء کے ہاں راوی داؤد بن البحر کی وجہ سے زیادہ قابل اعتبار نہیں ہے۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ۴۷)

لہٰذا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر کنیت کا ہونا جو کہ ان کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے میں وہی زیادہ صحیح ہے۔

باب ممازحة الرجل إخوانه

اپنے بھائیوں سے خوش طبعی کرنا

اپنے بھائیوں اور بچوں سے مزاح کرنا ان سے کھیلنا اور ان کی دلجوئی کرنا حسنِ معاشرت کا ایک عمل ہے۔ نیز ہنسی مذاق کس طرح کرنا چاہئے۔ اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے چار باب جس کے ذیل میں پانچ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٤١٨) - أخبرنا الحسين بن عبدالله القطان، ثنا عامر بن سيار، ثنا أبو معشر، عن سعيد المقبرى، عن أبى هريرة رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قال: قلنا: يا رسول الله إنك تمزح معنا، قال: إنى لا أقول إلا حقا.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٣٤٠/٢ و ٣٦٠) والبخارى فى «الادب المفرد» (رقم ٢٦٥) والترمذى (١٩٩٠/٣٥٧/٤) (٢٠٥/٢) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (٢٤٨/١٠) وفى «شعب الايمان» (٥٢٣٨/٣١٦/٤)

(۴۱۸) **تَرجَمَہ:** ''حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہمارے ساتھ مزاح فرماتے ہیں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں حق بات ہی کہتا ہوں (یعنی میں مزاح تو کرتا ہوں لیکن اس میں بھی حق و سچ کے علاوہ کچھ نہیں کہتا ہوں)۔''

فَائِدَہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو زیادہ ہنسی مذاق سے منع فرمایا تھا اس لئے انہوں نے سوال کیا کہ آپ ہمیں تو منع فرماتے ہیں لیکن خود مذاق فرماتے ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں مذاق میں بھی صحیح بات کہتا ہوں۔ کیونکہ مذاق میں عموماً جھوٹ اور لایعنی باتیں ہوتی ہیں تو تم لوگ اس پر قادر نہیں کہ تمہارا مذاق جھوٹ لایعنی اور غیر شرعی باتوں سے محفوظ ہو اور میں اس پر قادر ہوں۔ (اس لئے میرے مذاق کرنے سے کوئی غلط بات مجھ سے نہیں ہوتی ہے)۔

(مرقاۃ ۱۷۲/۹، مظاہر حق ۴۹۴/۴، فتوحات ربانیہ ۲۹۹/۶)

بعض علماء نے لکھا ہے کہ صحابہ نے یہ سوال اس لئے کیا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ مزاح آپ عَلَیْہِ السَّلَامُ کے ساتھ خاص ہو اور اس کی اقتداء نہ کی جائے تو آپ عَلَیْہِ السَّلَامُ نے فرمایا کہ میں سچ بات ہی کہتا ہوں تو جو شخص حق کی رعایت کرے اور جھوٹ سے بچے ہیبت اور وقار بھی باقی رکھ سکے تو اس کے لئے مذاق کرنے کی اجازت ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۳۰۰/۶)

ہنسی مذاق کس طرح اور کتنا ہونا چاہئے

مزاح ایسا مذاق کرنے کو کہتے ہیں جس میں کسی کے لئے کوئی ایذاء رسانی اور دل شکنی کا پہلو نہ اور جس میں ایذاء رسانی اور

دل شکنی ہو اس کو استہزاء تمسخر (یعنی مذاق اڑانا ٹھٹھا کرنا) کہتے ہیں۔ ممنوع مذاق وہ ہے جو حد سے بڑھا ہوا ہو اور اس میں جھوٹ اور غیر شرعی بات ہو اور اس کی عادت بنالی جائے کیونکہ ایسے مذاق سے دل سخت ہو جاتا ہے اور دین کے کاموں میں سستی اور آخر کار اس سے بغض و عداوت ظاہر ہوتی ہے اور وقار و عظمت ختم ہو جاتی ہے اس کے خلاف ایسا مذاق جو حد میں رہتے ہوئے کبھی کبھی کیا جائے وہ مباح ہے جس مذاق کا مقصد مخاطب کو خوش کرنا اور اس سے انسیت کا پیدا کرنا ہو تو ایسا مذاق سنت مستحبہ ہے۔

(ملخص مرقاۃ ۹/۱۷۱، فتح الباری ۴/۴۹۴، کتاب الاذکار)

باب ممازحة الصبيان

بچوں سے خوش طبعی کرنا

(٤١٩) - حدثنا أحمد بن عمير، ثنا أحمد بن الوزير بن الحكم، ثنا هارون بن محمد، ثنا ابن لهيعة، عن عمارة بن غزية، عن إسحاق بن عبدالله ابن أبي طلحة، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ من أفكه الناس مع صبي.

اخرجه البزار في «مسنده» كما في «كشف الاستار» (٣/١٥٨-١٥٩/٢٤٧٤) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٦/٢٦٣/٦٣٦١) وفي «المعجم الصغير» (٢/١١٢/٨٧٠) والبيهقي في «دلائل النبوة» (١/٣٣١) والحسن بن سفيان في «مسنده» (وابن عساكر في «تاريخ دمشق» كما في «فيض القدير» (٥/١٨٠)

(۴۱۹) **ترجمہ:** ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ لوگوں میں بچوں سے سب سے زیادہ مذاق فرماتے تھے۔“

فائدہ: زیادہ مذاق کرنے سے خرابیاں پیدا ہوتی ہیں (جو گزشتہ بیان ہوئیں) اس لئے زیادہ مذاق کرنا منع ہے لیکن رسول اللہ ﷺ خود اور آپ کا مذاق ان خرابیوں سے پاک ہے اس لئے زیادہ مزاح کی ممانعت آپ ﷺ کے علاوہ کے لئے ہے۔
(ملخص مرقاۃ ۹/۱۷۱، مظاہر حق ۴/۴۹۳)

بعض علماء نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہیبت بہت تھی اس لئے آپ ﷺ لوگوں سے مذاق کر لیا کرتے تھے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۲۹۷)

تاکہ لوگوں پر آپ ﷺ کی ہیبت کم ہو جائے۔ بعض علماء نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ لوگ آپ ﷺ کی اتباع اور اقتداء کے مامور ہیں اگر آپ ﷺ خندہ پیشانی سے ملنا مذاق کرنا چھوڑ دیتے تو لوگوں سے معاملہ کرنے میں بہت بے رخی کی جاتی جس سے بہت پریشانی ہوتی اس لئے آپ ﷺ نے مزاح اختیار فرمایا تاکہ لوگوں میں انبساط اور بشاشت رہے۔

آپ ﷺ جب مذاق فرماتے تو حق و سچ بات پر ہی مذاق فرماتے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اپنے مزاح میں سچا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کا مواخذہ نہیں فرماتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۲۹۷)

باب كيف ممازحة الصبيان

بچوں سے خوش طبعی کیسے کرنا چاہیے

(٤٢٠) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا إسحاق بن أبي إسرائيل، ثنا شريك، عن عاصم الأحول، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال لي رسول الله ﷺ (يا ذا الأذنين).

اخرجه احمد في «مسنده» (١٢٧/٣) وابوداؤد (٥٠٠٢/٣٠١/٤) (٣٢٧/٢) والترمذي (٣٨٢٨/٦٨١/٥) (٢٢٣/٢) وابو يعلى في «مسنده» (٤٠٢٨/٩١/٧) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٢٤٨/١٠)

(۴۲۰) **ترجمہ:** ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ''اے کانوں والے'' فرمایا۔''

فائدہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس طرح پکارنے میں ایک طرف خوش طبعی ہے تو دوسری طرف ان کی تعریف بھی ہے کہ تم نہایت سمجھدار اور ذہین ہو جو بات کہی جاتی ہے اس کو اچھی طرح سنتے ہو۔ (مرقاۃ ۱۷۳/۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچوں کے ساتھ مذاق اور خوش طبعی سے پیش آنا چاہیے۔

باب مداعبة الصبيان

بچوں کے ساتھ کھیل کود کرنا

(٤٢١) - أخبرنا أبو يحيٰى الساجي، ثنا محمد بن بشار، ثنا جعفر ابن عون، ثنا معاوية بن أبي المزرد، عن أبيه، عن أبي هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: بصرت عيناى هاتان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وهو آخذ بيد الحسن أو الحسين وهو يقول: (ترق عين بقة) فوضع الغلام قدمه على صدر النبي صلی اللہ علیہ وسلم، فقال لهٔ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: (اللهم إني أحبه فأحبه).

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٣٢١٩٣/٣٨٠/٦) واحمد فى «فضائل الصحابه» (١٤٠٥/٢٨٧/٢) والبخارى فى «الادب المفرد» (رقم٢٤٩) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٢٦٥٣/٤٩/٣) وابن عساكر فى «تاريخ دمشق» كما فى «البيان والتعريف» (٢٢/٢)

(۴۲۱) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میری ان دونوں آنکھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن یا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ہاتھ پکڑے ہوئے فرما رہے ہیں چڑھو چھوٹی آنکھ والے۔ انہوں نے اپنا قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پر رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! میں اس (بچہ) سے محبت کرتا ہوں آپ بھی اس سے محبت کیجئے۔“

فائدہ: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

1. بچوں سے شفقت کرنا اور بے تکلف ہونا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو اپنے اوپر چڑھایا اور اپنے سینہ پر بچے کے قدم رکھوا لئے۔
2. بچوں سے بے تکلف رہنا۔
3. ان سے محبت اور ہنسی مذاق کرنا۔ (ترجمہ ادب المفرد صفحہ ۲۰۶)

(٤٢٢) - حدثنا ابن منيع، ثنا الزبير بن بكار، ثنا سعيد بن عمرو ابن الزبير، حدثني عبدالرحمن بن أبي الزناد، عن هشام بن عروة، عن أبيه رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال: كنت أتعلق بشعر في ظهر أبي الزبير وهو يرتجز ويقول:

أبيض من آل أبي عتيق مبارك من ولد الصديق

ألذه كما ألذ ربقي.

قال الزبير: وحدثني مصعب، عن جدي عبدالله بن مصعب، عن هشام ابن عروة، عن أبيه بمثله.

اخرجه احمد في «فضائل الصحابه» (٤٣٣/٣١٤/١) وفي «العلل ومعرفة الرجال» (٤٠٦٣/٣٧/٣) والبخاري في «التاريخ الصغير» (٨١٠/١٧٤/١) والحاكم في «معرفة علوم الحديث» (٢١٠/١) والذهبي في «سير اعلام النبلاء» (٤٢٢/٤)

(۴۲۲) ترجمہ: ''حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں اپنے والد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیٹھ پر بالوں سے لٹک جاتا تھا اور وہ یہ شعر پڑھتے تھے:''

أبيض من آل أبي عتيق مبارك من ولد الصديق

ترجمہ: ''ابوعتیق کی آل میں سب سے روشن۔ صدیق کے بچوں میں مبارک۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچوں کے ساتھ کھیلنا کودنا، مزاح کرنا اور رجزیہ کلام کہنا جائز ہے۔ یہ بچوں سے محبت، شفقت اور صلہ رحمی کا ذریعہ ہے۔

حضرت جبلہ بن سحیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دوران ان کے پاس گیا۔ میں نے دیکھا کہ ان کے گلے میں رسّی پڑی ہوئی ہے جس کو ایک بچہ کھینچ رہا ہے اور آپ اس سے کھیل رہے ہیں۔ جبلہ بن سحیم کہتے ہیں میں نے پوچھا: امیر المؤمنین یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بے وقوف چپ رہو۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اگر کسی کے پاس بچہ ہو تو وہ بھی بچوں جیسی حرکتیں کر لیا کرے تاکہ بچہ خوش ہو جائے۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۱۵۴، بحوالہ رسالہ الصیانہ ص ۳۰ ماہ ستمبر ۲۰۰۴ء)

باب ما يلقن الصبي إذا أفصح بالكلام

جب بچہ بولنے لگے تو اس کو کیا سکھانا چاہئے

بچوں کی ابتدائی تربیت انتہائی اہم چیز میں ہے ساری زندگی کا دارومدار اسی پر ہے اسی لئے بچوں کو ابتدا ہی سے اسلامی عادات کا مالک بنانا ضروری ہے تاکہ تمام زندگی اسلامی طرز پر گزاری جاسکے اور یہ بچہ کا حق بھی ہے اس لئے اس حق کی ادائیگی کیلئے بچہ کی کیسے تربیت کرنی چاہئے۔ اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے تین باب جن کے ذیل میں چار احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٤٢٣) - أخبرنا أبو محمد بن صاعد، حدثنا حمزة بن العباس المروزي، ثنا علي بن الحسن بن شقيق، أنبا الحسين بن واقد، ثنا أبو أمية، يعني عبدالكريم، عن عمرو بن شعيب قال: وجدت في كتاب جدي الذي حدثه عن رسول الله ﷺ قال: إذا أفصح أولادكم فعلموهم:

﴿لا إله إلا الله﴾

ثم لا تبالوا متى ماتوا، و إذا أثغروا فمروهم بالصلوٰة.

اخرج عبدالرزاق في «مصنفه» (١٥٤/٤) عن ابراهيم قال كان يومر الصبي بالصلاة اذا اثغر وابن ابي شيبه في «مصنفه» (٣٠٥/١) ايضاً واخرجه البيهقي في «شعب الايمان» (٣٩٨/٦) عن ابن عباس عن النبي ﷺ قال افتحوا على صبيانكم اول كلمة بلا اله الا الله ولقنوهم عند الموت لا اله الا الله فانه من كان اول كلامه لا اله الا الله واخر كلامه لا اله الا الله ثم عاش الف سنة ما سئل عن ذنب.

(۴۲۳) **تَرجَمَہ:** ''حضرت عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے بچے بولنے لگیں تو ان کو

﴿لا إله إلا الله﴾

سکھاؤ۔ پھر پروا مت کرو کہ وہ کہاں مرتے ہیں۔ جب ان کے دانت ٹوٹنے لگیں (یعنی جب سات سال کے ہو جائیں) تو ان کو نماز کا حکم کرو۔''

فَائِدَہ: ایک روایت میں ہے کہ بچہ کو سب سے پہلے ''لا الٰہ الا اللّٰہ'' سکھاؤ اور جو شخص موت کے قریب ہو اس کو بھی کلمہ ''لا الٰہ الا اللّٰہ'' کی تلقین کرو کیونکہ جس شخص کا پہلا کلام ''لا الٰہ الا اللّٰہ'' ہو پھر وہ ہزار سال بھی زندہ رہے تو اس سے کسی گناہ کا سوال نہیں کیا جائے گا۔ (بیہقی فی شعب الایمان عن ابن عباس ۳۹۸/۶)

ایک روایت میں ہے کہ جس نے بچے کو پالا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگا تو اللہ تعالیٰ اس سے حساب نہیں فرمائیں گے۔ (طبرانی صغیر واوسط مجمع الزوائد ۸/۱۵۹)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بچہ کو جب وہ بولنے لگے تو سب سے "لا الہ الا اللہ" کہلوانا چاہئے۔

نوع آخر:

(٤٢٤) - حدثنا عبدالله بن زيدان البجلي، ثنا سفيان بن وكيع، ثنا سفيان بن عيينة، عن عبدالكريم أبي أمية، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده رضي الله تعالى عنه قال: كان النبي ﷺ إذا أفصح الغلام من بني عبدالمطلب علمه هذه الآية:

﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا.﴾

وأخرجه عبدالرزاق في «المصنف» (٣٣٤/٤)) وابن أبي شيبة في «المصنف» (١٥٣/٦) وزاد فيه سبع مرات.

(۴۲۴) **ترجمہ:** "حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (قبیلہ) بنوعبدالمطلب میں جب کوئی بچہ بولنا شروع کرتا تو رسول اللہ ﷺ اس کو یہ آیت سکھاتے:"

﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا.﴾

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جب بنوعبدالمطلب میں کوئی بچہ بولنا شروع کرتا تو رسول اللہ ﷺ اس کو سات مرتبہ یہ آیت پڑھاتے تھے۔ (مصنف عبدالرزاق عن عبدالکریم ۴/۳۳۴)

ایک روایت میں ہے کہ جب بچہ بولنے لگے تو سب سے پہلے اس سے لا الہ الا اللہ کہلواؤ اور موت کے وقت بھی اسی کلمہ لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔ (بیہقی فی شعب الایمان عن ابن عباس بحوالہ معارف الحدیث ۶/۳۲)

مسلمان بچہ کا پہلا حق

احادیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان بچہ کا والدین پر پہلا حق یہ ہے کہ جب وہ پیدا ہو تو اس کے کان میں اذان کہی جائے اور جب وہ بولنے لگے تو اس کو کلمہ لا الہ الا اللہ اور یہ آیتیں سکھائی جائیں اور موت کے وقت پھر یہی کلمہ کی تلقین کی جائے۔

پیدائش کے وقت اذان واقامت کی تعلیم عمر پوری ہو جانے موت کے بعد جنازہ پڑھنے کی تعلیم سے یہ بتا دیا گیا ہے کہ مؤمن کی زندگی اذان اور نماز کے درمیان کی زندگی کی طرح ہے اس لئے اس کو چاہئے کہ اس طرح زندگی گزارے جس طرح نماز کے انتظار میں زندگی گزارتا ہے۔ (ملخص معارف الحدیث ۶/۱۹، ۲۰، ۳۲)

باب ما يوصى به الغلام إذا عقل

جب بچہ سمجھدار ہو جائے تو اس کو کیا وصیت کرنی چاہئے

(٤٢٥) - أخبرنا أبو خليفة، ثنا أبو الوليد الطيالسي، ثنا ليث بن سعد عن قيس بن الحجاج، عن حنش الصنعاني، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: كنت خلف رسول الله ﷺ فقال: يا غلام! إني معلمك كلمات (إحفظ الله) عزوجل يحفظك، إحفظ الله تجده تجاهك، و إذا سألت فاسأل الله عزوجل، و إذا استعنت فاستعن بالله عزوجل، واعلم أن الأمة لو اجتمعوا على أن ينفعوك بشيء لم ينفعوك إلا بشيء قد كتبه الله عزوجل لك، ولو اجتمعوا على أن يضروك بشيء لم يضروك إلا بشيء كتبه الله عزوجل عليك، جفت الأقلام وطويت الصحف.

اخرجه أحمد في «مسنده» (٢٩٣/١) والترمذي (٢٥١٦/٦٦٧/٤) (٨٧/٢) وابويعلى في «مسنده» (٢٥٥٦/٤٣٠-٤٢٩/٤) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٥٤١٧/٣١٦/٥) والبيهقي في «شعب الايمان» (١٩٥/٢١٧-٢١٦/١)

(۴۲۵) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: (ایک دن) میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا۔ آپ ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا: لڑکے! میں تمہیں چند باتیں بتاتا ہوں (انہیں غور سے سنو!) تم اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت کرو اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کریں گے، تم اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کرو گے تو اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم (کچھ) مانگو تو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگو، جب تم مدد کے طالب ہو تو اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کرو۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر ساری دنیا والے مل کر تمہیں نفع پہنچانا چاہیں تو تمہیں صرف اتنا ہی نفع پہنچا سکتے ہیں جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے، اگر ساری دنیا والے مل کر تمہیں نقصان پہنچانا چاہیں تو تمہیں اتنا ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ قلم (لکھنے کے بعد) خشک ہو چکے ہیں (اور ان کا لکھا بھی خشک ہو چکا ہے) اور صحیفے (لکھنے کے بعد) لپیٹ دیئے گئے ہیں۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچے کو بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ کے احکام و حقوق کی حفاظت کرنے، اللہ تعالیٰ ہی سے سوال کرنے اور مدد مانگنے اور ہر نفع نقصان اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے سمجھاتے رہنا چاہئے جیسا کہ حضور ﷺ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بچے تھے ان کو یہ باتیں تلقین فرمائیں۔

تم اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے کا مطلب یہ ہے کہ جب اوامر واحکام خداوندی کی تعمیل میں لگے رہو گے، تو اللہ تعالیٰ بھی تمہارے کاموں کو بناتے رہیں گے، اور ہر برائی سے تمہیں بچائیں گے یا تمہیں انتہائی قرب عطا فرما کر صفات احسان عطا فرمائیں گے کہ اللہ تمہاری نظر کے سامنے رہیں اور ماسوا ہر چیز پر مقدم ہو جائیں صرف اللہ ہی سے سوال کرنا کیونکہ عطاء و بخشش کے خزانے صرف اللہ ہی کے پاس ہیں ان ہی سے مانگنا چاہئے۔ نفع نقصان سارا اللہ ہی کی جانب سے ہے اللہ تعالیٰ سے نفع کی امید اور نقصان سے حفاظت مانگنی چاہئے۔

قلم اٹھا لئے گئے کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ لوح محفوظ میں لکھا جا چکا وہ ہو کر رہے گا۔ اس لئے اس میں کوئی تغیر و تبدل نہ ہوگا اسی لئے تقدیر پر راضی رہنا چاہئے۔ (مظاہر حق ۴/۸۰۹)

بچہ کا حق جب وہ سمجھدار ہو جائے

جب بچہ سمجھدار ہو جائے تو جن چیزوں کا اعتقاد واجب ہے وہ چیزیں اس کو سکھائی جائیں، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا حق بتایا جائے اسی طرح تمام رسولوں کا حق بتایا جائے۔ یہ بھی بتایا جائے کہ ان تمام رسولوں کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے اور ہمارے رسول حضرت محمد ﷺ کی شریعت کبھی منسوخ نہیں ہوگی۔

یہ بھی بتایا جائے کہ آپ ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے، آپ کا نام محمد ہے جو رسول عربی ہیں اور احکام شریعت سکھائیں تاکہ دل میں راسخ ہو جائے کیونکہ بچپن کا علم دل میں پتھر پر نقش کی طرح محفوظ ہوتا ہے۔ (دلیل الفالحین ۲/۱۴۴)

رسول اللہ ﷺ کا اتنا نسب مبارک تو یاد ہونا چاہئے اس لئے یہ بھی یاد کرائیں۔ محمد (ﷺ) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔ (عمدۃ الفقہ صفحہ ۲۵)

باب ما يقول لولده إذا زوجه

جب بچے کی شادی کرے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٤٢٦) - أخبرني علي بن محمد بن عامر، ثنا أحمد بن إبراهيم القرشي، ثنا سليمان بن عبدالرحمن، ثنا بكار بن عمرو بن أبي الجارود البصري، ثنا عبدالله بن المثنى، عن عمه ثمامة بن عبدالله، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اضربوا على الصلوٰة لسبع، واعزلوا فراشه لتسع، وزوجوه لسبع عشرة إذا كان، فإذا فعل ذلك فليجلسه بين يديه ثم ليقل: ﴿لَا جَعَلَكَ اللّٰهُ عَلَيَّ فِتْنَةً فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ.﴾

لم اجده بهذه السياقة عند غير المصنف واخرج الترمذي (٢/٢٥٩/٤٠٧) (١/٩٣) وابوداؤد (١/١٣٣/٦٩٤) (١/٧٠) والدار قطني (١/٢٣٠-٢٣١) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٢/٢٢٩/٣٠٥٢) باختلاف في اللفظ وليس عندهم لا جعلك الله الخ.

(۴۲۶) **ترجمہ:** ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز (نہ پڑھنے) کی وجہ سے مارو، دس سال کی عمر میں ان کے بستر کو علیحدہ کر دو اور سترہ سال کی عمر میں ان کی شادی کر دو۔ جب شادی کر دو تو بچہ کو اپنے سامنے بٹھاؤ اور یہ دعا پڑھو:“

﴿لَا جَعَلَكَ اللّٰهُ عَلَيَّ فِتْنَةً فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ.﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں میرے لئے نہ دنیا میں فتنہ بنائے اور نہ آخرت میں فتنہ بنائے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سات سال کی عمر میں بچہ کو نماز کا حکم کرنا چاہئے تاکہ بچہ کی نماز پڑھنے کی عادت بن جائے۔ (بذل المجہود ۱/۲۷۸)

یہ حکم کرنا والدین یا بچے جن کی پرورش میں ہوں ان کے لئے واجب ہے۔ (دلیل الفالحین ۲/۱۳۳)

سات سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر مارنا چاہئے۔ دوسری احادیث میں ۱۰ سال کی عمر میں مارنے کا حکم آیا ہے یہ حکم بلوغت سے پہلے کا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بلوغت کے بعد نماز چھوڑنے کی سزا زیادہ سخت ہونی چاہئے۔

بستر ۹ سال کی عمر میں اور اکثر روایات میں ۱۰ سال کی عمر میں الگ کرنے کا حکم ہے کیونکہ اس عمر میں بلوغت متوقع ہوتی ہے بچے بچیوں کو اس عمر میں علیحدہ سلایا جائے تاکہ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آئے۔ (بذل ۱/۲۷۸)

مارنے کی حد: مارنا صرف تادیبی کاروائی کے تحت ہلکا پھلکا ہو جس سے مار کا ڈر رہے اور نماز ادا کرنے لگے۔ بہت زیادہ سخت تکلیف دہ مار یا زخمی کرنے والی ہڈی توڑنے والی مار جائز نہیں ہے اسی طرح چہرے پر بھی نہ مارا جائے۔ (دلیل الفالحین ۲/۱۳۳)

فقہاء نے سخت مار سے صاف صاف منع کیا ہے اور جس مار سے جلد پر نشان پڑ جائے اس کو سخت مار میں شامل کیا ہے۔
(ردالمحتار عن التاتارخانیہ ۳/۲۹۳ بحوالہ اصلاح انقلاب امت حصہ دوم ص ۲۲۰)

باب ما يجب على الرجل إذا جلس بنفاء داره

گھر کے راستہ میں بیٹھنے والے کے ذمہ (لوگوں کے) کیا حقوق ہیں؟

راستے میں بیٹھنا کیسا ہے؟ اگر راستہ میں بیٹھا جائے تو کن حقوق کی ادائیگی ضروری ہے، ان حقوق کے بیان کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ایک باب اور اس کے ذیل میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(٤٢٧) - أخبرني محمد بن جعفر بن رزين الحمصي، ثنا إبراهيم بن العلاء، ابن زريق، ثنا إسماعيل بن عياش، عن يحيٰى بن عبيدالله، عن أبيه، عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قال: قال رسول الله ﷺ لا خير في الجلوس على الطرقات، إلا من هدى السبيل، ورد التحية، وغض البصر، وأعان على الحمولة.

اخرجه الهناد السرى في «الزهد» (١٢٢٩/٥٨١/٢) والديلمي في «مسند الفردوس» (٧٨٩٠/١٧٩/٥) والبغوى في «شرح السنة» بهذا لسباق وابويعلى في «مسنده» (٦٦٠٣/٤٨١/١١) والحاكم في «المستدرك» (٢٩٤/٤) والبيهقى في «شعب الايمان» (٧٦٢٠/١٠٧/٦) باختلاف في اللفظ.

(۴۲۷) **تَرجَمَہ:** ''حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: راستوں میں بیٹھنے میں کوئی خیر نہیں مگر (لوگوں کو) راستہ بتانے، (ان کے) سلام کا جواب دینے (حرام جگہوں میں دیکھنے سے) نظریں جھکانے اور بوجھ اٹھانے والے کی مدد کرنے میں (خیر ہے)۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہتر ہے کہ راستے میں نہ بیٹھا جائے کیونکہ راستہ میں سب لوگوں کا حق ہوتا ہے راستے میں بیٹھنے سے لوگوں کو گزرنے میں دشواری ہوگی۔

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ راستے میں بیٹھنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ راستہ کا حق ادا کریں ادا نہ کرنے کی صورت میں گناہگار ہوں گے اس لئے آپ عَلَیْہِ السَّلَامُ نے پہلے منع فرمایا لیکن جب صحابہ نے کہا کہ اس کے علاوہ چارہ کار نہیں تو آپ ﷺ نے راستے کے حقوق بیان فرمائے۔ روایات میں مزید حقوق بیان ہوئے ہیں کہ گزرنے والوں سے اچھی بات کرنا، مظلوم کی مدد کرنا، غمگین کی غم گساری کرنا، راستہ بھولے ہوئے کو راستہ بتانا، جب کوئی چھینک کر "الحمد لله" کہے تو اس کے جواب میں "يرحمك الله" کہنا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا بہتر ہے کہ راستے میں بیٹھنا نہیں چاہئے کیونکہ راستہ میں سب کا حق ہے اور بیٹھنے سے لوگوں کو گزرنے میں دشواری ہوگی خصوصاً جب کہ بیٹھنے والے ایسے لوگ ہوں جن کی ہیبت لوگوں میں مشہور ہو کہ لوگ اس کی وجہ سے وہاں سے نہیں گزریں گے۔ (نزہۃ المتقین ۳۱۴/۱، فتح الباری ۸۵/۵)

باب ما يجب عليه من نصرة أخيه إذا ذكر عنده

جس کے سامنے کسی مسلمان بھائی کو ذلیل کیا جائے تو اس کو کیا کرنا چاہئے؟

اسلامی معاشرے میں مسلمان کی کتنی اہمیت ہے مسلمان ایک قیمتی شی ہے۔ مسلمان کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ کو کتنا پسند ہے؟ نیز مدد نہ کرنا کس قدر ناپسند ہے۔

مسلمان بھائی کی رعایت کرنا، اگر کوئی جھگڑا کرے تو اس سے کس طرح احتراز کرنا چاہئے، اگر کوئی جاہلیت کی رسم کی طرح اپنی قوم کو پکارے جو اسلامی معاشرے میں ایک شگاف ڈالتا ہے تو اس کو کس طرح جواب دینا کہ یہ بدبو وہیں ختم ہو جائے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے چھ باب اور ان کے ذیل میں چھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

پہلا باب غیبت کے بیان میں۔ غیبت بہت ہی بری اور لوگوں میں بہت ہی انتشار پیدا کرنے والی چیز ہے اس سے بہت کم لوگ محفوظ ہیں۔

(٤٢٨) - أخبرني إبراهيم بن محمد، ثنا محمد بن سنجر، ثنا عبدالغفار ابن داود، ثنا ابن لهيعة، أنه سمع موسى بن جبير، عن أبي أمامة بن سهل بن حنيف، عن أبيه رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أذل عنده مؤمن فلم ينصره وهو يقدر على أن ينصره إلا أذله الله تعالىٰ على رؤس الخلائق يوم القيامة.

اخرجه احمد في «مسنده» (٤/٤٨٧) والهناد السرى في «الزهد» (٢/٥٦٦/١١٨١) والطبراني في «الكبير» (٥/٢٣٠/٥٥٥٤) والبيهقي في «شعب الايمان» (٦/١١٠/٧٦٣٣) والعجلوني في «كشف الخفاء» (٢/٢٨٠)

(۴۲۸) ترجمہ: ”حضرت حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے سامنے کسی مسلمان کو ذلیل کیا گیا اور اس نے اس مسلمان کی مدد نہیں کی حالانکہ وہ اس کی مدد کر سکتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن تمام لوگوں کے سامنے ذلیل کریں گے۔“

فائدہ: یعنی جب کسی مسلمان کے سامنے کسی مسلمان کی غیبت کی جائے تو اس کو چاہئے اپنے بھائی کی غیبت نہ ہونے دے یہ اس کی مدد کرنا ہے۔

غیبت کی تعریف

غیبت کہتے ہیں کسی انسان کے بارے میں (خواہ وہ زندہ ہو یا نہ ہو) ایسی بات کہنا جو اسے ناگوار ہو خواہ وہ اس کی ذات یا والدین و اقارب کے متعلق ہو اسی طرح خواہ وہ بات زبان کے اشارہ سے کہی جائے یا آنکھ، ہاتھ یا سر کے اشارہ سے کی جائے یا

کسی طرح اس کی نقل اتاری جائے۔

اسی طرح اگر کسی کے متعلق حال پوچھا گیا اور جواب میں کہا گیا اللہ تعالیٰ ہم پر رحم کرے یا اللہ ہماری حفاظت فرمائے تو یہ بھی غیبت میں داخل ہے خلاصہ یہ کہ دوسرے کی کمی جس طرح بھی بتائی جائے یہ غیبت ہے۔

غیبت چند صورتوں میں جائز ہے

1. کسی ظالم کی شکایت قاضی وغیرہ سے کرنا۔
2. اصحاب اقتدار سے کسی منکر کے ختم کرنے کے لئے حصول تعاون واستقامت کے وقت بھی جائز ہے
3. مسئلہ پوچھتے وقت کہ فلاں نے میرے ساتھ یہ کیا ہے اس کا حل کیا ہے۔
4. لوگوں کو کسی شخص کے (دینی یا دنیاوی) فتنے سے بچانے کے لئے۔ (کتاب الاذکار للنووی صفحہ ۳۱۸، ۳۱۹)

باب ثواب من نصر أخاه

اپنے بھائی کی مدد کرنے والے کا ثواب

(٤٢٩) - أخبرنا حامد بن شعیب البلخي، ثنا سريج بن يونس، ثنا المحاربي، عن محمد بن عبدالرحمن بن أبي ليلى، عن الحكم، عن أبي الدرداء رضي الله تعالى عنه قال: نال رجل من عرض أخيه عند النبي صلى الله عليه وسلم فرد عليه رجل من القوم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (من رد عن عرض أخيه كان لهُ حجابا من النار).

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (٢٥٥٣٩/٢٣٠/٥) وعبد بن حمید فی «مسنده» (٢٠٦/١٠٠/١) والحارث فی «مسنده» (كما فی بغيه (٨٨١/٣٨٦/٢) والبيهقی فی «والسنن الكبرى» (١٦٨/٨) وفی «شعب الايمان» (٧٦٣٤/١١١-١١٠/٦)

(۴۲۹) **ترجمہ:** ”حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے (مسلمان) بھائی کی بے عزتی کی۔ لوگوں میں سے کسی نے اس کی بات کو رد کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت (و آبرو) کی حفاظت کی (کہ اس کے سامنے کسی مسلمان کی غیبت کی گئی اور اس نے اس کو روک دیا) تو یہ (حفاظت کرنا) اس کے لئے جہنم سے آڑ ہوگا۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے سامنے غیبت کی جائے وہ اس کو روکے کیونکہ جس طرح غیبت کرنا ناجائز ہے اسی طرح سننا بھی ناجائز ہے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۳۱۷)

غیبت سے بچنے کا طریقہ:

غیبت سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر غیبت کرنے والے سے کسی قسم کے نقصان کا خوف نہیں ہے تو اس کو غیبت کرنے سے منع کرے اور اس کو جھٹلائے کہ وہ ایسا نہیں ہے جیسا تم کہتے ہو یا اس کی بات کی اچھی تاویل کرے ورنہ دل سے ضرور انکار کرے یا اس کو کسی دوسری بات میں مشغول کرے ورنہ مجلس سے اٹھ کر چلا جائے۔

اگر مجلس سے بھی اٹھ کر نہ جاسکے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے میں مشغول ہو جائے اور دل میں کوئی دوسری بات سوچے تاکہ غیبت سننے میں مشغول نہ ہو اس صورت میں اس کو نقصان نہ ہوگا۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۳۱۷)

غیبت کا کفارہ: جس شخص کی غیبت کی ہے اگر غیبت کرنے کی خبر اس کو پہنچ گئی ہو تو اس سے معافی مانگے کہ میں نے تمہاری غیبت کی تھی تم مجھے معاف کر دو اگر غیبت کی خبر اس تک نہ پہنچی ہو کہ وہ مر گیا ہو یا دور دراز رہتا ہو تو اس صورت میں اس کے لئے استغفار کافی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص کی غیبت کی اس کے لئے استغفار کرنا غیبت کے کفارہ میں داخل ہے۔
(فتوحات ربانیہ ۷/۱۵)

باب ما يجب عليه من إسماع الأصم

بہرے آدمی کو بات سنانے کا ثواب

(٤٣٠) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا هارون بن معروف، ثنا عبدالله ابن وهب، أخبرني عمرو بن الحارث، أن سعيد بن أبي هلال حدثه عن أبي سعيد مولى المهري، عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ليس نفس من بني آدم إلا عليها صدقة في كل يوم طلعت فيه الشمس، قيل: وما هي يا رسول الله؟ ومن أين لنا صدقة نتصدق بها؟ قال: إن أبواب الخير كثير، التسبيح والتحميد، والتكبير والتهليل، وتأمر بالمعروف و تنهى عن المنكر، وتميط الأذى عن الطريق، وتسمع الأصم وتهدي الأعمى.

اخرجه ابن حبان فی «صحیحه» (٣٣٧٧/١٧١/٨) والبیهقی فی «شعب الایمان» (٧٦١٨/١٠٦/٦) بزیادة ولیس عندهما «وتسمع الاصم»

(۴۳۰) ترجمہ: ”حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر دن جس میں سورج نکلتا ہے انسان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! وہ صدقہ کیا ہے؟ ہمارے پاس مال کہاں ہے کہ ہم صدقہ کریں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خیر کے دروازے بہت سارے ہیں، سبحان اللہ کہنا، الحمد للہ کہنا، اللہ اکبر کہنا، (اور جو) تم بھلائی کا حکم کرو، برائی سے منع کرو، راستے سے تکلیف دینے والی چیز کو ہٹاؤ، بہرے کو کوئی بات سناؤ (کیونکہ بہرے کو بات سنانے میں مشقت ہوتی ہے) اندھے کو راستہ دکھاؤ (یہ سب صدقہ ہے)۔“

فائدہ: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نیکی حاصل کرنے کے بہت سے طریقے ہیں جو حدیث بالا میں ذکر کئے گئے ہیں۔ اسی طرح ان میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کسی بہرے آدمی کو کوئی بات سنانا بھی نیکی ہے (کیونکہ بات سنانے کے لئے یا تو اونچا بولنا پڑتا ہے یا قریب آکر بولنا پڑتا ہے جس میں سنانے والے کو مشقت ہوتی ہے اگر بات بار بار دھرانی پڑے پھر تو مشقت اور بڑھ جاتی ہے)۔

باب ما يقول إذا ذكر الله عزوجل

جب کسی کو اللہ تعالیٰ کی یاد دلائی جائے تو کیا کہے؟

(٤٣١) - أخبرني أبو أيوب سليمان بن محمد الخزاعي، ثنا أبو علقمة نصر بن خزيمة، أخبرني أبي، عن نصر بن علقمة، عن أخيه محفوظ ابن علقمة، عن ابن عائذ قال: قال عوف بن مالك رضي الله تعالى عنه: إن رجلا خون النبي صلى الله عليه وسلم، وكان ائتمنه على بعض الأمانة، فقال للنبي صلى الله عليه وسلم: إني أذكركم الله، قال: فانتهرته، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: دعوه، اَللّٰهم إني أَذْكُرُكَ إذا ذُكِرْتُ بِكَ، قال الرجل: إني أنشدك بالله عزوجل، قال فانتهرته، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: دعوه.

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُنْشِدُكَ إِذَا نُشِدْتُّ بِكَ.﴾

ذكره ابن ابي حاتم في «الجرح والتعديل» (٤٧٤/٨)

(۴۳۱) ترجمہ: ”حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خیانت کی نسبت کی اس نے کچھ امانتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھوائی تھیں۔ اس آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میں آپ کو اللہ یاد دلاتا ہوں۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اس آدمی کو ڈانٹ دیا۔ (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی گستاخی کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو (ڈانٹو نہیں) اے اللہ! جب مجھے آپ کو یاد کرنے کو کہا جاتا ہے تو میں آپ کو یاد کرتا ہوں۔ اس شخص نے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ حضرت عوف بن مالک فرماتے ہیں: میں نے اس کو ڈانٹ دیا۔ (کہ ایسی گستاخی کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے کو کہتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو (ڈانٹو نہیں) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! جب مجھے آپ کی قسم کھانے کو کہا جاتا ہے تو میں آپ کی قسم کھاتا ہوں۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کو کہا جائے یا اللہ تعالیٰ کی قسم دلائی جائے تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھانا چاہیے۔

علماء نے لکھا ہے کہ جب ایسے مواقع ہوں کہ آدمی کو کتاب وسنت کی طرف بلایا جائے یا کہا جائے کہ کسی مفتی کے پاس چلو

فیصلے کے لئے، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کو کہا جائے یا اللہ کو حاضر ناظر جان کر یہ کہو یا یہ عمل کرو تو ایسے موقع پر مستحب ہے کہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کا عمل ہو وہ کرے اور "سمعنا و اطعنا" کہے۔ (کتاب الاذکار صفحہ۲۹۴، فتوحات ربانیہ ۶/۲۴۲، ۲۴۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے لئے کہا جائے اور وہ کہے کہ اپنے آپ کو دیکھو (یعنی تم ڈرو)۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۲۴۴)

ہارون الرشید رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے درباریوں کے ساتھ کہیں جا رہے تھے ان کی سواری کے سامنے ایک یہودی کھڑا ہو گیا اور کہا: امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ سے ڈریں۔ وہ فوراً اپنی سواری سے اتر گئے اور سجدے میں گر گئے اور اس یہودی کی ضرورت کو پورا کیا۔ جب ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿اذا قيل له اتق اللّٰه اخذته العزة الخ﴾ یعنی جب اس (منافق) سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر تو اس کو غرور گناہ پر آمادہ کرتا ہے اس کے لئے جہنم کافی ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۲۴۳)

لیکن یہ ضروری نہیں ہے اگر مصلحت خلاف میں ہو تو قسم نہ کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور قسم کھانا غایت درجہ کی عزیمت ہے اور اللہ تعالیٰ سے محبت وتعلق کی علامت ہے۔

باب ما يقول من جهل عليه وهو صائم

روزہ دار سے لڑائی کرنے والے کو وہ کیا جواب دے

(٤٣٢) - حدثني علي بن أحمد بن سليمان، ثنا بكار بن قتيبة، ثنا أبو المطرف بن أبي الوزير، ثنا موسى بن محمد المديني، عن سعيد بن أبي سعيد المقبري، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا جهل على أحدكم وهو صائم فليقل:

﴿أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ إِنِّيْ صَائِمٌ.﴾

اخرجه الطيالسي في «مسنده» (٢٠٣٧/٣٣١/١) واحمد في «مسنده» (٣١٣/٢) باختلاف والديلمي في «مسنده» كما في «فيض القدير» (٣٢٨/١) وله شاهد اخرجه البخاري في «صحيحه» (١٧٩٥/٦٧٠/٢) وابن حبان في «صحيحه» (٣٤٧٩/٢٥٥/٨)

(۴۳۲) **ترجمہ:** ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی سے کوئی بے ہودہ بات کرے اور (جس سے بے ہودہ بات کی گئی) اس کا روزہ ہو تو وہ (جواب میں) کہے میں روزہ دار ہوں۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی روزہ رکھے تو وہ بے ہودہ بات اور بدسلوکی نہ کرے اگر کوئی شخص اس کو برا بھلا کہے یا اس سے لڑے تو وہ اس کو کہے کہ میں روزے سے ہوں۔ (مسلم ۳۶۳/۱)

ایک روایت میں ہے کہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے۔ (شرح مسلم للنووی ۳۶۳/۱)

''میں روزے سے ہوں'' اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ زبان سے زور سے کہے تا کہ لڑنے والا سن کر لڑائی سے باز آجائے۔ دوسرے یہ کہ خود اپنے آپ سے کہے کہ میں روزے سے ہوں تا کہ خود اپنے آپ کو سمجھائے اور لڑائی وغیرہ سے باز آجائے اگر دونوں کام کرے تو زیادہ بہتر ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۳۶۳/۱)

اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

روزے کے آداب میں سے ہے کہ لوگوں سے فحش گوئی نہ کی جائے، ان کی تکالیف پر صبر کیا جائے۔ (نزہۃ المتقین ۸۶۷/۲)

روزے دار کے لئے مستحب ہے کہ اپنے اعضاء و جوارح کو گناہوں سے بچائے اور اپنی زبان کو غیر ضروری بات جھوٹ، غیبت، چغلی، فحش گوئی اور لڑائی جھگڑے سے بچائے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور قرآن کی تلاوت میں مشغول رکھے۔

(نزہۃ المتقین ۸۸۰،۸۷۹/۲)

باب ما يقول إذا سمع من يدعو بدعاء الجاهلية

جب کسی کو جاہلوں کی طرح پکارتے ہوئے سنے تو اس کو کیا کہے

(٤٣٣) - أخبرني موسى بن عمرو القلزمي، ثنا محمد بن العباس بن خلف، حدثنا عمر بن أبي سلمة، ثنا سعيد بن بشير، عن قتادة عن الحسن، عن مكحول، عن عجرد بن مرداع التميمي، قال: يا آل تميم. وكان من بني تميم. قال: وكان عند أبي بن كعب، فقال أبيٌّ:

﴿أعضك الله بهن أبيك﴾

قالوا: ما عهدناك أبا المنذر فحاشا، قال: إن رسول الله ﷺ أمرنا من إعتزى بعزاء الجاهلية أن نسميه ولا نكنيه.

وأخرجه أحمد في «مسنده» (١٣٦/٥) والبخاري في «الأدب المفرد» (رقم٩٦٣) والنسائي في «السنن الكبرى» (٨٨٦٤/٢٧٢/٥) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم٩٧٦) والديلمي في «مسند الفردوس» (١٠١٤/٢٦١/١)

(۴۳۳) **ترجمہ**: ”حضرت عجرد بن مرداع تمیمی نے کہا: اے آل تمیم! وہ تمیم قبیلے کے آدمی تھے۔ یہ (اس وقت) ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے تھے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ سے تیرے باپ کی شرم گاہ کٹوائے۔ لوگوں نے کہا: ابومنذر! ہم نے آپ کو (اس سے پہلے) بے ہودہ بات کرتے ہوئے نہیں پایا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا ہے کہ جو شخص جاہلیت کی طرح پکارے ہم اس کو صاف صاف باپ کی گالی دیں اور اس میں کنایہ سے کام نہ لیں۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس کے باپ کی شرم گاہ کو کٹواؤ (یعنی باپ کی صاف گالی دو) اور اس میں کنایہ سے کام نہ لو۔
(مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۸)

”ھَنْ“ یا ”ھَنٌّ“ ہر اس بری اور قبیح چیز کو کہتے ہیں جو صاف صاف نام لے کر بیان نہیں کی جاتی ہے اسی لئے اس لفظ کو شرمگاہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص زمانہ جاہلیت کی طرح اپنے باپ دادا پر فخر کرے تو اس کو صاف صاف باپ کی گالی دو اور اس میں اشارہ کنایہ سے کام نہ لو یعنی اس سے مہذب گفتگو کی ضرورت نہیں بلکہ صاف صاف کہہ دو کہ جا اپنے باپ کی شرم گاہ کو کاٹ یعنی اس سے شدید نفرت کا اظہار کرو تا کہ کوئی شخص ایسا نہ کرے۔ (ملخص مظاہر حق ۵۰۳/۴، کذافی المرقاۃ ۱۸۶/۹)

باب ما يقول إذا ختم سورة البقرة

جب سورۃ بقرہ ختم کرے تو کیا پڑھنا چاہئے

مختلف سورتوں کو ختم کرنے کے بعد کیا دعا پڑھنی چاہئے نیز قرآن کریم کی کچھ آیات کی تلاوت کے فضائل میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے پانچ باب اور ان کے ذیل میں پانچ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٤٣٤) - أخبرني أبو عثمان، ثنا ابن نصر، ثنا أبو نعيم، ثنا حنظلة ابن أبي المغيرة القاضي، عن عبدالكريم البصري، عن سعيد بن جبير، عن حذيفة رضي الله تعالى عنه قال: صليت خلف النبي صلى الله عليه وسلم، فقرأ سورة البقرة، فلما ختمها قال:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ﴾

قلت لعبد الكريم: مرة؟ قال: سبع مرات ثم قرأ التي بعدها، فلما ختمها قال نحوا من ذلك حتى بلغ سبعا.

اخرجه البيهقي في «شعب الايمان» (٢٠٨٣/٣٧٣/٢) وذكره السيوطي في «الدر المنثور» (٣٧٨/١) وعزاه الى ابن السني والبيهقي.

(۴۳۴) **ترجمہ:** ”حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ بقرہ پڑھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ بقرہ کو ختم کیا تو فرمایا:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ﴾

(راوی کہتے ہیں میں نے عبدالکریم سے پوچھا: ایک مرتبہ فرمایا؟ انہوں نے جواب دیا: سات مرتبہ فرمایا۔ پھر اس کے بعد والی سورت پڑھی پھر جب اس کو ختم فرمایا تو سات مرتبہ یہی کہا۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سورۃ بقرہ ختم کرتے تو ”آمین“ کہتے تھے۔ (ابن کثیر ۱/۳۴۴)

سورہ بقرہ کی فضیلت: ایک روایت میں ارشاد نبوی ہے کہ سورہ بقرہ کو پڑھو کیونکہ اس کو پڑھنا برکت اور چھوڑنا حسرت ہے اور جادوگر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔ (مسلم ۱/۲۷۰)

ایک روایت میں ہے کہ اپنے گھروں کو مقبرے نہ بناؤ۔ شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ (مسلم ۱/۲۷۱)

باب ما يقول إذا قرأ ﴿شهد الله﴾

جب آیت شہد اللہ نہ پڑھے تو کیا پڑھنا چاہئے

(٤٣٥) - أخبرنا أبو العباس بن قتيبة العسقلاني، ثنا ابن أبي السرى، ثنا أبو سعيد عمر بن حفص بن ثابت بن زرارة، حدثني عبدالملك بن يحيٰى ابن عباد بن عبدالله بن الزبير، حدثني أبي، عن جدى، عن الزبير بن العوام قال: سمعت رسول الله ﷺ حين قرأ هذه الآية:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

قال النبى ﷺ: (وأنا أشهد أى رب).

وأخرجه أحمد فى «مسنده» (١٦٦/١) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (١/١٢٤-١٢٥/٢٥٠) باختلاف.

(۴۳۵) تَرجَمَۃ: ''حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جس وقت رسول اللہ ﷺ نے آیت:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

تَرجَمَۃ: ''اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور فرشتوں نے اور اہلِ علم نے بھی کہ اللہ تعالیٰ اس شان کے لائق ہیں کہ اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ زبردست حکمت والے ہیں۔''

پڑھی تو میں نے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:''

﴿وأنا أشهد أى رب.﴾

تَرجَمَۃ: ''اے میرے رب! میں (بھی اس بات کی) گواہی دیتا ہوں۔''

فَائِدَۃ: مسند احمد کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ''وانا علی ذلك من الشاهدين يا رب'' فرمایا۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اس آیت کی تلاوت کے بعد کہے ''وانا علی ذلك من الشاهدين'' تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرشتوں سے یہ فرمائیں گے میرے بندے نے ایک عہد کیا ہے اور میں سب سے زیادہ عہد پورا کرنے والا ہوں اس لئے

میرے بندے کو جنت میں داخل کر دو۔ (ابن کثیر ۱/۳۵۴، روح امعانی ۲/۱۰۶)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی، "شهد الله" اور "قل اللهم مالك الملك" سے "بغير حساب" تک پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرمائیں گے اور جنت میں ٹھکانہ عطا فرمائیں گے اور ستر حاجتیں پوری فرمائیں گے جن میں سے کم سے کم اس کی مغفرت ہے۔ (روح المعانی جز ثالث ۲/۱۰۵)
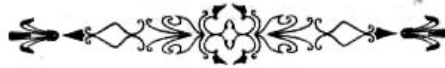
باب ما يقول على آخر لا أقسم، والمرسلات، والتين

سورۂ قیامہ، والتین والمرسلات پڑھے تو کیا پڑھنا چاہئے

(٤٣٦) - حدثنا أبو خليفة، ثنا إبراهيم بن بشار الرمادى، ثنا سفيان ابن عيينة، ثنا إسماعيل بن أمية قال: سمعت أعرابيا من أهل البادية قال: سمعت أبا هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ يقول: قال أبو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم: إذا قرأ أحدكم

﴿لا أقسم بيوم القيامة﴾

فانتهى إلى آخرها

﴿أليس ذلك بقادر على أن يحيى الموتى﴾

فليقل: بلى وأنا على ذلك من الشاهدين، آمنا بالله. و إذا قرأ

﴿والمرسلات عرفا﴾

فانتهى إلى آخرها

﴿فبأى حديث بعده يومنون﴾

فليقل: آمنا بالله. و إذا قرأ أحدكم:

﴿والتين والزيتون﴾

فانتهى إلى آخرها:

﴿أليس الله بأحكم الحاكمين﴾

فليقل: بلى وأنا على ذلك من الشاهدين. قال إسماعيل بن أمية: ذهبت أعيد على البدوى لأنظر كيف حفظه، فقال: يا ابن أخى أترانى لم أحفظ؟ لقد حججت ستين حجة أو سبعين حجة، ما منها حجة إلا وأنا أعرف البعير الذى حججت عليه.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٢٤٩/٢) وابوداؤد (٨٨٧/٢٣٤/١) (١٣٦/١) والترمذى (٣٣٤٧/٤٤٣/٥) (١٧٢/٢) والبيهقى فى السنن الكبرى» (٣٥٠٨/٣١٠/٢) وفى «شعب الايمان» (٢٠٩٧/٣٧٧/٢)

(۴۳۶) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی (سورۃ):

﴿لا أقسم بيوم القيامة﴾

پڑھے اور اس کی آخری آیت:

﴿أليس ذلك بقادر على أن يحيۦ الموتى﴾

پڑھے تو وہ کہے:

﴿بلى وأنا على ذلك من الشاهدين، آمنا بالله﴾

اور جب (سورہ):

﴿والمرسلات عرفا﴾

پڑھے اور اس کی آخری آیت:

﴿فبأى حديث بعده يومنون﴾

پڑھے تو وہ کہے:

﴿امنّا بالله﴾

اور جب (سورۃ):

﴿والتين والزيتون﴾

پڑھے اور اس کی آخری آیت:

﴿أليس الله بأحكم الحاكمين﴾

پڑھے تو وہ کہے:

﴿بلى وأنا على ذلك من الشاهدين، آمنا بالله﴾

حدیث کے راوی اسماعیل بن امیہ فرماتے ہیں کہ میں دیہات کے رہنے والے صاحب کے پاس گیا تا کہ دیکھوں کہ انہوں نے کیسے اس حدیث کو (محفوظ) یاد کیا۔ ان دیہات کے رہنے والے شخص نے کہا: میرے بھتیجے! کیا تم سمجھتے ہو کہ مجھے (یہ حدیث) یاد نہیں ہے؟ (تو سنو!) میں نے ساٹھ یا ستر حج کئے ہیں اور میرا کوئی حج ایسا نہیں کہ جس اونٹ پر میں نے جو حج کیا میں اس اونٹ کو یقینی طور سے پہچانتا تھا۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورۃ قیامہ پڑھنے کے بعد "بلى وانا على ذلك من الشاهدين، امنا بالله" پڑھنا چاہئے اور سورۃ مرسلات پڑھنے کے بعد "امنا بالله" پڑھنا چاہئے اور سورہ تین پڑھنے کے بعد "بل وانا على ذلك من الشاهدين امنا بالله" پڑھنا چاہئے۔

باب ثواب من قرأ خمسين آية في اليوم والليلة

جو دن اور رات میں پچاس آیتیں پڑھے اس کا ثواب

(٤٣٧) - حدثني الحسن بن يوسف الفحام، ثنا علي بن عبدالرحمن ابن المغيرة، ثنا عثمان بن صالح، ثنا ابن لهيعة، ثنا حميد بن مخراق، عن أنس ابن مالك رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (من قرأ في يوم وليلة خمسين آية لم يكتب من الغافلين).

اخرجه ابن ابي شيبه في «المصنف» (٦/١٣٤/٣٠٠٨٦) بزيادة وفيه من قرأ في ليلة خمسين اية لم يكتب من الغافلين.

(۴۳۷) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے دن رات میں پچاس آیتیں پڑھیں تو وہ غافلین میں سے نہیں لکھا جائے گا۔“

فائدہ: اس حدیث سے قرآن شریف کی تلاوت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ کم از کم روزانہ پچاس آیتیں پڑھ لینی چاہئیں تاکہ آدمی اللہ تعالیٰ کے ہاں غافلین (اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل بندوں) میں شمار نہ ہو۔

باب ثواب من قرأ مائة آية في اليوم

دن میں سو آیتیں پڑھنے کا ثواب

(٤٣٨) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا محمد بن إسماعيل بن أبي شيبة، ثنا أبو توبة الربيع بن نافع، ثنا الهيثم بن حميد، عن زيد بن واقد، عن سليمان ابن موسى، عن كثير بن مرة، عن تميم الداري رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (من قرأ مأة آية في اليوم كتب له قنوت ليلته).

أخرجه أحمد في «مسنده» (١٠٣/٤) والدارمي في «سننه» (٣٤٥٠/٥٥٦/٢) وعبد بن حميد في «مسنده» (٢٠٠/٩٨/١) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٧١٧) والطبراني في «المعجم الكبير» (١٢٥٢/٥٠/٢)

(۴۳۸) **ترجمہ:** ”حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے دن میں سو آیتیں پڑھ لیں تو وہ ساری رات نماز پڑھنے والوں میں لکھا جائے گا۔“

فائدہ: ایک روایت میں ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص رات کو سو آیتیں پڑھے گا تو قرآن کریم اس رات اس سے اپنی تلاوت نہ کرنے کی کمی کے بارے میں نہیں جھگڑے گا۔ (مشکوۃ ۱/۱۹۰)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص رات کو سورہ آل عمران (کا) آخری رکوع پڑھے گا تو اس کے لئے رات بھر نماز پڑھنے کا ثواب لکھا جائے گا۔ (مشکوۃ ۱/۱۸۹)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص رات کو دس آیتوں کی تلاوت کرے وہ غافلین میں نہ لکھا جائے گا۔

(رواہ الحاکم فضائل اعمال صفحہ ۲۵۲)

باب تفدية الرجل أخاه

آدمی کا خود کو اپنے بھائی پر قربان کرنا

خود کو کسی پر قربان کرنا انتہائی عقیدت و احترام کی بات ہے اپنے بڑوں اور مقتداؤں پر خود کو قربان کرنے کو شریعت مطہرہ نے اچھی نگاہ سے دیکھا ہے۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فرط عقیدت کا اظہار کیا۔ اس بیان میں مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے پانچ باب اور ان کے ذیل میں پانچ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٤٣٩) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا عقبة بن مكرم، ثنا يونس بن بكير، ثنا يونس بن عمرو، عن أبي العلاء، عن عكرمة، عن عبدالله بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: كنا عند رسول الله ﷺ فذكر أو ذكرت الفتنة، فقال: إذا الناس مرجت عهودهم، وخفت أماناتهم، وكانوا هكذا، وشبك رسول الله ﷺ بين أصابعه، فقلت: كيف أفعل يا رسول الله. جعلني الله فداك. عند ذلك؟ قال: الزم بيتك وأمسك لسانك، وخذ ما تعرف ودع ما تنكر، وعليك بأمر خاصة نفسك، ودع أمر العامة.

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (٣٧١١٥/٤٤٧/٧) واحمد فی «مسنده» (٢١٢/٢) وابوداؤد (٤٣٤٣/١٢٤/٤) (٢٤١/٢) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٠٥) والحاكم فی «المستدرك» (٣١٥/٤)

(۴۳۹) **تَرجَمَہ:** ”حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ فتنہ کا ذکر چھڑ گیا (کہ فتنہ کیسا ہوگا یا اس وقت لوگوں کا کیا حال ہوگا) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس وقت لوگوں کا یہ حال ہوگا کہ ان کے عہد و پیماں خلط ملط ہو جائیں گے، ان کی امانتیں (ان کے لئے) ہلکی ہو جائیں گی اور وہ لوگ اس طرح ہوں گے (یہ فرما کر) آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اس وقت کیا کروں (کہ اس فتنہ سے بچا رہوں) اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کر دیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اس وقت) اپنے گھر میں رہو، اپنی زبان کو خاموش رکھو، جس کو (دین و امانت کی روشنی میں) حق سمجھو اس پر عمل کرو، اور جس کو (دین و امانت کی روشنی میں) حق نہ سمجھو اس پر عمل نہ کرو اور صرف اپنے کام سے کام رکھو اور لوگوں کے معاملے سے تعلق نہ رکھو۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خود کو کسی پر قربان کرنا جائز ہے کیونکہ درحقیقت یہ قربان کرنا نہیں ہے بلکہ یہ تو (ایک پیار

بھری) بات ہے اور (جس پر قربان کیا جا رہا ہے اس کے لئے ایک پیار بھرا) تحفہ ہے اور اس کی قدر و منزلت کا (اظہار و) اعلان ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۸۰)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ بالکل بے اعتماد لوگ ہوں گے خیانت کرتے پھریں گے اور جس طرح یہ انگلیاں آپس میں ملی ہوتی ہیں اس طرح وہ لوگ بھی ملے ہوں گے کہ اچھے برے کی تمیز مشکل ہوگی۔ اسی طرح اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب برائی اور برے لوگوں کی کثرت ہو جائے تو خاموش رہنا ہی بہتر ہے اور ایسے وقت میں اپنی اصلاح کی ضرورت زیادہ ہے خصوصاً جب کہ اچھے لوگ مغلوب اور برے لوگ غالب ہوں۔ (ملخص مظاہر حق ۴/۹۲۵، ۹۲۶)

باب التفدية بالأبوين

یہ کہنا کہ میرے والدین تم پر قربان

(٤٤٠) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا الليث بن سعد، عن يحيٰى بن سعيد، عن ابن المسيب، قال: قال سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ: لقد جمع لي رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يوم أحد أبويه كليهما، يُرِيْدُ حين قال: (فداك أبي وأمي) وهو يقاتل.

أخرجه البخاري (١٤٩٠/٤/٣٨٣١) (٥٢٧/١) والمسلم (١٨٧٦/٤/٤٢١٢) (٢٨٠/٢/٢٨١) وابن ماجه (٤٧/١/١٣٠) (ص١٢) والترمذي (١٣٠/٥/٢٨٣٠) (٢١٦/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ١٩٥)

(۴۴۰) ترجمہ: ”حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والد اور والدہ دونوں کو میرے لئے جمع فرما دیا۔ ان کی مراد (اس سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مبارک تھا:“

﴿فداك أبي وأمي﴾

ترجمہ: ”(سعد) تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔“

اس فرمان کے وقت حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جنگ احد میں) قتال فرما رہے تھے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے والدین کو قربان کرنا جائز ہے (وجہ گزشتہ حدیث میں گزر چکی ہے)۔

یہ بھی معلوم ہوا جو شخص بھلائی کرے اس کے لئے دعا خیر کرنی چاہئے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۸۰)

تیر اندازی کی فضیلت معلوم ہوئی۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۸۰)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص تیر اندازی سیکھ کر بھول جائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (فتح الباری ۷/۸۴)

یہ الفاظ (میرے ماں باپ قربان ہوں) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ دوسرے صحابہ کے لئے بھی فرمائے ہیں۔
(شرح مسلم للنووی ۲/۲۸۰، فتح الباری)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ”میرے لئے“ (شاید) اس لئے فرمایا کہ احد کے دن یہ الفاظ صرف حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فرمائے ہوں۔ (فتح الباری ۷/۸۴)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی فرمایا (عن ابن عمر فتح الباری ۱۰/ ۵۶۸، ۱۰/ ۵۶۹)

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خندق کے دن فرمایا۔ (عن عبداللہ ابن زبیر فتح الباری ۷/۸۴)

بعض صحابہ کو فرمایا۔ (فتح الباری ۱۰/ ۵۶۸)

انصار سے فرمایا۔ (عن انس فتح اباری ۱۰/ ۵۶۸، ۱۰/ ۵۶۹)

باب التفدية بالوجه

یہ کہنا کہ میرا چہرہ تجھ پر قربان

(٤٤١) - حدثنا أبو خليفة، ثنا إبراهيم بن بشار، ثنا سفيان بن عيينة، عن علي بن زيد بن جدعان، سمع أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه يقول: كان أبو طلحة إذا لقي مع رسول الله صلى الله عليه وسلم العَدُوِّ جثا بين يديه على ركبتيه ونثر كنانته بين يديه، وقال: وجهي لوجهك الوقاء، نفسي لنفسك الفداء وعليك سلام الله غير مودع.

اخرجه ابن المبارك في «الجهاد» (٨٩/٧٦/١) والحميدي في «مسنده» (١٢٠٢/٥٠٦/٢) واحمد في «مسنده» (٢٦١/٣) والبخاري في «ادب المفرد» (رقم٨٠٢) وابويعلى في «مسنده» (٣٩٩٣/٧١/٧)

(۴۴۱) ترجمہ: ''حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جس وقت ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنوں سے مقابلہ ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور اپنا ترکش سامنے رکھ کر تیر پھیلا دیے اور عرض کیا: (یا رسول اللہ!) میرا چہرہ آپ کے چہرے کے لئے ڈھال، میری جان آپ کی جان پر قربان ہے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ سلام ہو۔''

فائدہ: اس حدیث میں صحابہ کرام کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی ایک مثال ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیسے آپ پر جان و مال نثار کرتے تھے۔ جیسا کہ اگلی حدیث میں بھی آ رہا ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ آدمی کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے (مسلمان) عادل) بادشاہ، کسی بزرگ شخصیت، عالم اپنے بھائیوں (وغیرہ) میں جس سے زیادہ محبت ہو اس کے لئے یہ الفاظ (کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں وغیرہ) کہے۔ بلکہ اگر (جس کو یہ الفاظ کہے گئے ہوں) اس کی عزت وتوقیر اور اس کی شفقت ومہربانی حاصل کرنے کے لئے یہ الفاظ کہے جائیں تو اس میں ثواب بھی ملے گا۔ (فتح الباری ۵۶۹/۱۰)

باب الفدية بالأموال والأولاد

مال اور اولاد کو قربان کرنا

(٤٤٢) - أخبرنا أبو خليفة، ثنا أبو داود الطيالسي، ثنا أبو عوانة، عن عبدالملك بن عمير، عن ابن أبي المعلا، عن أبيه قال: خطبنا رسول الله ﷺ قال: إن عبداً خيره الله بين أن يعيش في الدنيا ما شاء أن يعيش فيها يأكل ماشاء أن يأكل منها، وبين لقاء ربه عزوجل، فاختار لقاء ربه عزوجل، فبكى أبو بكر رضي الله تعالى عنه، وقال: بل نفديك يا رسول الله بأموالنا وأبنائنا، فقال رسول الله ﷺ: ما من الناس أمن علينا في صحبته وذات يده من ابن أبي قحافة، ولو كنت متخذا خليلا لا تخذت ابن أبي قحافة خليلا، ولكن ود و إخاء إيمان، وإنَّ صاحبكم خليل الرحمن.

تقدم. تخريجه (برقم ٤١٣)

(۴۴۲) ترجمہ: ”حضرت ابومعلٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنی وفات سے تین یا پانچ دن پہلے) ہمیں وعظ میں ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو (دو چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو پسند کرنا کا) اختیار دیا چاہے تو وہ دنیا میں جب تک چاہے رہے اور اس میں سے جو چاہے کھائے یا اپنے رب سے ملاقات کرے۔ اس (بندے) نے اپنے رب سے ملاقات کرنے کو اختیار کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یہ سن کر) رونے لگے اور عرض کیا: (یارسول اللہ! اگر ہمارا مال اور اولاد کچھ کام آسکے تو) ہم مال اور اولاد (تک کو) آپ پر قربان کر دیں گے۔ (یعنی اگر آپ دنیا سے نہ جائیں اور اس کے لئے ہمارے مال اور اولاد کی قربانی کام آسکے تو ہم اپنے مال اور اولاد تک کو قربان کر دیں گے) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام لوگوں میں ابن ابی قحافہ (ابوبکر) کا ہم پر ان کی صحبت (ہر حال میں ہمارے ساتھ رہنے) اور ان کے مال (کے میری رضا اور خوشنودی میں استعمال ہونے) کی وجہ سے سب سے زیادہ احسان ہے۔ اگر میں کسی کو حقیقی دوست بناتا تو ابن ابی قحافہ (ابوبکر) کو دوست بناتا۔ لیکن ان سے دوستی اور ایمانی بھائی چارگی ہے۔ تمہارے ساتھی (یعنی رسول اللہ ﷺ) تو اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔“

فائدہ: اس حدیث سے مال اور اولاد کو قربان کرنا معلوم ہوا۔

یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فہم و ادراک کا کمال تھا کہ انہوں نے یہ ارشاد مبارک سن کر سمجھ لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے جانے والے ہیں اور وہ بندہ جس کو اختیار دیا گیا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ انہوں نے یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید علالت کی وجہ سے پہچانی تھی۔ (فتح الباری ۷/۱۲، مظاہر حق ۵/۵۷۰)

باب ما يرد على من يفديه

قربان کرنے والے کو کیا جواب دیا جائے

(٤٤٣) - أخبرنا أبو بكر بن أبي داود، ثنا أحمد بن صالح، ثنا ابن أبي فديك، أخبرني رباح بن محمد، عن أبيه أنه بلغه أن النبي ﷺ قال له قائل: بآبائنا وأمهاتنا، فقال النبي ﷺ: (إنما يفدى الحبيب بالحبيب). قال أحمد بن صالح: كما تقول فديتك.

لم اجده عند غير المصنف.

(۴۴۳) ترجمہ: ''حضرت محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے کہا: (یا رسول اللہ!) ہم آپ پر اپنے ماں باپ کو قربان کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صرف دوست ہی دوست پر (اپنی جان کو) قربان کرتا ہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے ساتھیوں کی دلداری اور حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ ان کی کسی اچھی بات کا جواب اک اچھے انداز سے دینا چاہیے۔ ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ پر اپنے ماں باپ قربان کرنے کا کہہ کر آپ ﷺ سے انتہائی عقیدت و محبت کا اظہار فرمایا آپ ﷺ نے بھی ان کی عقیدت و محبت کے جواب میں ان کی دلداری فرماتے ہوئے فرمایا دوست ہی دوست پر (اپنی جان کو) قربان کرتا ہے یعنی واقعی تمہاری عقیدت و محبت سچی ہے کہ تم سچے دوست ہو اور دوست ہی ایسا کام کرسکتا ہے۔

باب ما يقول إذا انتهى إلى مجلس فجلس فيه

جب کسی مجلس میں آکر بیٹھے تو کیا پڑھے

آدمی کا بیٹھنا اٹھنا اپنے دوست احباب کے ساتھ ہوتا ہے اس موقع پر اپنے ہم مجلسوں سے کیا سلوک کرنا چاہئے مجلس کے آداب و رعایت، اگر کوئی مجلس میں آئے تو کیا کرنا چاہئے، اپنے ساتھیوں اور ہم مجلسوں کے لئے کیا دعا کرنی چاہئے۔ نیز چونکہ مجلس عموماً کسی غلطی کمی سے خالی نہیں ہوتی اس کی تلافی کے لئے کون سی دعا پڑھنی چاہئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجلس سے بیٹھنے اٹھنے کے بارے میں کیا معمول مبارک تھا۔

مجلس کے درمیان کون سی دعائیں پڑھنی چاہئیں جن کی وجہ سے یہ مجلس قیامت میں حسرت وافسوس کا سامان نہ ہو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے نو باب اوران کے ذیل میں نو احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٤٤٤) - حدثنا أبو عبدالرحمن، ثنا قتيبة بن سعيد (ح) وحدثنا ابن صاعد، ثنا محمد بن معاوية، قالا: حدثنا خلف بن خليفة، عن حفص وهو ابن عمر بن عبدالله بن أبي طلحة، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: كنت جالسا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في الحلقة، إذ جاء رجل فسلم على النبي صلى الله عليه وسلم وعلى القوم، فقال: السلام عليكم، فرد عليه النبي صلى الله عليه وسلم: (وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته)، فلما جلس الرجل قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا أَنْ يُّحْمَدَ، وَيَنْبَغِيْ لَهُ وَيَرْضٰى.﴾

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (كيف قلت) فرد على النبي صلى الله عليه وسلم كما قال، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: والذي نفسي بيده لقد ابتدرها عشرة أملاك كلهم حريص على أن يكتبها، فما دروا كيف يكتبونها حتى رفعوها إلى رب العزة، فقال: أكتبوها كما قال عبدي.

اخرجه احمد في «مسنده» (١٥٨/٣) والنسائي في «السنن الكبرى» (٧٧١٨/٤٠٩/٤) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣٤١/٢٨٩) وابن حبان في «صحيحه» (٨٤٥/١٢٥/٣) وابوعبدالله المقدسي في «الاحاديث المختارة» (١٨٨٧/٢٥٩/٥)

(۴۴۴) ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آیا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور (دوسرے) لوگوں کو السلام علیکم کہہ کر سلام کیا۔ آپ

ﷺ نے اس کو جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فرمایا۔ جب وہ شخص (مجلس میں) بیٹھا تو اس نے (یہ کلمات کہے):

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا أَنْ يُّحْمَدَ، وَيَنْبَغِيْ لَهُ وَيَرْضٰى.﴾

تَرْجَمَۃ: ''اللہ تعالیٰ کے لئے ہی تمام تعریفیں ہیں اللہ تعالیٰ کا بہت بہت پاکیزہ اور بابرکت شکر ہے۔ (اور ایسی ہی تعریف اور ایسا ہی شکر ہے) جس طرح اللہ کی تعریف اور شکر اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں اور جیسا ان کی شان کے لائق ہے اور جس طرح (تعریف اور شکر سے) وہ خوش ہوتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: تم نے کیا کہا؟ اس نے جو کہا تھا وہ دہرا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے دس فرشتے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگے اور ہر ایک کی خواہش تھی کہ ان کلمات کو لکھ لے۔ انہیں معلوم نہ ہوا کہ وہ ان کلمات کو کیسے لکھیں یہاں تک کہ انہوں نے اس معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جیسے میرے بندے نے کہا ہے ایسے ہی لکھ لو۔''

فَائِدَة: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے:

1. جب کسی مجلس میں جائے تو پہلے سلام کیا جائے۔
2. سلام پہلے مجلس کے بڑے آدمی کو خصوصاً بعد میں تمام حاضرین کو عموماً کرنا چاہئے۔
3. مجلس میں بیٹھتے وقت مذکورہ بالا دعا پڑھنی چاہئے۔

باب السلام إذا انتهى الرجل إلى المجلس

جب مجلس میں آکر بیٹھے تو سلام کرے

(٤٤٥) - أخبرنا أبو عروبة، ثنا أبو الخطاب، ثنا ابن أبی عدی، (ح) حدثنی علی بن أحمد بن سليمان، ثنا محمد بن هشام السدوسی، ثنا ابن أبی عدی، عن شعبة وحماد بن سلمة، عن سهيل بن أبی صالح، عن أبيه، عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ما من قوم جلسوا مجلسا فيقوموا عن غير ذكر الله عزوجل إلا كانما تفرقوا عن جيفة حمار، وكان ذلك المجلس عليهم حسرة يوم القيامة.

اخرجه احمد فی «مسنده» (٥١٥/٢) وابوداؤد (٤٨٥٥/٢٦٤/٤) (٣١٠/٢) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤٠٣) والحاكم فی «المستدرك» (٦٦٨/١) والبيهقی فی «شعب الايمان» (٥٤١/٤٠٣/١)

(۴۴۵) **ترجمہ:** ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور (اس مجلس میں) اللہ تعالیٰ کا ذکر کئے بغیر اٹھ کھڑے ہوں تو وہ ایسے ہیں جیسے وہ مردار گدھے کے پاس سے اٹھے ہوں۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ یہ مجلس ان لوگوں کے لئے ندامت (وحسرت) کا سبب ہوگی اگرچہ وہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں۔ (النسائی فی عمل الیوم واللیلۃ رقم ۴۰۹)

ایک روایت میں ہے کہ وہ لوگ مردار چیز سے بھی زیادہ بدبودار چیز کے پاس سے اٹھے ہیں۔
(نسائی فی عمل الیوم واللیلہ رقم صفحہ ۴۱۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غفلت و لاپرواہی سے دور رہنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں شوق و رغبت اختیار کرنا چاہئے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۷۴/۶)

گدھے کو خاص طور سے اس لئے ذکر کیا کہ وہ حیوانوں میں سب سے بے وقوف ہے تو اس مجلس کا بھی یہی حال ہے (کہ یہ مجلس تمام مجلسوں میں سب سے بے کار مجلس ہے)۔ (فتوحات ربانیہ ۱۷۴/۶)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ذکر نہ کرنے کی وجہ سے گدھے کے کھانے جیسا حرام کام نہیں کیا لیکن پھر بھی مردار کے پاس بیٹھنا بھی برا ہے۔ (بذل ۳۵۰/۶)

باب ما يدعو به الرجل لجلسائه

مجلس میں اپنے ساتھیوں کے لئے کیا دعا کرنا چاہئے

(٤٤٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبأنا الربيع بن سليمان بن داود، ثنا عبدالله بن الحكم، ثنا بكر بن مضر، عن عبيدالله بن زحر، عن خالد بن أبي عمران، عن نافع، قال: كان ابن عمر رضي الله تعالى عنه إذا جلس مجلسا لم يقم حتى يدعو لجلسائه بهذه الكلمات، وزعم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يدعو بهن لجلسائه:

﴿اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهِ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ، وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مَصَائِبَ الدُّنْيَا، اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا بِاسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ منا، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا، وَلَا تَجْعَلِ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا.﴾

اخرجه ابن المبارك فى «الجهاد» (١/١٤٤-١٤٥/٤٣١) والترمذى (٥/٥٢٨/٣٥٠٢) (٢/١٨٨) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٦/١٠٦/١٠٢٣٤) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤٠١) والحاكم فى «المستدرك» (١/٥٢٨)

(۴۴۶) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب کسی مجلس میں بیٹھتے تو حاضرین مجلس کے لئے ان کلمات سے دعا کیے بغیر نہیں اٹھتے تھے اور ان کا یقین تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بھی) حاضرین مجلس کے لئے یہ دعا فرماتے تھے:“

﴿اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهِ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ، وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مَصَائِبَ الدُّنْيَا، اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا بِاسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ منا، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا، وَلَا تَجْعَلِ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! ہمیں اپنے خوف کا ایک حصہ عطا فرمایئے جس سے آپ ہمارے اور گناہوں کے

درمیان حائل ہو جائیں، ایسی اطاعت عطا فرمایئے جس کی وجہ سے آپ ہم کو اپنی جنت میں پہنچا دیں اور ایسا یقین عطا کیجئے جس سے آپ ہم پر دنیا کی مصیبتیں آسان فرما دیں اور جب تک آپ ہمیں زندہ رکھیں ہمارے کان، ہماری آنکھیں اور ہماری قوت کو کام کا رکھئے اور اس کی خیر کو ہمارے بعد بھی باقی رکھئے اور ہم پر جو ظلم کرے اس سے ہمارا بدلہ لیجئے اور جو ہم سے دشمنی کرے اس پر ہمیں غلبہ دیجئے اور ہمیں دینی اعتبار سے مصیبت میں مبتلا نہ فرمایئے دنیا کو ہمارے فکر کی سب سے بڑی چیز نہ بنایئے اور اسے ہماری رغبت کی آخری چیز نہ بنایئے اور جو ہم پر نامہربان ہو اس کو ہمارا حاکم نہ بنایئے۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود مجلس سے اٹھتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے لئے یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ (ترمذی عن ابن عمر ۲/۱۸۸)

''ہمیں اتنا یقین عطا فرما'' کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنی ذات وصفات اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر اس درجہ یقین واعتماد عطا فرمایئے کہ دنیا کی سختیاں اور مصائب وآلام ہمارے لئے آسان ہو جائیں کیونکہ جس کو یہ یقین ہوگا کہ دنیا کی تکالیف پر آخرت میں خوب انعام سے نوازا جائے گا، اسے ان سختیوں مصائب اور آلام کی پرواہ نہیں رہے گی اور اس پر آسان ہو جائیں گے۔

''کان آنکھیں اور قوت کام کی رکھئے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کو آپ کی طاعت وفرمانبرداری میں استعمال کریں اور موت تک یہ صحیح وسالم رہیں۔

کان اور آنکھ کا ذکر خصوصیت سے اس لئے فرمایا کہ اللہ کی توحید کی معرفت کا احساس انہی دونوں چیزوں سے ہوتا ہے۔ دلائل دیکھ کر یا سن کر ہی حاصل ہوتے ہیں۔

''ہمیں دینی اعتبار سے مصیبت میں مبتلا نہ فرما'' کا مطلب یہ ہے کہ ایسی مصیبت میں مبتلا نہ کیجئے جس سے ہمارے دین میں کمی آئے جیسے حرام کھانا، عبادت میں سستی وغیرہ ہونا۔

''دنیا کو ہمارے فکر کی سب سے بڑی چیز نہ بنایئے'' کا مطلب یہ ہے کہ ہم دنیا کی فکر وتدبیر میں بہت زیادہ نہ لگے رہیں بلکہ آخرت کی فکر اور اسی کا خیال زیادہ کر دیجئے اور سب سے بڑا مقصد آخرت کے اچھے اعمال کو بنا دیجئے۔

''نامہربان کو ہم پر حاکم نہ بنایئے'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ کافر قوم نہ ہو یا ظالم حکمران یا بے وقوف جاہل لوگ نہ ہوں۔

(مرقاۃ ۵/۲۲۸، ۲۲۹، مظاہر حق ۲/۶۳۵، ۶۳۶)

باب ما يقول إذا جلس مجلسا كثر فيه لغطه

جس مجلس میں شور وغل زیادہ ہو گیا ہو تو اس سے اٹھتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٤٤٧) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرني عبدالوهاب بن الحكم الوارق، أنبانا حجاج، ثنا ابن جريج، أخبرني موسى بن عقبة، عن سهيل بن أبي صالح، عن أبيه، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، عن النبي ﷺ قال: من جلس في مجلس كثر فيه لغطه ثم قال قبل أن يقوم:

﴿سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ.﴾

غفر لهٗ ما كان في مجلسه ذلك.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢/٢٩٤) والترمذي (٥/٤٩٤/٣٤٣٢) (٢/١٨١) والنسائي في «السنن الكبرى» (٦/١٠٥/١٠٢٢٩) وابن حبان في «صحيحه» (٢/٣٥٤-٣٥٥/٥٩٤) والطبراني في «المعجم الاوسط» (١/٣١/٧٧)

(۴۴۷) ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو کسی ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں شور وغل زیادہ ہو گیا ہو پھر وہ اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لے:

﴿سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ.﴾

ترجمہ: "اے اللہ! آپ پاک ہیں میں آپ ہی کی تعریف بیان کرتا ہوں آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے میں آپ سے معافی چاہتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔"

تو اس کے جو گناہ اس مجلس میں ہوئے معاف کر دیئے جائیں گے۔"

فائدہ: مجلس میں عموماً کوئی زائد بات لایعنی وغیرہ ہو ہی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کمی ونقص کے لئے کفارہ ہو جاتا ہے۔
(بذل ۶/۲۵۰)

اس لئے رسول اللہ ﷺ نے امت کو مجلس کے آخر میں یہ دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا مجلس میں سب سے آخری عمل اٹھنے سے پہلے دعا پڑھنے کا تھا اور فرمایا کہ یہ دعا مجلس کی کمی کوتاہی کے لئے کفارہ ہے دعا "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ"

آپ ﷺ کا ان دعاؤں کو پڑھنا صرف امت کو سکھانے کے لئے ہے ورنہ آپ ﷺ سے کسی غلط بات کا ہونا متصور ہی نہیں ہے۔ (ابوداؤد، قالہ عبدالرحمٰن الکوثر فی تعلیق ابن سنی صفحہ ۳۹۷)

باب كم مرة يستغفر في المجلس

مجلس میں کتنی مرتبہ استغفار کرنا چاہیے

(٤٤٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبانا عمرو بن علي، ثنا أبو علي الحنفي، أنبانا مالك بن مغول، عن محمد بن سوقة، عن نافع، عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما، قال: إن كنا لنعد لرسول الله ﷺ في المجلس الواحد مائة مرة يقول:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ، وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾

نقدم تخريجه (برقم ٣٧٠)

(۴۴۸) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ (کی زبان مبارک) سے ان کلمات کو ایک ایک مجلس میں سو سو مرتبہ شمار کیا کرتے تھے۔“

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ، وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾

ترجمہ: ”اے میرے رب! آپ مجھے معاف فرما دیں اور میری توبہ قبول فرمالیں بلاشبہ آپ ہی بہت توبہ قبول کرنے والے اور بڑے ہی مہربان ہیں۔“

باب الصلوٰة على النبى ﷺ عند التفرق عن المجلس

مجلس سے اٹھ کر جدا ہوتے وقت نبی ﷺ پر درود پڑھنا

(٤٤٩) - أخبرنا أبو محمد بن ضاعد، ثنا سوار بن عبدالله القاضى، ثنا بشر بن المفضل، ثنا عمارة بن غزية، عن صالح (مولى التوأمة) قال: سمعت أبا هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ يقول: قال أبو القاسم ﷺ: أيما قوم جلسوا فأطالوا، ثم تفرقوا قبل أن يذكروا الله ويصلوا على نبيهم ﷺ، كانت علهم ترة يوم القيامة إن شاء عذبهم و إن شاء غفرلهم.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٢/٤٨٤) والترمذى (٥/٤٦١/٣٣٨٠) (٢/١٧٥) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ١٩٢٤) والحاكم فى «المستدرك» (١/٦٧٤) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٢/٢١٤/١٥٦٩)

(۴۴۹) **ترجمہ:** ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: جو لوگ کسی جگہ بیٹھے ہوں (اور) کافی دیر تک بیٹھے رہیں پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اپنے رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھے بغیر ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو وہ مجلس قیامت کے دن ان لوگوں کے لئے ندامت وحسرت کا سبب ہوگی (اس ذکر نہ کرنے کے وبال کی وجہ سے) چاہے تو اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دیں چاہے ان کو معاف فرمائیں۔''

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنا چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص کسی جگہ بیٹھا ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہو، جو کسی جگہ کھڑا ہوا ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہو، جو کسی جگہ لیٹا ہوا ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہو تو اس پر (بھی) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندامت ہوگی۔ (نسائی عمل الیوم واللیۃ رقم صفحہ ۴۰۴)

ایک اور روایت میں ہے کہ جو کسی جگہ چلا ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہو تو اس کے لئے ندامت وحسرت ہوگی۔

(نسائی عمل الیوم واللیلہ رقم ۴۰۶)

باب السلام على أهل المجلس إذا أراد أن يقوم

مجلس سے اٹھتے وقت مجلس والوں کو سلام کرنا

(٤٥٠) - أخبرنا أبو عبدالله الصوفي، ثنا أبوبكر بن أبي شيبة، ثنا أبو خالد الأحمر، عن ابن عجلان، عن سعيد، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا أتى أحدكم مجلسا فليسلم، فإن بدا له أن يجلس جلس، فإذا أراد أن يقوم فليسلم، فلیست الأولى بأحق من الآخرة.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢/٢٣٠) والبخاري في «الادب المفرد» (رقم١٠٠٧) وابوداؤد (٥٢٠٨/٣٥٣/٤) (٣٥١/٢) والترمذي (٢٧٠٦/٦٢/٥) (١٠٠/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٣٦٩)

(۴۵۰) **ترجمہ:** ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں جائے تو (پہلے) سلام کرے، اس کے بعد بیٹھنا چاہے تو بیٹھ جائے۔ (پھر) جب مجلس سے اٹھ کر جانے لگے تو پھر سلام کرے کیونکہ پہلا سلام دوسرے سلام سے (فضیلت میں) بڑھا ہوا نہیں ہے۔“

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ دونوں سلام ہی حق، سنت اور حسن معاشرت، کریمانہ اخلاق، نرم خوئی اور مروت کو ظاہر کرنے والے ہیں (اس لئے دونوں ہی برابر ہیں)۔

دوسرے سلام کا اس لئے حکم فرمایا کہ بعض اوقات آدمی مجلس سے بغیر سلام کئے چلا جاتا ہے تو اہل مجلس تشویش میں پڑ جاتے ہیں (کہ نجانے کیا بات پیش آئی کہ بغیر سلام کے ہی چلا گیا)۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ کیونکہ سلام سلام کرنے والے کی جانب سے امن وسلامتی کا پیغام ہے اس لئے جس طرح پہلا سلام امن وسلامتی کا پیغام ہے دوسرا بھی اسی طرح ہے اس لئے دونوں برابر ہے۔ (کلہ من المرقاۃ ۶۲/۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجلس میں جاتے ہی پہلے سلام کرنا چاہئے پھر واپس آتے وقت بھی سلام کرنا چاہئے۔

باب الاستغفار قبل أن يقوم

مجلس سے اٹھنے سے پہلے استغفار کرنا

(٤٥١) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا أبو الربيع الزهراني، ثنا عباد بن عباد، عن جعفر بن الزبير، عن القاسم، عن أبي أمامة رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما جلس قوم في مجلس فخاضوا في حديث واستغفروا الله عزوجل قبل أن يتفرقوا إلا غفر الله لهم ما خاضوا فيه.

اخرجه ابويعلى في «مسنده» (كما في «اتحاف الخيره المهره» (٤٢٥/٧) وله شاهد من حديث ابي هريره اخرجه ابوداؤد (٤٨٥٦/٢٦٤/٤) (٣١٠/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠٧/٦-١٠٨/١٠٢٣٧-١٠٢٤١) وابن حبان في «صحيحه» (٨٥٣/١٣٣/٣) وآخر حديث السائب بن يزيد رواه احمد بن حنبل في «مسنده» (٤٥٠/٣)

(۴۵۱) ترجمہ: ”حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگ کسی مجلس میں بیٹھے ہوں پھر وہ کسی بات میں مشغول ہو گئے ہوں اور مجلس سے اٹھنے اور جدا ہونے سے پہلے (استغفار کہہ کر) اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لی ہو تو اللہ تعالیٰ جس بات میں وہ مشغول ہوئے ہوں اس کو معاف فرما دیتے ہیں۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجلس سے اٹھنے سے پہلے اگر استغفار کر لیا جائے تو مجلس میں جو کچھ کمی کوتاہی گناہ کی بات وغیرہ ہوئی ہوگی اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیں گے۔ مجلس میں عموماً کوئی نہ کوئی بات ہو ہی جاتی ہے اس لئے ہر مجلس سے اٹھتے وقت استغفار کر لینا چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ مجلس سے اٹھنے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل ”سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك“ پڑھنے کا تھا پوچھنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ مجلس میں کمی کا کفارہ ہے۔ (ابوداؤد ۲/۳۱۱)

باب كم يستغفر إذا قام من المجلس

مجلس سے اٹھتے وقت کتنی مرتبہ استغفار کرنا چاہئے

(٤٥٢) - أخبرنا أبو القاسم بن منيع، ثنا علي بن الجعد، ثنا إسرئيل عن جعفر بن الزبير، عن القاسم عن أبي أمامة رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا جلس فأراد أن يقوم استغفر الله عشرا إلى خمسة عشر.

اخرجه علي بن الجعد في «مسنده» (١/٢٩٢/١٩٧٩) وابن عدي في «الكامل» (١٣٥/٢) والسمعاني في «الادب الاملاء والاستملاء» (٧٦/١) ولكن له شاهد ما مضى غير لفظ عشر الى خمسة عشر.

(۴۵۲) ترجمہ: ''حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مجلس سے اٹھتے تو دس سے پندرہ مرتبہ تک (اللہ تعالیٰ سے معافی مانگا کرتے اور) استغفر اللہ کہا کرتے تھے۔''

فائدہ:

(٤٥٣) - وأخبرني أبو أيوب الخزاعي، ثنا أبو علقمة نصر بن خزيمة أخبرني أبي، عن نصر بن علقمة، عن أخيه محفوظ، عن ابن عائذ قال: قال ابن ناسخ عبدالله الحضرمي رضي الله تعالى عنه: كان رسول الله ﷺ إذا قام من المجلس استغفر عشرين مرة فأعلن.

لم اجده عند غير المصنف.

(۴۵۳) ترجمہ: ''حضرت ابن ناسخ عبداللہ بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مجلس سے اٹھتے تو بیس مرتبہ استغفار کرتے تھے اور استغفار بلند آواز سے کرتے تھے۔''

فائدہ: بلند آواز سے استغفار فرمانا ممکن ہے ہم مجلسوں کو ترغیب کے لئے ہوسکتا ہے۔ اس حدیث سے خود رسول اللہ ﷺ کا معمول مجلس سے اٹھتے ہوئے استغفار کا معلوم ہوا ہے اس لئے اس کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔

باب ما يقول إذا غضب

جب غصہ آئے تو کیا کہنا چاہئے

غصہ خون کا ابلنا اور جوش مارنا ہے۔ غصہ کے وقت آدمی شیطان کا آلہ کار ہو جاتا ہے اس موقع پر دین و دنیا کے امور کی حفاظت کے لئے رسول اللہ ﷺ نے کیا علاج تجویز فرمایا ہے۔ اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب اور اس کے ذیل میں دو احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٤٥٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن النسائي، ثنا محمد بن بشار، ثنا عبدالرحمن، ثنا سفيان: عن عبدالملك بن عمير، عن عبدالرحمن بن أبي ليلى، عن معاذ رضي الله تعالى عنه قال: إستب رجلان عند النبي ﷺ، فغضب أحدهما، فقال النبي ﷺ: إني لأعلم كلمة لو قالها لذهب غضبة:

﴿اعوذ بالله من الشيطان الرجيم.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (٢٤٤/٥) وابوداؤد (٤٧٨٠/٢٤٩/٤) (٣٠٣/٢) والترمذي (٣٤٥٢/٥٠٤/٥) (١٨٣/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣٨٩) والطبراني في «المعجم الكبير» (٦٤٨٨/٩٩/٧)

(۴۵۴) **ترجمہ:** ”حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے۔ ان میں سے ایک غصہ ہونے لگا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے ایک (ایسا) کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ شخص اس کو کہہ لے تو (اس کی برکت سے) اس کا غصہ ختم ہو جائے گا۔ (وہ کلمہ):

﴿اعوذ بالله من الشيطان الرجيم.﴾

ترجمہ: ”میں شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔“

ہے۔“

فائدہ: غصہ کسی تکلیف پہنچنے پر اس کو دفع کرنے یا انتقام لینے کے لئے خون کے ابلنے جوش مارنے کا نام ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۶/۱۸۰)

ایک حدیث میں ہے کہ غصہ ایک انگارہ ہے جو انسان کے سینہ میں جلتا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۱۷۷)

غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور اس حالت میں انسان اعتدال کی راہ سے ہٹ جاتا ہے اور بے ہودہ باتیں کہنے لگتا ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے نصیحت کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: غصہ مت کیا کرو اس نے

پھر درخواست کی آپ علیہ السلام نے دوبارہ یہی ارشاد فرمایا۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۱۸۱)

غصہ کا علاج

رسول اللہ ﷺ نے غصہ کے دفع کرنے کے لئے مختلف علاج بیان کئے ہیں۔

1. روایت بالا میں ہے کہ "اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم" کہے۔
2. کھڑا ہو تو بیٹھ جائے۔ بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ (مجمع الزوائد ۸/۷۰)
3. وضو کرے۔ (ابوداؤد ۲/۳۰۴)
4. خاموش ہو جائے۔ (مجمع الزوائد ۸/۷۰)

نوع آخر:

(٤٥٥) - أخبرني محمد بن أحمد بن المهاجر، ثنا إبراهيم بن مسعود، ثنا جعفر بن عون ثنا أبو العميس، عن القاسم بن محمد بن أبي بكر، قال: كانت عائشة رضي الله تعالى عنها إذا غضبت عرك النبي ﷺ بأنفها ثم يقول: يا عويش! قولي:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ اِغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ، وَأَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ، وَأَجِرْنِيْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ.﴾

اخرجه الديلمي في «مسند الفردوس» (٥/٤٣٠/٨٦٤٤) ذكره السيوطي في «الجامع الصغير» (١/١٧٩) وله شاهد من حديث ام سلمة ما رواه عبد بن حميد في «مسنده» (١/٤٤٣/١٥٣٤)

ایک اور حدیث:

(۴۵۵) ترجمہ: "حضرت محمد بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب غصہ آتا تھا تو رسول اللہ ﷺ ان کی ناک کو ہلاتے اور فرماتے: عویش! یہ (دعا) پڑھو:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ اِغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ، وَأَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ، وَأَجِرْنِيْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ.﴾

ترجمہ: اے اللہ! محمد (ﷺ) کے رب! میرے گناہ کو معاف کر دیں، میرے دل کے غصہ کو دور کر دیں اور گمراہ کرنے والے فتنوں سے میری حفاظت فرمائیں۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تعلق والوں سے محبت باقی رکھنے کے لئے ان کے غصہ کو ٹھنڈا کرنا چاہئے۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۸)

اور ان سے ایسا مزاح کرنا جس سے ان کی ناراضگی انسیت میں بدل جائے۔ (فتح الباری ۱۰/۵۳۶)

غصہ برداشت کرنے کا ثواب

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اپنے غصہ کو پی جائے حالانکہ وہ جو چاہتا ہے وہ کر سکتا ہے تو اللہ قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے بلائیں گے اور اس کو اختیار دیا جائے گا جس حور کو چاہے چن لے۔ (ابوداؤد ۲/۳۰۲، ترمذی ۲/۱۱)

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن و ایمان سے بھر دیں گے۔

(ابن ابی الدنیا عن ابی ہریرۃ، فتوحات ربانیہ ۶/۱۷۹)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آدمی کا کوئی گھونٹ بھی (اللہ تعالیٰ کے ہاں، غصہ کے گھونٹ سے (اجر میں) بڑا نہیں ہے جس کو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے پیتا ہے۔ (بیہقی عن ابن عمر حاشیہ ابن سنی صفحہ ۲۰۲)

ایک جگہ ارشاد ہے جو اپنے غصہ کو روک لے اللہ تعالیٰ اس کی ستر پوشی فرمائیں گے۔

(ابن ابی الدنیا عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فتوحات ربانیہ ۶/۱۷۹)

باب كيف يسلم الرجل إذا دخل بيته

گھر میں داخل ہوتے وقت کس طرح سلام کرنا چاہیے

(٤٥٦) - أخبرنا أبو الليث الفرائضي، ثنا عبيدالله بن عمر القواريري، ثنا أبو عامر العقدي، ثنا لمغيرة، عن ثابت، عن عبدالرحمن بن أبي ليلى، عن المقداد بن الأسود، قال: قدمت أنا وصاحبان لي قد ذهبت أسماعنا وأبصارنا من الجهد، فجعلنا نعرض أنفسنا على أصحاب رسول الله ﷺ، فليس أحد يقبلنا، فانطلقنا إلى رسول الله ﷺ، فانطلق بنا إلى أهله، فإذا ثلاثة أعنز، فقال لنا: إحلبوا هذا اللبن فاقتسموا بينكم، قال: فكنا نفعل ونرفع لرسول الله ﷺ نصيبه، قال: فيجيء رسول الله ﷺ من الليل فيسلم تسليمًا لا يوقظ نائما، ويسمع يقظان، ثم يأتي المسجد فيصلي، ثم يأتي شرابه فيشربه.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٣/٦) والمسلم (٢٠٥٥/١٦٢٥/٣) (١٨٤/٢) والترمذی (٨٧١٩/٧٠/٥) (١٠١/٢) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣٢٣) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (٧٥٢/٢٤٢/٢٠)

(٤٥٦) ترجمہ: ”حضرت مقداد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے دو ساتھی (بھوک کی وجہ سے) نکلے بھوک کی شدت کی وجہ سے ہمارے کان اور آنکھیں سننے اور دیکھنے کے قابل نہ رہے ہم خود کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کے سامنے پیش کرتے تھے مگر کوئی بھی ہمیں قبول نہ کرتا تھا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے گھر لے گئے۔ وہاں تین بکریاں نظر آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کا دودھ دوہ لیا کرو اور آپس میں تقسیم کرلیا کرو۔ چنانچہ ہم ایسا ہی کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کا حصہ اٹھا کر رکھ دیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ رات کو تشریف لاتے تو اس طرح سلام کرتے کہ سونے والا بیدار نہ ہو اور بیدار سلام سن لے پھر گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ آتے اور نماز پڑھتے پھر دودھ کے پاس آتے اور نوش جان فرماتے۔“

فائدہ: اس حدیث سے یہ ادب معلوم ہوا کہ جب آدمی ایسی جگہ جائے جہاں کچھ لوگ سوئے ہوں ہوں اور کچھ جاگ رہے ہوں تو وہاں اس طرح سلام کرنا چاہئے کہ جاگنے والے سن لیں اور سونے والے نہ سنیں کہ ان کی نیند خراب ہو۔ اس طرح لوگوں پر خود کو پیش کرنا ان لوگوں کے لئے جائز ہے کہ جن کے پاس کچھ بھی گزر بسر کے لئے نہ ہو۔ (شرح مسلم نووی ١٨٤/٢)

گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرتے یہ حکم اس وقت ہے جب گھر میں کچھ سوئے ہوئے اور کچھ جاگ رہے ہیں۔

باب ما يقول إذا قرب إليه الطعام

جب کھانا سامنے لایا جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

کھانا ایک بشری تقاضہ اور ضرورت ہے لیکن دوسری ضرورتوں کی طرح اس ضرورت کو پورا کرتے ہوئے بھی آدمی اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے ان کے شکر گزار بندوں میں شمار ہو سکتا ہے قربان جایئے شریعت مطہرہ کہ اس نے اس ضرورت کو بھی دخول جنت اور تقرب الٰہی کا ذریعہ بنایا ہے۔ کھانے کے آداب اور اس کے شروع اور آخر میں کون سی دعائیں پڑھنی چاہئیں جن سے اللہ رب العالمین کی شکر گزاری ہو سکے۔

نیز افطار کے موقع پر کیا دعائیں پڑھنی چاہئیں۔ اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے چوبیس باب اور ان کے ذیل میں پینتیس احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٤٥٧) - ثنا الفضل بن سليمان، ثنا هشام بن عمار، ثنا محمد بن عيسى ابن سميع، ثنا محمد بن أبي الزعيزعة، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده عبدالله بن عمرو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ عن النبي ﷺ أنه كان يقول إذا قرب الطعام إليه.

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيمَا رَزَقْتَنَا، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، بِسْمِ اللّٰهِ.﴾

اخرجه الطبراني في «الدعا» (رقم ٨٨٨) وابن عدي في «الكامل» (٢/٢٠٦) وابن حجر في «لسان الميزان» (٥/١٦٥)

(۴۵۷) تَرجَمہ: ”حضرت عمرو بن العاص رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ سے روایت ہے کہ جب کھانا رسول اللہ ﷺ کے سامنے لایا جاتا تو آپ ﷺ (یہ دعا) پڑھتے تھے:“

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيمَا رَزَقْتَنَا، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، بِسْمِ اللّٰهِ.﴾

تَرجَمہ: ”اے اللہ! جو رزق آپ ہمیں عطا کریں اس میں برکت (بھی) عطا فرمائیں، ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمائیں، (میں) اللہ تعالیٰ کے نام سے (کھانا) شروع کرتا ہوں۔“

فَائِدَہ: برکت کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ چیز بذات خود زیادہ ہو جائے جیسا حضرت جابر رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ کی ایک بکری کے شوربے میں لوگوں نے کھانا کھایا۔ ایک معنی یہ ہیں کہ معنوی طور پر زیادتی ہو جائے کہ چیز خود تو نہ بڑھے لیکن استعمال زیادہ ہو جائے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۷۹)

جہنم سے تو انسان کو ہر حالت میں پناہ مانگنی چاہئے اس سے پہلے رزق میں برکت کی دعا اس لئے ہے کہ نفس جو دنیا سے آخرت کی طرف جانے میں انسان کی سواری ہے اس کا قیام و بقاء اسی رزق سے ہے اس لئے اس میں برکت کا ہونا آخرت کی تیاری کے لئے معین و مددگار ہوگا۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۷۹)

باب التسمية عند الطعام

کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھنا

(٤٥٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا إسحاق بن إبراهيم، أنبأنا عيسى بن يونس، ثنا الأعمش، عن خيثمة، عن أبي حذيفة، عن حذيفة رضي الله تعالى عنه قال: كنا إذا كنا مع رسول الله ﷺ فدعينا إلى طعام لم نضع أيدينا حتى يضع رسول الله يده، فدعينا إلى طعام، فلم يضع رسول الله ﷺ يده، فكففنا أيدينا، فجاء أعرابي كأنما يطرد، فأهوى بيده إلى القصعة، فأخذ رسول الله ﷺ بيده فأجلسه، ثم جاءت جارية فأهوت بيدها، فأخذ رسول الله يدها، فقال رسول الله ﷺ: إن الشيطان لما أعياه أن ندع ذكر اسم الله عزوجل على طعامنا جاء بهذا الأعرابي ليستحل به طعامنا، فلما أجلسناه جاء بهذه الجارية ليستحل بها طعامنا فوالله إن يده في يدي مع يدها، ثم ذكراسم الله عزوجل فأكل.

اخرجه احمد في «مسنده» (٣٨٢/٥) والمسلم (٢٠١٧/١٥٩٧/٣) (١٧١/٢) وابوداؤد (٣٧٦٦/٣٤٧/٣) (١٧٣/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (٦٧٥٤/١٧٣/٤) وابوعوانه في «مسنده» (٨٢٣٧/١٦١/٥)

(۴۵۸) ترجمہ: ”حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: (ایک مرتبہ) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہمیں کھانے کے لئے بلایا گیا۔ (ہماری عادت یہ تھی کہ) ہم کھانے کی طرف ہاتھ جب تک نہیں بڑھاتے تھے جب تک رسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھاتے تھے (پھر) ہمیں کھانے کی طرف بلایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھایا (اس لئے) ہم نے بھی اپنے ہاتھ روکے رکھے۔ (اچانک) ایک دیہات کے رہنے والے صحابی (اس طرح) آئے گویا کہ کسی نے ان کو دوڑایا ہو اور اپنا ہاتھ کھانے کے پیالے کی طرف بڑھانا چاہا رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کو بٹھایا (اتنے میں پھر) ایک لڑکی (اس طرح) آئی اس نے بھی اپنا ہاتھ کھانے کے پیالے میں بڑھانا چاہا رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا اور ارشاد فرمایا: شیطان کو جب ہمارے اللہ تعالیٰ کے ذکر نہ چھوڑنے نے عاجز کر دیا (یعنی ہم نے کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لی تو وہ ہمارے ساتھ کھانے میں شریک نہ ہو سکا) تو وہ ان دیہات کے رہنے والے صاحب کو لایا تا کہ ہمارا کھانا کھا سکے جب ہم نے ان کو بٹھا لیا تو وہ اس لڑکی کو لے آیا تا کہ اس کے

ذریعہ ہمارا کھانا کھا سکے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! شیطان کا ہاتھ میرے ہاتھ میں اس لڑکی کے ہاتھ کے ساتھ ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور کھانا تناول فرمایا۔"

فائدہ: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

❶ کھانا کھانے کے لئے ہاتھ دھونے اور کھانا شروع کرنے میں ابتداء بڑے اور بزرگ آدمی کو کرنی چاہیے۔

❷ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بلکہ ہر اچھے کام کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا چاہیے اسی طرح دوا، شہد اور اور شوربا پینے سے پہلے بھی بسم اللہ پڑھنا چاہیے۔ ہر لقمہ پر بسم اللہ پڑھنا اچھا ہے۔ (شرح زرقانی ۴/۴۰۰)

❸ بسم اللہ بلند آواز سے کہنا چاہیے تا کہ دوسرے بھی سن لیں اور ان کو یاد آ جائے۔

❹ صرف بسم اللہ پڑھنا بھی کافی ہے لیکن بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا زیادہ اچھا ہے جنبی مرد و عورت اور حائضہ عورت بھی بسم اللہ پڑھ سکتی ہے۔ (کلہ من شرح المسلم للنووی ۲/۱۷۱، کتاب الاذکار صفحہ ۲۱۶)

اسی طرح "بسم اللّٰہ وببرکة اللّٰہ" کہنا بھی حدیث سے آیا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۲۳۲)

ایک روایت میں "بسم اللّٰہ وعلی برکة اللّٰہ" کہنا بھی آیا ہے۔

(حاکم عن ابی ہریرہ حصن حصین، مترجم مولانا عاشق الٰہی صاحب صفحہ ۲۱۷)

باب ما يقول إذا نسي التسمية في أول طعامه

کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کون سی دعا پڑھنی چاہیے

(٤٥٩) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا شباب، ثنا خليفة بن خياط، ثنا عمران بن علي المقدمي، قال: سمعت موسى الجهني يقول: أخبرني القاسم بن عبدالرحمن بن عبدالله بن مسعود، عن أبيه، عن جده عبدالله رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله: من نسي أن يذكر الله عزوجل في أول طعامه، فليقل حين يذكر:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وآخِرَهُ﴾

فإنه يستقبل من طعامه جديدا، ويمتنع الخبيث مما كان يصيب منه.

اخرجه ابو يعلى في «مسنده» (١٣/٧٨-٧٩/٧١٥٣) وابن حبان في «صحيحه» (١٢/١٢/٥٢١٣) والطبراني في «المعجم الكبير» (١٠/١٧٠/١٠٣٠٤) وفي «المعجم الاوسط» (٥/٩٢٥/٤٥٧٦) وفي «الدعا» (٨٨٩)

(۴۵۹) **ترجمہ:** ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کھانے کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا (بسم اللہ کہنا) بھول جائے تو وہ جب یاد آ جائے تو یہ دعا پڑھ لے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وآخِرَهُ﴾

ترجمہ: ”اس کھانے کے شروع اور آخر میں اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہوں۔“

کیونکہ یہ (دعا پڑھنا) اس کے کھانے کو نیا کر دیتا ہے (جیسے ابھی کھانا شروع کیا ہو) اور جو کمی (اللہ تعالیٰ کے نام لئے بغیر کھانے سے) واقع ہوئی تھی اس کو ختم کر دیتا ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانے کے شروع میں اگر بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو درمیان میں جب یاد آ جائے تو مذکورہ بالا دعا پڑھے۔ علماء نے لکھا ہے کہ درمیان میں دعا پڑھنے سے شروع میں دعا پڑھنے سے جو برکت حاصل ہوتی ہے وہ حاصل ہو جائے گی۔ (بذل المجہود ۵/۳۵۰)

اگر درمیان میں بھی بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو اگر کھانے کے فوراً بعد یاد آ جائے تو بھی پڑھ لے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۷۴)

علماء نے لکھا ہے کہ ہر لقمہ پر بسم اللہ پڑھنا چاہیے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۸۴)

اسی طرح وہ افعال جو متعدد (کئی فعل کے بعد ایک فعل شمار ہوتے) ہوں جیسے سرمہ لگانا (کہ تین تین سلائی الگ الگ ایک آنکھ میں لگائیں تو سنت ادا ہوتی ہے) ان میں درمیان میں بسم اللہ پڑھ لینا چاہیے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۷۳)

نوع آخر:

(٤٦٠) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا سريج بن يونس، ثنا علي بن ثابت، عن حمزة النصيبي، عن أبي الزبير، عن جابر رضي الله تعالى عنه، عن النبي ﷺ قال: من نسي أن يسمي على طعامه فليقرا

﴿قل هو الله أحد﴾

إذا فرغ.

اخرجه ابن حبان في «المجروحين» (١/٢٧٠/٢٧٩) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٧/٦٦-٦٧/٦٨٦٧) وفي «الدعا» (رقم ٨٩٠) وابن عدي في «الكامل» (٢/١١٤) وابو نعيم في «الحلية» (١٠/١١٤)

(۴۶۰) ترجمہ: ''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے کھانے کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا بھول جائے تو وہ جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو:

﴿قل هو الله أحد﴾

پڑھ لے۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کھانے کے بعد اور پہلے بسم اللہ پڑھے پھر قل ہو اللہ احد پڑھے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۹۲)

کھانے کے بعد اس کی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کھانے پینے کی ضرورت سے پاک اور مبرا ہونے کا اظہار اور بھوک کے بعد کھانا کھانے کی نعمت کا یاد کرنا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تبرک حاصل کرتے ہوئے کھانے کے قبیح اور مضر اثرات سے حفاظت کا سوال ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۹۳)

باب التسمية في آخر الطعام

کھانے کے آخر میں بسم اللہ پڑھنا

(٤٦١) - أخبرنا أبو خليفة، ثنا مسدد، ثنا يحيى بن سعيد، عن جابر بن صبيح، حدثني المثنى بن عبدالرحمن الخزاعي وصحبته إلى واسط. وكان إذا أكل يسمي فإذا كان في آخر لقمة قال:

﴿بسم الله أوله وآخره﴾

قال: فقلت له في ذلك، فقال: إن جدي أمية بن مخشي حدثني، وكان من أصحاب النبي ﷺ. أن رجلا كان يأكل عند النبي ﷺ، فلم يسم، فلما كان في آخر لقمة قال:

﴿بسم الله أوله وآخره﴾

فقال النبي ﷺ: ما زال الشيطان يأكل معك حتى سميت، فقاء الشيطان ما أكل.

اخرجه احمد في «مسنده» (٣٣٦/٤) وابوداؤد (٣٤٧/٣-٣٧٦٨/٣٤٨) (١٧٣/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (٦٧٥٨/١٧٣/٤) وفي «عمل اليوم والليلة» (٢٨٢) والطبراني في «المعجم الكبير» (٨٥٤/٢٩١/١)

(۴۶۱) ترجمہ: ''حضرت جابر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت مثنی بن عبدالرحمٰن خزاعی نے بتایا کہ وہ جب کھانا کھاتے ہیں تو بسم اللہ پڑھتے ہیں اور آخری لقمہ پر:

﴿بسم الله أوله وآخره﴾

پڑھتے ہیں حضرت جابر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے ان سے:

﴿بسم الله أوله وآخره﴾

آخری لقمہ میں پڑھنے کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: میرے دادا امیہ بن مخشی نے مجھے یہ حدیث سنائی اور میرے دادا رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس کھانا کھا رہا تھا۔ اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی۔ جب وہ آخری لقمہ پر پہنچا تو اس نے:

﴿بسم الله أوله وآخره﴾

پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان تمہارے ساتھ کھا رہا تھا یہاں تک کہ تم نے:

﴿بسم الله أوله وآخره﴾

پڑھا تو شیطان نے جو کچھ کھایا تھا الٹی کر دی۔"

فائدہ: شیطان کا پیٹ سے سارا کھانا اگل دینا یا تو حقیقت پر محمول ہے (کہ واقعی وہ الٹی کر دیتا ہے) یا مطلب یہ ہے کہ بسم اللہ نہ کہنے کی وجہ سے جو برکت چلی گئی تھی اس نے اس کو واپس کر دیا۔ گویا وہ برکت اس شیطان کے پیٹ میں امانت تھی اس نے اس کو واپس لوٹا دیا۔ (مرقاۃ ۱۸۲/۸)

روایت میں آتا ہے کہ کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنے سے برکت ہوتی ہے۔ (شرح السنۃ عن ابی ایوب مشکوۃ صفحہ ۳۶۵)

باب ما يقول لمن يأكل معه

ساتھ کھانے والے کو آداب سکھانا

(٤٦٢) - حدثني عبدان، ثنا عبدالله بن محمد العباداني، ثنا الحسن ابن حبيب بن بدية، ثنا روح بن القاسم، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عمر بن أبي سلمة رضي الله تعالى عنه قال: دخلت على النبي ﷺ وهو يطعم، فقال: أدن فكل بسم الله عزوجل، وكل بيمينك، وكل مما يليك.

اخرجه البخاري (٥/٢٠٥٦/٥٠٦١) (٢/٨٠٩-٨١٠) والمسلم (٣/١٥٩٩/٢٠٢٢) (٢/١٧٢) وابوداؤد (٣/٣٤٩/٣٧٧٧) (٢/١٧٤) والترمذي (٤/٢٨٨/١٨٥٧) (٢/٧) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٧٤)

(۴۶۲) **ترجمہ:** ''حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ آپ ﷺ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا: قریب آجاؤ، بسم اللہ کہو، دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ اور (رکابی میں) اپنے قریب سے کھاؤ۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ یہ پیالے میں ہر طرف سے کھا رہے تھے اس لئے آپ ﷺ نے ان کو اپنے آگے سے کھانے کے لئے فرمایا۔

اس حدیث میں تین سنتیں معلوم ہوئیں۔

1. بسم اللہ پڑھ کر کھانا۔
2. دائیں ہاتھ سے کھانا۔

لیکن اگر ضرورت ہو تو تبعاً بایاں ہاتھ استعمال کر سکتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۸۲)

3. اپنے آگے سے کھانا۔ کیونکہ اپنے ساتھی کے آگے سے کھانا اس کے ساتھ برا سلوک کرنا اور ترک مروت ہے۔ بعض اوقات ساتھی کو اس سے کراہیت بھی ہوتی ہے خصوصاً جب کہ کھانا شوربہ وغیرہ ہو۔ یہ صورت (پتلی چیزوں) میں ہے لیکن اگر کھجور یا مختلف قسم کی چیزیں ہوں تو ہر طرف سے کھانا صحیح ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۱۷۲)

اگر پھل ایک ہی طرح کے ہیں کہ سب پکے ہوئے یا کچے ہوں تو پھر ہر طرف سے کھانا صحیح نہیں ہے (اور اگر کچے پکے مخلوط ہوں تو پھر ہر طرف سے کھانا صحیح ہوگا)۔ اگر کھانا مختلف قسم کا ہو تو ہر طرف سے کھانا صحیح ہے۔ (مرقاۃ ۸/۱۹۶)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے ساتھ کھانے والا ساتھی اگر کھانے کے ادب میں کوئی کمی کرے تو اس کو ادب سکھانا چاہئے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۲۱۸)

باب ما يقول إذا أكل مع ذي عاهة

جذامی کے ساتھ کھانا کھاتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٤٦٣) - حدثنا أبو يعلى، ثنا أبو بكر بن أبي شيبة، ثنا يونس بن محمد عن مفضل بن فضالة، عن حبيب بن الشهيد، عن محمد بن المنكدر، عن جابر بن عبداللّٰه رضي اللّٰه تعالى عنه، أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أخذ بيد مجذوم فوضعها معه في القصعة، فقال: كل

﴿بسم اللّٰه﴾

ثقة باللّٰه، وتوكلا عليه.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٢٤٥٣٦/١٤١/٥) وابوداؤد (٣٩٢٥/٢٠/٤) (١٩١/٢) وابن ماجه (٣٥٤٢/١١٧٢/٢) (ص٢٥٣) والترمذى (١٨١٧/٣٦٦/٤) (٤/٢) وابويعلى فى «مسنده» (١٨٢٢/٢٥٤/٣)

(۴۶۳) ترجمہ: ”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک) جزامی صحابی کا ہاتھ پکڑا اور (اس طرح) ان صحابی کو کھانے کے پیالے میں اپنے ساتھ شریک فرمالیا اور (ان سے) فرمایا: اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ، اللہ تعالیٰ پر اعتقاد اور یقین رکھ کر کھاؤ اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھ کر کھاؤ۔“

فائدہ: یہ مجزوم صحابی حبشہ کے مہاجرین میں سے حضرت معیقیب ابن فاطمہ الدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ علیہ السلام کا جزامی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا بیان جواز کے لئے ہے۔

بعض روایات میں جزامی سے شیر کے بھاگنے کی طرح بھاگنے کا حکم آیا ہے۔ اور اس روایت سے کھانا معلوم ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس کے ایمان یقین میں پختگی اور اللہ تعالیٰ پر یقین کامل ہو وہ تو کھالے کیونکہ اگر اس کو یہ بیماری ہوگی تو اس کا اعتقاد و یقین خراب نہ ہوگا کہ جزامی سے میل ملاپ کی وجہ سے یہ بیماری نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے ہوئی جیسا کہ پہلے آدمی کو بغیر کسی سے اختلاط کے ہوئی۔

اور جس کا ایمان یقین کی کیفیت کمزور ہو تو اس کو احتیاطاً دور رہنا چاہئے تاکہ اگر اس کو وہ بیماری لگ جائے تو وہ یہ نہ کہے کہ جزامی کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اس لئے اس کے یقین میں خرابی نہ پیدا ہو اس احتیاط کی وجہ سے وہ نہ بیٹھے۔

(بذل ۶/ ۱۷، تفصیل کے لئے دیکھئے مرقاۃ ۹/ ۸، شرح مسلم للنووی ۲/ ۲۳۲، مظاہر حق ۴/ ۳۰۶)

باب ما يقول إذا أكل

کھانا کھانے کے بعد کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٤٦٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن النسائي، ثنا أحمد بن سليمان الرهاوي، ثنا معاوية بن هشام، ثنا سفيان، عن أبي هاشم، عن رباح، عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: كان النبي ﷺ إذا أكل طعاما قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ﴾

اخرجه أحمد في «مسنده» (٣٢/٣) وابوداؤد (٣٨٥٠/٣٦٦/٣) (١٨٣/٢) وابن ماجه (٣٢٨٣/١٠٩٢/٢) (ص٢٣٦) والترمذي (٣٤٥٧/٥٠٨/٥) (١٨٤/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣٨٨)

(۴۶۴) ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھا لیتے تو (کھانے کے بعد) یہ دعا پڑھتے تھے۔“

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ﴾

ترجمہ: ”تمام تعریف اور شکران اللہ تعالیٰ کے لئے جنہوں نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔“

فائدہ: کھانا پینا انسان کے لوازم حیات میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو جب کچھ کھانے یا پینے کو میسر ہوتا تو آپ ﷺ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس کا عطیہ یقین کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر ادا کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی ہدایت فرماتے۔ (معارف الحدیث ۲۰۶/۵)

کھانے پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کسی بھی الفاظ سے کرنا سنت ہے۔ آئندہ احادیث میں جو الفاظ آئے ہیں وہ شکر گزاری کے لئے اکمل ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۲۲۹/۵)

یہاں نعمت کے شکر کا سبب کھانا ہے اس لئے اس کو پہلے ذکر فرمایا اور پانی چونکہ اس کے ساتھ ہی ہوتا جو کھانے کا اختتام ہے بعد میں نعمت باطنہ پر ختم فرمایا جو حسن خاتمہ کے لئے مدار ہے۔ (مرقاۃ ۱۸۳/۹)

نوع آخر:

(٤٦٥) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا هارون بن معروف، ثنا أبو عبدالرحمن المقرى، ثنا سعيد بن أبي أيوب، حدثني بكر بن عمرو، عن عبدالله ابن هبيرة، عن عبدالرحمن بن جبير، أنه حدثه رجل خدم النبي ﷺ ثماني سنين، أنه كان يسمع النبي ﷺ إذا قدم إليه

طعامه يقول:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ. فإذا فرغ من طعامه قال: اَللّٰهُمَّ أَطْعَمْتَ وَأَسْقَيْتَ، وَأَغْنَيْتَ وَأَقْنَيْتَ، وَهَدَيْتَ وَأَحْيَيْتَ، فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا أَعْطَيْتَ.﴾

اخرجه أحمد فى «مسنده» (٣٣٧/٤) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٦٨٩٨/٢٠٢/٤) وابويعلى فى «مسنده» كما فى «اتحاف الخيره المهره» (٣١٥/٤) وابو نعيم فى «معرفة الصحابه» (٧٢٥٣/٣١٥١/٦) وابو الشيخ فى «اخلاق النبى ﷺ» (٦٨٧/٢٣٨) كما فى «العجالة» (٥٣١/٢)

ایک اور دعا:

(۴۶۵) ترجمہ: ''ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے آٹھ سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی فرماتے ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جب کھانا شروع فرماتے تو بسم اللہ پڑھتے. اور جب کھانا کھا لیتے تو (یہ دعا) پڑھتے:''

﴿بِسْمِ اللّٰهِ. فإذا فرغ من طعامه قال: اَللّٰهُمَّ أَطْعَمْتَ وَأَسْقَيْتَ، وَأَغْنَيْتَ وَأَقْنَيْتَ، وَهَدَيْتَ وَأَحْيَيْتَ، فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا أَعْطَيْتَ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ نے کھانا کھلایا، پانی پلایا، (بھوک سے) کفایت فرمائی، ہدایت عطا فرمائی اور زندگی عطا فرمائی اور جو کچھ آپ نے عطا فرمایا اس پر آپ ہی کا شکر اور آپ ہی کی تعریف ہے۔''

فائدہ: کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے کا فائدہ انعام کرنے والے کا شکر ادا کرنا اور اس نعمت میں زیادتی کو طلب کرنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے کہ ''لئن شكر تم لا زيدنكم'' کہ اگر تم شکر ادا کرتے رہو تو میں ضرور تمہارے لئے (نعمتوں میں) زیادتی کروں گا۔ (مرقاۃ ۱۸۳/۹)

نوع آخر:

(٤٦٦) - حدثنا الفضل بن عبدالله بن سليمان، ثنا هشام بن عمار، ثنا محمد بن عيسى بن سميع، ثنا محمد بن أبى الزعيزعة، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده عبدالله بن عمرو. رضى الله تعالىٰ عنه. عن النبى ﷺ أنه كان يقول فى الطعام إذا فرغ:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ مَنَّ عَلَيْنَا وَهَدَانَا، وَالَّذِىْ أَشْبَعَنَا وَأَرْوَانَا، وَكُلَّ الْإِحْسَانِ آتَانَا.﴾

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٢٩٥٦٠/٧٢/٦) باختلاف يسير وابن عدى فى «الكامل» (٢٠٦/٦) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ٨٩٥) مختصراً.

ایک اور دعا:

(۴۶۶) ترجمہ: ”حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھا لیتے تو (یہ دعا) پڑھتے:“

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیْنَا وَهَدَانَا، وَالَّذِیْ أَشْبَعَنَا وَأَرْوَانَا، وَكُلَّ الْإِحْسَانِ آتَانَا.﴾

ترجمہ: ”تمام تعریف اور شکران اللہ تعالیٰ کے لئے جنہوں نے ہم پر احسان فرمایا، ہمیں ہدایت فرمائی، ہمیں پیٹ بھر کر کھانا کھلایا، ہمیں سیراب فرمایا اور ہر قسم کا احسان ہم پر فرمایا۔“

فائدہ: نعمت کے عطا ہونے پر شکر گزاری کرنا اس بات کا اعتراف اور احساس ہے کہ جو کچھ میرے پاس ہے رب کا عطیہ ہے میں خود کسی لائق نہیں عبدیت کا جوہر ہے۔ (معارف الحدیث ۵/ ۲۰۸)

ہر نئی نعمت کے عطا ہونے پر نیا شکر ادا کرنا چاہئے تاکہ جس چیز (کھانے سے صحت وقوت وغیرہ) کو انسان (ہمیشہ) چاہتا ہے وہ حاصل ہو اور جس چیز (کھانے سے فساد بیماری وغیرہ) سے خوف ہو محفوظ رہے۔ (مرقاۃ ۹/ ۱۸۳)

نوع آخر:

(٤٦٧) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا الربيع الزهراني، وأبو خيثمة وأحمد ابن إبراهيم الدورقي، قالوا: ثنا أبو عبدالرحمن المقرى، ثنا سعيد بن أبي أيوب، حدثني أبو مرحوم عبدالرحيم بن ميمون، عن سهل بن معاذ بن أنس، عن أبيه رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ قال: من أكل طعاما فقال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَنِیْ هَذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ.﴾

غفرالله عزوجل لهٔ ما تقدم من ذنبه.

اخرجه احمد فی «مسنده» (٤٣٩/٣) وابوداؤد (٤٠٢٣/٤٢١/٤) (٢٠٢/٢) وابن ماجه (٣٢٨٥/١٠٩٣/٢) (ص٢٣٦) والترمذی (٢٤٥٨/٥٠٨/٥) (١٨٤/٢) وابويعلى فی «مسنده» (١٤٩٨/٦٧/٣)

ایک اور دعا:

(۴۶۷) ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کھانا کھایا پھر اس کے بعد یہ دعا پڑھی:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَنِیْ هَذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ.﴾

ترجمہ: ”تمام تعریف اور شکران اللہ تعالیٰ کے لئے جنہوں نے مجھے یہ کھانا بغیر میری طاقت وقوت کے کھلایا۔“

تو اس کے اگلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

فائدہ: ابوداؤد کی روایت میں مزید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہوں کو بھی معاف فرمائیں گے۔ (ابوداؤد)

مطلب یہ ہے کہ یا تو ان سے برے اعمال سرزد نہیں ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائیں گے یا ان کے گناہ معاف ہو جائیں گے گویا گناہ ہوئے ہی نہیں۔ (بذل المجہود ۶/ ۳۹)

بعض اعمال شکل وصورت کے اعتبار سے تھوڑے ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بڑی قدر و منزلت ہوتی ہے، جب آدمی یہ اعتراف کر لیتا ہے کہ یہ کھانا صرف اللہ تعالیٰ کی عنایت و احسان سے ملا ہے اس میں آدمی کا کوئی کمال نہیں یہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا قبول ہوتا ہے کہ آدمی کے اگلے پچھلے گناہوں کی صفائی کا سبب بن جاتا ہے۔ (معارف الحدیث ۵/۲۰۶)

باب ما يقول إذا شبع من الطعام

جب پیٹ بھر کر کھانا کھائے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٤٦٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن وأبو الحسن بن حوضا قالا: حدثنا عمرو بن عثمان، ثنا بقية بن الوليد، ثنا السرى بن ينعم الجبلاني، حدثني عامر بن جشيب، حدثني خالد بن معدان، عن أبي أمامة الباهلي رضي الله تعالى عنه قال: دعينا إلى وليمة وهو معنا، فلما شبع من الطعام قال: أما إني لست أقوم مقامي هذا خطيبا، كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا شبع من الطعام قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْكَ رَبَّنَا.﴾

أخرجه أحمد في «مسنده» (٢٦١/٥) والنسائي في «السنن الكبرى» (٦٨٩٦/٢٠١/٤) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٨٣) والطبراني في «المعجم الكبير» (٧٤٧١/٩٤/٨) وفي «الدعاء» (رقم ٨٩٣)

(۴۶۸) ترجمہ: ”حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہمیں کھانے کی دعوت دی گئی۔ ہمارے ساتھ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ جب وہ کھانا پیٹ بھر کھا چکے تو ارشاد فرمایا: میں خطیب بن کر نہیں کھڑا ہوا ہوں (بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانے کے بعد کیا معمول تھا بتانا چاہتا ہوں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پیٹ بھر کر کھانا کھا لیتے تو یہ دعا پڑھتے:“

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْكَ رَبَّنَا.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کا بہت بہت پاکیزہ اور بابرکت شکر ہے، نہ تو (اس کھانے) کے بغیر کفایت ہو سکتی ہے، نہ اس کو چھوڑا جا سکتا ہے اور نہ ہمارے رب آپ سے استغنا برتی جا سکتی ہے۔“

فائدہ: اس روایت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کھانے کے بعد کی دعا جہراً پڑھنی چاہئے یا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ پڑھی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ ہلتے ہوئے دیکھ کر ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھ لیا ہو کہ آپ کیا پڑھ رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یہ دعا سکھائی ہو۔

کھانے کے بعد دعا پڑھنے میں سنت یہ ہے کہ ساتھیوں کے فارغ ہونے سے پہلے دعا جہراً نہ پڑھی جائے تاکہ جو کھانا ابھی کھا رہا ہو وہ رک نہ جائے۔ (فتوحات ربانیہ ۲۲۳/۵)

نوع آخر:

(٤٦٩) - أخبرنا محمد بن زبان، حدثنا محمد بن رمح، ثنا الليث، عن سعيد بن أبي هلال، عن من حدثه أن رسول الله ﷺ قال: من قال حين يفرغ من طعامه:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ فَأَشْبَعَنِيْ وَسَقَانِيْ فَأَرْوَانِيْ بِلَا حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ.﴾

فقد أدى شكر ذلك الطعام.

لم اجده عند غير المصنف.

(۴۶۹) ترجمہ: ”ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھتا:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ فَأَشْبَعَنِيْ وَسَقَانِيْ فَأَرْوَانِيْ بِلَا حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ.﴾

ترجمہ: ”تمام تر تعریف اور شکر اس ذات کے لئے ہیں جس نے میری طاقت اور قوت کے بغیر مجھے کھلایا اور پیٹ بھر کھلایا، مجھے پلایا اور سیراب کیا۔“

تو (اس دعا کے پڑھنے کی وجہ سے) اس نے اس کھانے کا شکر ادا کر دیا۔“

فائدہ: یہ اللہ تعالیٰ ہی کا احسان ہے کہ اپنی نعمتوں کا شکر یہ بھی اپنے نبی ﷺ کے ذریعے خود ہی بتا دیا ورنہ انسان اس کے حصول سے عاجز تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ جو اپنے کھانے پر بسم اللہ پڑھے اور کھانے کے آخر میں الحمد للہ کہے اس سے اس کھانے کے شکر ادا کرنے کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۲۴۱)

حضرت نوح علیہ السلام جب بھی کھانا کھاتے، پانی پیتے یا سوار ہوتے یا کپڑا پہنتے تو الحمد للہ کہتے اللہ تعالیٰ کے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام عبداً شکوراً یعنی شکر گزار بندہ رکھا۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۲۴۳)

باب ما يقول إذا شرب

جب پانی پئے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٤٧٠) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أبو همام، ثنا ابن وهب، أخبرني سعيد بن أبي أيوب، عن أبي عقيل القرشي، عن أبي عبدالرحمن الحبلي، عن أبي أيوب الأنصارى رضي الله تعالى عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه كان إذا أكل و شرب قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَ وَسَقٰی وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا.﴾

اخرجه أبوداود (٣/٣٦٦/٣٨٥١) (٢/١٨٣) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٢٨٥) والطبراني في «المعجم الكبير» (٤/١٨٢/٤٠٨٢) وفي «الاوسط» (٥/٣٠٤/٣/٥٣٨٤) والبيهقي في «شعب الايمان» (٤/١١٤/٤٤٧٦)

(۴۷۰) **ترجمہ:** ''حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھا لیتے اور پانی پی لیتے تو یہ دعا پڑھتے:''

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَ وَسَقٰی وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا.﴾

ترجمہ: ''تمام تر شکر ان اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جنہوں نے کھلایا پلایا اور اس کو قابل ہضم بنایا اور اس کے نکلنے کا راستہ بنایا (کہ فضلہ آسانی سے خارج ہو جاتا ہے)۔''

فائدہ: یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے کہ کھانے پینے کو حلق میں داخل ہونے اور حلق سے اترنے کے لئے آسان بنایا۔

(فتوحات ربانیہ ۵/۲۲۹)

اسی آسانی سے خارج ہونے کا انتظام فرمایا اللہ تعالیٰ نے معدہ میں غذا کے لئے ایک وقت مقرر فرمایا جہاں غذا کی نفع بخش اور نقصان دہ اشیاء تقسیم ہو جاتی ہیں جو جسم کے لئے سود مند ہوتی ہیں وہ رہ جاتی ہیں اور باقی خارج ہو جاتی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا نہایت لطف و کرم اور عجیب صناعت ہے۔ (مرقاۃ ۸/۱۸۳)

نوع آخر:

(٤٧١) - أخبرنا ابن منيع، ثنا الحسن بن أبي إسرائيل، ثنا عيسى بن يونس، ثنا المعلى بن عرفان، عن شقيق بن أبي سلمة، عن عبدالله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا شرب في الإناء تنفس ثلاثة أنفاس، يحمد الله عزوجل في كل نفس، ويشكره في آخرهن.

اخرجه البزار كما فى «كشف الاستار» (٣/٣٤٤/٢٩٠٠) والعقيلى فى «الضعفاء الكبير» (٤/٢١٣) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (١٠/٢٠٥/١٠٤٧٥) وفى «المعجم الاوسط» (٩/١١٧/٩٢٩٠)

ایک اور دعا:

(۴۷۱) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب برتن میں پانی پیتے تو تین سانس لیتے تھے اور ہر سانس لیتے وقت اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے (الحمد للہ کہتے) اور ہر سانس کے آخر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرماتے (الحمد للہ کہتے)۔“

فائدہ: اس روایت میں پانی پینے کے آداب معلوم ہوئے چنانچہ معلوم ہوا کہ پانی تین سانس میں پینا چاہئے۔ ترمذی کی روایت میں دو مرتبہ بھی آیا ہے۔ (ترمذی ۲/۱۱)

ایک روایت میں ہے کہ پانی اونٹ کی طرح ایک سانس میں نہ پیا کرو بلکہ دو یا تین سانس میں پیا کرو۔ جب پیو تو (پہلے) بسم اللہ پڑھو اور جب پی کر فارغ ہو جاؤ تو الحمد للہ کہو۔ (ابن قیم عن علی فتوحات ربانیہ ۵/۲۴۲)

ہر مرتبہ سانس لیتے وقت برتن کو منہ سے ہٹانا چاہئے اور سانس برتن کے باہر لینی چاہئے۔ (مرقاۃ ۸/۲۱۵، فتوحات ربانیہ ۵/۲۴۱)

ہر مرتبہ پینے سے پہلے بسم اللہ اور پینے کے بعد الحمد للہ کہنا چاہئے۔

(عن ابی ہریرہ اخرجہ الحافظ من طریق الطبرانی حدیث حسن فتوحات ربانیہ ۵/۲۴۱)

پانی بیٹھ کر پینا چاہئے۔

پانی پینے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہئے ”الحمد لله الذى سقانا عذبا فراتا برحمته ولم يجعله ملحا اجاجا بذنوبنا“

ایک دعا یہ بھی ہے: ”الحمد لله الذى سقانا عذباً فراتا ولم يجعله ملحا اجاجا“ (فتوحات ربانیہ ۵/۲۳۵)

(٤٧٢) - أخبرنى أبو عروبة، ثنا النضر بن سلمة، ثنا ابن أبى أويس، ثنا ابن أبى فديك، ثنا شبل بن العلاء بن عبدالرحمن، عن سمى مولى أبى بكر ابن عبدالرحمن، عن أبى بكر بن عبدالرحمن بن الحارث، عن نوفل بن معاوية الدولى رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: كان رسول الله ﷺ يشرب ثلاثة أنفاس، يسمى الله عزوجل فى أوله، ويحمده فى آخره.

اخرجه الطبرانى فى «المعجم الاوسط» (٦/٢٩٤/٦٤٥٢) وله شاهد من حديث ابى هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحوه اخرجه الخرائطى فى «فضيلة الشكر» (٢٤/٤١٤٠) وابو الشيخ فى «اخلاق النبى ﷺ» (٢٤١/٦٩٦)

(۴۷۲) ترجمہ: ”حضرت نوفل بن معاویہ الدولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پانی تین سانسوں میں پیتے تھے اور ہر سانس کے شروع میں بسم اللہ پڑھتے اور آخر میں الحمد للہ پڑھتے تھے۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین سانس میں پانی پیا کرتے تھے۔ جب برتن کو منہ کے قریب کرتے تو بسم اللہ پڑھتے اور جب برتن کو منہ سے ہٹاتے تو الحمد للہ کہتے تھے۔ (مرقاۃ ۸/ ۲۱۶، فتوحات ربانیہ ۵/ ۲۴۱)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اس لقمہ اور گھونٹ کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائیں گے جس کے کھانے پینے کے بعد بندے نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی ہوگی (یعنی الحمد للہ کہا ہوگا)۔ (مرقاۃ ۸/ ۲۲۸)

تین سانس میں پانی پینے کا فائدہ۔

1. اس طرح پانی پینا پیاس کو اچھی طرح بجھاتا ہے۔
2. ہاضمہ کے لئے بہت زود اثر ہے۔
3. معدہ میں انتہائی ٹھنڈک کم کرتا ہے اور اس سے اعصابی کمزوری کم ہو جاتی ہے۔ (مرقاۃ ۸/ ۲۱۶)

(مزید تفصیل کے لئے دیکھیں مرقاۃ ۸/ ۲۱۶، فتوحات ربانیہ ۵/ ۲۴۲، ۲۴۳)

نوع آخر:

(٤٧٣) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا محمد بن إبراهيم الشامي، ثنا إبراهيم ابن سليمان، ثنا حرب بن شريح، عن حماد بن أبي سليمان، قال: تغديت عند أبي بردة فقال: ألا أحدثك ما حدثني به عبدالله بن قيس رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أكل فشبع وشرب فروى فقال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ فَأَشْبَعَنِيْ وَسَقَانِيْ فَأَرْوَانِيْ.﴾

خرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه.

اخرجه ابو يعلى في «مسنده» (١٣/ ٢٢١/ ٧٤٤٩)

ایک اور حدیث:

(۴۷۳) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کھانا کھایا اور پیٹ بھر کھایا، پانی پیا اور سیراب ہوا پھر اس نے یہ دعا پڑھی:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ فَأَشْبَعَنِيْ وَسَقَانِيْ فَأَرْوَانِيْ.﴾

ترجمہ: ''تمام شکران اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جنہوں نے کھلایا اور پیٹ بھر کھلایا، پلایا اور سیراب فرمایا۔''

تو وہ اپنے گناہوں سے ایسا نکل جاتا ہے جیسا کہ آج ہی اپنی ماں سے پیدا ہوا ہو۔ (یعنی اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں)۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص کھانے پینے سے سیر ہونے کے بعد یہ دعا پڑھے وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اپنی ماں سے پیدا ہوا ہو۔

یعنی وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ باقی ہی نہیں رہتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۱/۴۳٦)

علامہ طیبی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں: وہ گناہوں سے بری ہونے میں اس دن جیسا ہو جاتا ہے جس دن اپنی ماں سے پیدا ہوا کہ کوئی گناہ اس پر نہیں ہوتا ہے۔ (مرقاۃ ۵/)

(اس دعا کی برکت سے) وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسا کہ گناہوں سے پاک وصاف ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ (مظاہر حق ۲/ ٦۴۷)

باب ما يقول إذا شرب اللبن

جب دودھ پیئے تو کون سی دعا پڑھنا چاہیئے

(٤٧٤) - أخبرني محمد بن محمد الباهلي، ثنا يعقوب بن إبراهيم الدورقي، ثنا إسماعيل بن علية، عن علي بن زيد بن عبدالله بن جدعان، حدثني عمرو بن حرملة، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من اطعمه الله طعاما فليقل.

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ.﴾

ومن سقاه الله لبنا فليقل.

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ، وَزِدْنَا منه.﴾

فإنه ليس يجزىء من الطعام والشراب غير اللبن.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢٢٥/١) وابوداؤد (٣٧٣٠/٣٣٩/٣) (١٦٨/٢) وابن ماجه (٣٣٢٢/١٠١٣/٢) (ص٢٣٨) والترمذي (٥٠٦/٥-٥٠٧/٣٤٥٥) (١٨٣/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٨٦)

(۴۷۴) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کو اللہ تعالیٰ کھانا کھلائیں وہ یہ دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنه.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! ہمارے لئے اس کھانے میں برکت عطا فرمایئے اور اس سے بہتر کھانا کھلایئے۔“

جس کو اللہ تعالیٰ دودھ پلائے وہ یہ دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ، وَزِدْنَا منه.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت عطا فرمایئے اور ہمیں اس سے زیادہ عطا فرمایئے۔“

کیونکہ دودھ کے علاوہ کوئی چیز کھانے اور پینے کا بدل نہیں ہے۔“

فائدہ: یہ دعا دودھ پینے کے بعد الحمد للہ کہنے کے بعد پڑھنی چاہئے۔

برکت خیر کی زیادتی اور اس کی ہمیشگی کو کہتے ہیں۔ (کلہ من فتوحات ربانیہ ۲۳۹/۵، ۲۴۰)

یعنی یہ چیز زیادہ بھی ہو جائے اور ہمیشہ بھی رہے۔

پہلی دعا میں فرمایا: اس کھانے سے بہترین کھلائیے اور دودھ کے بارے میں فرمایا اس سے زیادہ عطا فرمائیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دودھ سے بہتر چیز کوئی نہیں ہے۔

دودھ کھانے پینے کا بدل اس طرح ہے کہ کھانے کی طرح بھوک ختم کرنے اور پانی کی طرح سیراب کرنے میں دودھ جیسا کوئی نہیں ہے۔ (مزید دودھ کے فضائل دیکھنے کے لئے دیکھیں فتوحات ربانیہ ۵/۲۴۰)

کھانے پینے میں برکت کیا ہے

کھانے سے پہلے برکت کا معنی اس شی کا زیادہ ہو جانا ہے۔

کھانے کے بعد برکت اس کے فوائد اور ثمرات میں زیادتی کا نام ہے کہ وہ نفس کے سکون وقرار کا سبب ہو اور طاعات، عبادات کی تقویت کا، اعلیٰ اخلاق اور اچھے اعمال کا سبب ہو۔ (مرقاۃ ۸/۱۸۴)

باب ما يقول لمن سقاه

جب کوئی دودھ پلائے تو اس کو کیا دعا دینی چاہئے

(٤٧٥) - أخبرني إبراهيم بن محمد بن الضحاك، ثنا محمد بن سنجر، ثنا أبو مسهر، ثنا يحيى بن حمزة، حدثني إسحاق بن عبدالله بن أبي فروة، حدثني يوسف بن سليمان، عن جدته ميمونة، تأثره عن عمرو بن الحمق الخزاعي، أنه سقى رسول الله ﷺ لبنا، فقال:

﴿اَللّٰهُمَّ أَمْتِعْهُ بِشَبَابِهِ﴾

فمرت عليه ثمانون سنة لم ير شعرة بيضاء.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٣١٧٥٩/٣٢٢/٦) واسماعيل بن محمد الاصبهانى فى «دلائل النبوة» (٢١٧/١٧٣/١) المزى فى «تهذيب الكمال» (٥٩٧/٢١) وابن حجر فى «الاصابة» (٦٣٣/٤) وفى «تهذيب التهذيب» (٢٢/٨)

(۴۷۵) ترجمہ: ”حضرت عمرو بن الحمق الخزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے (انہیں دعا دیتے ہوئے) فرمایا:

﴿اَللّٰهُمَّ أَمْتِعْهُ بِشَبَابِهِ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! اس کو اس کی جوانی سے فائدہ پہنچایئے۔“

حضرت عمرو بن الحمق نے (۸۰) اسی سال کی عمر پائی اور انہوں نے اپنا سفید بال نہ دیکھا۔“

فائدہ: یہ رسول اللہ ﷺ کے کریمانہ اخلاق ہیں کہ جب بھی کوئی احسان کرے تو فوراً اس کے ساتھ کوئی حسن سلوک کرتے اور خود عمل کرتے ہوئے دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دی چنانچہ ارشاد فرمایا: جو تمہارے ساتھ بھلائی کرے تم بھی اس کے ساتھ بھلائی کرو اور اگر تم بھلائی نہ کر سکو تو دعا کے ساتھ ہی برابری کرو۔ (فتوحات ربانیہ ۶/ ۲۲۷)

دعا کا مطلب ہے کہ ساری زندگی وہ اپنی جوانی سے فائدہ حاصل کریں۔ ظاہری مطلب یہ ہے کہ جوانی کا رنگ اور اس کی قوت کا ہمیشہ رہنا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/ ۲۵۵)

باب ما يقول إذا أكل عند قوم

جب کسی کے پاس کھانا کھائے تو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٤٧٦) - حدثنا أبو خليفة، ثنا أبو الوليد الطيالسي، ثنا شعبة، عن يزيد بن خمير، عن عبدالله بن بسر السلمي، قال: جاء رسول الله ﷺ إلى أبي فأتاه بطعام وحيسة وسويق وتمر، ثم أتاه بشراب، فناول من عن يمينه، قال: وكان يأكل التمر ويضع النوى على ظهر أصبعه السبابة والوسطى، ثم يرمي به، ثم دعا لهم، فقال:

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ، وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ.﴾

واخرجه مسلم (٣/٦١٥/٣٠٤٢) (٢/١٨٠) وابوداؤد (٣/٣٣٨/٣٧٢٩) (٢/١٦٨) والترمذي (٥/٥٦٨/٣٥٧٦) (٢/١٩٨) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٩٢ - ٢٩٣) وابن حبان في «صحيحه» (١٢/١٠٩/٥٢٩٧)

(٤٧٦) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن بسر السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے والد کے پاس تشریف لائے۔ میرے والد آپ ﷺ کے لئے کھانا، حریرہ اور ستو اور کھجور لے کر آئے۔ بعد میں پانی لے کر آئے اور اپنی دائیں جانب سے دینا شروع کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھجور کھا لیتے اور گٹھلی شہادت والی اور بیچ والی انگلی کی پشت پر رکھتے پھر پھینکتے پھر آپ ﷺ نے ان کے لئے (یہ) دعا فرمائی:۔“

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ، وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ جو رزق ان کو عطا فرمائیں اس میں برکت عطا فرمائیں، ان کو معاف فرمائیں اور ان پر رحم فرمائیں۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ان کے والد نے رسول اللہ ﷺ کی سواری کی لگام پکڑ کر دعا کی درخواست کی تھی۔ (فتوحات ربانیہ ٥/٢٤٦)

اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

1. کھانے پینے کی چیز دائیں جانب سے تقسیم کرنا۔
2. مہمانوں کا اکرام اور صالحین کی خدمت کرنا۔
3. اہل علم اور بزرگوں سے دعا کی دخواست کرنا۔
4. مہمان کا میزبان کے لئے رزق میں برکت، وسعت، مغفرت اور رحمت کی دعا کرنا۔
رسول اللہ ﷺ نے اس دعا میں دونوں جہان کی خیر کو جمع فرما دیا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ٥/٢٤٦، ٢٤٧)
5. جب کوئی کھانا کھلائے تو اس کو یہ دعا دینی چاہئے۔

باب ما يقول لمن أماط الأذى عن طعامه وشرابه

کھانے پینے کی چیز سے تنکا بال وغیرہ دور کر دینے والے کو کیا دعا دینی چاہئے

(٤٧٧) - أخبرنا أبو شيبة داود بن إبراهيم، حدثنا عبدالله بن عمر ابن أبان، ثنا أبو تميلة يحيٰى بن واضح، عن الحسين بن واقد، حدثني ابن كهيل، قال: سمعت عمرو بن أخطب رضي الله تعالى عنه قال: استسقي رسول الله ﷺ، فأتيته بماء في جمجمة، وفيها شعرة، فأخرجتها، فقال رسول الله ﷺ:

﴿اَللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ.﴾

قال: فرأيته ابن ثلاث وتسعين أسود الرأس واللحية.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٣٤٠/٥) وابن حبان فى «صحيحه» (٧١٧٢/١٣٢/١٦) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٤٧/٢٨/١٧) وفى «الدعا» (رقم ١٩٣٥) والحاكم فى «المستدرك» (١٥٥/٤)

(۴۷۷) ترجمہ: ''حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے پانی طلب فرمایا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک پیالے میں پانی لایا اس میں ایک بال تھا۔ میں نے وہ بال نکال دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے (مجھے دعا دیتے ہوئے) فرمایا:

﴿اَللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! اس کو حسن و جمال عطا فرمائیں۔''

راوی کہتے ہیں: میں نے عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ۹۳ سال کی عمر میں دیکھا ان کی داڑھی اور سر کے بال سیاہ تھے۔''

فائدہ: یہ بھی آپ ﷺ کی کریمانہ شان کا شاہد ایک واقعہ ہے کہ جو کوئی ذرا بھی آپ ﷺ کے ساتھ احسان کا معاملہ کرتا آپ علیہ الصلاۃ والسلام اس کو فوراً بدلہ میں کوئی احسان کا معاملہ فرماتے کوئی بہترین دعا دیتے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جب بھی کوئی احسان کرے تو اس کے ساتھ فوراً احسان کرنا چاہئے اور اچھی دعا دینا ایک بڑا احسان ہے۔

باب ما يقول إذا أفطر

جب روزہ افطار کرے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٤٧٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرني قريش بن عبدالرحمن، ثنا علي ابن الحسن، ثنا الحسين بن واقد، ثنا مروان بن المقفع، قال: رأيت ابن عمر رضي الله تعالى عنه قبض على لحيته فقطع ما زاد على الكف، قال: وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أفطر قال:

﴿ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقِ، وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.﴾

اخرجه ابوداؤد (٢/٣٠٦/٢٣٥٧) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٢٩٩) والدار قطني في «سننه» (٢/١٨٥/٢٥) والحاكم في «المستدرك» (١/٤٢٢) والبيهقي (٤/٢٣٩/٨٩٢٢) (٣٢١/١)

(۴۷۸) **ترجمہ:** ”حضرت مروان بن مقفع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑا اور جو مٹھی سے زیادہ تھی اس کو کاٹ دیا اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔“

﴿ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقِ، وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.﴾

ترجمہ: ”پیاس ختم ہوگئی رگیں تر (سیراب) ہوگئیں اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ثواب (یقینی طور پر ثابت ہوگیا۔“

فائدہ: اجر ثابت ہوگیا یہ وہ خوشی ہے جو روزہ دار کو حاصل ہوتی ہے اور وہ بشارت وخوش خبری ہے جو ایک حدیث قدسی میں ہے کہ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک روزہ افطار کے وقت۔ روزہ افطار کے وقت طبیعت کی چاہت پیاس بجھ جانا وغیرہ ہوتی ہے دوسرے توفیق ہوتی ہے کہ اس عظیم عبادت کا ادا کرنے کی توفیق کا عطا ہونا ہے۔

دوسری خوشی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت کہ اللہ تعالیٰ کے روزہ کا ثواب بیان فرمایا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی روزہ کا بدلہ دوں گا اللہ تعالیٰ کریم کا بدلہ دینا زیادہ ہونے کی طرف مشیر ہے یعنی دونوں ثواب کا ملنا ثابت ہوگیا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۳۴۰)

نوع آخر:

(٤٧٩) - حدثني عمرو بن سهل، ثنا أحمد بن محمد بن شاكر، ثنا إسماعيل بن أسد القطيعي، ثنا أبو النضر، ثنا الأشجعي، عن سفيان، عن حصين بن عبدالرحمن، عن رجل،

عن معاذ (بن زهرة) قال: كان رسول الله ﷺ إذا أفطر قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَعَانَنِيْ فَصُمْتُ، وَرَزَقَنِيْ فَأَفْطَرْتُ.﴾

اخرجه ابن ابی شيبه فی «المصنف» (۲/۳۴۴/۹۷۴۴) وابن المبارك فی «الزهد» (۱/۴۹۵/۱۴۱۰) وابوداؤد (۲/۳۰۶/۲۳۵۸) (۱/۳۲۲) والبيهقی فی «السنن الكبرى» (۴/۲۳۹/۷۹۲۳) وفی «شعب الايمان» (۳/۴۰۶/۳۹۰۲)

(۴۷۹) ترجمہ: ''حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب روزہ افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:''

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَعَانَنِيْ فَصُمْتُ، وَرَزَقَنِيْ فَأَفْطَرْتُ.﴾

ترجمہ: ''تمام تعریف ان اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جنہوں نے میری مدد فرمائی جس کی وجہ سے میں نے روزہ رکھا اور مجھے رزق عطا فرمایا جس سے میں نے افطار کیا۔''

نوع آخر:

(۴۸۰) - حدثني موسى بن محمد المكتب، ثنا يوسف بن موسى، ثنا عبدالملك بن هارون بن عنترة، عن أبيه، عن جده عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، قال: كان رسول الله ﷺ إذا أفطر قال:

﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْنَا، وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْنَا، فَتَقَبَّلْهُ مِنَّا، إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾

اخرجه ابن سعد فی «الطبقات» (۶/۱۸۹) والدار قطنی فی «سننه» (۲/۱۸۵/۲۶) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (۱۲/۱۱۳-۱۱۴/۱۲۷۲۰) وابن حجر فی «النتائج الافكار» كما فی «الفتوحات الربانيه» (۴/۳۴۱) واخرجه الطبرانی فی «الدعا» (رقم ۹۱۸) وباختصار.

ایک اور حدیث:

(۴۸۰) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:''

﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْنَا، وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْنَا، فَتَقَبَّلْهُ مِنَّا، إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! ہم نے آپ ہی کے لئے روزہ رکھا اور آپ کے رزق سے افطار کیا۔ آپ ہمارے اس عمل کو قبول فرمالیجئے۔ بے شک آپ خوب سننے اور جاننے والے ہیں۔''

فائدہ: ہم نے آپ کے لئے روزہ رکھا یہ اخلاص کا بیان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اسی عمل کو قبول فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے کیا جائے۔

آپ کے رزق سے افطار کیا یہ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کہ آپ ہی کے عطا کردہ رزق سے افطار کیا جو بندوں کا شیوہ ہے۔

(فتوحات ربانیہ بتصرف ۴/۳۴۱)

یہ تمام افطار کی دعائیں ہیں جو بھی یاد ہو وہ پڑھ لی جائے۔

افطار کا وقت اجابت دعا کا موقع ہے حدیث میں آتا ہے کہ روزہ دار کے لئے افطار کے وقت ایک دعا قبول ہوتی ہے۔

(ابن ماجہ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص صفحہ ۱۲۵)

دعا خواہ افطار سے پہلے ہو یا بعد میں بظاہر بعد میں ہی معلوم ہوتی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۳۳۹)

قبولیت دعا کا وقت ہے اپنی ضرورت کے مناسب جو چاہیں مانگیں ان دعاؤں کا پڑھنا بھی مستحب ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۴/۳۳۹)

باب الدعاء عند الإفطار

افطار کی دعا

(٤٨١) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا الحكم بن موسى، ثنا الوليد بن مسلم، ثنا إسحاق بن عبيدالله، سمعت ابن أبي مليكة يقول: سمعت عبدا الله بن عمرو ابن العاص رضي الله تعالى عنه يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول:إن للصائم عند فطره لدعوة ماترد. قال ابن أبي مليكة: سمعت ابن عمرو رضي الله تعالى عنه إذا أفطر يقول:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِيْ وَسِعَتْ كَلَّ شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَلِيْ﴾

أخرجه ابن ماجه (١/٥٥٧/١٧٥٣) (ص١٢٥) والطبراني في «الدعا» (رقم٩١٩) والحاكم في «المستدرك» (١/٤٢٢) والبيهقي في «شعب الايمان» (٣/٤٠٧/٣٩٠٤) وعمر بن علي الاندلسي في «تحفة المحتاج» (٦/٩٧/٩٩٩)

(۴۸۱) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا۔“

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِيْ وَسِعَتْ كَلَّ شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَلِيْ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں آپ سے آپ کی اس رحمت کے طفیل جو ہر چیز کو شامل ہے سوال کرتا ہوں کہ آپ میری مغفرت فرمادیجئے۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ تین آدمی ایسے ہیں جن کی دعا رد نہیں ہوتی ہے ① روزہ دار جب تک افطار نہ کرلے ② عادل بادشاہ ③ مظلوم کی دعا۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۲۵)

ایک روایت میں یہ زیادتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میری عزت اور میرے جلال کی قسم! میں تمہاری ضرور مدد کروں گا اگرچہ (مصلحت کی وجہ سے) کچھ دیر بعد ہو۔ (احمد عن ابی ہریرہ کذا ابن حبان من وجہ اخر فتوحات ربانیہ ۴/ ۳۳۸، کذا ابن ماجہ الا لفظ جلالی صفحہ ۱۲۵)

ایک اور روایت میں ہے کہ تین آدمی ہیں جن کی دعا رد نہیں کی جاتی اور یہ زیادتی بھی ہے کہ ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ہے ① روزہ دار ② مسافر ③ مظلوم۔

ایک روایت میں باپ کی دعا اپنی اولاد کے لئے بھی آیا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/ ۳۳۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے اور افطار کا وقت اجابت کا وقت ہے اس لئے اس موقع پر خوب دعا کرنی چاہئے۔

باب ما يقول إذا أفطر عند قوم

جب کسی کے پاس افطار کرے تو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٤٨٢) - حدثنا أبو محمد بن صاعد، ثنا سليمان بن يوسف، ثنا شعيب بن بيان، ثنا عمران القطان، عن قتادة، عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أفطر عند قوم دعا لهم فقال:

﴿أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (١١٨/٢) وابوداؤد (٣٨٥٤/٣٦٧/٣) (١٨٢/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٩٧) وابو يعلى في «مسنده» (٤٣١٩/٢٩١/٧) والطبراني في «الدعا» (٩٢٦)

(۴۸۲) ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے پاس افطار فرماتے تو (اس کو) یہ دعا دیتے۔“

﴿أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ.﴾

ترجمہ: ”(اللہ کرے) تمہارے پاس روزہ دار روزہ کھولیں، نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے لئے رحمت کی دعا کریں۔“

فائدہ: تمہارے پاس روزے دار افطار کریں، یہ دعا روزہ افطار کرانے والے کے لئے اس اجر کے حصول کی دعا ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی کو روزہ افطار کرائے تو اس کو روزہ دار کے روزے کے برابر ثواب ملتا ہے (یعنی تمہارے پاس روزہ دار روزہ کھولتے رہیں اور ان کا ثواب تمہیں ملتا رہے)۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۳۴۴)

باب ما يقول إذا رفع طعامه

جب کھانا اٹھنے لگے تو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٤٨٣) - حدثنا على بن الحسين بن قحطبة، ثنا الحسين بن على بن يزيد الصدائى ثنا عبيد بن إسحاق العطار، ثنا مندل، عن عبدالوارث، عن أنس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم: إن الرجل ليضع طعامه، فما يرفع حتى يغفر له، قالوا: يا رسول اللّٰه! وما ذاك؟ قال: يقول إذا وضع طعامه:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

واذا رفع قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا﴾

اخرجه الطبرانى فى «المعجم الاوسط» (٥/٢٠٩/٥١٠٤)

(۴۸۳) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کھانا رکھتا ہے ابھی کھانا اٹھاتا بھی نہیں کہ اس کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کیسے ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (یہ ایسے ہوتا ہے کہ) جب کھانا رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے۔''

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

اور جب کھانا اٹھاتا (یعنی جب کھانے سے فارغ ہوتا) ہے تو وہ کہتا ہے۔''

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا﴾

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ آدمی کھانا شروع کرتا ہے اور وہ ابھی فارغ بھی نہیں ہوتا کہ اس کی مغفرت مذکورہ بالا دعاؤں کی برکت سے کردی جاتی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانے کے شروع اور آخر میں دعا کا خاص اہتمام کرنا چاہئے کیا ہی خوش نصیبی ہے انسان کی اور کیا ہی شان عطا ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اس تھوڑے سے عمل پر مغفرت کردی جاتی ہے۔

باب ما يقول إذا رفعت مائدته

جب دستر خوان اٹھایا جائے تو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٤٨٤) - أخبرنا الحسين بن عبدالله القطان، ثنا عمر بن يزيد السيارى، ثنا سفيان بن حبيب، عن ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان، عن أبى أمامة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ كان اذا رفعت مائدته قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ، وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا.﴾

تقدم تخريجه (برقم ٤٦٧)

(۴۸۴) ترجمہ: ”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا دستر خوان اٹھایا جاتا تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے:“

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ، وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کا بہت بہت بابرکت شکر ہے نہ تو اس کے بغیر کفایت ہو سکتی ہے اور نہ اس کو چھوڑا جا سکتا ہے اور اے ہمارے رب! نہ اس سے استغنا برتی جا سکتی ہے۔“

فائدہ: نہ اس کے بغیر کفایت ہو سکتی ہے اور نہ اس کو چھوڑا جا سکتا ہے یا تو اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی تعریف حمد و ثناء سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی انسان جن الفاظ سے بھی کرے وہ کافی نہ سمجھی جائے اور نہ اس کو ترک کیا جائے اور نہ ہی اس سے بے نیازی برتی جائے۔

یا اس کا تعلق کھانے کے ساتھ ہے کہ کھانا اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اس کو کسی درجہ بھی کافی نہ سمجھا جائے بلکہ ہمیشہ خود کو اللہ تعالیٰ کا محتاج سمجھا جائے اس کی خواہش و طلب کو ترک نہ کیا جائے اور نہ اس سے بے نیازی برتی جا سکتی ہے۔

یا اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات جلیلہ کے ساتھ ہے کہ ایسی کوئی چیز نہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات کو کافی ہو جائے بلکہ وہ خود سارے جہانوں کے لئے کافی ہے اللہ تعالیٰ کی قربت کی طلب و خواہش کو ترک نہیں کیا جا سکتا ہے نہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بے نیازی برتی جا سکتی ہے۔ (مظاہر حق ۴/۱۰۱، مرقاۃ ۸/ ۱۷۸، ۱۷۹، فتوحات ربانیہ ۵/۲۲۳)

باب ما يقول إذا غسل يديه

کھانا کھا کر ہاتھ دھوتے وقت کون سی دعا پڑھنی چاہیے

(٤٨٥) - أخبرنا محمد بن الحسين بن مكرم، ثنا عبدالأعلى بن حماد النرسي، ثنا بشر بن منصور، عن زهير بن محمد، عن سهيل بن أبي صالح، عن أبيه، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: دعا رجل من الأنصار من أهل قباء النبي ﷺ قال: فانطلقنا معه، فلما طعم وغسل يده، أو قال: يديه قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ، مَنَّ عَلَيْنَا فَهَدَانَا، وَأَطْعَمَنَا فَأَسْقَانَا، وَكُلَّ بَلَاءٍ حَسَنٍ أَبْلَانَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ غَيْرَ مُوَدَّعٍ رَبِّيْ وَلَا مُكَافي وَّلَا مَكْفُوْرٍ وَّلَا مُسْتَغْنَى عَنْهُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَ مِنَ الطَّعَامِ، وَسَقٰى مِنَ الشَّرَابِ، وَكَسٰى مِنَ الْعُرى، وَهَدٰى مِنَ الضَّلَالَةِ، وَبَصَّرَ مِنَ الْعَمٰى وَفَضَّلَ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَهُ تَفْضِيْلًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.﴾

اخرجه النسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٣٠١) وابن حبان في «صحيحه» (٥٢١٩/٢٢/١٢) والطبراني في «الدعا» (رقم٨٩٦) والحاكم في «المستدرك» (٥٤٦/١) والبيهقي في «شعب الايمان» (٣٤٧٧/٩١/٤)

(۴۸۵) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: قباء والوں میں سے ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی۔ ہم بھی آپ ﷺ کے (وہاں) گئے۔ جب کھانا کھانے کے بعد آپ ﷺ ہاتھ دھونے لگے تو یہ دعا پڑھی:“

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ، مَنَّ عَلَيْنَا فَهَدَانَا، وَأَطْعَمَنَا فَأَسْقَانَا، وَكُلَّ بَلَاءٍ حَسَنٍ أَبْلَانَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ غَيْرَ مُوَدَّعٍ رَبِّيْ وَلَا مُكَافي وَّلَا مَكْفُوْرٍ وَّلَا مُسْتَغْنَى عَنْهُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَ مِنَ الطَّعَامِ، وَسَقٰى مِنَ الشَّرَابِ، وَكَسٰى مِنَ الْعُرى، وَهَدٰى مِنَ الضَّلَالَةِ، وَبَصَّرَ مِنَ الْعَمٰى وَفَضَّلَ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَهُ تَفْضِيْلًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.﴾

ترجمہ: ”تمام تر شکر اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو (اپنے بندوں کو) کھلاتے ہیں اور خود نہیں کھاتے۔

انہوں نے ہم پر احسان فرمایا کہ ہمیں (دین حق کی) ہدایت عطا فرمائی۔ ہمیں کھلایا پلایا اور ہر اچھی نعمت سے ہمیں سرفراز فرمایا۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جن کو کبھی چھوڑا نہیں جا سکتا ہے جو میرے رب ہیں نہ ان کے (بغیر) کفایت کی جا سکتی ہے نہ ان کی ناشکری کی جا سکتی ہے اور نہ ان سے بے نیازی برتی جا سکتی ہے۔ شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جنہوں نے (پیٹ بھر) کھلایا (جی بھر) پلایا اور تن ڈھکنے کو کپڑے دیئے گمراہی سے (بچا کر) ہدایت دی (کفر کے) اندھے پن سے (بچا کر ایمان کی) بینائی عطا فرمائی اور بہت سی مخلوق پر (ہمیں) نمایاں فضیلت عطا فرمائی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کے پالنے والے ہیں۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانا کھانے کے بعد جب ہاتھ دھوئے جائیں تو یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

ایک روایت میں ارشاد مبارک ہے کھانے میں برکت کا سبب ہے کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد وضو کرنا ہے۔

(ترمذی ابوداؤد عن سلمان ۲/۶)

وضو سے مراد کھانے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو دھونا ہے اور کھانے کے بعد ہاتھوں اور منہ کو دھونا ہے۔ (مرقاۃ ۸/۱۸۳)

کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا کھانے کی تکریم کی وجہ سے ہے اور بعد میں دھونا جو کچھ کھانا اور اس کی چکنائی وغیرہ لگ گئی اس کو زائل کرنے کے لئے ہے۔

علماء نے کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کی حکمت یہ لکھی ہے کہ چونکہ ہاتھ ادھر ادھر استعمال ہوتا رہتا ہے جس کی وجہ سے کچھ نہ کچھ گندگی لگ جاتی ہے اور ہاتھ دھونے کے بعد کھانا بہت زود ہضم اور سہل ہوتا ہے۔

علماء کی ایک رائے ہے کہ کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا مستحب اس کھانے کے لئے ہے جس میں ہاتھوں پر کھانا لگے۔ (مرقاۃ ۸/۱۸۳،۱۸۴)

ہاتھ دھونے میں سنت یہ ہے کہ ہاتھ پورے گٹوں تک دھوئے جائیں صرف انگلیوں کو دھو لینا سنت پوری ہونے کے لئے کافی نہیں ہے۔ (ہندیہ ۵/۳۳۷)

باب ثواب من حمدالله عزوجل على طعامه

جو کھانے پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے والے کا ثواب

(٤٨٦) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا أبو بكر بن أبي شيبة، ثنا أبو أسامة ومحمد بن بشر قالا: ثنا زكريا بن أبي زائدة، عن سعيد بن أبي بردة، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إن الله ليرضى عن العبد يأكل الأكلة أو يشرب الشربة يحمده عليها.

اخرجه احمد فى «مسنده» (١١٧/٣) والمسلم (٢٧٣٤/٢٠٩٥/٤) (٣٥٢/٢) والترمذى (١٨١٦/٢٦٥/٤) (٣/٢) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٦٨٩٩/٢٠٢/٤) وابو يعلى فى «مسنده» (٤٣٣٢/٢٩٨/٧)

(۴۸۶) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے سے (اس بات پر بھی) راضی ہو جاتے ہیں کہ جب وہ (کھانے کا) لقمہ کھاتا ہے یا (پانی) کا ایک گھونٹ پیتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتا ہے (الحمد للہ کہتا ہے)۔''

فائدہ: ایک روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرما دیتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۵/ ۲۲۸)

اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں کا مطلب یہ ہے کہ قبول فرماتے ہیں اور ثواب عطا فرماتے ہیں۔ (نزہۃ المتقین ۱/ ۳۹۲)

اس حدیث سے کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے کا استحباب معلوم ہوا ہے۔

ایک روایت میں حمد کے الفاظ یہ آئے ہیں جو حدیث نمبر ۴۸۴ پر گزر چکے ہیں۔ (شرح مسلم للنووی ۲/ ۳۵۲)

لیکن کوئی لفظ خاص ضروری نہیں ہے بلکہ جس سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ہو وہ کافی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/ ۲۲۸)

کیونکہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں اللہ تعالیٰ کی نعمت سے فائدہ اٹھاتے وقت اللہ تعالیٰ کے فضل و انعام کو یاد رکھنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا یہی سبب ہے۔ (نزہۃ المتقین ۲/ ۳۹۲)

ہر لقمہ پر بسم اللہ پڑھنا پسندیدہ ہے۔ (قالہ الغزالی فی الاحیاء فتوحات ربانیہ ۵/ ۱۹۴)

باب ما يقول إذا فرغ من غدائه وعشائه

صبح وشام کے کھانے کے بعد کون سی دعا پڑھنی چاہیے

(٤٨٧) - أخبرنا أبو عروبة، ثنا محمد بن وهب، ثنا محمد بن سلمة عن أبي عبدالرحيم، حدثني عمرو عن أبي عبيدة، عن عبادة بن نسي، عن عبدالأعلى بن هلال السلمي، عن الحارث بن الحارث الأزدي، أنه كان يقول إذا فرغ من غدائه وعشائه:

﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَطْعَمْتَ وَأَسْقَيْتَ، وَأَشْبَعْتَ وَأَرْوَيْتَ، فَلَكَ الْحَمْدُ غَيْرَ مَكْفُوْرٍ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ﴾

وذكر أبو عبيدة أن عبادة بن نسي حدثه أن عبدالأعلى حدثه أن الحارث لم يجعل لها من دون رسول الله ﷺ منتهى.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٢٣٦/٤) والطبراني فى «المعجم الكبير» (٢٣٧٢/٢٦٨/٣) والبيهقى فى «شعب الايمان» (١٢٢/٥-١٢٣/٦٠٣٩) وابن عبدالبر فى «الاستيعاب» (٢٨٤/١) والديلمى فى «مسند الفردوس» (١٨٠٥/٤٤٣/١)

(۴۸۷) ترجمہ: ”حضرت حارث بن حارث ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:“

﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَطْعَمْتَ وَأَسْقَيْتَ، وَأَشْبَعْتَ وَأَرْوَيْتَ، فَلَكَ الْحَمْدُ غَيْرَ مَكْفُوْرٍ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! تمام تر تعریف اور شکر آپ ہی کے لئے ہے۔ آپ نے کھلایا، پلایا اور پیٹ بھر کھلایا خوب سیراب کیا۔ آپ ہی کے لئے تعریف ہے۔ نہ آپ کی ناشکری کی جاسکتی ہے نہ ہی آپ کو چھوڑا جا سکتا ہے نہ آپ سے بے نیازی کی جاسکتی ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانے سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ دعا کی تشریح حدیث نمبر ۴۸۴ پر گزر چکی ہے۔

باب ذكر الله بعد الطعام

کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا

(٤٨٨) - أخبرنا أبو خليفة، ثنا معاذ بن عبدالرحمن ابن أخي خلاد، وعن عبدالرحمن بن المبارك، قالا: ثنا بزيع أبو الخليل، ثنا هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: قال رسول الله ﷺ أذيبوا طعامكم بذكر الله عزوجل والصلوٰة، ولا تناموا عليه فتقسو قلوبكم.

اخرجه العقيلي في «الضعفاء» (١٥٦/١) والبيهقي في «شعب الايمان» (٦٠٤٤/١٢٤/٥) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٤٩٥٢/١٦٣/٥) وابن عدي في «الكامل» (٥٩/٢) والشجري في «الامالي» كما في تخريج الاذكار لمحمد بن خلف (ص٢٢٥)

(۴۸۸) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کے ساتھ اپنے کھانے کو گلاؤ (یعنی ہضم کرو) کھانا کھا کر سو نہ جاؤ یہ تمہارے دلوں کو سخت کر دے گا۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ رات کا کھانا کھا کر سو جانا دل میں سختی پیدا کرتا ہے۔ (دیلمی عن علی فتوحات ربانیہ ۶۵/۵)

مطلب یہ ہے کہ کھانے کو پوری طرح ہضم ہو جانے دو تا کہ وہ بدن کے اجزاء تک پہنچ جائے اور اجزاء کا فائدہ اٹھانا اللہ تعالیٰ کے ذکر (اور تمام حصول طاعات) کے لئے سبب بن جائے۔

علماء نے لکھا ہے کہ ہر کھانے کے بعد کم از کم چار رکعت پڑھے، سو مرتبہ سبحان اللہ کہے اور ایک پارہ کی تلاوت کرے۔ (کذا من الفتوحات الربانیہ ۲۶۵/۵)

ان تینوں میں جس قدر ہمت ہو کرے کم از کم سو مرتبہ سبحان اللہ تو ضرور کہہ لینا چاہئے۔

باب ما يقول إذا حضر الطعام وهو صائم

روزہ دار کے سامنے جب کھانا لایا جائے تو اس کو کیا کہنا چاہئے

(٤٨٩) - أخبرنا ابن منيع، ثنا علي بن الجعد، ثنا شعبة (ح) وأنبأنا ابن مكرم، ثنا علي بن نصر، ثنا يحيٰى بن أبي كثير، ثنا شعبة، عن أبي جعفر الفراء، عن عبداللّٰه بن شداد، عن عبداللّٰه رضي الله تعالى عنه عن قال: قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: إذ دعي أحدكم فليجب، فإن كان مفطرا فليأكل، و إن كان صائما فليدع لهٗ بالبركة.

اخرجه ابو عوانه في «مسنده» (٤١٨٣/٥٩/٣) وعلي بن الجعد في «مسنده» (٨٧١/١٣٦/١) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠١٣٢/٨٢/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣٠٠) والطبراني في «المعجم الكبير» (١٠٥٦٣/٢٣١/١٠)

(۴۸۹) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کو (کوئی) کھانے کی دعوت دے تو وہ اس (دعوت) کو قبول کر لے۔ اگر وہ روزے دار نہ ہو تو کھانا کھائے اور اگر روزے دار ہو تو اس (بلانے والے) کے لئے برکت کی دعا کرے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت عبادت کو ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں، سچے عذر کے ساتھ تالیف قلبی کرنی چاہئے اور مسلمانوں کے لئے دعا خیر کرنی چاہئے۔ (شرح مسلم للنووی ۲۶۳/۶)

روزہ کب توڑنا چاہئے

اگر روزہ فرض ہے تو ضیافت کی صورت میں مہمان ہو یا میزبان کسی صورت توڑنا جائز نہیں ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۲۰۴/۵)

اگر روزہ نفل ہو مہمان یا میزبان دونوں میں سے کسی کو بھی دوسرے کے روزے سے ناراضگی یا نقصان کا اندیشہ ہو تو توڑنا واجب ورنہ مستحب ہے۔ اگر دونوں حال برابر ہوں تو روزہ رکھنا بہتر ہے۔ (مرقاۃ ۳۰۹/۴)

کسی کی دعوت قبول کرنی چاہئے جب تک کوئی عذر شرعی نہ ہو جیسے کھانا مشتبہ ہو یا کوئی منکر ہو جس کو ختم بھی نہ کر سکتا ہو۔ (فتوحات ربانیہ ۳۰۵/۵)

علماء نے لکھا ہے کہ دو رکعت پڑھ لے یا گھر والوں کے لئے مغفرت اور برکت کی دعا کرے اور دونوں باتوں کو جمع کرے تو افضل ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۲۰۵/۵، مرقاۃ ۳۰۹/۴)

باب كيف يدعو إلى الطعام

دعوت دینے کا طریقہ

(٤٩٠) - ثنا أبو محمد بن صاعد، ثنا أحمد بن منصور الرمادی، ثنا یونس بن محمد، ثنا حرب میمون عن النضر بن أنس، عن أنس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قالت أم سليم رضی اللہ تعالیٰ عنہا: إذهب إلى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقل: إن رأيت أن تتغدى عندنا فافعل، فجئت فبلغته، فقال: ومن عندي؟ قلت: نعم! قال: انه ضوا.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٢٤٢/٢) مسلم (٢٠٣٩/١٦١٤/٣) (١٧٩/٢) مختصراً واخرجه ابو عوانه فى «مسنده» (١٨١/٥-٨٣١٦/١٨٢) والبيهقى فى «دلائل النبوة» (٩١/٦) والمزى فى «تهذيب الكمال» (٥٣٦/٥-٥٣٧)

(۴۹۰) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (مجھے) کہا: تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ (اور ان سے) عرض کرو: اگر آپ ہمارے ہاں کھانا کھانا پسند فرمائیں تو تشریف لے آئیں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیغام پہنچایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ میرے ساتھ ہیں وہ بھی آ جائیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں سے) فرمایا: اٹھو چلو۔''

فائدہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

1. دعوت قبول کرنا چاہئے دعوت قبول کرنے کا حکم اور نہ قبول کرنے کی وجوہ حدیث نمبر ۲۱۰ پر گزر چکی ہے۔
2. جو شخص کھانا پکائے اس کو اختیار ہے خواہ کھانا گھر بھیج دے یا اس کو دعوت دے کر اپنے گھر بلائے۔
3. مستحب ہے کہ جو کسی کو دعوت دے تو اس کے خاص ساتھیوں کو بھی دعوت دے۔
4. جس کو دعوت دی گئی ہو وہ اپنے ساتھیوں کی دعوت کی اجازت بھی لے سکتا ہے۔

اسی طرح اگر صاحب دعوت کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ ناراض نہیں ہوگا تو بغیر اجازت لے جانا بھی جائز ہے بشرطیکہ کھانا کم پڑنے کی امید نہ ہو۔

بغیر دعوت کھانے کا حکم

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بغیر دعوت کہیں جانا نہیں چاہئے کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ جو کہیں بغیر دعوت جائے وہ چور بن کر داخل ہوا اور غاصب بن کر باہر آیا۔ علماء نے لکھا ہے کہ ایسا شخص حرام کھاتا ہے۔ (ملخص فتح الباری ۹/ ۵۶۰، ۵۶۱)

5. یہ بھی معلوم ہوا کہ دعوت قبول کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکلف نہیں فرماتے تھے کہ ایک بچہ سے بلا بھیجنے پر بھی تشریف لے گئے۔

باب ما يقول إذا خرج في سفر

سفر میں جانے کے وقت کی دعائیں

سفر میں آدمی کو مختلف دشوار گزار حالات سے گزرنا پڑتا ہے اور نئے نئے حوادث منہ کھولے ہوئے رہتے ہیں اسی لئے سفر کو رسول اللہ ﷺ نے عذاب کا ٹکڑا فرمایا ہے کہ آدمی کا کھانا پینا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔

سفر کی مشقتوں میں سہولت اور عافیت کے لئے کون سی دعائیں پڑھنی چاہئیں اور سواری پر سوار ہوتے ہوئے مختلف گھاٹیوں سے گزرتے ہوئے کس طرح اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چاہئے نیز جب کوئی سفر سے واپس آئے تو اس کا استقبال کس طرح کرنا چاہئے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے تیس باب اور ان کے ذیل میں چوالیس احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٤٩١) - أخبرنا ابن منيع، ثنا داود بن رشيد، ثنا بقية بن الوليد، عن أبي جعفر الرازي، عن عبدالعزيز بن عمر، عن صالح بن كيسان، عن ابن لعثمان بن عفان رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من خرج من بيته يريد سفرا، فقال حين يخرج:

﴿آمَنْتُ بِاللّٰهِ اعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.﴾

رزقه الله عزوجل خير ذلك المخرج، وصرف عنه شر ذلك المخرج.

اخرجه احمد في «مسنده» (٦٥/١) والخطيب البغدادي في «تاريخ بغداد» (١٤٥/٩-١٤٦) وفي «الموضح» (٣٦٨/١/٣٦٩)

(۴۹۱) ترجمہ: ''ابن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے گھر سے سفر کے لئے نکلے (اور) وہ نکلتے وقت یہ دعا پڑھے:

﴿آمَنْتُ بِاللّٰهِ اعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.﴾

ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا ہوں، اللہ تعالیٰ ہی کو (مضبوطی سے) پکڑتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ گناہوں سے پھیرنے کی طاقت اور طاعت کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔''

تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس نکلنے کی جگہ زیادہ اچھی جگہ عطا فرماتے ہیں اور اس نکلنے کے شر سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔''

فائدہ: سفر چونکہ صعوبتوں اور تکالیف کا مجموعہ ہوتا ہے اور بہت سے ناگوار باتیں سفر میں پیش آتی ہیں اسی لئے ایک روایت

میں ہے کہ سفر عذاب کا حصہ ہے۔ (بخاری ۱/۲۴۲)

اس لئے رسول اللہ ﷺ نے سفر کے موقع پر مختلف دعائیں پڑھیں اور امت کو تعلیم فرمائی ہیں۔

نوع آخر:

(٤٩٢) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا يحيى بن حبيب بن عربي، عن حماد بن زيد، عن عاصم، قال: قال عبدالله بن سرجس رضي الله تعالى عنه: كان النبي ﷺ إذا سافر قال:

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِيْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِي أَهْلِنَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ، وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ، وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (٨٣/٥) والمسلم (١٣٤١/٩٧٨/٢) (٤٣٤/٢) وابن ماجه (٣٨٨٨/١٢٧٩/٢) (ص٢٧٧) والترمذي (٣٤٣٩/٤٩٧/٥) (١٨٢/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤٩٩)

ایک اور حدیث:

(۴۹۲) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کے لئے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے:“

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِيْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِي أَهْلِنَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ، وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ، وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ ہی سفر میں (میرے) رفیق ہیں (جو معین و مددگار ہیں ہماری حفاظت کے لئے میرے ساتھ ہیں) میرے گھر والوں کے لئے (میرے) قائم مقام (بھی) ہیں (کہ میری غیر موجودگی میں میرے گھر والوں کی پریشانی، علاج معالجہ اور ہر قسم کی حفاظت کرتے ہیں) اے (میرے) اللہ! آپ میرے سفر میں میرے ساتھ ہو جائیے اور میرے گھر والوں کے لئے میرے قائم مقام بن جائیے۔ اے اللہ! میں آپ سے سفر کی سختیوں (سفر سے) تکلیف دہ (ناکام) واپسی، ترقی کے بعد تنزل (کام بننے کے بعد بگڑنے) مظلوم کی بددعا اور (سفر سے واپسی پر) اہل وعیال میں کسی تکلیف دہ منظر کو دیکھنے سے پناہ مانگتا ہوں۔“

فائدہ: ”صاحب“ جو سفر میں ساتھ ہو ”خلیفہ“ جو گھر والوں کے لئے پیچھے نگہبان ہو۔ (فتوحات ۵/ ۱۲۸، ۱۲۹،، مرقاۃ ۵/ ۱۹۷)

سفر میں جاتے ہوئے آدمی کو یہی فکر ہوتی ہے کہ سفر کی تکالیف اور مشقتیں آسان ہوں اور غیر موجودگی میں گھر والوں کے لئے مال احوال کی فکر ہوتی ہے نیز واپسی پر کوئی بری خبر نہ سننی پڑے، اس دعا میں سفر میں مصاحبت اور غیبت میں ملامت اور واپسی پر کوئی بری خبر سننے سب سے اللہ تعالیٰ سے حفاظت کا سوال ہے۔

مظلوم کی بددعا سے بچنے کو اس لئے فرمایا کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا ہے اس لئے یہ بہت ہی سریع الاثر ہوتی ہے۔ اگرچہ اس (سے اور دوسری چیزوں) سے سفر اور حضر دونوں ہی میں بچنا چاہئے لیکن چونکہ سفر میں مشقت اور تکلیف کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے اس لئے خاص طور پر ذکر فرمایا۔ (مرقاۃ ۲۰۰/۵)

نوع آخر:

(٤٩٣) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا عثمان بن أبي شيبة، ثنا جرير، عن فطر، عن أبي إسحاق، عن البراء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا خرج إلى السفر قال:

﴿اَللّٰهُمَّ بَلَاغًا يَّبْلُغُ خَيْرًا، وَمَغْفِرَةً مِّنْكَ وَرِضْوَانًا، بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةِ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ، وَاطْوِلَنَا الْأَرْضَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ.﴾

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٦/٥٣٥/١٦٦٣) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٦/١٢٩/١٠٣٣٥) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم٥٠١) وابو يعلى فى «مسنده» (٣/٢٢٦/١٦٦٣) وابن عبد البر فى «التمهيد» (٢٤/٣٥٣-٣٥٤)

ایک اور حدیث:

(۴۹۳) ترجمہ: ''حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے لئے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے:''

﴿اَللّٰهُمَّ بَلَاغًا يَّبْلُغُ خَيْرًا، وَمَغْفِرَةً مِّنْكَ وَرِضْوَانًا، بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةِ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ، وَاطْوِلَنَا الْأَرْضَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! (ہم آپ سے) ایسی کامیابی جو خیر وخوبی کو پہنچا دے (یعنی جس کا انجام بخیر ہو اور) آپ کی (خاص) مغفرت اور رضا چاہتے ہیں آپ ہی کے ہاتھ میں ساری خیر و برکت ہے بلاشبہ آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔ اے اللہ! آپ ہی ہمارے سفر میں (ہمارے) رفیق ہیں اور ہمارے گھر والوں کے لئے (ہمارے) قائم مقام ہیں۔ اے (میرے) اللہ! آپ ہمارے سفر کو آسان کر دیجئے اور زمین (کی

مسافت) کو ہمارے لئے لپیٹ دیجئے۔ اے اللہ! میں آپ سے سفر کی سختیوں اور سفر سے تکلیف دہ واپسی سے پناہ مانگتا ہوں۔"

فائدہ: اس دعا میں بھی سفری تکالیف اور پیچھے گھر والوں کی خیر خبر اور سفر میں کامیابی کے لئے سوال ہے۔ زمین کو لپیٹ دینے کا مطلب یہ ہے کہ یا تو حقیقت پر محمول ہے کہ زمین لپیٹ کر چھوٹی کر دی جائے جیسا کہ روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو مسافروں کے لئے زمین کو لپیٹتے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ سفر کی مشقت کو کم کرنے کا سوال ہے۔ (مرقاۃ ۵/۱۹۷)

نوع آخر:

(٤٩٤) - أخبرنا إبراهيم بن محمد، ثنا يونس بن عبدالأعلى، ثنا بن وهب، أخبرني يزيد بن عياض، عن عبدالرحمن الأعرج، عن أبي هريرة، رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا خرج إلى السفر قال:

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، وَالصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ (فِيْ سَفَرِنَا) الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى، وَأَشْغِلْنَا بِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى، اَللّٰهُمَّ أَعِنَّا عَلٰى سَفَرِنَا، وَأَطْوِلَنَا بُعْدَهُ.﴾

اخرجه مسلم (۱۳٤۲/۹۷۸/۲) (۲۳٤/۱) بمعناه ويشهد له الاحاديث السابقه.

ایک اور حدیث:

(۴۹۴) **ترجمہ:** "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے لئے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے:"

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، وَالصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ (فِيْ سَفَرِنَا) الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى، وَأَشْغِلْنَا بِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى، اَللّٰهُمَّ أَعِنَّا عَلٰى سَفَرِنَا، وَأَطْوِلَنَا بُعْدَهُ.﴾

ترجمہ: "اے اللہ! آپ ہی گھر والوں کے لئے (میرے) قائم مقام ہیں اور سفر میں (میرے) ساتھی ہیں۔ اے اللہ! میں آپ سے اپنے اس سفر میں نیکی (عمل صالح اور اچھے اخلاق) اور پرہیزگاری (کہ سفر میں آنے والی تکالیف کے خوف سے بچنا) اور آپ جس عمل کو پسند کرتے اور جس عمل سے خوش ہوتے ہوں اس عمل میں ہمیں مشغول کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔ اے اللہ! ہمارے سفر میں ہماری مدد فرمائیے اور اس سفر کی دوری کو ہمارے لئے لپیٹ دیجئے۔"

نوع آخر:

(٤٩٥) - أخبرنا أبو عروبة وأبو جعفر بن زهير وأبو يعلى، قالوا: ثنا أبو كريب، ثنا المحاربي، عن عمرو بن مساور، عن الحسن، عن أنس رضي الله تعالى عنه، قال: لم يرد رسول الله ﷺ سفرا قط إلا قال حين ينهض من جلوسه:

﴿اَللّٰهُمَّ بِكَ انْتَشَرْتُ، وَ إِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ، وَبِكَ اعْتَصَمْتُ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ ثِقَتِيْ وَرَجَائِيْ، اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ مَا أَهَمَّنِيْ، وَمَا لَا أَهْتَمُّ بِهِ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ، وَزَوِّدْنِيَ التَّقْوٰى، وَاغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ، وَوَجِّهْنِيْ لِلْخَيْرِ حَيْثُ مَا تَوَجَّهْتُ.﴾

ثم يخرج.

اخرجه ابويعلى في «مسنده» (١٥٧/٥-١٥٨، ٢٧٧٠) والطبراني في «الدعا» (رقم٨٠٥) وابن عدى في «الكامل» (٦١/٥) والقضاعي في «مسند الشهاب» (١٤٩٧/٣٤٥/٢) والبيهقي في «السنن الكبرى» (١٠٠٨٦/٢٥٠/٥)

ایک اور حدیث:

(۴۹۵) ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی سفر کا ارادہ فرماتے تو جب (سفر پر جانے کے لئے) کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:''

﴿اَللّٰهُمَّ بِكَ انْتَشَرْتُ، وَ إِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ، وَبِكَ اعْتَصَمْتُ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ ثِقَتِيْ وَرَجَائِيْ، اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ مَا أَهَمَّنِيْ، وَمَا لَا أَهْتَمُّ بِهِ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ، وَزَوِّدْنِيَ التَّقْوٰى، وَاغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ، وَوَجِّهْنِيْ لِلْخَيْرِ حَيْثُ مَا تَوَجَّهْتُ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ ہی کے (بابرکت) نام سے سفر کرتا ہوں، آپ ہی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور آپ ہی کو (ہر مشکل وقت میں) مضبوطی سے پکڑتا ہوں۔ اے اللہ! آپ ہی میرا بھروسہ ہیں (کہ جس پر میں بھروسہ کرتا ہوں) اور آپ ہی میری امید ہیں (کہ جس سے میں اپنی امیدیں وابستہ کرتا ہوں) اے اللہ! جن کاموں کے کرنے کا میں اہتمام کرتا ہوں اور جن کا نہیں کرتا اور جو آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں (کہ اس میں میرے لئے خیر ہے) ان میں میری کفایت (ومعاونت) فرمایئے، میرا توشہ تقویٰ کو بنا دیجئے میرے گناہ معاف کر دیجئے اور جہاں بھی میں جاؤں وہاں میرے لئے خیر کو سامنے کر دیجئے۔''

فائدہ: جو شخص سفر کے لئے نکلنے لگے تو اس کو چند کام کرنے مستحب ہیں۔

❶ اپنے رشتہ داروں ساتھیوں پڑوسیوں کو رخصت کرے (یعنی رخصت ہوتے وقت کی دعا پڑھے دعا یہ ہے "**استو دعکم اللّٰہ الذی لا تضیع ودائعه**") ان سے دعاؤں کی درخواست کرے اوران کے لئے بھی دعا کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو امانت اللہ تعالیٰ کے پاس رکھوائی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔

❷ دو رکعت نماز پڑھے۔ حدیث میں ہے کہ سفر پر جائے تو اپنے گھر والوں کے لئے ان دو رکعتوں سے اچھی چیز چھوڑ کر نہیں جاتا ہے۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ اور یا پہلی میں قل اعوذ برب الفلق اور دوسری میں قل اعوذ برب الناس پڑھے۔

❸ سلام پھیرنے کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے روایت میں ہے کہ جو آیت الکرسی پڑھ کر سفر پر جائے تو واپسی پر کوئی ناخوشگوار بات پیش نہیں آئے گی۔

❹ مستحب ہے کہ سورہ لایلاف قریش بھی پڑھ لے کہ یہ ہر برائی سے امان ہے۔

پھر اپنے سفر کے لئے اور ہر قسم کی حاجت روائی کے لئے دعا کرے۔ پھر جب اٹھنے لگے تو مذکورہ بالا دعا پڑھے۔

(کلہ من کتاب الاذکار للنووی صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴)

باب ما يقول إذا وضع رجله في الركاب

جب سواری کی رکاب میں پاؤں رکھے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٤٩٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرني محمد بن قدامة، أخبرني جرير، عن منصور، عن أبي إسحاق، عن علي بن ربيعة الأسدي، قال: رأيت عليا رضي الله تعالى عنه أتى بدابة، فلما وضع رجله في الركاب قال بسم الله: فلما استوى قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ، وَ إِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾

ثما كبير ثلاثا، وحمدالله ثلاثا. ثم قال:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ إِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

وقال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يوما مثل ذلك، ثم استضحك، فقلت: يا رسول الله! مم استضحكت؟ قال: لعجب ربنا عزوجل، قال: علم عبدي أن لهٗ ربا يغفر الذنوب.

أخرجه أبوداؤد (٣/٣٤/٢٦٠٢) (١/٣٥٧) والترمذي (٥/٥٠١/٣٤٤٦) (٢/١٨٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٥٠٢) وابويعلى في «مسنده» (١/٤٣٩/٥٨٦) وابن حبان في «صحيحه» (٦/١٥/٢٦٩٨)

(۴۹۶) ترجمہ: ”حضرت علی بن ربیعہ رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے سواری کے لئے ایک جانور لایا گیا۔ جب آپ نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو فرمایا:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾

پھر جب (سواری پر) بیٹھ گئے تو فرمایا:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ، وَ إِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾

ترجمہ: ”تمام تعریفیں اس ذات کے لئے جس نے اس سواری کو ہمارے قابو میں کر دیا جب کہ ہم اس سواری کو قابو کرنے والے نہ تھے اور بلاشبہ ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔“

پھر تین مرتبہ اللہ اکبر اور تین مرتبہ الحمد للہ فرمایا پھر یہ دعا پڑھی:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ إِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

ترجمہ: ''آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے (اے اللہ!) آپ پاک ہیں بے شک میں نے (گناہ کر کے) اپنی جان پر بہت ظلم کیا آپ میرے سارے گناہوں کو معاف کر دیجئے آپ کے علاوہ کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں ہے۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن یہ دعا پڑھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ ہنسے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا آپ کس وجہ سے ہنسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے رب کے تعجب کرنے کی وجہ سے میں ہنسا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سواری پر سوار ہوتے وقت اس طریقے سے ان دعاؤں کو پڑھنا چاہئے اسی طرح مناسب یہ ہے کہ بسم اللہ الحمد للہ بحری جہاز پر چڑھتے وقت پڑھ لیا جائے، اسی طرح پیدل چلنے والا بھی پڑھ لے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/ ۱۲۸)

اللہ تعالیٰ کے تعجب کرنے خوش ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسی چھوٹی سے چیز کو بڑا جاننا اور اس پر راضی ہو جانا جو بڑے انعام وثواب کا سبب ہے یہی رسول اللہ ﷺ کی خوشی کا سبب اور آپ ﷺ ہنسے اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہنسے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/ ۱۳۸)

باب التسمية عند الركوب

سوار ہوتے وقت بسم اللہ پڑھنا

(٤٩٧) - حدثنا عبدالله بن محمد بن سعد الحمال، ثنا محمد بن سعد العوفي، ثنا ابن أبي مريم، عن حبيب بن أبي ثابت، عن عبدالرحمن بن أبي عميرة، عن عمر رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن على ظهر كل بعير شيطانا، فإذا ركبتموها فقولو:

﴿بسم الله﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (٤٩٤/٣) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠٣٣٨/١٣٠/٦) وابن خزيمه في «صحيحه» (٢٥٤٦/١٣٤/٤) وابن حبان في «صحيحه» (١٧٠٣/٦٠٢/٤) والطبراني في «المعجم الكبير» (٢٩٩٤/١٦٠/٣)

(۴۹۷) ترجمہ: ”حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ ہر اونٹ کی پیٹھ پر ایک شیطان ہوتا ہے۔ اس لئے جب تم اس پر سوار ہو تو:

﴿بسم الله﴾

کہا کرو۔“

فائدہ: حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی پر سوار ہوئے تو بسم اللہ پڑھی یہ بسم اللہ اسی سے ماخوذ ہے کیونکہ خشکی میں سواری سمندر میں کشتی کی طرح ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۲۶/۵)

بسم اللہ پڑھنا اگر شروع میں بھول جائے تو بعد میں پڑھ لینا چاہئے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۲۶/۵)

ایک روایت میں ہے کہ ہر اونٹ کے کوہان میں شیطان ہوتا ہے جب تم اس پر سوار ہو تو بسم اللہ کہو اور اپنی دعاؤں میں کمی نہ کرو۔ (مجمع الزوائد ۱۳۱/۱۰)

باب ما يقول إذا ركب

سوار ہوتے وقت کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٤٩٨) - أخبرني أبو بكر بن مكرم، حدثني عمرو بن علي، ثنا ابن أبي عدي، ثنا شعبة، عن عبدالله بن بشر، عن أبي زرعة، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا سافر فركب راحلته، قال: بأصبعه. ومد شعبة أصبعه. قال:

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا بِنُصْحٍ، وَاقْلِبْنَا بِذِمَّةٍ، اَللّٰهُمَّ ازْوِلَنَا الْأَرْضَ، وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ.﴾

اخرجه الترمذي (٥/٤٩٧/٣٤٣٨) (٢/١٨٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (٥/٢٤٩/٨٨٠٢) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم٥٠٣) والطبراني في «الدعا» (رقم٨٠٧) والحاكم في «المستدرك» (٢/١٠٩)

(۴۹۸) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کے وقت اپنی سواری پر سوار ہوتے تو اپنی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے یہ دعا پڑھتے:'' راوی حدیث شعبہ نے اپنی انگلی لمبی کی۔

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا بِنُصْحٍ، وَاقْلِبْنَا بِذِمَّةٍ، اَللّٰهُمَّ ازْوِلَنَا الْأَرْضَ، وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ ہی میرے سفر میں ساتھی ہیں اور (میرے) اہل وعیال کے لئے (میرے) قائم مقام اور (محافظ) ہیں۔ اے اللہ! آپ بھلائی کے ساتھ (سفر میں) میرے ساتھ رہیں اور اپنی حفاظت کے ساتھ (مجھے) واپس لائیں اے اللہ! (آپ) زمین (یعنی راستہ) کو ہمارے لئے لپیٹ دیجئے اور ہمارے لئے سفر کو آسان کر دیجئے۔ اے اللہ! میں آپ سے سفر کی سختیوں اور تکلیف دہ (ناکام) واپسی سے پناہ مانگتا ہوں۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ''اللھم انت الصاحب'' دعا انگلی اٹھا کر پڑھی جائے۔

علماء نے لکھا ہے کہ دائیں ہاتھ کی شہادت والی انگلی اٹھا کر یہ دعا پڑھے تاکہ نماز کے تشہد میں جو اشارہ توحید کا دل زبان سے

کیا جاتا ہے یہ اشارہ بھی اسی طرح ہو جائے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۲۹/۵)

نوع آخر:

(٤٩٩) - حدثنا محمد بن علي بن مهدي العطار بالكوفة، ثنا علي بن المنذر، ثنا محمد بن فضيل، عن الأجلح، عن أبي إسحاق، عن الحارث، عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه أنه خرج من باب القصر. يعني قصر الكوفة. قال: فوضع رجله في الغرز، فقال: بِسْمِ اللّٰهِ، فلما استوى على الدابة قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَرَّمْنَا وَحَمَلَنَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، وَرَزَقَنَا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا، سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَ إِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾

ثم قال:

﴿رَبِّ اغْفِرْ إِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

ثم قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: إن الله عزوجل ليعجب من عبده إذا قال: رب اغفر لي إنه لا يغفر الذنوب إلا أنت.

اخرجه احمد في «مسنده» (١٢٨/١) وابوداؤد (٣٤/٣/٢٦٠٢) (٣٥٠/١) والترمذي (٥٠١/٥/٣٤٤٦) (١٨٢/٢-١٨٣) والنسائي في «السنن الكبرى» (٢٤٧/٥/٨٧٩٩) وابن حبان في «صحيحه» (٤١٥/٦/٢٦٩٨)

ایک اور حدیث:

(۴۹۹) ترجمہ: ''حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کوفہ کے محل کے دروازے سے نکلے اور اپنا پیر رکاب میں رکھا تو بسم اللہ کہا اور جب سواری پر بیٹھ گئے تو یہ دعا پڑھی۔''

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَرَّمْنَا وَحَمَلَنَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، وَرَزَقَنَا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا، سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَ إِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جنہوں نے ہمیں کرامت بخشی، ہمیں خشکی تری (دونوں کے سفر) میں سوار کیا، ہمیں (کھانے کے لئے) پاکیزہ رزق عطا فرمایا اور اپنی مخلوق میں اکثر پر ہمیں فضیلت بخشی۔ پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات جس نے اس سواری کو ہمارے قابو میں دے دیا

ورنہ ہم اس سواری کو قابو کرنے والے نہیں تھے۔“

پھر فرمایا:

﴿رَبِّ اغْفِرْ إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ آپ مجھے معاف فرما دیجئے آپ کے علاوہ کوئی معاف کرنے والا نہیں ہے۔“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر تعجب کرتے ہیں جب وہ

﴿رَبِّ اغْفِرْ إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

کہتا ہے۔“

فائدہ: اس کا فائدہ حدیث نمبر ۹۶ میں گزر چکا ہے۔

باب ما يقول إذا ركب سفينة

جب کشتی پر سوار ہو تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٥٠٠) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا جبارة بن المغلس، ثنا يحيى بن العلاء، عن مروان بن سالم، عن طلحة بن عبيدالله العقيلي، عن الحسين بن علي رضي الله تعالى عنهما، قال: قال رسول الله ﷺ: أمان لأمتي من الغرق إذا ركبوا السفينة أن يقولوا:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَهَا إِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ، وَمَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾

إلا آخر الآية.

اخرجه ابن عدى فى «الكامل» (١٦٨/٧) وابو يعلى فى «مسنده» (٦٧٨١/١٥٢/١٢) وله شاهد من حديث ابن عباس اخرجه الطبراني فى «المعجم الكبير» (١٢٦٦١/١٢٤/١٧) وفى «المعجم الاوسط» (٦١٤٦/١٨٤/٦) وفى «الدعا» (رقم ٨٠٤)

(۵۰۰) ترجمہ: ”حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب میری امت کشتی پر سوار ہو تو ان کا اس دعا کو پڑھنا (کشتی کے) ڈوبنے سے امان (وحفاظت کا سبب) ہے:“

﴿بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَهَا إِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ، وَمَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ ہی کے (بابرکت) نام سے اس (کشتی) کا چلنا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے (بابرکت) نام سے اس کا رکنا ہے۔ بلا شبہ میرے رب بڑے ہی حفاظت کرنے اور رحم کرنے والے ہیں (اور کافروں مشرکوں نے) اللہ تعالیٰ کی قدر کرنے کا جیسا حق تھا ایسی قدر نہ کی حالانکہ قیامت کے دن ساری زمین اللہ تعالیٰ کی مٹھی (میں) ہوگی اور (تمام) آسمان ان کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے (درحقیقت) اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کے شرک سے پاک بلند و برتر ہیں۔“

فائدہ: اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ کشتی کے چلنے۔ اور رکتے وقت بسم اللہ کہو۔

جب نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہونے لگے تو اپنے ساتھ سوار ہونے والے اہل ایمان سے اس دعا کو پڑھ کر سوار ہونے کے لئے فرمایا۔

منقول ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی کو چلانا چاہتے تو بسم اللہ پڑھتے وہ چلنے لگتی اور جب روکنا چاہتے تو فرماتے بسم اللہ وہ رک جاتی۔ (فتوحات ربانیہ ۱۳۵/۵)

باب ما يقول لمن خرج في سفر

سفر میں جانے والے کو کیا دعا دینی چاہئے

(۵۰۱) - أخبرني سليمان بن الحسن، ثنا أبو كامل، ثنا الفضيل ابن سليمان، ثنا أسامة بن زيد، عن سعيد بن أبي سعيد المقبر، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: جاء رجل يريد سفرا، فقال: يا رسول الله! أوصني، فقال: اؤصيك بتقوى الله، والتكبير على كل شرف، فلما ولى الرجل قال النبي صلى الله عليه وسلم:

﴿اَللّٰهُمَّ ازْوِ لَهُ الْأَرْضَ، وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (۳۲۵/۲، ۳۳۱) والترمذي (۵۰۰/۵/۳٤٤۵) (۱۸۲/۲) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ۵۰٦) وابن حبان في «صحيحه» (٦/٤۱۰/۲٦۹۲) والبيهقي في «السنن الكبرى» (۵/۲۵۱/۱۰۰۹۳)

(۵۰۱) ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) خدمت میں حاضر ہوئے ان کا ارادہ سفر کا تھا۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے (کچھ) وصیت فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرنے اور ہر اونچی جگہ چڑھتے وقت اللہ اکبر کہنے کی وصیت کرتا ہوں۔ جب وہ شخص (واپس جانے کے لئے) مڑے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعائیہ کلمات فرمائے:“

﴿اَللّٰهُمَّ ازْوِ لَهُ الْأَرْضَ، وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ اس کے لئے زمین (کی مسافت) کو لپیٹ دیجئے اور اس کے لئے سفر آسان کر دیجئے۔“

فائدہ: جو شخص سفر کا ارادہ کرے اس کے لئے چند باتیں مستحب ہیں۔

1. مشورہ کرنا۔
2. ضروری باتوں کی وصیت کرنا۔
3. جس سے کوئی معاملہ ہو اس کو پورا کرنا۔
4. اپنے والدین مشائخ اور جو اس کی شفقت و محبت کے مستحق ہوں ان کو خوش کرنا۔

۵ اللہ تعالیٰ سے سارے گناہوں کی معافی مانگنا توبہ کرنا۔

۶ جس کام کے لئے جائے اس کا علم حاصل کرنا اور کوئی کتاب اس کے متعلق سفر میں ساتھ رکھنا۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۲۰۲)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے بزرگوں سے نصیحت حاصل کرنا چاہئے۔

نوع آخر:

(۵۰۲) - أخبرنا ابن منيع، حدثنا محمد بن إسحاق الصاغانی، ثنا یحیٰی بن إسماعيل الواسطی، ثنا سيار بن حاتم، عن جعفر بن سليمان، عن ثابت، عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن رجلا اتی النبی ﷺ فقال: یا رسول اللّٰه! إنی أرید سفرا، فزودنی، قال:

﴿زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى﴾

قال: زدنی، قال:

﴿وَغَفَرَ ذَنْبَكَ﴾

وقال: زدنی، قال:

﴿وَوَجَّهَكَ لِلْخَيْرِ حَيْثُ مَا كُنْتَ.﴾

اخرجه الترمذی (٣٤٤٤/٥٠٠/٥) (١٨٢/٢) والرویانی فی «مسنده» (١٣٨٧/٣٩٣/٢) وابن خزیمه فی «صحیحه» (٢٥٣٢/١٣٨/٤) والحاکم فی «المستدرك» (١٠٧/٢) وابوعبداللّٰه المقدسی فی «الاحادیث المحتاره» (٤٢١/٤)

ایک اور حدیث:

(۵۰۲) ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا سفر کا ارادہ ہے آپ مجھے (کوئی زادراہ) توشہ دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ تمہارا توشہ تقویٰ بنائیں۔“

ان صاحب نے پھر عرض کیا: (اور) زیادہ کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿وَغَفَرَ ذَنْبَكَ﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادیں۔“

ان صاحب نے پھر عرض کیا اور اضافہ فرمایئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:“

﴿وَوَجَّهَكَ لِلْخَيْرِ حَيْثُ مَا كُنْتَ.﴾

ترجمہ: ”جہاں بھی تم جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے خیر لائیں۔“

فائدہ: لوگوں سے سوال نہ کرنے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور پر اعتماد نہ کرنے کو تقویٰ کہتے ہیں اسی طرح مخلوق سے بے نیازی اختیار کرنے، اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری کرنے اور اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی چیزوں سے رک جانے کو کہتے ہیں۔

(مرقاۃ ۲۱۰/۵)

مطلب یہ ہے کہ تم تقویٰ کو اہتمام کے ساتھ (جیسے شرک، شبہ وغیرہ کو چھوڑ کر) لازم پکڑ لو اور اس کو حرز جان بنالو۔

(ملخص مرقاۃ ۲۱۰/۵، فتوحات ربانیہ ۱۲۲/۵)

ممکن ہے کہ ان صاحب نے متعارف توشہ (کھانا یا ضروریات سفر کی اشیاء) کا سوال کیا ہو لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکیمانہ انداز میں جواباً نصیحت فرمائی کہ تمہارا اصل توشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا گناہوں سے بچنا ہے پھر جب انہوں نے مزید چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادیں آدمی تقویٰ تو اختیار کرتا ہے لیکن وہ سبب مغفرت نہیں ہوتا اس لئے فرمایا تمہارا تقویٰ سبب مغفرت بھی ہو آگے ہر معاملہ میں آسانی کے لئے مزید دعا فرمادی۔ (مرقاۃ ۲۱۰/۵)

نوع آخر:

(۵۰۳) - أخبرنا ابن مکرم ثنا نصر بن علی، ثنا مسلم بن إبراهیم، ثنا سعید بن أبی کعب، حدثنا موسی بن میسرة العبدی، عن أنس بن مالك رضی الله تعالی عنه قال: جاء رجل إلی النبی صلی الله علیه وسلم فقال: یا نبی الله! إنی أرید السفر، فقال لهٗ النبی صلی الله علیه وسلم متی؟ قال: غدا إن شاء الله! فأتاه فأخذ بیده، فقال: فی حفظ الله وفی کنفه.

﴿وَزَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰی، وَغَفَرَ ذَنْبَكَ، وَوَجَّهَكَ فِی الْخَیْرِ حَیْثُ تَوَجَّهْتَ، أَوْ قال: أَیْنَمَا تَوَجَّهْتَ.﴾

اخرجه الدارمی فی «سننه» (۲۶۷۱/۳۷۲/۲) والترمذی (۳۴۴/۵۰۰/۵) والطبرانی فی «الدعا» (رقم ۸۱۷) وابو عبدالله المقدسی فی «الاحادیث المحتاره» (۲۶۷۳/۲۳۲/۷) والحافظ فی «نتائج الافکار» کما فی «القنوحات الربانیه» (۱۲۰/۵)

ایک اور حدیث:

(۵۰۳) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں سفر پر جانا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کب؟ ان صاحب نے عرض کیا: ان شاء اللہ کل۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:“

﴿وزوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوىٰ، وَغفَرَ ذَنْبَكَ، وَوَجَّهَكَ فِي الْخَيْرِ حَيْثُ تَوَجَّهْتَ، أَوْ قال: أَيْنَمَا تَوَجَّهْتَ.﴾

تَرجَمَہ: ''اللہ تعالیٰ تقویٰ کو تمہارا توشہ بنا دیں، تمہارے گناہ معاف فرمائیں اور تم جہاں جاؤ وہاں تمہارے سامنے خیر لائیں۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مسافر کو سفر پر جانے سے پہلے اپنے بزرگوں سے نصیحت حال کرنی اور دعا کی درخواست کرنی چاہئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مسافر کو تقویٰ کی وصیت کرنی چاہئے۔ نیز آداب سفر کی تعلیم و تلقین کے ساتھ ساتھ مسافر کے لئے دعا بھی کرنی چاہئے کہ اس کا سفر آسانی سے ہو اور سفر کی مشقت اس کے لئے دور ہو جائے۔ (نزہۃ المتقین ۲/۳۲۷)

باب ما يقول إذا شيع رجالا

مسافر کو رخصت کرنے جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٥٠٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبانا هلال بن العلاء. ثنا عفان، ثنا حماد بن سلمة، أنبأنا أبو جعفر الخطمي، عن محمد بن كعب القرظي، عن عبدالله بن يزيد الخطمي، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا شيّع جيشا فبلغ ثنية الوداع قال:

﴿أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَأَمَانَاتِكُمْ وَخَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكُمْ﴾

اخرجه ابوداؤد (٣/٣٤/٢٦٠١) (١/٣٥٠) والترمذي (٥/٤٩٩/٣٤٤٣) (٢/١٨٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (٥/٢٥٠/٨٨٠٥) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٥٠٧) والحاكم في «المستدرك» (١/٦١٠)

(۵۰۴) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن یزید خطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ جب کسی لشکر کو رخصت فرمانے کے لئے جاتے تو جب ثنیۃ الوادع پر پہنچے تو یہ دعا پڑھتے (اور رخصت کرتے تھے):“

﴿أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَأَمَانَاتِكُمْ وَخَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكُمْ﴾

ترجمہ: ”میں تمہارے دین، امانت (دیانت) اور عمل (تمام کام) کے انجام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں (وہی سب کا محافظ ہے)۔“

فائدہ: ثنیۃ الوداع، کا معنی رخصت کی گھاٹی، ہے جو شخص سفر پر جاتا مدینہ والے اس کو رخصت کرنے کے لئے ان گھاٹیوں تک جاتے تھے۔ (نشر الطیب بتصرف صفحہ ۸۹)

نسائی کی روایت میں ہے کہ اس دعا کے بعد سلام بھی کرے۔ (نسائی عمل الیوم واللیلۃ رقم صفحہ ۵۱۶)

مطلب یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے دین، امانت اور اعمال کے انجام کی حفاظت کا سوال کرتا ہوں۔ دین کو امانت پر مقدم کیا حالانکہ امانت کو مقدم کرنا چاہئے تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ سفر میں عموماً مشقتوں اور تکالیف کا سامنا ہوتا ہے جس کی وجہ سے دینی امور میں اکثر سستی ہو جاتی ہے جیسے نماز کا وقت آگے پیچھے ہو جانا وغیرہ اس لئے اہتمام سے دین کو مقدم فرمایا۔

آخر میں عمل کے خاتمہ کا ذکر اس لئے فرمایا کہ عمل کا مدار اس کے خاتمہ پر ہوتا ہے۔

علماء نے مستحب لکھا ہے ہے کہ آدمی سفر میں جب بھی کسی ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرے تو کم از کم دو رکعت پڑھ کر جائے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۱۶، ۱۱۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جب بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے تو دو رکعت پڑھتے تھے۔ (فتوحات ربانیہ صفحہ ۵)

اس لئے مستحب ہے کہ اپنی اقامت اچھے عمل پر ختم کرے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۱۶)

باب ما يقول إذا ودع رجلا

جب آدمی (سفر کے لئے) رخصت ہوتو اس کو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(۵۰۵) - أخبرنا أبو يحيٰى الساجي، ثنا أحمد بن سعيد الهمذاني، ثنا ابن وهب، أخبرني الليث بن سعد وسعيد بن أبي أيوب، عن الحسن ابن ثوبان، أنه سمع موسى بن وردان يقول: أتيت أبا هريرة أو دعه لسفر أردته، فقال أبو هريرة رضي الله تعالى عنه: ألا أعلمك يا ابن أخي شيئا علمنيه رسول الله صلى الله عليه وسلم أقوله عند الوداع، قال: قلت: بلى، قال: قل:

﴿أَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا تَضِيْعُ وَدَائِعُهُ.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (۴۰۳/۲) وابن ماجه (۲۸۲۵/۹۴۳/۲) (ص۲۰۲) والنسائي في «السنن الكبرى» (۱۰۳۴۲/۱۳۰/۶) والطبراني في «الدعا» (رقم ۸۲۳) والديلمي في «مسند الفردوس» (۱۷۲۰/۴۲۳/۱)

(۵۰۵) ترجمہ: ”موسیٰ بن وردان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا کہ میں سفر پر جا رہا ہوں تو ان سے رخصت ہو آؤں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرے بھتیجے! میں تمہیں وہ دعا نہ سکھاؤں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھائی تھی کہ جب (سفر کے لئے) رخصت ہوتو اس دعا کو کہہ لیا کرو۔ میں نے کہا: ہاں ضرور۔ انہوں نے فرمایا: یہ دعا پڑھو۔“

﴿أَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا تَضِيْعُ وَدَائِعُهُ.﴾

ترجمہ: ”میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں جس کے سپرد کی ہوئی امانتیں ضائع نہیں ہوتی ہیں۔“

فائدہ: مسافر کے لئے مستحب یہ ہے کہ سفر سے پہلے اپنے متعلقین اور اہل اللہ سے مل لے ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب تم میں سے کوئی سفر کا ارادہ کرے تو اپنے بھائیوں سے رخصت ہو آئے اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں میں خیر ڈالتے ہیں۔

(کتاب الاذکار صفحہ ۲۰۴)

جب ان سے مل کر واپس ہونے لگے تو ان کو یہ دعا دے۔

حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو امانت رکھوائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔ (مسند احمد بحوالہ کتاب الاذکار صفحہ ۲۰۴)

اس دعا سے حفاظت کا ایک عجیب قصہ حدیث نمبر ۵۰۷ پر آرہا ہے۔

باب ما يقول إذا ودع من يريد الحج

جب حج کے لئے جانے والے کو رخصت کرے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٥٠٦) - حدثني أحمد بن يحيٰى بن زهير، ثنا الحسن بن يحيٰى الرازي، ثنا عاصم بن مهجع، ثنا ابن سالم الجهني إمام مسجد بني دارم، حدثني عبدالله بن عمر، حدثني نافع، عن سالم عن أبيه رضي الله تعالى عنه قال: جاء غلام إلى النبي ﷺ فقال: إني أريد هذا الوجه. الحج، قال: فمشى معه رسول الله ﷺ، فقال: يا غلام!

﴿زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوىٰ، وَوَجَّهَكَ فِي الْخَيْرِ، وَكَفَاكَ الْمُهِمَّ.﴾

فلما رجع الغلام سلم على رسول الله ﷺ، فرفع رأسه إليه فقال:

﴿يَا غُلَامُ! قَبِلَ اللّٰهُ حَجَّكَ، وَغَفَرَ ذَنْبَكَ، وَأَخْلَفَ نَفَقَتَكَ.﴾

وأخرجه الطبراني في «المعجم الكبير» (١٣١٥١/٢٩٢/١٢) وفي «المعجم الاوسط» (٤٥٤٨/١٦/٥) وفي «الدعا» (رقم٨١٩) والحافظ ابن حجر في «نتائج الافكار» كما في «الفتوحات الربانيه» (١٧٥/٥)

(۵۰۶) ترجمہ: ”حضرت سالم رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک لڑکا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں حج کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ (اس کو رخصت کرنے کے لئے) اس کے ساتھ چلے اور فرمایا:

﴿زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوىٰ، وَوَجَّهَكَ فِي الْخَيْرِ، وَكَفَاكَ الْمُهِمَّ.﴾

ترجمہ: ”لڑکے! اللہ تعالیٰ تمہارا توشہ تقویٰ بنا دیں، تمہیں خیر کی طرف لے جائیں اور تم نے جو ارادہ کیا ہے اس کے لئے کافی ہو جائیں۔“

جب وہ لڑکا واپس آیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف اپنا سر (مبارک) اٹھایا اور فرمایا:“

﴿يَا غُلَامُ! قَبِلَ اللّٰهُ حَجَّكَ، وَغَفَرَ ذَنْبَكَ، وَأَخْلَفَ نَفَقَتَكَ.﴾

ترجمہ: ”لڑکے! اللہ تعالیٰ تمہارا حج قبول فرمائیں، تمہارے گناہ معاف فرمائیں اور تمہارا خرچ

تمہیں واپس لوٹا دیں۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص حج کے لئے جائے تو اس کو یہ دعا دینی چاہئے اور واپسی پر بھی دوسری دعا دینی چاہئے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ مسافر کو رخصت کرنے کے لئے شہر کے کنارے تک اس کے ساتھ چل کر جانا سنت ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۵/۱۷۶)

اس سے معلوم ہوا کہ مسافر کو ریل کے اسٹیشن یا ہوائی جہاز یا گاڑیوں کے اڈے تک چھوڑنے کے لئے جانا بھی اسی سنت میں داخل ہے۔

باب ما يقول لأهله إذا ودعهم

اپنے گھر والوں سے رخصت ہوتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٥٠٧) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا هارون بن معروف، ثنا بشر بن حسان ابن السرى، ثنا ابن لهيعة، عن الحسن بن ثوبان، عن موسى بن وردان، قال: قال أبو هريرة رضي الله تعالى عنه: إني أعلمك كلمات علمنيهن رسول الله صلى الله عليه وسلم، إذا أردت سفرا أو تخرج مكانا تقول لأهلك:

﴿أَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا تَخِيْبُ وَدَائِعُهُ.﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (٤٠٣/٢) وابن ماجه (٢٨٢٥/٩٤٣/٢) (ص٢٠٢) والنسائى فى «السنن الكبرى» (١٠٣٤٢/١٣٠/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٥٠٨) وابن عدى فى «الكامل» (١٥٣/٣)

(۵۰۷) **ترجمہ:** ”حضرت موسیٰ بن وردان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں چند کلمات سکھاتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے۔ جب تم سفر کا ارادہ کرو یا گھر سے نکلو تو اپنے اہل وعیال کو (یہ کلمات) کہہ کر رخصت کرو:“

﴿أَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا تَخِيْبُ وَدَائِعُهُ.﴾

ترجمہ: ”میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد (حوالے) کرتا ہوں جس کے سپرد کی ہوئی امانتیں نامراد نہیں ہوتی ہیں۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس امانت رکھوائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔

علامہ ابن علان رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک آدمی سفر پر جا رہا تھا اس کی بیوی حاملہ تھی۔ اس نے کہا تم مجھے اس حال میں چھوڑے جا رہے ہو۔ اس آدمی نے کہا: جو تمہارے پیٹ میں بچہ ہے اس کو میں نے اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا جب واپس آیا تو اس کی بیوی کا انتقال ہو چکا تھا۔ رات کو یہ شخص اپنے چچازاد بھائیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ بقیع (قبرستان) میں ایک آگ دیکھی تو اس نے کہا: یہ آگ کیسی ہے؟ چچازاد بھائیوں نے کہا: یہ آگ روزانہ فلاں عورت (اس کی بیوی) کی قبر پر دیکھی جاتی ہے۔ اس شخص نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون یہ عورت تو راتوں کو اٹھنے والی روزے رکھنے والی عفیفہ مسلمان تھی۔ یہ شخص قبر کے پاس گیا تو دیکھا کہ قبر کھلی ہوئی ہے اور وہ عورت بیٹھی ہوئی ہے اور بچہ اس کے اردگرد کھیل رہا ہے۔ کسی پکارنے والے نے کہا: اے اللہ کے پاس امانت رکھوانے والے! اپنی امانت لے لے۔ (اخرجہ الحافظ بسندہ الی الطبرانی فی کتاب الدعا قال الحافظ بعد تخریجہ ہذا حدیث غریب موقوف رواتہ موثقون الا عبید بن اسحٰق العطار یعنی شیخ شیخ الطبرانی ضعفہ الجمہور ومشاہ ابوحاتم فتوحات ربانیہ ۱۱۴/۵)

باب ما يقول إذا انفلتت الدابة

جب جانور بدک جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(۵۰۸) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا الحسن بن عمر بن شقيق، ثنا معروف ابن حسان، ثنا أبو معاذ السمر قندى، عن سعيد، عن قتادہ، عن أبى بردة، عن أبيه، عن عبداللّٰه بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ أنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم: إذا انفلتت دابة أحدكم بأرض فلاة فلينادِ: يا عِبَادَ اللّٰهِ احْبِسوا، فإن للّٰه عزوجل فى الأرض حاضرا سيحبسه.

اخرجه ابويعلى فى «مسنده» (۵۲٦۹/۱۷۷/۹) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (۱۰۵۱۸/۲۱۷/۱۰) والديلمى فى «مسند الفردوس» (۱۳۱۱/۳۳۰/۱)

(۵۰۸) **تَرْجَمَہ:** ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی کا جانور کسی جنگل و بیاباں میں بھاگ جائے تو وہ (یہ کہہ کر) پکارے:

﴿يا عباد اللّٰه اِحبسوا﴾

تَرْجَمَہ: ''اے اللہ کے بندو! اس (جانور) کو پکڑو۔''

اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے موجود ہوتے ہیں وہ اس کو جلدی سے پکڑ لیں گے۔''

فَائِدَہ: ایک حدیث میں ہے کہ زمین میں اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے (انسانوں کے) محافظ فرشتوں کے علاوہ ہوتے ہیں جو درختوں کے پتے گرتے ہیں ان کو لکھتے ہیں۔ جب تم میں کسی کو جنگل میں کوئی پریشانی لاحق ہو جائے تو وہ کہے ''يَا عِبَادَ اللّٰهِ اعينوني'' اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ (فتوحات ربانیہ ۱۵۱/۵)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں ایک جماعت میں تھا کہ ہمارا جانور بھاگ گیا میں نے یہ الفاظ کہے تو وہ فوراً رک گیا۔ اس کے رکنے کا سبب اس دعا کے علاوہ کوئی نہ تھا۔ (الاذکار ۲۱۰)

باب ما يقول إذا عثرت دابته

جب جانور کو ٹھوکر لگ جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٥٠٩) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا عثمان بن عبدالله، ثنا أحمد ابن عبدة، ثنا محمد بن حمران القيسي، ثنا خالد الحذاء، عن أبي تميمة، عن أبي المليح، عن أبيه وهو أسامة بن عمير رضي الله تعالى عنه. قال: كنت ردف رسول الله ﷺ فعثر بعيرنا، فقلت: تعس الشيطان، فقال لي النبي ﷺ: لا تقل: تعس الشيطان، فإنه يعظم حتى يصير مثل البيت، ويقول: بقوتي، ولكن قل: (بسم الله) فإنه يصغر حتى يصير مثل الذباب.

اخرجه احمد في «مسنده» (٥/٣٦٥) وابوداؤد (٤/٢٩٦/٤٩٨٢) (٢/٣٢٤) والنسائي في «السنن الكبرى» (٦/١٤٢/١٠٣٨٨) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٥٥٥) والحاكم في «المستدرك» (٤/٣٢٤-٣٢٥)

(۵۰۹) **ترجمہ:** ''حضرت اسامہ بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (سواری پر) رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ ہمارا اونٹ پھسل گیا۔ میں نے کہا: شیطان ہلاک ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: شیطان ہلاک ہو جائے مت کہا کرو کیونکہ شیطان (اس سے خوشی سے پھول کر) گھر جتنا بڑا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے: میں نے اپنی قوت سے پھسلایا ہے بلکہ (اس موقع پر) بسم اللہ کہا کرو اس سے شیطان (ذلیل اور حقیر ہو کر) مکھی جتنا چھوٹا ہو جاتا ہے۔''

فائدہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہر کام کے ہونے نہ ہونے کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے اس لئے اس طرح کہنے کا مطلب یہ ہوگا کہ شیطان نے اس کو پھسلایا ہے اس لئے وہ ہلاک ہو جائے جس سے اس کام میں شیطان کے دخل اور تصرف کا وہم ہوتا ہے۔اس لئے اس حدیث میں ایسا کہنے کو منع فرمایا ہے۔ (کذافی البذل ۶/۴۷۴)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب سواری پھسل جائے یا اس میں کوئی خرابی پیش آجائے تو بسم اللہ کہنا چاہئے۔

باب ما يقول على الدابة الصعبة

جب شوخ سواری پر سوار ہو تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(۵۱۰) - حدثنا أبو لليث نصر بن القاسم، ثنا عبدالله بن عمر القواريرى، ثنا المنهال بن عيسى، ثنا يونس بن عبيد، قال ليس رجل يكون على دابة صعبة فيقول فى أذنها:
﴿أَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّإِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ.﴾
إلا ذلّت بإذن الله عزوجل.

ذكره القرطبى فى «تفسيره» (۱۲۷/٤-۱۲۸)

(۵۱۰) ترجمہ: ''حضرت یونس بن عبید سے منقول ہے کہ جو شخص کسی شوخ جانور پر سوار ہو اور وہ اس کے کان میں یہ (آیت) پڑھے تو وہ ٹھہر جائے گا یعنی اپنی شوخی سے باز آ جائے گا۔''
﴿أَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّإِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ.﴾
ترجمہ: ''کیا وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے علاوہ اور کوئی دین تلاش کرتے ہیں حالانکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ خوشی اور ناخوشی سے اللہ تعالیٰ کو ماننے والے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شوخ جانور جب شوخی کرے تو یہ آیات اس کے کان میں پڑھنی چاہئے کیونکہ ہر مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت ضروری ہے تو وہ ان آیات کی برکت سے اپنی شوخی چھوڑ دے گا۔

خوشی ناخوشی سے اللہ تعالیٰ کو ماننا

آسمان والے تمام خوشی خوشی اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور زمین والے بعض اللہ تعالیٰ کو خوشی سے مانتے ہیں اور بعض زمین والے خوف سے اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ مؤمن خوشی خوشی اللہ تعالیٰ کو مانتا ہے اور کافر اللہ تعالیٰ کے غلبہ وقہر سے مانتا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵: ۱۵۳)

اس حدیث سے ایک عبرت آمیز بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ جب ان آیات کی برکت سے ایک جانور اپنی شوخی چھوڑ دیتا ہے تو انسان اور خصوصاً مسلمان کو قرآن کریم کی آیات سن کر زیادہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری اختیار کرنی چاہئے اور نافرمانی چھوڑ دینی چاہئے۔

باب ما يقول إذا عثر فدميت أصبعه

جب ٹھوکر لگے اور انگلی زخمی ہو تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٥١١) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا خلف بن هشام، ثنا أبو عوانة، عن الأسود بن قيس، عن جندب بن سفيان رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دميت أصبعه في بعض المشاهد، فقال:

هل أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيْتِ ... وفي سَبِيْلِ اللّٰهِ ما لَقِيْتِ

أخرجه البخاری (٣/١٠٣١/٢٦٤٨) (١/٣٩٣) والمسلم (٣/١٤٢١/١٧٩٦) (٢/١١٩) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٦٢٠) وابويعلى فی «مسنده» (٣/١٠١/١٥٣٣) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (٢/١٧٢/١٧٠٨)

(۵۱۱) ترجمہ: ”حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی مبارک خون آلود ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شعر پڑھا۔“

هل أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيْتِ ... وفي سَبِيْلِ اللّٰهِ ما لَقِيْتِ

ترجمہ: ”(اے انگلی!) تو صرف ایک انگلی ہی تو ہے جو خون آلود ہوگئی (لیکن بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ) تجھے جو (خون آلودگی کی) تکلیف پہنچی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں پہنچی ہے۔“

فائدہ: عرب کی عادت تھی کہ جنگ کے موقع پر نشاط کی زیادتی اور بلند ہمتی کے حصول کے لئے اشعار استعمال کیا کرتے تھے۔

اس حدیث سے عمل طاعت میں نشاط حاصل کرنے کے لئے عمل بلند آواز استعمال کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔

(فتح الباری ١٠/١٦١)

ان اشعار سے نفس کا محاسبہ بھی ہے کہ ایک زخمی انگلی کی حیثیت ہی کیا ہے کہ وہ زخمی ہوگئی اس لئے اس کی پرواہ کرنا بے کار ہے ہاں کام کی بات تو یہ ہے کہ یہ زخم اللہ تعالیٰ کے راستے میں ملا ہے جو انتہائی اہمیت کی بات ہے۔ کیونکہ حدیث ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں زخمی ہو یا کوئی تکلیف پہنچے تو وہ زخم قیامت کے دن اسی طرح تر و تازہ آئے گا اس کا رنگ زعفران کی طرح اور خوشبو مشک کی طرح ہوگی۔ (ابوداؤد ۱/۳۴۴)

اسی موقع پر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار بھی منقول ہیں جو اپنی شہادت سے پہلے انہوں نے پڑھے تھے۔ اس میں بھی نفس کا محاسبہ اور عمل طاعت پر ابھارنا ہے۔ (ملخص فتح الباری ١٠/٥٤)

باب ما يحدى به في السفر

سفر میں حدی خوانی کرنا

(۵۱۲) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبأنا أحمد بن عبيدالله، ثنا محمد ابن علي المقدي، عن إسماعيل بن أبي خالد، عن قيس بن أبي حازم، عن عبدالله بن رواحة رضي الله تعالى عنه أنه كان مع النبي ﷺ في مسير له، فقال: يا ابن رواحة انزل فحرك الركاب، فقال: يا رسول الله ﷺ تركت ذلك، فقال عمر رضي الله تعالى عنه: اسمع وأطمع، فرمي بنفسه فقال:

اَللّٰهُمَّ لَوْ لَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا

اخرجه النسائي في «السنن الكبرى» (۵/۶۹-۷۰/۸۲۵۱) وفي «عمل اليوم والليلة» (۵۳۲) والروياني في «مسنده» (۳۲۲/۲۲۹/۱) والبيهقي في «السنن الكبرى» (۲۲۷/۱۰-۲۲۸) وابوعبدالله المقدسي في «الاحاديث المختارة» (۲۶۴/۳۸۲-۳۸۱/۱)

(۵۱۲) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ابن رواحہ! اترو اور سواری کو حرکت دو (یعنی حدی خوانی کرو تا کہ سواریاں تیز چلیں) عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! میں (حدی خوانی کو) ترک کر چکا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نے فرمایا: (ابن رواحہ!) سنو اور اطاعت کرو۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ سواری سے اترے اور حدی خوانی شروع کی اور یہ اشعار پڑھے۔“

اَللّٰهُمَّ لَوْ لَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا

ترجمہ: ”اے اللہ! اگر آپ ہمیں ہدایت نہ عطا فرماتے تو نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔ اے اللہ! ہم پر سکینہ (اطمینان وسکون) نازل فرمایئے اگر ہمارا دشمن سے سامنا ہو تو ہمارے قدم جما دیجئے۔“

فائدہ: علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدی خوانی کے جواز پر علماء کا اتفاق نقل فرمایا ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۵۳۸)

حدی اونٹوں کو ایک خاص گانے کی طرز پر چلانے کو کہتے ہیں۔ (فتح الباری ۱۰/۵۳۸)

کیونکہ یہ سفر کی تھکن کو کم کرتی ہے، نفس کو تازگی حاصل ہوتی ہے اور اونٹ بڑے طویل سفر بھی بہت جلد طے کر لیتے ہیں اور

بھاری بھاری بوجھ اٹھالے چلتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۴۶)

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے شاعروں میں سے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو یہ آپ ﷺ کی سواری کے سامنے اشعار پڑھتے ہوئے جا رہے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: عبداللہ بن رواحہ! رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور حرم اللہ میں اشعار پڑھتے ہو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمر! اس کو چھوڑ دو پڑھنے دو یہ اشعار ان کفار پر تیروں سے زیادہ تیز لگتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۴۷، ۱۴۸)

(٥١٣) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا هدبة بن خالد، ثنا قتادة، عن أنس رضي الله تعالى عنه، أن رسول الله ﷺ كان لهٗ حاد يقال: (انجشة) وكان حسن الصوت، فقال لهٗ النبي ﷺ: رويدك يا أنجشة لا تكسر القوارير، يعني ضعفة النساء.

اخرجه احمد في «مسنده» (١١١/٣) والبخاري (٥٨٥٧/٢٢٩٤/٥) (٩٠٨/٢) والمسلم (٢٣٢٣/١٨١٢/٤) (٢٥٥/٢) وابويعلى في «مسنده» (٢٨٦٨/٢٥٠/٥) وابن حبان في «صحيحه» (٥٨٠١/١١٩/١٣)

(۵۱۳) ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک حدی خوان تھے جن کو انجشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہا جاتا تھا۔ وہ خوش آواز تھے۔ (ایک مرتبہ وہ حدی خوانی کر رہے تھے اور آپ ﷺ اپنی ازواج کے ساتھ تھے تو) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انجشہ! شیشوں کو نہ توڑو۔ اس ارشاد مبارک کا مطلب عورتوں کے ضعف کی طرف اشارہ تھا۔“

فائدہ: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو شیشہ کی بوتل کے ساتھ ان کے عزائم کی کمزوری کی وجہ سے تشبیہ دی ہے کہ عورتوں کے عزائم بھی کمزور ہوتے ہیں جلد بدل جاتے ہیں جس طرح شیشہ کی بوتل کمزور ہوتی ہے اور جلد ٹوٹ جاتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ عورتیں چونکہ اپنے عزائم میں پختہ کار نہیں ہوتی ہیں اور انجشہ جو آپ ﷺ کے غلام تھے ان کی آواز اچھی تھی تو یہ عورتوں کے لئے فتنہ نہ ہو جائے اور ان کے دلوں میں ان کی حدی خوانی اثر انداز نہ ہو جائے۔

ایک مطلب یہ ہے کہ سواری پر عورتیں ہیں یہ کمزور نازک ہوتی ہیں اس لئے آہستہ آہستہ لے کر چلو جس طرح سواری پر اگر شیشہ کی بوتلیں ہوں تو آہستہ آہستہ لے کر چلتے ہیں تاکہ ٹوٹ نہ جائیں یہی حال عورتوں کا ہے کہ یہ کمزور ہوتی ہیں جلد تھک جاتی ہیں زیادہ ہلنے جلنے میں ان کو تکلیف زیادہ ہوتی ہے وغیرہ۔ (ملخص فتح الباری ۱۰/۵۴۴ تا ۵۴۶، شرح مسلم نووی ۲/۲۵۵)

باب ما يقول إذا كان في سفر فاسحر

سفر میں جب سحر ہو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٥١٤) - أخبرني أبو عبدالرحمن، أنبأنا يونس بن عبدالأعلى، عن ابن وهب، قال: حدثني أيضا. يعني سليمان بن بلال. عن سهيل بن أبي صالح، عن أبيه عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم إذا كان في سفر فأسحر يقول:

﴿سَمَّعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَاءِ هِ عَلَيْنَا، رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَأَفْضِلْ عَلَيْنَا، عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ.﴾

اخرجه المسلم (٢٧١٨/٢٠٨٦/٤) (٣٤٩/٢) وابوداؤد (٥٠٨٦/٣٢٣/٤) (٣٣٨/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (٨٨٢٨/٢٥٧/٥) وابن خزيمه في «صحيحه» (٢٥٧١/١٥٢/٤) والحاكم في «المستدرك» (٦١٥/١)

(۵۱۴) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ہوتے تو صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے:''

﴿سَمَّعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَاءِ هِ عَلَيْنَا، رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَأَفْضِلْ عَلَيْنَا، عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ.﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا، ان کے فضل و انعام اور ہم پر اس کے احسان و خوبی کو ہر سننے والے نے سن لیا (یعنی سب گواہ ہیں) اے ہمارے رب! آپ (سفر میں) ہمارے ساتھی بن جایئے، اور ہم پر فضل و انعام فرمایئے (میں) دوزخ کی آگ سے پناہ لیتے ہوئے (یہ کہہ رہا ہوں)۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب آدمی سفر میں صبح کرے تو یہ دعا پڑھے۔ صبح کے وقت کا مطلب یہ ہے کہ جب سفر میں صبح کے وقت کھڑے ہوتے یا سوار ہوتے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر صبح کو اختتام پذیر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے۔
(شرح مسلم للنووی ۳۴۹/۲)

سننے والے نے سن لیا۔ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اس ذکر پر ہر سننے والے کو گواہ بنانا ہے کہ ہر ایک ہماری اس حمد وثناء کو سن کر وہ اس پر گواہ ہو گیا ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۳۴۹/۲، بذل ۲۹۸/۶)

اس سے صبح کے وقت ذکر کی اہمیت معلوم ہوئی۔ (شرح مسلم للنووی ۳۴۹/۲)

باب ما يقول إذا صلى الصبح في سفر

سفر میں صبح کی نماز کے بعد کیا پڑھنا چاہئے

(٥١٥) - أخبرني محمد بن حمدان بن سفيان، ثنا علي بن إسماعيل البزار، ثنا سعيد بن سليمان، ثنا إسحاق بن يحيى بن طلحة، حدثني ابن أبي بريدة الأسلمي، عن أبيه رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا صلى الصبح قال. ولا أعلمه قال إلا في سفر. رفع صوته حتى يسمع أصحابه:

﴿اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ عِصْمَةَ أَمْرِيْ، اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِيْ ثلاث مرات، اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيَ الَّتِيْ إِلَيْهَا مَرْجَعِيْ، ثلاث مرات، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، اَللّٰهُمَّ أَعُوْذُ بك ثلاث مرات، لا مانع لما أَعْطَيْتَ ولا مُعْطِيَ لما مَنَعْتَ، ولا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدِّ.﴾

قد مرتخريجه (برقم ١٢٧)

(۵۱۵) ترجمہ: ''حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھتے تو اپنی آواز بلند فرماتے (اور دعا پڑھتے) یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بھی سن لیتے۔ (وہ دعا یہ ہے)۔''

﴿اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ عِصْمَةَ أَمْرِيْ، اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِيْ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ میرے دین کو درست کر دیجئے جو میرے (ہر) کام کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور میری دنیا کو درست کر دیجئے جس میں مجھے زندگی بسر کرنی ہے (تین مرتبہ فرمایا)۔''

پھر تین مرتبہ یہ دعا فرمائی:

﴿اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيَ الَّتِيْ إِلَيْهَا مَرْجَعِيْ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میری آخرت کو درست کر دیجئے جہاں مجھے لوٹ کر جانا ہے۔''

پھر تین مرتبہ یہ دعا فرمائی:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، اَللّٰهُمَّ أَعُوْذُ بِكَ﴾

تَرْجَمَہ: ''اے اللہ! میں آپ کی خوشی کے ذریعہ آپ کی ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں (تین مرتبہ فرمایا)۔''

پھر فرمایا:''

﴿اَللّٰهُمَّ لا مانع لما أَعْطَيْتَ ولا مُعْطِيَ لما مَنَعْتَ، ولا يَنْفَع ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدِّ.﴾

تَرْجَمَہ: ''اے اللہ! جس کو آپ عطا فرمائیں اس سے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جس سے آپ روک لیں اس کو کوئی دینے والا نہیں ہے اور کسی دولت مند کی دولت آپ کے عذاب سے (بچانے کے بارے میں) نفع نہیں دے سکتی ہے۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ سفر میں صبح کی نماز کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہئے۔ اگر روزانہ ہی پڑھ لی جائے تو کیا ہی اچھی بات ہے ایک جامع دعا جو ہر قسم کی دنیاوی اور اخروی بھلائیوں پر مشتمل ہے۔

باب ما يقول إذا صعدفي عقبة

جب گھاٹی پر چڑھے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٥١٦) - حدثنا عبدان، ثنا إسماعيل بن زكريا، ثنا حفص بن غياث، عن أشعث بن عبدالملك، عن الحسن، عن جابر بن عبدالله رضي الله تعالى عنه قال: كناإذا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم على أكمة كبَّرنا و إذا صعدنا على جبل كبَّرنا، و إذا هبطنا سبَّحْنَا.

اخرجه احمد في «مسنده» (٣٣٣/٣) والبخاري (٢٨٣١/١٠٩١/٣) (٤٢٠/١) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠٣٧٥/١٣٩/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم٥٤٢) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٥٠٤٢/١٩٠/٥)

(۵۱۶) ترجمہ: ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (ایک سفر میں) تھے۔ جب ہم کسی ٹیلے پر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے اور جب پہاڑ پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب (پہاڑ یا ٹیلے سے) نیچے اترتے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔''

فائدہ: پہاڑ (یا کسی اونچائی) کو دیکھتے وقت آدمی کے دل میں اس کی بڑائی کا اثر ہوتا ہے تو جب بھی کسی بڑی چیز کو دیکھا جائے تو ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو اپنے دل میں بٹھانے کا حکم کیا گیا ہے کہ ہر قسم کی بڑائی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

اترتے وقت سبحان اللہ کہنے کا حکم اس لئے ہے کہ اترنا کسی چیز کی پستی اور تنزل کی نشانی ہے اس موقع پر سبحان اللہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کے بے عیب ہونے کو اپنے دل میں بٹھانے کا حکم ہے کہ وہ ہر عیب پستی وغیرہ سے پاک ہے۔

(ملخص فتح الباری ۱۳۵/۶، فتح الباری ۱۸۸/۱۱، فتوحات ربانیہ ۱۳۹/۵)

خلاصہ یہ کہ ہر بڑی اور عجیب چیز کو دیکھ کر بڑائی بیان کی جائے اور نقص وکمی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی جائے۔

(٥١٧) - أخبرنا محمود بن محمد، ثنا العباس بن عبدالعظيم العنبري، ثنا يحيى بن سعيد، عن سليمان التيمي عن أبي عثمان النهدي، عن أبي موسى الأشعري رضي الله تعالى عنه قال: أخذ القوم في عقبة. أو قال: في ثنية. كلما علا عليها رجل نادى بأعلى صوته: لا إله إلا الله والله أكبر، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنكم لا تدعون أصم ولا غائبا، ثم قال: يا أبا موسى، أو يا عبدالله بن قيس! ألا أدلك على كنز من كنوز الجنة؟ قلت: بلى يا رسول الله! قال: تقول:

﴿ لا حول ولا قوة إلا بالله. ﴾

اخرجه البخاري (٣٩٦٨/١٥٤١/٤) (٩٤٤/٢) والمسلم (٢٧٠٤/٢٠٧٨/٤) (٣٤٦/٢) وابوداؤد (١٥٢٦/١٠١/٣) (٢١٤/١) والترمذي

(۳۳۷٤/٤٥٧/٥) (۱۷٥/۲) وابن حبان في «صحيحه» (۸۰٤/۷٤/۳)

(۵۱۷) ترجمہ: ''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: لوگ ایک گھاٹی میں چل رہے تھے کہ ایک آدمی جب گھاٹی پر چڑھتا تو بلند آواز سے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ﴾

کہتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ نہ تو کسی بہرے کو پکارتے ہو اور نہ ہی کسی غائب کو پکارتے ہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوموسیٰ! یا عبداللہ ابن قیس! کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم:

﴿لا حول ولا قوة إلا بالله.﴾

کہا کرو۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلا ضرورت بلند آواز سے ذکر کرنا ناپسندیدہ ہے کیونکہ بلند آواز سے اس وقت پکارا جاتا ہے جبکہ مخاطب دور ہو (یا بہرا ہو) اللہ تعالیٰ نہ تو دور ہیں اور نہ ہی بہرے ہیں کہ ان کو بلند آواز سے پکارا جائے بلکہ وہ تو خوب سننے والے اور بہت ہی قریب ہیں۔ ہاں اگر ضرورت ہو تو بلند آواز سے ذکر کیا جا سکتا ہے۔

(ملخص نووی شرح مسلم ۲/۳۴۵، فتوحات ربانیہ ۵/۱۴۴)

بلند آواز سے کرنے والے اذکار:

حج کا تلبیہ بلند آواز سے کہنا مستحب ہے۔ (شرح مسلم نووی ۱/۳۷۶)

عیدالاضحیٰ کے لئے جاتے ہوئے راستے میں بلند آواز سے تکبیر تشریق کہنا چاہئے۔ (فتح القدیر ۲/۴۱)

ایام تشریق میں ہر نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیر تشریق کہنی چاہئے۔ (امداد الاحکام نقلاً عن الدر ورد ۱/۷۳۴)

باب ما يقول إذا أشرف على واد

جب کسی وادی پر پہنچے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٥١٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا عبدة بن عبدالله الصفار، عن زهير، ثنا عاصم الأحول، عن أبى عثمان، حدثنى أبو موسى رضي الله تعالى عنه قال: كنا مع رسول الله ﷺ فى سفر، فأشرف الناس على واد، فجهروا بالتهليل والتكبير. الله أكبر، لا إله إلا الله. ورفع عاصم صوته، فقال النبى ﷺ: يا أيها الناس! اربعوا على أفسكم، الذى تدعون ليس بأصم، إنه سميع قريب، إنه معكم، ثم أعادها ثلاث مرات. قال أبو موسى: فسمعنى أقول وأناخلفه: لا حول ولا قوة إلا بالله، قال: يا عبدالله بن قيس! ألا ذلك على كنز من كنوز الجنة؟ قلت: بلى! فداك أبى وأمى، قال:

﴿لا حول ولا قوة إلا بالله.﴾

أحرجه البخارى (٣٩٦٨/٥٤١/٤) (٩٤٤/٢) والمسلم (٢٧٠٤/٢٠٧٨/١٥٤١/٤) (٣٤٦/٢) وابوداؤد (١٥٢٦/١٠١/٣) (٢٤١/١) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٥٣٨) وابن حبان فى «صحيحه» (٨٠٤/٨٤/٣)

(۵۱۸) ترجمہ: ”حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (ایک) سفر میں تھے۔ لوگ ایک وادی پر پہنچے تو بلند آواز سے لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنے لگے۔ (راوی حدیث) عاصم نے (بھی حدیث نقل کرتے ہوئے) اپنی آواز بلند کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! اپنے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو (یعنی بلا وجہ بلند آواز سے کہہ کر مشقت میں نہ پڑو بلکہ آہستہ آواز سے کہو) جس ذات کو تم پکار رہے ہو وہ بہری نہیں ہے۔ بلاشبہ وہ (اللہ) ہر بات سننے والے اور قریب ہیں۔ وہ تمہارے ساتھ ہیں۔ یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے سنا کہ میں آپ ﷺ کے پیچھے:

﴿لا حول ولا قوة إلا بالله.﴾

پڑھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عبداللہ بن قیس! میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں بتائیے میرے باپ ماں آپ پر قربان ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:“

﴿لا حول ولا قوة إلا بالله.﴾

فَائِدَہ: علماء نے لکھا ہے کیونکہ یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری، ہر معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے اور اللہ تعالیٰ اطاعت کے اقرار کا کلمہ ہے نیز اس میں اس بات کا بھی اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر کام کے ہونے نہ ہونے کے مالک ہیں کسی کام میں بندے کو کوئی دخل نہیں ہے اس لئے اس کو جنت کا خزانہ فرمایا ہے۔ (نووی شرح مسلم ۲/۳۴۶، کذا فی فتح الباری)

خزانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا ثواب جنت میں محفوظ ہو جاتا ہے اور جنت نہایت ہی قیمتی مال ہے۔

(شرح مسلم نووی ۲/۳۴۶)

اس کلمہ کا معنی یہ ہے کہ ہر شر کے واقع ہونے، گناہوں سے بچنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے اور ہر چیز کا حاصل ہونا، طاعت کو اختیار کرنا صرف اللہ تعالیٰ کی قوت وطاقت سے ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۳۴۶)

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اس کی کثرت کا حکم فرمایا۔

(ترغیب عن ابی رہریرہ فتوحات ربانیہ ۱/۲۳۸)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے معراج کی شب میں رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرمایا: اپنی امت کو حکم فرمایئے لاحول ولا قوۃ الا باللہ (کہہ کر) جنت کے پودوں کو زیادہ لگائیں ایک جگہ ارشاد مبارک ہے کہ یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔

حضرت محمد بن اسحاق رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی سے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک کہ جنت اور دوزخ میں مخاصمہ ہوا تو جنت نے کہا: میرے اندر ضعفاء داخل ہوں گے تو ضعیف کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: جو دن میں بیس یا پچاس مرتبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہہ کر اپنے سے بری ہو جائے۔ (قال القرطبی مثل ہذا لا یقال رایا فیکون قبیل المرفوع فتوحات ربانیہ ۱/۲۴۳، ۲۴۴)

باب ما يقول إذا أوفى على فدفد من الأرض

جب کسی اونچائی پر چڑھے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٥١٩) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا العباس بن الوليد النرسي، ثنا يحيٰى بن سعيد، ثنا عبدالله بن عمير، عن نافع عن عبدالله بن عمر، قال: كان رسول الله ﷺ إذا قفل من الجيوش أو السرايا أو الحج أو العمرة أو رقى ثنية أو فدفدا، كبر ثلاثا، ثم قال:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا للّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

ثم قال:

﴿آئِبُوْنَ، تَائِبُوْنَ، حَامِدُوْنَ، لِرَبِّنَا سَاجِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ.﴾

اخرجه البخاری (٢٩١٨/١١٢١/٣) (٩٤٤/٢) والمسلم (١٣٤٤/٩٨٠/٢) (٢٦/٢) والنسائی فی «السنن الكبرى» (٤٢٤٣/٤٧٧/٢) وفی «عمل اليوم والليلة» (٥٤٠) والطبرانی فی «الدعا» (٨٤٦)

(۵۱۹) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (کسی) لشکر، سریہ حج اور عمرہ سے واپس تشریف لاتے اور کسی چوٹی یا سخت بلند جگہ پر چڑھتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا للّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ (اپنی ذات و صفات میں) یکتا ہیں ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ان ہی کا (سارا) ملک ہے اور ان ہی کے لئے ہی (ہر قسم کی) حمد وثنا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔''

پھر یہ دعا پڑھتے:''

﴿آئِبُوْنَ، تَائِبُوْنَ، حَامِدُوْنَ، لِرَبِّنَا سَاجِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ.﴾

ترجمہ: ''ہم (سفر) سے لوٹنے والے، توبہ کرنے والے (اپنے رب کی) تعریف والے ہیں اللہ تعالیٰ

نے اپنا وعدہ (مکہ کی فتح کا) پورا کر دیا، اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد فرمائی اور اکیلے ہی کافروں کے لشکروں کو شکست دے دی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی چوٹی یا سخت زمین پر چڑھے تو پہلے تین مرتبہ اللہ اکبر کہے بعد میں لا الٰہ اللہ وحدہ الخ ساری دعا پڑھے۔ یعنی اوپر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر کہے پھر دعا پڑھے آئبون تائبون۔ یہ دعا واپس لوٹتے وقت پڑھے ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کو پڑھتے ہوئے مدینہ میں داخل ہوتے تھے۔

یہ دعا ہر سفر سے واپسی کے وقت پڑھ سکتے ہیں۔ (کلہ من فتح الباری ۱۱/۱۸۹، کذا فی الفتوحات الربانیہ ۵)

باب ما يقول إذا علا شرفا من الأرض

جب زمین کی کسی بلندی پر چڑھے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٥٢٠) - أخبرنا أحمد بن عبدالجبار، ثنا أبو بكر أبي شيبة، ثنا وكيع، ثنا أسامة بن زيد، عن سعيد المقبري، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: أراد رجل سفرا، فأتى النبي ﷺ، فقال: يا رسول الله! أوصني، قال: أوصيك بتقوى الله، والتكبير على كل شرف.

تقدم تخريجه (برقم ٥٠١)

(۵۲۰) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفر کا ارادہ کیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے (کچھ) وصیت فرمایئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور ہر اونچی جگہ چڑھتے وقت اللہ اکبر کہنے کی وصیت کرتا ہوں۔''

فائدہ: اس حدیث سے بھی بلندی پر چڑھتے وقت اللہ اکبر کہنا معلوم ہوا باقی تفصیل گزشتہ احادیث میں گزر چکی ہے۔

نوع آخر:

(٥٢١) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا خلف بن هشام، ثنا حماد بن زيد، عن أيوب، عن أبي عثمان، عن أبي موسى رضي الله تعالى عنه قال: كنا مع رسول الله ﷺ في سفر، فكان القوم إذا علوا شرفا كبروا، فقال النبي ﷺ. يا ايها الناس! اربعوا على أنفسكم، فإنكم لا تدعون أصم ولا غائبا، ولكن تدعون سميعا قريبا، قال: وأنا أقول: لا حول ولا قوة إلا بالله، فقال: يا عبدالله بن قيس! ألا أدلك على كنز من كنوز الجنة:

﴿لا حول ولا قوة إلا بالله.﴾

مضى تخريجه (برقم ٥١٨)

ایک اور حدیث:

(۵۲۱) ترجمہ: ''حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ لوگ (بلند آواز سے) اللہ اکبر کہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگو! اپنے اوپر نرمی کرو (بلند آواز سے اللہ اکبر کہہ کر خود کو مشقت میں نہ ڈالو) تم لوگ نہ تو کسی بہرے کو پکار رہے ہو اور نہ ہی کسی غائب کو پکار رہے

ہو بلکہ تم تو ہر بات کو سننے والے اور (جو تمہارے) قریب ہے اس کو پکار رہے ہو۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں (اس وقت):

﴿لا حول ولا قوة إلا بالله.﴾

پڑھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عبداللہ بن قیس! کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (وہ خزانہ):

﴿لا حول ولا قوة إلا بالله.﴾

ہے۔"

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کیا: ضرور بتایئے آپ ﷺ نے فرمایا۔ تم کہو "**لاحول ولا قوة الا بالله**" تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے فرمانبرداری کی اور وہ فرمانبردار ہو گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ "**لاحول ولا قوة الا بالله**" جنت کے پودے ہیں۔ (فتح الباری ۱۱/۵۰۱)

باقی تفصیل گزشتہ احادیث میں گزر چکی ہے۔

نوع آخر:

(۵۲۲) - أخبرنا أبو القاسم بن منيع، ثنا شيبان بن فروخ، ثنا عمارة ابن زاذان، عن زياد النميري، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: كان النبي ﷺ إذا علا شرفا من الأرض قال:

﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ، وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.﴾

أخرجه أحمد في «مسنده» (۳/۱۲۷) وابو يعلى في «مسنده» (۷/۲۷٦/٤۲۹۷) والطبراني في «الدعا» (رقم۸٤۹) وابن عدى في «الكامل» (۵/۸۰) والديلمي في «مسند الفردوس» (۱/٤٤۵/۱۸۱۳)

ایک اور حدیث:

(۵۲۲) ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب زمین کی کسی اونچی جگہ پر چڑھتے تو یہ دعا پڑھتے:"

﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ، وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.﴾

ترجمہ: "اے اللہ! ہر بزرگی کے موقع پر بزرگی و برتری آپ ہی کے لئے ہے اور ہر حال میں آپ ہی کا شکر ہے۔"

باب ما يقول إذا تغولت الغيلان

جنگل بیاباں میں بھوت پریت گھیر لے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۵۲۳) - حدثنا محمد بن خزيم بن مروان، ثنا هشام بن عمار، ثنا سويد بن عبدالعزيز، ثنا هشام بن حسان، عن الحسن، عن جابر بن عبدالله رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ قال: إن الله عزوجل رفيق يحب الرفق، فإذا سافرتم في الخصب، فأمكنوا الركاب أسنتها، ولا تجاوزوا بها المنازل، و إذا سرتم في الجدب فاستجوا، وعليكم بالدلجة، فإن الأرض تطوى، و إذا تغولت بكم الغيلان فنادوا بالأذان، و إياكم والصلٰوة على جواد الطريق، فإنها ممر السباع ومأوى الحيات.

اخرجه احمد في «مسنده» (۳۰۵/۳) وابوداؤد (۲۷/۳-۲۸/۲۵۷۰) (۳۴۷/۱) وابن ماجه (۱۱۹/۱/۳۲۹) (ص۲۸) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم۹۵۵) وابويعلى في «مسنده» (۱۵۳/٤/۲۲۱۹)

(۵۲۳) **ترجمہ:** ”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نرم و مہربان ہیں اور نرمی و مہربانی کو پسند فرماتے ہیں جب تم (سفر کے دوران) سرسبز زمین میں سفر کرو تو سواریوں کو خوب چرنے دو، سواریوں کو غیر معروف راستے پر نہ لے جاؤ (کہ یہ سوار اور سواریوں کی تھکاوٹ کا سبب ہوگا) اور جب تم قحط زدہ زمین پر گزرو (جس میں گھاس وغیرہ نہ ہو) تو جلدی سے گزر جاؤ۔ تم رات میں سفر کرنے کو لازم پکڑ لو کیونکہ زمین (رات میں) لپیٹ دی جاتی ہے اور اگر بھوت پریت تمہیں راستہ بھلا دیں تو تم اذان کہو۔ تم راستے کے درمیان نماز پڑھنے سے بچو کیونکہ وہ درندوں کے گزرنے کی جگہ اور سانپوں کے رہنے کی جگہ ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب جنگل بیاباں میں کوئی بھوت پریت نظر آئے تو اذان کہنی چاہئے جس کی وجہ سے وہ بھاگ جاتا ہے۔

نیز اس حدیث میں آپ ﷺ نے سفر کے چند اصول و آداب بیان فرمائے ہیں کہ سفر میں بلاوجہ مشقت اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نرم و مہربان ہیں ان کی آسانی چاہتے ہیں تنگی نہیں چاہتے ہیں اپنے بندوں پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔

اسی طرح جب سواری کا گزر گھاس چارے والی جگہ پر ہو تو اس کو وہاں چرنے دینا چاہئے ایسا نہ ہو کہ کہیں آگے چارہ نہ ملے کہ بعد میں مشقت ہو، معلوم جگہ سے نامعلوم جگہ سفر نہیں کرنا چاہئے اس میں خود کو اور سواری کو تھکانا ہے، جہاں گھاس وغیرہ نہ ہو

وہاں جلدی سے گزر جانا چاہئے کہ تاخیر کی صورت میں جانور کو پریشانی ہو۔

رات کے ابتدائی حصہ میں سفر کرنا چاہئے چونکہ زمین کے حصے ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں جس کی وجہ سے بڑی طویل مسافت بھی جلدی طے ہو جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ رات کو بھی کچھ چل لیا کرو کیونکہ رات کو چلنا آسان ہوتا ہے آدمی سمجھتا ہے تھوڑا چلا لیکن وہ بہت زیادہ چل چکا ہوتا ہے۔

راستے کے درمیان میں نماز وغیرہ نہیں پڑھنی چاہئے ایک روایت میں راستے میں قضائے حاجت کو بھی منع فرمایا ہے کہ یہ لعنت کی جانے والی جگہوں میں سے ہے۔ کیونکہ یہ حشرات الارض رات کو راستوں میں پھرتے ہیں تا کہ راہ گیروں سے جو کچھ گرتا ہے اس کو کھالیں۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ٤٧٠،٤٧١، فتوحات ربانیہ ١٦١/٥، مرقاۃ ٣٠٨/٧، بتصرف)

اذان اس لئے کہی جائے کہ جب شیطان اذان کی آواز سنتا ہے تو بھاگ جاتا ہے تا کہ اذان کی آواز نہ سنے اس موقع پر جو کچھ قرآن کریم کی آیات یاد ہوں وہ پڑھ لینی چاہئے تین مرتبہ "العنك وبلعنة الله التامه" اور "اعوذ بالله منك" تین مرتبہ پڑھے۔ (مسلم عن ابی الدرداء کتاب الاذکار صفحہ ١٢٢)

آیۃ الکرسی پڑھے۔ (فتوحات ربانیہ ١٦٢/٥)

(شیطان کے بھاگنے کی وجہ دیکھنے کے لئے دیکھیں فتوحات ربانیہ ٧٤/٢،٧٥)۔

باب ما يقول إذا رأى قرية يريد دخولها

جب کوئی ایسی بستی دیکھے جس میں داخل ہونا چاہتا ہو تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٥٢٤) - أخبرنا أبو العباس محمد بن الحسن بن قتيبة، ثنا محمد ابن أبى السرى العسقلانى، قال، قرىء على حفص بن ميسرة الصنعانى وأنا أسمع، حدثنى موسى بن عقبة، عن عقبة، عن عطاء بن أبى مروان، عن أبيه أن كعبا حلف بالذى فلق البحر لموسى عليه السلام أن صهيبا حدثه أن النبى ﷺ لم ير قرية يريد دخولها إلا قال حين يراها:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظْلَلْنَ، وَرَبَّ الْأَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا أَقْلَلْنَ، وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا أَضْلَلْنَ، وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ، فَإِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا، وَخَيْرَ أَهْلِهَا، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ أَهْلِهَا وَمِنْ شَرِّ مَا فِيْهَا.﴾

اخرجه النسائى فى «السنن الكبرى» (١٠٣٧٧/١٣٩/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم٥٤٣) وابن خزيمه فى «صحيحه» (٢٥٦٥/١٥٠/٤) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٧٢٩٩/٣٣/٨) والحاكم فى «المستدرك» (٦١٤/١)

(۵۲۴) ترجمہ: ”حضرت کعب احبار رحمہ اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی کہ اس ذات کی قسم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا کو پھاڑا کہ صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی کسی ایسی بستی کو دیکھتے جس میں داخل ہونا چاہتے تو اس بستی کو دیکھتے وقت یہ دعا پڑھتے:“

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظْلَلْنَ، وَرَبَّ الْأَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا أَقْلَلْنَ، وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا أَضْلَلْنَ، وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ، فَإِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا، وَخَيْرَ أَهْلِهَا، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ أَهْلِهَا وَمِنْ شَرِّ مَا فِيْهَا.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! ساتوں آسمانوں اور ان تمام چیزوں کے رب جن پر یہ سایہ کئے ہوئے ہیں، ساتوں زمینوں اور ان تمام چیزوں کے رب جنہیں زمین اٹھائے ہوئی ہے، شیاطین اور ان لوگوں کے رب جن کو ان (شیاطین) نے گمراہ کیا ہے، ہواؤں اور ان چیزوں کے رب جن کو ہواؤں نے بکھیرا ہے، (اے ہمارے رب!) ہم آپ سے اس بستی میں جو کچھ ہے اور اس بستی والوں کی خیر کو مانگتے ہیں اور آپ سے

اس بستی، اس بستی میں جو کچھ ہے اور اس بستی والوں کی برائی (اور) شر سے پناہ مانگتے ہیں۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے قریب پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: ٹھہرو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم رک گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر آگے بڑھو (بستی میں داخل ہو جاؤ)۔ (فتوحات ربانیہ ٥/١٥٨)

اس سے معلوم ہوا کہ بستی میں داخل ہونے سے پہلے ٹھہر کر دعا کرنی چاہئے اور ہر امیر لشکر کو دعا کے لئے ٹھہرا سکتا ہے۔

باب ما يقول إذا أشرف على مدينة

جب کسی شہر کے پاس آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٥٢٥) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبانا عبدالرحمن بن عبدالله بن عبدالحكم، ثنا سعيد بن عفير، ثنا يحيٰى بن أيوب، عن قيس بن سالم، أنه سمع أبا أمامة رضي الله تعالى عنه يقول: سمعت أبا هريرة رضي الله تعالى عنه يقول: إذا أشرفوا على المدينة:

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا فِيْهَا رِزْقًا وَّقَرَارًا﴾

قال: كانوا يتخوفون جور الاولاة، وقحوط المطر.

اخرجه النسائي في «السنن الكبرى» (١٠٣٨٧/١٤٢/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٥٥٣) والعقيلي في «الضعفاء» (١٥٢٦/٤٦٩/٣) والطبراني في «الدعا» (رقم ٨٣٧) والمزي في «تهذيب الكمال» (٤٩٠٥/٤٠-٣٩/٢٤)

(٥٢٥) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ! لوگ کس چیز سے ڈرتے تھے کہ جب وہ شہر کے قریب پہنچتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:''

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا فِيْهَا رِزْقًا وَّقَرَارًا﴾

ترجمہ: ''(اے اللہ!) ہمیں اس شہر (اور بستی) میں رزق اور ٹھکانہ عطا فرمایئے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگ حکمرانوں کے ظلم اور بارشوں کے قحط سے ڈرتے تھے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہر میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

نوع آخر:

(٥٢٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبانا عمران بن موسى، ثنا عبدالوارث، أنبأنا يحيٰى بن أبي إسحاق، ثنا أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم مقفله من عسفان، فلما أشرف على المدينة قال:

﴿آئِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ﴾

فلم يزل يقول ذلك حتى دخلنا المدينة.

اخرجه ابن سعد في «الطبقات الكبرى» (١٢٤/٨) والبخاري (٥٨٣١/٢٢٨٧/٥) (٤٣٤/١) والمسلم (١٣٤٥/٩٨٠/٢) (٤٣٥/١) والنسائي في «السنن الكبرى» (٤٢٤٧/٤٧٨/٧) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٥٥١)

ایک اور حدیث:

(۵۲۶) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم عسفان سے لوٹتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب آپ ﷺ مدینہ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی:“

﴿آئِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ﴾

ترجمہ: ”(ہم اپنے سفر سے) لوٹنے والے، (اپنے رب کی) عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی حمد وثنا بیان کرنے والے ہیں۔“

آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ میں داخل ہوگئے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ دعا پڑھتے ہوئے شہر میں داخل ہونا چاہیے۔

لوٹنے والے ہیں یعنی اپنے سفر سے سلامتی کے ساتھ اپنے وطن لوٹنے والے ہیں یا غیب (غیر موجودگی) سے حاضر ہونے والے ہیں یا غفلت سے ذکر کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

توبہ کرنے والے ہیں یعنی ہم گناہوں سے توبہ کرنے والے ہیں۔ بظاہر مطلب یہ ہے کہ ہم لوٹنے والے اور توبہ کرنے والے ہیں یہ تحدیث بالنعمہ کے طور پر ہے اور اللہ تعالیٰ کی طاعت پر ثابت قدم رہنے کے لئے ہے۔

رب کی ثنا بیان کرنے والے ہیں یعنی صرف اپنے رب ہی کی ثنا خوانی کرتے ہیں کسی اور کی نہیں کرتے ہیں۔ (مرقاۃ ۱۹۸/۵)

نوع آخر:

(۵۲۷) - حدثني عمر بن سهل، ثنا عبداللّٰه بن المفضل، ثنا إسحاق بن البهول، ثنا إسحاق بن عيسى، عن الحسن بن الحكم، عن عيسى بن ميمون، عن القاسم، عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان رسول اللّٰه ﷺ إذا أشرف على أرض يريد دخولها، قال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرِ مَا جَمَعْتَ فِيْهَا، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَمَعْتَ فِيْهَا، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا، وَأَعِذْنَا مِنْ وَبَاهَا، وَحَبِّبْنَا إِلٰى أَهْلِهَا، وَحَبِّبْ صَالِحِيْ أَهْلِهَا إِلَيْنَا.﴾

اخرجه الطبراني في «المعجم الاوسط» (٤٧٥٥/٨٨/٥) وفي «الدعا» (رقم ٨٣٥) باختلاف يسير.

ایک اور حدیث:

(۵۲۷) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی ایسی جگہ (بستی یا زمین) پر پہنچتے جس میں داخل ہونا چاہیے تو یہ دعا پڑھتے:“

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرِ مَا جَمَعْتَ فِيْهَا، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَمَعْتَ فِيْهَا، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا، وَأَعِذْنَا مِنْ وَبَاهَا، وَحَبِّبْنَا إِلٰى أَهْلِهَا، وَحَبِّبْ صَالِحِيْ أَهْلِهَا إِلَيْنَا.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ سے اس بستی اور جو کچھ آپ نے اس بستی میں رکھا ہے اس کی خیر (اور بھلائی) مانگتا ہوں اور اس بستی اور جو کچھ اس بستی میں آپ نے رکھا ہے اس کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! آپ ہمیں اس بستی کے ثمرات (اور فائدے) عطا فرمایئے اور اس بستی کی وبا (وبیماری) سے ہماری حفاظت فرمایئے اور اس بستی والوں میں ہمیں محبوب بنا دیجئے اور اس کے نیک لوگوں کی محبت ہمیں عطا فرمایئے۔''

فائدہ: بستی کی خیر کا مطلب یہ ہے کہ اس کو ہمارے لئے مبارک بنا دیں کہ ہم اس میں طاعت وعبادت میں مشغول ہوں اور سلامتی وعافیت کے ساتھ رہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۵۸)

بستی والوں سے مراد علماء وصلحاء ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۵۸)

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ کسی ایسی بستی کو دیکھتے تو تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے: "اللهم بارك لنا فيها" (اے اللہ! اس بستی کو ہمارے لئے بابرکت بنا دیں)۔

پھر مذکورہ بالا دعا پڑھتے تھے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۵۹)

باب ما يقول إذا نزل منزلا

جب کسی جگہ اترے تو کیا دعا پڑھے

(٥٢٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا الليث بن سعد، عن يزيد بن أبي حبيب، عن الحارث بن يعقوب، عن يعقوب بن عبدالله، عن بسر بن سعيد عن سعد بن أبي وقاص، عن خولة بنت حكيم رضي الله تعالى عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من نزل منزلا، ثم قال:

﴿أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.﴾

لم يضره شيء حتى يرتحل من منزله ذلك.

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (٢٩٤٠٩/٥٣/٦) واحمد فی «مسنده» (٣٧٧/٦) والمسلم (٢٧٠٨/٢٠٨٠/٤) (٣٤٨/٢) والترمذی (٣٤٣٧/٤٩٦/٥) (١٨٢/٢) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٥٦٠)

(۵۲۸) ترجمہ: ”حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص (سفر میں) کسی جگہ اترے پھر یہ دعا پڑھے:“

﴿أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.﴾

ترجمہ: ”میں اس چیز کے شر سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے ذریعے سے پناہ لیتا ہوں۔“

تو اس کو اس جگہ سے جانے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔“

فائدہ: سفر میں خواہ رات ہو یا دن جب بھی کہیں اترے یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔ (نزہۃ المتقین ۱/۷۳۴)

مطلب یہ ہے کہ جب تک اس وادی سے دوبارہ کوچ نہ کیا جائے گا کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

اس دعا میں زمانۂ جاہلیت کی اس عادت پر انکار ہے کہ جب وہ کہیں قیام کرتے تو کہتے ہم اس وادی کے سردار سے پناہ مانگتے ہیں اور مراد ان کی جن وغیرہ ہوتے تھے۔

تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ تعلیم فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نقصان نہیں پہنچاتا اس لئے اللہ تعالیٰ ہی سے پناہ مانگی جائے۔ (مرقاۃ ۵/۲۰۰ بتصرف یسیر)

نوع آخر:

(٥٢٩) - حدثنا عبدان وأبو عروبة قالا: ثنا عمرو بن عثمان، ثنا بقية ابن الوليد، قال: قال شعبة: حدثني قتادة، عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: كنا إذا نزلنا سبحنا حتى نحل الرحال، قال شعبة: يعني سبحنا باللسان.

اخرجه عبدالرزاق فی «المصنف» (٥/١٦٧/٩٢٦٣) والبخاری فی «تاریخ الکبیر» (٣/٤٩/١٨٣) وابوداؤد (٣/٢٤/٢٥٥١) (١/٣٤٥) والطبرانی فی «المعجم الاوسط» (٢/٩٨/١٣٧) وابوعبدالله المقدسی فی «الاحادیث المختارہ» (٧/١٣٣/٢٥٦٦)

ایک اور حدیث:

(۵۲۹) ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم کسی جگہ قیام کے لئے ٹھہرتے تو سبحان اللہ کہتے رہتے تھے یہاں تک کہ ہم سواریوں پر سے سامان کھول لیتے تھے۔''

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ جب کسی جگہ اترتے تو سبحان اللہ کہتے رہتے یہاں تک کہ سواریوں پر سے سامان کھول لیتے تھے۔ ایک روایت ہے کہ ہم نماز نہ پڑھتے جب تک کہ ہم اپنی سواریوں پر سے سامان نہ کھول لیتے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ باوجود نماز کے شوقین ہونے کے سواریوں کا خیال رکھتے تھے اور پہلے ان کے بوجھ اتار لیتے پھر نماز پڑھتے اس میں سے جانوروں کی رعایت اور شفقت ہے۔ (مرقاۃ ۷/۳۳۶)

جانوروں کے حقوق

ایک روایت میں ارشاد مبارک ہے کہ لوگو! اپنے جانوروں کی پیٹھوں کو منبر نہ بناؤ (کہ بلاضرورت ان پر بیٹھے رہے)۔

(ابوداؤد ۱/۳۴۷ عن ابی ہریرہ)

ایک روایت میں ہے کہ ان بے زباں جانوروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو جب ان پر سواری کرو تو اچھی حالت میں (جب ان کا پیٹ بھرا ہوا ہو) کرو اور جب ان کو چھوڑو تو اچھی حالت میں (کھلا پلا کر) چھوڑو۔ (ابوداؤد عن سہل بن حنظلیہ ۱/۳۴۵)

ایک گدھے کے چہرے پر داغے گئے نشان کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جس نے ایسا کیا ہے۔

(احمد عن جابر معارف الحدیث ۶/۱۴۳)

باب ما يقول إذا قفل من سفره

سفر سے واپسی پر کونسی دعا پڑھنی چاہئے

(٥٣٠) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا عبدالله بن محمد بن أسما، ثنا جويرية، عن نافع عن عبدالله بن مسعود رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ كان إذا قفل كبر ثلاثا ثم قال:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، آئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ تَائِبُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ﴾

مضى تخريجه (برقم ٥١٩)

(٥٣٠) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر سے واپس لوٹتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر (یہ) دعا پڑھتے:''

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، آئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ تَائِبُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ (اپنی ذات وصفات میں) یکتا ہیں ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ان ہی کے لئے (ساری) بادشاہی اور تمام تر تعریف ہے وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔ (ہم اپنے سفر سے) لوٹنے والے، عبادت کرنے والے، توبہ کرنے والے، اپنے رب کو سجدہ کرنے والے اور (اپنے رب کی) تعریف کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا، اپنے بندے (محمد ﷺ) کی مدد فرمائی اور تمام لشکروں کو اکیلے ہی شکست دی۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر سے واپس لوٹتے وقت مدینہ کے پاس پہنچتے تو یہ دعا پڑھتے اور پڑھتے ہوئے مدینہ میں داخل ہوتے تھے۔

لوٹنے والے کا مطلب غفلت سے لوٹنے والے ہیں۔ توبہ کرنے والے توبہ گزشتہ گناہ کو آئندہ نہ کرنے کو کہتے ہیں۔

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ توبہ کا مطلب بری چیز سے اچھی چیز کی طرف لوٹنا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا توبہ کرنا تواضع اور امت کو توبہ سکھانے کے لئے ہے۔ (کذا من فتوحات ربانیہ ۵/۱۳۰)

باب ما يقول إذا قدم من سفر فدخل على أهله

جب سفر سے واپس آئے اور اپنے گھر والوں کے پاس جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۵۳۱) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا خلف بن هشام البزار، ثنا أبو الأحوص، عن سماك، عن عكرمة، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا أراد ان يخرج في سفر قال:

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الضِّبْنَةِ فِي السَّفَرِ، والكآبة فِي الْمُنْقَلَبِ، اَللّٰهُمَّ اقْبِضْ لَنَا الْأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ.﴾

فإذا أراد الرجوع قال:

﴿آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ﴾

فإذا دخل على أهله قال:

﴿تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا أَوْبًا، لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا.﴾

أخرجه أحمد في «مسنده» (۱/۲۵۵) وابويعلى في «مسنده» (۳۰۷) وابن حبان في «صحيحه» (۶/۴۳۱/۲۷۱۶) والطبراني في «المعجم الاوسط» (۲/۱۴۶-۱۴۷/۱۵۲۸) والبيهقي في «السنن الكبرى» (۵/۲۵۰/۱۰۰۸۴)

(۵۳۱) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کے لئے (گھر سے) نکلتے تو (یہ) دعا پڑھتے:“

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةِ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الضِّبْنَةِ فِي السَّفَرِ، والكآبة فِي الْمُنْقَلَبِ، اَللّٰهُمَّ اقْبِضْ لَنَا الْأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ ہی سفر میں ہمارے رفیق ہیں اور ہمارے گھر والے کے لئے (ہمارے) قائم مقام ہیں۔ اے اللہ! میں آپ سے سفر میں تنگی سے اور سفر سے تکلیف دہ واپسی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! آپ ہمارے لئے زمین کو لپیٹ دیجئے اور ہمارے لئے سفر کو آسان کر دیجئے۔“

جب (سفر سے واپس تشریف لاتے تو (یہ) دعا پڑھتے:

﴿آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ﴾

ترجمہ: ''(ہم اپنے سفر سے) لوٹنے والے، (اپنے گناہوں سے) توبہ کرنے والے، (اپنے رب کی) عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔''

جب اپنے گھر والوں کے پاس تشریف لے جاتے تو (یہ) دعا پڑھتے:

﴿تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا أَوْبًا، لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا.﴾

ترجمہ: ''ہم اپنے رب سے توبہ کرتے ہیں (اور ایسی توبہ کرتے ہیں) جو ہمارا کوئی گناہ نہ چھوڑے۔''

فائدہ: سفر خواہ کسی بھی قسم کا ہے طاعت مباح، مستحب یا معصیت ہی کا کیوں نہ ہو ہر سفر سے واپسی کے وقت یہ دعا پڑھی جا سکتی ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۱۸۹)

ان دعاؤں کا مطلب عبادت میں اپنی تقصیر کا اظہار ہے (کہ ہم سے جو عبادت میں کمی رہی اس لئے ہم توبہ کرتے ہوئے لوٹتے ہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضعاً یہ دعا پڑھی یا امت کو سکھانے کے لئے یا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت ہی کے لئے توبہ فرمائی۔

توبہ کے ایک معنی طاعت پر دوام استمرار کے بھی ہوتے ہیں مطلب یہ کہ (ہم طاعت پر ہمیشہ قائم رہیں اور) کوئی گناہ ہی نہ ہو۔ (فتح الباری ۱۱/۱۸۹)

باب ما يقول لمن قدم من الغزو

جو شخص غزوے سے واپس آئے اس کو کیا دعا دینی چاہئے

(٥٣٢) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا إبراهيم بن الحجاج السامي، ثنا حماد بن سلمة، عن سهيل بن أبي صالح، عن سعيد بن يسار، عن أبي طلحة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ قال: إن الملائكة لا تدخل بيتا فيه تصاوير ولا كلب، قال زيد بن خالد الجهني لأبي طلحة: قم بنا إلى عائشة نسالها عن هذا، فأتيا عائشة فسألاها، فقالت: أما هذا فإني لا أحفظه عن رسول الله ﷺ، ولكن كان رسول الله في مغزى له، فتحينت قفله، فكسوت عريش بيتي نمطا، فلما دخل استقبلته، فأخذت بيده، فقلت:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَصَرَكَ وَأَعَزَّكَ وَأَكْرَمَكَ.﴾

فنظرت إليه فرأيت الكراهية في وجهه، حتى تمنيت أني لم أكن فعلته، ونزع يده من يدي، ثم أتى النمط فامتشطه، ثم قال: يا عائشة: إن الله عزوجل لم يأمرنا فيما رزقنا أن نكسوا الحجارة واللبن، فجعلته وسادتين، فجلس عليهما رسول الله ﷺ، ولم يكرههما.

اخرجه احمد في «مسنده» (٣٠/٤) والبخاري (٣٠٥٣/١١٧٩/٣) (٤٥٨/١) والمسلم (٢١٠٧/١٦٦٦/٣) (٢١٣/٢) وابوداؤد (٤١٥٣/٧٣/٤) (٢١٦/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (٩٧٦٤/٤٩٩/٥)

(٥٣٢) ترجمہ: ”حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس گھر میں تصویر اور کتا ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: ہمارے ساتھ حضرت عائشہ کے پاس چلو ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ یہ دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور ان سے پوچھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات یاد نہیں کی ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ ایک غزوے میں تشریف لے گئے تھے میں آپ ﷺ کی واپسی کا انتظار کر رہی تھی۔ میں نے (اہتمام کے لئے) اپنے گھر کی چھت کو چادر سے ڈھانک دیا (تا کہ خوبصورت لگے) جب آپ ﷺ (گھر میں) داخل ہوئے تو میں نے آپ ﷺ کا استقبال کیا،

میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور کہا:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَصَرَكَ وَأَعَزَّكَ وَأَكْرَمَكَ.﴾

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے آپ کی مدد فرمائی آپ کو عزت عطا فرمائی اور آپ کا اکرام فرمایا۔''

میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو آپ کے چہرے مبارک پر ناگواری کے اثرات کو پایا یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ کاش میں ایسا نہ کرتی۔ آپ کا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ آپ ﷺ پردے کے پاس گئے اور اس کو پھاڑ دیا اور فرمایا: عائشہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو کچھ دیا ہے اس میں ہمیں یہ حکم نہیں ہے کہ ہم پتھروں اور مٹی کو پہنائیں (حضرت عائشہ فرماتی ہیں) میں نے اس کپڑے سے دو تکیہ بنا دیئے آپ ﷺ ان سے سہارا لگا کر بیٹھ گئے اور ان کو ناپسند نہیں فرمایا۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی سفر سے واپس آئے تو گھر والوں کو اس کا استقبال کرنا چاہئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی غزوے میں تشریف لے جاتے تو میں آپ کی واپسی کی جستجو میں لگی رہتی تھی۔ جب آپ ﷺ تشریف لاتے تو دروازے پر آپ ﷺ کا استقبال کرتی پھر یہ دعا پڑھتی تھی۔ (فتوحات ربانیہ عن ابی طلحہ ۵/۱۷۴)

(اگلی حدیث نمبر ۵۳۴ کے فائدہ میں اس موقع کے مستحب اعمال بیان کئے گئے ہیں)۔

تصویر کی ممانعت اس وقت ہے جب کہ وہ جاندار کی تصویر ہو اور وہ دیوار پر لٹکائی ہوئی یا ایسے کپڑے پر بنی ہوئی ہو جس کو پہنا گیا ہو اور ایسی جگہ ہو جہاں اس کو عزت کی وجہ سے لگایا جائے (جیسے دیوار وغیرہ پر لٹکایا گیا ہو) یہ سب ممنوع ہے اور اگر ایسی جگہ ہو جو ذلت کی جگہ ہو جیسے قالین پر جس کو پیر سے روندا جائے یہ ممنوع نہیں ہے۔ (بذل ۵/۶۸)

یہ مسئلہ تصویروں کے رکھنے یا استعمال کا ہے لیکن ان کو بنانا تو کسی صورت جائز نہیں ہے۔ (مظاہر حق ۴/۲۴۴)

بلکہ شدید حرام ہے گناہ کبیرہ ہے ہاں (غیر جاندار) پہاڑ درخت وغیرہ کی تصویر حرام نہیں ہے۔ (مرقاۃ ۸/۳۲۶)

کتے سے مراد جو کتا بلاضرورت پالا جائے اگر ضرورت کے لئے جیسے شکار کے لئے، کھیتی کے لئے اور چوکیداری کے لئے جائز ہے یہ فرشتوں کے داخل ہونے سے مانع نہیں ہے۔ (بذل ۵/۶۸)

فرشتوں سے مراد ان فرشتوں کے علاوہ جو بندوں کے اعمال لکھنے اور اس کی حفاظت پر مامور ہیں کیونکہ وہ تو ان سے کسی وقت بھی جدا نہیں ہوتے ہیں۔ (مرقاۃ ۸/۳۲۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دیواروں کو پردوں سے ڈھانکنا ناپسندیدہ ہے کیونکہ یہ اسراف ہے۔ (بذل ۵/۶۹)

باب ما يقول لمن قدم من حج

جب کوئی حج سے واپس آئے تو کیا دعا دینی چاہئے

(٥٣٣) - حدثني أحمد بن يحيٰى بن زهير، ثنا الحسن بن يحيٰى، ثنا عاصم بن مهجع، ثنا سلمة بن سالم، ثنا عبيدالله بن عمر، عن نافع، عن سالم، عن أبيه رضي الله تعالىٰ عنه قال: جاء غلام إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: إني أريد هذا العام الحج، فقال: فمشى معه رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: يا غلام!

﴿زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَوَجَّهَكَ فِي الْخَيْرِ، وَكَفَاكَ الْمُهِمَّ﴾

فلما رجع الغلام، سلم على النبي صلى الله عليه وسلم، قال: فرفع رأسه إليه فقال: يا غلام!

﴿قَبِلَ اللّٰهُ حَجَّكَ، وَغَفَرَ ذَنْبَكَ، وَأَخْلَفَ نَفَقَتَكَ.﴾

مضى تخريجه (برقم ٥٠٦)

(٥٣٣) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک لڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں اس سال حج کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لڑکے کے ساتھ چلتے ہوئے گئے اور فرمایا: لڑکے۔''

﴿زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَوَجَّهَكَ فِي الْخَيْرِ، وَكَفَاكَ الْمُهِمَّ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تمہارا توشہ تقویٰ کو بنائیں اور خیر کی جانب تمہیں لے جائیں اور تمہارے کاموں کے لئے کفایت فرمائیں۔''

جب وہ لڑکا واپس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم) کو سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: لڑکے۔''

﴿قَبِلَ اللّٰهُ حَجَّكَ، وَغَفَرَ ذَنْبَكَ، وَأَخْلَفَ نَفَقَتَكَ.﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تمہارے حج کو قبول فرمائیں، تمہارے گناہ معاف فرمائیں اور تمہارا (آمد و رفت کا) خرچ واپس عطا فرمائیں۔''

فائدہ: یہ دعا خواہ حج سے آنے والا ہو یا عمرہ سے آنے والا ہو دونوں کو دی جا سکتی ہے۔

تمہارا توشہ آخرت بنائیں یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری باطنی قوت کو زیادہ کریں تاکہ تم متقین اور صالحین میں شمار ہو جاؤ۔
تمہارے گناہ معاف فرمائیں یعنی تمہارے ظاہری باطنی گناہوں کو معاف فرمائیں۔
تمہارے کاموں کی کفایت فرمائیں یعنی تمہارے دنیا و آخرت کے جو کام ہیں اس میں تمہاری کفایت فرمائیں۔
تمہارا حج قبول فرمائیں یعنی تمہارا حج اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو جائے۔

قبولیت حج کی علامت حج اور حاجی کی دعا کی فضیلت

حج سے پہلی حالت سے اچھی حالت کے ساتھ لوٹے اور پھر گناہوں کی طرف نہ لوٹے۔

(کلہ من الفتوحات الربانیہ ۵/۱۷۵،۱۷۶)

تمہارا نفقہ لوٹا دے یعنی تمہیں اس کا بدلہ اور عوض عطا فرمائے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۷۶)
یہ مضمون کئی احادیث میں وارد ہے کہ حاجی کو حج سے غنا حاصل ہوتا ہے ایک روایت میں ارشاد مبارک ہے کہ حج کرو غنی ہو جاؤ گے۔ (کنز)
ایک روایت میں ہے کہ حج اور عمرہ کی کثرت فقر کو روکتی ہے۔ (کنز)
ایک روایت میں ہے کہ حاجی ہرگز فقیر نہیں ہوگا۔ (حوالوں کے لئے دیکھیں فضائل حج صفحہ ۲۳، مزید فضائل اور تفصیل کے لئے دیکھیں صفحہ ۲۳، ۹۳)۔
سلف کا معمول تھا کہ حاجی کو رخصت کرنے اس کے ساتھ چل کر جاتے اور واپسی پر اس کا استقبال کرتے اور اس سے دعا کی درخواست کرتے تھے۔ (فضائل حج صفحہ ۲۲)
ایک روایت میں اس کی ترغیب آئی ہے کہ حاجی سے دعا کی درخواست کی جائے چنانچہ ارشاد مبارک ہے کہ تمہاری حاجی سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کرو، مصافحہ کرو اور اس سے اپنے لئے گھر میں جانے سے پہلے مغفرت کی دعا کراؤ کیونکہ وہ گناہوں سے پاک ہو کر آیا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۷۷)
ایک روایت میں ہے کہ اے اللہ! آپ حاجی کی مغفرت فرمایئے اور حاجی جس کے لئے مغفرت کی دعا کرے اس کی بھی مغفرت فرمایئے۔ (کتاب الاذکار)
حاجی کی دعا بقیہ ذی الحج محرم صفر اور ربیع الاول کے دس دن تک قبول ہوتی ہے۔ (عن عمر فتوحات ربانیہ ۵/۱۷۷)

باب ما يقول لمن يقدم عليه من سفر

جب کوئی سفر سے واپس آئے تو کیا دعا دینی چاہئے

(٥٣٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا إسحاق بن إبراهيم، أنبأنا المخزومي، ثنا وهيب، ثنا عبدالله بن عثمان بن خثيم، عن مجاهد، عن السائب ابن أبي السائب، وكان يشارك رسول الله ﷺ في الجاهلية، قال: فقدم على رسول الله ﷺ، فقال:

﴿مَرْحَبًا بِأَخِي لَا تُدَارِيْ وَلَا تُمَارِيْ.﴾

اخرجه ابن ابی شیبه في «المصنف» (٧/٤٠٩-٤١٠/٣٦٩٤٨) واحمد في «مسنده» (٣/٤٢٥) وابوداؤد (٤/٢٦٠/٤٨٣٦) (٢/٣٠٨) والحاكم في «المستدرك» (٢/٦٩) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٦/٧٨)

(۵۳۴) ترجمہ: ”حضرت سائب بن ابوسائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو زمانہ جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کے (تجارت میں) شریک تھے فرماتے ہیں: وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے بھائی خوش آمدید! نہ کوئی دھوکہ ہے اور نہ کوئی جھگڑا ہے۔“

فائدہ: سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی تجارت میں رسول اللہ ﷺ کے شریک تھے۔ (بذل ۶/۲۴۷)

جب کوئی سفر سے واپس آئے اس وقت کے چند مستحب اعمال

❖ اس کا استقبال کرنا، اس کے لئے شہر کے کنارے تک جانا جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا معمول تھا۔
❖ گھر والوں کو اس کے لئے کھانا پکانا سنت ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۷۴، ۱۷۵)
❖ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگوں نے اونٹ یا گائے ذبح کی۔ (بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۳۳۹)
اس سے معلوم ہوا کہ جس کے ہاں کوئی سفر کر کے آئے تو اس ان کو بقدر وسعت تکلف کرنا چاہئے۔ (مرقاۃ ۷/۳۳۲)
❖ آنے والے سے معانقہ کرنا، مصافحہ کرنا، اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دینا سنت ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۷۴)

واپس آنے والے کے لئے چند مستحب اعمال

❖ شہر و محلہ میں آکر سب سے پہلے مسجد جا کر دو رکعت پڑھنی چاہئے۔ (متفق علیہ عن جابر مشکوٰۃ صفحہ ۳۳۹)
❖ اگر رات تاخیر سے آئے تو گھر نہ جائے۔ اگر سفر قریب کا ہے یا گھر والوں کو آنے کی اطلاع ہے تو پھر گھر جانے میں کوئی حرج نہیں۔ (شرح مسلم نووی ۲/۱۴۵)
❖ جو لوگ ملنے آئیں ان کو کھانا کھلانا سنت ہے۔ (مرقاۃ ۷/۳۳۲)

باب ما يقول إذا دخل على مريض

جب مریض کی عبادت کے لئے جائے تو اس کو کیا کہنا چاہئے

مریض کی عیادت کرنا مسلمان کا حق ہے، اللہ تعالیٰ عیادت پر کیا ثواب عطا فرماتے ہیں، مریض کی عیادت کرنا، اس کو تسلی دینا، دعائیں دینا، اس سے دعاؤں کا طالب ہونا، مریض کے ساتھ کن باتوں کی رعایت کرنی چاہئے، حالت مرض میں صبر کرنا اور دعاؤں کا پڑھنا نیز عیادت کے کیا آداب ہیں۔ اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ باب اوران کے ذیل میں تیس احادیث ذکر فرمائی ہیں

(۵۳۵) - أخبرنا أبو علي، ثنا إبراهيم بن الحجاج، ثنا حماد بن سلمة، عن سنان بن ربيعة، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل على اعرابي يعوده وهو محموم، فقال النبي صلى الله عليه وسلم:

﴿كَفَّارَةٌ وَطَهُوْرٌ﴾

فقال الأعرابي: حمى تفور، على شيخ كبير، تزيره القبور، فقام النبي صلى الله عليه وسلم وتركه.

اخرجه احمد في «مسنده» (۲۵۰/۳) والبخاري (۷،۳۲/۲۷۱۷/۶) (۵۱۱/۱) وابو يعلى في «مسنده» (۴۲۳۲/۲۳۱/۷) وابن قانع في «معجم الصحابه» (۳۳۱/۱) والطبراني في «المعجم الكبير» (۷۲۱۳/۳۰۶/۷)

(۵۳۵) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دیہات کے رہنے والے صحابی کے پاس ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ ان کو بخار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان سے ارشاد) فرمایا:

﴿كَفَّارَةٌ وَطَهُوْرٌ﴾

ترجمہ: ”(یہ بیماری) ہر قسم کے گناہ کا کفارہ اور ہر قسم کی ظاہری باطنی آلودگی سے پاک کرنے والی ہے۔“

ان دیہات کے رہنے والے صاحب نے کہا: بخار بوڑھے آدمی کو (جب) تیز ہوتا ہے تو اس کو قبر کے قریب کر دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ان کو چھوڑ کر چلے آئے۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو ”لابأس طهور ان شاء الله“ فرماتے تھے۔ (بخاری ۸۴۵/۲)

اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

❶ امام کے لئے اپنی رعیت کی عیادت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر چہ وہ دیہاتی اور اجڈ ہی کیوں نہ ہو۔
❷ عالم کے لئے کسی جاہل کی عیادت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے تا کہ وہ اس کو ایسی باتوں کی نصیحت کرے جس سے اس کو نفع ہو اور صبر کی تلقین کرے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ناراض نہ ہو ورنہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جائیں گے اس کی تکلیف پر اس کو تسلی دے اور دوسری بیماری کے نہ ہونے پر اس کو رشک دلائے اس کو اور اس کے گھر والوں کو تسلی دے۔
❸ مریض کو بھی چاہئے وہ عیادت کرنے والے کی بات کو اچھی طرح قبول کرے۔ (فتح الباری ۱۰/۱۱۹)

(جیسے وہ کہے کہ تم جلد ٹھیک ہو جاؤ گے تو یہ کہے ہاں ان شاء اللہ) کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ ان صاحب نے دوبارہ یہی کہا کہ بخار ہے جو بوڑھے کو قبر سے قریب کرنے والا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا تو ایسا ہی ہے وہ شخص صبح مر گیا۔

(بخاری، علامات نبوۃ ۱/۵۱۱)

مرض مسلمان کے لئے گناہوں کے کفارے اور ان سے پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔ اس حالت میں مریض کو کیا کرنا چاہئے۔ نیز حالت مرض میں انسان پریشان ہو جاتا ہے بعض اوقات اس پر ناامیدی چھا جاتی ہے اس حالت میں اس کی عیادت کر کے اس کو تسلی دینی چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی ترغیب دی اور خود بھی عیادت فرمائی۔

نوع آخر:

(۵۳٦) - أخبرنی الحسین بن محمد، ثنا یزید بن محمد بن عبدالصمد، ثنا سلیمان بن عبدالرحمن، ثنا عبدالأعلی بن محمد البصری، عن یحیٰی ابن سعید المدینی. ولیس هو یحیٰی بن سعید بن قیس. عن الزهری عن القاسم أبی عبدالرحمن، عن أبی أمامة رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عن رسول الله ﷺ قال: من تمام العیادة أن تضع علی المریض یدك فتقول:

﴿كَيْفَ أَصْبَحْتَ أَوْ كيف أَمْسَيْتَ﴾

أخرجه الترمذی (۲۷۳۱/۷٦/۵) (۱۰۲/۲) والرویانی فی «مسنده» (۲۷۳۱/۲۸۷/۲) والعقیلی فی «الضعفاء الکبیر» (۱۰۲٦/٦۱/۳) والطبرانی فی «المعجم الکبیر» (۲۱۱/۸-۲۱۲-۷۸۵٤) والبیهقی فی «شعب الایمان» (۹۲۰٦/۵۳۹/٦)

ایک اور حدیث:

(۵۳٦) ترجمہ: ”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مکمل عیادت یہ ہے کہ تم مریض پر اپنا ہاتھ رکھو اور کہو! (یعنی اس سے پوچھو) تمہاری صبح یا شام کس حال میں ہو رہی ہے۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس کی پیشانی یا ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر اس سے اس کا حال معلوم کرے۔

(ترمذی کتاب الاذکار صفحہ ۱۳۳)

رسول اللہ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو ان کی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور ان کے چہرے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا اور ان کی شفا کی دعا فرمائی۔ (بخاری ۲/۸۴۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کی عیادت فرماتے تو اپنا ہاتھ اس کی تکلیف کی جگہ پر رکھتے اور بسم اللہ پڑھتے تھے۔ (فتح الباری ۱۰/۱۲۱)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مریض کی عیادت کرتے وقت اس کے چہرے یا اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا اور اس وقت بسم اللہ کہنا چاہئے۔

ہاتھ رکھنے کی حکمت ہے کہ اس سے مریض سے انسیت حاصل ہوتی ہے (جو مریض کی تسلی کا سبب ہوتی ہے) اور مریض کے درد کا اندازہ ہوتا ہے تاکہ آدمی اس کے لئے عافیت کی جیسی ضرورت ہو دعا کرے۔ بعض اوقات آدمی دم بھی کرتا ہے۔ بعض اوقات ہاتھ لگانے سے مرض کا اندازہ ہو جاتا ہے تو مریض کو اس کے مطابق باتیں بتائی جاتی ہیں وغیرہ۔

(فتح الباری ۱۰/۱۲۰، البعضہ فتوحات ربانیہ ۴/۷۰)

باب تطبيب نفس المريض

مریض کے دل کو خوش کرنا

(۵۳۷) - حدثنا إبراهيم بن محمد، عن أبي سعيد الأشج، حدثنا عقبة ابن خالد، عن موسى بن محمد، عن أبيه، عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا دخلتم على المريض فنفسوا لهُ في أجله، فإن ذلك لا يَرُدُّ شيئا وهو يُطَيِّبُ نَفْسَهُ.

اخرجه ابن ماجه (۱/۴۶۲/۱۴۳۸) (ص۱۰۴) والترمذي (۴/۴۱۲/۱۰۸۷) (۲/۲۸) وابن عدي في «الكامل» (۶/۳۴۳/۱۸۲۱) والبيهقي في «شعب الايمان» (۶/۵۴۱/۹۲۱۳) والديلمي في «مسند الفردوس» (۱/۲۶۸/۱۰۴۲)

(۵۳۷) ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم مریض کے پاس (عیادت کے لئے) جاؤ تو اس کی عمر کے بارے میں اس کے دل کو خوش کرو (یعنی اس کی عمر اور زندگی کے بارے خوش کرنے والی باتیں کرو مثلاً یہ کہ تمہاری طبیعت۔ بہتر ہے، ان شاء اللہ بہت جلد تندرست ہو جاؤ گے تمہاری عمر لمبی ہے) ایسی باتیں کسی ہونے والی چیز کو روک تو نہ سکیں گی (کہ اگر موت آنی ہے تو وہ آکر رہے گی) لیکن ایسی بات سے اس (مریض) کا دل خوش ہوگا۔“

فائدہ: اس کی موت کے بارے میں خوش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے غم کو دور کرو جو اس کو موت کے بارے میں ہو گیا ہے اور اس کی لمبی زندگی کی امید دلاؤ یہ کہو کہ لا بأس طهور ان شاء الله یا یہ کہو اللہ تعالیٰ تمہاری عمر لمبی کریں تمہیں شفاء عطا فرمائیں، تمہیں عافیت عطا فرمائیں۔

اس کا دل خوش ہوگا یہ امید دلانا اس کے دل کو خوش کرے گا تو اپنی تکلیف کو ہلکا محسوس کرے گا۔ ہارون رشید رحمہ اللہ تعالیٰ جب بیمار تھے تو ان سے کسی نے کہا: آسانی سے رہیں اور خود کو خوش رکھیں کیونکہ صحت موت کو روک نہیں سکتی (یعنی اگر آدمی صحت مند ہو تو اسے موت نہیں آئے گی ایسا نہیں ہے اسی طرح) بیماری زندگی کو ختم نہیں کر سکتی ہے (یعنی اگر بیماری رہے تو اس کو موت آنا ضروری نہیں ہے) تو ہارون رشید رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خدا کی قسم! تم نے مجھے خوش کر دیا اور میرے دل کو آرام پہنچا دیا۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۸۳)

ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ عیادت کی سنت یہ ہے کہ مریض کو موت کے بارے میں خوش کیا جائے اس کی عافیت سے زندگی لمبی ہونے کی امید دلائی جائے تاکہ اس پر مرض ہلکا ہو جائے اور مسلمان کے دل کو خوش کرنے کا ثواب حاصل ہو جائے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۸۲،۸۳)

دل خوش کرنے کو مریض کی صحت مندی میں عجیب دخل ہے کیونکہ دل خوش کرنا بیمار کی طبیعت کو قوت دیتا ہے اور بیماری کے ختم کرنے میں مساعد و مددگار ہوتا ہے۔ (قالہ ابن قیم تعلیق ابن سنی صفحہ ۴۸۶)

بخاری کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے (اس کو امید دلانے کے لئے اور تسلی کے لئے) فرمایا: "**لا بأس طهور ان شاء الله**" (یعنی کوئی گھبرانے کی بات نہیں ہے بلکہ یہ بیماری پاک کرنے والی ہے)۔ (بخاری ۲/۸۴۴)

باب مسألة المريض عن حاله

مریض سے حال پوچھنا

(۵۳۸) - أخبرنا أبو محمد بن صاعد وأبو عروبة، قالا: حدثنا محمد ابن يزيد بن سنان، ثنا أبى يزيد بن سنان، ثنا عبدالرحيم بن عطاف الزهرى، عن عطاء بن أبى رباح، عن ابن عباس، عن أم سلمة رضى الله تعالى عنها زوج النبى ﷺ قالت: دخل رسول الله ﷺ على أبى سلمة وهو مريض، فقال: كيف تجدك؟ قال: صالحا، قال:

﴿أَصْلَحَكَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ.﴾

(۵۳۸) ترجمہ: ''حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابوسلمہ کے پاس آئے وہ مریض تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (ابوسلمہ!) تم کیسے ہو۔ انہوں نے جواب دیا: اچھا (ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم کو اچھا کر دیں۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مریض سے اس کا حال معلوم کرنا اور اس کے لئے دعا کرنی چاہئے۔

عیادت کا ثواب:

ایک حدیث میں ہے کہ مؤمن بندہ جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔ (مسلم ۲/۲۱۷)

ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے کسی مسلمان کی عیادت کی تو اللہ تعالیٰ کا منادی آسمان سے پکارتا ہے تو مبارک ہے اور تیرا عیادت کے لئے جانا بھی مبارک ہے اور تو نے جنت میں اپنا ٹھکانہ بنالیا ہے۔ (ابن ماجہ ۱۰۴)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص شام کو کسی مریض کی عیادت کے لئے جائے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ نکلتے ہیں صبح تک اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک باغ ہوتا ہے اور جو صبح کو عیادت کے لئے نکلے اس کے ساتھ (بھی) ستر ہزار فرشتے نکلتے ہیں جو شام تک اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک باغ ہوتا ہے۔ (ابوداؤد ۲/۸۶)

جو شخص کسی مسلمان کی عیادت کے لئے جاتا ہے جب تک وہ بیمار کے پاس بیٹھتا نہیں ہے تو وہ دریائے رحمت میں رہتا ہے اور جب بیٹھ جاتا ہے تو دریائے رحمت میں ڈوب جاتا ہے۔ (مالک واحمد، مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۸)

ایک روایت میں ہے کہ جو کسی مریض کی عیادت کے لئے جاتا ہے تو وہ جنت کے باغ میں رہتا ہے جب تک بیٹھتا نہیں

ہے اور جب بیٹھ جاتا ہے تو رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۰۴)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص وضو کرے اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے اپنے بھائی کی عیادت کے لئے جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو ساٹھ سال کی مسافت کے بقدر جہنم سے دور کر دیتے ہیں۔ (ابوداؤد ۲/۸۵)

اس سے معلوم ہوا کہ عیادت کے لئے وضو کر کے جائے۔

باب ما يستحب من جواب المريض

مریض کو کیا جواب دینا مستحب ہے

(۵۳۹) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا الحسن بن عمر بن شقيق، حدثنا جعفر بن سليمان، عن ثابت، احسبه. عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم على رجل يعوده، وهو في الموت، فسلم عليه وقال: كيف تجدك قال: بخير يا رسول الله! أرجو الله وأخاف ذنوبي، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لن يجتمعا في قلب رجل عند هذا الموطن إلا أعطاه الله عزوجل رجاءه وآمنه مما يخاف.

اخرجه ابن ماجه (۴۲۶۱/۱۴۲۳/۲) (ص۳۱۴) والترمذی (۹۸۳/۳۱۱/۳) (۱۹۲/۱) وفی «عمل اليوم والليلة» (رقم۱۰۶۲) والبيهقی فی «شعب الايمان» (۱۰۰۱/۴/۲) وابوعبدالله المقدسی فی «الاحاديث المختاره» (۴۱۳/۴)

(۵۳۹) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس عیادت کے لئے تشریف لے گئے وہ مرنے کے قریب تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا اور فرمایا: تم اپنے کو کیسا محسوس کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اچھا (محسوس) کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ سے (مغفرت کی اچھی) امید کرتا ہوں (لیکن) اپنے گناہوں سے ڈرتا (بھی) ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے دل میں یہ دونوں باتیں اس وقت جمع ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جس چیز کی امید کرتا ہے وہ ضرور عطا فرماتے ہیں جس سے ڈرتا ہے اس سے محفوظ و مامون فرماتے ہیں۔“

فائدہ: کیسا محسوس کرتے ہو یعنی اچھا محسوس کرتے ہو یا غمگین ہو۔ یا مطلب یہ ہے کہ دنیا سے آخرت کی طرف منتقل ہوتے وقت اپنے دل اور نفس کو کیسا پاتے ہو کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھتے ہو یا گناہوں کا خوف ہے؟

اس وقت یا تو اس سے مراد خاص موت اور سکرات کا وقت ہے یا مطلب یہ ہے کہ ایسے اوقات جو سکرات الموت کی طرح ہوتے ہیں کہ جن میں انسان حکماً بالکل موت کی طرح ہوتا ہے جیسے قتل یا قصاص کا وقت۔ (مرقاۃ ۴/۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی امید رکھنی چاہئے اور گناہوں سے ڈرنا چاہئے۔

ایک روایت میں ہے کہ تم میں سے کوئی صرف اسی حال میں مرے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھتا ہو۔ (مسلم مشکوۃ ۱۳۹)

یعنی ہر شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھے ایسا نہ ہو کہ بدگمانی کی حالت میں مر جائے اور مبتلائے قہر خداوندی ہو۔

علماء نے لکھا ہے کہ اخروی سعادت کی علامت یہ ہے کہ ساری زندگی تو اللہ تعالیٰ کا خوف رہے اور موت کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کی پوری امید ہو۔ (مظاہر حق ۲/۰۷۱،کذا فی المرقاۃ ۴/۳۷۸)

باب اشتهاء المريض

مریض کی خواہش پوری کرنا

(٥٤٠) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا الحسن بن حماد، ثنا أبو يحيٰى الحماني، ثنا الأعمش، عن رجل عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم على رجل يعوده، فقال: هل تشتهي شيئا، هل تشتهي كعكا؟ قال: نعم! طلبه له.

اخرجه ابن ماجه (١/٤٦٣/١٤٤٠) (ص٢٤٥) وابويعلى في «مسنده» (٧/٨٣-٨٤/٤٠١٦) وله شاهد من حديث ابن عباس بنحوه عند ابن ماجه (٢/١١٣٨/٣٤٤٠) (ص٣٤٥) والعقيلي في «الضعفاء» (٢/٢١٢/٧٤٦) والمزى في «تهذيب الكمال» (١٣/٢١٥)

(۵۴۰) **ترجمہ:** ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس آدمی سے) فرمایا: تمہارا کیا کھانے کو جی چاہ رہا ہے، کیا تمہارا کیک کھانے کو جی چاہ رہا ہے؟ اس شخص نے کہا! جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے کیک منگایا۔“

فائدہ: ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اس سے پوچھا: تمہارا کیا کھانے کو جی چاہتا ہے؟ اس نے کہا: میرا جی گیہوں کی روٹی کھانے کو چاہتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس گیہوں کی روٹی ہو وہ اپنے بھائی کے پاس بھجوائے پھر فرمایا: جب تمہارا مریض کچھ کھانے کو چاہے تو اس کو وہ چیز کھلایا کرو۔

(ابن ماجہ صفحہ ۱۰۴)

ان احادیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر مریض کو جو مانگے دینا چاہئے بلکہ یہ بات مخصوص حالت کے ساتھ خاص ہے اس لئے بعض اوقات مشاہدہ ہے کہ مریض کو کھلانے سے وہ صحت مند ہو جاتا ہے بشرطیکہ غالب ضرر نہ ہو۔

امام طیبی نے فرمایا کہ یہ حکم توکل یا مایوسی پر مبنی ہے یعنی جس مریض کی زندگی کی امید باقی نہ ہو اس کو جو مانگے وہ کھلاؤ (یا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے کھلاؤ کوئی نقصان نہ ہوگا)۔ (مرقاۃ ۳/۳۸۰، مظاہر حق ۲/۶۳)

باب تلقين المريض الصبر

مریض کو صبر کی تلقین کرنا

(٥٤١) - أخبرنا عبدان، حدثنا أبوبكر بن أبى شيبة، ثنا أبو أسامة، عن عبدالرحمن بن يزيد، عن إسماعيل بن عبيدالله، عن أبى صالح الأشعرى، عن أبى هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عن رسول الله ﷺ أنه عاد مريضا. ومعه أبو هريرة. من وعك كان به شديد. فقال رسول الله ﷺ: إن الله عزوجل يقول: هى نارى أسلطها على عبدى المؤمن فى الدنيا لتكون حظة من النار فى الآخرة.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٤٤٠/٢) وابن ماجه (١١٤٩/٢/٣٤٧٠) (ص٢٤٨) والترمذى (٤١٢/٤/٢٠٨٨) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (١٠/٨/١) والحاكم فى «المستدرك» (٤٩٦/١)

(٥٤١) ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے جس کو بخار بہت تیز تھا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: بخار میری آگ ہے جسے میں اپنے مؤمن بندے پر دنیا میں اس لئے مسلط کرتا ہوں تا کہ (وہ) بخار اس کے لئے قیامت کے دن دوزخ کی آگ کا بدلہ اور حصہ ہو جائے۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ایک بچے کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے جس کو بخار تھا تو وہ بچہ آپ کے جانے پر رونے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مت رو مجھے جبرئیل علیہ السلام نے بتایا ہے کہ بخار امت کے لئے جہنم کا حصہ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہر آدمی کے لئے جہنم میں حصہ ہے مؤمن کے لئے جہنم کا حصہ دنیا میں بخار ہے جو اس کی کھال کو جلاتا ہے پیٹ کو نہیں جلاتا اس کے بدلے آدمی جہنم سے محفوظ رہے گا۔

مؤمن سے مراد کامل مؤمن ہے کیونکہ بعض گناہ گار مسلمان جہنم میں جائیں گے۔ (مرقاۃ ٣/٣٧٨)

(٥٤٢) - أخبرنى أبو أيوب الخزاعى سليمان بن محمد، حدثنا الحسن ابن على بن عياش، ثنا أبو المغيرة، ثنا عبدالرحمن بن يزيد بن تميم، حدثنى إسماعيل بن عبيدالله، عن أبى صالح، عن أبى هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: خرج النبى ﷺ يعود رجلا مريضا من أصحابه،

وعدناه معه، فقبض على يده، ووضع على جبهة، وكان يرى ذلك من تمام عيادة المريض، ثم قال: إن الله عزوجل يقول: هي ناري أسلطها على عبدي المؤمن، لتكون حطة من النار في الآخرة.

مضى تخريجه في الحديث السابق.

(۵۴۲) ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں میں ایک صاحب کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ان کی عیادت کے لئے گئے۔ آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور ان کی پیشانی پر رکھا آپ ﷺ اس عمل کو عیادت کی تکمیل کا حصہ شمار فرماتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں یہ بخار میری آگ ہے جسے میں اپنے مؤمن بندے پر اس لئے مسلط کرتا ہوں تا کہ وہ اس کے لئے آخرت میں دوزخ کی آگ کا بدلہ اور حصہ ہو جائے۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان اس شخص کو تسلی دینا اور صبر کی تلقین ہے کیوں کہ جزع وفزع کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ صبر کیا جائے تا کہ جہنم کی آگ سے براءۃ ثابت ہو جائے۔

ایک روایت میں ارشاد مبارک ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو پسند فرماتے ہیں تو اس کو (مصیبتوں میں) مبتلا کر دیتے ہیں جو راضی رہا اس کیلئے اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور جو ناراض ہو گیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ (ترمذی ابن ماجہ مشکوۃ صفحہ ۱۳۶)

بخار کے فضائل

- بخار گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح آگ لوہے سے میل کچیل دور کر دیتی ہے۔ (ابن ماجہ مشکوۃ صفحہ ۱۳۸)
- ایک رات کا بخار ایک سال کے گناہ دور کر دیتا ہے۔ (عن ابی الدرداء)
- ایک روایت میں ہے کہ ایک رات کے بخار سے اللہ تعالیٰ مؤمنین کے تمام گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

(قال ابن الملک ہذا من جید الحدیث)

- بخار جہنم کی بھٹی ہے، وہ مؤمن کا جہنم سے حصہ ہے (کہ مؤمن جہنم میں نہیں جائے گا اس لئے اس کا حصہ بخار کی شکل میں ملے گا۔ تشریح حدیث نمبر ۵۴۱ پر گزر چکی ہے۔ (عن ابی امامہ)
- بخار کا ثواب یہ ہے کہ بخار والے پر نیکی برستی رہتی ہے جب تک اس کا قدم کپکپائے اور اس کی رگ (بخار کی وجہ سے) پھڑکے۔ (عن ابی بن کعب کلہ من المرقاۃ ۳/ ۳۵۸)
- ایک روایت میں ہے کہ بخار سے مرنا شہادت ہے۔ (عن انس مرفوعاً مظاہر حق ۲/ ۳۸)

باب دعا العوّاد للمريض

عیادت کرنے والے کا مریض کے لئے دعا کرنا

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۲ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٥٤٣) - حدثني محمد بن سعيد البصري، بحرّان، ثنا موسى بن سعيد الدنداني، ثنا موسى بن إسماعيل، ثنا حماد بن سلمة، عن حماد الكوفي وحميد، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا دخل على مريض قال:

﴿أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، إِشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا﴾

وكان حماد يقول: لا شفاء إلا شفاؤك.

اخرجه البخاري (٥/٢١٤٧/٥٣٥١) (٢/٨٤٧) والمسلم (٤/١٧٢٢/٢١٩١) (٢/٢٢٢) وابوداؤد (٤/٩/٣٨٨٣) (٢/١٨٦) وابن ماجه (٢/١١٦٦/٣٥٣٠) (ص٢٥١) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم١٠٤٢)

(۵۴۳) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کے پاس (عیادت کے لئے) تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے۔

﴿أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، إِشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا﴾

ترجمہ: ''(اے اللہ!) تکلیف کو دور فرمایئے (اے) لوگوں کے پروردگار! (اس مریض کو) شفا عطا فرمایئے آپ ہی شفا عطا فرمانے والے ہیں۔ آپ کی شفاء کے علاوہ کوئی شفا نہیں ہے ایسی شفا دیجئے کہ کوئی بیماری باقی نہ رہے۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اپنا دایاں رکھتے اور یہ دعا پڑھتے تھے۔
(مسلم۲/۲۲۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مریض کی عیادت کا ادب یہ بھی ہے کہ مریض پر ہاتھ رکھ کر ان الفاظ سے دعا کی جائے۔
(شرح مسلم للنووی۲/۲۲۲)

عیادت کے چند آداب:

1. گرمی کے موسم میں صبح کے وقت اور سردی کے موسم میں رات کے وقت عیادت مستحب ہے۔
2. مریض کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھا جائے کہ وہ تنگ ہو جائے یا اس کے گھر والوں پر مشقت ہونے لگے۔
(فتح الباری۱۰/۱۱۳)

افضل عیادت وہ ہے جس میں قیام بہت تھوڑا ہو۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ عیادت کے وقت مریض کے پاس کم بیٹھنا اور شور نہ کرنا سنت ہے۔ یعنی حال احوال معلوم کرنے تک بیٹھنا چاہئے اس سے زیادہ خواہ مخواہ بیٹھنا نہیں چاہئے۔ (مظاہر حق ۲/۶۰)

لیکن اگر عیادت کرنے والا یہ جانتا ہو کہ اس کا زیادہ بیٹھنا مریض کو گراں نہیں ہے بلکہ دوست ہونے کی حیثیت یا برکت حاصل کرنے یا خدمت یا دلداری کی وجہ سے مریض کی خود خواہش ہے تو اس صورت میں جلدی اٹھ جانا افضل نہیں ہوگا۔

حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس لوگ عیادت کے لئے گئے اور بہت دیر تک بیٹھے رہے ان کے پیٹ میں درد ہو رہا تھا لوگوں نے کہا: آپ ہمارے لئے دعا فرمائیے۔ انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ! ان کو عیادت کے طریقے سکھائیے۔

(مرقاۃ ۳/۳۸۰)

۳ ایسے وقت میں عیادت کے لئے جائے جو مناسب ہو اور ایسے وقت نہ جائے جو مریض کے کھانے پینے یا آرام کا وقت ہو۔

۴ زیادہ سوالات نہ کرے کہ اس سے بھی مریض کی طبیعت پر بوجھ ہوتا ہے۔

۵ ایسے وقت عیادت کے لئے جائے جو مریض کے لئے مناسب وقت ہو اس کی دوا وغیر مشغولی کا وقت نہ ہو۔

۶ مریض کے لئے دعا کرے۔

۷ مریض کو امید دلائے۔

۸ صبر کی تلقین کرے کہ اس سے بڑا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

۹ جزع فزع تکلیف کے اظہار اور شکایت سے منع کرے کہ اس سے گناہ ہوتا ہے۔ (کلہ فتح الباری ۱۰/۱۲۶)

۱۰ مریض کے سر کے پاس بیٹھنا۔ (مرقاۃ ۳/۳۷۲)

نوع آخر:

(٥٤٤) - أخبرني أبو عروبة، حدثنا محمد بن بشار، ثنا محمد ابن جعفر، حدثنا شعبة، عن يزيد بن أبي خالد، قال: سمعت المنهال ابن عمرو، يحدث عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما من مسلم يعود مريضا لم يحضر أجله، فيقول سبع مرات:

﴿أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ وَيُعَافِيَكَ﴾

إلا عوفي.

اخرجه ابن ابی شيبه فی «المصنف» (٥/٤٦/٢٣٥٧٢) واحمد فی «مسنده» (٢٣٩/١) وابوداؤد (٣/١٨٧/٣١٠٦) (٨٦/٢) والترمذی (٤/٤١٠/٢٠٨٣) (٢٨/٢) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (١٠٤٥)

(۵۴۴) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان کسی مریض کی عیادت کرتا ہے (اور) اس مریض کی موت کا وقت نہ آیا ہو (اور اس مریض کے لئے یہ) دعا سات مرتبہ پڑھتا ہے:''

﴿أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ وَيُعَافِيَكَ﴾

ترجمہ: ''میں خدائے بزرگ و برتر سے دعا کرتا ہوں جو عرش عظیم کے مالک ہیں کہ وہ تمہیں شفا اور (اس بیماری سے) عافیت عطا فرمائے۔''

تو اس کو اس بیماری سے شفا دی جاتی ہے۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کی عیادت فرماتے تو اس کے پاس بیٹھ کر یہ دعا پڑھتے تھے۔ (فتوحات ربانیہ ۶۲/۵)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مریض کی عیادت کے وقت اس کے سرہانے بیٹھ کر یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

اس کی موت کا وقت نہ آگیا ہو کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس کی موت کا وقت نہ آیا تو اس کو شفا نصیب ہوگی ورنہ ایسی شفاء باطنی حاصل ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اس پر موت کو آسان فرمادیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ سے صاف و شفاف دل سے ملے گا (جس میں گناہ کا کوئی اثر نہ ہوگا)۔ (مرقاۃ ۳/۳۶۳)

نوع آخر:

(٥٤٥) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرني هارون بن عبدالله، حدثنا معن، ثنا مالك، عن يزيد بن خصيفة، عن عمرو بن عبدالله بن كعب، أن نافع بن جبير أخبره عن عثمان بن أبي العاص رضي الله تعالى عنه قال: جاء نى رسول الله ﷺ يعودني من وجع اشتد بي، فقال: امسح بيمينك سبع مرات، وقل:

﴿أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ﴾

ففعلت ذلك فاذهب الله عزوجل ما كان بي، فلم أزل آمر به أهلي وغيرهم.

اخرجه مسلم (٤/١٧٢٨/٢٢٠٢) (٢/٢٢٤) وأبوداود (٤/١١/٣٨٩١) (٢/١٨٧) وابن ماجه (٢/١١٦٣/٣٥٢٢) (١/٢٥١) والترمذى (٤/٤٠٨/٢٠٨٠) (٢/٢٨) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٩٩٩)

(۵۴۵) ترجمہ: ''حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری (ایک) تکلیف میں جو بہت زیادہ تھی رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (درد کی جگہ)

اپنا دائیں ہاتھ سات مرتبہ پھیرو اور یہ دعا پڑھو:

﴿أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ﴾

ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ اور اس کی قدرت کی اس تکلیف کے شر سے جو مجھے ہو رہی ہے پناہ لیتا ہوں۔''

میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف دور کر دی میں ہمیشہ اسی وجہ سے اپنے گھر والوں اور دوسرے لوگوں کو اس کلمہ کے پڑھنے کے لئے کہتا ہوں۔''

فائدہ: مسلم کی روایت میں ہے کہ اس دعا سے پہلے بسم اللہ پڑھے پھر یہ دعا پڑھے اس میں مزید "احاذر" کا لفظ بھی ہے۔ (مسلم ۲/۲۲۴)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ درد کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔ (شرح مسلم للنودی ۲/۲۲۴)

کسی انسان کو اپنی تکلیف بتانا مستحب ہے بشرطیکہ کسی قسم کی شکوہ شکایت نہ ہو۔ اسی طرح کسی بابرکت انسان کو اس کی دعا حاصل کرنے کے لئے مجبور نہیں کرنا چاہئے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۶۰)

کیونکہ ان صحابی کو آپ ﷺ نے خود ہی دعا کرنے کا حکم فرمایا تو انہوں نے آپ ﷺ سے برکت حاصل کرنے کے لئے آپ ﷺ کو مجبور نہیں فرمایا۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا سے پہلے بسم اللہ پڑھ لی جائے تو اچھا ہے۔

نوع آخر:

(٥٤٦) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا بشر بن شحان، ثنا حارث بن ميمون، ثنا موسى بن عبيدة، عن محمد بن كعب القرظي، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: خرجت أنا رسول الله ﷺ، ويده في يدي، أو يدي في يده، فأتى على رجل رث الهيئة، فقال: أي فلان ما بلغ بك ما أرى؟ قال: الغم والضر يا رسول الله! قال: ألا أعلمك كلمات تذهب عنك الضر والغم؟ فقال أبو هريرة: ألا تعلمني يا رسول الله؟ قال: قل يا أبا هريرة:

﴿تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا﴾

قال: فأتى عليه رسول الله ﷺ وقد حسنت حاله، فقال (مهيم) فقال: قلت: يا رسول الله! لم أزل أقول الكلمات التي علمتني.

اخرجه ابويعلى في «مسنده» (١٢/٢٣/٦٦٧١) وذكره السيوطي في «الدرالمنثور» (٥/٣٥٢) ونسبه الى ابي يعلى وابن السني.

(۵۴۶) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ اس حال میں تھے کہ میرا ہاتھ ان کے ہاتھ میں تھا۔ آپ ﷺ ایک آدمی کے پاس آئے جس کی حالت بہت بوسیدہ ہو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: تمہیں کیا ہوا کہ میں تمہیں اس (بوسیدہ) حالت میں دیکھ رہا ہوں؟ ان صاحب نے عرض کیا: غم اور نقصان۔ (بدحالی، تنگی وغیرہ) آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ بتاؤں جو تمہارے نقصان اور غم کو دور کر دیں؟ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے (وہ کلمات) نہیں سکھائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوہریرہ یہ کلمات کہو:

﴿تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا﴾

ترجمہ: ''میں نے اس (ہمیشہ) زندہ رہنے والی (ذات) پر بھروسہ کیا جس کے لئے موت نہیں ہے سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جنہوں نے نہ کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ کوئی ان کی بادشاہی میں اس کا شریک ہے، نہ وہ کچھ کمزور ہیں کہ ان کا کوئی مددگار ہو اور (اے مخاطب) تم اللہ تعالیٰ کی خوب بڑائی بیان کرو۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (بعد میں) رسول اللہ ﷺ اس آدمی کے پاس (دوبارہ) آئے ان کا حال اچھا ہو گیا تھا۔''

نوع آخر:

(٥٤٧) - حدثني علي بن أحمد بن سليمان، ثنا هارون بن سعيد، ثنا ابن وهب، عن حي بن عبدالله، عن أبي عبدالرحمن، عن عبدالله بن عمرو رضي الله تعالى عنهما أن رسول الله ﷺ قال: إذا جاء الرجل يعود مريضا فليقل:

﴿اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا أَوْ يَمْشِيْ لَكَ إِلٰى صَلَاةٍ.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (١٧٢/٢) وابوداؤد (٣١٠٧/١٨٧/٣) (٨٧/٢) وابن حبان في «صحيحه» (٢٧٣/٢٣٩/٧) والطبراني في «الدعا» (رقم ١١٢٤) والحاكم في «المستدرك» (٤٩٥/١)

(۵۴۷) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مریض کی عیادت کرے تو (اس کو چاہئے کہ) وہ یہ دعا پڑھے:''

﴿اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا أَوْ يَمْشِيْ لَكَ إِلٰى صَلَاةٍ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! اپنے بندے کو شفاء دیجئے تا کہ وہ آپ کے (راستے میں) دشمن کو یا وہ (آپ کی رضا وخوشی کے لئے) نماز کے لئے جائے۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ نماز جنازہ کے لئے جائے۔ (مرقاۃ ۳/۳۶۴)

اس روایت میں دونوں فعلوں (یعنی دشمن سے لڑنے اور جنازے کو لے کر جانے) کا ذکر ممکن اس لئے کیا ہو کہ پہلا فعل دشمنوں پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کرنے کے لئے محنت کرنا ہے اور دوسرا فعل ولی اللہ کو ثواب تک پہنچانے کی کوشش کرنا ہے۔

یا مرض سے مقصود (گناہ گار کے) گناہوں کا معاف ہونا اور (صالح آدمی کے) درجات کا بلند ہونا اور موت، آخرت اور جزا وسزا کو یاد دلانا ہے اور یہ بات ان دونوں عمل سے (خوب) حاصل ہوتی ہے۔ (مرقاۃ ۳/۳۶۴)

نوع آخر:

(٥٤٨) - حدثني أحمد بن محمود الواسطي، ثنا محمد بن الحسن الكوفي، ثنا جندل بن والق الثعلبي، ثنا شعيب بن أبي راشد بياع الأنماط، عن أبي خالد، عن أبي هاشم، عن زاذان، عن سلمان رضي الله تعالى عنه، قال: عادني رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا مريض، فقال: يا سلمان!

﴿شَفَى اللّٰهُ عزوجل سَقَمَكَ، وَغَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ، وَعَافَاكَ فِي دِيْنِكَ وَجِسْمِكَ إِلٰى مُدَّةِ أَجَلِكَ.﴾

اخرجه ابن ابى الدنيا فى «كتاب المرض والكفارات» (٣١/٤١) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٦١٠٦/٢٤٠/٦) والحاكم فى «المستدرك» (٧٣٤/١) وابوالقاسم البغوى فى «معجم الصحابة» (١٠٧٣/١٦٤/٣) وابن عساكر فى «تاريخ دمشق» (٤١٤/٧) كما فى «العجالة» (٦٢٤/٦٢٣/٢)

ایک اور حدیث:

(۵۴۸) ترجمہ: ”حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب میں بیمار تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:“

﴿شَفَى اللّٰهُ عزوجل سَقَمَكَ، وَغَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ، وَعَافَاكَ فِي دِيْنِكَ وَجِسْمِكَ إِلٰى مُدَّةِ أَجَلِكَ.﴾

ترجمہ: ”(سلمان!) اللہ تعالیٰ تمہاری بیماری سے تمہیں شفا عطا فرمائے تمہارے گناہ معاف فرمائے اور ساری زندگی تمہارے دین اور جسم کو عافیت عطا فرمائے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مریض کی عیادت کرنی چاہئے اور اس کو مذکورہ بالا الفاظ سے دعا دینی چاہئے۔

باب دعاء المريض لنفسه

مریض کا اپنے لئے دعا کرنا

(٥٤٩) - أخبرني أبو يحيٰى الساجي، حدثنا محمد بن موسى الجرشي، ثنا عامر بن يساف، عن يحيٰى بن أبي كثير، عن الحسن، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ألا أخبرك بأمر هو حق، من تكلم به عند الموت فقد نجا من النار، إذا اخذت مضجعك من مرضك فاعلم أنك إذا أمسيت لم تصبح، و إذا أصحبت لم تمس، إذا قلت ذلك عند أخذك مضجعك من مرضك، أنجاك الله من النار وأدخلك الجنة، أن تقول:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعِبَادِ وَالْبِلَادِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، كِبْرِيَاءُ رَبِّنَا وَجَلَالُهُ وَقُدْرَتُهُ بِكُلِّ مَكَانٍ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ أَمْرَضْتَنِيْ لِتَقْبِضَ رُوْحِيْ فِيْ مَرْضِيْ هٰذَا فَاجْعَلْ رُوْحِيْ فِيْ أَرْوَاحِ مَنْ قَدْ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنْكَ الْحُسْنٰى.﴾

فإن مت من مرضك فإلى رضوان الله عزوجل وجنته، و إن كنت اقترفت ذنوبا تاب الله عليك.

اخرجه الرافعي في «التدوين في اخبار قزوين» (٣/٦٠-٦١) وابن الدنيا في «المرض والكفارات» (١٥٦/١٢٩) وابن عدى في «الكامل» (٥/٨٥) والذهبي في «سير اعلام النبلاء» (١٤/٢٠٠)

(۵۴۹) ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (ابو ہریرہ!) کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤ جو حق ہو جو بھی اس کو موت کے وقت کہہ لے تو آگ (جہنم) سے نجات پا جائے۔ جب تم مرض کی حالت میں اپنے بستر پر آؤ تو یہ (خوب) سمجھ لو کہ جب تم شام کو پالو تو صبح کو نہ پاؤ گے اور صبح کو پالو تو شام کو نہ پاؤ گے۔ تم مرض کی حالت میں بستر پر اگر یہ دعا پڑھ لو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں آگ سے محفوظ فرمائیں گے اور جنت میں داخل فرمائیں گے۔''

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعِبَادِ وَالْبِلَادِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، كِبْرِيَاءُ

رَبِّنَا وَجَلَالُهُ وَقُدْرَتُهُ بِكُلِّ مَكَانٍ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ أَمْرَضْتَنِيْ لِتَقْبِضَ رُوْحِيْ فِيْ مَرَضِيْ هٰذَا فَاجْعَلْ رُوْحِيْ فِيْ أَرْوَاحِ مَنْ قَدْ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنْكَ الْحُسْنٰى. ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے (وہی) زندہ کرتے اور مارتے ہیں وہ (ہمیشہ سے) زندہ ہیں ان کو (کبھی) موت نہیں آئے گی، بندوں شہروں کے رب (اللہ تعالیٰ) تمام عیوب سے پاک ومنزہ ہیں، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں بابرکت اور بہت زیادہ تعریفیں (اللہ تعالیٰ کے لئے) ہر حال میں (ہیں) اللہ تعالیٰ بہت ہی بڑے ہیں ہمارے رب کی بڑائی اور ان کی جلالت شان وقدرت ہر جگہ سے ہے، اے اللہ! اگر آپ نے مجھے اس لئے بیمار کیا ہے کہ میرے اس مرض میں آپ میری روح قبض فرمائیں (اور مجھے موت دیں) تو میری روح کو ان لوگوں کے ساتھ شامل کر دیجئے جن کے لئے آپ کی طرف حسنیٰ (جنت) پہلے مقدر ہو چکی ہے۔

اگر تم اس دعا کے بعد اس مرض میں مر گئے تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور جنت کی طرف جاؤ گے اگر (صحت یاب ہو گئے پھر) تم نے گناہ کیا تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمائیں گے۔''

فائدہ: ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص حالت مرض میں حضرت یونس علیہ السلام کی دعا "لا اله الا انت سبحانك انى كنت من الظالمين" پڑھے تو اگر اسی مرض میں انتقال ہو جائے تو اس کو شہید کا ثواب ملتا ہے اور اگر صحت مند ہو گیا تو اس حال میں صحت مند ہوتا ہے کہ اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے۔ (مظاہر حق ۲/۳۹)

نوع آخر:

(۵۵۰) - حدثني الحسين بن محمد الضحاك، ثنا أبو مروان العثماني، ثنا عبدالعزيز بن محمد، عن حميد الطويل، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يتمنين أحد كم الموت من ضر نزل به، ولكن ليقل:

﴿اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِيْ، وَتَوَفَّنِيْ إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ. ﴾

أخرجه البخاري (٥/٢١٤٦/٥٣٤٧) (٢/٨٤٧) والمسلم (٤/٢٠٦٤/٢٦٨٠) (٢/٣٤٢) وابوداؤد (٣/١٨٨/٣١٠٨) (٢/٨٧) والترمذي (٣/٣٠١/٩٧٠) (١/١٩١) والنسائي في «السنن الكبرى» (١/٦٠٠/١٩٤٦)

(۵۵۰) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں کوئی کسی مصیبت کے پیش آنے کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے بلکہ وہ یہ (الفاظ دعا میں) کہے:''

﴿اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِيْ، وَتَوَفَّنِيْ إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ. ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! مجھے زندگی عطا فرمایئے جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو اور مجھے موت عطا فرمایئے جب موت میرے لئے بہتر ہو۔''

فائدہ: موت کی تمنا اس لئے منع ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور اس کی تقدیر پر شکوہ شکایت جزع فزع کرنا ہے۔ اس لئے بخاری کی روایت میں ہے کہ اگر موت کی تمنا کرنا ضروری ہو تو ان الفاظ (مذکورہ) سے دعا کرے۔ (بخاری ٢/ ٨٤٧)

یعنی اگر ضروری ہو بھی تو مطلقاً موت کی دعا نہ کرے بلکہ ان الفاظ سے دعا کرے۔

اگر دینی ضرر کا خوف ہو تو دعا مانگنا نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ١٣٥)

اس لئے بہت سے سلف سے دینی فتنہ میں مبتلا ہونے کے خوف سے موت کی دعا کرنا منقول ہے۔

مدینہ میں موت کی دعا کرنا اور شہادت کی تمنا کرنا کبار صحابہ سے منقول ہے۔ (مرقاۃ ٤/ ٣)

(مزید تفصیل کے لئے دیکھیں فتح الباری ١٠/ ١٢٨، مرقاۃ ٤/ ٣، بذل ٥/ ١٨١، مظاہر حق ٢/ ٢٦)۔

نوع آخر:

(٥٥١) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا زكريا بن يحيى، ثنا هشيم، عن الأعمش، عن أبي الضحى، عن مسروق عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا عاد مريضا يضع يده على المكان الذي يشتكي المريض، ثم يقول:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا.﴾

قالت عائشة: فلما مرض النبي صلى الله عليه وسلم وضعت يدي عليه لأقول هؤلاء الكلمات، فنزع يدي عنه، وقال:

﴿اللهم الرفيق الأعلى.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (٦/ ١٢٦) والبخاري (٥/ ٢١٤٧/ ٥٣٥١) (٢/ ٨٤٧) والمسلم (٤/ ١٧٢١/ ٢١٩١) (٢/ ٢٢٢) وابن ماجه (١/ ٥١٧/ ١٦١٩) (ص١١٦) والترمذي (٥/ ٥٦١/ ٣٥٦٥) (٢/ ١٩٦)

(٥٥١) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کا معمول تھا کہ) جب کسی مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو جس جگہ مریض کو تکلیف ہوتی اپنا ہاتھ رکھتے اور یہ دعا پڑھتے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا.﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے نام سے (میں دعا کرتا ہوں اے اللہ!) لوگوں کے پروردگار آپ اس کی تکلیف دور کر دیجئے آپ ہی شفا دینے والے ہیں آپ کی شفاء کے سوا کوئی شفا نہیں ہے۔ ایسی شفا دیجئے کہ کوئی بیماری باقی نہ رہے۔''

(حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں) جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو میں نے آپ ﷺ پر یہ دعا پڑھنے کے لئے ہاتھ رکھا تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ اپنے اوپر سے ہٹا دیا اور یہ دعا پڑھی:''

﴿اللهم الرفيق الأعلى.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! مجھے رفیق اعلیٰ میں شامل کر دیجئے۔''

فائدہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

❶ موت کے وقت انسان کا دل دنیاوی تعلقات سے خالی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت کا امیدوار ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے۔

❷ آپ ﷺ کا ایسا کرنا نیکیوں کی زیادتی، درجات کی بلندی اور تعلیم امت کے لئے تھا گناہ کی وجہ سے نہیں تھا کیونکہ آپ ﷺ تو گناہوں سے محفوظ ہیں۔ (نزہۃ المتقین ۱/۲۹۲)

رفیق اعلیٰ سے مراد اللہ تعالیٰ، مقربین فرشتے، انبیاء شہداء اور صالحین ہیں۔ (فتح الباری جلد ۱۰، مظاہر حق ۵/۵۷۵، نزہۃ المتقین ۱/۶۹۲)

یہ آپ ﷺ کے آخری الفاظ ہیں جس طرح بلیٰ کہنا میثاق کے وقت سب سے پہلا کلام تھا۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۱۰۱)

نوع آخر:

(۵۵۲) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا زكريا بن يحيى، حدثنا أبوبكر ابن أبي شيبة، ثنا محمد بن بشر، ثنا مسعر، عن إسحاق بن راشد، عن عبدالله بن حسن، أن عبدالله بن جعفر دخل علي ابن لهُ مريض يقال له: صالح، فقال له: قل:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَكِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ، اَللّٰهُمَّ تَجَاوَزْ عَنِّيْ، اَللّٰهُمَّ اعْفُ عَنِّيْ، فَإِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ.﴾

ثم قال هؤلاء الكلمات عليمنهن عمي، وذكر ان رسول الله ﷺ علمهن اياه.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (۲۹۳۵۷/٤٦/٦) والنسائى فى «السنن الكبرى» (۱۰٤۸۱/۱٦٥/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٦٤٥) والحاكم فى «معرفة علوم الحديث» (۲۱۹/۱) ابونعيم فى «الحلية» (۲۳۰/۷)

(۵۵۲) ترجمہ: ''عبداللہ بن حسن سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے بیٹے کے پاس آئے جو مریض تھے۔ انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا: تم یہ (کلمات) پڑھو:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَكِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ، اَللّٰهُمَّ تَجَاوَزْ عَنِّيْ، اَللّٰهُمَّ اعْفُ عَنِّيْ، فَإِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ جو (نہایت) بردبار اور کرم کرنے والے ہیں کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، اللہ تعالیٰ (تمام) برائیوں سے پاک ہیں جو عرش عظیم کے پروردگار ہیں۔ اے اللہ! آپ میری مغفرت فرما دیجئے اے اللہ! آپ مجھ پر رحم فرمایئے اے اللہ! (میری کمی کوتاہی) مجھ سے درگزر کر دیجئے اور مجھے معاف کر دیجئے بلاشبہ آپ بہت ہی معاف کرنے اور رحم کرنے والے ہیں۔''

پھر عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ کلمات مجھے میرے چچا (جان) نے سکھائے تھے۔ انہوں نے فرمایا تھا: یہ کلمات ان کو رسول اللہ ﷺ نے سکھائے تھے۔''

نوع آخر:

(۵۵۳) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا موسى بن محمد بن حسان، أنا أبو عتاب الدلال، حدثنا حفص بن سليمان، ثنا علقمة بن مرثد، عن أبى عبدالرحمن السلمى، عن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: مرضت، فكان رسول الله ﷺ يعودني، فعوذني يوما فقال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، أُعِيْذُكَ بِاللّٰهِ الْأَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ مِنْ شَرِّ مَا تَجِدُ﴾

فلما استقل رسول الله ﷺ قائما، قال: يا عثمان! تعوذ بها، فما تعوذ متعوذ بمثلها.

اخرجه ابويعلى فى «مسند الكبير» كما فى «اتحاف الخيره المهره» (٤/٤٦٦) والطبرانى فى «الدعا» (رقم١١٢١) وابن عدى فى «الكامل» (٢/٣٨٢) والحكم الترمذى فى «نوادرالاصول» (٢/١١) وله شاهد من حديث ابى هريره ما اخرجه ابو يعلى فى «مسنده» (١٢/٢٣/٦٦٧) كما فى «اتحاف الخيرة المهرة» (٤/٤٦٧) وهذا الحديث مضى (برقم٥٤٦)

(۵۵۳) ترجمہ: ''حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: (ایک مرتبہ) میں بیمار ہوا۔ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے اور یہ دعا پڑھی:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، أُعِيْذُكَ بِاللّٰهِ الْأَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ مِنْ شَرِّ مَا تَجِدُ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ جو بہت ہی مہربان اور بہت ہی رحم کرنے والے ہیں میں تم کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں جو ایک ہیں (وہ) اللہ بے نیاز ہیں نہ وہ کسی کے باپ ہیں اور نہ کسی کے بیٹے ہیں نہ ہی کوئی

اللہ تعالیٰ کے برابر ہے۔"

جب رسول اللہ ﷺ جانے کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا: عثمان! ان کلمات کے ذریعے پناہ مانگا کرو کسی پناہ مانگنے والے نے ان کلمات کے برابر کسی چیز سے پناہ نہیں مانگی ہے۔"

فَائِدَة: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بیمار کی عیادت کرنا رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا۔ اس موقع پر مریض کا دل چونکہ پریشان ہوتا ہے تو اس کی تسلی تشفی کے لئے دعا پڑھنا مستحب ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ عیادت کے وقت تسلی دیتے اور ساتھ کوئی دعا بھی پڑھتے نیز کوئی دعا مریض کو سکھا بھی دیتے تھے۔

باب ما يقول لمرضى أهل الكتاب

اہلِ کتاب کے مریضوں کے لئے کیا دعا کرنی چاہئے

(٥٥٤) - أخبرني أبو عروبة، حدثنا جدي عمرو بن أبي عمرو، ثنا محمد بن الحسين، عن أبي حنيفة، ثنا علقمة بن مرثد، عن ابي بريدة، عن أبيه قال: كنا جلوسا عند رسول الله ﷺ فقال: اذهبوا بنا نعود جارنا اليهودي، قال: فأتيناه، فقال: كيف أنت، يا فلان؟ فسأله ثم قال: يا فلان،

﴿أشهد أن لا إله الا الله وأني رسول الله﴾

فنظر الرجل إلى أبيه وهو عند رأسه، فلم يكلمه، فسكت، فقال: يا فلان

﴿أشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله﴾

فنظر الرجل إلى أبيه، فلم يكلمه ثم سكت، ثما قال: يا فلان!

﴿أشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله﴾

فقال لهٗ أبوه: إشهد لهٗ يا بني، فقال: أشهد أن لا إله إلا الله وأنك رسول الله، فقال:

﴿الحمد لله الذي أعتق رقبته من النار.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (٢/٢٨٠) والبخاري (١/٤٥٥/١٢٩٠) (١/١٨) وابوداؤد (٣/١٨٥/٣٠٩٥) (٢/٨٥) وابن حبان في «صحيحه» (١١/٢٤٢/٤٨٨٤) ورواه البيهقي في «السنن الكبرى» (٣/٣٨٣/٦٣٨٩)

(۵۵۴) ترجمہ: ”حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چلو ہمارے ساتھ ہمارے یہودی پڑوسی کی عیادت کر آئیں۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم اس یہودی کے پاس آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فلاں! تم کیسے ہو؟ اس سے (کچھ) پوچھا پھر فرمایا: فلاں

﴿أشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله﴾

ترجمہ: ”تم گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔“

اس آدمی نے اپنے والد کی طرف دیکھا جو اس کے سر کے پاس تھے۔ اس نے کچھ بات نہ کی وہ آدمی خاموش رہا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم (پھر) فرمایا:

﴿أشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله﴾

ترجمہ: ''تم گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔''

اس آدمی نے (پھر) اپنے والد کی طرف دیکھا۔ اس نے کوئی بات نہیں کی۔ وہ آدمی پھر خاموش رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا: فلاں گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اس کے باپ نے کہا: (بیٹا! ان کی بات مان لو اور) ان کی گواہی دے دو۔ اس نے کہا:

﴿أشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله﴾

ترجمہ: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''

﴿الحمد لله الذي أعتق رقبته من النار.﴾

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات ہی کے لئے ہیں جس نے اس آدمی کو جہنم سے آزاد کردیا۔''

فائدہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

1. کافر کی عیادت کرنا اور اس سے حسن سلوک کرنا جائز ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۱۱۹)
2. صالحین کی صحبت کا فائدہ آخرت سے پہلے دنیا میں مرتب ہوتا ہے۔ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے اس کو ایمان کی دولت حاصل ہوئی)۔
3. گناہگاروں اور کافروں کی ہدایت کے لئے حریص اور متمنی رہنا اور ان سے ناامید نہ ہونا۔
4. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل اور لوگوں پر آپ کی شفقت کی وجہ سے آپ کی بات کا مؤثر ہونا معلوم ہوا۔

(نزہۃ المتقین صفحہ ۲۸۶)

اس آدمی کا نام عبدالقدوس تھا۔ (فتح ۳/۲۲۱، بذل ۵/۸۷، نزہۃ المتقین ۱/۹۸۶)

باب ما يكره للمريض من الدعاء

مریض کے لئے کون سی دعا ناپسندیدہ ہے

(۵۵۵) - أخبرني أبو يعلى، حدثنا عبدالأعلى بن حماد النرسي، ثنا المعتمر بن سليمان، قال: سمعت حميدا يحدث عن أنس رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: عاد رجلا من المسلمين، فدخل عليه وهو كالفرخ المنتوف جهدا، فقال: هل كنت تدعو بشيء تساله؟ قال نعم، كنت أقول:

﴿اللهم ما كنت معاقبي به في الآخرة، فعجله لي في الدنيا.﴾

فقال النبي صلى الله عليه وسلم: سبحان الله لا تطيقه ولا تستطيعه، فهلا قلت:

﴿اَللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.﴾

فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم فشفاه الله عزوجل.

اخرجه احمد في «مسنده» (۱۰۷/۳) والمسلم (۲٦۸۸/۲۰٦۸/٤) (۳٤۳/۲) والترمذي (۳٤۸۷/۵۲۱/۵) (۱۸٦/۲) والنسائي في «السنن الكبرى» (۷۵۰٦/۳۵۸/٤) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ۱۰۵۳)

(۵۵۵) ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں میں سے ایک آدمی کی عیادت کے لئے گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس پہنچے تو وہ بیماری کیوجہ سے ایسے چوزے کی طرح کمزور ہوگئے تھے جس کے پرنوچ لئے گئے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان سے) فرمایا: کیا تم کوئی دعا کرتے تھے اور (اللہ تعالیٰ سے) کچھ مانگا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! میں یہ دعا کیا کرتا تھا:

﴿اللهم ما كنت معاقبي به في الآخرة، فعجله لي في الدنيا.﴾

ترجمہ ”اے اللہ آپ مجھے جو سزا آخرت میں دینا چاہتے ہیں اس کو مجھے دنیا ہی میں دے دیں۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہ تم اس کی طاقت رکھتے ہو اور نہ ایسا کر سکتے ہو بلکہ کیا تم یہ دعا نہیں کر سکتے تھے:“

﴿اَللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! مجھے دنیا میں بھلائی عطا فرمایئے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرمایئے اور مجھے جہنم

سے محفوظ فرمائیے۔''

فائدہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے ہیں۔

1. عذاب کے آنے کی دعا کرنا منع ہے۔
2. کسی بات پر تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا جائز ہے۔
3. مصیبت کی آرزو کرنا مکروہ ہے ایسا نہ ہو کہ تنگدل ہوجائے اور اللہ کو ناراض کردے۔
4. اس سے "ربنا آتنا" کی فضیلت معلوم ہوئی۔

دنیا میں حسنۃ کے معنی عبادت اور عافیت کے ہیں اور آخرت میں جنت اور مغفرت کے ہیں بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ حسنۃ کے معنی دنیا اور آخرت کی ہر قسم کی بھلائی ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۳۴۳)

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے کیونکہ اس میں دنیا اور آخرت کی تمام قسم کی خیر موجود ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۳۴۴)

نوع آخر:

(٥٥٦) - حدثنا أبو محمد بن صاعد، ثنا محمد بن بشار، ثنايحيٰى ابن سعيد ومحمد بن جعفر، قالا: ثنا شعبة، عن عمرو بن مرة، عن عبداللّٰه بن سلمة، عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه قال: كنت شاكيا، فمر بي رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم وأنا أقول: اللهم إن كان أجلي قد حضرفارحني، و إن كان متأخرا فارفعني، و إن كان بلاء فصبرني، فقال النبي صلى الله عليه وسلم كيف قلت: فأعاد عليه، فضربه برجله، وقال:

﴿اَللّٰهُمَّ عَافِهِ اَللّٰهُمَّ اشْفِهُ.﴾

قال: فما شكوت وجعي ذلك بعد.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٢٩٤٩٩/٦٣/٦) واحمد فى «مسنده» (١٠٧/١) والترمذى (٥/٥٦٠-٥٦١/٣٥٦٤) (١٩٦/٢) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ١٠٥٨) وابويعلى فى «مسنده» (٤٠٩/٣٢٨/١)

(۵۵۶) **ترجمہ:** ''حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں (اللہ تعالیٰ سے اپنے مرض کی وجہ سے) فریاد رسی کر رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے۔ میں کہہ رہا تھا: اے اللہ! اگر میری موت کا وقت آچکا ہے تو (مجھے اچھی موت عطا فرما کر) راحت پہنچایئے، اگر میری موت میں تاخیر ہے تو مجھے صحت عطا فرمائیے۔ اور اگر یہ میرے لئے امتحان ہے تو مجھے صبر (کی توفیق) عطا فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے کیا کہا؟ (اور) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کلمات کو دہرایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا پیر مارا اور فرمایا:

﴿اَللّٰھُمَّ عَافِهٖ اَللّٰھُمَّ اشْفِهٖ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! اس کو عافیت عطا فرمائیے۔ اے اللہ! اس کو شفا عطا فرمائیے۔“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اس مرض کی کبھی فریادرسی نہ کی۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا میں عذاب جلدی سے نہیں مانگنا چاہئے۔

مریض اگر مرض سے پریشان ہوکر کوئی غلط دعا کرے تو اس کو حکمت سے منع کرنا چاہئے۔ بعض اوقات مرض کی شدت کی وجہ سے بہت ہی غلط الفاظ کہے جاتے ہیں بعض میں تو کفر کا اندیشہ ہوتا ہے۔

نیز مریض کے لئے تندرستی کی دعا کرنا چاہئے۔

اسی طرح مریض کے پاس اچھی بات کہنی چاہئے ایک روایت میں ہے کہ مریض کے پاس اچھی بات کہا کرو کیونکہ فرشتے امین کہتے ہیں۔ (ترمذی ۱/۱۹۲)

مطلب یہ ہے کہ اپنے لئے خیر (یعنی مرض سے حفاظت) کی اور قریب المرگ آدمی کے لئے شفا اور میت کے لئے مغفرة کی دعا کرنی چاہئے۔ (مظاہر حق ۲/۷۹)

باب دعا المريض للعوّاد

مریض کا عیادت کرنے والوں کے لئے دعا کرنا

(۵۵۷) - أخبرنا إبراهيم بن محمد بن عيسى التمار، حدثنا الحسن بن عرفة، ثنا كثير بن هشام الجزرى، عن عيسى بن إبراهيم الهاشمى، عن جعفر بن برقان، عن الميمون بن مهران، عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: إذا دخلت على مريض فمره فليدع لك، فإن دعاءه كدعاء الملائكة.

أخرجه ابن ماجه (۱/۴۶۳/۱۴۴۱) (ص۱۰۴) والبيهقى فى «شعب الايمان» (۶/۵۴۱/۹۲۱۴) مفصلا والديلمى فى «مسند الفردوس» (۱/۲۸۰/۱۰۹۴)

(۵۵۷) ترجمہ: ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اس کو اپنے لئے دعا کرنے کے لئے کہو کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعا کی درخواست کرنی چاہئے کیونکہ وہ مضطر ہے اور مضطر کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۹۳)

دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے اس لئے اس کی دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ (مرقاۃ ۳/۳۷۹)

فرشتوں کی طرح کا مطلب یہ ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہوجانے یا ہمیشہ ذکر ودعا والحاح زاری کی وجہ سے فرشتوں کے مشابہ ہے۔ (مرقاۃ ۳/۳۷۹)

باب ما يقول للمريض إذا برأ وصح من مرضه

صحت یابی کے بعد مریض کو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٥٥٨) - أخبرني محمد بن محمد الباهلي، حدثنا محمد بن حاتم الرقي، ثنا محمد بن حجاج، عن صالح بن خوات بن صالح بن خوات بن جبير، عن أبيه، عن جده خوات بن جبير رضي الله تعالى عنه قال: مرضت، فعادني رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: (صح الجسم يا خوات)، قلت: وجسمك يا رسول الله، قال: (أوف الله بما وعدته)، قلت: ما وعدت الله عزوجل شيئا، قال: بلى إنه ما من عبد يمرض إلا أحدث الله عزوجل خيرا أوف الله بما وعدته.

اخرجه ابن قانع في «معجمه» كما في «الفتوحات الربانيه» (٩٣/٤) والطبراني في «المعجم الكبير» (٤١٤٨/٢٠٤/٤) وابن عدي في «الكامل» (١٤٦/٦) والحاكم في «المستدرك» (٤٦٧/٣) والديلمي في «مسند الفردوس» (٨٥٠٣/٣٨٥/٥)

(٥٥٨) ترجمہ: ”حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں بیمار ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوات! اللہ کرے (تمہارا) جسم صحیح ہو جائے (یعنی تم تندرست ہو جاؤ) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اور آپ کا جسم بھی صحیح ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ کیا ہے اس کو پورا کرو۔ میں نے عرض کیا: میں نے تو اللہ تعالیٰ سے کوئی وعدہ نہیں کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی (مؤمن) بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس مرض سے بہتر چیز (ثواب) عطا فرماتے ہیں۔“

فائدہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

1. جب کسی مریض کی عیادت کے لئے جائے اور وہ صحت یاب ہو چکا ہو تو اس کو توبہ وغیرہ کی نصیحت کرنی چاہئے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۱۳۷)
2. مریض کو دعا دینی چاہئے۔
3. مریض بھی عیادت کرنے والے کو دعا دے۔
4. حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب مؤمن بندہ بیمار ہونے کے بعد تندرست ہو جاتا ہے تو وہ متنبہ ہو جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس کی یہ بیماری کسی گناہ کی وجہ سے تھی پھر وہ اللہ تعالیٰ سے گناہوں سے توبہ وغیرہ کرتا ہے تو اب اس کو چاہئے کہ اس توبہ کے وعدہ کو پورا کرے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۹۴)

اس طرح یہ بیماری اس کے لئے پاکی اور اعمال میں ترقی کا سبب ہوگی۔

باب ما يقول إذا ذكر مصيبة قد أصيب بها

جب کوئی پرانی مصیبت یاد آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(۵۵۹) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا عبدالرحمن بن سلام الجمحي، ثنا هشام بن زياد، عن أبيه، عن فاطمة بنت الحسين، أنها سمعت أباها الحسين ابن علي رضي الله تعالى عنه يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: ما من مسلم ولا مسلمة يُصَابُ بمصيبة و إن قَدِمَ عَهْدُهَا فَيُحْدِثُ لها استرجاعا، إلا أحدث الله عزوجل لهُ عند ذلك، فأعطاه ثواب ما وعده عليها يوم أصيب بها.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۱/۲۰۱) وابن ماجه (۱/۵۱۰/۱۶۰۰) (ص۱۱۵) والطبرانی فی «المعجم الکبیر» (۳/۱۳۱/۲۸۹۵) وفی «الاوسط» (۳/۱۵٤/۲۷۶۸) والبیهقی فی «شعب الایمان» (۷/۱۱۷/۹۶۹۵)

(۵۵۹) ترجمہ: ”حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کسی مسلمان مرد اور کسی مسلمان عورت کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے اگرچہ اس کا زمانہ پرانا ہو چکا ہو (پھر بھی جب وہ یاد آئے تو) وہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے تو اس وقت پڑھنے پر بھی اللہ تعالیٰ اس کو اس دن جیسا ثواب عطا فرماتے ہیں جس دن یہ مصیبت پہنچی تھی۔ (خواہ اس کو چالیس سال گزر چکے ہوں)۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص کسی مصیبت پر انا للہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کے نقصان کو پورا کر دیتے ہیں اور اس کی اچھی طرح مدد فرماتے ہیں اور اس مصیبت کا اس کو ایسا بدلہ عطا فرماتے ہیں کہ وہ اس سے خوش ہو جاتا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۱۲۲)

اگر چالیس سال بعد بھی یہ کلمہ دہرایا جائے تب بھی یہ ثواب ملے گا کیونکہ پہلی مرتبہ کہنے کے بعد اس کلمہ کو اپنی بدعملی کی وجہ سے پرانا اور خراب کر دیا پھر جب دوبارہ کہا تو اس کو نیا اور پاک کر دیا (اس لئے یہ ثواب ملتا ہے)۔

صبر صرف زبان سے نہیں بلکہ دل سے بھی ہو کہ یہ سوچے کہ جو چیزیں نعمتیں باقی ہیں وہ اس سے کئی گنا زیادہ ہیں جو چلی گئی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا لے لیا تو اس طرح مصیبت آسان ہو جائے گی۔ (فیض القدیر ۶/۶۹)

باب ما يقول إذا بلغه وفاة رجل

جب کسی آدمی کی وفات کی خبر پہنچے تو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٥٦٠) - أخبرني أحمد بن يحيى بن زهير، حدثنا حمدون بن سلام الحنثنا يحيى بن إسحاق، ثنا ابن لهيعة، عن حنين بن أبي حكيم، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: جاء رجل إلى النبي ﷺ فقال: إن فلانا جاري يؤذيني، فقال: اصبر على أذاه وكُفَّ أذاك عنه، فقال: فما لبث إلا يسيرا ثم جاء فقال: يا رسول الله! جاري ذاك مات، وقال: فقال رسول الله ﷺ:

﴿كَفٰى بِالدَّهْرِ وَاعِظًا، وَالْمَوْتِ مُفَرِّقًا.﴾

اخرجه الحارث بن اسامة في «مسنده» كما في الغيبة الباحث» (٢/٨٥٤/٩٠٨) والعسكري في «الامثال» كما في «البيان التعريف» (٢/١٣٩)

(۵۶۰) ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: میرا فلاں پڑوسی مجھے تکلیف دیتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اس کی تکلیف پر صبر کرو اور اس کو تکلیف دینے سے بچو کچھ ہی دیر گزری تھی کہ وہ شخص پھر آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا وہی پڑوسی مر گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

﴿كَفٰى بِالدَّهْرِ وَاعِظًا، وَالْمَوْتِ مُفَرِّقًا.﴾

ترجمہ: ''نصیحت کرنے کے لئے زمانہ اور جدا کرنے کے لئے موت ہی کافی ہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

اپنی کسی تکلیف کا ذکر کسی بزرگ کے سامنے کرنا تا کہ کوئی مشورہ حاصل ہو اور تکلیف ختم ہونے کی کوئی صورت نکل سکے۔ کسی کے تکلیف پہنچانے کے بعد بھی اس کو خود تکلیف نہیں پہنچانا چاہئے کسی کی موت کی خبر سن کر ان الفاظ کے ذریعہ سے زمانے اور موت سے عبرت حاصل کرنا کہ کسی پر ایک حال نہیں رہتا بلکہ حالات بدلتے رہتے ہیں کبھی کوئی خوشی اور کبھی کوئی غم میں مبتلا رہتا ہے ہر ایک پر حال مستقل نہیں رہتا۔

اسی طرح موت سے ہر کسی سے جدائی ہو جائے گی لہٰذا موت کی تیاری کرنی چاہئے۔

باب ما يقول إذا بلغه وفاة أخيه

جب اپنے بھائی کی وفات کی خبر پہنچے تو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٥٦١) - حدثني مسلم بن معاذ، ثنا أحمد بن يحيىٰ الأودي، ثنا أبو حيان، ثنا قيس بن الربيع، عن أبي هاشم عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الموت فزع، فإذا بلغ أحدكم وفاة أخيه فليقل:

﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، وَ إِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اكْتُبْهُ عِنْدَكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ، وَاجْعَلْ كِتَابَهُ فِيْ عِلِّيِّيْنَ، وَاخْلُفْهُ فِيْ أَهْلِهِ فِي الْغَابِرِيْنَ، وَلَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ.﴾

اخرجه الطبراني في «المعجم الكبير» (١٢/ ٥٩، ١٢٤٦٩) والديلمي في «مسند الفردوس» (٤/ ٢٣٩-٢٤٠، ٦٧١٩)

(۵۶۱) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت خوفزدہ کرنے والی چیز ہے جب تم میں سے کسی کو اپنے بھائی کی وفات کی خبر پہنچے تو اس کو یہ دعا پڑھنی چاہئے:''

﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، وَ إِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اكْتُبْهُ عِنْدَكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ، وَاجْعَلْ كِتَابَهُ فِيْ عِلِّيِّيْنَ، وَاخْلُفْهُ فِيْ أَهْلِهِ فِي الْغَابِرِيْنَ، وَلَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ.﴾

ترجمہ: ''ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور ہم سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یقیناً ہم سب اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ اس کو اپنے پاس نیک لوگوں میں شمار فرما لیجئے، اور اس کا نامہ اعمال علیین میں رکھ دیجئے اور اس کے پیچھے اس کے گھر والوں کے لئے آپ ہی اس کے قائم مقام (کارساز) بن جائیے۔ (اے اللہ! آپ (ہمیں بھی رونے دھونے میں گرفتار کر کے) اس کے اجر سے محروم نہ کیجئے۔ اور اس کے بعد ہمیں فتنے میں بھی نہ ڈالئے۔''

فائدہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

❶ کسی مسلمان بھائی کی موت پر انا للہ پڑھ کر اپنی موت کو یاد کرنا اور اس کے لئے مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے دعا کرنی چاہئے۔

❷ اپنے ساتھیوں اور بھائیوں کی موت سے عبرت حاصل کرنا مستحب ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۱۲۴)

اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ فرما: کا مطلب یہ ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا اجر یا اس کی وفات کی مصیبت کے اجر کو ضائع نہ فرمایئے۔

فتنہ میں نہ ڈالئے کا مطلب یہ ہے کہ شیطان ہم پر مسلط ہو جائے (اور ہم سے ایسے کام کرائے جسے بہت زیادہ ممنوع طریقے سے رونا یا اس کا مال وغیرہ غضب کرنا) کہ وہ اپنے مقصود و مطلوب کو حاصل کرے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۱۲۵)
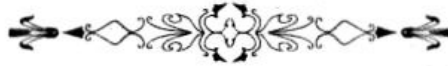
باب ما يقول إذا بلغه قتل رجل من أعداء المسلمين

جب مسلمانوں کے دشمن کے قتل کی خبر پہنچے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٥٦٢) - أخبرني عبدالرحمن بن محمد أبو صخرة، حدثنا علي بن المديني، ثنا أمية بن خالد، ثنا شعبة، عن أبي إسحاق، عن أبي عبيدة، عن عبدالله بن مسعود رضي الله تعالى عنه، قال: أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقلت: يا رسول الله! قد قتل الله عزوجل أبا جهل، فقال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَصَرَ عَبْدَهُ وَأَعَزَّ دِیْنَهُ.﴾

أخرجه أحمد في «مسنده» (٤٠٦/١) والنسائي في «السنن الكبرى» (٨٦٧٠/٢٠٤/٥) والعقيلي في «الضعفاء/ (١٢٨/١) والطبراني في «المعجم الكبير» (٨٤٧٣/٨٤/٩) والخطيب البغدادي في «تاريخ بغداد» (٤٣٦٤/٢٦٤/٨)

(٥٦٢) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی:''

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَصَرَ عَبْدَهُ وَأَعَزَّ دِیْنَهُ.﴾

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ (کی ذات) کے لئے ہیں جس نے اپنے بندے کی مدد کی اور اپنے دین کو عزت عطا فرمائی۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر، خوارج یا دین میں فساد برپا کرنے والوں کی موت کی خبر سن کر یہ دعا کرنی چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی پھر فرمایا: ابوجہل اس امت کا فرعون تھا۔ (فتوحات ربانیہ ۱۲۵/۴)

باب ما يقول إذا أصابه ضر وسئم الحياة

تکلیف اور زندگی سے مایوسی کے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٥٦٣) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا علي بن الجعد، ثنا شعبة، عن ثابت البناني، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، عن النبي ﷺ قال: لا يتمنى المؤمن الموت من ضر أصابه، فإن كان لا بد فاعلا فليقل:

﴿اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ، وَتَوَفَّنِيْ مَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِيْ.﴾

تقدم تخريجه (برقم ٥٥٠)

(۵٦٣) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمن کسی مصیبت کے پیش آنے کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے اگر بہت ضروری ہو تو اس کو یہ دعا پڑھنی چاہئے:''

﴿اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ، وَتَوَفَّنِيْ مَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِيْ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے مجھے زندہ رکھئے اور جب میرے لئے موت بہتر ہے تو مجھے موت عطا فرمایئے۔''

فائدہ: تشریح حدیث نمبر ۵۵۰ میں گزر چکی ہے۔

باب ما يقول لأهله إذا حضرته الوفاة

جب موت آئے تو اپنے گھر والوں کو کیا کہنا چاہئے

(٥٦٤) - أخبرنا أبو القاسم بن منيع، حدثنا علي بن داود، ثنا آدم ابن أبي إياس، ثنا مبارك بن فضالة، عن ثابت، عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: لما قالت فاطمة رضي الله تعالى عنها: واكر باه قال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنه قد حضر من أبيك ما ليس الله بتارك من أحدا، الموافاة يوم القيامة.

اخرجه احمد في «مسنده» (١٤١/٣) وابن ماجه (٥٢١/١/١٦٢٩) (ص١١٥) وابويعلى في «مسنده» (١٠٦١/٦/٣٤٤١) وابن حبان في «صحيحه» (٥٨٢/١٤/٦٦١٣) والطبراني في «المعجم الاوسط» (١٢٥/٩/٩٣١٣)

(۵۶۴) ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت) جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ہائے غم بے چینی! (کہ میرے والد محترم دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے باپ کے پاس وہ چیز (موت) آئی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔ (اور) ملاقات (تو) قیامت کے دن ہوگی۔“

فائدہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

❶ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہائے غم یہ نوحہ اور بین نہ تھا (کیونکہ وہ ممنوع ہے اور) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع نہیں فرمایا۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۱۷)

❷ مرنے والے کے سامنے اس کے گھر والے اگر روئیں تو وہ ان کو حکمت کے ساتھ خاموش کرائے کہ موت تو سب ہی کو آنی ہے ملاقات ان شاء اللہ قیامت میں ہوگی وغیرہ۔

موت کے وقت مستحب امور

علماء نے لکھا ہے کہ اس وقت ذکر اذکار تلاوت قرآن، ادائے حقوق فرض وغیرہ، معافی تلافی ہر معاملے کی صفائی اللہ کی رحمت ومغفرت کی امید کرنا اور ہر لمحہ آخرت کی طرف متوجہ رہنا مستحب ہے۔ اس موقع پر بدترین برائی ہے کہ آدمی دنیا کی طرف متوجہ رہے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۱۳۸، مزید تفصیل کے لئے حوالہ بالا کی طرف رجوع کریں)۔

باب ما يقول إذا رمدت عينه

جب آنکھ دکھنے لگے تو کون سی دعا پڑھنی چاہیے

مختلف درد، تکلیف اور مرض کے موقع پر کیا دعا پڑھنی چاہیے کون سی دعائیں پڑھ کر دم کرنا چاہئیں۔ اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے تیرہ باب اور ان کے ذیل میں چودہ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٥٦٥) - أخبرنا عبدالله بن محمد بن مسلم المقدسي، حدثنا محمد ابن يحيٰى بن الفياض، ثنا يوسف بن عطية، ثنا يزيد بن الرقاشي، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: كان النبي ﷺ إذا أصاب الرمد واحدا من أصحابه قال:

﴿اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِسَمْعِيْ وَبَصَرِيْ، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّيْ، وَأَرِنِيْ فِي الْعَدُوِّ ثَارِيْ، وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ ظَلَمَنِيْ.﴾

اخرجه الحاكم في «المستدرك» (٧٠٩/١) والحكيم الترمذي في «نوادر الاصول» (١٠١/٣) واخرجه غير واحد بدون ذكر الرعد.

(٥٦٥) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں میں کسی کی آنکھ دکھتی تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے (اور دم فرماتے):“

﴿اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِسَمْعِيْ وَبَصَرِيْ، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّيْ، وَأَرِنِيْ فِي الْعَدُوِّ ثَارِيْ، وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ ظَلَمَنِيْ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ میری سماعت اور بینائی سے مجھے فائدہ پہنچایئے، اسے میرا وارث بنا دیجئے، میرے دشمن کا بدلہ مجھے (اپنی آنکھوں سے) دکھا دیجئے اور جو مجھ پر ظلم کرے اس پر میری مدد فرمایئے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کی آنکھ دکھنے لگے اس کو یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

باب ما يقول إذا صدع

جب سر میں درد ہو تو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٥٦٦) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أبو خيثمة، ثنا ابن أبي أويس، حدثني إبراهيم بن إسماعيل، عن داود بن الحصين، عن عكرمة، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما أن رسول الله ﷺ كان يعلمهم من الأوجاع كلها ومن الحمى أن يقولوا:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ، مِنْ شَرِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ، وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (٣٠٠/١) وابن ماجه (١١٦٥/٢/٣٥٢٦) والترمذي (٤٠٥/٤/٢٠٧٥) (٢٧/٢) والطبراني في «الدعا» (رقم ١٠٩٨) والحاكم في «المستدرك» (٤٥٩/٤)

(٥٦٦) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام دردوں اور بخار کے لئے یہ دعا (پڑھنے کے لئے) سکھاتے تھے:''

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ، مِنْ شَرِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ، وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ.﴾

ترجمہ: ''بزرگ و برتر اللہ تعالیٰ کے نام سے (دم کرتا ہوں) میں اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر سے ہر جوش مارنے والی رگ کے شر اور جہنم کی آگ کی گرمی کے شر سے پناہ لیتا ہوں۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بخار آنے پر یہ دعا پڑھ کر دم کرنا چاہئے۔

باب ما يقول إذا حمَّ

جب بخار ہو تو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٥٦٧) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا محمد بن عبدالله بن نمير، ثنا مصعب ابن المقدام، ثنا إسرائيل، عن سعيد بن مسروق، عن عباية بن رفاعة، عن رافع ابن خديج رضي الله تعالى عنه، قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: الحمى من فيح جهنم، فأبردوها بالماء، ودخل على ابن لعمار فقال:

﴿اِكْشِفِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ إِلٰهَ النَّاسِ.﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (٩٠/٦) والبخارى (٥٣٩٣/٢١٦٣/٥) (٤٦٢/١) والمسلم (٢٢٦٢/١٧٣٣/٤) (٢٢٦/٢) وابن ماجه (٣٤٧١/١١٤٩/٢) (ص٢٤٨) والترمذى (٢٠٧٣/٤٠٤/٤) (٢٧/٢)

(٥٦٧) ترجمہ: ''حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بخار جہنم کی وجہ سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کیا کرو! آپ ﷺ عمار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بیٹے کے پاس گئے (وہ بخار میں تھے) آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی:''

﴿اِكْشِفِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ إِلٰهَ النَّاسِ.﴾

ترجمہ: ''(اے اللہ! اس سے) بیماری کو دور کر دیجئے (اے) لوگوں کے رب، لوگوں کے معبود۔''

فائدہ: بخار جہنم کی وجہ سے ہے۔ اس کے دو مطلب ہیں یا تو حقیقی معنوں میں جہنم ہے کہ وہ شعلہ جو بخار شدہ جسم میں ہوتا ہے وہ جہنم کا ٹکڑا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اس کے اسباب کے ذریعے پیدا کیا ہے تا کہ لوگوں کو جہنم سے عبرت حاصل ہو کہ جب یہ ایسا گرم ہے تو حقیقت میں جہنم کا کیا حال ہوگا۔ جس طرح دنیاوی لذت وغیرہ آخرت کے لئے نمونہ ہیں۔

یا بخار کی گرمی کو جہنم کی گرمی کے ساتھ تشبیہ دی مطلب یہ ہے کہ بخار کی گرمی جہنم کی گرمی کی طرح ہے کہ لوگوں کو جہنم کی گرمی کی شدت بتانی مقصود ہے۔ (فتح الباری ١٧٥/١٠)

نوع آخر:

(٥٦٨) - أخبرنا كهمس بن معمر الجوهري، حدثنا محمد بن أحمد بن عبدالحميد، ثنا روح بن عبادة، ثنا مرزوق أبو عبدالله الشامي، ثنا سعيد عن رجل من أهل الشام، ثنا ثوبان رضي الله تعالى عنه، عن رسول الله ﷺ قال: إذا أصاب أحدكم الحمى فإنما الحمى قطعة من

النار فَلْيُطْفِعهَا بالماء البارد ويستقبل نهرا جاريا، ويستقبل جِرْيَةَ الماء، ويقول:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ، وَصَدِّقْ رَسُوْلَكَ﴾

بعد صلاة الفجر قبل طلوع الشمس، فينغمس فيها ثلاث غمسات ثلاثة أيام، فإن لم يبرأ في ثلاث فخمس، فإن لم يبرأ في خمس فسبع، فإن لم يبرأ في سبع فتسع، فإنها لا تجاوز التسع بإذن الله عزّوجلّ.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢٨١/٥) والترمذي (٢٠٨٤/٤١٠/٤) (٢٨/٢) والطبراني في «المعجم الكبير» (١٤٠٠/١٠٢/٢) وابو نعيم في «الطب» كما في «المرقاة» وابن حجر في «القول المسدد» (٥٢/١)

ایک اور حدیث:

(۵۶۸) **ترجمہ:** ”حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں کوئی شخص بخار میں مبتلا ہو (کیونکہ) بخار آگ کا ٹکڑا ہے تو (وہ) بخار کو ٹھنڈے پانی سے بجھائے (لہٰذا یہ شخص) جاری نہر میں جائے اور پانی کے بہاؤ کی طرف کھڑا ہو اور یہ دعا پڑھے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ، وَصَدِّقْ رَسُوْلَكَ﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) اے اللہ! اپنے بندے کو شفا دیجئے اور اپنے رسول کو (یعنی مجھے شفا دے کر ان کے قول کو) سچا کر دیجئے۔“

یہ عمل فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے کرے۔ پانی میں تین مرتبہ غوطے لگائے تین دن ایسا ہی کرے۔ اگر تین دن میں صحت یاب نہ ہو تو (یہ عمل) پانچ دن تک کرے اور اگر پانچ دن میں اچھا نہ ہو تو سات دن تک کرے اور اگر سات دن میں بھی اچھا نہ ہو تو نو دن اس طرح کرے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بخار ۹ دن سے آگے نہیں جائے گا۔“

فائدہ: اس حدیث میں بخار کے لئے جو علاج تجویز فرمایا گیا ہے یہ مخصوص علاج ہے۔ ہر بخار میں یہ علاج فائدہ مند نہیں ہے۔ یہ علاج صفراوی بخار کی بعض اقسام کے لئے ہے جس میں اہل حجاز مبتلا ہوتے تھے چونکہ بعض بخار میں پانی کا استعمال مضر ہوتا ہے، اس لئے ہر بخار کے لئے یہ علاج تجویز نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں اگر کسی بخار میں طبیب حاذق اور معتمد معالج اجازت دے تو پھر بلا جھجک یہ علاج کرنا چاہئے۔ (مظاہر حق ۵۷/۲، تفصیل کے لئے فتح الباری ۱۷۶/۱۰ تا ۱۷۸، مرقاۃ ۳۲۶/۲)

ٹھنڈے پانی سے بخار ختم کرنے کا ایک طریقہ ہمارے ہاں مروج ہے کہ کسی کپڑے کو ٹھنڈے پانی میں بھگو کر مریض کے جسم کے مختلف حصوں پر بار بار رکھتے ہیں جس کی ٹھنڈک سے بخار اتر جاتا ہے۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ۵۱۸)

باب رقية الحمى

بخار کے لئے دعا (دم)

(٥٦٩) - حدثني الحسن بن طريف، حدثنا محمد بن حاتم، ثنا عبدالرحيم بن محمد السكري، ثنا عباد بن العوام، عن أبي جناب الكلبي، عن عبدالعزيز المكي، حدثني عبدالله بن أبي الحسين، عن رجل من قريش، عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: دخلت أنا وأبوبكر على رسول الله ﷺ وبه حمى شديدة، منصوب على فراشه، قال: فسلمنا عليه، فما رد علينا، فلما رأينا ما به خرجنا من عنده، فما مشينا إلا قريبا حتى أدْرَكَنَا رسوله، فدخلنا عليه وليس به بأس، وهو جالس، فقال: إنكما دخلتما علي، فلما خرجتما من عندي نزل الملكان، فجلس أحدهما عند رأسي ولآخر عند رجلي، فقال الذى عند رجل ما به؟ قال الذى عند رأسي: حمى شديدة، قال الذى عند رجلي: عَوِّذْهُ، قال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ، مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيْكَ، وَمِنْ كُلِّ نَفْسٍ حَاسِدَةٍ، وَطَرْفَةِ عَيْنٍ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ﴾

خذها فلتنهك، قال: فما نفث ولا نفخ، فكشف ما بي، فارسلت إليكما لأخبركما.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٥/٤٨/٢٣٥٨٥) والرافعى فى «التدوين فى اخبار قزين» (٨٥/٤)

(۵۶۹) ترجمہ: ”حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور ابوبکر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ آپ ﷺ کو شدید بخار تھا اور آپ ﷺ اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا۔ جب ہم نے آپ ﷺ کی یہ حالت دیکھی تو ہم آپ ﷺ کے پاس سے واپس لوٹ آئے۔ ہم تھوڑا چلے ہی تھے کہ ہمارے پاس آپ ﷺ کا قاصد آیا۔ (اور اس نے ہمیں کہا کہ آپ ﷺ بلا رہے ہیں پھر) ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تو (ہم نے دیکھا کہ) آپ ﷺ پر بیماری کا کوئی اثر نہیں ہے اور آپ ﷺ بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ میرے پاس آئے تھے، جب تم لوگ میرے پاس سے چلے گئے تو دو فرشتے آئے۔ ان میں سے ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پیر کے پاس بیٹھ گیا۔ جو فرشتہ میرے

پیر کے پاس تھا اس نے کہا: ان کو کیا بیماری ہے؟ جو فرشتہ میرے سر کے پاس تھا اس نے کہا: ان کو شدید بخار ہے۔ جو فرشتہ میرے پیر کے پاس تھا اس نے کہا: ان کو پناہ دو۔ (یعنی ان پر دم کرو اور اس بخار سے پناہ دو جو فرشتہ میرے سر کے پاس تھا اس نے) یہ دعا پڑھی:''

﴿بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ، مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيْكَ، وَمِنْ كُلِّ نَفْسٍ حَاسِدَةٍ، وَطَرْفَةِ عَيْنٍ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ﴾

تَرْجَمَہ: ''میں اللہ تعالیٰ کے نام سے تم پر دم کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ تمہیں ہر اس بیماری سے جو تمہیں تکلیف دے شفا عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ تمہیں ہر حسد کرنے والے اور نظر لگنے سے تمہیں شفاء عطا فرمائے۔''

فَائِدَہ: ''رقیہ'' کے معنی اردو میں ''منتر'' کے ہوتے ہیں لیکن چونکہ منتر میں غیر مشروع کلمات ہوتے ہیں اس لئے اس کا مناسب ترجمہ اردو میں ''دم'' ہے۔ (فیض الباری ۴/۳۶۶)

اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دم کرنا جائز ہے۔ (فتح الملہم ۴/۲۹۵)

مرض کی حالت میں شفایابی کے لئے دعا بھی کرنی چاہئے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۱۹)

دم کن الفاظ سے کرنا چاہئے

تمام علماء کا اتفاق ہے کہ دم کرنا تین شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔

1. اللہ تعالیٰ کے کلام، اسماء وصفات الٰہیہ اور عربی زبان میں ہو۔
2. اگر عربی زبان میں نہ ہو لیکن اس کے معنی معلوم ہوں۔
3. یہ عقیدہ ہو کہ یہ دم فی نفسہ فائدہ پہنچانے والا نہیں ہے بلکہ حقیقی فائدہ پہنچانے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔

(فتح الباری ۱۰/۱۹۵)

جن کلمات کے معنی معلوم نہ ہوں (خصوصاً وہ شرکیہ الفاظ ہوں) تو ان سے دم جائز نہیں ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۱۹)

مزید تفصیل کے لئے دیکھیں فتح الباری ۱۰/ ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، شرح مسلم للنووی ۲/ ۲۱۹

باب ما يقول إذا اشتكى

بیماری کی حالت میں کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٥٧٠) - أخبرني أبو عروبة، حدثنا علي بن الحسين الدرهمي، ويحيٰى ابن حكيم، قالا: ثنا أبوبحر البكراوي، ثنا داود بن أبي هند، ثنا أبو نضرة، عن أبي سعيد، أو جابر. شك داود. قال: اشتكى النبي ﷺ، فأتاه جبرائيل عليه السلام فقال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ، مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيْكَ، وَمِنْ كُلِّ نَفْسٍ حَاسِدَةٍ، اوعَيْنٍ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ﴾

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (٢٣٥٧٣/٤٦/٥) واحمد فی «مسنده» (١٦٠/٦) والمسلم (٢١٨٥/١٧١٨/٤) (٢١٩/٢) وابن حبان فی «صحيحه» (٩٣٥/٢٣٤/٣) والطبرانی فی «المعجم الاوسط» (٨٥٦٥/٢٠٧/٨)

(٥٧٠) ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے۔ جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور (ان الفاظ سے آپ ﷺ پر دم) فرمایا:“

﴿بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ، مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيْكَ، وَمِنْ كُلِّ نَفْسٍ حَاسِدَةٍ، اوعَيْنٍ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کا نام لے کر آپ پر دم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو ہر اس بیماری سے شفا عطا فرمائیں جو آپ کو تکلیف دے۔ اور ہر حسد کرنے یا نظر لگانے والے کے شر سے اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا فرمائیں۔“

فائدہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

1. اس حدیث سے معلوم کہ اللہ تعالیٰ کے نام سے دم کرنا چاہئے۔
2. نیز دم کرنے کی تاکید بھی معلوم ہوئی۔
3. بغیر شکوہ شکایت کے اپنے مرض کا اظہار کرنا جائز ہے۔ (شرح مسلم للنووی ٢/٢١٩)
4. مذکورہ الفاظ سے دم کرنا مستحب ہے۔
5. اس سے آپ کی بشریت نیز جس طرح عام انسان مرض لوگوں کے تکلیف پہنچانے وغیرہ کے احوال آئے ہیں اسی طرح آپ ﷺ پر بھی آئے ہیں۔ (نزہۃ المتقین ١/٦٩٠)

باب الاسترقاء من العين

نظر لگنے کا علاج

(٥٧١) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا داود بن عمرو الضبي، ثنا أبو معاوية، ثنا يحيٰى بن سعيد، عن سليمان بن يسار، عن عروة، عن أم سلمة رضي الله تعالى عنها، قالت: دخل علينا رسول الله ﷺ، وعندنا صبي يشتكي، فقال: ما لهذا؟ قالو: نتهم به العين، قال: أو لا تسترقون لهٗ من العين.

اخرجه المالك في «المؤطا» (١٦٨١/٩٤٠/٢) وابويعلى في «مسنده» (١٢/٣٠٢-٦٨٧٩/٣٠٣) والطبراني في «المعجم الكبير» (٥٦٨/٢٦٨/٢٣) وفي «المعجم الصغير» (٤٨٠/٢٩٠/١) وابن عبدالبر في «التمهيد» (٥١٧/١٥٣/٢٣)

(۵۷۱) **ترجمہ:** ''حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہمارے پاس ایک بچہ تھا جو بیمار تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو کیا ہوا؟ ہم نے عرض کیا: ہمیں شک ہے کہ اس کو نظر لگی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس پر نظر کا دم کیوں نہیں کرتے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نظر لگ جاتی ہے۔ جب نظر لگ جائے تو دم کرنا چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ نظر لگنا حق ہے۔ (مسلم جلد۲/۲۲۰)

ایک اور روایت میں ہے کہ اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کرتی تو وہ نظر ہوتی۔ (مسلم جلد۲/۲۲۰)

ایک جگہ ارشاد مبارک ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر کے بعد لوگ اکثر نظر کی وجہ سے مرتے ہیں۔ (بزار فتح الباری ۱۰/۲۰۰)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ نظر کا لگنا حق ہے اور اس کا اثر نفوس میں بہت زیادہ ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ نظر صرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے نقصان پہنچاتی اور ہلاک کرتی ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۲۰)

(مزید تفصیل کے لئے دیکھیں فتح الباری ۱۰/ ۱۹۹ تا ۲۰۵، شرح مسلم للنووی ۲/۲۱۹، ۲۲۰)۔

نظر کا دم۔ حدیث نمبر ۵۷۰ پر جو دعا ہے اس کو تین مرتبہ پڑھیں۔ اور مریض پر دم کریں۔

ایک اور دعا ''بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اذْهَبْ حَرَّهَا، وَبَرْدَهَا وَوَصَبَهَا'' پڑھ کر بچے پر دم کرے۔ (مرقاۃ ۸/۳۵۱)

باب الاسترقاء من العقرب

بچھو کے کاٹے کا علاج

(٥٧٢) - حدثنا إسحاق بن إبراهيم بن يونس وأبو بكر بن مكرم، قالا: حدثنا نصر بن علي، ثنا ملازم بن عمرو، ثنا عبدالله بن بدر، عن قيس ابن طلق، عن أبيه طلق، أن عليا رضي الله تعالى عنه قال: لدغتني عقرب، وأنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فرقاني ومسحها.

اخرجه ابن حبان في «صحيحه» (١٣/٤٦٠-٤٦١/٦٠٩٣) والطبراني في «المعجم الكبير» (٨/٣٣٣/٨٢٤٤) والحاكم في «المستدرك» (٤/٤٦١) وابوعبدالله المقدسي في «الاحاديث المختارة» (٨/١٦٥/١٨٠) ومسدد في «مسنده» كما في «اتحاف الخيره المهره» (٤/٤٦٤-٤٦٥/٣٩٤١)

(۵۷۲) ترجمہ: ”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) مجھے بچھو نے ڈس لیا (اس وقت) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دم کیا اور (جہاں بچھو نے ڈسا تھا وہاں) ہاتھ پھیرا۔“

فائدہ: تفصیل اگلی روایت میں آ رہی ہے۔

باب رقية العقرب

بچھو کے کاٹے کا دم

(۵۷۳) - حدثنا محمد بن محمد بن سليمان، ثنا عبدالسلام بن عبدالحميد، ثنا موسى بن أعين، عن زيد بن بكر، عن إسماعيل بن مسلم، عن أبي معشر، عن إبراهيم، عن علقمة، عن عبدالله، قال: ذكر عند النبي ﷺ رقية الحية، فقال: أعرضها، فعرضتها عليه:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ شَجَّةٌ قَرَنِيَّةٌ مِلْحَةُ بَحْرٍ قَفْطًا﴾

فقال: هذه مواثيق أخذها سليمان بن داود عليهما السلام، ولا أرى بها بأسا، فلدغ رجل وهو مع علقمة، فرقاه بها، فكأنما نشط من عقال.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (۲۹۸۰۲/۱۰۱/٦) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (۱۰۰۰۵/۹۰/۱۰) وفى «المعجم الاوسط» (٥٢٧٦/٦٦٦/٥) والحكيم الترمذى فى «نوادرالاصول» كما فى «الاصابه» (۳٦٨/٧) وابن عبدالبر فى «الاستيعاب» (١٨٦٩/٤)

(۵۷۳) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سانپ (بچھو وغیرہ) کے دم کا ذکر کیا گیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بتاؤ؟ (کہ وہ دم کیا ہے) میں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ (وہ یہ ہے):

﴿بِسْمِ اللّٰهِ شَجَّةٌ قَرَنِيَّةٌ مِلْحَةُ بَحْرٍ قَفْطًا﴾

ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر زہر اتارتا ہوں۔ یہ ایک زخم ہے سینگ (یعنی ڈنگ) والا زہر اتارنے کے لئے یہ سمندری نمک ہے۔''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ کلمات ہیں جنہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے (جانوروں سے) بطور عہد لیا تھا۔ میں ان کے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ ایک آدمی ڈس لیا گیا۔ وہ حضرت علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھا۔ انہوں نے اس کو یہ کلمات پڑھ کر دم کیا تو (اچھا ہو گیا) جیسے کہ اس کو بندھ سے آزادی ملی ہو۔''

فائدہ: عام طور پر ایسا دم جس کے معنی معلوم نہ ہوں جائز نہیں ہے لیکن چونکہ اس دم کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا اس لئے اس سے دم کرنا جائز ہے۔ (مرقاۃ ۱۹۵/۸)

دم کا مفصل طریقہ حدیث ۵۷۵ پر آ رہا ہے۔ اس دم کا ترجمہ عموماً مترجمین نہیں کرتے لیکن حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ترجمہ ان الفاظ سے کیا ہے بندے نے وہیں سے نقل کیا ہے۔ (حصن حصین مترجم مولانا عاشق الٰہی صفحہ ۳۱۴)

باب الاسترقاء من النظرة

نظر بد لگنے کی دعا (دم)

(٥٧٤) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أبو الربيع سليمان بن داود البغدادي، ثنا محمد بن حرب، ثنا محمد بن الوليد الزبيدي، عن الزهري، عن عروة، عن زينب ابنة أم سلمة، عن أم سلمة زوج النبي ﷺ أن رسول الله ﷺ قال لجارية كانت في بيت أم سلمة زوج النبي ﷺ، ورأى في وجهها سفعة، فقال: بها نظرة فاسترقوا لها.

اخرجه البخاري (٥٤٠٧/٢١٦٧/٥) والمسلم (٨٥٤/٢) (٢١٩٧/١٧٢٥/٤) (٢٢٣/٢) والطبراني في «المعجم الكبير» (٨٠١/٣٤٤/٢٣) والحاكم في «المستدرك» (٢٣٦/٤) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٣٤٧/٩)

(٥٧٤) ترجمہ: ''حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ ہیں سے روایت ہے ایک بچی جو حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں تھی (جب) آپ ﷺ نے اس کے چہرے پر پیلا پن دیکھا تو فرمایا: اسے نظر لگی ہے اس پر دم کرو۔''

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ نظر کا لگنا حق ہے

نظر سے حفاظت کا طریقہ جب کسی کو دیکھے اور وہ اچھا لگے تو ''بارك الله'' کہے تو یہ اس کے لئے دم ہو جائے گا۔ (فتح الباری ٢٠٤/١٠)

یا جب کوئی چیز اچھی لگے تو یہ آیت پڑھے ''ماشاء الله لا قوة الا بالله ان ترن انا اقل منك مالا وولداً فعسٰى ربي ان يؤتين خيراً من جنتك'' سورہ کہف ٣٩، ٤٠۔ (مرقاۃ ٣٥١/٨)

نظر کس کی لگتی ہے: کسی چیز کو پسندیدگی سے دیکھنے سے نظر لگتی ہے خواہ بغیر حسد کے ہی کیوں نہ ہو۔ اس طرح خواہ دیکھنے والا محبت کرنے والا اور نیک آدمی ہی کیوں نہ ہو۔ (ملخص فتح الباری ٢٠٤/١٠، ٢٠٥)

باب رقية الحية والاسترقاء من الحية

سانپ کے کاٹے کا علاج اور دم

(۵۷۵) - أخبرنا على بن محمد بن عامر، حدثنا عمرو بن أحمد ابن شريح ثنا يحيٰى بن نكير، ثنا الليث بن سعد، عن إسحاق بن رافع، عن سعد بن معاذ الأنصاري، عن الحسن بن أبى الحسن البصرى، عن زيد ابن عبدالله أنه قال: عرضنا على رسول الله ﷺ رقية الحية، فأذن لنا فيها وقال: إنما هى مواثيق، والرقية: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ شَجَّةٌ مِلْحَةٌ قَرَنِيَّةٌ بَحْرٍ قَفْطًا.﴾

قال عمر: وبلغنا أن رسول الله ﷺ نهى عن التفل بها.

أخرجه الطبرانى فى «المعجم الكبير» (۱۰۰۵۰/۹۰/۱۰) وفى «المعجم الاوسط» (۸۶۸۶/۲۹۷/۸) وابو نعيم الاصبهانى فى «معرفة الصحابة» (۱۱۸۲/۳) كما فى «الصحابة» (۶۴۸/۲)

(۵۷۵) ترجمہ: ”حضرت زید بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سانپ کے دم کو پیش کیا۔ آپ ﷺ نے ہمیں اس کی اجازت دی اور فرمایا: یہ عہد و پیمان ہیں (جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے جانوروں سے لئے تھے) اور دم ہیں:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ شَجَّةٌ مِلْحَةٌ قَرَنِيَّةٌ بَحْرٍ قَفْطًا.﴾

ترجمہ: ”میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر زہر اتارتا ہوں۔ یہ ایک زخم ہے سینگ (یعنی ڈنگ) والا زہر اتارنے کے لئے یہ سمندری نمک ہے۔“

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دم میں تھوکنے سے منع کیا ہے۔“

فائدہ: صحیحین کی روایت میں ہے کہ سانپ اور بچھو کے ڈسے ہوئے پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا چاہئے۔
(صحیحین عن ابی سعید بحوالہ حصن حصین صفحہ ۳۱۴)

سورہ فاتحہ سات مرتبہ پڑھ کر دم کرے۔ (ترمذی عن ابی سعید بحوالہ حصن حصین صفحہ ۳۱۴)

علماء نے ایک طریقہ یہ بھی لکھا ہے کہ پانی میں نمک ملایا لیا جائے پھر اس نمک والے پانی کو ڈسی ہوئی جگہ پر ڈالتے رہیں اور مذکورہ کلمات پڑھتے جائیں۔ (حصن حصین مترجم مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ تعالیٰ صفحہ ۳۱۵)

اسی طرح ایک طریقہ مشکوۃ کی روایت میں ہے کہ نمک کا پانی ڈالتے ہوئے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے جائیں اور جہاں بچھو نے ڈسا ہو اس جگہ پھیرتے جائیں۔ (مشکوۃ صفحہ ۳۹۰)

باب رقية القرحة

پھوڑے پھنسی اور زخم کی دعا

(٥٧٦) - حدثنا أبو يعلى، ثنا محمد بن عباد، ثنا سفيان بن عيينة، عن عبد ربه بن سعيد، عن عمرة، عن عائشة رضي الله تعالى عنها أن رسول الله ﷺ قال: إذا كان في يد الرجل أو الشيء القرحة، قال بأصبعه هكذا، ثم قال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا.﴾

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (٦/٦٢/٢٩٤٩٢) والبخاری (٥/٢١٦٨/٥٤١٤) (٢/٨٥٥) والمسلم (٤/١٧٢٤/٢١٩٤) (٢/٢٢٣) وابوداؤد (٤/١٢/٣٨٩٥) (٢/١٨٨) وابویعلی فی «مسنده» (٨/٢٢/٤٥٢٧)

(٥٧٦) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب آدمی کے ہاتھ یا کسی جگہ پر کوئی زخم ہو تو۔“

﴿بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے ہماری زمین ہی کی مٹی ہم ہی میں سے کسی کے تھوک کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے (اس مٹی سے) ہمارا بیمار اچھا ہو جائے۔“

فائدہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

❶ رسول اللہ ﷺ بیماری کی شفا کی امید رکھتے اور اس کا علاج تھوک اور پاک مٹی سے کرتے تھے۔ شفا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتی تھی۔ (فتح الباری ١٠/٢٠٨)

❷ اسباب کو اختیار کرنا نیز بیماری کے بارے میں اہل علم سے سوال کرنا چاہئے۔ (نزہۃ المتقین ١/٦٨٧)

علماء نے لکھا ہے کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ دم کرنے والا اپنی شہادت کی انگلی پر تھوک لے کر انگلی کو مٹی پر لگائے تو کچھ مٹی انگلی پر لگ جائے گی پھر اس کو زخمی یا بیماری کی جگہ پر پھیرتے ہوئے یہ دعا پڑھے۔ (شرح مسلم للنووی ٢/٢٢٣)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر درد اور تکلیف پر دم کرنا جائز ہے۔ (فتح الباری ١٠/٢٠٨)

باب رقية الشياطين

شیطانوں سے حفاظت کی دعا

(۵۷۷) - أخبرني محمد بن سعيد البروذي، حدثنا عمرو بن شيبة، ثنا سالم بن نوح، عن الجريري، عن أبي العلاء بن الشخير، عن عثمان ابن أبي العاص رضي الله تعالى عنه قال: قلت: يا رسول الله! إن الشيطان قد حال بيني و بين صلاتي وقراء تي، قال: ذلك شيطان يقال: لهٗ خنزب، فإذا أحسته فتعوذ بالله عزوجل منه، واتفل عن يسارك ثلاثا، فأذهب الله عزوجل عني.

اخرجه عبدالرزاق في «المصنف» (۲۵۸۲/۸۵/۲) واحمد في «مسنده» (۲۱۶/٤) والمسلم (۲۲۰۳/۱۷۲۸/٤) (۲۲٤/۲) والطبراني في «المعجم الكبير» (۸۳٦٦/۵۲/۹) والحاكم في «المستدرك» (۲٤٤/٤)

(۵۷۷) ترجمہ: ''حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! شیطان میرے اور میری نماز اور قرأت کے درمیان آجاتا ہے (تو میں ایسے موقع پر کیا کروں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ شیطان ہے اس کو خنزب کہا جاتا ہے جب تم اس کو محسوس کرو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو شیطان سے اور اپنے دائیں جانب تین مرتبہ تھتکارو۔ (راوی فرماتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا تو) اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مجھ سے دور کر دیا۔''

فائدۃ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

❶ نماز میں جب شیطان وسوسہ ڈالے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا اور بائیں طرف تین مرتبہ تھتکارنا چاہئے اس سے دائیں جانب کی کرامت وشرافت معلوم ہوتی ہے کہ دائیں جانب تھوکنے کو نہیں فرمایا۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۲۴)

شیطان کو بار بار دفع کرنا چاہئے اور اس کو دور کرنا چاہئے تاکہ شیطان اس کے پاس سے بھاگ جائے اور یہ سمجھ لے کہ یہ شیطان کی تابعداری نہیں کرے گا۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ۵۲۶)

باب رقية الأوجاع

دردوں کے لئے دعا ودم

(۵۷۸) - أخبرنا أحمد بن علي بن سليمان، ثنا الربيع بن سليمان، ثنا شعيب بن الليث، عن ابن عجلان، عن يزيد بن عبدالله بن خصيفة، عن عثمان بن أبي العاص رضي الله تعالى عنه، قال: أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقلت: يا رسول الله! كنت أذكر الناس، ثم دخلني شيء فنسيت بعضه، فوضع يده على صدري، ثم قال: ﴿اَللّٰهُمَّ أَخْرِجْ عَنْهُ الشَّيْطَانَ﴾

فأذهب الله عني النسيان، قال عثمان: ثم جئت رسول الله صلى الله عليه وسلم مرة أخرى أصابني وجع، فقال لي: ضع يدك عليه وقل: ﴿أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ﴾

سبع مرات، فأذهب الله عزوجل عني.

مضى تخريجه (برقم ٥٤٥)

(۵۷۸) ترجمہ: ''حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں لوگوں کی طرح یاد کرلیا کرتا تھا پھر مجھے کچھ ہوگیا (جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ) میں کچھ بھولنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا پھر فرمایا:

﴿اَللّٰهُمَّ أَخْرِجْ عَنْهُ الشَّيْطَانَ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! اس میں سے شیطان کو نکال دیجئے۔''

اللہ تعالیٰ نے مجھ سے نسیان کو دور کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوسری مرتبہ حاضر ہوا مجھے درد تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اپنا ہاتھ درد کی جگہ رکھو اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھو:''

﴿أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ﴾

ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ اور ان کی قدرت کی اس تکلیف کے شر سے جو مجھے ہورہی ہے پناہ مانگتا ہوں۔''

فائدہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

1. اپنی تکلیف کا ذکر اپنے بڑوں سے تکلیف کے دفع ہونے کی صورت معلوم کرنے کے لئے کرنا۔
2. بھولنے کے وقت اس دعا کو طریقۂ مذکور سے پڑھنا چاہئے۔ باقی فوائد حدیث نمبر ۵۴۵ کے ذیل میں گزر چکے ہیں۔

باب الدعاء لحفظ القرآن

قرآن حفظ کرنے کی دعا

حفظ قرآن ایک بڑی نعمت اور اس امت کی خصوصیت ہے۔ حافظ قرآن اللہ تعالیٰ کے بیش بہا انعامات کا مستحق ہے۔ احادیث میں حفظ قرآن کے متعدد فضائل آئے ہیں یہاں تک کہ حافظ قرآن اپنے خاندان میں ایسے اس آدمی کی شفاعت کا استحقاق رکھے گا جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی اور وہ اس کی شفاعت پر جنت میں جائیں گے۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں ایک حدیث حفظ قرآن کے طریقہ کے بارے میں نقل کی ہے۔

(۵۷۹) - أخبرنا عبداللّٰه بن محمد بن مسلم، ومحمد بن خريم بن مروان قالا: حدثنا هشام بن عمار، ثنا محمد بن إبراهيم القرشي، ثنا أبو صالح، ثنا عكرمة، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، قال: قال علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه: يا رسول اللّٰه! القرآن ينفلت من صدري، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ألا أعلمك كلمات ينفعك اللّٰه عزوجل بهن؟ قال: نعم بأبي أنت وأمي، فقال صلى الله عليه وسلم: صل ليلة الجمعة أربع ركعات تقرأ في الراكعة الأولى بفاتحة الكتاب ويس، وفي الركعة الثانية بفاتحة الكتاب وحم الدخان، وفي ركعة الثالثة بفاتحة الكتاب وألم تنزيل السجدة، وفي الركعة الرابعة بفاتحة الكتاب وتبارك المفصل، فإذا فرغت من التشهد فاحمد اللّٰه وأثن عليه، وصل على النّبيين، واستغفر للمؤمنين، وقل:

﴿اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ أَبَدًا مَّا اَبْقَيْتَنِي، وَارْحَمْنِيْ مِنْ أَنْ أَتَكَلَّف ما لَا يَعْنِيْنِيْ، وَارْزُقْنِيْ حُسْنَ النَّظَرِ فِيمَا يُرْضِيْكَ عَنِّيْ، اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَالْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِيْ لَا تُرَامُ، أَسْأَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ أَنْ تُلْزِمَ قَلْبِيْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِيْ، وَارْزُقْنِيْ أَنْ أَتْلُوَهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِيْ يُرْضِيْكَ عَنِّيْ، وَأَسْأَلُكَ أَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِيْ، وَتُطْلِقَ بِهِ لِسَانِيْ، وَتُفَرِّجَ بِهِ عَنْ قَلْبِيْ، وَتَشْرَحَ بِهِ صَدْرِيْ، وَتَسْتَعْجِلَ بِهِ بَدَنِيْ، وَتُقَوِّيَنِيْ عَلٰى ذٰلِكَ، وَتُعِيْنَنِيْ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ لَا يُعِيْنُ عَلَى الْخَيْرِ غَيْرُكَ وَلَا يُوَفِّقُ لِذٰلِكَ إِلَّا أَنْتَ﴾

تفعل ذلك ثلاثا أو خمسا أو سبعا، تجاب بإذن اللّٰه عزوجل، وما أخطا مؤمنا قط، فأتى

رسول الله ﷺ بعد ذلك لسبع جمع، فأخبره بحفظ القرآن، قال النبي ﷺ:(مؤمن ورب الكعبة، علم أبا حسن).

اخرجه الترمذی (٥/٥٦٣-٥٦٤/٣٥٧٠) (١٩٧/٢) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (٣٦٧/١١-٣٦٨/١٢٠٣٦) وفی «الدعاء» (رقم١٣٣٣) والحاكم فی «المستدرك» (٤٦١/١-٤٦٢) والخطيب البغدادی فی «لجامع الاخلاق الراوی وآداب السامع» (١٧٩٢/٢٦٠/٢)

(۵۷۹) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! قرآن پاک میرے سینے سے نکل جاتا ہے۔ (جو یاد کرتا ہوں محفوظ نہیں رہتا) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دیں؟ (اور تمہارا یاد کیا ہوا محفوظ رہے) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: کیوں نہیں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: جمعہ کی رات میں چار رکعت نماز اس طرح پڑھو کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد یٰسین پڑھو اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ دخان اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ الم السجدہ اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ ملک پڑھو جب تم تشہد سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی خوب حمد و ثناء نبیوں پر درود پڑھو پھر مسلمانوں کے لئے استغفار پڑھو پھر یہ دعا پڑھو:''

﴿اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ أَبَدًا مَّا اَبْقَيْتَنِي، وَارْحَمْنِيْ مِنْ أَنْ أَتَكَلَّف ما لَا يَعْنِيْنِيْ، وَارْزُقْنِيْ حُسْنَ النَّظَرِ فِيْمَا يُرْضِيْكَ عَنِّيْ، اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِيْ لَا تُرَامُ، أَسْأَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَاَ رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ أَنْ تُلْزِمَ قَلْبِيْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِيْ، وَارْزُقْنِيْ أَنْ أَتْلُوَهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِيْ يُرْضِيْكَ عَنِّيْ، وَأَسْأَلُكَ أَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِيْ، وَتُطْلِقَ بِهِ لِسَانِيْ، وَتُفَرِّجَ بِهِ عَنْ قَلْبِيْ، وَتَشْرَحَ بِهِ صَدْرِيْ، وَتَسْتَعْجِلَ بِهِ بَدَنِيْ، وَتُقَوِّيَنِيْ عَلٰى ذٰلِكَ، وَتُعِيْنَنِيْ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ لَا يُعِيْنُ عَلَى الْخَيْرِ غَيْرُكَ وَلَا يُوَفِّقُ لِذٰلِكَ إِلَّا أَنْتَ﴾

ترجمہ: ''پھر فرمایا: علی! اس عمل کو تین جمعے یا پانچ جمعہ یا سات جمعہ کرو انشاء اللہ دعا ضرور قبول کی جائے گی اور کسی مؤمن سے بھی قبولیت دعا نہ چوکے گی پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سات جمع گزرنے کے بعد آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر آپ ﷺ کو قرآن کی حفظ کی خبر دی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: (علی) مؤمن ہے۔ رب کعبہ کی قسم (علی) مؤمن ہے۔ ابوحسن (علی یہ دعا اور

طریقہ لوگوں کو) سکھاؤ۔"

فائدہ: ترمذی کی روایت میں یہ زیادتی بھی ہے کہ جب شب جمعہ آئے تو اگر تم رات کے تہائی حصہ میں اٹھ سکو یہ وقت بہت اچھا ہے کہ یہ فرشتوں کے نازل ہونے کا وقت ہے اور دعا اس وقت خاص طور سے قبول ہوتی ہے اس وقت کے انتظار میں میرے بھائی (حضرت) یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا "سوف استغفر لکم" کہ عنقریب میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا (یعنی جمعہ کی رات کے آخری حصہ میں) اگر اس وقت جاگنا مشکل ہو تو آدھی رات کے وقت اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ابتدائی رات میں ہی یہ نماز پڑھو۔ (ترمذی ۲/۱۹۷)

اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کی خوب حمد و ثناء کرے اور تمام انبیاء پر درود شریف بھیجے اپنے اور مومنین کے لئے استغفار کرنا اور اس میں خوب مبالغہ کرنا چاہئے اگر خود نہیں پڑھ سکتے تو شرح حصن حصین سے منقول ایک دعا فضائل اعمال میں لکھی ہے وہ پڑھ لے۔ (فضائل اعمال صفحہ ۴۷)

حفظ قرآن کا طریقہ

بچہ کو حفظ کرانا ہو تو اس کو دعا کی ضرورت نہیں کہ یہ عمر ہی حفظ کے لئے معین و مجرب ہے ہاں اگر بڑے کرنا چاہیں تو بڑی عمر میں حفظ کرنے کے لئے یہ ایک عظیم عمل ہے۔ (فضائل اعمال صفحہ ۴۷)

شیخ کبیر حضرت شیخ فرید گنج شکر رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے متوسلین کو قرآن کریم کے حفظ کے لئے ایک طریقہ بتاتے تھے کہ سورہ یوسف پہلے یاد کر لی جائے اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ باقی قرآن کے حفظ کو آسان فرما دیتے ہیں۔ (سیر الاولیاء صفحہ ۴۳۹ بحوالہ پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت ۲/۱۲۶)

نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آداب قرآن میں لکھا ہے کہ بچے کو حفظ کی ابتداء آخر کی سورتوں سے بہتر ہے۔

کیونکہ بچوں کو ہر سورت کے ختم پر خوشی ہوگی اس سے بچوں کو شوق بڑھے گا اور نماز میں بھی اکثر یہی سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔ (آداب تلاوت صفحہ ۲۶)

قرآن کریم جس کے حفظ کے لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ علیہ السلام سے ذکر کیا اور نہ یاد ہونے پر پریشانی کا اظہار کیا واقعی ایک نعمت عظمیٰ ہے احادیث میں اس کے کثرت سے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ کچھ فضائل اقتصاراً یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔

فضائل حفظ قرآن

والدین کو تاج کا پہنایا جانا جس کی روشنی سورج کی مانند ہوگی، حافظ و عامل قرآن کا جنت میں داخلہ اور خاندان کے دس آدمیوں کے بارے میں شفاعت قبول ہونا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے کے نیچے انبیاء اور برگزیدہ لوگوں کے

ساتھ ہونا جو شخص اپنے بچے کو حفظ کرائے وہ چودھویں رات کے چاند کے مشابہ اٹھایا جائے گا اور بیٹے سے قرآن پڑھنے کو کہا جائے گا ایک آیت پڑھے گا تو باپ کا ایک درجہ بلند ہوگا حتی باقی تمام قرآن پورا اور خود بھی ہر آیت کے بدلے جنت کے ایک درجہ پر چڑھتا جائے گا۔ (ابوداؤد، ترمذی ابن ماجہ فضائل اعمال صفحہ ۲۲۲، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۹، دیلمی، احمد نسائی، ابن حبان)

بڑی عمر میں حفظ کرنا

عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ حفظ کی عمر بچپن کی ہوتی ہے بعد میں حفظ بہت ہی مشکل جس کے نتیجہ میں بڑی عمر کے لوگ بالکل حفظ قرآن کو سوچتے ہی نہیں یہ ایک غلط خیال ہے ہاں حفظ بڑی عمر میں مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں ہے۔

تھوڑی سی ہمت کی جائے تو اللہ تعالیٰ مدد فرماتے ہیں حضرت شیخ فرید گنج شکر فرماتے تھے کہ تھوڑا تھوڑا ہمت کر کے حفظ شروع کر دیا جائے تو اگر پورا حفظ نہ ہو سکا تو بھی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حفاظ میں شمار فرمائیں گے اور اس مضمون کو ایک حدیث ثابت کرتے تھے۔ (ہندو پاک میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت ۲/۱۲۶)

حضرت شیخ نے اسی مضمون کو حدیث سے ثابت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جو شخص قرآن یاد کرتا ہوا محنت و مشقت میں مر جائے وہ حفاظ کی جماعت میں شمار ہوگا۔ (فضائل اعمال صفحہ ۲۲۵)

بڑی عمر میں حفظ کرنے والے

بہت سے لوگوں نے بڑی عمر میں حفظ کیا ہے چنانچہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو آخر عمر میں قرآن حفظ کیا، مولانا عبدالحیٔ رحمہ اللہ تعالیٰ استاد جامعہ عثمانیہ دکن اسی طرح بہت سے لوگوں نے بڑی عمر اور سن کہولت میں قرآن حفظ کیا ہے۔ (دیکھیں ہندو پاک میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت ۲/۴۴)

باب ما يقول من أصيب بمصيبة

جس شخص کو کوئی مصیبت پیش آئے تو اس کو کون سی دعا پڑھنی چاہیے

کسی تکلیف کے پہنچنے پر اس مشکل گھڑی میں صبر کرنا اور اللہ تعالیٰ سے راضی برضا رہنا، اللہ تعالیٰ اس پر کیا ثواب عطا فرماتے ہیں؟ کسی کے انتقال پر صبر کرنا، اس سے تعزیت کرنا، تعزیت کا ثواب، کفن دفن اور قبرستان جانے کے آداب کے بیان میں مصنف رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَىٰ نے سات باب اور ان کے ذیل میں سولہ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۵۸۰) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا إبراهيم بن الحجاج، ثنا حماد بن سلمة، عن ثابت البناني، عن ابن عمر بن أبي سلمة، عن أبيه، عن أم سلمة رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا، قالت: قال رسول الله ﷺ: إذا أصابت أحدكم مصيبة فليقل:

﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِيْ فَأْجُرْنِيْ فِيْهَا وَأَبْدِلْنِيْ بِهَا خَيْرًا مِّنْهَا﴾

اخرجه عبدالرزاق فی «المصنف» (۶۷۰۱/۵۶۴/۳) واحمد فی «مسنده» (۲۷/٤) والمسلم (۹۱۸/۱۳۲/۲) (۳۰۰/۱) وابوداؤد (۳۱۱۹/۱۹۱/۳) (۸۹/۲) والحاكم فی «المستدرك» (٤/۱۷-۱۸)

(۵۸۰) **تَرْجَمَہ:** ”حضرت اُمّ سلمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی کو کوئی مصیبت پیش آئے (خواہ چھوٹی ہو یا بڑی) تو وہ یہ دعا پڑھے:“

﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِيْ فَأْجُرْنِيْ فِيْهَا وَأَبْدِلْنِيْ بِهَا خَيْرًا مِّنْهَا.﴾

تَرْجَمَہ: ”بے شک ہم اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں ثواب عطا فرمائیے اور جو چیز آپ نے مجھ سے لے لی ہے اس سے بہتر چیز عطا فرمائیے۔“

فَائِدَہ: ایک روایت میں ہے کہ جو اس دعا کو پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس مصیبت میں ثواب عطا فرماتے ہیں اور اس کو فوت شدہ چیز کے بدلے اس سے اچھی چیز عنایت فرماتے ہیں۔ (مسلم ۱/۳۰۰)

صرف دعا پڑھنا نہیں بلکہ صبر کرتے ہوئے اس دعا کو پڑھنا چاہیے اگر بے صبری غم کے تکدر اور اظہار کے ساتھ یہ دعا پڑھی تو یہ ثواب نہیں ملے گا بلکہ یہ تو بہت بری بات ہے اور رضا الٰہی سے ناراضگی ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ یہ تو ایک اچھے عمل (دعا پڑھنے) کو برے عمل (بے صبری کا اظہار کرنے) کے ساتھ ملانا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۱۲۱)

باب ما يقول إذا أصيب بولده

جب کسی کا بچہ فوت ہو جائے تو اس کو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(۵۸۱) - أخبرنا أبو أحمد بن الحسين بن عبدالجبار الصوفي، حدثنا أبو نصر التمار، ثنا حماد بن سلمة، عن أبي سنان، قال: دفنت ابني سنانا، وابو طلحة الخولاني على شفير القبر، فلما أردت الخروج أخذ بيدي، ثم قال: ألا أبشرك؟ حدثني الضحاك بن عبدالرحمن بن عرزب عن ابي موسى الأشعرى رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا قبض ولدا المسلم قال الله عزوجل للملائكة: قبضتم ولد عبدي؟ قالوا: نعم، قال: فماذا قال؟ قالوا: استرجع وحمد، قال: ابنواله بيتا في الجنة، وسموه بيت الحمد.

اخرجه احمد في «مسنده» (٤١٥/٤) والترمذى (١٠٢١/٣٤١/٣) (١٩٨/١) وابن حبان في «صحيحه» (٢٩٤٨/٢١٠/٧) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٢٩٣٨/٦٨/٤) وفي «شعب الايمان» (٩٦٩٩/١١٨/٧)

(۵۸۱) ترجمہ: ”حضرت ابوسنان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے اپنے بیٹے سنان کو دفن کیا۔ حضرت ابوطلحہ خولانی رحمہ اللہ تعالیٰ قبر کے کنارے پر تھے۔ جب میں نے جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا پھر فرمایا: کیا میں تمہیں (ایک) خوشخبری نہ دوں مجھے ضحاک بن عبدالرحمٰن بن عرزب نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مسلمان کا بچہ (خواہ بیٹا پوتا یا نواسا ہو) فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتے ہیں (کیا) تم میرے بندے کے بچے کو لے آئے ہو؟ فرشتے کہتے ہیں: جی ہاں! اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: میرے بندے نے (اس پر) کیا کہا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور (الحمد للہ کہہ کر) آپ کی تعریف کی۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس گھر کا نام بیت الحمد یعنی تعریف کا گھر رکھو۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے مؤمن بندے کے لئے سوائے جنت کے کوئی بدلہ نہیں جب کہ میں اس کی دنیاوی چیزوں میں سے کسی محبوب ترین چیز اس سے لے لیتا ہوں پھر وہ (اس پر مجھ سے) ثواب کی امید رکھتا ہو۔
(بخاری عن ابی ہریرہ فتوحات ربانیہ ۱۲۳/۴)

یہ بدلہ اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر پر راضی رہنے (اور جزع فزع نہ کرنے) کی وجہ سے ملتا ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے لئے تمام تعریفیں ہیں جس نے ہمارے لئے اس چیز میں بھی ثواب رکھا جس کے بغیر ہمارے لئے کوئی چارہ نہ ہو۔ (فتوحات ربانیہ ۱۲۳/۴، ۱۲۴)

نوع آخر:

(٥٨٢) - أخبرنا الحسين بن عبيدالله القطان، حدثنا موسى بن مروان، ثنا يوسف بن الفرق، عن عثمان بن مقسم، عن علقمة ببن مرثد، عن ابن بريدة، عن أبيه رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: (من أصيب بمصيبة فليذكر مصيبته بي، فإنها من أعظم المصائب).

يجني تخريجه (برقم ٥٨٣)

(٥٨٢) ترجمہ: "حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کو کوئی مصیبت پیش آئے تو وہ میری مصیبت یاد کرے کیونکہ وہ بڑی مصیبتوں میں سے ہے۔"

فائدہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی کو کوئی مصیبت پیش آئے جیسے اس کا بچہ فوت ہو جائے یا کوئی اور مصیبت پیش آئے تو وہ بڑی مصیبت کو یاد کرے اور وہ بڑی مصیبت میرا دنیا سے چلا جانا ہے۔ یہ ایسی جدائی ہے جس میں آخرت کے علاوہ کوئی ملاقات نہیں ہے۔ ہر مؤمن کے لئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت کرتا ہو جس میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کرتا ہو اس کے لئے یہ بڑی مصیبت ہے۔ (حاشیہ ابن سنی ٥٣٤، ٥٣٥)

(٥٨٣) - حدثنا محمد بن حريم بن مروان، ثنا هشام بن عمار، ثنا حاتم ابن إسماعيل، ثنا فطر بن خليفة، عن عطاء بن أبي رباح، قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: (من أصابته منكم مصيبة فليذكر مصيبته بي، فإنها من أعظم المصائب).

اخرجه الدارمي في «سننه» (٨٤/٥٣/١) وابن عبدالرزاق في «المصنف» (٦٧٠٠/٥٦٤/٣) وابن قانع في «معجم الصحابه» (٣٢٣/١) وابن عبداى في «الكامل» (١٧٤/٥) والبيهقي في «شعب الايمان» (١٠١٥٢/٢٣٩/٧)

(٥٨٣) ترجمہ: "حضرت عطا بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پیش آئے تو وہ میری مصیبت کو یاد کرے کیونکہ وہ بڑی مصیبتوں میں سے ہے۔"

فائدہ: ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت میں جس کے دو بچے آگے چلے گئے (یعنی فوت ہو گئے) تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: اگر آپ کی امت میں سے کسی کا ایک بچہ آگے چلا گیا ہو تو (کیا اس کو بھی یہی ثواب ملے گا؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے موفقہ! اگر ایک بچہ بھی آگے چلا گیا ہو تب بھی۔ (اللہ تعالیٰ اس کو یہی ثواب عطا فرمائیں گے) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: آپ کی امت میں سے اگر کسی کا کوئی بچہ فوت نہ ہوا (تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کیا معاملہ ہوگا؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو (پھر) میں اپنی امت کے لئے آگے بھیجا ہوا ہوں گا ان کو مجھ جیسی مصیبت پیش نہیں آئی ہوگی یعنی میرے دنیا سے چلے جانے کی مصیبت جیسی مصیبت ان کو نہ پہنچی ہوگی کیونکہ میری مصیبت ان کے لئے تمام مصیبتوں سے بڑی مصیبت ہے۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ٥٣٥)

باب ما يقول إذا وضع ميتا في قبره

میت کو قبر میں رکھتے وقت کون سی دعا پڑھنی چاہیے

(٥٨٤) - أخبرنا حامد بن شعيب، ثنا سريج بن يونس، ثنا أبو خالد الأحمر، عن حجاج، عن نافع، عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، قال: كان النبي ﷺ إذا وُضِعَ الميّتُ في القبر قال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.﴾

اخرجه ابوداؤد (٣/٢١٤/٣٢١٣) (٢/١٠٢) وابن ماجه (١/٤٩٤/١٥٥٠) (ص١١١) والترمذى (٣/٣٦٤/١٠٤٦) (١/٢٠٢) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ١٠٨٨) وابن حبان فى «صحيحه» (٧/٣٧٦/٣١١٠)

(۵۸۴) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کسی میت کو قبر میں رکھتے تو یہ دعا پڑھتے:''

﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.﴾

ترجمہ: ''(ہم اس کو) اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت (ملت) پر (دفن کرتے ہیں)۔''

فائدہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہیں۔

1. رسول اللہ ﷺ کا صحابہ کے دفن میں شریک ہونا۔
2. میت کو قبر میں اتارتے وقت یہ دعا پڑھنا۔

دفن کے چند آداب: میت کو قبلے کی جانب سے قبر میں اتارا جائے۔ قبر میں رکھتے وقت مذکورہ بالا دعا پڑھی جائے۔

حاضرین قبر پر تین مرتبہ اپنے دونوں ہاتھ سے مٹی ڈالیں۔ مٹی ڈالنا سر کی جانب سے شروع کریں اور پہلی مرتبہ مٹی ڈالتے وقت "منها خلقنكم" اور دوسری مرتبہ "وفِيهَا نُعِيدُ كُمْ" اور تیسری مرتبہ "ومنها نُخرِجُكُمْ تارةً اخرى" پڑھیں۔

(کتاب الاذکار صفحہ ۱۵۴)

میت کو قبر میں رکھ کر دائیں پہلو پر میت کو قبلہ رو کر دینا مسنون ہے صرف منہ قبلہ کی طرف کر دینا کافی نہیں بلکہ پورے بدن کو اچھی طرح کروٹ دینی چاہیے۔ (اصلاح انقلاب امت بحوالہ احکام میت صفحہ ۸۹)

باب ما يقول إذا فرغ من دفن الميت

میت کے دفن سے فارغ ہونے کے بعد کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(۵۸۵) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا إسحاق بن أبي إسرائيل، ثنا هشام ابن يوسف، ثنا عبدالله بن بجير، أنه سمع هانيا مولى عثمان بن عفان رضي الله تعالى عنه، قال: كان النبي ﷺ إذا فرغ من دفن الميت قال: (استغفروا لأخيكم، وسلوا الله التثبيت، هو الآن يسال).

اخرجه ابوداؤد (۳۲۲۱/۲۱۵/۳) (۱۰۳/۲) وابن ابى العاصم فى «الزهد» (۱۲۹/۱) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (۶۳۸۵۶/۵۶/٤) وابوعبدالله المقدسى فى «الاحاديث المختاره» (۵۲۲/٤) والرافعى فى «التدوين فى اخبار قزين» (۲۰۵/۱)

(۵۸۵) **ترجمہ:** ''حضرت ہانی جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام تھے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو ارشاد فرماتے: اللہ تعالیٰ سے اپنے بھائی کے گناہوں کی معافی مانگو اور اللہ تعالیٰ سے اس کے ایمان پر ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کیونکہ اس وقت اس سے (اللہ تعالیٰ، دین اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں) سوال کیا جارہا ہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

دفن کے بعد قبر پر ٹھہر کر میت کے لئے دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ اس کو ثابت قدمی عطا فرمائے مستحب ہے کیونکہ مؤمن کو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے جواب کا الہام فرماتے ہیں۔ (نزہۃ المتقین ۸۱۱/۱)

دفن کے بعد کے چند اور آداب

دفن کے بعد تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بارے میں روایت میں ہے کہ اتنی دیر ٹھہرا جائے جتنی دیر اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کرلیا جائے۔

یعنی جتنا وقت ان دونوں کاموں میں لگتا ہے اتنی دیر ٹھہرنا چاہئے۔ عرب کے لوگ یہ دونوں کام نہایت جلدی کرلیا کرتے تھے اگر عصر کے بعد یہ دونوں کام کرتے تو مغرب تک فارغ ہوجاتے تھے۔ (حاشیہ احکام میت صفحہ ۹۲)

اس موقع پر قرآن کریم پڑھنا اور میت کو ایصال ثواب کرنا مستحب ہے۔ (شامی بحوالہ احکام میت صفحہ ۹۲)

دفن کے بعد قبر کے سرہانے سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات مفلحون تک اور پاؤں کی جانب آخری آیات امن الرسول سے ختم سورت تک پڑھنا مستحب ہے۔ (مشکوٰۃ، شعب الایمان صفحہ ۱۴۹)

باب تعزية أولياء الميت

میت کے اولیاء سے تعزیت کرنا

تعزیت لغت میں صبر دلانے کو کہتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۱۳۷)

جس گھر میں غمی ہو ان کے یہاں تعزیت کے لئے جانا مستحب ہے۔

میت کے متعلقین کو تسکین وتسلی دینا صبر کے فضائل سنا کر ان کو صبر کی رغبت دلانا اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا نیک کام ہے اسی کو تعزیت کہتے ہیں۔ (بہشتی گوہر بحوالہ احکام میت صفحہ ۹۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی تعزیت کے لئے تشریف لے جاتے اور دوسروں کو اس کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ چنانچہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں دو احادیث تعزیت کے فضائل میں بیان فرمائی ہیں۔

(٥٨٦) - حدثنا إسحاق بن إبراهيم بن يونس، ثنا الحسين بن علي ابن يزيد الصدائي، ثنا حماد بن الوليد، عن سفيان الثوري، عن محمد ابن سوقه، عن إبراهيم، عن علقمة عن الأسود، عن عبدالله رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: (من عزى مصابا، كان لهٗ مثل أجره).

اخرجه ابن ماجه (١٦٠٢/٥١١/١) (ص١١٥) والترمذي (١٠٧٣/٣٨٥/٣) (٢٠٥/١) والطبراني في «الدعا» (رقم ١٢٢٣) وابن عدي في «الكامل» (٩٩/٦) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٦٨٨٠/٥٩/٤)

(۵۸۶) **ترجمہ:** ”حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کی تو اس کے لئے (بھی) اس مصیبت زدہ کا اجر (وثواب) ہے۔“

فائدہ: تعزیت کی کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس مصیبت زدہ کو صبر دلایا۔

تعزیت میں کیا کہا جائے:

تعزیت میں ایسی بات کی جائے جس سے اس کا غم ہلکا ہو جائے جیسے یوں کہا: تمام چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں سب کو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے دے دیا اور جو لے لیا وہ سب اللہ تعالیٰ کا ہے صبر کا ثواب یاد دلائے اور حد سے زیادہ رونے دھونے پر خوف دلائے کہ اس سے اجر ضائع ہو جاتا ہے اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرے۔

(فتوحات ربانیہ ۴/۱۳۷)

تعزیت کب اور کتنی مرتبہ کی جائے

تعزیت دفن کے بعد افضل ہے۔ جس گھر میں غمی ہو وہاں تین دن میں ایک مرتبہ تعزیت کے لئے جانا مستحب ہے۔ تین

دن میں دوسری مرتبہ جانا مکروہ ہے۔ سب سے افضل پہلا دن ہے۔

تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن جو شخص تعزیت کرنے والا ہو یا جس کے پاس تعزیت کے لئے جانا ہو دونوں سفر میں ہوں تو تین دن کے بعد تعزیت کے لئے جانا مکروہ نہیں ہے۔ (درمختار وردالمختار ۱/ ۲۴۱)

اہل میت کے لئے کھانا بھیجنا

اہل میت کے پڑوسیوں اور دور کے رشتہ داروں کے لئے ایک دن ایک رات کا کھانا تیار کر کے میت والوں کے ہاں بھیجیں اگر وہ غم کی وجہ سے نہ کھاتے ہوں تو اصرار کر کے کھلائیں۔ (شامی بحوالہ احکام میت صفحہ ۹۸)

رسول اللہ ﷺ کو جب حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر آئی تو فرمایا: جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کیا جائے وہ اس اطلاع کی وجہ سے اس طرف توجہ نہیں کر سکیں گے۔ (ترمذی ابن ماجہ بحوالہ احکام میت صفحہ ۹۸)

بعض علماء فرماتے ہیں کہ تین دن تک کھانا لے جانا جائز ہے اور ان کو اصرار کر کے کھلایا جائے۔ (مرقاۃ ۴/ ۹۶)

اسی طرح جو لوگ میت کی تجہیز و تکفین اور تدفین میں مشغول ہوں ان کو بھی یہ کھانا کھلانا جائز ہے۔ (احکام میت صفحہ ۹۹)

اس کے علاوہ جو لوگ تعزیت کے لئے آتے ہیں ان کے لئے کھانا پکانا اور دعوت کرنا سب بدعت ہے دعوت خوشی کے موقع پر ہوتی ہے ان آنے والوں کو بھی خیال کرنا چاہئے کہ اگر کھانا نہیں بھیجتے تو کم از کم میت والوں پر بوجھ نہ بنیں۔ (احکام میت صفحہ ۹۹)

میت کی طرف سے سات دن تک کچھ نہ کچھ اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ کرنا بھی مستحب ہے۔ (مظاہر حق ۲/ ۱۶۷)

(۵۸۷) - أخبرنا الحسين بن عبدالله القطان، حدثنا محمد بن وهب، ثنا محمد بن سلمة، عن أبي عبدالرحيم، حدثني أبو محمد، عن يحيى بن الجزار، عن أبي رجاء العطار دي، عن أبي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه و عمران ابن حصين رضي الله تعالى عنه، عن رسول الله ﷺ، قال: قال موسى عليه السلام لربه، عزوجل، ما جزاء من عزى الثكلى؟ قال: أجعله في ظلي يوم لا ظل إلا ظلي.

اخرجه ابن شاهين في «فضائل اعمال» (۲/۳۳۹/۴۰۸) والديلمي في «مسند الفردوس» كما في «فيض القدير» (۴/۵۰۲) والطبراني في «الدعا» (رقم ۱۲۲۴)

(۵۸۷) ترجمہ: ”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (حضرت) موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے پوچھا: اس شخص کو کیا ثواب ملے گا جو ایسی عورت کی تعزیت کرے جس کی کوئی اولاد فوت ہوگئی ہو؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں (قیامت کے دن) اس کو اپنے (عرش کے) سائے میں جگہ دوں گا جس دن میرے (عرش کے) سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جو ایسی عورت کی تعزیت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ایک چادر پہنائیں گے۔ (ترمذی۱/۲۰۶)

ایک روایت میں ہے کہ کوئی مؤمن اپنے بھائی کو پیش آنے والی مصیبت پر اس کی تعزیت کرتا ہے تو اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کو کرامت کا لباس پہنائیں گے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۱۵)

ایک حدیث میں ہے کہ جس نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کی اس کو اس جیسا ہی ثواب ملے گا۔ (ابن ماجہ صفحہ۱۱۵، ترمذی۱/۲۰۵)

میت پر صبر کرنے کا ثواب

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب میں کسی ایمان والے بندے کے کسی پیارے کو اٹھا لوں پھر وہ ثواب کی امید میں صبر کرے تو میرے پاس اس کے لئے جنت کے علاوہ کوئی بدلہ نہیں ہے۔ (بخاری بحوالہ احکام میت صفحہ۹۴)

ایک صحابی کو جن کا بچہ فوت ہو گیا تھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں (ان دو باتوں میں سے) کونسی بات زیادہ پسند ہے ایک یہ کہ تم اپنی زندگی میں اس سے فائدہ اٹھاؤ دوسری یہ کہ کل جب تم جنت کے دروازے پر جاؤ تو تم اپنے بیٹے کو اس حال میں پاؤ کہ وہ تم سے پہلے جنت میں جا کر تمہارے لئے جنت کا دروازہ کھولے۔ صحابی نے عرض کیا: مجھے تو یہ پسند ہے کہ وہ مجھ سے پہلے جنت میں جائے اور میرے لئے جنت کا دروازہ کھولے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: یہی تمہارے لئے ہے یعنی یہ بچہ تمہارے لئے جنت کا دروازہ کھولے گا۔ (نسائی۱/۲۹۶)

باب ما يقول إذا خرج إلى المقابر

جب قبرستان جائے تو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

رسول اللہ ﷺ کا معمول مسلمانوں کی قبروں پر جانا اور ان کے لئے دعا کرنا تھا۔ اس طرح آپ ﷺ لوگوں کو بھی اس کی ترغیب دیا کرتے تھے چنانچہ آپ علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے کہ تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تم کو موت کی یاد دلاتی ہیں۔ (مسلم ۱/۳۱۴)

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بیان میں دو باب جو احادیث پر مشتمل ہیں ذکر فرمائے ہیں۔

(۵۸۸) - أخبرنا أبو خليفة، حدثنا القعنبي، عن مالك، عن العلاء ابن عبدالرحمن، عن أبيه، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ خرج إلى المقبرة، فقال:

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ، وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَنْ قَرِيْبٍ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ.﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (۲/۳۰۰) والمسلم (۱/۲۱۸/۲۴۹) (۱/۱۲۶) وابوداؤد (۳/۲۱۹/۳۲۳۷) (۲/۱۰۵) والنسائی فی «السنن الکبری» (۱/۹۵/۱۴۳) والطبرانی فی «الدعا» (رقم ۱۲۴۴)

(۵۸۸) ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان تشریف لے گئے (اور) فرمایا:“

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ، وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَنْ قَرِيْبٍ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ.﴾

ترجمہ: ”اے مومنوں کی بستی کے رہنے والو! تم پر سلام ہو اور ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔“

فائدہ: قبروں کی زیارت کرنا سنت ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۱/۳۱۴)

قبروں کی زیارت کے فوائد:

1. قبور کی زیارت دل کو نرم کرتی ہے۔
2. آنکھوں کو رلاتی ہے۔
3. آخرت کو یاد دلاتی ہے۔ (حاکم عن انس مرقاۃ ۴/۱۱۴)
4. ایک روایت میں ہے کہ دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے۔ (ابن ماجہ عن ابن مسعود)
5. ایک روایت میں ہے کہ اس میں تمہارے لئے عبرت ہے۔ (طبرانی عن ام سلمہ مرقاۃ ۴/۳۱۴)
6. مردوں کے لئے رحمت و مغفرت کی دعاء کا موقع ملتا ہے جو مسنون ہے۔ (مظاہر حق ۲/۱۶۶)

نوع آخر:

(٥٨٩) - أخبرنا أبو عروبة، حدثنا عبدة بن عبدالله الصفار، ثنا معاوية بن هشام، ثنا سفيان الثورى، عن علقمة بن مرثد، عن سليمان ابن بريدة، عن أبيه رضي الله تعالى عنه، قال: كان النبى ﷺ يعلمهم إذا خرجوا إلى المقابر، فكان قائلهم يقول:

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَّنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ، نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ.﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (٣٥٣/٥) والمسلم (٩٧٥/٦٧١/٢) (٣١٤/١) وابن ماجه (١٥٤٧/٤٩٤/١) (ص١١١) وابن حبان فى «صحيحه» (٧/٤٤٥-٣١٧٣/٤٤٦) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (٧٠٠٥/٧٩/٤)

ایک اور حدیث:

(٥٨٩) ترجمہ: ”حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو سکھایا کرتے تھے کہ جب وہ قبرستان میں جائیں تو وہاں ان میں دعا پڑھنے والا یہ دعا پڑھے:“

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَّنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ، نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ.﴾

ترجمہ: ”اے مؤمنو کی بستی کے رہنے والو! ہم (بھی) ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں تم ہم سے پہلے جانے والے ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت کی دعا کرتے ہیں۔“

فائدہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے:

1. مردوں کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔
2. خود کو بھی دعا میں شریک کرنا چاہئے۔
3. سلام اور دعا اہل ایمان کے ساتھ خاص ہے۔ (نزہۃ المتقین ٥٠٠/١)

مردوں کو سلام کا ثواب

جو شخص قبرستان میں مردوں کو سلام کرے تو اس کو اس قبرستان میں مدفون مردوں کی تعداد کے برابر فرشتے جواب دیتے ہیں۔ (عقیلی عن ابی ہریرہ مرقاۃ ١١٦/٤)

دوسرے دنوں کی نسبت جمعہ کے دن زیارت قبور کے لئے جانا افضل ہے۔ (مرقاۃ ١١٥/٤)

جو شخص اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کے لئے جمعہ کے دن جائے تو اس کا یہ عمل حج کے برابر ہے۔
(ابونعیم مظاہر حق ۲/۱۶۷)

نوع آخر:

(۵۹۰) - أخبرنا أبو العباس بن قتيبة، حدثنا محمد بن عمر العنزى، ثنا عبدالله بن وهب، عن يزيد بن عياض، عن عبدالرحمن الأعرج، عن أبى هريرة رضى الله تعالى عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا مر بالمقابر قال:

﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَالصَّالِحِيْنَ وَالصَّالِحَاتِ، وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ.﴾

ذكره السيوطى فى «الجامع الصغير» (۱/۱٤۰) وعزاه الى ابن سنى ويعضده الحديث السابق.

ایک اور حدیث:

(۵۹۰) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قبرستان پر سے گزرتے تو یہ دعا پڑھتے:“

﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَالصَّالِحِيْنَ وَالصَّالِحَاتِ، وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ.﴾

ترجمہ: ”اس بستی کے مؤمنوں، مسلمانوں اور نیکوکار لوگو! تم پر سلام ہو اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔“

فائدہ:

زیارت قبور کے آداب

❶ صاحب قبر کی طرف منہ کر کے اس طرح کھڑا ہو کہ پشت قبلہ کی طرف ہو۔
❷ جس طرح زندگی میں آداب کی رعایت کرتا تھا اسی طرح قبر پر بھی کرے یعنی اگر زندگی میں ملاقات کے وقت ادباً قریب نہ بیٹھتا تھا قبر پر بھی اسی ادب کی رعایت کرے اور اگر تعلق یا عقیدت کی وجہ سے قریب بیٹھتا تھا تو اسی طرح بیٹھے۔
❸ قبر پر پہنچ کر سلام کرے۔
❹ قبر کا بوسہ نہ لے ہاں والدین کی قبر کو بوسہ دے سکتے ہیں۔
❺ قبر کو سجدہ کرنا، رکوع کرنا، قبر کی مٹی منہ پر ملنا جائز نہیں ہے۔ (کلہ من المرقاۃ ۴/۱۱۴، ۱۱۵)

نوع آخر:

(٥٩١) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا محمد بن الصباح الدولابی، ثنا شريك عن عاصم بن عبيدالله، عن عبدالله بن عامر، عن عائشة رضي الله تعالى عنها، قالت: فقدت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فاتبعته، فأتى البقيع، فقال:

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ، أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَ إِنَّا بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُمْ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُمْ.﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (٧١/٦) وابن ماجه (١٥٤٦/٤٩٣/١) (ص١١١) والنسائی فی «السنن الكبرى» (٢٨٨/٥-٨٩١٢/٢٨٩) وابويعلى فی «مسنده» (٤٥٩٣/٦٩/٨) والطبرانی فی «الدعا» (رقم ١٢٤٧) باختلاف يسير.

ایک اور حدیث:

(۵۹۱) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اپنے گھر میں) نہ پایا۔ (تو) میں آپ کے پیچھے (تلاش کے لئے) گئی (میں نے دیکھا کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع (قبرستان) آئے ہیں (وہاں آکر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی:''

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ، أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَ إِنَّا بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُمْ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُمْ.﴾

ترجمہ: ''مومنو کی بستی والو! تم پر سلام ہو، تم ہم سے پہلے جانے والے ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ اور ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ! آپ ہمیں ان کے ثواب سے محروم نہ کیجئے اور ان کے بعد گمراہ نہ کیجئے۔''

فائدہ: ہفتہ میں کم از کم ایک مرتبہ قبرستان جانا مستحب ہے۔ ورنہ مہینہ میں جانا چاہئے۔

عورتوں کا قبرستان جانا

عورت خواہ بوڑھی ہو یا جوان سب کا روضۂ اقدس پر حاضری کے لئے جانا جائز ہے۔ (مظاہر حق ۱۲۶/۲)

عام قبرستان میں اگر عورت جوان ہو تو جانا جائز نہیں ہے اور اگر بوڑھی ہو تو غیر شرعی امور کرنے کا اندیشہ نہ ہو اور عبرت کے لئے ہو تو جائز ورنہ ناجائز ہے۔ (ملخص شامی بحوالہ امداد الفتاویٰ ۵۲۰/۱)

نوع آخر:

(٥٩٢) - حدثنی علی بن أحمد بن سليمان، ثنا هارون بن سعيد، أخبرنی أنس بن عياض،

عن شريك بن أبي نمر، عن عطاء بن يسار، عن عائشة رضي الله تعالى عنها، قالت: كان رسول الله ﷺ كلما كانت ليلتي منه يخرج من آخر الليل إلى البقيع، فيقول:

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ دَارِ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَ إِنَّا وَ إِيَّاكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ، وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ﴾

يستغفر لهم مرتين، أو ثلاثا.

اخرجه مسلم (۹۷٤/٦٦٩/۲) (۳۱۳/۱) والنسائي في «السنن الكبرى» (۲۱٦٦/٦٥٦/۱) وابن حبان في «صحيحه» (٤٥۲۳/۳۸۲/۱۰) والطبراني في «الدعا» (رقم ۱۲٤۷) البيهقي في «السنن الكبرى» (۷۰۰۲/۷۸/٤)

ایک اور حدیث:

(۵۹۲) **ترجمہ:** ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جب بھی رسول اللہ ﷺ کی میرے ہاں رات (ٹھہرنے) کی باری ہوتی تو آپ ﷺ رات کے آخری حصے میں بقیع قبرستان تشریف لے جاتے اور یہ دعا پڑھتے:''

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ دَارِ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَ إِنَّا وَ إِيَّاكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ، وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ﴾

ترجمہ: ''اے مؤمنو کی بستی والو تم پر سلام ہو۔ بے شک ہم سے اور تم سے جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے اس کا وقت کل (قیامت) مقرر کیا گیا ہے۔ بلاشبہ ہم بھی تمہارے پاس آنے والے ہیں اے اللہ! بقیع غرقد والوں کی مغفرت فرمایئے۔''

فائدہ: ''غرقد'' ایک درخت کا نام ہے جو خاردار جھاڑی کی صورت میں ہوتا ہے مدینہ کا قبرستان جنت البقیع کا اصلی نام بقیع الغرقد اسی لئے ہے کہ جس جگہ یہ قبرستان ہے پہلے وہ غرقد کی جھاڑیوں کا خطہ تھا۔ (مظاہر حق ۹۵۸/۲)

قبر پر قرآن کریم کی تلاوت مکروہ نہیں ہے۔ (مظاہر حق ۱۶۷/۱۰)

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دفن کے بعد عام قرآن پاک پڑھنا مستحب ہے۔ قبر پر جا کر کچھ نہ کچھ قرآن پاک پڑھ کر ایصال ثواب کرے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۱۰۰)

ایصال ثواب کا طریقہ

ایصال ثواب کا شریعت میں اتنا ثبوت ہے کہ کسی نے کوئی نیک کام کیا خواہ نفل پڑھے یا قرآن شریف یا کوئی مالی اعتبار سے اللہ کے راستے میں کچھ خرچ کیا اور جو کچھ اس کا ثواب ملا اس کو کسی کو دے دیا اللہ تعالیٰ سے یوں کہا کہ اے اللہ! جو کچھ میں

نے یہ نیک کام کیا اس کا ثواب فلاں (خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ) کو دے دیجئے یہی ایصال ثواب کی حقیقت ہے نہ دن مقرر کرنے کی ضرورت اور نہ آدمیوں کے جمع ہونے کی ضرورت اور نہ خاص عبادت یا خاص جگہ یا کوئی طریقہ بلکہ جو شخص جہاں بھی جتنا بھی کوئی نیک عمل کرے دوسرے کو اس کا ثواب پہنچا سکتا ہے۔ (احکام میت صفحہ ۱۰۲)

(مزید تفصیل کے لئے بھی حوالہ مذکورہ دیکھیں)۔

نوع آخر:

(۵۹۳) - أخبرنا محمد بن جرير الطبري، ومسلم بن معاذ، قالا: حدثنا إبراهيم بن أحمد بن عمرو الضحاك، ثنا عبدالوهاب بن حامد التيمي، ثنا حبان بن على العنزي، عن الأعمش، عن أبي رزين، عن عبدالله بن مسعود، رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا دخل الجبانة يقول:

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَيَّتُهَا الْأَرْوَاحُ الْفَانِيَةُ، وَالْأَبْدَانُ الْبَالِيَةُ، وَالْعِظَامُ النَّخِرَةُ الَّتِيْ خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْيَا، وَهِيَ بِاللّٰهِ مُؤْمِنَةٌ، اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْ عَلَيْهِمْ رَوْحًا مِّنْكَ وَسَلَامًا مِّنَّا.﴾

ذكره السيوطى في «الجامع الصغير» (١٤٠/١) وعزاهُ الى ابن سنى واخرجه ابن عبد البر في «التمهيد» (٢٤١/٢٠)

یک اور حدیث:

(۵۹۳) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قبرستان میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔“

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَيَّتُهَا الْأَرْوَاحُ الْفَانِيَةُ، وَالْأَبْدَانُ الْبَالِيَةُ، وَالْعِظَامُ النَّخِرَةُ الَّتِيْ خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْيَا، وَهِيَ بِاللّٰهِ مُؤْمِنَةٌ، اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْ عَلَيْهِمْ رَوْحًا مِّنْكَ وَسَلَامًا مِّنَّا.﴾

ترجمہ: ”سلامتی ہو تم پر اے فانی روحو، بوسیدہ بدنو اور ریزہ ریزہ ہڈیو! جو دنیا سے اس حال میں گئیں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتی تھیں۔ اے اللہ! اپنی طرف سے ان میں روح داخل فرمایئے اور ہماری طرف سے ان کو سلام پہنچا دیجئے۔“

قبرستان میں ایصال ثواب کی فضیلت

فائدہ: جو شخص ۱۱ مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھ کر اس کا ثواب قبرستان والوں کو بخشے تو اس کو اہل قبرستان کی تعداد کے برابر ثواب ملتا

ہے۔ (اخرجہ ابو محمد الترمذی عن مرفوعا مرقاۃ ۴/۸۱)

جو شخص قبرستان جائے اور سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد اور الھکم التکاثر پڑھے اور اس کا ثواب مردوں کو بخش دے تو قبرستان میں تمام مدفون مردے اس کے لئے شفیع بن جاتے ہیں۔ (اخرجہ ابو القاسم عن ابی ہریرہ مرقاۃ ۴/۸۱)

جو سورہ یس پڑھے اور اس کا ثواب قبرستان والوں کو بخش دے تو مردوں پر عذاب میں کمی کی جاتی ہے اور مردوں کی تعداد کے بقدر اس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (اخرجہ عبد العزیز عن انس مرقاۃ ۴/۸۲)

باب ما يقول اذ امر بقبور المشركين

جب مشرکوں کی قبروں پر گزر ہو تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

نوع آخر:

(٥٩٤) - حدثنا أبويعلى، حدثنا الحارث بن شريح، ثنا يحيٰى بن يمان، عن محمد بن عمرو، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، عن النبي ﷺ قال: إذا مررتم بقبورنا وقبوركم من أهل الجاهلية فأخبروهم أنهم من أهل النار.

اخرجه ابن حبان في «صحيحه» (٨٤٧/١٢٧/٣)

ایک اور حدیث:

(۵۹۴) ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم ہمارے اور اپنے اہل جاہلیت کی قبروں کے پاس سے گزرو تو ان کو بتا دو کہ وہ اہل جہنم میں سے ہیں۔''

نوع آخر:

(٥٩٥) - حدثنا أبو محمد بن صاعد والقاضي أبو عبيد علي بن الحسن ابن حرب، قالا: حدثنا زيد بن أخزم، ثنا يزيد بن هارون، ثنا إبراهيم ابن سعد، عن الزهري، عن عامر بن سعد، عن أبيه رضي الله تعالى عنه أن أعرابيا قال: يا رسول الله! إن أبي كان يصل الرحم ويفعل ويفعل فأين هو؟ قال: في النار، فكان الأعرابي وجد من ذلك، فقال: يا رسول الله فأين أبوك؟ فقال له: حيث مررت بقبر كافر فبشره بالنار، قال: ثم إن الأعرابي أسلم، فقال: لقد كلفني رسول الله ﷺ بعثا ما مررت بقبر كافر إلا بشرته بالنار.

اخرجه معمر بن راشد في «جامعه» (٤٥٤/١٠) وابن ماجه (١٥٧٣/٥٠١/١) (ص١١٣) والبزار في «مسنده» (١٠٨٩/٢٩٩/٣) والطبراني في «المعجم الكبير» (٣٢٦/١٤٥/١) وابوعبدالله المقدسي في «الاحاديث المختاره» (١٠٠٥/٢٠٤/٣)

ایک اور حدیث:

(۵۹۵) ترجمہ: ''حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہات کے رہنے والے صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے والد صلہ رحمی کرتے تھے اور ایسے ایسے اور (بھلائی کے) کام بھی کرتے تھے۔ اب وہ کہاں ہوں گے؟ (جنت میں یا جہنم میں) آپ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں۔ ان دیہات والے صحابی نے کچھ محسوس

کیا۔ انہوں نے پوچھا (یا رسول اللہ!) آپ کے والد کہاں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جب بھی کسی کافر کی قبر کے پاس سے گزرو تو اس کو جہنم کی بشارت دے دو۔ جب وہ دیہات کے رہنے والے صحابی مسلمان ہو گئے تو وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس پیغام پہنچانے کا مکلّف فرمایا ہے کہ میں جب بھی کسی کافر کی قبر پر سے گزروں تو اس کو جہنم کی بشارت دوں۔''

فَائِدَة:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے اسلام کا مسئلہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین محترمین کے اسلام کے بارے میں اختلاف ہے بعض علماء نے کچھ احادیث ان کے اسلام کے بارے میں نقل فرمائیں جو محققین کے ہاں ضعیف ہیں۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تمام روایات صحیحہ اور ضعیفہ کے درمیان حل کی صورت نکالتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس مسئلہ کا ذکر ادب کے ساتھ کرنا چاہئے اور یہ ان مسائل میں سے نہیں ہے کہ جن کا نہ جاننا نقصان دہ ہو یا قبر یا قیامت میں ان کا سوال ہو اس لئے اس مسئلہ میں خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم عزیز الفتاویٰ ۱/ ۵۸، ۵۹)

باب الاستخارة عند طلب الحاجة

ضرورت کے وقت استخارہ کرنا

استخارہ اللہ تعالیٰ سے کسی کام کے کرنے نہ کرنے میں خیر طلب کرنے کو کہتے ہیں۔ (مرقاۃ ۳/۲۰۹)

حدیث میں آتا ہے کہ جس نے استخارہ کیا وہ نامراد نہ ہوا جس نے مشورہ کیا وہ نادم نہ ہوا اور جس نے خرچ میں میانہ روی اختیار کی تو وہ کبھی تنگدست نہ ہوا۔ (طبرانی عن انس مرقاۃ ۳/۲۰۹)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرنا آدمی کی خوش نصیبی ہے اور استخارہ نہ کرنا آدمی کی بدبختی ہے۔
(فتح الباری ۱۱/۱۸۴)

استخارہ جن دو امور کی ضرورت ہو ان میں کسی کے لئے خیر طلب کرنا ہے۔ استخارہ بہت اہم چیز ہے بعض اوقات آدمی کسی چیز کو چھوٹا سمجھ کر استخارہ نہیں کرتا ہے لیکن اس کا نتیجہ بہت بڑا ہوتا ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۱۸۳)

اس لئے ایک روایت میں ہے کہ آدمی کی سعادت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو استخارہ کرتا ہے وہ نامراد نہیں ہوتا ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۱۸۴)

استخارہ کی اہمیت کے لئے مصنف رَحِمَهُ اللهُ تَعَالیٰ نے دو باب اور ان کے ذیل میں تین احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٥٩٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبأنا قتيبة بن سعيد، ثنا ابن أبي الموالي، عن محمد بن المنكدر، عن جابر بن عبدالله رَضِيَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا الاستخاره كما يعلمنا السورة من القرآن يقول: إذا هم أحد كم بالأمر فليركع ركعتين من غير الفريضة ثم ليقل:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَ مَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ، أَوْ قال: فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهِ. فَقَدِّرْهُ لِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ، وَ إِنْ كَانَ شَرًّا لِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ وَرَضِّنِيْ بِهٖ.﴾

اخرجه البخاری (۱/۳۹۱/۱۱۰۹) (۱/۱۵۵) وابوداؤد (۲/۸۹/۱۵۳۸) (۱/۲۱۵) وابن ماجه (۱/۴۴۰/۱۳۸۳) (ص۹۸) والترمذی (۲/۳۴۵-۵۴۶/۴۸۰) (۱/۱۰۹) والنسائی فی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ۴۹۸)

(۵۹۶) ترجمہ: ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں استخارہ ایسے ہی سکھاتے تھے جیسے قرآن (کریم) کی کوئی سورت سکھاتے ہوں (اور) فرماتے: جب تم میں کوئی (کسی) کام کا ارادہ کرے تو وہ فرض کے علاوہ دو رکعتیں پڑھے پھر یہ دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَ مَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ، أَوْ قَالَ: فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهِ. فَقَدِّرْهُ لِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ، وَ إِنْ كَانَ شَرًّا لِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ وَرَضِّنِيْ بِهِ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ کے علم کے ذریعے آپ سے بہتری طلب کرتا ہوں اور آپ کی قدرت کے ذریعے (اس کام کی) قدرت طلب کرتا ہوں، اور آپ کے فضل عظیم اور انعام کا آپ سے سوال کرتا ہوں اس لئے کہ آپ تو (ہر کام کی) قدرت رکھتے ہیں اور میں (کسی بھی کام کی) قدرت نہیں رکھتا ہوں، اور آپ (سب کچھ) جانتے ہیں اور میں (کچھ) نہیں جانتا ہوں اور آپ ہی تمام چھپی ہوئی (باتوں) کو خوب اچھی طرح جاننے والے ہیں۔ اے اللہ! اگر آپ کو معلوم ہے کہ یہ کام میرے حق میں میرے دین و دنیا اور انجام کے اعتبار سے یا میری دنیوی اور اخروی زندگی کے اعتبار سے میرے حق میں بہتر ہے تو آپ اس کو میرے لئے مقدر فرما دیں اور آسان بنا دیں پھر اس میں میرے لئے برکت بھی عطا فرما دیں اور اگر آپ کو معلوم ہے کہ یہ کام میرے دین و دنیا اور انجام یا میری دنیوی اور اخروی اعتبار سے میرے حق میں بہتر نہیں ہے تو آپ مجھ کو اس کام سے دور کر دیں اور جہاں بھی (جس کام میں بھی) میرے لئے بہتری ہو وہ مجھے نصیب فرما دیں اور پھر مجھے اس سے راضی کر دیں۔''

فائدہ: قرآن کریم کی طرح استخارہ سکھاتے تھے اس سے استخارہ کی انتہائی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۳۴۴)

استخارہ کس کام کے لئے کیا جائے

فرض و واجب کو کرنے اور حرام و مکروہ کو نہ کرنے کے لئے استخارہ نہیں کیا جاتا ہے۔ استخارہ صرف امر مباح یا مستحب کام جس میں دو امور متعارض اور مقابل ہو جائیں اس میں کیا جاتا ہے جیسے سفر، نکاح وغیرہ۔ (فتح الباری ۱۱/۳۴۸)

دو رکعتیں پڑھے۔

کم از کم دو رکعتیں پڑھے اس سے زیادہ بھی صحیح ہے۔ اگر ظہر یا اس کے علاوہ دوسری نماز کی سنتوں کے بعد بھی استخارہ کرے تو جائز ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۱۸۵)

نماز کے بعد استخارہ کی دعا کرنا افضل ہے اگر نماز نہ پڑھ سکے تو صرف استخارہ کی دعا بھی پڑھ سکتے ہیں۔

(فتوحات ربانیہ ۳/۳۴۸)

استخارہ کے لئے نہ سونا ضروری ہے اور نہ رات کی قید ہے جب چاہے نفل پڑھ کر مسنون دعا پڑھے۔

(حسن العزیز ۳/۲۳۴، بحوالہ اسلامی شادی صفحہ ۹۷)

استخارہ کی دعا اردو میں بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن حدیث کے الفاظ بہتر ہیں۔ (افاضات یومیہ ۱۰/۱۶۵ بحوالہ اسلامی شادی صفحہ ۹۸)

لیکن بہترین اور باکمال طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز استخارہ کے لئے استخارہ کی نیت سے پڑھے پھر اس کے بعد دعا کرے۔ (فتوحات ربانیہ ۲/۳۴۸)

نوع آخر:

(۵۹۷) - أخبرنا الشيخ الإمام أبو محمد الدوني، أخبرنا القاضي أبو نصر الكسار أخبرنا أبو بكر بن السني، قال: أنا أبو يعلى، حدثنا محمد ابن أبي بكر المقدمي ومحمد بن موسى بن حيان، قالا: ثنا إبراهيم بن أبي الوزير، ثنا زنفل نزيل عرفة، ثنا عبدالله بن أبي مليكة، عن عائشة، عن أبي بكر رضي الله تعالى عنهما، قال: كان النبي ﷺ إذا أراد الأمر قال:

﴿اَللّٰهُمَّ خِرْ لِيْ وَاخْتَرْ لِيْ﴾

اخرجه الترمذی (۳۵۱۶/۵۳۵/۵) (۱۹۱/۲) والبزار فی «مسنده» (۵۹/۱۸۵/۱) وابویعلی فی «مسنده» (۴۴/۴۵/۱) وابن عدی فی «الکامل» (۲۳۵/۳) والبیهقی فی «شعب الایمان» (۲۰۴/۲۲۰-۲۱۹/۱)

ایک اور حدیث:

(۵۹۷) تَرجَمہ: ”حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب کسی کام کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ خِرْ لِيْ وَاخْتَرْ لِيْ﴾

تَرجَمہ: ”اے اللہ! میرے لئے بھلائی کا معاملہ فرمایئے اور میرے لئے بھلائی کو منتخب فرما دیجئے۔“

فَائِدَہ: یہ ایک مختصر استخارہ ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اگر پہلی والی دعا بھی اس کے ساتھ پڑھ لی جائے تو مناسب ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۳/۳۵۶)

اسی طرح اس دعا کے ساتھ ”مع عافيتك و سلامتك“ کہنا بھی بہتر ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۳۵۶)

استخارہ کی حکمت

استخارہ کی حکمت یہ ہے کہ انسان فرشتوں کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ جس طرح فرشتے اللہ تعالیٰ کے احکام کے منتظر رہتے ہیں اور جب حکم آتا ہے تو وہی کرتے جو حکم ہو اور اپنی چاہت سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے کرتے ہیں۔

اسی طرح جب انسان اپنی مرضی اللہ تعالیٰ کو سونپ دیتا ہے تو اس کی حیوانیت ملکیت کے تابع ہو جاتی ہے تو یہ بھی اب فرشتوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر کا منتظر ہو جاتا ہے۔ (ملخص بتصرف معارف السنن ۴/۲۷۷)

باب كم مرة يستخير الله عزوجل

کتنی مرتبہ استخارہ کرنا چاہئے

(٥٩٨) - أخبرنا أبو العباس بن قتيبة العسقلاني، حدثنا عبيدالله ابن الحميري، ثنا إبراهيم بن البراء، عن النضر بن أنس بن مالك، ثنا أبي عن أبيه، عن جده، قال: قال رسول الله ﷺ: يا أنس إذا همت بأمر فاستخر ربك فيه سبع مرات، ثم انظر إلى الذي يسبق إلى قلبك فإن الخير فيه.

اخرجه الديلمي في «مسند الفردوس» (٥/٣٦٥/٨٤٥١)

(۵۹۸) ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انس! جب تم کسی کام (کے کرنے) کا ارادہ کرو تو اپنے رب سے سات مرتبہ استخارہ کرو پھر دیکھو کہ کیا چیز تمہارے دل میں آتی ہے کیونکہ خیر اسی میں ہے۔''

فائدہ: سات مرتبہ اس لئے فرمایا کہ عموماً سات مرتبہ کے بعد شرح صدر ہو جاتا ہے (اور طبیعت کا میلان ایک طرف ہو جاتا ہے)۔

علماء نے لکھا ہے کہ اگر سات مرتبہ کے بعد بھی شرح صدر نہ ہو تو اگر وہ کام موخر ہو سکتا ہو تو موخر کرے (اور مزید شرح صدر تک استخارہ کرے) ورنہ جس کام کا ارادہ ہو اس کو شروع کرے کیونکہ خیر اسی میں ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۳۵۶)

حدیث میں اس کا کوئی اشارہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی استخارہ کی وجہ سے کس طرح حاصل ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے بندوں کو تجربہ ہے کہ یہ رہنمائی بسا اوقات خواب یا کسی غیبی اشارے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور کبھی خود ہی دل میں اس کام کرنے کا داعیہ بڑھ جاتا ہے یا دل اس سے بالکل ہٹ جاتا ہے۔ (معارف الحدیث ۳/۳۶۸)

باب خطبة النكاح

نکاح کا خطبہ

نکاح ایک اہم بشری ضرورت ہے جس کی ترغیب شریعت نے آدھے ایمان کی تکمیل کہہ کر دی ہے، نکاح کرنا، پیغام نکاح دینا، عورتوں کے حقوق اور ان سے نرمی و مہربانی سے پیش آنا، میاں بیوی کا میل ملاپ، ایک دوسرے کے راز کی حفاظت کرنا، آپس میں ہنسنا، ہنسانا اور مختلف حقوق دولہا دلہن کو کن الفاظ میں مبارک باد دینی چاہئے اور جب پہلی مرتبہ بیوی سے ملاقات ہو تو کیا کرنا چاہئے نیز صحبت کے آداب اور مختلف اوقات میں کیا دعائیں پڑھنی چاہئیں اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے انیس باب اور ان کے ذیل میں چوبیس احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٥٩٩) - أخبرنا أبو خليفة، حدثنا أبو الوليد الطيالسي ومحمد ابن كثير، قالا: ثنا شعبة عن أبي إسحاق، قال: سمعت أبا عبيدة، عن عبدالله رضي الله تعالى عنه قال: علمنا رسول الله صلى الله عليه وسلم خطبة الحاجة:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ أَوْ إِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ. نَسْتَعِيْنُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.﴾

ثم يقرأ ثلاث آيات:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا تَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾

إلى قوله تعالىٰ:

﴿وَاتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءَلُوْنَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا لِلّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾

إلى قوله تعالىٰ:

﴿فَوْزًا عَظِيْمًا﴾

ثم يكلم بحاجته.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۳۹۲/۱) وابوداؤد (۲۳۸/۲-۲۳۹/۲۱۱۸) (۲۸۸/۱) وابن ماجه (۶۰۹/۱/۱۸۹۲) (ص۱۳۶) والترمذی (۴۱۳/۳/۱۱۰۵) (۲۱۰/۱) والنسائی فی «السنن الکبری» (۵۲۹/۱/۱۷۰۹)

(۵۹۹) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ حاجت سکھایا:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ أَوْ إِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ. نَسْتَعِيْنُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.﴾

ترجمہ: ''اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ تمام تر تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں (اور) ہم اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگتے ہیں، اپنے نفس اور برے اعمال کے شر سے اللہ تعالیٰ ہی کی پناہ چاہتے ہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیں اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دیں اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ (اپنی ذات و صفات میں) یکتا ہیں ان کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔''

پھر تین آیتیں پڑھتے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ الی ...... ان اللّٰه كان عليكم رقيباً﴾

ترجمہ: ''اے لوگو تم اپنے پروردگار (کی نافرمانی) سے ڈرو جس نے تم (سب) کو ایک ہی جان سے پیدا کیا اور اس کے جوڑے (بیوی کو) بھی اس سے ہی پیدا کیا اور ان دونوں (میاں بیوی) سے بہت سے مرد اور عورتیں (دنیا میں پیدا کئے اور) پھیلا دیئے اور اس اللہ (کے عذاب) سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے (اپنے حقوق کا) مطالبہ کرتے ہو (یعنی کہتے ہو خدا سے ڈر کہ میرا حق دے دو اور تمام احکامات الٰہیہ خصوصاً) قرابت (کے حقوق ضائع کرنے) سے بھی ڈرو (یاد رکھو) بے شک اللہ تعالیٰ تم سب (کے حالات) کی خبر رکھتے ہیں۔''

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا تَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم اللہ (کے عذاب) سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور (یاد رکھو)

تمھیں موت اسلام میں ہی آئے (یعنی ایسے کامل تقویٰ اور اسلام پر قائم رہنا)۔''

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا للّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾

تَرجَمَہ: ''اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرو (یعنی ہر امر میں اللہ کی اطاعت کرو) اور (خصوصاً بات کرنے میں جب بھی بات کرو تو) درست بات ہی کیا کرو اللہ تعالیٰ (اس کے صلہ) میں تمہارے اعمال کو (بھی) درست (وقبول فرمائیں گے) اور تمہارے گناہوں کو بھی معاف کر دیں گے اور جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی بلاشبہ اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔''

فَائِدَہ: پورا خطبہ یہ ہے:

الحمد للّٰہ نستعینہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہٗ ومن یضللہ فلاھادی لہٗ واشھدان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریك لہٗ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللّٰہ الذی تساء لون بہ والارحام ط ان اللّٰہ کان علیکم رقیبا ۝ یا ایھا الذین امنوا اتقواللہ حق تقتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللّٰہ وقولوا قولا سیدا یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللّٰہ ورسولہٗ فقد فاز فوزا عظیما ۝.

نکاح کے چند مستحبات:

١ نکاح کا اعلان کرنا۔
٢ ایجاب وقبول سے پہلے خطبہ پڑھنا۔
٣ جمعہ کے دن نکاح کرنا۔
٤ نکاح کے گواہ کا نیک ہونا۔
٥ نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا۔
٦ عورت کا مرد سے تقویٰ حسن و جمال میں مرد سے زیادہ ہونا اور حسب نسب جاہ وقعت میں کم ہونا۔ (درمختار درالمختار ۳/۸)
٧ مسجد میں نکاح کرنا۔ (ترمذی ۱/۲۰۷)

باب ما يقول إذا أفاد أمرأة

جب نکاح کے بعد کسی عورت کو گھر میں لائے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٦٠٠) - أخبرنا أبو محمد بن صاعد، حدثنا يوسف بن موسى ومحمد بن عثمان بن كرامة، قالا: ثنا عبدالله بن موسى، ثنا سفيان الثورى، عن محمد بن عجلان، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده عبدالله ابن عمرو رضي الله تعالى عنهما أن النبى ﷺ قال: إذا أفاد أحدكم امرأة أو خادما أو دابة، فليأخذ بناصيتها، وليقل:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ﴾

و إن كان بعيرا، فليأخذ بسنامه، يعنى وليقل ذلك.

أخرجه أبوداود (٢/٢٤٨/٢١٦٠) (١/٢٩٣) وابن ماجه (١/٦١٧/١٩١٨) (ص١٣٨) والطبرانى فى «الدعا» (٩٤٠) والحاكم فى «المستدرك» (٢/٢٠٢) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (٧/١٤٨/١٣٦١٦)

(۶۰۰) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی (نکاح کے بعد) کسی عورت یا کسی خادم (یا خادمہ کو خرید کر) یا کسی جانور کو خرید کر گھر میں لائے تو اس کی پیشانی کو پکڑ کر یہ دعا پڑھے:“

﴿بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں آپ سے اس کی خیر و برکت اور اس کے پیدائشی عادات و اخلاق کی خیر و برکت کا سوال کرتا ہوں اور اس کے شر اور اس کے پیدائشی عادات و اخلاق کے شر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔“

اگر وہ (جانور) اونٹ ہو تو اس کے کوہان کو پکڑ کر یہ دعا پڑھے۔“

فائدہ: **پہلی رات کو ملاقات کے وقت عمل**

پیشانی سے سر کے اگلے حصے پر جو بال ہیں وہ مراد ہیں بہر حال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت خادم کو جب گھر میں

لائے تو اس کے سر کے اگلے حصہ خواہ پیشانی یا سر کے بال یا صرف سر کو پکڑ کر دعا پڑھے۔ (بذل جلد۵، مرقاۃ ۵/۲۱۶)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے پھر سب سے پہلے ملتے ہی "**بارك الله لكل واحد منا في صاحبه**" کہے پھر مذکورہ بالا دعا پڑھے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۲۶۳)

اونٹ ضروری نہیں بلکہ جو بھی جانور خریدے یہ دعا پڑھے اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائیں گے۔

(قالہ الجزری، مرقاۃ ۵/۲۱۶)

پھر دو رکعت نماز پڑھے اور بیوی سے کہے کہ وہ بھی اس کے پیچھے نماز پڑھے اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ خیر پیدا فرمائیں گے۔ (عن سلمان فارسی مرفوعاً)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے اس میں نماز کے بعد یہ دعا مانگنا بھی منقول ہے:

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْ اَهْلِيْ وَبَارِكْ لِاَهْلِيْ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْهُمْ مِنِّيْ وَارْزُقْنِيْ مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ اَجْمَعْ بَيْنَنَا مَا جمعت فِيْ خَيْرٍ وَفَرِّقْ بيننا اِذَا فَرَّقْتَ الى خير﴾ (طبرانی فی الاوسط عن ابن مسعود ۴/۲۱۷)

باب ما يقول للرجل إذا تزوج

دولہا کو شادی کے وقت کیا دعا دینی چاہئے

(٦٠١) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أبو الربيع الزهراني، ثنا حما بن سلمة، عن ثابت، عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم على عبدالرحمن بن عوف صفرة، فقال: ما هذا؟ فقال: تزوجت امرأة على وزن نواة من ذهب، قال لهُ النبي صلى الله عليه وسلم.

﴿بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ﴾

ثم قال له: أو لم ولو بشاة.

أخرجه البخاري (٢/٧٢٢/١٩٤٣) (٢٧٤/١) والمسلم (١٠٤٢/٢/١٤٢٧) (٤٥٨/١) وابوداؤد (٢٣٥/٢/٢١٠٩) (٢٨٧/١) وابن ماجه (٦١٥/١/١٩٠٧) (١٣٧/١) والترمذي (٤٠٢/٣/١٠٩٤) (٢٠٨/١)

(۶۰۱) ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کے بدن یا کپڑے) پر زرد رنگ کا نشان دیکھا۔ (کیونکہ یہ نشان ایک خوشبو کا ہوتا ہے جو عورتوں کی خوشبو ہوتی ہے اس لئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: یہ (زرد رنگ کا نشان) کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: میں نے ایک عورت سے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونے کے بدلے (جو تقریباً ۵ درہم ہوتا ہے) شادی کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کو دعا دیتے ہوئے) فرمایا:

﴿بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اس نکاح میں برکت عطا فرمائیں۔“

پھر فرمایا: (عبدالرحمٰن!) ایک بکری کا بھرپور ولیمہ کرو۔“

فائدہ: اس حدیث سے چند فائدے حاصل ہوئے:

1. امام کا اپنے ساتھیوں کے حالات کی خبر رکھنا۔
2. ان کے احوال کے بارے میں ان سے پوچھتے رہنا۔
3. شادی کرنے والے کو ان الفاظ سے دعا دینا۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۷۹، فتح الباری)
4. مہر مقرر کر کے شادی کرنا۔
5. شادی کرنے والے کو ولیمہ کا حکم کرنا۔

❻ شادی میں نہ سب کو بلانا ضروری ہے اور نہ جس کو نہ بلایا جائے وہ ناراض ہو۔

نوع آخر:

(٦٠٢) - أخبرنا أبو عروبة، ثنا جعفر بن محمد بن أبان، ثنا محمد ابن كثير، ثنا سفيان، عن يونس بن عبيد، قال: سمعت الحسن، قال: قدم عقيل بن أبي طالب البصرة فتزوج امرأة من بني جعشم قالوا: بالرفاء والبنين، قال: لا تقولوا ذلك، فإن رسول الله ﷺ نهى عن ذلك، وأمرنا أن نقول:

﴿بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ، وَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (٢٠١/١) وابن ماجه (٦١٤/١/٩١٠٦) (ص١٣٧) والنسائي في «السنن الكبرى» (٥٥٦١/٣٣١/٣) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم٢٦٢) والحاكم في «المستدرك» (٦٦٨/٣)

ایک اور حدیث:

(۷۰۲) ترجمہ: ”حضرت یونس بن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ جب حضرت عقیل بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ تشریف لائے تو انہوں نے بنو جعشم قبیلے کی ایک عورت سے شادی کی۔ لوگوں نے انہیں (مبارک باد دیتے ہوئے) کہا: بالرفاء والبنین (کہ زوجین میں محبت و جوڑ ہو اور اللہ تعالیٰ انہیں لڑکے عطا فرمائیں) تو عقیل بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: (مبارک بادی کے طور پر ان الفاظ سے) یہ دعا نہ دو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا ہے اور ہمیں (اس کے بدلے) یہ دعا دینے کا حکم فرمایا ہے:“

﴿بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ، وَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ تمہیں مبارک کرے اور اللہ تعالیٰ تم پر برکتیں نازل فرمائے۔“

فائدہ: زمانہ جاہلیت میں جو شخص نکاح کرتا تو اس کو ان الفاظ (بالرفاء والبنین) سے مبارکبادی اور دعا دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو تبدیل فرمایا اور اس سے بہتر الفاظ امت کو تعلیم فرمائے کہ ایسے موقع پر ”بارك الله لك وعليك“ وغیرہ الفاظ کے ذریعہ دعا دی جائے۔

کیونکہ ان الفاظ میں لڑکیوں سے نفرت اور مردوں کے دلوں میں لڑکیوں سے بغض پیدا کرنا ہے اور یہ جاہلیت کی عادتوں میں سے ہے اس لئے آپ ﷺ نے ان الفاظ کو منع فرمایا۔ (مرقاۃ ۲۱۵/۵)

باب الرخصة فی ذلك

دولہا دلہن کو بالرفاء والبنین کہہ کر مبارکباد دینے کی اجازت

(٦٠٣) - حدثنی أحمد بن إبراهيم المدینی بعمان، حدثنا أبو سعيد الأشج، ثنا حفص بن غياث، عن الأعمش، عن أبی إسحاق، عن عبد خير، عن مسروق، عن عائشة رضی اللہ تعالی عنہا، قالت: دخل علیّ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم مسرورا، فقال: (يا عائشة! إن الله عزوجل زوجنی مريم بنت عمران، وآسية بنت مزاحم فی الجنة)، قالت: قلت: بالرفاء والبنين يا رسول الله.

قال أبو بكر ابن السنی: كذا كتبت من كتابه.

اخرجه الطبرانی بدون هذ السياق فی «المعجم الكبير» (٨٠٠٦/٢٥٨/٨) وايضاً اخرج الطبرانی (١٠٠/٤٥١/٢٢) بهذا السياق مفصلا ولكن فيه خديجه رضی اللہ تعالی عنہا بدل عائشه رضی اللہ تعالی عنہا وهی التی قالت هذا.

(۶۰۳) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس خوشی کی حالت میں تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عائشہ! اللہ تعالیٰ نے مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم سے جنت میں میرا نکاح کر دیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں: میں نے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا دیتے ہوئے) کہا:''

﴿بالرفاء والبنين﴾

ترجمہ: ''زوجین میں جوڑ ومحبت ہو اللہ تعالیٰ دونوں کو بیٹے عطا فرمائے۔''

فائدہ: گزشتہ حدیث سے معلوم ہوا کہ ''بالرفاء والبنين'' کہہ کر دعائیں نہیں دینی چاہئے لیکن اس روایت سے اجازت معلوم ہوتی ہے۔ یہ اس صورت میں ہوسکتا ہے جب دعا کے طور سے کہا جائے لیکن عرب اس کو دعا کے طور پر نہیں بلکہ نیک فالی کے طور پر کہتے تھے۔ اس دعا میں نیت یقینی لڑکوں کی ہوتی تھی کہ اگر لڑکی ہو تو ناراض ہو جاتے تھے۔ اس لئے منع فرمایا۔

(فتوحات ربانیہ ۸۱/۶)

ممکن ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو اس نہی کی اطلاع نہ ملی ہو یا یہ حدیث منع کرنے سے پہلے کی ہو۔

نوع آخر من القول:

(٦٠٤) - حدثنا أبو عبدالرحمن، ثنا عبدالرحمن بن عبيدالله الحلبی، ثنا لدّرَاوَرْدِیُ، عن

سهيل بن أبي صالح، عن أبيه، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا رفا رجلا قال:

﴿بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ، وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا بِخَيْرٍ.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (۳۸۱/۲) وابوداؤد (۲۱۳۰/۲٤۱/۲) (۱۹۰/۱) وابن ماجه (۱۹۰۵/٦۱٤/۱) (ص۱۳۷) والترمذي (۱۰۹۱/٤۰۰/۳) (۲۰۷/۱) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم۲۵۹)

ایک اور حدیث:

(۶۰۴) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب کسی کی شادی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ (دعا دیتے ہوئے) فرماتے:''

﴿بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ، وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا بِخَيْرٍ.﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائیں اور تم پر برکتیں نازل فرمائیں اور تم دونوں کو خیر وعافیت سے (خوش وخرم) رہنا نصیب فرمائیں۔''

باب ما يرد الرجل على من يخطب له

کسی کے ہاں نکاح کا پیغام آئے تو وہ کیا کہے؟

(٦٠٥) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبأنا عبدالأعلى بن واصل بن عبدالأعلى وأحمد بن سليمان. واللفظ له. قالا: ثنا مالك بن إسماعيل، ثنا عبدالرحمن ابن حميد الرواسي، ثنا عبدالكريم بن سليط، عن ابن بريدة، عن أبيه رضی اللہ تعالیٰ عنہ، أن نفرا من الأنصار قالو لعلي: عندك فاطمة، فدخل على رسول الله ﷺ، فقال: ما حاجة ابن أبي طالب؟ قال: ذُكِرَتْ فَاطِمَةُ ابنة رسول الله ﷺ قال:

﴿مَرْحَبًا وَّأَهْلًا﴾

ولم يرد عليها، فخرج إلى الرهط من الأنصار ينظرونه، فقالوا: ماذاك، ما قال لك؟ قال: لا أدرى غير أنه قال: (مرحبا وأهلا) قالوا: يكفيك من رسول الله ﷺ أحدهما، فقد أعطاك الأهل والرحب.

اخرجه ابن سعد في «الطبقات الكبرى» (٢١/٨) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠٠٨٨/٧٢/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٥٨) والروياني في «مسنده» (٣٥/٧٧-٧٦/١) والطبراني في «المعجم الكبير» (١١٥٣/٢٠/٢)

(۶۰۵) ترجمہ: ”حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: تمہارے لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ ہے۔ (یعنی تم شادی کے لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں پیغام نکاح دے سکتے ہو) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ابوطالب کے بیٹے! کس ضرورت سے آئے ہو؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: مجھ سے فاطمہ بنت رسول اللہ (کے رشتے) کے بارے میں کیا کہا گیا ہے (اسی لئے حاضر ہوا ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿مَرْحَبًا وَّأَهْلًا﴾

ترجمہ: ”تمہارا آنا مبارک ہو تم اپنے گھر والوں میں آئے ہو۔“

اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصار کے کچھ لوگوں کے پاس گئے جو انہیں دیکھ رہے

تھے۔ ان لوگوں نے پوچھا: کیا ہوا؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف مرحباً و اہلاً فرمایا ہے۔ لوگوں نے کہا: آپ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے (جواب میں) دونوں (لفظوں مرحباً اور اہلاً) میں سے ایک ہی کافی تھا۔ (اس کے باجود) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو (مرحباً اور اہلاً) دونوں عطا فرمائے ہیں۔"

فَائِدَہ: اس حدیث سے چند فائدے حاصل ہوئے:

1. جو شخص شادی کرنا چاہتا ہو اس کے لئے مناسب رشتہ کی طرف ہنمائی کرنا۔
2. کسی کی بیٹی شادی کے قابل ہو تو اس کے رشتے میں اس کی مدد کرنا۔
3. اپنا رشتہ خود پیش کرنا۔
4. اگر رشتہ منظور ہو تو مرحباً و اہلاً کہہ کر جواب دینا۔

رشتہ بھیجنے سے پہلے چند اہم امور

جب کوئی شخص نکاح کرنا چاہے تو خواہ مرد ہو یا عورت (عورت کی طرف سے نکاح کا پیغام جانا شریعت میں مشروع و مسنون ہے احادیث و آثار صحابہ سے ثابت ہے اس لئے اس کو معیوب نہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ ہمارے ہاں مروج ہے)۔ نکاح کا پیغام دینے سے پہلے ایک دوسرے کے حالات، عادات، اطوار کی خوب اچھی طرح جستجو کر لینا چاہئے تاکہ بعد میں کسی ناگوار یا خلاف طبیعت بات پیش آنے پر زوجین میں کوئی کشیدگی وغیرہ پیدا نہ ہو۔

مستحب ہے کہ عورت عمر، عزت حسب اور مال میں خاوند سے کم ہو اور اخلاق و عادات، خوش سلیقگی و آداب، حسن و جمال اور تقویٰ میں خاوند سے زیادہ ہو۔ (مظاہر حق ۳/۲۴۹)

نکاح سے پہلے مخطوبہ کو دیکھنا

مرد کے لئے یہ بھی مستحب ہے کہ جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہو اس کو دیکھ لے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۴۵۶)

حدیث میں آتا ہے کہ عورت کو دیکھ لینا زوجین میں محبت کے بڑھنے کا بڑا سبب ہے۔

(ترمذی، احمد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی المغیرۃ بن شعبہ مشکوٰۃ صفحہ ۲۶۹)

لڑکی کو دیکھنے میں چند باتوں کا لحاظ نہایت ضروری ہے۔

1. لڑکی کا صرف چہرہ اور ہاتھوں کو دیکھنا جائز ہے۔ چہرے سے خوبصورتی اور ہاتھوں سے جسم کی ساخت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔
2. لڑکی کی اجازت کی شرط نہیں ہے کیونکہ لڑکی اجازت سے شرم محسوس کرتی ہے پھر اس میں دھوکہ بھی ہے کہ اگر لڑکی پسند نہ آئی تو انکار کی صورت میں اس کی دل آزاری ہوتی ہے۔

۳ اسی لئے مستحب ہے کہ لڑکی کو پیغام دینے سے پہلے ہی دیکھ لیا جائے تاکہ انکار کی صورت میں لڑکی کی دل آزاری نہ ہو جو پیغام دینے کے بعد انکار کی صورت میں ہوتی ہے۔

۴ اگر لڑکی دیکھنا ممکن نہ ہو تو کسی ایسی با اعتماد عورت کو بھیجے اور وہ اس کو اس لڑکی کے بارے میں بتادے یہ بھی پیغام دینے سے پہلے ہو۔ (کلہ من شرح مسلم للنووی ۱/۴۵۷)

یہی صورت فقہاء کے ہاں زیادہ مناسب ہے۔ (مظاہر حق ۳/۲۶۲)

اس لئے لڑکی کو پیغام دینے سے پہلے ہی مذکورہ بالا امور کا جائزہ لے لینا چاہئے۔

باب ما يقول للعروس ليلة البناء

شادی کی رات دلہن کو کیا دعا دینی چاہئے

(٦٠٦) - أخبرنا أبو شيبة داود بن إبراهيم، ثنا الحسن بن حماد سجادة، ثنا يحيٰى بن العلاء الأسلمي، عن سعيد بن أبي عروبة، عن قتادة، عن الحسن، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه. وذكر قصة تزويج فاطمة رضي الله تعالى عنها قال: فقال النبي ﷺ: (إيتوني بماء)، قال عليٌّ فعلمت الذي يريد، فقمت فملأت القعب، فأتيته به فأخذه، ومج فيه، ثم قال لي: تقدم، فصب على رأسي وبين يدي، ثم قال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُعِيْذُهُ بِكَ وَذُرِّيَّتَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾

ثم قال: أدبر، فأدبرت، فصب بين كتفي، ثم قال:

﴿إِنِّيْ أُعِيْذُهُ بِكَ وَذُرِّيَّتَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾

ثم قال: يا عليُّ! ادخل بِسْمِ اللّٰهِ بِأَهْلِكَ عَلَى الْبَرَكَةِ.

اخرجه ابن حبان في «صحيحه» (١٥/٣٩٣-٣٩٤-٣٩٥/٦٩٤٤) والطبراني في «المعجم الكبير» (٢٢/٤٠٨-٤٠٩/١٠٢١)

(۶۰۶) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (شادی کی رات جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر رخصت ہوکر چلی گئیں تو آپ ﷺ ان کے پاس گئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانی لاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو آپ ﷺ کرنا چاہتے ہیں وہ میں سمجھ گیا۔ میں کھڑا ہوا اور پیالہ بھر لایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو لیا اور اس میں کلی کی پھر مجھ سے فرمایا: آگے آؤ۔ (جب میں آگے ہوا) پھر رسول اللہ ﷺ نے میرے سر اور (بدن کے) سامنے کے حصہ میں پانی ڈالا پھر یہ دعا پڑھی:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُعِيْذُهُ بِكَ وَذُرِّيَّتَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔''

پھر فرمایا: پیٹھ پھیرو۔ میں پیٹھ پھیر کر کھڑا ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ نے وہ پانی میرے مونڈھوں کے درمیان

بہایا پھر یہ دعا پڑھی:

﴿إِنِّي أُعِيْذُهُ بِكَ وَذُرِّيَّتَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔“

پھر فرمایا: علی! اللہ تعالیٰ کے نام اور برکت کے ساتھ اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ۔“

نوع آخر:

(٦٠٧) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا عبدالأعلى بن واصل وأحمد ابن سليمان قالا: ثنا مالك بن إسماعيل، عن عبدالرحمن بن حميد الرواسي، ثنا عبدالكريم بن سليط، عن ابن بريدة، عن أبيه رضي الله تعالى عنه. و ذكر تزويج فاطمة رضي الله تعالى عنها. قال: فلما كان ليلة البناء، قال: يا علي! لا تحدث شيئا حتى تلقاني، فدعا النبي صلى الله عليه وسلم بماء فتوضا منه، ثم أفرغ على عَلِيٍّ فقال

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِمَا وَبَارِكْ عَلَيْهِمَا، وَبَارِكْ لَهُمَا فِيْ شَمْلِهِمَا.﴾

مرّ تخريجه (برقم ٦٠٦)

(۶۰۷) ترجمہ: ”حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب شادی کی رات آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: علی! جب تک میں نہ آؤں کچھ نہ کرنا۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے گھر تشریف لے گئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور وضو فرمایا۔ (پھر وہ پانی) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر انڈیل دیا پھر دعا فرمائی:“

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِمَا وَبَارِكْ عَلَيْهِمَا، وَبَارِكْ لَهُمَا فِيْ شَمْلِهِمَا.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! ان دونوں میں برکت عطا فرمایئے اور ان دونوں پر برکت نازل فرمایئے اور ان کے بنے ہوئے کاموں میں برکت عطا فرمائیں۔“

فائدہ: حصن حصین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ بھی یہی عمل کیا جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کیا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیٹی کو رخصت کرنے کے بعد اس کے گھر جا کر بیٹی داماد کے ساتھ یہ عمل کرنا مستحب ہے۔

(بہشتی زیور صفحہ ۱۷۴، مکتبہ امدادیہ ملتان)

باب ما يقول إذا جامع أهله

بیوی سے صحبت کے وقت کون سی دعا پڑھنی چاہیے

(٦٠٨) - أخبرنا أبو عروبة، حدثنا محمد بن وهب، ثنا محمد بن سلمة، عن أبي عبدالرحيم، حدثني رجل، عن منصور، عن سالم بن أبي الجعد، عن كريب مولى ابن عباس، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: ذكر يوما ما يصيب الصبيان، فقال: لو أن أحدكم إذا جامع أهله قال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا﴾

فكان بينهما ولد من ذلك لم يضره الشيطان أبدا.

أخرجه البخاری (١٤١/٦٥/١) (٢٦/١) والمسلم (١٤٣٤/١٠٥٨/٢) (٤٦٣/١) وابوداؤد (٢١٦١/٢٤٩/٢) (٢٩٣/١) والترمذی (١٠٩٢/٤٠١/٣) (٢٠٧/١)

(۶۰۸) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بیماری کا تذکرہ کیا گیا جو بچوں کو لگ جاتی ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم میں کوئی جب اپنی بیوی سے صحبت کرے اور یہ دعا پڑھے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا﴾

ترجمہ: ''اللہ کے (بابرکت) نام کے ساتھ اے اللہ! آپ ہم دونوں کی اور جو بچہ آپ ہم کو عطا فرمائیں اس کی شیطان سے حفاظت فرمائیں۔''

تو جو بچہ بھی اس صحبت سے پیدا ہوگا اس کو شیطان کبھی نقصان نہیں پہنچائے گا۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحبت کے وقت (میاں بیوی دونوں کے لئے) یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔ نیز ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس وقت اس سنت کو پورا کرنے کی برکت سے زوجین میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۸۸/۶)

یہ دعا کپڑے اتارنے سے پہلے پڑھنی چاہیے۔ (فتوحات ربانیہ ۸۸/۶، تحفۃ النکاح صفحہ ۳۳)

کپڑے اتارتے وقت بھول جائے تو بعد میں دل میں پڑھے زبان سے نہ پڑھے۔ (تحفۃ النکاح صفحہ ۳۳)

اسی طرح انزال کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے ''**اللهم لا تجعل للشيطان فيما رزقتني نصيبا**'' اے اللہ! آپ جو بھی (اولاد) مجھے عطا فرمائیں اس میں شیطان کا کچھ بھی حصہ نہ ہو۔ (مرقاۃ ۱۹۳/۵)

یہ دعائیں میاں بیوی دونوں کو پڑھنی چاہئے۔ (تحفۃ النکاح صفحہ ۳۳ کذا فی الفتوحات الربانیہ ۶/۸۸)

نقصان نہیں پہنچائے گا۔ ایک مطلب تو یہ کہ اس صحبت میں شیطان کا کوئی دخل نہ ہوگا جیسا کہ مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ جب آدمی صحبت کرتا ہے اور بسم اللہ نہیں پڑھتا تو شیطان آدمی کے ساتھ اس فعل میں شریک ہو جاتا ہے۔

(بذل عن مجاہد ۴/۵۰، فتوحات ربانیہ ۶/۸۸)

علامہ بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ شیطان کا نطفہ بھی مرد کے نطفہ کے ساتھ چلا جاتا ہے۔

(ظفر النبیل حاشیہ حصن حصین صفحہ ۹۷)

دوسرا مطلب یہ کہ بچے کو نقصان نہ پہنچائے گا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اس کو اُم الصبیان کی بیماری نہیں ہوگی۔ شیطان اس پر مسلط نہ ہوگا۔ ولادت کے وقت بچے کو نہیں چھیڑے گا۔ بچہ ٹھیک ہوگا۔ اگر گناہ کرے گا تو فوراً توبہ کرے گا۔

(شرح مسلم نودی، بذل ۴/۵۰)

صحبت کی حالت میں کسی دوسرے سے بات کرنا مکروہ ہے اور بیوی سے بات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(امداد المفتیین صفحہ ۱۰۳)

صحبت کے چند آداب

- ❖ صحبت صرف خواہش پوری کرنے کی نیت سے نہ کی جائے بلکہ نفس کو پراگندگی سے بچانے، بیوی کے حق کو ادا کرنے نیک وصالح داعی اللہ اولاد کے حصول اور ثواب کی نیت سے ہو۔
- ❖ صحبت سے پہلے عورت کو صحبت کے لئے تیار اور مانوس کر لیا جائے۔
- ❖ صحبت ایسے وقت ہو کہ جب طبیعت میں توازن ہے کہ نہ بھوک کی حالت ہو اور نہ پیٹ بھرا ہوا ہو اور نہ ہی ذہن کسی کام میں الجھا ہوا ہو۔
- ❖ صحبت کے وقت حتی الامکان ستر و پردہ ہو بلکہ نادان بچہ وغیرہ بھی نہ ہو اسی طرح بالکل ننگا ہو جانا بھی مناسب نہیں بلکہ بقدر ضرورت ستر کھولا جائے (ورنہ کوئی چادر وغیرہ اوڑھ لی جائے)۔
- ❖ قبلہ رخ نہ ہونا چاہئے کہ ادب واحترام کے خلاف ہے۔
- ❖ اس وقت کسی سے بات کرنا خلاف ادب ہے (لیکن بیوی سے بات کر سکتے ہیں) ساتھ ہی بیوی کے ساتھ صحبت کے وقت کسی دوسری عورت کا خیال نہ ہو ورنہ یہ بھی زنا کے مترادف ہوگا۔ البتہ انزال کی سرعت کو دور کرنے کے لئے جماع کا خیال نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
- ❖ صحبت کے وقت دونوں کی فراغت ضروری ہے اس کے بعد ہی جدا ہونا چاہئے۔
- ❖ حیض ونفاس کی حالت میں صحبت جائز نہیں ہے۔
- ❖ صحبت کے وقت کی باتیں دوسروں کے سامنے بیان کرنا حرام ہے۔ (تحفۃ النکاح صفحہ ۳۰ تا ۳۶)

باب مدارة الرجل امرأته

آدمی کا اپنی بیوی سے نرمی و درگزر کا معاملہ کرنا

(۶۰۹) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا إسحاق بن أبي إسرائيل، ثنا جعفر ابن سليمان، ثنا عوف الأعرابي، عن أبي رجاء، عن سمرة رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن المرأة خُلِقَتْ مِنْ ضِلْعٍ أَعْوَجَ، فإن اقمتَها كسرتها، فدارها تعيش بها. (ثلاثا).

أخرجه أحمد في «مسنده» (۸/۵) وابن حبان في «صحيحه» (۴۱۷۸/۴۸۵/۹) والطبراني في «المعجم الكبير» (۲۹۹۲/۲۴۴/۷) وفي «المعجم الاوسط» (۸۴۸۹/۲۳۱/۸) والحاكم في «المستدرك» (۱۹۲/۴)

(۷۰۹) ترجمہ: ”حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت سب سے زیادہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اگر تم اس کو سیدھا کرنے کے پیچھے لگے رہو گے تو اس کو توڑ دو گے۔ (اس لئے) تم اس کے ساتھ نرمی و درگزر کا معاملہ کرتے رہو اور اس کے ساتھ زندگی گزارتے رہو۔ (یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) تین مرتبہ فرمایا۔“

فائدہ: اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے ساتھ زندگی گزارنے کے چند اصول بتائے ہیں:

1. عورتوں کے ساتھ نرمی و درگزر کا برتاؤ کرنا چاہئے۔
2. بغیر کسی سبب کے ذرا سی بات پر طلاق دینا مکروہ ہے۔
3. عورت میں ٹیڑھا پن ہوتا ہے۔
4. اس کو سیدھا کرنے کے پیچھے نہیں پڑنا چاہئے۔ نیز ان میں عقل کا کم ہونا بھی معلوم ہوا۔ (شرح مسلم للنووی ۱/ ۴۷۵)

حاصل یہ ہوا کہ عورت میں پیدائشی ٹیڑھا پن ہے اس لئے اس کے ٹیڑھے پن پر صبر و تحمل کیا جائے ورنہ اگر اس کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کرنے کے پیچھے لگا جائے گا تو نتیجہ طلاق جیسے ناپسندیدہ فعل پر ظاہر ہوگا۔ (ملخص، مظاہر حق ۳/ ۳۷۱)

اس لئے ایک حدیث میں ہے کہ کوئی مؤمن مرد کسی مؤمن مرد سے بغض نہ رکھے اگر ایک عادت اس میں بری ہو تو دوسری تو اچھی ہوگی۔ (مسلم عن ابی ہریرہ مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۰)

یہی حال عورت کا ہے اگر ایک عادت بری ہو تو دوسری تو اچھی ہوگی۔

یہ درگزر اس وقت تک ہے جب تک کوئی گناہ لازم نہ آئے لیکن گناہ کے وقت نرمی یا سختی کسی طرح بھی روکنا ضروری ہے۔ (مظاہر حق ۳، ۳۷۱)

لکھا ہے کہ عورت میں سب سے ٹیڑھی چیز اس کی زبان ہے۔ (فتح الباری ۶/ ۳۶۸)

باب ملاطفة الرجل امرأته

بیوی کے ساتھ شفقت ومہربانی کرنا

(٦١٠) - حدثنا عبدان، حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة ومسروق بن المرزبان، قالا: حدثنا حفص بن غياث، عن خالد الحذاء، عن أبي قلابة، عن عائشة رضي الله تعالى عنها، قالت: قال رسول الله ﷺ:

أكمل المؤمنين إيمانا أحسنهم خلقا، وألطفهم لأهله.

أخرجه أحمد في «مسنده» (٤٧/٦) والترمذي (٢٦١٢/٩/٥) (٨٩/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (٩١٥٤/٣٦٤/٥) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٤٤٢٠/٣٥٦/٤) والبيهقي في «شعب الايمان» (٧٩٨٣/٢٣٢/٦)

(۶۱۰) **ترجمہ:** ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مؤمنین میں کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب میں اچھے ہوں اور جو اپنی بیوی سے نرمی وشفقت زیادہ کرتا ہو۔“

فائدہ: خلق کا معنی اللہ تعالیٰ یا مخلوق سے ایسا معاملہ کرنا جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں۔ (الکوکب الدری ۲/۲۵۶)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: حقیقی حسن خلق لوگوں سے بھلائی کا معاملہ کرنا، ان کو تکلیف نہ دینا اور ان سے خندہ پیشانی سے ملنا ہے۔ (نزہۃ المتقین ۱/۲۸۴)

عموماً چونکہ آدمی حقوق اللہ کی طرف سے غفلت نہیں کرتا لیکن لوگوں کے (خصوصاً گھر والوں کے) حقوق میں کوتاہی کرتا ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے یہاں عورتوں کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں توجہ دلائی ہے۔

(ملخص، الکوکب الدری ۲/۲۵۶)

عورتوں کے حقوق کے بارے میں اس مضمون کی کئی روایات آئی ہیں ایک روایت میں ہے کہ میں تم سب میں اپنے گھر والوں کے لئے سب سے اچھا ہوں۔

اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے:

1. بیوی سے خندہ پیشانی سے ملنا۔
2. اس کو تکلیف نہ دینا۔
3. اس پر احسان کرنا۔
4. اس کی ناگواریوں کو برداشت کرنا۔

باب ممازحة الرجل أمراته ومضاحكته إياها

آدمی کا اپنی بیوی سے ہنسی مذاق کرنا

(٦١١) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا وهب بن بقية، ثنا خالد بن عبدالله، عن الجريري، عن أبي نضرة، عن جابر بن عبدالله رضي الله تعالى عنهما، قال: كنت مع رسول الله ﷺ، فجعل يكلمني ويمازحني، فقال: (أتزوَّجْتَ)؟ قلت: نعم، قال: بكرا أم ثيِّبا؟ قلت: ثيبا! قال: فهلاَّ بكرا تلاعبها وتلاعبك، وتضاحكها وتضاحكك، وتمازحها و تمازحك.

اخرجه احمد في «مسنده» (٣/٣٧٣) والبخاري (٣/١٠٨٣/٢٨٠٥) (٤١٦/١) والمسلم (٢/١٠٨٩-١٠٩٠/٧١٥) (٤٧٤/١) وابوداؤد (٢/٢٢٠/٢٠٤٨) (٢٨٠/١) والنسائي في «السنن الكبرى» (٥/٣٠٢/٨٩٣٧)

(٦١١) ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ مجھ سے بات کرنے اور مزاح فرمانے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (جابر!) کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کنواری سے شادی کی یا بیوہ سے شادی کی؟ میں نے عرض کیا: بیوہ سے (شادی کی ہے)۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کنواری سے شادی کیوں نہیں کی، تم اس سے کھیلتے وہ تم سے کھیلتی تم اسے ہنساتے وہ تمہیں ہنساتی تم اس سے مزاح کرتے وہ تم سے مزاح کرتی۔“

فائدہ: اس حدیث سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

❶ بیوہ کے مقابلے میں کنواری لڑکی سے شادی کرنا زیادہ پسندیدہ ہے کیونکہ بیوہ کا دل پہلے شوہر میں (لگا) اٹکا ہوا ہوتا ہے اس لئے اس کی محبت کامل نہیں ہوتی؟ بخلاف کنواری لڑکی کے اس کی کامل محبت اسی شوہر کے لئے ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ تم کنواری عورتوں سے شادی کیا کرو کیونکہ وہ بہت زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہوتی ہیں۔

(مرقاة ٦/٩١)

❷ میاں بیوی کو آپس میں ایک دوسرے سے کھیلنا ہنسنا ہنسانا چاہئے کیونکہ یہ ان میں محبت کی علامت ہے۔

(مرقاة ١٩١، بعضہ من شرح المسلم للنووی ١/٤٧٤)

لیکن اگر کسی دوسری وجہ سے بیوہ عورت سے شادی کی جائے تو یہ بھی اچھی بات ہے۔ (جیسے بیوہ کی کفالت معاونت وغیرہ کی نیت ہو) آج کل کیوں کہ بیوہ سے شادی نہیں کی جاتی اور اس کے شادی کرنے کو عیب سمجھا جاتا ہے اس لئے اگر اس سنت کو زندہ کرنے کی نیت سے بیوہ سے شادی کی جائے تو بہتر ہے۔ (الکوکب الدری ٢/٣١٧)

باب الرخصة فى أن يكذب الرجل أمرأته

اپنی بیوی سے (صورتاً) جھوٹ بولنے کی اجازت

(٦١٢) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أحمد بن أيوب بن راشد و محمد ابن جامع، ثنا مسلمة بن علقمة، عن داود بن أبى هند، عن شهر ابن حوشب، عن الزبرقان، عن النواس بن سمعان رضي الله تعالى عنه، عن النبى ﷺ قال: كل الكذب مكتوبٌ لا محالة كذبا، إلا أن يَّكْذِبَ الرجل حرب، فإن الحرب خدعة، أو يكذب الرجل بين الزوجين لِيُصْلِحَ بينهما، أو يكذب الرجل لِيَرْضيها بذلك.

اخرجه اسحاق بن راهويه فى «مسنده» (١٧٢/١) واحمد فى «مسنده» (٤٥٤/٦) وابن قانع فى «معجم الصحابة» (١٦٣/٣) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٤٢٠/١٦٥/٢٤) والبيهقى فى «شعب الايمان» (١١٠٩٧/٤٩١/٧)

(۶۱۲) **ترجمہ:** ''حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر جھوٹ (جھوٹ ہی) لکھا جاتا ہے سوائے یہ کہ آدمی جنگ میں جھوٹ بولے کیونکہ جنگ تو دھوکہ ہے یا آدمی میاں بیوی صلح کرانے کے لئے جھوٹ بولے یا آدمی اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لئے جھوٹ بولے (ان تین جھوٹ کا گناہ نہیں لکھا جاتا)۔''

فائدہ: جھوٹ کے مباح ہونے کا عقیدہ رکھنا بالکل جائز نہیں ہے کیونکہ یہ ایمان کے خلاف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف لوگوں کی اصلاح کے لئے اس کی اجازت دی ہے کہ دونوں فریق کی جو اچھی بات معلوم ہو وہ دوسرے کو بتائی جائے نہ کہ وہ بات جو واقع ہی نہ ہوئی ہو، اسی طرح جو بات دونوں کو قریب کرے وہ بات بتائے نہ کہ وہ بات جو دوری کا سبب ہو (لیکن اس میں صرف وہی بات کہے جو واقع میں ہو اس کی تفصیل آگے آرہی ہے)۔ (عمدۃ القاری ۱۳/ ۲۶۹، ۲۷۰، بحوالہ حاشیہ ابن سنی صفحہ ۵۷)

اصلاح کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں روزہ نماز اور صدقہ سے بڑھا ہوا عمل نہ بتاؤں؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ضرور بتایئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آپس کی اصلاح کرنا (ان سب سے بڑھا ہوا ہے) اور آپس کا بگاڑ نیکیوں کو مونڈنے والا ہے (یعنی نیکیوں کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جس طرح استرا بالوں کو صاف کر دیتا ہے)

(ابوداؤد ۲/ ۳۱۷)

باب الرخصة فی أن تكذب المرأة زوجها لترضيه

عورت کو اپنے شوہر کو خوش کرنے کے لئے (صورتاً) جھوٹ بولنے کی اجازت

(٦١٣) - أخبرني أبو عروبة، حدثنا محمد بن زنبور، ثنا عبدالعزيز ابن أبي حازم، عن ابن الهاد، عن عبدالوهاب بن أبي بكر، عن ابن شهاب، عن حميد بن عبدالرحمن، عن أمه أم كلثوم بنت عقبة، أنها قالت: سمعت رسول الله ﷺ يقول: لا يرخص في شيء من الكذب إلا في ثلاثٍ، كان رسول الله ﷺ يقول لا أَعُدُّهُ كذبا، الرجل يصلح بين الناس، يقول القول يريد به الصلاح، والرجل يقول القول في الحرب، والرجل يُحَدِّثُ امرأتَهُ، والمرأةُ تُحدِّث زوجَها.

اخرجه احمد في «مسنده» (٦/٤٠٤) والمسلم (٤/٢٠١١/٢٦٠٥) (٢/٣٢٥) وابوداؤد (٤/٢٨١/٤٩٢١) (٢/٣١٨) والطبراني في «المعجم الكبير» (٢٥/٧٧/١٩٣) والبيهقي في «السنن الكبرى» (١٠/١٩٧-١٩٨)

(۶۱۳) ترجمہ: ”حضرت کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ذرا سا جھوٹ بولنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ لیکن تین جگہوں میں جھوٹ بولنے کی اجازت ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ میں ان (تین جگہوں میں جھوٹ بولنے) کو جھوٹ نہیں سمجھتا ہوں۔ (ایک) وہ آدمی جو لوگوں میں صلح کرانے کے لئے ایسی بات کہے جس سے لوگوں میں صلح چاہتا ہو۔ (دوسرے) وہ آدمی جو جنگ میں جھوٹ بولے (تیسرے) وہ آدمی اپنی بیوی سے کوئی (جھوٹی) بات کہے اور عورت اپنے شوہر سے کوئی (جھوٹی) بات کہے۔“

فائدہ: اس حدیث میں بھی جھوٹ سے مراد صرف جھوٹ نہیں ہے جو حقیقت میں جھوٹ ہی ہو بلکہ یہاں جھوٹ سے مراد توریہ ہے کہ مخاطب اس سے وہ معنی سمجھے جو اسے اچھے لگیں اور متکلم کے نزدیک دوسرے معنی ہوں۔

جیسے آدمی اپنی بیوی سے کہے میں تمہیں کپڑے بناؤں گا اور تمہارے ساتھ اچھا سلوک کروں گا اور دل میں نیت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ایسا کروں گا۔

اسی طرح جنگ میں دشمن سے کہے تمہارا بڑا رہنما مر گیا اور مراد اس سے پہلے جو رہنما مر گیا وہ ہو۔ (شرح مسلم نووی ۲/۳۲۴)

اسی طرح کوئی شخص جن دو شخصوں میں لڑائی ہو ان میں سے کسی کو کہے فلاں تمہارے لئے دعا کر رہا تھا اور مراد یہ ہو کہ اس نے نماز میں "اللهم اغْفِرْ للمؤمنين" پڑھا ہو۔ (بذل ۶/۲۶۲)

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ میاں بیوی میں جھوٹ اسی وقت تک جائز ہے جب تک دونوں میں کسی کا حق ضائع نہ ہوتا ہو۔ (فتح الباری ۵/۳۰۰)

باب التغليظ فى إفشاء الرجل سر امرأته

اپنی بیوی کے راز کو ظاہر کرنے کے بارے میں سخت وعید

(٦١٤) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا يحيٰى بن معين، ثنا مروان بن معاوية، ثنا عمر بن حمزة العمرى، حدثنى عبدالرحمن بن سعيد مولى أبى سفيان، عن أبى سعيد رضى الله تعالى عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن من أعظم الأمانة عند الله يوم القيامة الرجل يفضى إلى امرأته، وتفضى إليه، ثم ينشر سرها.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٦٩/٣) والمسلم (١٤٣٧/١٠٦٠/٢) (٤٧٤/١) وابوداؤد (٤٨٧٠/٢٦٨/٤) (٣١٢/٢) وابوعوانه فى «مسنده» (٤٢٩٨/٨٦/٣) وابونعيم فى «الحلية» (٢٣٦/١٠)

(۶۱۴) ترجمہ: ”حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑی امانت (جس کے بارے میں) قیامت کے دن (سوال کیا جائے گا) وہ یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی سے ہم آغوش ہو اور اس کی بیوی بھی اس سے ہم آغوش ہو پھر وہ اپنی پوشیدہ باتیں لوگوں کو بتائے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میاں بیوی کے درمیان جنسی معاملات اور ذاتی امور سے متعلق جو باتیں یا جو افعال ہیں ان کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا خلاف انسانیت اور خلاف مروت ہے ساتھ ہی شریعت کی نگاہ میں انتہائی ناپسندیدہ ہے چنانچہ اس حدیث میں بڑی امانت جس میں خیانت ہو اسی کو فرمایا ہے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ بڑی امانت جس میں خیانت کرنے والے سے قیامت کے دن سخت باز پرس ہو گی وہ میاں بیوی کے درمیان جنسی افعال اور راز و نیاز کی باتیں ہیں اس لئے میاں بیوی دونوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک دوسرے کے راز کو فاش نہ کریں ورنہ قیامت کے دن وہ خائن شمار ہوں گے اور سخت پکڑ ہوگی۔ (مظاہر حق ۳/۳۴۱)

باب كراهية الرجل أن يحدث الرجل بما يكون بينه وبين امرأته

میاں بیوی کے راز کو ظاہر کرنے کی ممانعت

(٦١٥) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا إبراهيم بن الحجاج، ثنا حماد عن سعيد الجريري، عن أبي نضرة، عن الطفاوي، عن أبي هريرة رضی الله تعالیٰ عنه، أن رسول الله ﷺ قال: ألا هل عسى رجل يغلق بابة، ويرخي ستره، ويستر بستر الله عزوجل، فيخرج، فيقول: فعلت بأهلي وفعلت، فقامت جارية كعاب فقالت: والله إنهم ليفعلون، و إنهن ليفعلن، فقال رسول الله ﷺ: أفلا أخبركم بمثل ذلك؟ قالوا: وما مثله؟ قال: مثل شيطان لقي شيطانه في سكةٍ فنكحها، والناس ينظرون.

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (٣٨/٤-٣٩) واحمد فی «مسنده» (٤٥٦/٦) وابوداؤد (٢٥٢/٢-٢١٧٤/٢٥٤) (٢٩٥/١-٢٩٦) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (٤١٤/١٦٣/٢٤) والبيهقي في «السنن الكبرى» (١٣٨٧٦/١٩٤/٧)

(۶۱۵) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا کوئی ایسا آدمی ہے کہ وہ اپنے دروازے کو بند کرے اپنا پردہ بھی ڈال لے اور ایسا چھپ جائے جیسا اللہ تعالیٰ نے چھپنے کا حکم فرمایا ہے پھر (اپنی بیوی سے صحبت سے فارغ ہوکر) نکلے اور (باہر آکر لوگوں سے) کہے میں نے اپنی بیوی کے ساتھ اس طرح اس طرح کیا (یعنی صحبت کے احوال بتائے)۔ حضرت کعاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باندی کھڑی ہوئیں اور کہا: خدا کی قسم یہ مرد اس طرح کرتے ہیں اور یہ عورتیں (بھی) اس طرح کرتی ہیں (یعنی مرد وعورت دونوں ایسا کرتے ہیں کہ ایک دوسرے کی صحبت کی باتیں ایک دوسرے کو بتاتے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس جیسی ایک بات نہ بتاؤں؟ لوگوں نے عرض کیا: اس جیسی کون سی بات ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسی مثال شیطان کی ہے کہ وہ ایک شیطان عورت سے ایک گلی میں ملا اور اس سے صحبت کی اس حال میں لوگ (ان کو) دیکھ رہے ہیں۔“

فائدہ: بذل میں علامہ شوکانی سے نقل کیا ہے کہ یہ احادیث دلالت کررہی ہیں کہ زوجین میں کسی کا صحبت کی باتوں کا لوگوں کے سامنے بیان کرنا حرام ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اس افشاء کی وجہ سے وہ افشاء کرنے والا بدترین لوگوں میں سے ہوجاتا

ہے اور اس افشاء کرنے والے کی مثال اس شیطان کی طرح ہو جاتی ہے جو اپنی شیطانہ سے راستہ میں ملتا ہے اور راستہ میں لوگوں کے سامنے صحبت کرتا ہے۔ (بذل ۴/۵۶)

حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے کہ دوسروں کے سامنے اس طرح کی باتیں کرنا گویا اس نے وہ تمام باتیں جو صحبت کے درمیان میاں بیوی میں ہوئیں اور خود صحبت ان بتانے والوں کے سامنے کی ہے۔ (تحفۃ النکاح صفحہ ۳۶)

حدیث میں مثال دے کر اس بات کو سمجھایا گیا ہے کہ خوب پردے کا اہتمام کر کے صحبت کی پھر بعد میں لوگوں کو بتا دیا تو اب ساری احتیاط پر پانی پھیر دیا۔ اگر بتانا ہی تھا تو پردہ کیوں کیا اور جب اس کو پردہ والا عمل سمجھا تو سب کو بتا کیوں دیا۔

باب الرخصة في أن يحدث بذلك

کسی مصلحت کی وجہ سے میاں بیوی کے راز کو بیان کرنے کی اجازت

(٦١٦) - حدثنا علي بن أحمدبن سليمان، ثنا هارون بن سعيد، ثنا ابن وهب، عن عياض بن عبدالله، عن أبي الزبير، عن جابر، عن أم كلثوم، عن عائشة رضي الله تعالى عنها زوج النبي ﷺ، ان رجلا سأل رسول الله ﷺ عن الرجل يجامع أهله ثم يكسل، هل عليه من غسل؟ وعائشة في البيت، فقال رسول الله ﷺ: إني لأفعل ذلك وهذه ثم نغتسل.

اخرجه مسلم (٣٥٠/٢٧٢/١) (١٥٦/١) والنسائي في «السنن الكبرى» (٩١٢٦/٣٥٢/٥) وابوعوانه في «مسنده» (٨٢٨/٢٤٣/١) والطحاوي في «شرح معاني الآثار» (٥٥/١) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٧٤٥/١٦٤/١)

(۶۱۶) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ محترمہ ہیں سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی کے بارے میں سوال کیا جو اپنی بیوی سے صحبت کرے اور بغیر انزال کے جدا ہو جائے تو کیا ایسے شخص پر غسل واجب ہوگا؟ (یا نہیں) اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر میں تھیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں (بھی) ایسا کرتا ہوں اور یہ (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ایسا کرتی ہیں) پھر ہم غسل کر لیتے ہیں۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلا ضرورت بلا فائدہ خاوند اور بیوی کی باتوں کو بیان کرنا بہت ہی بری بات ہے جیسا کہ گزشتہ احادیث میں اس کی مذمت گزری ہے۔ لیکن اگر کوئی ضرورت اور فائدہ ہو تو پھر بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے مثلاً اگر عورت کا دعوی ہو کہ اس کا خاوند اس کی جنسی خواہش کی تسکین کا اہل نہیں یا بیوی یہ شکایت کرے کہ اس کا شوہر اس کے ساتھ بیزاری اور لاپرواہی کا برتاؤ کرتا ہے تو اس صورت میں ان چیزوں کا ذکر کرنا (مجبوری کی وجہ سے کہ عورت کے جھوٹے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے بیان کرنا) ناپسندیدہ نہیں ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۱/۱۶۴، مظاہر حق ۳/۳۲۵)

اس حدیث میں آپ علیہ السلام نے مسائل کے جواب میں یہ باتیں فرمائیں کیونکہ یہ دل میں زیادہ اترنے والی ہے (یعنی سائل کے دل میں سوال کے متعلق کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں رہتا ہے اور بات بآسانی جلدی سمجھ میں آجاتی ہے) اور اس بات کا جواز بھی معلوم ہوتا ہے کہ بیوی کی موجودگی میں اس طرح کی بات کرنا جائز ہے جب کہ کوئی مصلحت ہو اور اس سے بیوی کو کوئی تکلیف بھی نہ ہو۔ (فتح الملہم ۱/۴۸۶)

باب ما يقول للرجل صبيحة بنائه باهله

جس کی شادی ہو اس کو صبح کیا کہنا چاہئے

(٦١٧) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا عمران بن موسى، حدثنا عبدالوارث، ثنا عبدالعزيز بن صهيب، ثنا أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، قال: بنى رسول الله ﷺ بزينب بنت جحش، وبعثت داعيا على الطعام، فدعوت، فيجيء القوم فيأكلون ويخرجون، ثم يجيء القوم فيأكلون ويخرجون، قلت: يا رسول الله! قد دعوت حتى ما أجد أحدا أدعوه، قال: ارفعوا طعامكم، فخرج رسول الله ﷺ منطلقا إلى حجرة عائشة رضي الله تعالى عنها، فقال:

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ، قَالُوْا: وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ.﴾

فأتى حجر نسائه، وقالوا مثل ما قلت عائشة رضي الله تعالى عنها.

اخرجه البخارى (٤٥١٥/١٧٩٩/٤) (٧٠٦/٢) والمسلم (١٤٢٨/١٠٤٨/٢) (٤٦١-٤٦٠/١) والنسائى فى «السنن الكبرى» (١٠١٠١/٧٥/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٧١) وابوعوانه فى «مسنده» (١٤٦٣/٥٠/٣)

(٦١٧) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ شب زفاف گزاری۔ (صبح ولیمہ کی دعوت دینے کے لئے) مجھے (لوگوں کے پاس) بھیجا گیا۔ میں نے (لوگوں کو) دعوت (ولیمہ) دی۔ لوگ آتے اور کھانا کھا کر چلے جاتے، پھر چند لوگ آتے اور کھانا کھا کر چلے جاتے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: میں نے (تمام) لوگوں کو بلا لیا اب مجھے کوئی ایسا نہیں ملتا جس کو میں بلاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنا کھانا اٹھا لو۔ (پھر) آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا:

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ، قَالُوْا: وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ.﴾

ترجمہ: ”گھر والو! تم پر سلام ہو۔ انہوں نے جواب دیا: والسلام علیک یا رسول اللہ! (یا رسول اللہ! آپ پر بھی سلام ہو) آپ نے اپنے گھر والوں کو کیسا پایا۔“

پھر آپ ﷺ اپنی تمام بیویوں کے پاس گئے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح ہی فرمایا۔''

فائدہ: یہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ وہ اسی طرح صبح اپنی تمام ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔
(فتح الباری ۸/۵۳۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کی شادی ہو تو اس سے اس کی بیوی کے حال احوال کے بارے میں پوچھنا اور اسی طرح اس کو برکت کی دعا دینا چاہئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعوت میں کھانا شروع کرانے کے لئے تمام لوگوں کے آنے کا انتظار نہیں کرنا چاہئے بلکہ جو آئے وہ کھاتا جائے۔ نہ اس میں کسی کو برا ماننا چاہئے کہ ہمارے آنے کا انتظار نہیں کیا۔

نوع آخر:

(٦١٨) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا شيبان بن فروخ، ثنا عمارة بن زاذان، ثنا ثابت، عن أنس رضي الله تعالى عنه، أن أبا طلحة كان لهٗ ابن يكنى أبا عمير، فهلك الصبى، فقامت أم سليم فكفنته وسجت عليه ثوبا، وقالت: لا يكن أحد يخبر أبا طلحة حتى أكون أنا الذى أخبره، فجاء أبو طلحة كالا، وهو صائم، فتطيبت لهٗ وتصنعت له، وجاءت بعاشئه، فقال: ما فعل أبو عمير؟ قالت: قد فرغ، فتعشى وأصاب منها ما يصيب الرجل من امرأته، فقالت: يا أبا طلحة أرأيت أهل بيت اعاروا أهل بيت عارية فطلبها اصحابها ايردونها امر يحبسونها؟ فقال: بل يرودونها، فقالت: احتسبت ابا عمير، فغضب، فانطلق كما هو إلى رسول الله ﷺ: فأخبره بقول أم سليم، فقال:

﴿بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا فِيْ غَابِرِ لَيْلَتِكُمَا.﴾

قال: فَحَمَلَتْ بعبدالله بن أبى طلحة.

أخرجه أحمد في «مسنده» (١٩٦/٣) والمسلم (٢١٤٤/١٩٠٩/٤) (٢٩٢/٢) وابو يعلى فى «مسنده» (٣٣٩٨/١٢٦/٦) والطبراني فى «المعجم الكبير» (١١٧/٢٥-٢٨٨/١١٨) والبيهقي فى «شعب الايمان» (٩٧٣٨/١٣٠/٧)

ایک اور حدیث:

(۶۱۸) **ترجمہ:** ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بیٹا تھا جس کی کنیت ابوعمیر تھی۔ اس کا انتقال ہو گیا۔ حضرت امّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جو اس بچے کی ماں اور ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھیں) نے اس بچے کو کفنایا اور اس پر کپڑا ڈال دیا اور (لوگوں سے) کہا: کوئی بھی ابوطلحہ کو نہ

بتائے یہاں تک کہ میں ہی ان کو بتاؤں۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (گھر) تشریف لائے وہ تھکے ہوئے اور روزہ دار تھے۔ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خوشبو لگائی اور خود کو آراستہ کیا اور ان کے لئے رات کا کھانا لے آئیں۔ انہوں نے پوچھا: ابوعمیر کے کیا حال ہیں؟ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اب سکون ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانا کھایا۔ اور (رات کو ان سے) صحبت کی۔ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: آپ کی کیا رائے ہے کہ ایک گھر والے دوسرے گھر والوں سے کوئی چیز مانگ کر لیں پھر جن گھر والوں نے چیز مانگنے پر دی تھی ان لینے والوں سے واپس مانگیں تو کیا ان کو یہ چیز واپس کرنی چاہئے یا روک لینی چاہئے؟ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ضرور واپس کر دینی چاہئے۔ اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگیں: آپ اپنے بچے ابوعمیر پر بھی ثواب کی امید رکھیں۔ (کہ جو امانت اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی تھی وہ لے لی) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصہ آ گیا۔ وہ اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور جو کچھ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دعا دیتے ہوئے) فرمایا:

﴿بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا فِيْ غَابِرِ لَيْلَتِكُمَا.﴾

تَرجَمَہ: ''اللہ تعالیٰ تمہاری گزشتہ رات میں برکت عطا فرمائیں۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عبداللہ بن ابوطلحہ کے حمل سے حاملہ ہوئیں۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ میاں بیوی کے بارے میں جب میل ملاپ کی خبر ملے تو ان کو صبح برکت کی دعا دینی چاہئے۔ نیز چند فائدے معلوم ہوئے:

1. بچہ کے انتقال پر صبر کرنا۔
2. شوہر کو حکمت سے بات سمجھانا۔

اس دعا کی برکت سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دس بیٹے ہوئے جو تمام علماء فقہاء تھے۔ (فتوحات ربانیہ ۸۱/۶)

باب ما تعوذ به المرأة التی تُطْلَقُ

عورت کو دردزہ ہو تو کیا کرنا چاہئے

(٦١٩) - حدثنى على بن أحمد بن سليمان، حدثنا أحمد بن سعيد الهمدانى، ثنا عبدالله بن محمد بن المغيرة، ثنا سفيان الثورى، عن ابن أبى ليلى، عن الحكم، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، عن النبى ﷺ قال:إذا عَسَرَ على المرأة ولدها أخذ إناءً لطيفا يكتب فيه

﴿كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ﴾

إلى آخر الآية، و

﴿كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا﴾

﴿لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُوْلِي الْأَلْبَابِ﴾

إلى آخر الآية، ثم يغسل ويسقى المرأة منه ويُنْضَحُ على بطنها وفرجها.

اخرجه البيهقى فى «الدعوات الكبير» (٢/٢٨٢/٤٩٧) كما فى «العجالة» (٢/٦٩٩) وذكره السيوطى فى «الدر المنثور» (٤/٩٨=) وقال اخرجه ابن السنى والديلمى. وذكره القرطبى فى «تفسيره» (١٦/٢٢٢) وعن ابن عباس مقطوعاً باختلاف.

(۶۱۹) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب عورت کے لئے بچہ کی ولادت میں مشکل پیش آئے تو ایک صاف ستھرا برتن لیا جائے اس میں یہ آیتیں لکھی جائیں:

﴿كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ﴾

سے آخر آیت تک:

﴿كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا﴾

﴿لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُوْلِي الْأَلْبَابِ﴾

سے آخر آیت تک پھر اس برتن کو دھویا جائے اور (یہ دھویا ہوا پانی) عورت کو پلایا جائے اور اس کے پیٹ اور شرم گاہ پر چھڑکا جائے۔“

فائدہ: پوری آیت یہ ہیں:

﴿کانهم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعةً مّن نّهار بلغ فهل یهلك الا القوم الفاسقون﴾ (احقاف ۳۵)

﴿کانهم یوم یرونها لم یلبثوا الا عشیة او ضحها﴾ (نازعات ۴۶)

﴿لقد کان فی قصصهم عبرة لاولی الالباب ما کان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیه وتفصیل کل شیء وهدی ورحمة لقوم یوقنون ﴾ (یوسف ۱۱۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس عورت کی ولادت کا وقت قریب ہو اور اس کو اس میں کچھ مشکل ہو رہی ہو تو اس وقت ان آیتوں کو ایک برتن میں لکھ کر اس کو دھو کر عورت کو پلایا بھی جائے اس کے پیٹ اور شرم گاہ پر چھڑکا بھی جائے۔ اس کی برکت سے ولادت میں آسانی ہوتی ہے۔

(٦٢٠) - حدثنی علی بن محمد بن عامر، ثنا عبداللّٰه بن محمد ابن خنیس، حدثنی موسی بن محمد بن عطاء، ثنا بقیة بن الولید، حدثنی عیسی بن إبراهیم القرشی، عن موسی بن أبی حبیب، قال: سمعت علی ابن الحسین، یحدث عن أبیه، عن أمه فاطمة رضی اللّٰه تعالی عنها، أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لما دنا ولادها أمر أم سلیم وزینب بنت جحش أن تأتیا فاطمة، فتقرءا عندها آیة الکرسی، و إن ربکم اللّٰه إلی آخر الآیة، وتعوذاها بالمعوذتین.

لم اجده عند غیر المصنف.

(۶۲۰) ترجمہ: ”حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان کے ہاں ولادت کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جائیں اور ان کے پاس آیۃ الکرسی اور ان ربکم اللہ سے آخری آیت تک پڑھیں اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) پڑھ کر ان کو (اللہ تعالیٰ کی) پناہ میں لیں۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ولادت کے وقت آیت الکرسی اور معوذتین اور ان ربکم اللہ پڑھ کر دم کیا جائے تو اللہ تعالیٰ ولادت میں آسانی فرما دیتے ہیں۔

جب دردِ زہ شروع ہو جائے تو یہ آیت ایک پرچہ لکھ کر پاک کپڑے میں لپیٹ کر عورت کے بائیں ران میں باندھے یا شیرینی پر پڑھ کر اس کو کھلا دے انشاء اللہ تعالیٰ بچہ آسانی سے پیدا ہوگا آیۃ یہ ہے۔

﴿اذا السماء انشقت ۝ واذنت لربها وحُقّتْ واذا الارض مدت ۝ والقت ما فیها وتخلت ۝ واذنت لربها وحقت﴾ (بہشتی زیور مکتبہ امدادیہ ملتان حصہ نہم صفحہ ۳۷)

باب ما تدعو به المرأة الغيرى

مصیبت زدہ عورت کو کیا دعا دینی چاہئے

(٦٢١) - حدثنا أبو يعلى، حدثنا أبو الحكم المنتجع بن مصعب العبدى، حدثنى ربيعة، قالت: حدثنى منية، عن ميمونة بنت أبى عسيب، أن امرأة من بنى حرس أتت النبى صلى الله عليه وسلم على بعير، فنادت: يا عائشة أغيثينى بدعوة من رسول الله صلى الله عليه وسلم لتسكنينى بها وتطمأنينى بها، وأنه قال لها: ضعى يدك اليمنى على فؤادك فامسحيه، وقولى:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ دَوَانِیْ بِدَوَائِكَ، وَاشْفِنِیْ بِشِفَائِكِ، وَأَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَنْ سِوَاكَ، وَاحْذَرْ عَنِیْ أَذَاكَ.﴾

قالت: فدعوت به، فوجدته جيدا.

قال المنتحج: وأظن أن ربيعة قالت: فى هذا الحديث: إن المرأة كانت غيرى.

احرجه ابويعلى فى «مسنده» كما فى «اتحاف الخيره المهرة» (٦٢٢٦/٤٧٩/٦) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٧٢/٣٩/٢٥) وفى «الدعا» (رقم ١١٢٦) وابو نعيم فى «معجم الصحابه» (٧٨٤١/٣٤٤٤/٦) كما فى «العجالة» (٧٠٠/٢)

(۶۲۱) ترجمہ: ”حضرت میمونہ ابو بنت عسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بنو حرس قبیلہ کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اونٹ پر سوار ہو کر آئیں انہوں نے پکارا: عائشہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے میری مدد کرو کہ تم مجھے اس دعا سے سکون واطمینان پہنچاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اپنا دایاں ہاتھ اپنے دل پر رکھو اور اس کو (دل پر) پھیرو اور یہ دعا پڑھو:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ دَوَانِیْ بِدَوَائِكَ، وَاشْفِنِیْ بِشِفَائِكِ، وَأَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَنْ سِوَاكَ، وَاحْذَرْ عَنِیْ أَذَاكَ.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے شروع کرتی ہوں اے اللہ! آپ مجھے اپنی دوا سے دوائی دیجئے، اپنی شفا سے مجھے شفا دیجئے، اپنے فضل کے ذریعے سے اپنے علاوہ سے مجھے بے نیاز کر دیجئے اور مجھے تکلیف سے محفوظ فرمایئے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پریشان حال کی خبر گیری اور اس کی تسلی کے لئے اس کو کوئی دعا دینی چاہئے۔ نیز تکلیف و

پریشانی کے وقت اس دعا کو پڑھنا چاہئے۔ اپنی تکلیف و پریشانی اپنے بڑوں کے سامنے حل کے لئے پیش کرنا بھی معلوم ہوا۔

نوع آخر:

(٦٢٢) - أخبرني أبو عروبة، حدثنا علي بن ميمون، ثنا أبو توبة الربيع ابن نافع، عن سلمة بن علي، عن هشام بن عروة، عن عائشة رضي الله تعالى عنها، قالت: دخل عليَّ رسول الله ﷺ، وأنا غضبى، فأخذ بطرف المفصل من أنفي فعركه، ثم قال: يَا عُوَيْشُ قولي:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَأَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ، وَأَجِرْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ.﴾

مضى تخريجه (برقم ٤٥٥)

ایک اور حدیث:

(٦٢٢) تَرجَمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں اس وقت غصہ میں تھی۔ آپ ﷺ نے میری ناک کو ایک جانب سے پکڑا اور اس کو ہلایا پھر فرمایا: اے عویش! (یہ عائشہ کی تصغیر ہے) یہ دعا پڑھو:"

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَأَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ، وَأَجِرْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ.﴾

تَرجَمہ: "اے اللہ! آپ میرے گناہ معاف کر دیجئے اور میرے دل کے غصہ کو دور کر دیجئے اور شیطان سے مجھ کو پناہ دیجئے۔"

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ:

1. بیوی کے ساتھ پیار و محبت اور درگزر کا معاملہ کرنا چاہئے۔
2. کسی کو غصہ کے وقت ایسی بات کہنا چاہئے جس سے اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔
3. کوئی عمل بھی کرنا جس سے اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے جیسا کہ آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ناک پکڑ کر ہلائی۔

باب ما يعمل بالولد إذا ولد

جب بچہ پیدا ہو تو کیا کرنا چاہئے

(٦٢٣) - أخبرى أبو يعلى، حدثنا جبارة بن المغلس، ثنا يحيٰى بن العلاء، عن مروان بن سالم، عن طلحة بن عبيدالله العقيلى، عن حسين بن على رضی اللہ تعالیٰ عنہما، قال: قال رسول الله ﷺ: مَن ولد لہٗ مولود فأذن فى أذنه اليمنى وأقام فى أذنه اليسرى، لم يضره أم الصبيان.

اخرجه ابويعلى فى «مسنده» (١٢/١٥٠/٦٧٨٠) وابن عدى فى «الكامل» (١٩٨/٧) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٦/٣٩٠/٨٦١٩) والديلمى فى «مسند الفردوس» (٥٩٨٢/٦٣٢/٣) وابن عساكر فى «تاريخ دمشق» (ج١٦ق/٨٢/ب) كما فى «العجاله» (٧٠١/٢)

(۶۲۳) ترجمہ: ”حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے ہاں بچہ پیدا ہو وہ اس کے دائیں کان میں اذان کہے اور بائیں کان میں اقامت کہے تو بچے کو اُمّ الصبیان (بدن کے دانے یا وہ بیماری جس میں بچے بے ہوش ہو جاتے ہیں) کی بیماری نقصان نہیں دے گی۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچے کے پیدا ہونے کے بعد اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنی چاہئے۔

بچے کے کان میں اذان و اقامت کہنا سنت ہے۔ (مرقاۃ ۸/۱۵۹)

اسی طرح بچے کے کان میں اذان کے بعد یہ دعا پڑھنا بھی مستحب ہے ”اللهم انى اعيذها بك وذريتها من الشيطان الرجيم“ (مرقاۃ ۸/۱۶۰)

اذان کی حکمت

بچے کے کان میں جو سب سے پہلی آواز جائے وہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی گواہی کے کلمات اور ایمان اور نماز کی بات ہو کیوں کہ یہ تمام ارکان کی اصل اور بنیاد ہے۔ (مرقاۃ ۸/۱۶۰)

بچے کی پیدائش کے بعد چند مسنون و مستحب امور

1. بچے کے کان میں اذان اور اقامت کہنا۔

۲ کسی نیک آدمی سے اس کی تحنیک کرانا۔

۳ اس کا اچھا نام رکھنا۔

۴ ساتویں یا چودھویں یا اکیسویں دن اس کا عقیقہ کرنا۔

۵ ساتویں دن اس کے بال مونڈنا اور بالوں کے وزن کے برابر سونا یا چاندی صدقہ کرنا۔

۶ اگر لڑکا ہو تو ساتویں دن ختنہ کرنا۔

۷ بچی ہو تو کان چھیدنا۔ (بعضہ من فتح الباری ۹/۵۸۹، وباقیہ من کتب الحدیث المختلفہ)

باب ما يقول من يبتلى، بالوسوسة

جو وسوسہ میں مبتلا ہو اس کو کیا کرنا چاہئے

شیطان جب کسی سے مایوس ہو جاتا ہے تو اس کو وساوس میں مبتلا کرتا ہے۔ وساوس سے ایمان کو کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے جب کہ اعتقاد صحیح ہو لیکن پھر آدمی اس کی وجہ سے پریشان ہو جاتا ہے اس موقع پر شیطان کو دور کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ سے کیا ہدایات منقول ہیں اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے دو باب جن کے ذیل میں چار احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٦٢٤) - حدثني محمد بن محمد الباهلي، ثنا محمد بن حاتم الرقي، ثنا عمار بن محمد، عن سفيان الثوري، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا، قالت: قال رسول الله ﷺ: إن الشيطان يأتي العبد، فيقول من خلقك؟ فيقول: الله عزوجل! فيقول: من خلق السموات والأرض؟ فيقول: الله عزوجل! فيقول: فمن خلق الله؟ فإذا أحس أحدكم بشيء من ذلك فليقل:

﴿ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ. ﴾

أخرجه أحمد في «مسنده» (٢٥٧/٦) والمسلم (١٣٤/١٢٠/١) (١١٥/١) وابوداؤد (٤٧٢١/٢٣١/٤) (٢٩٣/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٦٦٢) وابن حبان في «صحيحه» (١٥٠/٣٦٢/١)

(۶۲۴) تَرجَمَہ: ”حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیطان بندے کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے: تجھے کس نے پیدا کیا؟ بندہ کہتا ہے! اللہ عزوجل نے پیدا کیا ہے۔ (پھر) وہ کہتا ہے: آسمانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا کیا ہے؟ بندہ کہتا ہے: اللہ عزوجل نے۔ (پھر) وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ جب تم میں کوئی ایسی بات محسوس کرے تو وہ یہ کہے:“

﴿ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ. ﴾

فَائِدَةٌ: وسوسہ لوازم بشریت میں سے ہے اس لئے اس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا اور نہ ہی اس سے کوئی بشر محفوظ رہ سکتا ہے۔ (بذل ۳۰۳/۶)

شیطان جس آدمی کے اچکنے سے مایوس ہو جاتا ہے اس کو وسوسہ کے ذریعے اچک لیتا ہے اور کافر کو وسوسہ میں نہیں ڈالتا ہے کیونکہ اس کو جس طرح چاہے اچک سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وسوسہ خالص ایمان کی علامت ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۷۹/۱)

نوع آخر:

(٦٢٥) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا هارون بن سعيد، حدثنا خالد ابن نزار، ثنا قاسم بن مبرور، عن يونس، عن ابن شهاب، عن عروة، قال أبو هريرة رضي الله تعالى عنه: قال رسول الله ﷺ: يأتي الشيطان يقول: من خلق كذا من خلق كذا؟ فإذا بلغ ذلك فليستعذ بالله منه ومن فتنته.

أخرجه البخاري (٣/١١٩٤/٣١٠٢) (١/٤٦٣) والمسلم (١/١٢٠/١٣٤) (١/١١٥) النسائي في «السنن الكبرى» (٦/١٧٠/١٠٤٩٩) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٦٦٣) وابوعوانه في «مسنده» (١/٨٠/٢٣٦)

ایک اور حدیث:

(۶۲۵) ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **شیطان (تم میں کسی کے پاس) آکر کہتا ہے: اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ جب (کسی کے پاس) شیطان یہاں تک پہنچ جائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے شیطان اور اس کے فتنہ سے پناہ مانگے۔''**

فائدہ: گزشتہ حدیث کے ذیل میں گزرا کہ وسوسہ صریح ایمان کی علامت ہے جس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے لیکن انسان پریشان ہو جاتا ہے اس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے مختلف علاج بتائے ہیں۔

حدیث بالا میں بھی ایک علاج بیان فرمایا ہے کہ آدمی ایسے موقع پر شیطان اور اس کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ اعوذ باللہ پڑھے اور اس وسوسہ کو وہیں چھوڑ دے۔ (مسلم ۱/۷۹)

مطلب یہ ہے کہ جس کو یہ وساوس پیش آئیں وہ اس کے شر کو دفع کرنے اور ان کے چلے جانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے اور یہ سمجھے کہ یہ وساوس شیطان کی طرف سے ہیں وہ ان کے ذریعہ اس کو پریشان کرنا چاہتا ہے اس لئے ان وساوس میں مشغول ہوئے بغیر ان کو چھوڑ دے۔ (شرح مسلم للنووی ۱/۷۹)

باب مرة يقول ذلك

وسوسہ میں مبتلا شخص یہ دعا کتنی مرتبہ پڑھے

(٦٢٦) - أخبرنا أبو عروبة، حدثنا محمد بن خالد بن خداش، ثنا عبيد ابن واقد القيسي، عن ليث بن سالم، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة رضي الله تعالى عنها، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من وجد من هذا الوسواس شيئا فيقل:

﴿آمَنَّا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ﴾

ثلاثا، فإن ذلك يذهب عنه.

اخرجه احمد في «مسنده» (٦/٢٥٧) وابن عدي في «الكامل» (٦/٩٠) والديلمي في «مسند الفردوس» (٣/٤٨٠/٥٤٨٩)

(۶۲۶) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو یہ وسوسے آئیں وہ یہ (کلمات) تین مرتبہ پڑھے:

﴿آمَنَّا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ﴾

ترجمہ: ”ہم اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول پر ایمان لائے ہیں۔“

یہ کلمات اس کے وسوسے ختم کر دیں گے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ دعا تین مرتبہ کہنا چاہئے۔

اسی طرح علماء نے لکھا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کہنا چاہئے کیونکہ شیطان جب اللہ تعالیٰ کا ذکر سنتا ہے تو فوراً پیچھے ہٹ جاتا ہے اور کلمہ تو تمام اذکار کا سردار ہے۔ بہرحال سب سے زیادہ وسوسے کو دور کرنے والی چیز یہ ہے کہ فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے تاکہ شیطان ذلیل اور رسوا ہو کر فوراً ہٹ جائے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۱۲۶)

علماء نے ایک علاج اور تجویز فرمایا ہے کہ جب وسوسہ آئے تو خوش ہو (کہ یہ تو ایمان کی علامت ہے) کیونکہ شیطان مسلمان کے خوش ہونے کو انتہائی ناپسند کرتا ہے اس لئے وہ فوراً ہٹ جائے گا اور وسوسہ ختم ہو جائے گا۔

(کتاب الاذکار للنووی صفحہ ۱۲۷)

باب ما يقول إذا سئل عن شيء من ذلك

وسوسہ کے بارے میں سوال کیا جائے تو کیا پڑھنا چاہئے

(٦٢٧) - أخبرنا الحسين بن محمد، حدثنا سليمان بن سيف، ثنا يزيد بن سريع، ثنا ابن إسحاق، حدثني عتبة بن مسلم، عن أبي سلمة ابن عبدالرحمن، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: يوشك الناس يتساء لون بينهم حتى يقول قائلهم: هذا الله خلق الخلق، فمن خلق الله عزوجل؟ فإذا قالوا ذلك فقولوا:

﴿اَللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾

ثم ليتفل أحد كم عن يساره ثلاثا، وليستعذ بالله من الشيطان.

أخرجه أبوداود (٤٧٢٢/٢٣١/٤) (٢٩٣/٢) وابن ابي العاصم في «السنة» (٢٥٣/٢٩٤/١) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠٤٩٧/١٦٩/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٦٦١) وابن عبدالبر في «التمهيد» (١٤٦/٧)

(۶۲۷) **ترجمہ:** ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے سوالات کریں گے یہاں تک کہ ان میں سے ایک کہے گا: یہ اللہ تعالیٰ ہیں جنہوں نے مخلوق کو پیدا کیا ہے (لیکن) اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ جب لوگ یہ بات کہنے لگیں تو تم یہ دعا پڑھو:۔''

﴿اَللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ایک ہیں۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں نہ ان سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوئے ہیں اور نہ ہی کوئی ان کا ہمسر ہے۔''

پھر تم میں کوئی اپنے بائیں جانب تین مرتبہ تھکارے اور شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے۔''

فائدہ: اس حدیث شریف میں وسوسہ کا ایک اور علاج تجویز فرمایا گیا ہے۔

تھوکنا وسوسہ سے اظہار ناپسندیدگی کی وجہ سے ہے تاکہ شیطان اپنے ارادے میں خاک آلود ہو۔ (فتوحات ربانیہ ۳۶/۴)

بائیں طرف تھوکنے کو اس لئے ارشاد فرمایا کہ شیطان بائیں جانب سے آتا ہے تین مرتبہ فرمانا شیطان اور وسوسہ سے دوری اور اظہار نفرت کے لئے ہے۔

قل ہو اللہ پڑھے یعنی اس وسوسہ کے رد میں کہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہیں جن کا کوئی بدل وثانی نہیں ہے۔ (بذل ۲۲۰/۶)

باب ما يقول لمن ذهب بصره

جس کی بینائی چلی جائے اس کو کیا دعا پڑھنی چاہئے

ایمان کے بعد سب سے بڑی آزمائش آنکھوں کا چلا جانا ہے اس موقع پر صبر کرنا اور اس پر اللہ تعالیٰ کیا ثواب فرماتے ہیں۔ اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو باب اور ان کے ذیل میں دو احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٦٢٨) - أخبرني أبو عروبة، حدثنا العباس بن فرح الرياشي، والحسين ابن يحيى الثوري، قالا: ثنا أحمد بن شبيب بن سعيد، قال: ثنا أبي، عن روح بن القاسم، عن أبي جعفر المدني وهو الخطمي، عن أبي أمامة بن سهل ابن حنيف، عن عمه عثمان بن حنيف رضي الله تعالى عنه، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، وجاء إليه ضرير، فشكا إليه ذهاب بصره، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا تصبر؟ قال: يا رسول الله! ليس لي قائد، وقد شق علي، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: إئت الميضاة فتوضا، وصل ركعتين، ثم قل:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّيْ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم، يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّيْ أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلٰى رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ فَتَجْلِيْ عَنْ بَصَرِيْ، اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ وَشَفِّعْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ.﴾

قال عثمان: وما تفرقنا ولا طال بنا الحديث حتى دخل الرجل كأنه لم يكن ضريرا قط.

اخرجه احمد في «مسنده» (١٣٨/٤) وابن ماجه (١٣٨٥/٤٤١/١) (ص٩٩) والترمذي (٣٥٧٨/٥٦٩/٥) (١٩٨/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠٤٩٥/١٦٩/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٥٦٩) والحاكم في «المستدرك» (٧٠٧/١)

(۶۲۸) ترجمہ: ”حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آپ کے پاس ایک نابینا صحابی آئے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بینائی کے چلے جانے کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس پر صبر نہیں کر سکتے ہو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی لانے لے جانے والا نہیں ہے اس لئے یہ مجھ پر بہت ہی گراں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وضو کرو اور دو رکعتیں پڑھو پھر یہ دعا کرو:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّيْ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم، يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ

إِنِّيْ أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلٰى رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ فَتَجْلِيْ عَنْ بَصَرِيْ، اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ وَشَفِّعْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ. ﴾

تَرجَمہ: ''اے (میرے پیارے) اللہ! میں آپ ہی سے سوال کرتا ہوں اور اپنے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ سے آپ ہی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اے رحمت کے نبی اے محمد! (ﷺ) میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب عزوجل کی طرف متوجہ ہوتا ہوں (کہ اللہ تعالیٰ آپ) میری بینائی (مجھے) عطا کر دیجئے۔ اے اللہ! آپ میرے بارے میں آپ ﷺ کی سفارش قبول فرما لیجئے اور میرے بارے میں میری سفارش (بھی) قبول فرما لیجئے۔''

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ابھی ہم جدا بھی نہیں ہوئے تھے اور نہ زیادہ دیر گزری تھی کہ وہ آدمی آیا گویا وہ کبھی نابینا تھا ہی نہیں۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگنا جائز ہے لیکن اس کے ساتھ عقیدہ یہ ہو کہ کرنے والی حقیقی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ وہی سب کو دینے اور روکنے والی ہے اور وہ جو چاہتی ہے وہی ہوتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتی نہیں ہوتا ہے۔ (تحفۃ الذاکرین صفحہ ۱۳۸)

یہ عمل صرف نابینا کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ تمام حاجتوں کے لئے اس طرح دعا مانگی جا سکتی ہے۔ صاحب حصن حصین نے اس کو صلاۃ الحاجت میں ذکر کیا ہے۔ (حصن حصین صفحہ ۲۰۵)

باب ثواب من حمد الله على ذهاب بصره

بینائی چلے جانے پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے کا ثواب

(٦٢٩) - أخبرنا أبو عروبة، حدثنا عمرو بن هشام، ثنا محمد بن سلمة، عن أبي عبدالرحيم، عن أبي عبدالملك، عن القاسم، عن أبي أمامة رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله عزوجل يقول:إذا أنا أخذت كريمتي عبدي، فحمدني في الصدمة الأولى لم أرض لهُ بثواب دون الجنة، أن أدخله الجنة.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢٥٨/٥) والبخاري في «الادب المفرد» (رقم٥٣٥) وابن ماجه (١٥٩٧/٥٠٩/١) (ص١١٤) والترمذي (٢٤٠١/٦٠٣/٤) (٦٥/٢) والطبراني في «المعجم الكبير» (٧٧٨٨/١٩١/٨)

(۶۲۹) **ترجمہ:** ''حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب میں اپنے بندے سے دو پسندیدہ چیزیں لے لیتا ہوں پھر وہ اس صدمہ کے ابتداء ہی میں میری تعریف کرتا ہے تو میں جنت کے ثواب کے بدلے کسی چیز پر راضی نہیں ہوں گا کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں گا۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ دین کے جانے کے بعد آنکھوں سے زیادہ سخت کوئی چیز نہیں ہے جس سے بندہ کو آزمایا گیا ہو اور جس کو آنکھوں کے بارے میں آزمائش میں ڈالا گیا ہو اس نے اس پر صبر کیا یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس پر کوئی حساب نہ ہوگا۔ (بزار عن زید بن ارقم فتح الباری ۱۰/۱۱۶)

ابتدائے صدمہ کا مطلب ہے کہ صبر اس وقت مفید ہوگا جب ابتدائے مصیبت ہی میں صبر کیا جائے اور سر تسلیم خم کیا جائے، ورنہ اگر ابتدائے مصیبت میں تنگدلی ہو یا قلق و افسوس ہو اور ناامیدی کے بعد صبر کرے تو اس سے فائدہ نہیں ہوگا۔
(فتح الباری ۱۰/۱۱۶)

جنت کا ملنا بڑا فائدہ ہے کیونکہ نظر تو دنیا کے فنا ہونے کے ساتھ فنا ہو جائے گی لیکن جنت ہمیشہ ہمیشہ رہے گی۔
(فتح الباری ۱۰/۱۱۶)

ابتدائے مصیبت پر صبر کرنا صرف آنکھوں ہی پر نہیں ہے بلکہ ہر تکلیف پر یہی معاملہ ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۱۱۶)

باب ما يقرأ على من يعرض لهٗ في عقله

جس کی عقل میں فتور خلل ہو جائے اس پر کیا پڑھ کر دم کرنا چاہئے

کسی کو جنون کا دورہ پڑ جائے، یا بچوں کو کن دعاؤں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دینا چاہئے؟ نیز کسی موذی جانور کے ڈسنے پر کیا دم کرنا چاہئے۔ اس کیلئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے چھ باب اوران کے ذیل میں آٹھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٦٣٠) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا عمرو بن علي، ثنا محمد ابن جعفر، ثنا شعبة، عن عبدالله بن أبي السفر، عن الشعبي، عن خارجة ابن الصلب، عن عمه رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: أقبلنا من عند النبي صلی اللہ علیہ وسلم فأتينا على حي من العرب، فقالوا: هل عندكم دواءٌ؟ فإن عندنا معتوها في القيود، فجاؤا بالمعتوه في القيود فقرأت عليه فاتحة الكتاب ثلاثة أيام غدوة وعشية اجمع بزاقي ثم أتفله، فكانما نشط من عقال: فاعطوني جعلا، فقلت: لا، فقالوا: سل النبي صلی اللہ علیہ وسلم، فسألته، فقال: كُلْ فَلَعَمْرِيْ مَنْ اكل برقية باطل، لقد اكلت برقية حق.

اخرجه احمد في «مسنده» (٥/٢١١) وابوداؤد (٤/١٤/٣٩٠١) (٢/١٨٨) والنسائي في «السنن الكبرى» (٤/٣٦٥/٧٥٣٤) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم١٠٣٢) والطبراني في «المعجم الكبير» (١٧/١٩٠/٥٠٩)

(۶۳۰) ترجمہ: ''حضرت خارجہ بن الصلت رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے چچا سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس آئے۔ ہم عرب کے ایک محلے میں پہنچے۔ ان لوگوں نے (ہم سے) کہا: کیا تمہارے پاس کوئی دوا ہے؟ کیونکہ ہمارے پاس ایک مجنون بیڑیوں میں (قید) ہے۔ وہ لوگ اس مجنون کو بیڑیوں میں بندھا ہوا لائے۔ میں اس پر تین دن صبح شام سورۃ فاتحہ پڑھتا اور (منہ میں) اپنا تھوک جمع کرتا اور اس پر تھوک دیتا۔ (وہ صحت یاب ہو گیا) گویا کہ وہ قید سے چھوٹ گیا ہو (یعنی اس کو شفا ہو گئی اور اس کی بیماری چلی گئی گویا وہ قید سے رہا ہو گیا) ان لوگوں نے مجھے اس کا معاوضہ دینا چاہا۔ میں نے منع کیا۔ ان لوگوں نے کہا: تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لو۔ میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: میری عمر کی قسم! کھاؤ (یعنی لے لو) جو شخص غلط دم کرتا ہے (اس کا گناہ اس پر ہے لیکن) تم تو صحیح دم کر کے کھاتے ہو۔''

فائدہ: اس حدیث سے چند فوائد معلوم ہوئے۔

❶ سورہ فاتحہ دم ہے۔

❷ اس سے مصیبت میں مبتلا لوگوں پر دم کرنا مستحب ہے۔
❸ دم پر اجرت لینا جائز ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۴۰ تا ۴۱)
تھوکنے کے دو مطلب ہیں۔
❶ اس پر جو جنی تھی اس کی نیت کر کے اس پر تھوکا ہوگا اور یہ علاج میں جائز ہے۔
❷ جن کو بھگانے کے لئے زمین پر تھوکا ہوگا۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۲۵)

نوع آخر:

(٦٣١) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا داود بن رشيد، ثنا الوليد بن مسلم، عن ابن لهيعة، عن عبدالله بن هبيرة، عن حنش الصنعاني، عن عبدالله ابن مسعود رضي الله تعالى عنه، أنه قرأ في أذن مبتلي فأفاق، فقال لهٗ رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما قرأت في أذنه؟ قال: قرأت،

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا﴾

حتى فرغ من آخر السورة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو أن رجلا مؤقنا قرأبها على جبل لزال.

اخرجه ابويعلى في «مسنده» (٨/٤٥٨/٥٠٤٥) والعقيلي في «الضعفاء» (٢/١٦٣/٦٧٣) والطبراني في «الدعا» (رقم ١٠٨١) وابو نعيم في «الحلية» (١/٧) والخطيب البغدادي في «تاريخ بغداد» (١٢/٣١٢)

(۶۳۱) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک مجنون کے کان میں کچھ پڑھا وہ ٹھیک ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے اس کے کان میں کیا پڑھا؟ انہوں نے کہا: میں نے

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا﴾

سے آخر سورہ تک پڑھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر آدمی یقین سے ان آیتوں کو پڑھے تو ان آیات (کی برکت) سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل جائے۔“

فائدہ: پوری آیتیں یہ ہیں:

﴿افحسبتم انما خلقناكم عبثا وانكم الينا لا ترجعون ۝ فتعلَى الله الملك الحق لا اله الا هو رب العرش الكريم ۝ ومن يدع مع الله الهًا آخر لا برهان لهٗ به فاِنَّما حسابه عند ربه انه لا يفلح الكافرون. وقل رب اغفر وارحم وانت خير الراحمين.﴾

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجنوں کے کان میں یہ آیتیں پڑھ کر دم کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کو صحت عطا فرماتے ہیں۔

باب ما يقرأ على من به لمم

جس پر جنات کا اثر ہو اس پر کیا دم کرنا چاہئے

(٦٣٢) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا زكريا بن يحيٰى بن حمويه، ثنا صالح ابن عمر، ثنا أبو جناب يحيٰى بن أبى حية، عن عبدالرحمن بن أبى ليلى، عن رجل، عن أبيه، قال: جاء رجل إلى النبى ﷺ فقال: إن أخى به وجع، فقال: ما وجع أخيك؟ قال: به لمم، قال: فابعث إلىَّ به، قال: فجاء فجلس بين يديه فقرأ عليه النبى ﷺ فاتحة الكتاب، وأربع آيات من أول سورة البقرة واثنتن من وسطها

﴿وَ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ، إِنَّ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾

حتى فرغ من الآية،

﴿وآيتة الكرسى﴾

وثلاث آيات من آخر سورة البقرة، آية من أوول سورة آل عمران، و

﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُوْ الْعِلْمِ﴾

إلى آخر الآية، وآية من سورة الأعراف

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ﴾

وآية من سورة الجن

﴿وَأَنَّهُ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا.﴾

وعشر آيات من سورة الصفات من أولها، وثلاث آيات من آخر سورة الحشر، وقل هو الله أحد، والمعوذتين.

اخرجه احمد فى «مسنده» (١٢٨/٥) وابن ماجه (١١٧٥/٢/٣٥٤٩) (ص٢٥٣) وابويعلى فى «مسنده» (١٦٧/٣-١٦٨/١٥٩٤) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ١٠٨٠) والحاكم فى «المستدرك» (٤٥٨/٤)

(۶۳۲) ترجمہ: ”حضرت عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ ایک آدمی سے اور وہ اپنے والد صاحب سے روایت کرتے ہیں کہ

ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے انہوں نے کہا: میرے بھائی کو تکلیف ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے بھائی کو کیا تکلیف ہے؟ انہوں نے کہا: (اس پر) جن ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کو میرے پاس لے آؤ۔ وہ صاحب (جن کو تکلیف تھی) آئے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان پر سورۃ فاتحہ، سورۃ بقرہ کی ابتدائی چار آیتیں اور درمیان کی دو آیتیں:

﴿وَ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ، إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾

تمام پڑھیں۔ اور آیۃ الکرسی، سورۃ بقر کی آخری تین آیتیں اور سورہ آل عمران کا ابتدائی حصہ اور

﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُوْ الْعِلْمِ﴾

آخر آیت تک اور سورہ اعراف کی ایک آیت:

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ﴾

سورہ جن کی ایک آیت:

﴿وَأَنَّهُ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا.﴾

سورہ صافات کی ابتدائی دس آیتیں، سورہ حشر کی آخری تین آیتیں، قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھیں۔"

فَائِدَة: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ یہ آیتیں پڑھ کر مجنوں پر دم کرنا چاہئے۔

نوع آخر:

(٦٣٣) - أخبرني محمد بن المصفى، ثنا يحيٰى بن سعيد، عن المسعودي، عن يونس بن خباب، عن ابن أبي ليلٰى بن حرة، عن يعلى بن مرة رضي الله تعالى عنه أن امرأة أتت النبي ﷺ بابن لها، فقالت: إن ابني هذا قد أصابه لمم، فتفل النبي ﷺ في فيه، ثم قال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، إِخْسَأْ عَدُوَّ اللّٰهِ﴾

قال: فلم يضره شيء بعد.

اخرجه احمد في «مسنده» (١٧١/٤) والهناد السري في «الزهد» (١٣٣٨/٦٢١/٢) وابوبكر الشيباني في «الآحاد والمثاني» (١٦١٢/٢٥١/٣) والطبراني في «المعجم الكبير» (٦٧٩/٢٦٤/٢٢) والحاكم في «المستدرك» (٢٧٣/٢)

ایک اور حدیث:

(۶۳۳) ترجمہ: ''حضرت یعلی بن مرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بیٹے کو لے کر آئیں۔ انہوں نے کہا: میرے بیٹے کو جنون طاری ہوگیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کے منہ میں تھوکا پھر یہ (کلمات ارشاد) فرمائے:''

﴿بِسْمِ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، إِخْسَأْ عَدُوَّ اللّٰهِ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے نام سے محمد رسول اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دشمن دفع ہو جا۔''

راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اس بچے کو کسی چیز نے نقصان نہیں پہنچایا۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان کلمات کو پڑھ کر دم کرنے سے جنون سے افاقہ ہوتا ہے۔

باب ما يعوذ به الصبيان

بچوں کی (شیاطین وغیرہ سے) حفاظت کا طریقہ

(٦٣٤) - أخبرني أبو عروبة، حدثنا محمد بن بشار، ثنا يزيد بن هارون، أخبرنا سفيان الثوري، عن منصو، عن المنهال بن عمرو، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، عن النبي صلى الله عليه وسلم، أنه كان يعوذ الحسن والحسين يقول:

﴿أُعِيْذُ كُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ﴾

ويقول: هكذا كان أبي إبراهيم يعوذ إسماعيل و إسحاق عليهما السلام.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢٣٦/١) والبخاري (٣/٢٣٣/٣١٩١) (٤٧٧/١) وابوداؤد (٤/٢٣٥/٤٧٣٧) (٣/٢٩٥) وابن ماجه (٢/١١٦٤/٣٥٢٥) (ص٢٥١) والترمذي (٤/٣٩٦/٢٠٦٠) (٢/٢٦)

(۶۳۴) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت) حسن اور (حضرت) حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو حفاظت کی دعا دیتے (اور) یہ پڑھتے:

﴿أُعِيْذُ كُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ﴾

ترجمہ: ”میں تم دونوں کو ہر شیطان اور زہریلی بلا اور ہر لگنے والی نظر بد کے شر سے اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ میں لیتا ہوں۔“

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے: اسی طرح میرے والد (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) بھی (حضرت) اسماعیل اور (حضرت) اسحاق (علیہ السلام) کو (اللہ تعالیٰ کی) حفاظت میں لیتے تھے۔“

فائدہ: کلمات سے مراد اللہ تعالیٰ کی معلومات، اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی کتابیں بھی ہو سکتی ہیں۔

”ہر شیطان کی برائی کا مطلب ہے کہ“ ہر سرکش اور حد سے بڑھ جانے والے کی برائی خواہ وہ آدمیوں، جنوں، یا جانوروں میں سے ہو۔ (مظاہر حق ۲/۳۲)

روایت کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا سرچشمہ ہیں جس طرح حضرت اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کا سرچشمہ ہیں۔ (مرقاۃ ۳/۳۴۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچوں کو یہ دعا پڑھ کر دم کرنا چاہئے۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ مذکورہ تمام شرور سے حفاظت فرماتے ہیں۔

باب ما تعوذ به القوية والبثرة

داد اور پھنسی پر کیا دم کرنا چاہئے

(٦٣٥) - أخبرني علي بن محمد بن عامر، حدثنا محمد بن عبدالغفار الزرقاني، ثنا عمرو بن علي، ثنا أبو عاصم، حدثني ابن جريج، حدثني عمرو بن يحيٰى بن عمارة، عن مريم بنت أبي كثير (كذا قال و إنما هو عمرو ابن يحيٰى بن عمارة عن مريم بن إياس بن البكير) عن بعض ازواج النبي ﷺ قالت: دخل علي رسول الله ﷺ وقد خرج من أصبعي بَثْرَةٌ، فقال: عندك ذريرة فوضعها عليها وقال قولي:

﴿اَللّٰهُمَّ مُصَغِّرَ الْكَبِيْرِ وَمُكَبِّرَ الصَّغِيْرِ صَغِّرْ مَا بِيْ﴾

فطفئت.

أخرجه أحمد في «مسنده» (٣٧٠/٥) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠٨٧٠/٢٥٥/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ١٠٣١) وابن حبان في «الثقات» (١٤٠٣٨/٣٩١/٨) والحاكم في «المستدرك» (٢٣٠/٤)

(۶۳۵) ترجمہ: ”حضرت مریم بنت ابوکثیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کی کسی اہلیہ محترمہ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے میری انگلی میں پھنسی نکلی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس ذریرہ (خوشبو) ہے۔ (پھر) آپ ﷺ نے ذریرہ (نامی خوشبو) کو پھنسی پر رکھا اور فرمایا: یہ دعا پڑھو:“

﴿اَللّٰهُمَّ مُصَغِّرَ الْكَبِيْرِ وَمُكَبِّرَ الصَّغِيْرِ صَغِّرْ مَا بِيْ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! بڑے کو چھوٹے کرنے والے اور چھوٹے کو بڑا کرنے والے مجھے جو پھنسی ہوئی ہے اس کو چھوٹا کر دیجئے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پھوڑے پھنسی پر یہ دعا پڑھ کر دم کرنی چاہئے۔
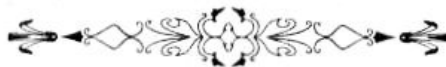
باب ما يقرأ على اللمدوغ

ڈسے ہوئے آدمی پر کیا دم کرنا چاہئے

(٦٣٦) - حدثني أحمد بن يحيٰى بن زهير، حدثنا يوسف بن موسى، ثنا جرير و أبو معاوية الضرير. واللفظ له. عن الأعمش، عن جعفر بن إياس، عن أبى نضرة، عن أبى سعيد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال: بعثنى رسول الله ﷺ في سرية ثلاثين راكبا، فمررنا بالناس من الأعراب، فسألنا هم أن يضيفونا فأبو، فلدغ سيّدهم، فأتونا، فقالوا: أفيكم أحد يرقى من العقرب؟ قال: قلت: نعم أنا، ولكن لا أرقيه يعنى إلا على أن تعطونا غنما، فأعطونا ثلاثين شاة، فقرأت عليه الحمد لله رب العالمين. سبع مرات. فبرا، فقبضنا المغنم، فعرض فى أنفسنا منها، فكففنا عنها حتى أتينا النبى ﷺ فذكرنا ذلك له، فقال: وما علمت أنها رقية، اقتسموها واضربوا لى معكم بسهم.

أخرجه البخارى (٢١٥٦/٧٩٥/٢) (٣٠٤/١) والمسلم (٢٢٠١/١٧٢٦/٤) (٤٥٤/٢) وابوداؤد (٣٤١٨/٢٦٥/٣) (١٢٩/٢) وابن ماجه (٢١٥٦/٧٢٩/٢) (ص١٥٦) والترمذى (٢٠٦٣/٣٩٨/٤) (٢٦/٢)

(۶۳۶) ترجمہ: ”حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تیس سواروں کے ایک لشکر میں بھیجا۔ ہمارا گزر چند دیہاتی لوگوں کے پاس سے ہوا۔ ہم نے ان سے اپنی مہمان نوازی کے بارے میں پوچھا۔ (کہ وہ مہمان نوازی کریں) انہوں نے انکار کیا۔ ان کے سردار کو کسی چیز نے ڈس لیا۔ وہ ہمارے پاس آئے اور ہم سے کہا: تم میں کوئی ہے جو بچھو کے کاٹے کا دم کرتا ہو؟ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا: ہاں! میں جانتا ہوں۔ لیکن جب تک تم ہمیں بکریاں نہیں دو گے میں دم نہیں کروں گا۔ ان لوگوں نے ہمیں تیس بکریاں دیں۔ میں نے اس (سردار) پر الحمد للہ رب العالمین (یعنی سورہ فاتحہ) سات مرتبہ پڑھی (اور دم کیا)۔ وہ صحت مند ہو گیا۔ ہم نے بکریوں کو لے لیا۔ کچھ کو ہم لوگوں نے استعمال کر لیا وہ ہمیں کافی ہو گئیں۔ یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ان سے اس (تمام واقعہ) کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ (سورہ فاتحہ) دم ہے۔ ان بکریوں کو تقسیم کر لو اور اپنے حصوں کے ساتھ ایک حصہ میرا بھی رکھ لو۔“

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ دم ہے اور اس کو پڑھ کر بچھو کے ڈسے ہوئے انسان پر دم کرنا چاہئے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ شفا عطا فرماتے ہیں۔

ایک روایت میں دم کرتے وقت ڈسی ہوئی جگہ پر ہاتھ پھیرنا بھی آیا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۴۱)

اس سے معلوم ہوا کہ دم کرتے وقت اس جگہ پر ہاتھ بھی پھیرنا چاہئے۔

آپ ﷺ کا فرمانا کہ تقسیم کرو اور اپنے حصے کو طلب کرنا ان کی دلجوئی اور ان کی تعریف میں زیادتی کے لئے تھا کہ یہ حلال ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۴۱)

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ دم ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی تھی۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۴۱)

باب من يخاف من مردة الشياطين

شیاطین وغیرہ کے خوف کے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٦٣٧) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا عبدالله بن عمر القواريري، ثنا جعفر ابن سليمان الضبعي، ثنا أبو التياح، قال: سأل رجل عبدالرحمن بن خنيس، وكان شيخا كبيرا، فقال: يا ابن خنيس! كيف صنع رسول الله ﷺ حين كادته الشياطين؟ فقال: انحدرت الشياطين من الأودية والشعاب يريدون رسول الله ﷺ، فهمّ شيطان معه شعلة من نار أن يحرق بها رسول الله ﷺ، فلما رآهم فزع، فجاءه جبرئيل عليه السلام، فقال: يا محمد! قل:

﴿أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُ هُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ مَا فِي الْأَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ﴾

قال فطفئت نار شيطان، وهزمهم الله عزوجل.

اخرجه ابن ابی شيبه فی «المصنف» (٢٩٦٢٣/٨٠/٦) واحمد فی «مسنده» (٤١٩/٣) والبخاری فی «التاريخ الكبير» (٨١٠/٢٤٨/٥) وابن قانع فی «معجمه» (٦٥٣/١٧٣/٢) وابن عبدالبر فی «التمهيد» (١١٤/٢٤)

(۶۳۷) ترجمہ: ’’حضرت ابوالتیاح رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عبدالرحمٰن ابن خنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بوڑھے آدمی تھے ان سے پوچھا: ابن خنیس! جب شیاطین نے رسول اللہ ﷺ کو گھیرے میں لے لیا تو آپ ﷺ نے کیا کیا؟ انہوں نے فرمایا: شیاطین وادیوں اور گھاٹیوں سے نیچے اتر آئے وہ رسول اللہ ﷺ کو (ہلاک کرنا) چاہتے تھے۔ ایک شیطان نے ارادہ کیا کہ اس کے پاس جو آگ کا شعلہ ہے اس سے رسول اللہ ﷺ کو جلا دے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان شیاطین کو دیکھا تو خوفزدہ ہو گئے۔ جبرئیل علیہ السلام آئے انہوں نے کہا: محمد! (ان کلمات کو) پڑھیے:‘‘

﴿أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُ هُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ مَا فِي الْأَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ

اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰن ﴾

ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں جن (کے احاطے) سے کوئی نیک و بد باہر نہیں ہے اور اس شر سے جو آسمان سے اترتا ہے اور اس شر سے جو آسمان پر چڑھتا ہے اور اس شر سے جو زمین میں ہے اور اس شر سے جو زمین سے نکلتا ہے، دن اور رات کے شر سے اور ہر رات کو (پیش) آنے والے (حادثہ) کے شر سے صرف اس (پیش) آنے والے (واقعہ) کے جو خیر و برکت لاتا ہے اے بہت رحم کرنے والے (مجھ پر رحم فرما)۔''

فائدہ: یہ واقعہ اس رات کا ہے جس میں جن آپ ﷺ کے پاس آئے تھے۔ نصیبین کے جنوں نے قرآن سننے کے بعد (جب ایمان لے آئے تو) ان کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم میں دین کی دعوت کے لئے اپنا پیغامبر بنا کر بھیجا تھا۔ وہاں سے ستر جن بطحا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔

ممکن ہے یہ شیطان جن ان ہی جنوں کے ساتھ آیا ہو تا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکر و فریب کرے جس طرح انسانوں میں منافقین کیا کرتے تھے۔ (بلوغ الامانی من اسرار فتح الربانی ۴/۲۶۰، ۲۶۱، بحوالہ حاشیہ ابن سنی صفحہ ۵۹۳)

باب ما يقول من بلى بالوحشة

گھبراہٹ کے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

جو شخص گھبراہٹ اور وحشت میں مبتلا ہو اس کو کون سی دعا پڑھنی چاہئے اس کے لئے مصنف رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَىٰ نے ایک باب اور اس کے ذیل میں دو احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٦٣٨) - أخبرنا أبو عروبة، و إبراهيم بن محمد بن عباد السلمي، قال: حدثنا محمد بن الوليد البسري، ثنا محمد بن جعفر، ثنا شعبة، عن يحيٰى ابن سعيد، عن محمد بن يحيٰى بن حبان، عن الوليد رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ، أنه قال: يا رسول الله! إني أجد وحشة، قال: إذا أخذت مضجعك فقل:

﴿أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ، وَأَنْ يَّحْضُرُوْنَ﴾

فإنه لا يضرك، وبالحرى أنه لا يقربك.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٥/٤٤/٢٣٥٤٧) واحمد فى «مسنده» (٤/٥٧) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٦/١٩٠/١٠٦٠) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٧٦٥) والحاكم فى «المستدرك» (١/٧٣٣)

(۶۳۸) **تَرجَمہ:** ”حضرت خالد بن ولید رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے وحشت ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم (سونے کے لئے) اپنے بستر پر جاؤ تو یہ دعا پڑھو:“

﴿أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ، وَأَنْ يَّحْضُرُوْنَ﴾

تَرجَمہ: ”میں اللہ تعالیٰ کے غصہ ان کی سزا، ان کے بندوں کے شر، شیاطین کے وسوسوں اور ان کے میرے پاس آنے سے اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں۔“

تو وحشت تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی بلکہ وہ تمہارے قریب بھی نہیں آئے گی۔“

فَائِدَة: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا اپنے سمجھدار بچوں کو یہ دعا یاد کراتے تھے اور ناسمجھ بچوں کے گلے میں تعویذ لکھ کر ڈال دیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد ۲/۱۸۶)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کو ڈراونی چیز دیکھنے کی شکایت کی جس کی وجہ سے وہ تہجد کی نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین مرتبہ یہ کلمات پڑھنے کے لئے فرمایا۔ چند راتوں بعد حضرت خالد بن ولید آئے اور عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے میری وہ تکلیف دور کردی اب تو میں رات کو شیر کی کچھار میں بھی بغیر خوف کے جاسکتا ہوں۔ (مجمع الزوائد ۱۰/ ۱۲۸)

نوع آخر:

(٦٣٩) - أخبرنا أبو القاسم بن منيع، حدثنا محمد بن عبدالوهاب الحارثي، ثنا محمد بن أبان، عن درمك بن عمرو، عن أبي إسحاق، عن البراء ابن عازب رضي الله تعالى عنه قال: أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم رجل فشكا إليه الوحشة، فقال: أكثر من أن تقول:

﴿سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ، جُلِّلَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ بِالْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ﴾

فقالها بعد الرجل فذهب عنه الوحشة.

اخرجه الروياني في «مسنده» (١/٢١٣/٢٩٢) والعقيلي في «الضعفاء» (٢/٤٦/٤٧٦) والطبراني في «المعجم الكبير» (٢/٢٤/١١٧١) وابونعيم في «معرفة الصحابة» (١/٣٨٥-٣٨٦/١١٦٦) والبيهقي في «الدعوات الكبير» (١/١٢٩/١٧٢) كما في العجالة» (٢/٧٢٩)

ایک اور حدیث:

(۶۳۹) ترجمہ: ”حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اپنی وحشت کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اکثر یہ کلمات پڑھتے رہا کرو:

﴿سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ، جُلِّلَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ بِالْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ﴾

ترجمہ: ”پاک ہے (کائنات) کا مقدس بادشاہ فرشتوں اور روح کا پروردگار اپنی عزت وعظمت کی وجہ سے آسمانوں اور زمینوں میں بڑی شان والا تسلیم کیا گیا ہے۔“

اس شخص نے ان کلمات کو کہا اس کی وحشت دور ہوگئی۔“

فائدہ: وحشت وگھبراہٹ دور کرنے کے لئے یہ بھی ایک دعا ہے۔

باب ما يقول إذا رأى الهلال

نئے چاند کو دیکھ کر کیا دعا پڑھنی چاہئے

ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ چاند دیکھنا فرض کفایہ ہے کیونکہ اس سے بہت سارے احکام کا تعلق ہے۔ (جیسے رمضان کا روزہ، حج، زکوٰۃ کی ادائیگی وغیرہ دینی امور اس سے متعلق ہیں) (فتوحات ربانیہ ۴/۳۲۹)

چاند دیکھنا فرض کفایہ ہے، ایک نئے مہینہ کی ابتداء ہے، سارے مہینہ خیر عافیت اور برکت کے حصول کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر کیا دعائیں پڑھیں۔ نیز جب پورا چاند نظر آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے اور مختلف ستاروں کے احوال اور تاروں کے گرتے وقت کیا عمل کرنا چاہئے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے چھ باب اور ان کے ذیل میں اٹھارہ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٦٤٠) - حدثنا محمد بن الحسين بم مكرم، ثنا أبو يزيد عمرو بن يزيد الجرمي، ثنا السميدع بن واهب، عن أبي المقدام، عن الوليد بن زياد، عن نافع، عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا رأ الهلال قال:

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هِلَالَ يُمْنٍ وَبَرَكَةٍ﴾

اخرجه ابن حبان في «الثقات» (٧/٥٥٢/١١٤٢٨) والطبراني في «الدعاء» (رقم ٩٠٤)

(۶۴۰) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نئے چاند کو دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:''

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هِلَالَ يُمْنٍ وَبَرَكَةٍ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ (ہمارے لئے) اس چاند کو خیر و برکت والا بنا دیجئے۔''

فائدہ: چاند کی تین قسمیں ہیں۔ ① ہلال ② قمر ③ بدر۔

ہلال نئے چاند کو کہتے ہیں جو پہلی دوسری تیسری اور ایک قول کے مطابق چوتھی رات کے چاند کو کہتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۳۳۱)

اس کے بعد قمر کہلاتا ہے اور چودھویں کے چاند کو بدر کہتے ہیں۔

اس باب میں جو دعائیں ہیں وہ نئے چاند کو دیکھ کر پڑھنے کی ہے۔ جو پہلی دوسری تیسری اور ایک قول کے مطابق چوتھی رات تک پڑھ سکتے ہیں۔ باقی قمر اور بدر دعا کے اعتبار سے ایک ہی قسم ہیں جن کا بیان اگلے باب میں ہے۔

نوع آخر:

(٦٤١) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا موسى بن محمد بن حبان وهارون ابن عبدالله، قالا: ثنا

أبو عامر العقدی، ثنا سلیمان بن سفیان المدنی، حدثنی بلال بن یحیٰی بن طلحة بن عبیداللّٰه، عن أبیه، عن جده رضی اللہ تعالیٰ عنہ، أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم كان إذا رأى الهلال قال:

﴿اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ تَعَالٰى.﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (١/١٦٢) والترمذی (٥/٥٠٤/٣٤٥١) (٢/١٨٣) وابویعلی فی «مسنده» (٢/٢٦/٦٦٢) والطبرانی فی «الدعا» (رقم ٩٠٣) والحاکم فی «المستدرک» (٤/٣١٧)

ایک اور دعا:

(٦٤١) ترجمہ: ”حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند کو دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:“

﴿اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ تَعَالٰى.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ اس چاند کو (ہمارے لئے) امن وایمان اور سلامتی واسلام کے ساتھ نکالئے۔
اے چاند! میرے اور تیرے دونوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ ہیں۔“

فائدہ: اے چاند تیرے اور میرے رب اللہ تعالیٰ ہیں یہ ان لوگوں پر رد ہے جو چاند کی عبادت کرتے ہیں کہ چاند رب ہے بلکہ اس کو بنانے والے اس کے رب ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ٤/٢٣٠)

نوع آخر:

(٦٤٢) - حدثنی أحمد بن یحیٰی بن زهیر، ثنا معمر بن سهل، ثنا عبیداللّٰه بن تمام، عن الجریری، عن أبی نضرة، عن أبی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم كان إذا رأى الهلال قال:

﴿هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ﴾

ثلاث مرات.

﴿آمَنْتُ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ﴾

ثلاث مرات. ثم یقول:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَاءَ بِالشَّهْرِ وَذَهَبَ بِالشَّهْرِ.﴾

اخرجه معمر بن راشد فی «جامعه» (١١/٣٠٧) وعبدالرزاق فی «المصنف» (٤/١٦٩/٧٣٥٣) وابن ابی شیبه فی «المصنف» (٢/٣٤٣/٩٧٣٧) وابوداؤد (٤/٣٢٤/٥٠٩٢) (٢/٣٣٩)

ایک اور دعا:

(۶۴۲) ترجمہ: ”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تو تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے:

﴿هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ﴾

ترجمہ: ”(یہ) چاند خیر و برکت ہدایت و نیکی کا چاند ہو۔“

پھر یہ تین مرتبہ فرماتے:

﴿آمَنْتُ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ﴾

ترجمہ: ”(اے چاند!) میں اس اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔“

پھر فرماتے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَاءَ بِالشَّهْرِ وَذَهَبَ بِالشَّهْرِ.﴾

ترجمہ: ”تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو (ایک) مہینے کو لے آئے اور (ایک) مہینے کو لے گئے۔“

فائدہ: تین مرتبہ فرمایا کیونکہ تین مرتبہ (عربی زبان میں) کم کا سب سے کم درجہ ہے اور زیادتی کی ابتداء ہے (کہ اس سے اوپر زیادتی شروع ہو جاتی ہے) حدیث میں آیا ہے کہ آپ علیہ السلام ایک دعا تین مرتبہ دہرایا کرتے تھے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۲۳۱)

یہاں تین مرتبہ موقع کی اہمیت کی وجہ سے فرمایا (کہ سارے مہینہ خیر و برکت کا حصول قائم رہے یہ ضروری ہے)۔

نوع آخر:

(٦٤٣) - حدثنا يحيٰى بن محمد بن صاعد، ثنا أحمد بن عيسى الخشاب، ثنا عمر بن أبي سلمة، عن زهير بن محمد، عن يحيٰى بن سعيد و عبدالرحمن ابن حرملة، عن أنس رضي الله تعالى عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا نظر إلى الهلال قال:

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هِلَالَ يُمْنٍ وَرُشْدٍ، وَآمَنْتُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَعَدَلَكَ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ.﴾

اخرجه الطبراني في «المعجم الاوسط» (۳۱۱/۱۰۱/۱) وفي «الدعاء» (رقم ۹۰۵)

ایک اور دعا:

(۶۴۳) ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند کو دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هِلَالَ يُمْنٍ وَرُشْدٍ، وَآمَنْتُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَعَدَلَكَ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ

أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ. ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ (اس) چاند کو (ہمارے لئے) خیر وبرکت ہدایت ونیکی کا چاند بنادیجئے (اے چاند!) میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا جنہوں نے تجھے (انتہائی) اعتدال کے ساتھ بنایا ہے اللہ تعالیٰ بابرکت ہیں تمام بنانے والوں میں سب سے بہترین بنانے والے ہیں۔''

فائدہ: اس میں بھی تمام مہینہ خیر وبرکت اور ہدایت ونیکی کی دعا ہے ''یُمْنٍ'' کا مطلب سعادت اور ایمان سے مراد اطمینان ہے گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مہینہ اس کی بقاء کی دعا فرمائی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ہر ماہ بندوں کے لئے مختلف فیصلے نافذ ہوتے رہتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۳۳۰)

اس لئے اس میں عافیت کا سوال ہے۔

نوع آخر:

(٦٤٤) - أخبرني موسى بن جعفر بن قرين، ثنا محمد بن الخليل المخرمي، ثنا محمد بن عمر الأسلمي، ثنا عبدالحميد بن عمران بن أبي أنس، عن محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان، عن أبيه، عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رأى، الهلال قال:

﴿ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ، آمَنْتُ بِالَّذِيْ أَبْدَاكَ ثُمَّ يُعِيْدُكَ. ﴾

لم اجده عند غير المصنف.

ایک اور دعا:

(۶۴۴) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند کو دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ، آمَنْتُ بِالَّذِيْ أَبْدَاكَ ثُمَّ يُعِيْدُكَ. ﴾

ترجمہ: ''(اے چاند) میرے اور تمہارے رب اللہ تعالیٰ ہیں میں ایمان لایا اس ذات پر جس نے تجھے پیدا کیا یعنی (بڑا کیا) اور پھر تجھے دوبارہ لوٹایا (یعنی چھوٹا کیا)۔''

نوع آخر:

(٦٤٥) - أخبرنا حامد بن شعيب البلخي، حدثنا سريج بن يونس، ثنا الوليد بن مسلم، عن عثمان بن أبي العاتكة، عن شيخ من أشياخهم، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا رأى الهلال قال:

﴿اَللّٰهُمَّ أَدْخِلْهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالإِسْلَامِ، وَالسَّكِيْنَةِ وَالْعَافِيَةِ، وَالرِّزْقِ الْحَسَنِ.﴾

فقيل للشيخ: من حدثك؟ قال: صاحب الفرس الحرور والرمح الثقيل في يدى الغزاة في المقدمة وفي الرجعة في الساقة أبو فوزة حُدَيْر السلمي.

رواه ابن منده في «المعرفة» كما في «الاصابة» (۴۲/۲) واخرجه ابونعيم الاصبهاني في «معرفة الصحابه» (۲۳۱۰/۸۹۴/۲) كما في «العجالة» (۷۳۴/۲)

ایک اور دعا:

(۶۴۵) ترجمہ: ”حضرت عثمان بن ابوعاتکہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے استاد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند کو دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ أَدْخِلْهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالإِسْلَامِ، وَالسَّكِيْنَةِ وَالْعَافِيَةِ، وَالرِّزْقِ الْحَسَنِ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! اس چاند کو ہم پر امن و ایمان، سلامتی اسلام وسکون عافیت اور اچھے رزق کے (آنے کے سبب کے) ساتھ نکالئے۔“

نوع آخر:

(۶۴۶) - أخبرنا أبو العباس بن قتيبة، حدثنا يزيد بن موهب، ثنا ابن وهب، عن معاوية بن صالح، عن أبي عمر الأزدي، عن بشير مولى معاوية، قال: سمعت عشرة من أصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم أحدهم حدير أبو فوزة يقولون إذا رأوا الهلال:

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ شَهْرَنَا الْمَاضِيْ خَيْرَ شَهْرٍ وَ خَيْرَ عَافِيَةٍ، وَأَدْخِلْ عَلَيْنَا شَهْرَنَا هٰذَا بِالسَّلَامَةِ وَالسَّلَامِ وَالْأَمْنِ وَالإِيْمَانِ، وَالْمُعَافَاةِ، وَالرِّزْقِ الْحَسَنِ.﴾

اخرجه ابن عبدالبر في «الاستيعاب» (۲۰۷۹/۱۲۶۲/۳) واخرجه البخاري في «التاريخ الكبير» والدولابي في «الاسماء والكنى» كما في «العجاملة» (۷۳۵/۲)

ایک اور دعا:

(۶۴۶) ترجمہ: ”حضرت بشیر رحمہ اللہ تعالیٰ جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام تھے فرماتے ہیں: میں نے دس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سنا ہے جن میں سے ایک حدیر ابوفوزہ السلمی بھی ہیں وہ سب فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ جب چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ شَهْرَنَا الْمَاضِيْ خَيْرَ شَهْرٍ وَ خَيْرَ عَافِيَةٍ، وَأَدْخِلْ عَلَيْنَا شَهْرَنَا هٰذَا بِالسَّلَامَةِ وَالسَّلَامِ وَالْأَمْنِ وَالإِيْمَانِ، وَالْمُعَافَاةِ، وَالرِّزْقِ الْحَسَنِ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! ہمارے اس گزرے ہوئے مہینے کو (ہمارے لئے) بہتر مہینہ اور خیر وعافیت کا مہینہ بنایئے اور اس (آنے والے) مہینہ کو ہم پر سلامتی واسلام، امن وایمان، عافیت اور اچھے رزق کے ساتھ لایئے۔''

نوع آخر:

(٦٤٧) - أخبرنا حامد بن شعيب، حدثنا سريج بن يونس، ثنا مروان ابن معاوية الفزاري، حدثني شيخ عن حميد بن هلال، عن عبدالله ابن مطرف رضي الله تعالى عنه عن قال: كان رسول الله ﷺ من أقل الناس غفلة، كان إذا رأى الهلال قال:

﴿هِلَالُ خَيْرٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا وَكَذَا، وَجَاءَ بِشَهْرٍ كَذَا وَكَذَا، أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذَا الشَّهْرِ وَنُوْرِهِ وَبَرَكَتِهِ وَهُدَاهُ وَطُهُوْرِهِ وَمُعَافَاتِهِ﴾

قال سريج: فقيل لمروان: فسم الشيخ، فقال: اخذنا حاجتنا منه، ونعطيه بقوله.

اخرجه ابن حجر في «نتائج الافكار» كما في «الفتوحات الربانيه» (٤/٣٣٣-٣٣٤)

ایک اور دعا:

(۶۴۷) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مطرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرح ذرا غفلت کرنے والے نہ تھے (یعنی جس طرح لوگ غفلت کرتے ہیں آپ ﷺ ایسے نہ تھے بلکہ بیداری کا حال یہ تھا کہ) جب نئے چاند کو دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿هِلَالُ خَيْرٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا وَكَذَا، وَجَاءَ بِشَهْرٍ كَذَا وَكَذَا، أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذَا الشَّهْرِ وَنُوْرِهِ وَبَرَكَتِهِ وَهُدَاهُ وَطُهُوْرِهِ وَمُعَافَاتِهِ﴾

ترجمہ: ''(یہ) خیر وبھلائی کا چاند ہے۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں فلاں مہینہ لے گئے اور فلاں مہینہ لے آئے۔ اے اللہ! میں آپ سے اس مہینہ کی خیر، نور، برکت، نیکی، پاکیزگی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔''

باب ما يقول إذا نظر إلى القمر

جب چاند کو دیکھے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٦٤٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا محمود بن غيلان، ثنا أبو داود الحفرى، عن سفيان، عن ابن أبى ذئب، عن الحارث بن عبدالرحمن، عن أبى سلمة بن عبدالرحمن، عن عائشة رضى الله تعالى عنها قالت: أخذ رسول الله ﷺ بيدى، فإذا القمر حين طلع قال: (تعوذى بالله من شر هذا الغاسق إذا وقب).

اخرجه احمد في «مسنده» (٦/٢١٥) والترمذی (٥/٤٥٢/٣٣٦٦) (٢/١٧٤) والنسائی فی «السنن الکبری» (٦/٨٤/١٠١٣٨) وفی «عمل اليوم والليلة» (رقم٣٠٦) وابو يعلی فی «مسنده» (٧/٤١٧/٤٤٤٠)

(٦٤٨) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اس وقت چاند نکلا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ڈوبنے والے (چاند) کے شر سے اور جب وہ بے نور جائے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔''

فائدہ: قرآن مجید کی سورت قل اعوذ برب الفلق میں جہاں کئی چیزوں سے پناہ مانگنے کا حکم ہے وہیں ''غاسق اذا وقب'' کا ذکر بھی ہے یعنی پناہ مانگو اندھیرا پھیلانے والے کے شر سے جب وہ بے نور ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ''اذا وقب'' کی وضاحت فرمائی کہ اس سے مراد چاند ہے جب اس کو گہن لگ جاتا ہے۔ اس سے پناہ مانگنے کا سبب یہ ہے کہ چاند گرہن ہونا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے یہ بلاؤں کے نازل ہونے کا اشارہ دیتا ہے۔

احادیث میں آتا ہے کہ جب چاند کو گرہن لگتا تو رسول اللہ ﷺ لرزاں و ترساں اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ''غاسق اذا وقب'' سے چاند مراد ہے جب کہ اس کو گرہن لگ جائے لیکن اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ اس سے مراد تاریک رات ہے۔ (مظاہر حق ۲/۶۲۶ مزید تفصیل کے لئے مرقاۃ دیکھیں ۵/۲۳۴)

باب ما يقول إذا سمع أذان المغرب

جب مغرب کی اذان سنے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٦٤٩) - حدثنا أبو بكر بن أبي داود، ثنا مؤمل بن إهاب، ثنا عبدالله ابن الوليد العدني، ثنا القاسم بن معن المسعودي، عن أبي كثير مولى أم سلمة، عن أم سلمة رضي الله تعالى عنها، قالت: علمني رسول الله ﷺ أن أقول عند أذان المغرب:

﴿اَللّٰهُمَّ هٰذِهِ أَصْوَاتُ دُعَاتِكَ، وَ إِقْبَالُ لَيْلِكَ وَ إِدْبَارُ نَهَارِكَ، فَاغْفِرْ لِيْ.﴾

اخرجه ابوداؤد (٥٣٠/١٤٦/١) (٧٨/١) والطبراني في «المعجم الكبير» (٦٨٠/٣٠٣/٢٣) وفي «الدعا» (رقم٤٣٦) والحاكم في «المستدرك» (٣١٤/١) والبيهقي في «السنن الكبرى» (١٧٩٢/٤١٠/١)

(۶۴۹) ترجمہ: ''حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھایا کہ میں مغرب کی اذان کے وقت یہ دعا پڑھوں:

﴿اَللّٰهُمَّ هٰذِهِ أَصْوَاتُ دُعَاتِكَ، وَ إِقْبَالُ لَيْلِكَ وَ إِدْبَارُ نَهَارِكَ، فَاغْفِرْ لِيْ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! یہ آپ کے مؤذنوں کی آوازوں (اذانوں) کا وقت ہے اور آپ کی رات کے آنے اور آپ کے دن کے جانے کا وقت ہے۔ آپ مجھے معاف فرما دیجئے۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ اس مبارک وقت اور اس معزز آواز کے واسطے ہماری مغفرت فرما دیجئے۔ (عون المعبود ۲/۱۶۳)

باب ما يقول إذا رأى سهيلا

جب سہیل (ستارے) کو دیکھے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

ستاروں کے ٹوٹنے اور گرنے کے وقت کون سی دعائیں پڑھنی اور کیا کرنا چاہئے نیز ستاروں کو دیکھ کر کیا دعا پڑھنی چاہئے۔ اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو باب اور ان کے ذیل میں چھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٦٥٠) - أخبرني محمد بن أحمد المهاجر، حدثنا الفضل بن يعقوب الرخامي، ثنا عبدالله بن جعفر، ثنا عيسى بن يونس، عن أخيه إسرائيل ابن يونس، عن جابر، عن أبي الطفيل، عن علي رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رأى سهيلا قال:

﴿لَعَنَ اللّٰهُ سُهَيْلًا فَإِنَّه كان عَشَّارًا فَمُسِخَ.﴾

اخرجه اسحاق بن راهويه في «مسنده» كما في «المطالب العاليه» (٣/٣٠٤/٣٥٣٦) وعبدالله بن محمد الاصبهاني في «العظمة» (٤/١٢١٧، ٦٩١٢) والعقيلي في «الضعفاء» (١/٣١٣) والطبراني في «المعجم الكبير» (١/١٠٨/١٨١) وفي «المعجم الاوسط» (٧/١٤٦-١٤٧/٧١١٦)

(۶۵۰) ترجمہ: ”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سہیل کو (ستارے) دیکھتے تو یہ ارشاد فرماتے:

﴿لَعَنَ اللّٰهُ سُهَيْلًا فَإِنَّه كان عَشَّارًا فَمُسِخَ.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ لعنت کرے سہیل پر کہ وہ لوگوں سے ناجائز ٹیکس لیتا تھا (اس وجہ سے) مسخ کر دیا گیا۔“

(٦٥١) - حدثني الحسين بن موسى بن خلف، حدثنا إسحاق بن زريق، ثنا إبراهيم بن خالد، ثنا سفيان الثوري، عن جابر، عن أبي الطفيل، عن علي رضي الله تعالى عنه. لا أره إلا رفعه إلى النبي صلى الله عليه وسلم قال:

﴿لَعَنَ اللّٰهُ سُهَيْلًا﴾

فقيل له، فقال: كان رجلا يبخس الناس في الأرض بالظلم، فمسخه الله عزوجل شهابا.

تقدم تخريجه (برقم ٦٥٠)

(۶۵۱) ترجمہ: ”حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ ابن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ تھے۔ سہیل (ستارہ) نکلا انہوں نے فرمایا:

﴿لَعَنَ اللّٰهُ سُهَيْلًا﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ سہیل پر لعنت کرے۔''

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ یمن میں ناجائز ٹیکس لینے والا تھا ان پر ظلم کرتا تھا اور ان کے اموال غصب کر لیتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کی صورت بدل کر ستارہ بنا دیا۔ اس لئے وہ لٹکا ہوا ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔''

فائدہ:

(٦٥٢) - أخبرنا أبو عروبة، حدثنا المغيرة بن عبدالرحمن، حدثنا عثمان ابن عبدالرحمن، ثنا إبراهيم بن يزيد، عن عمرو بن دينار أنه صحب عبدالله ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فلما طلع سهيل، قال: لعن الله سهيلا، فإني سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول: كان عشارا باليمن يظلمهم ويغصبهم أموالهم، ففخسه الله عزوجل شهابا، فعلقه حيث ترونه.

اخرجه الطبرانی فی «المعجم الاوسط» (٧/١٤٦-١٤٧/٧١١٦) وذكره السيوطی فی «الجامع الصغير» (١/١٥٣) وعزاه الی ابن السنی.

(٦٥٢) ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سہیل پر لعنت کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (سہیل کے بارے میں) پوچھا گیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (سہیل) ایک آدمی تھا جو ظلم کی وجہ سے لوگوں کا مال کھا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے (عذاب کی وجہ سے) اس کی صورت کو مسخ کر کے ستارا بنا دیا۔''

فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سہیل یمن میں ایک آدمی تھا جو لوگوں پر ظلم کرتا تھا لوگوں کا مال کھا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو عذاب کی وجہ سے ستارا بنا کر اس کی صورت مسخ کر دی اس سے معلوم ہوا کہ ظلم اور لوگوں کے مال کو بلا وجہ شرعی لینا اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت ہی بری چیز ہے جس کی وجہ سے اتنی سخت سزا ہوئی۔ ''اللهم احفظنا منه ولسائر المسلمين''

باب ما يقول إذا انقض كوكب

جب ستارہ ٹوٹے تو کونسی دعا پڑھنی چاہیے

(٦٥٣) - حدثني عمر بن سهيل، حدثنا محمد بن عيسى بن السكن الأنصارى، ثنا موسى بن إسماعيل الختلى، ثنا عبدالأعلى، عن حماد، عن إبراهيم، عن علقمة، عن عبدالله رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال: أمرنا أن لا نتبع أبصارنا للكواب إذا نقضّ، وأن نقول عند ذلك:

﴿مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.﴾

واخرجه احمد فى «مسنده» (٢٩٩/٥) عن قتاده موقوفاً اخرجه الطبرانى فى «المعجم والاوسط» (٣٥٦/٧-٣٥٧/٧٧٢٠) وابن حجر فى «نتائج الافكار» كما فى «الفتوحات الربانيه» (٢٨١/٤)

(۶۵۳) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم ستاروں کو گرتے ہوئے نہ دیکھیں اور اس وقت ہم یہ دعا پڑھیں:

﴿مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.﴾

ترجمہ: ''جو اللہ تعالیٰ نے چاہا (وہی ہوا) کوئی قوۃ اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہیں ہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب ستارہ گرنے لگے تو اس کو نہیں دیکھنا چاہیے اور اس وقت مذکورہ بالا دعا پڑھنی چاہیے۔

باب ما جاء في الزهرة

جب زہرہ (ستارے) کو دیکھے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٦٥٤) - أخبرنا محمد بن أحمد بن المهاجر، حدثنا الفضل بن يعقوب الرخامي، ثنا عبدالله بن جعفر، ثنا عيسى بن يونس، عن أخيه إسرائيل، عن أخيه إسرائيل ابن يونس، عن جابر، عن أبي الطفيل، عن علي رضي الله تعالى عنه، قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الزهرة، فإنها افتنت المللكين.

اخرجه ابن مردويه في «تفسيره» كما في «تفسير القرآن العظيم» (١٤٠/١) اسحاق بن راهويه كما في «فيض القدير» (٢٦٩/٥) والديلمي في «مسند الفردوس» (٥٤٥٠/٤٦٧/٢)

(۶۵۴) ترجمہ: ”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زہرہ (ستارے) پر لعنت فرمائی کہ اس نے دو فرشتوں کو فتنہ میں ڈال دیا تھا۔“

(٦٥٥) - أخبرني الحسين بن عبدالله القطان، حدثنا هشام بن عمار، ثنا عيسى بن يونس، عن سليمان التيمي، عن أبي عثمان النهدي، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: هذه الكوكبة يعني الزهرة تدعى في قومها بيدخت.

اخرجه عبد بن حميد في «مسنده» كما في «الدر المنثور» (٢٣/١) والبيهقي في «السنن الكبرى» (كما في «كشف الخفاء» (٤٤٠/٢)

(۶۵۵) ترجمہ: ”حضرت ابوعثمان نہدی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: یہ ستارہ یعنی زہرہ اپنی قوم میں بیدخت کے نام سے پکارا جاتا تھا۔“

(٦٥٦) - حدثنا علي بن عبدالحميد الحلبي، حدثنا عبدالأعلى بن حماد، ثنا حماد بن سلمة، عن أيوب، عن نافع، عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما أنه كان إذا نظر إلى الزهرة قذفها.

لم اجده عند غير المصنف.

(۶۵۶) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب بھی وہ زہرہ کو دیکھتے تو اس کو برا بھلا کہتے تھے۔“

(٦٥٧) - أخبرني محمد بن محمد الباهلي، حدثنا يعقوب بن إبراهيم الدورقي، ثنا يحيى

بن أبي بكير، ثنا زهير، عن موسى بن جبير، عن نافع، عن عبدالله بن عمر رضي الله تعالى عنهما، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن آدم عليه السلام لما أهبطه الله عزوجل إلى الأرض قالت الملائكة: أي ربِّ!

﴿ اتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء ﴾

قالوا: ربنا نحن أطوع لك، وذكر قصة زهرة.

اخرجه أحمد في «مسنده» (١٣٤/٢) وعبد بن حميد في «مسنده» (٧٨٧/٢٥١/١) وابن حبان في «صحيحه» (٦٣/١٤-٦٤/٦١٨٦) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٤/١٠-٥) وفي «شعب الايمان» (١٧٩/١-١٨٠/١٦٢)

(٦٥٧) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب اللہ تعالیٰ نے (حضرت) آدم (علیہ السلام) کو زمین پر اتارا تو فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے کہا: اے (ہمارے) رب! آپ زمین میں ایسے شخص کو بھیجتے ہیں جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے گا۔ (یہ بھی) کہا: ہم آپ کی (آدم سے) زیادہ اطاعت کرنے والے ہیں (پھر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زہرہ کا قصہ ذکر فرمایا۔“

فائدہ: زہرہ کا مکمل قصہ ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

قصہ ہاروت و ماروت

تفسیر ابن جریر و تفسیر ابن کثیر اور درمنثور میں عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ بن عمرو مجاہد و قتادہ رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان کے علاوہ سے منقول ہے کہ جب ادریس علیہ السلام کے زمانہ میں اولاد آدم کے برے اعمال کے دفتر کے دفتر آسمان پر جانے لگے تو فرشتوں نے بنی آدم کے حق میں تحقیر و طعن آمیز کلمات کہے کہ یہ کیسے بندے ہیں کہ اپنے مالک حقیقی کی نافرمانی کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا: میں نے بنی آدم کے ضمیر میں غصہ اور شہوت رکھا ہے اس لئے ان سے گناہ ہوتے ہیں اگر تم میں قوت شہویہ اور قوت غصبیہ رکھ دوں اور زمین پر اتار دوں تو تم بھی ایسے ہی گناہوں میں مبتلا ہو جاؤ۔ فرشتوں نے عرض کیا: ہم ہرگز اے پروردگار تیرے گناہ کے پاس بھی نہ جائیں گے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: اچھا تم اپنے میں دو شخصوں کو منتخب کرلو تو فرشتوں نے ہاروت اور ماروت کو جو فرشتوں میں کمال عبادت میں مشہور اور ممتاز تھے منتخب کیا۔ حق تعالیٰ نے قوت شہویہ اور غصبیہ کو ان میں پیدا کر دیا اور حکم دیا کہ زمین پر جاؤ اور لوگوں کے مقدمات کا عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا کرو، شرک، خون ناحق، زنا اور شراب سے پرہیز کرنا۔ حسب ارشاد خداوندی دونوں فرشتے آسمان سے زمین پر اترے۔

صبح سے لے کر شام تک قضاء کے کام میں مصروف رہتے اور جب شام ہوتی تو اسم اعظم پڑھ کر آسمان پر چلے جاتے ایک

مہینہ اسی حالت میں گزر گیا۔ یکا یک امتحان خداوندی پیش آیا کہ زہرہ نامی ایک عورت جو حسن و جمال میں شہرہ آفاق تھی اس کا مقدمہ ان کے اجلاس میں پیش ہوا۔ یہ دونوں اس عورت (زہرہ) کے حسن و جمال کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو گئے۔ اس کو پھسلانا شروع کیا۔ اس عورت نے انکار کیا اور کہا: جب تک تم بت پرستی اختیار نہیں کرو گے اور میرے خاوند کو قتل نہ کرو گے اور شراب نہ پیو گے میں تمہارے پاس نہیں آ سکتی۔ آپس میں دونوں نے مشورہ کیا کہ شرک اور قتل ناحق تو بہت بڑے گناہ ہیں اور شراب پینا اس درجہ کی معصیت نہیں اس کو اختیار کر لینا چاہئے۔ غرض یہ کہ اس عورت نے پہلے ان کو شراب پلائی اور پھر بت کو سجدہ کرایا اور پھر شوہر کو قتل کرایا اور ان سے اسم اعظم سیکھا اور پھر ان کے ساتھ ہم بستر ہوئی بعد ازاں وہ عورت اسم اعظم پڑھ کر آسمان پر چلی گئی اور اس کی روح زہرہ ستارہ کی روح کے ساتھ جا ملی اور اس کی صورت زہرہ کی صورت ہو گئی۔

وہ فرشتے اسم اعظم بھول گئے اس لئے آسمان پر نہ جا سکے اور جب ہوش میں آئے تو نہایت نادم ہوئے اور حضرت ادریس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا اور استغفار کی درخواست کی اور بارگاہ خداوندی میں شفاعت کے خواستگار ہوئے۔ بارگاہ الٰہی سے حکم آیا کہ عذاب تو تم کو ضرور ملے گا لیکن اس قدر تخفیف ہے کہ تم کو یہ اختیار دیا جاتا ہے کہ دنیوی واخروی عذاب سے جس کو چاہو اختیار کر لو۔ فرشتوں نے دنیاوی عذاب کو سہل اور آسان سمجھا کہ یہاں کا عذاب عنقریب منقطع ہو جائے گا اس لئے اس کو اختیار کر لیا چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بابل کے کنویں میں الٹے لٹکا دیئے گئے اور وہیں ان کو آگ سے عذاب دیا جا رہا ہے پھر جو کوئی ان کے پاس جادو سیکھنے جاتا ہے وہ اول تو اس کو سمجھا دیتے ہیں اور جب اصرار کرتا ہے تو اس کو سکھا دیتے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر ۱/۱۸۶)

باب ما يقول بعد صلاة المغرب

مغرب کی نماز کے بعد کون سی دعا پڑھنی چاہیے

(٦٥٨) - حدثنا ابن أبي داود، ثنا إسحاق بن إبراهيم النهشلي، ثنا سعيد ابن الصامت، ثنا عطاء بن عجلان، عن أبي نضرة، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم رضي الله تعالى عنها، قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا انصرف من صلاة المغرب يدخل فيصلي ركعتين ثم يقول فيما يدعو:

﴿يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰى دِيْنِكَ﴾

فقلت: يا رسول الله! أتخشى على قلوبنا من شيء؟ قال: ما من إنسان إلا قلبه بين إصبعين من أصابع الله عزوجل، فإن استقام أقامه، و إن زاغ أزاغه.

لم اجده عند غير المصنف مقيد بدبر صلاة المغرب ولكن الحديث صحيح بدون هذ القيد- اخرجه ابن ابى شيبه في «المصنف» (٢٩١٩٧/٢٥/٦) واحمد في «مسنده» (١٨٢/٤) والترمذى (٣٥٢٢/٥٣٨/٥) (١٩٢/٢) وابن حبان في «صحيحه» (٩٤٣/٢٢٣-٢٢٢/٣) والنسائي في «السنن الكبرى» (٧٧٣٧/٤١٤/٤)

(٦٥٨) **ترجمہ:** ''حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ ہیں فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز سے فارغ ہوتے تو گھر میں تشریف لاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر ان الفاظ سے دعا فرماتے:

﴿يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰى دِيْنِكَ﴾

ترجمہ: ''اے دلوں کو پلٹنے والے (اللہ!) آپ ہمارے دلوں کو اپنے دین کی طرف پلٹ دیجیے۔''

(حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ ہمارے دلوں کے بارے میں کسی چیز سے ڈرتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان میں ہے۔ اگر دل ٹھیک رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ٹھیک رکھتے ہیں اگر وہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ٹیڑھا کر دیتے ہیں۔''

فائدہ: اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے رب سے عاجزی اور زاری کرنا معلوم ہوتا ہے نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کو اس دعا کے مانگنے کی طرف متوجہ کرنا معلوم ہوتا ہے اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انجام کار خاتمہ کا ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ اس دعا کو اکثر کیوں پڑھتے ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان میں ہے الخ۔ (دلیل الفالحین ۴/۲۰۲)

مغرب کے بعد کی ایک اور دعاء: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص مغرب کے بعد دس مرتبہ یہ دعا پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے نگران مقرر کر دیتے ہیں جو صبح تک شیطان کو اس سے دور کرتے رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس مقبول نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور دس ہلاک کرنے والے گناہ معاف کر دیتے ہیں اور اس کے لئے دس مؤمن غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے۔ (ترمذی، کتاب الاذکار صفحہ ۸۸)

دعا یہ ہے۔ ”لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریك لہٗ لہ الملك ولہ الحمد یحیٖی ویمیت وھو علی کل شیء قدیر“

باب ما يقول إذا أهل شهر رجب

جب رجب (مہینہ) کا چاند نظر آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٦٥٩) - أخبرنا ابن منيع، حدثنا عبدالله بن عمر القواريري، ثنا زائدة ابن أبي الرقاد، قال: حدثني زياد النميري، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل رجب قال:

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا شَهْرَ رَمَضَانَ﴾

قال: وكان يقول: إن ليلة الجمعة ليلة غراء ويومها يوم ازهر.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢٥٩/١) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٣٩٣٩/١٨٩/٤) وفي «الدعا» (رقم ٩١١) وابو نعيم في «الحلية» (٢٦٩/٦) والبيهقي في «شعب الايمان» (٣٨١٥/٣٧٥/٣)

(۶۵۹) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رجب کا مہینہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا شَهْرَ رَمَضَانَ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ (ہمارے لئے) رجب اور شعبان کو بابرکت بنائیے اور ہمیں رمضان کا مہینہ نصیب فرمائیے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے: جمعہ کی رات سفید روشن ہوتی ہے اور جمعہ کا دن صاف اور شفاف ہوتا ہے۔“

فائدہ: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رجب اور شعبان کا مہینہ رمضان کا پیش خیمہ ہے اس لئے اس میں برکت کے حصول کے ساتھ رمضان کے مہینہ تک پہنچنے کی دعا کی گئی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رجب اور شعبان سے رمضان کی تیاری کرنی چاہئے۔

باب الإستئذان

(کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے) اجازت طلب کرنا

کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینا واجب ہے۔ بغیر اجازت کے داخل ہونا جائز نہیں ہے۔
(تکملہ فتح الملہم ۴/۲۲۹)

علماء نے لکھا ہے کہ محارم کے پاس بھی بغیر اجازت کے جانا جائز نہیں ہے حتی کہ اگر کوئی بغیر اجازت جائے تو اس کو نکالنا بھی جائز ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۲۵)

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے چھ باب اور ان کے ذیل میں چھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٦٦٠) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا عمرو بن محمد الناقد، و إسحاق بن أبي إسرائيل، قالا: ثنا سفيان بن عيينة عن الزهري، عن سهل بن سعد رضي الله تعالى عنه قال: اطلع رجل من جحر في حجرة النبي صلى الله عليه وسلم والنبي صلى الله عليه وسلم معه مدرى يحك به رأسه، فقال: لو أعلم أنك تنظر لطعنت به في عينك، إنما جعل الاستيذان من أجل النظر.

اخرجه احمد في «مسنده» (٣٣٠/٥) والبخاري (٥٨٨٧/٢٣٠٤/٥) (٩٢٢/٢) والمسلم (٢١٥٦/١٦٩٨/٣) (٢١٢/٢) والترمذي (٢٧٠٩/٦٤/٥) (٢٠٠/٢) والطبراني في «المعجم الكبير» (٥٦٦٠/١٠٩/٦)

(٦٦٠) ترجمہ: ”حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں میں سے ایک حجرہ میں جھانکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چھوٹی لکڑی تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر کھجا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم دیکھ رہے ہو تو میں اس سے تمہاری آنکھ کو مارتا، اجازت طلب کرنا دیکھنے کی وجہ سے تو ہے (جب دیکھ لیا تو اجازت کی ضرورت ہی کہاں رہی)۔“

فائدہ: جب آدمی کسی کے گھر میں بغیر اجازت جاتا ہے تو ممکن وہ ایسی باتوں پر مطلع ہو جائے جس کو گھر والا ناپسند کرتا ہے۔
(فتح الباری ۱۱/۲۴)

اس لئے بغیر اجازت جانا خلاف اخلاق ہے حضور علیہ السلام نے کئی احادیث میں اس کو منع فرمایا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کے گھر میں بغیر اجازت دیکھے اگر اس نے ایسا کیا تو وہ گھر میں داخل ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب آنکھ نے (کسی کے گھر میں بغیر اجازت) دیکھ لیا تو اب اجازت کی ضرورت باقی نہ رہی۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے اجازت سے پہلے کسی کے گھر میں دیکھا اس نے فسق کیا۔ (فتح الباری ۱۱/۲۴)

آنکھ نکالنے کا مسئلہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر آدمی کے لئے اپنے گھر والوں کے پاس کسی کو بغیر اجازت نہ آنے دینا جائز ہے۔ اگر وہ نہ رکے تو اس سے لڑنا بھی جائز ہے۔ (تکملہ فتح الملہم ۴/۲۲۷)

اگر بغیر آنکھ نکالے نہ رکتا ہو تو آنکھ نکالنے کی صورت میں گھر والے پر کوئی تاوان نہیں ہے اور اگر رک سکتا ہو تو تاوان ہوگا۔
(بذل ۶/۳۶۱، نقلاً عن درمختار وردالمحتار)

باب كيف يستاذن

اجازت کس طرح طلب کی جائے

(٦٦١) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا محمد بن المثنى، ثنا محمد ابن جعفر، ثنا شعبة، عن منصور، عن ربعي، عن رجل من بني عامر أنه استأذن على النبي ﷺ فقال: ألج؟ فقال النبي ﷺ: اخرجوا إليه فإنه لا يحسن الاستئذان، فقولوا له: فليقل: السلام عليكم، أأدخل، فسمعته يقول ذلك، فقلت: السلام عليكم أأدخل، فأذن لي، قد خلت.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٥/٢٤٢/٢٥٦٧٢) واحمد فى «مسنده» (٥/٣٦٨-٣٦٩) وابوداؤد (٤/٣٥٤/٥١٧٩) (٢/٣٤٧) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم٣١٦) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (٨/٤٣٠)

(۶۶۱) ترجمہ: ”بنی عامر (قبیلے) کے ایک صاحب فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کے لئے اجازت طلب کی اور عرض کیا: کیا میں داخل ہو جاؤں؟ آپ ﷺ نے (لوگوں سے) ارشاد فرمایا: ان کے پاس جاؤ (اور ان کو اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھاؤ کیونکہ) وہ اجازت طلب کرنے کا طریقہ نہیں جانتے ہیں۔ ان سے کہو کہ وہ السلام علیکم کیا میں داخل ہو جاؤں کہیں (یہ صاحب کہتے ہیں) میں نے آپ ﷺ کی یہ بات سن لی۔ میں نے کہا: السلام علیکم کیا میں داخل ہو جاؤں؟ آپ ﷺ نے مجھے داخل ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ میں داخل ہوا۔“

فائدہ: اس حدیث سے اجازت لینے کا طریقہ معلوم ہوا کہ سلام کر کے اجازت لینی چاہئے۔

اجازت لینے کا طریقہ

مستحب یہ ہے کہ اجازت لینے والا اپنا نام بتائے۔ (تکملہ فتح الملہم ۴/۲۳۰)

السلام علیکم کہے اور کہے کیا میں داخل ہو سکتا ہوں۔

داخل ہونے کا یہ طریقہ اس وقت ہے کہ جب گھر والا آواز سن سکتا ہو اگر (دور نہ ہونے کی وجہ سے) آواز نہ سن سکتا ہو تو دروازہ کھٹکھٹانا یا گھنٹی بجانا کافی ہے۔ دروازہ بجانے میں ادب یہ ہے کہ آہستہ بجایا جائے تا کہ وہ سن لے۔ اتنی زور سے بجانا جس سے گھر والے کو تکلیف ہو (یا وہ گھبرا جائے کہ نجانے کون ہے) درست نہیں حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دروازے ناخنوں سے کھٹکھٹائے جاتے تھے۔ (تکملہ فتح الملہم ۴/۲۳۰)

ایک ادب یہ بھی ہے کہ دروزاہ کھٹکھٹانے کے بعد دائیں یا بائیں کھڑا ہونا چاہئے (دروازے کے سامنے منہ کر کے نہیں کھڑا ہونا چاہئے)۔ (کما فعلہ رسول اللہ ﷺ فتح الباری ۱۱/۲۵)

باب كم مرة يستأذن

کتنی مرتبہ اجازت طلب کرنا چاہئے

(٦٦٢) - أخبرني محمد بن علي بن يحيٰى بن بري، حدثنا محمد ابن عبدالملك بن أبي الشوارب، ثنا يزيد بن زريع، ثنا داود بن أبي هند، عن أبي نضرة عن أبي سعيد، أن أا موسى استأذن على عمر رضي الله تعالى عنهم ثلاث مرات، فلم يأذن له، فرجع، فقال عمر: ما رجعك؟ قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إذا استأذن المستأذن ثلاث مرات، فإن أذنه له، و إلا فليرجع.

اخرجه احمد فى «مسنده» (١٩/٣) والمسلم (٢١٥٣/١٦٩٤/٣) (٢١٠/٢) وابوداؤد (٥١٨٠/٣٤٥/٤) وابن حبان فى «صحيحه» (٥٨٠٦/١٢٢/١٣) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (٩٧/٧-٩٨)

(۶۶۲) **ترجمہ:** ’’حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تین مرتبہ اجازت طلب کی۔ انہوں نے ان کو اجازت نہیں دی۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوٹ آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ان سے) کہا: تم کیوں لوٹ آئے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب اجازت طلب کرنے والا تین مرتبہ اجازت طلب کر چکے پھر اگر اس کو اجازت مل جائے (تو ٹھیک ہے) ورنہ وہ واپس چلا جائے۔‘‘

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین مرتبہ اجازت طلب کرنی چاہئے اگر پھر بھی اجازت نہ ملے تو واپس آ جانا چاہئے۔

اگر تین مرتبہ اجازت طلب کی اور گمان یہ ہوا کہ شاید گھر والوں نے نہ سنا ہو تو یہاں علماء کے تین مذاہب ہیں۔

1. واپس چلا جائے۔
2. تین سے زائد مرتبہ اجازت طلب کرے۔
3. اگر سلام کے لفظ کے ساتھ اجازت طلب کی تو لوٹ جائے ورنہ اجازت طلب کرے۔

(دلیل الفالحین ۳۵۳/۲، شرح مسلم للنووی، کذا فی الفتح ۲۷/۱۱)

اس سے معلوم ہوا کہ اجازت نہ ملنے پر گھر والے سے ناراض اور تنگدل نہ ہونا چاہئے ممکن ہے کہ وہ ایسی حالت میں ہو کہ نہ ملنا چاہتا ہو کسی مسلمان کو ایسی حالت میں ملنے پر مجبور کرنا ناپسندیدہ ہے۔ (تکملہ فتح الملہم ۲۳۰/۴)

باب كم مرة يسلم المستاذن

اجازت طلب کرنے والے کو کتنی مرتبہ سلام کرنا چاہیے

(٦٦٣) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا محمد بن أحمد بن يوسف الصيدلاني، ثنا عيسى بن يونس، ثنا ابن أبي ليلى، عن محمد بن عبدالرحمن ابن سعد بن زرارة، عن محمد بن شرحبيل، عن قيس بن سعد بن عبادة، عن أبيه، أن النبي ﷺ دخل فقال: السلام عليكم، فرد سعد وخافت، ثم قال: السلام عليكم، فرد سعد وخافت، فلما رأى النبي ﷺ أنه لا يؤذن لهٗ انصرف، فخرج سعد في أثره، فقال: يا رسول الله! ما منعني أن أسمعك إلا أني أحببت أن أستكثر من تسليمك، فرجع معه، فوضع لهٗ ماء في جفنة، فاغتسل، ثم أمر بملحفة مصبوغة بورس فالتحف بها كأني أنظر إللى أثر الورس في عكته، فقال:

﴿اَللّٰهُمَّ صلِّ على الانصار وعلى ذُرِّيَّةِ الانصار.﴾

اخرجه ابوداؤد (٥١٨٥/٣٤٧/٤) (٣٤٨/٢) والبزار في «مسنده» (١٩٦/٩-٣٧٤٤/١٩٧) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠١٥٦/٨٩/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣٢٤) والطبراني في «المعجم الكبير» (٣٤٩/١٨-٨٩٠/٣٥٠)

(۶۶۳) ترجمہ: ”حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس) تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے (اجازت طلب کرنے کے لئے فرمایا) السلام علیکم۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور آہستہ آواز میں دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا السلام علیکم۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور آہستہ آواز میں دیا۔ پھر آپ ﷺ نے السلام علیکم فرمایا۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور آہستہ جواب دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ (حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ ﷺ کو اجازت نہیں دے رہے تو آپ ﷺ واپس تشریف لے گئے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے جواب دینے سے صرف اس بات نے روکا کہ میں آپ کے سلام کو زیادہ سے زیادہ حاصل کروں۔ رسول اللہ ﷺ حضرت

سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ واپس تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک بڑے پیالے میں پانی رکھا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا۔ پھر سرخ رنگ کی چادر لانے کا حکم فرمایا (اور وہ چادر) آپ نے لپیٹ لی (حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:) گویا میں اب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر سرخ رنگ کے نشان کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دعا دیتے ہوئے) فرمایا:

﴿اَللّٰھُمَّ صلِّ علی الانصار وعلی ذُرِّیَّۃِ الانصار.﴾

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! آپ انصار اور انصار کی اولاد پر رحمت فرمائیے۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین مرتبہ سلام کر کے اجازت لینے کے بعد اگر جواب نہ ملے تو واپس لوٹ جانا چاہیے اور تنگدل نہ ہونا چاہیے۔

تین مرتبہ سلام کی وجہ یہ ہے کہ پہلی مرتبہ سلام سے تعارف دوسری مرتبہ تامل سوچ بچار تیسری مرتبہ اجازت دینے یا نہ دینے کے لئے ہے۔ (مظاہر حق ۴/۳۳۸)

اس میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشق بھی معلوم ہوا نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی عذر خواہی کرے تو اس کے معقول عذر کو قبول کرنا چاہیے۔

باب إخراج من دخل بغير استئذان ولا تسليم

جو شخص بغیر اجازت اور بغیر سلام کئے داخل ہو اس کو باہر نکالنے کا بیان

(٦٦٤) - حدثنا جعفر بن عيسى الحلواني، ثنا محمد بن عبدالله بن المبارك المخرمي، ثنا روح بن عبادة، ثنا ابن جريج، أخبرني عمرو بن أبي سفيان أن عمرو بن عبدالله بن صفوان أخبره: أن كلدهة بن الحنبل أخبره: أن صفوان ابن أمية بعثه في الفتح بلبن وجداية وضغابيس، والنبي ﷺ بأعلى الوادي، فدخلت عليه عليه ولم أسلم أستأذنه، فقال: ارجع، فقل: السلام عليكم، اذخل؟ وذلك بعد ما أسلم صفوان، قال عمرو: أخبرني بهذا الخبر أمية ابن صفوان، ولم يقل سمعته من كلدة.

اخرجه البخاري في «الادب المفرد» (رقم١٠٨١) وابوداؤد (٤/٢٤٤-٢٤٥/٥١٧٦) (٢/٣٤٧) والترمذي (٥/٦٤-٦٥/٢٧١٠) (٢/١٠٠) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٣١٥) والطبراني في «المعجم الكبير» (١٩/١٨٧/٤٢١)

(۶۶۴) ترجمہ: ''حضرت کلدۃ ابن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ صفوان بن امیہ نے ایک بڑے برتن میں رسول اللہ ﷺ کے لئے دودھ، ہرن کا بچہ اور ککڑی بھیجی۔ اور اس وقت رسول اللہ ﷺ مکہ کے بالائی کنارہ پر (جس کو معلیٰ کہتے ہیں) قیام پذیر تھے۔ کلدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں آپ ﷺ کی خدمت میں یونہی چلا گیا نہ تو میں نے (آپ ﷺ کی قیام گاہ میں داخل ہونے سے پہلے) سلام کیا اور نہ اندر آنے کی اجازت مانگی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: واپس جاؤ۔ (یعنی یہاں سے نکل کر دروازہ پر جاؤ) اور (وہاں کھڑے ہوکر) کہو: السلام علیکم، کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص بغیر اجازت اور بغیر سلام کے داخل ہو اس کو واپس کر دینا چاہئے۔ نیز آداب سے ناواقف آدمی کو آداب سکھانا چاہئے۔ اور جس کو آداب سکھائے جائیں اس کو برا نہیں ماننا چاہئے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ اپنی والدہ کے پاس گیا۔ میرے والد، والدہ کے پاس چلے گئے میں بھی ان کے پیچھے چلا گیا۔ انہوں نے میرے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا: کیا تم بغیر اجازت داخل ہوئے ہو۔

(فتح الباری ۱۱/۲۵)

اس سے معلوم ہوا کہ محارم کے پاس بھی اجازت لے کر جانا چاہئے۔

باب كراهية الرجل أن يقول إذا استأذن: أنا

اجازت طلب کرنے والے کا ''میں ہوں'' کہنا ناپسندیدہ ہے

(٦٦٥) - أخبرنا أبو خليفة، حدثنا أبو الوليد الطيالسي، ثنا شعبة، عن محمد بن المنكدر، قال: سمعت جابر بن عبدالله رضي الله تعالى عنه يقول: أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في دين على أبي، فدققت الباب، فقال: من ذا؟ فقلت: أنا فقال: أنا أنا، مرتين، كأنه كرهها.

أخرجه البخاري (٥/٢٣٠٦/٥٨٩٦) (٢/٩٢٣) والمسلم (٣/١٦٩٧/٢١٥٥) (٢/٢١١) وابوداؤد (٤/٣٤٨/٥١٨٧) (٢/٣٤٩) والترمذي (٥/٦٥/٦٧١١) (٢/١٠٠) وابن ماجه (٢/١٢٢٢/٣٧٠٩) (ص٢٦٣)

(۶۶۵) ترجمہ: ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے والد کے قرضے کے بارے میں حاضر ہوا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کون ہے؟ میں نے عرض کیا میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا: میں، میں گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (جواب) کو ناپسند فرمایا۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دروازہ کھٹکھٹانے پر جب گھر والا پوچھے کہ کون ہے تو جواب میں ''میں ہوں'' کہنا ناپسندیدہ ہے۔

اجازت مانگنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی پہچان واضح طور پر کرائے جس سے اس کی پہچان ہو جائے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ جس طرح پہچان پوری طرح واضح ہو سکے اس طرح پہچان کرائے خواہ نام یا کنیت (یا لقب) وغیرہ سے ہو۔

یہ کلمہ ''میں ہوں'' پہچان میں کوئی فائدہ نہیں ہے ممکن ہے پوچھنے والا آواز نہ پہچانتا ہو یا اگر پہچانتا بھی ہو تو بعض اوقات تمیز مشکل ہو جاتی ہے نیز اس میں تکبر بھی ہے کہ میں ایسا آدمی ہوں جس کو پہچان کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

(تکملہ فتح الملہم ۴/۲۳۶)

باب كيف الاستثناء في المخاطبة

جو اللہ تعالیٰ چاہیں اور فلاں چاہے کہنا کیسا ہے؟

(٦٦٦) - أخبرني أبو عروبة، حدثني محمد بن المثنى، ثنا محمد بن جعفر، ثنا شعبة، عن منصور، عن عبدالله بن يسار، عن حذيفة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: لا تقولوا: ماشاء الله وشاء فلان، ولكن قولوا: ما شاء الله ثم شاء فلان.

اخرجه احمد في «مسنده» (٣٨٤/٥) وابوداؤد (٤٩٨٠/٢٩٥/٤) (٣٣٢/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠٨٢١/٢٤٥/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٩٨٥) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٥٦٠١/٢١٦/٣)

(۶۶۶) ترجمہ: ''حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم (لوگ) ماشاء اللہ وشاء فلاں (جو اللہ تعالیٰ اور فلاں چاہیں) نہ کہو بلکہ ماشاء اللہ ثم شاء فلاں (جو اللہ چاہے پھر جو فلاں چاہے) کہو۔''

نوع آخر:

(٦٦٧) - أخبرنا أبو خليفة، حدثنا محمد بن كثير، أخبرنا سفيان الثوري، عن الأجلح، عن يزيد بن الأصم، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، قال: سمع رسول الله ﷺ رجلا يقول: ما شاء الله وشئت، فقال: أجعلت لله عزوجل عدلا؟ قل: ﴿مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ﴾

أخرجه أحمد في «مسنده» (٢٨٣/١) والبخاري في «الادب المفرد» (رقم ٧٨٣) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٩٨٨) والطبراني في «المعجم الكبير» (١٣٠٠٥/٢٤٤/١٢) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٥٦٠٣/٢١٧/٣)

(۶۶۷) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا: ماشاء اللہ وشئت (کہ جو اللہ تعالیٰ اور تم چاہو) آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا کوئی ہمسر (برابری والا) بنادیا ہے؟ (بلکہ یوں) کہو!

﴿مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ﴾ ...... ترجمہ: ''جو اللہ تعالیٰ اکیلے چاہیں۔''

فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادے کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ مطلق العنان بادشاہ ہیں ان کی مشیت کسی کے ساتھ مقید نہیں ہوسکتی ہے ہاں تمام مخلوق کی مشیت اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ مقید ہے کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے کوئی انسان چاہے نہ چاہے ہوگا اور جو مخلوق چاہے اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو وہ نہیں ہوسکتا ہے۔

باب ما يقول إذا لقى العدو

جب دشمن کا سامنا ہو تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

جہاد ایک عظیم فریضہ ہے ہر مسلمان کا دل اس جذبہ سے سرشار رہنا چاہئے اس جذبہ سے دل کے خالی ہونے کو نفاق فرمایا ہے، اس کے لئے روانہ ہوتے وقت، دشمن سے مقابلے کے وقت، اس کی طرف بڑھتے اور لپکتے وقت، اور زخمی ہوتے وقت کیا دعائیں پڑھنی چاہئیں اور اللہ تعالیٰ سے کس طرح مدد مانگنی چاہئے، اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو باب اور ان کے ذیل میں دو احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٦٦٨) - حدثنى بيان بن أحمد، حدثنا الحسين بن الحكم الحميرى، حدثنا حسن بن حسين الأنصارى، ثنا حفص بن راشد، ثنا جعفر ابن سليمان، عن خليل بن مرة، عن عمرو بن دينار، عن جابر بن عبدالله الأنصارى رضى الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم حنين: لا تتمنوا لقاء العدو، فإنكم لا تدرون ما تبتلون به منهم، فإذا لقيتموهم، فقولوا:

﴿ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبُّنَا وَرَبُّهُمْ وَقُلُوْبُنَا وَقُلُوْبُهُمْ بِيَدِكَ وَ إِنَّمَا تَغْلِبُهُمْ أَنْتَ. ﴾

والزموا الأرض جلوسا، فإذا غشو كم فثوروا وكبروا.

اخرجه عبدالرزاق فى «المصنف» (٢ /٤٧٨/ ٢٤٥٥) والطبرانى فى «المعجم الصغير» (٢/٦٥/ ٧٩٠) والحاكم فى «المستدرك» (٣/ ٤٠) واخرجه احمد سطره الاول فى «مسنده» (٢/ ٤٠٠) والطبرانى ايضا فى «المعجم الاوسط» (٨/ ٨٩/ ٨٠٥٦)

(۶۶۸) ترجمہ: ”حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے دن فرمایا: تم (لوگ) دشمن سے ملنے کی (یعنی جنگ کی) تمنا نہ کیا کرو۔ کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ تم ان سے کس مصیبت میں مبتلا ہو گے۔ (اور) جب تمہارا ان سے سامنا ہو تو یہ دعا پڑھو:

﴿ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبُّنَا وَرَبُّهُمْ وَقُلُوْبُنَا وَقُلُوْبُهُمْ بِيَدِكَ وَ إِنَّمَا تَغْلِبُهُمْ أَنْتَ. ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ ہمارے اور ان کے رب ہیں، ہمارے اور ان کے دل آپ کے ہاتھ میں ہیں آپ ہی ان کو شکست دینے والے ہیں۔“

(اور یہ فرمایا) زمین پر بیٹھ جاؤ اور جب وہ تم پر (لڑنے کے لئے) چڑھ آئیں تو ان کو مارو اور اللہ اکبر کہو۔“

فائدہ: دشمن سے مقابلے کی تمنا نہ کرو کا مطلب یہ ہے کہ مجاہدے اور مشقت کو از خود نہ مانگو ہاں اگر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آجائے تو دوسری بات ہے۔

جیسا کہ ایک صحابی نے صبر کا سوال کیا کہ آپ علیہ السلام نے ان کو فرمایا کہ یہ تو تم نے اللہ تعالیٰ سے بلاء مانگ لی (کیونکہ صبر تو مصیبت پر ہوتا ہے گویا مصیبت آئے پھر اس پر صبر کیا جائے) اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کیا کرو۔ (ترمذی ۲/۱۹۲، ۱۹۳)

پھر اس موقع پر اللہ اکبر کہو کہ اللہ تعالیٰ ہیں بڑے ہیں ان کی بڑائی کے آگے نہ کوئی کثرت ہی کام آسکتی ہے اور نہ ہی کوئی قوت اس لئے اس بڑے کا نام لے کر ان پر ٹوٹ پڑا۔

حصن حصین میں ہے کہ جب دشمن پر حملہ کرو تو "خَرِبَتْ" ...... آگے اس شہر کا نام لے کر حملہ کرو۔ (حصین حصین صفحہ ۱۹۱)

باب ما يقول إذا طعنه العدو

جب زخمی ہو جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٦٦٩) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبأنا عمرو بن سواد بن الأسود ابن عمرو، أخبرنا ابن وهب، أخبرني يحيٰى بن أيوب، عن عمارة بن غزية، عن أبي الزبير، عن جابر بن عبدالله رضی اللہ تعالیٰ عنہما، قال: لما كان يوم حنين وولى الناس كان رسول الله ﷺ في ناحية في اثني عشر رجلا من الأنصار، وفيهم طلحة بن عبيدالله، فأدركهم المشركون، فالتفت النبي ﷺ فقال: من للقوم؟ فقال طلحة: أنا، فقال رسول الله ﷺ: كما أنت، فقال: رجل من الأنصار: أنا يا رسول الله، فقال: أنت، فقاتل حتى قتل، ثم التفت و إذا المشركون، فقال: من للقوم؟ فقال طلحة: أنا فقال: كما أنت، فقال رجل من الانصار: أنا، فقال: أنت، فقاتل حتى قتل، فلم يزل يقول ذلك ويخرج إليهم رجل من الأنصار فيقاتل قتال من قبله حتى يقتل حتى بقي رسول الله ﷺ وطلحة بن عبيدالله، فقال رسول الله ﷺ: من للقوم؟ فقال طلحة: أنا، فقاتل طلحة قتال الأحد عشر حتى ضربت يده فقطعت أصابعه فقال: حسا، فقال رسول الله ﷺ: لو قلت: بِسْمِ اللّٰهِ لرفعتك الملائكة والناس ينظرون، ثم رد الله عزوجل المشركين.

اخرجه النسائي في «السنن الكبرى» (٤٣٥٧/٢٠/٣) وفي «السنن المجتبى» (٦/٢٩-٣١٤٩/٣٠) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم٦١٩) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٨٧٠٤/٣٠٤/٨) وابو نعيم في «معرفة الصحابة» (١/٩٦-٣٧١/٩٧) كما في «العجالة» (٧٦٣/٢)

(۶۶۹) ترجمہ: ”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حنین کے دن جب لوگ (لڑائی سے) بھاگ گئے تو رسول اللہ ﷺ (میدان کے) ایک کنارہ میں بارہ انصاری صحابہ کے ساتھ رہ گئے ان میں طلحہ بن عبیداللہ بھی تھے۔ مشرکین نے ان لوگوں پر حملہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ متوجہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں سے کون ان سے مقابلہ کرے گا؟ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: میں ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جہاں ہو وہیں رہو۔ ایک انصاری صحابی نے عرض کیا: میں ہوں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: تم (لڑو) ان انصاری صحابی نے لڑائی کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے، پھر آپ ﷺ متوجہ ہوئے

مشرکین حملے کے لئے آ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں کون ان کا مقابلہ کرے گا؟ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جہاں ہو وہیں رہو۔ ایک انصاری صحابی نے عرض کیا: میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم (لڑو) ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لڑائی کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ اسی طرح ہوتا رہا مشرکین سے مقابلہ کے لئے ایک انصاری نکلتا اور اپنے مقابل سے اپنے ساتھی کی طرح مقابلہ کرتا یہاں تک کہ شہید ہو جاتا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باقی رہ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں کون ان کا مقابلہ کرے گا؟ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: میں ہوں۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے گیارہ ساتھیوں کی طرح مقابلہ کیا یہاں تک کہ ان کے ہاتھ پر چوٹ لگی اور ان کی انگلیاں کٹ گئیں۔ انہوں نے (تکلیف کی وجہ سے) حس کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم بسم اللہ کہتے تو تمہیں فرشتے اٹھا لیتے اور لوگ دیکھتے رہتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو پھیر دیا۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب لڑائی میں زخم لگے تو بسم اللہ کہنا چاہئے۔ نیز صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جذبہ جہاد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کو اپنی جانوں پر ترجیح دینا اور آپ سے والہانہ عشق کہ اپنی جانوں کی پرواہ نہ کرنا بھی معلوم ہوتا ہے۔

کچھ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان صحابہ میں سے ہیں جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری دی ہے۔ (استیعاب:۲/۶۱۵)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ صحابہ کی شوریٰ میں ان کو شامل فرمایا اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں گئے کہ طلحہ سے راضی تھے۔ (استیعاب:۲/۷۶۶)

رسول اللہ نے صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھا اور فرمایا: جو یہ پسند کرتا ہے کہ زمین پر شہید کو چلتے ہوئے دیکھے وہ طلحہ کو دیکھے۔ (استیعاب:۲/۷۶۶)

بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ (استیعاب:۲/۶۱۵)

اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھے اور آپ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے گھیر رکھا تھا۔ (البدایہ والنہایہ:۳/۱۵۶)

اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اپنے جسم سے کی اور اپنے ہاتھ سے تیروں کو روکا حتیٰ کہ آپ کی انگلیاں شل ہوگئیں۔ (اصابہ:۳/۳۵۰)

اُحد کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹان پر بیٹھنا چاہا تو آپ نہ بیٹھ سکے تو حضرت طلحہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پیٹھ پر اٹھا کر بٹھایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اوجب طلحہ کہ طلحہ نے جنت کو واجب کرلیا۔ (البدایہ والنہایہ:۳/۱۶۷)

باب استحباب الذكر بعد العصر إلى الليل

عصر کے بعد رات تک ذکر کرنا مستحب ہے

(٦٧٠) - حدثنا ابن صاعد، ثنا حماد بن يزيد (ح) وأخبرنا أبو يعلى، ثنا أبو الربيع الزهراني وخلف بن هشام، قالا: حدثنا حماد بن زيد، ثنا الملعلى ابن زياد، عن يزيد الرقاشي، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: لأن أجلس مع عقوم يذكرون الله عزوجل من صلاة العصر إلى أن تغرب الشمس أحب إلى من أن أعتق ثمانية من ولد إسمعيل. وزاد لوين: كان أنس إذا حدث بهذا الحديث أقبل على فقال: والله ما هو بالذى تصنع أنت وأصحابك، ولكنهم قوم يتحلقون الحلق.

اخرجه ابوداؤد (٣٦٦٧/٣٢٤/٣) (١٥٩/٢) والحارث بن اسامة فى «مسنده» كما فى «بغية الباحث» (١٠٤٨/٩٥٠/٢) وابويعلى فى «مسنده» (٤١٢٦/١٥٤/٧) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ١٨٧٩) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (٣٨/٨)

(۶۷۰) **ترجمہ:** ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھوں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر عصر کی نماز سے مغرب تک کرتے ہوں یہ مجھے اس سے پسندیدہ ہے کہ میں (حضرت) اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد میں سے آٹھ غلام آزاد کروں۔ (حدیث کے راوی) لوین نے اس آگے یہ بھی فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ حدیث روایت کی تو میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ وہ چیز نہیں ہے جو تم اور تمہارے ساتھی کرتے ہو بلکہ صحابہ وہ لوگ تھے جو (ذکر کے لئے) حلقے بنا کر بیٹھا کرتے تھے۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اللہ جل شانہ کا پاک ارشاد نقل فرمایا کہ (میرے بندے!) تو صبح کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر مجھے یاد کر لیا کر میں درمیانی حصہ میں تیری کفایت کروں گا (ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر کیا کر وہ تیری مطلب برآری میں معین ہوگا۔ (اخرجہ احمد فی الدر کمافی فضائل الاعمال ۴۴۰)

آخرت کے واسطے نہ سہی دنیا کے واسطے ہم لوگ کیسی کیسی کوشش کر ڈالتے ہیں۔ کیا بگڑ جائے اگر تھوڑی سی دیر صبح اور عصر کی نماز کے بعد بھی اللہ کا ذکر کر لیا کریں۔ احادیث میں کثرت سے ان دو وقتوں میں اللہ کے ذکر کے فضائل وارد ہوئے ہیں اور جب اللہ جل جلالہ کفایت کا ارادہ فرما لیتے ہیں پھر کسی دوسری چیز کی کیا ضرورت باقی ہے۔ (فضائل اعمال ۴۴۰)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے غلام اس لئے فرمایا کہ وہ غلاموں میں سب سے بہترین (اور مہنگے) غلام ہوتے تھے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۱۴/۲)

باب ما يستحب أن يقرأ في اليوم والليلة

دن رات میں کتنا قرآن شریف پڑھنا چاہیے

دن رات میں قرآن پڑھنا ہر مسلمان پر قرآن کریم کا حق ہے۔ کتنا قرآن پڑھنا اس حق کی ادائیگی کے لئے کافی ہوگا، مختلف سورتوں اور آیات کی فضیلت کے بیان میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے گیارہ باب اور ان کے ذیل میں ۱۳۵ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٦٧١) - أخبرنا الحسن بن يوسف، حدثنا علي بن عبدالرحمن بن المغيرة، ثنا عثمان بن صالح، ثنا ابن لهيعة، عن حميد بن مخراق، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ قال: من قرأ في يوم وليلة خمسين آية لم يكتب من الغافلين، ومن قرأ مائة آية كتب من القانتين، ومن قرأ مائتي آية لم يحاجه القرآن يوم القيامة، ومن قرأ خمس مائة آية كتب لهٔ قنطار من الأجر.

اخرجه ابن خزيمه في «صحيحه» (١١٤٢/١٨٠/٢) والدارمي في «سننه» (٣٤٤٩/٥٥٦/٢) والطبراني في «المعجم الكبير» (٨٧٢٧/١٤٦/٩) والحاكم في «المستدرك» (٧٤٢/١) والبيهقي في «شعب الايمان» (١٢٩٩/٤٠٢/٢)

(۶۷۱) **ترجمہ:** ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص دن رات میں پچاس آیتیں پڑھے گا تو وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا، جو شخص سو آیتیں پڑھے گا وہ قانتین میں سے لکھا جائے گا جو شخص دو سو آیتیں پڑھے گا قیامت کے دن قرآن اس سے جھگڑا نہیں کرے گا اور جو شخص پانچ سو آیتیں پڑھے گا اس کے لئے ایک قنطار کا ثواب لکھا جائے گا۔''

فائدہ: قرآن جھگڑا نہیں کرے گا کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص قرآن نہیں پڑھتا اور اس سے تعلق نہیں رکھتا تو قرآن اس پر لعنت ملامت کرتا ہے تو جو شخص دو سو (یا مختلف روایات کے مطابق سو، بیس وغیرہ) آیتیں پڑھے گا تو قرآن کریم کی لعنت و ملامت کے دفعیہ کے لئے کافی ہے۔

ختم قرآن کتنے دن میں ہونا چاہیے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن پڑھنے کا حق ہر مسلمان پر ہے۔ (مرقاۃ ۳۸۰/۴)

اس حق کی ادائیگی میں علماء کے کئی اقوال ہیں۔

بعض علماء کی رائے ہے کہ سال میں دو ختم قرآن کریم کا حق ہے جیسا کہ شرح احیاء میں امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے

منقول ہے۔ (فضائل اعمال صفحہ ۲۶۹)

ایک سال میں کم از کم ایک ختم۔ (مظاہر حق ۲/ ۳۸۷)

چالیس دن میں ایک ختم۔ (مظاہر حق ۲/ ۳۸۷)

ایک ماہ میں ایک ختم۔ (فضائل اعمال صفحہ ۲۵۵)

سات دن میں ایک ختم عام صحابہ کا معمول تھا۔ (فضائل اعمال صفحہ ۲۵۵)

قرآن کریم کی چھ ہزار آیتوں پر سب کا اتفاق ہے آگے کی تعداد میں اختلاف ہے۔ (فضائل اعمال ۲۲۴)

اگر مذکورہ بالا حدیث ہی کی طرف نظر کی جائے اور آیتیں چھ ہزار ہی شمار کی جائیں تو اوسطاً روزانہ ایک پارہ پڑھنا معلوم ہوتا ہے اور ایک روایت میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ میں قرآن کتنے دنوں میں ختم کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ماہ ایک ختم کیا کرو۔ (فتوحات ربانیہ ۳/ ۲۲۸)

اس سے بھی ایک ماہ کی تائید ہوتی ہے۔ کم از کم اگر دو دو رکوع بھی اگر پڑھے جائیں تو سال میں ایک ختم با آسانی ہوسکتا ہے اور اگر ایک پاؤ پڑھیں تو تین ختم با آسانی ہوسکتے ہیں۔

آہستہ آہستہ عادت بنا کر ایک پارہ پر لے آئیں تو کیا مشکل ہے۔

(٦٧٢) - أخبرنا أحمد بن عمير، حدثنا عبيدالله بن سعيد، ثنا أبي، ثنا يحيٰى بن أيوب، عن يزيد بن أبي زياد الرقاشي، حدثه عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: (من قرأ أربعين، آية في ليلة لم يكتب من الغافلين، ومن قرأ مائة آية كتب من القانتين، ومن فقرأ مائتي آية لم يحاجه القرآن، ومن قرأ خمس مائة آية كتب لهٗ قنطار من الأجر.

(۶۷۲) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص رات میں چالیس آیتیں پڑھے گا وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا، جو شخص سو آیتیں پڑھے گا وہ قانتین میں لکھا جائے گا، جو دو سو آیتیں پڑھے گا قرآن اس سے جھگڑا نہیں کرے گا اور جو شخص پانچ سو آیتیں پڑھے گا اس کے لئے ایک قنطار کا ثواب لکھا جائے گا۔''

فائدہ: قنطار کے بقدر کا مطلب یہ ہے کہ قنطار کی تعداد کے برابر یا قنطار کے وزن کے برابر ثواب ملے گا۔ (مظاہر حق ۲/ ۴۳۰)

نوع آخر:

(٦٧٣) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا محمد بن إسماعيل بن أبي سمينة، ثنا أبو توبة الربيع بن نافع، ثنا الهيثم بن حميد، عن يزيد بن واقد، عن سليمان ابن موسى، عن كثير بن مر، عن

تمیم الداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من قرأ في اليوم والليلة مائة آية كتب لهٗ قنوت ليلة.

مضى تخريجه (برقم ٤٣٨)

(۶۷۳) ترجمہ: ''حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص دن رات میں سو آیتیں پڑھے گا اس کے لئے رات کے قیام کا ثواب لکھا جائے گا۔''

فائدہ: قرآن کریم کا جھگڑا دو قسم کا ہے ایک قرآن کریم نہ پڑھنے کی وجہ سے دوسرے اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے تو پڑھنے والے سے پڑھنے کے بارے میں تو نہیں جھگڑے گا لیکن عمل نہیں کیا تو اس کے بارے میں تو جھگڑے گا اس لئے اگر قرآن شریف پڑھے اور عمل کرے تو پھر بالکل ہی نہ جھگڑے گا۔ (مظاہر حق ۲/۴۳۰)

(٦٧٤) - أخبرنا عبدالله بن أحمد بن عبدان، حدثنا زيد بن الحريش، ثنا الأغلب بن تميم، عن أيوب ويونس و هشام، عن الحسن، عن أبي هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: من قرأ يس في يوم وليلة ابتغاء وجه الله عزوجل غفر الله له.

مضى تخريجه (برقم ٤٣٨)

(۶۷۴) ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص دن رات میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے سورہ یٰسین پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمائیں گے۔''

فائدہ: گناہوں سے مراد گناہ صغیرہ ہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہیں (اور ساتھ میں توبہ و استغفار ہو) تو کبیرہ بھی بخشے جاتے ہیں۔ (مظاہر حق ۲/۴۲۶)

سورہ یٰسین کے فضائل:

1. جو شخص دن کے ابتدائی حصے میں سورہ یٰسین پڑھتا ہے اس کی تمام حوائج پوری کی جاتی ہیں۔ (دارمی عن عطا بن ابی رباح مشکوٰۃ ۱۸۹)
2. ہر چیز کا دل ہوتا ہے قرآن کریم کا دل یٰسین ہے جو شخص اس کو پڑھتا ہے اس کے پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو دس مرتبہ قرآن شریف پڑھنے کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ (ترمذی عن انس مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۷)
3. آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ سورہ یٰسین میرے ہر امتی کے دل میں ہو۔
4. جو شخص سورہ یٰسین ہر رات پڑھے جب وہ مرے گا تو شہید ہوگا۔
5. جس شخص نے سورہ یٰسین اور صافات جمعہ کے دن پڑھی اور پھر جو دعا مانگی وہ قبول ہوتی ہے۔ (مظاہر حق ۲/۴۳۳)

نوع آخر:

(٦٧٥) - أخبرنا سليمان بن الحسين بن المنهال، أخبرنا أبو كامل الجحدري، حدثنا

عبدالواحد بن زیاد، ثنا اللیث بن سلیم، عن أبی الزبیر، عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینام کل لیلة حتی یقرأ ألم تنزیل الکتاب، وتبارک الذی بیدہ الملک.

قال: وقال طاؤس: وتفضلان کل سورة من القرآن ستین حسنة.

اخرجه الدارمی فی «سننه» (۳۴۱۵/۵٤۸/۲) وابن حبان فی «صحیحه» (۲۵۷٤/۳۱۲/٦) والطبرانی فی «المعجم الاوسط» (۳۵۰۹/۲۱/٤) وفی «المعجم الصغیر» (٤١٧/۲۵۵/۱) والبیهقی فی «شعب الایمان» (۲٤۵۸/٤۷۹/۲)

(٦٧٥) ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک الم تنزیل الکتاب (سورہ الم سجدہ) اور تبارك الذی (سورۃ ملک) نہ پڑھ لیتے سوتے نہیں تھے۔ طاؤس رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ دونوں سورتیں قرآن کریم کی ہر سورت پر ساٹھ نیکیاں زیادہ رکھتی ہیں۔“

فائدہ: ایک روایت میں ستر نیکیاں زیادہ رکھتی ہیں آیا ہے۔ (ترمذی ۲/۱۱۷)

اس کا مطلب یہ ہے کہ عذاب قبر سے نجات دینے اور اس کو روکنے میں دوسری سورتوں کے مقابلے میں ستر نیکیاں زیادہ رکھتی ہیں۔ (الکوکب الدری ۴/۱۵)

عذاب قبر سے حفاظت میں سورۃ تبارک الذی کو خاص دخل ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ یہ سورت عذاب قبر کو روکنے اور عذاب قبر سے نجات دینے والی ہے۔ (ترمذی ۲/۱۱۷)

سورہ تبارک الذی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ یہ سورت ہر مؤمن کے دل میں ہو۔ ایک روایت میں ہے جس نے تبارک الذی اور الم سجدہ کو مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھا تو گویا اس نے لیلۃ القدر میں قیام کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جس نے ان دونوں سورتوں کو پڑھا اس کے لئے ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ستر برائیاں دور کی جاتی ہیں ایک روایت میں ہے کہ جس نے ان دونوں سورتوں کو پڑھا اس کے لئے شب قدر کی رات میں عبادت کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (مظاہر حق ۲/۴۳۳)

نوع آخر:

(٦٧٦) - أخبرنا أبو یعلی، حدثنا عبدالأعلی بن حماد، ثنا یزید بن زریع، عن سعید، عن قتادة، عن سالم بن الجعد، عن حدیث معدان الیعمری، عن أبی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من حفظ عشر آیات من أول سورة الکهف عصم من فتنة الدجال.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۳/٤٤٠) والترمذی (۲۸۹۲/١٦٥/۵) (۱۱۷/۲) والنسائی فی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ۷۰٦) والطبرانی فی «الدعا» (رقم ۲٦٦) والبیهقی فی «شعب الایمان» (۲٤۵۵/٤۷۸/۲)

(۶۷۶) ترجمہ: ”حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سورہ کہف کی ابتدائی دس آیات یاد کرے گا تو وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔“

فائدہ: اسی طرح وہ شخص جو آخری دس آیتیں پڑھے وہ بھی دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا اور جو شخص سوتے ہوئے سورہ کہف کا آخری حصہ پڑھے گا وہ بھی دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (مظاہر حق ۲/۴۳۳)

سورہ کہف کے دجال کے فتنے سے حفاظت کے بارہ میں علماء کے کئی قول ہیں:

❶ سورہ کہف کے شروع میں عجائب ونشانیاں ہیں جو شخص اس میں غور وفکر کرے گا وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔

(قالہ النووی فی شرح المسلم ۱/۲۷۱، کذا قال السیوطی فی مرقاۃ السعود تحفۃ الاحوذی ۸/۱۹۵)

❷ جس طرح اصحاب کہف اس ظالم بادشاہ سے محفوظ رہے اس کا پڑھنے والا بھی (اس کے پڑھنے کی برکت سے) دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ (فتح الملہم ۲/۳۵۵)

فتنۂ دجال

دجال کے فتنے سے مراد وہی فتنہ موعود ہے (جس کا ذکر ذیل میں ہے) یا ہر فتنہ ہے کہ اس سے اس سورۃ کا پڑھنے والا محفوظ رہے گا۔

اسی طرح اس کا پڑھنے والا حاکموں کے ظلم سے بھی محفوظ رہے گا۔ (الکوکب الدری ۴/۱۴)

فتنۂ دجال ایک انتہائی خطرناک فتنہ ہوگا۔ آخری زمانے میں دجال نکلے گا خلاف عادت چیزیں جو اس سے ظاہر ہوں گی اس کی وجہ سے الوہیت کا دعویٰ کرے گا جیسے وہ آسمان سے کہے گا بارش برسا تو وہ اسی وقت بارش برسائے گا اور زمین سے کہے گا اگا تو وہ اسی وقت اگائے گی۔ اسی لئے زمین پر دجال کے فتنے سے زیادہ کوئی فتنہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی بھیجا ہے اس نے اپنی قوم کو اس فتنہ سے ڈرایا ہے۔ (فتح الملہم ۲/۳۵۵)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سورہ کہف کی تین ابتدائی آیات پڑھے گا تو وہ فتنہ دجال سے بچایا جائے گا۔

ان دونوں روایتوں کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص دس آیات یاد کرے گا تو وہ دجال کے فتنہ کو پانے اور دیکھنے سے محفوظ رہے گا اور جو شخص تین آیات پڑھے گا وہ دجال کے علاوہ فتنے جس میں لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں اس فتنہ سے محفوظ رہے گا۔

ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پہلے دجال کے فتنہ سے محفوظ ہونے کی خوش خبری دس آیات پر تھی بعد میں مزید آسان کرتے ہوئے خوش خبری تین آیات پر دی گئی۔ (مرقاۃ ۴/۳۴۸، ۳۴۹)

(٦٧٧) - أخبرنا الحسين بن يوسف، حدثنا علي بن عبدالرحمن ابن المغيرة، ثنا عثمان بن صالح، ثنا ابن لهيعة، حدثني زبان بن فائد، عن سهل بن معاذ، عن أبيه، عن رسول الله ﷺ أنه قال: من قرأ أول سورة الكهف وآخرها كانت لهٗ نورا بين يديه إلى رأسه، ومن

قرأها كلها كانت لهٔ نورا من السماء إلى الأرض.

أخرجه أحمد في «مسنده» (٤٤٦/٦) والمسلم (٨٠٩/٥٥٥/١) (٢٧١/٢) وابوداؤد (٤٣٢٣/١١٧/٤) (٢٣٨/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٩٤٩) وابن حبان في «صحيحه» (٧٨٥/٦٥/٣)

(٦٧٧) ترجمہ: ''حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ابتداء اور آخر سے سورہ کہف پڑھے گا اس کے لئے اس کے سامنے اس کے سر تک (طویل) نور ہوگا اور جو شخص پوری سورۂ کہف پڑھے گا اس کے لئے آسمان سے زمین تک نور ہوگا۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھتا ہے تو اس کے لئے (اس کے دل میں ایمان و ہدایت کا) نور دوسرے جمعہ تک روشن رہتا ہے۔ (مشکوٰۃ عن البیہقی فی الدعوات الکبیر ۱/۱۸۹)

ایک جگہ ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھتا ہے تو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک روایت میں ہے جس گھر میں سورہ کہف پڑھی جاتی ہے اس رات شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہوتا ہے۔ (مظاہر حق ۲/۴۳۳)

نوع آخر:

(٦٧٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا محمد بن النضر بن مساور ثنا حماد بن زيد، عن مروان أبي لبابة أن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان رسول الله ﷺ يقرأ كل ليلة بني إسرائيل والزمر.

اخرجه ابن خزيمه في «صحيحه» (١١٦٣١٩١/٢) واحمد في «مسنده» (٦٨/٦) والترمذي (٣٤٠٥/٤٧٥/٥) (١٧٨/١) وابويعلي في «مسنده» (٤٦٤٣/١٠٦/٨) والحاكم في «المستدرك» (٣٦٢٥/٤٧٢/٢)

(٦٧٨) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر رات سورہ بنی اسرائیل اور سورہ زمر پڑھا کرتے تھے۔''

نوع آخر:

(٦٧٩) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا يحيى بن أيوب العابد ثنا مصعب ابن المقدام، حدثني أبو المقدام، عن الحسن عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ قال: من قرأ سورة الدخان في ليلة جمعة أصبح مغفورا له.

اخرجه احمد في «مسنده» (٦٨/٦) والترمذي (٣٤٠٥/٤٧٥/٥) (١٧٨/١) وابويعلي في «مسنده» (٤٦٤٣/١٠٦/٨) وابن خزيمه في «صحيحه» (١١٦٣/١٩١/٢) والحاكم في «المستدرك» (٤٧٢/٢)

(۶۷۹) ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کی رات سورہ دخان پڑھتا ہے تو وہ صبح اس حال میں کرتا ہے کہ اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن حم الدخان پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص جمعہ کی رات سورہ دخان پڑھتا ہے تو وہ اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے اور اس کا نکاح حور عین سے کیا جائے گا اور جو شخص رات کو سورہ دخان پڑھتا ہے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مظاہر حق ۲/۴۳۵)

نوع آخر:

(٦٨٠) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا إسحاق بن أبي إسرائيل، ثنا محمد ابن منيب العدني، ثنا السري بن يحيى الشيباني، عن شجاع، عن أبي ظبيبة، أن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من قرأ سورة الواقعة في كل ليلة لم تصبه فاقة أبدا أمرت أن يَّقْرَأنها كُلّ ليلة.

اخرجه احمد في «فضائل الصحابة» (١٢٤٧/٧٢٦/٢) والحارث بن اسامه في «مسنده» كما في «بغية الباحث» (٧٢١/٧٢٩/٢) وابويعلى في «مسنده» كما في تفسير القرآن العظيم لابن كثير (٢٨٣/٤) والبيهقي في «شعب الايمان» (٢٥٠٠/٤٩٢/٢) وابن عساكر في «تاريخه» كما في «كشف الخفا» (٥٥٦/١)

(۶۸۰) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص ہر رات سورہ واقعہ پڑھے گا اس پر فاقہ کبھی بھی نہیں آئے گا۔ میں نے اپنی بچیوں کو ہر رات اس سورہ کو پڑھنے کا حکم دیا ہے۔''

فائدہ: فاقہ کے معنی محتاجگی اور تنگدستی اور حاجت مندی کے ہیں لہٰذا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص سورہ واقعہ پڑھے گا اس کے لئے محتاجگی نقصان و پریشانی کا باعث نہیں بنتی کہ اس کو صبر و قناعت کی دولت عطا ہوگی یا یہ کہ ایسے شخص کو دل کی محتاجگی نہیں ہوتی یعنی ظاہری محتاجگی کے باوجود اس کا دل مستغنی ہو جاتا ہے۔ (مرقاۃ ۴/۳۷۷)

سورۂ واقعہ کے فضائل

سورہ واقعہ کے فضائل بہت سی احادیث میں آئے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سورہ حدید، سورہ واقعہ اور سورۃ رحمٰن پڑھتا ہے وہ جنت الفردوس کے رہنے والوں میں پکارا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ سورت سورۃ الغنی ہے اس کو پڑھا کرو اپنی اولاد کو سکھاؤ ایک روایت میں ہے کہ اس کو اپنی بیویوں کو سکھاؤ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی عورتوں کو اس سورت کے پڑھنے کی تاکید منقول ہے۔ (مظاہر حق ۲/۴۳۵)

نوع آخر:

(٦٨١) - أخبرنا محمد بن الحسن بن مكرم، حدثنا محمود بن غيلان، ثنا أبو أحمد الزبيري، ثنا خالد بن همان أبو العلاء، حدثني نافع، عن معقل ابن يسار، قال: قال رسول الله ﷺ: من قال حين يصبح ثلاث مرات: أعوذ بالله من الشيطان الرجيم، وقرأ ثلاث آيات من آخر سرة الحشر وُكِّل به سبعون ألف ملك يصلون عليه حتى يمسي، و إن مات في ذلك اليوم مات شهيدا، و إن قالها حين يمسي كان بتلك المنزلة.

مضى تخريجه (برقم ٨٠)

(٦٨١) ترجمہ: ''حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ اعوذ بالله من الشيطان الرجيم پڑھے اور سورہ حشر کی آخری تین آیات پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر کر دیتے ہیں جو اس کے لئے شام تک دعائے مغفرت کرتے ہیں، اگر وہ اس دن مر گیا تو شہید مرے گا اور اگر ان کلمات کو شام کو پڑھے گا تو ایسا ہی ہوگا۔''

فائدہ: "هوو الله الذى لا اله الا هو عالم الغيب" سے آخری سورہ تک۔

فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور ایک معنی یہ ہے کہ اس کے لئے خیر کی توفیق اور اس سے دفع شر کی دعا کرتے ہیں۔

شہید ہوگا کا معنی ہے کہ شہید حکمی ہوگا (یعنی دنیا میں شہید کے احکام غسل نہ دینا ان ہی کپڑوں میں دفن کرنا وغیرہ نہ ہوگا لیکن آخرت میں شہداء کا درجہ حاصل ہوگا)۔ (مرقاۃ ۴/۳۶۸)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ شیطان سے پناہ مانگے اور پھر تین مرتبہ سورہ حشر کا آخری حصہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو بھیجتے ہیں جو اس شخص سے جن وانس کے شیاطین کو دور رکھتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے سورہ حشر کی آخری آیتیں دن یا رات میں پڑھی اور وہ اس دن یا رات میں مر گیا تو اس کے لئے جنت واجب ہوگی۔ (مظاہر حق ۲/۴۳۵)

نوع آخر:

(٦٨٢) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرنا على بن حجر، حدثنا بقية ابن الوليد، عن بجير بن سعد، عن خالد بن معدان، عن عبدالله بن أبي بلال، عن العرباض بن سارية رضي الله تعالى عنه أن النبي ﷺ كان يقرأ بالمسبحات قبل أن يرقد، ويقول: إن فيهن آية هي أفضل من ألف آية.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۱۲۸/٤) وابوداؤد (٤/۳۱۳/۵۰۵۷) (۱۹۹/۱) والترمذی (۵/۱۸۱/۲۹۲۱) (۱۱۷/۲) والنسائی فی «السنن الکبری» (۵/۱٦/۸۰۲٦) وفی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ۷۱۵)

(۶۸۲) ترجمہ: ”حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے مسبّحات پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے: ان میں ایک آیت ہے جو ہزار آیتوں سے افضل ہے۔“

فائدہ: مسبحات ان سورتوں کو کہتے ہیں جن کی ابتدا سبحان یا ”سبح یسبح“ یا ”سبح“ سے ہوتی ہو۔ یہ سات سورتیں ہیں۔ ① سورہ بنی اسرائیل ② سورہ حدید ③ سورہ حشر ④ سورہ صف ⑤ سورہ جمعہ ⑥ سورہ تغابن اور ⑦ سورہ اعلیٰ۔

ان میں ایک آیت ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔ بعض علماء نے اس آیت کو بیان فرمایا ہے لیکن صحیح بات یہی ہے کہ وہ آیت پوشیدہ ہے جس طرح شب جمعہ کے دن کی اجابت دعا کی گھڑی کے بارے میں کوئی تعین نہیں ہے اسی طرح یہ بھی پوشیدہ ہے۔ (قال الطیبی مرقاۃ ۴/۳۱۷)

نوع آخر:

(٦٨٣) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا إسحاق بن منصور و محمد بن المثنى قالا: حدثنا يحيٰى بن سعيد، عن شعبة، عن قتادة، عن عباس الجشمي، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: إن في القرآن سورة ثلاثوة آية شفعت لصاحبها حتى غفر له، تبارك الذى بيده الملك.

أخرجه أبوداود (۲/۵۷/۱٤۰۰) (۱۹۹/۱) وابن ماجه (۲/۱۲٤٤/۳۷۸٦) (۲٦۷/۲) والترمذی (۵/۱٦٤/۲۸۹۱) (۱۱۷/۲) والنسائی فی «السنن الکبری» (٦/۱۷۸/۱۰۵٤٦) وفی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ۷۱۰)

ایک اور حدیث:

(۶۸۳) ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن کریم میں ایک سورت تیس آیتوں والی ہے جس نے پڑھنے والے کے لئے شفاعت کی یہاں تک کہ اس کی مغفرت کر دی گئی (وہ) تبارک الذی ہے۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرے ہر امتی کے دل میں سورہ تبارک الذی ہو (یعنی ہر ایک کو یاد ہو)۔ (مظاہر حق ۲/۴۲۱)

شفاعت کی یا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص سورہ تبارک الذی پڑھتا تھا پھر جب اس کا انتقال ہوا تو اس کو عذاب سے بچایا گیا یا اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس سورت کو پڑھے گا اس کے لئے یہ سورت قیامت کے دن شفاعت کرے گی اور اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرمائیں گے۔ (مظاہر حق ۲/۴۰۲)

نوع آخر:

(٦٨٤) - حدثنا محمد بن حريم بن مروان، ثنا هشام بن عمار، ثنا سعيد بن يحيٰى اللخمي، ثنا عبيدالله بن أبي حميد، عن أبي المليح، عن معقل ابن يسار رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أعطيت سورة البقرة من الذكر الأول، وأعطيت المفصل نافلة.

اخرجه الطبراني في «المعجم الكبير» (٥٢٥/٢٢٥/٢٠) والحاكم في «المستدرك» (٧٤٩/١) والبيهقي في «شعب الايمان» (٢٤٧٨/٤٨٥/٢)

ایک اور حدیث:

(۶۸۴) ترجمہ: ''حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے پہلی کتابوں کے بدلے میں سورہ بقرہ دی گئی ہے اور مفصل زیادتی کے طور مزید دی گئی ہیں۔''

فائدہ: ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے سبع طول (یعنی وہ سات بڑی سورتیں جو ابتدائے قرآن میں ہیں) توراۃ کی جگہ دی گئی ہیں، الرآت سے (جن سورتوں کے شروع الر یا المر ہے) طواسین (جن سورتوں کے شروع میں طس یا طسم میں) اور حامیون (جن سورتوں کے شروع میں حم ہے) کے درمیان کی سورتیں زبور کی جگہ دی گئی ہیں اور حامیمون اور مفصل کے ذریعہ مجھے امتیازی فضیلت بخشی گئی ہے مجھ سے پہلے کسی نبی نے ان سورتوں کو نہیں پڑھا (یعنی یہ صرف مجھے عطا ہوئی ہیں)۔

(مظاہر حق ۲/۳۴۳)

مفصل سورہ حجرات سے آخر قرآن سورۃ ناس تک کی صورتوں کو کہا جاتا ہے۔ یہ سورتیں پورے قرآن کا خلاصہ اس وجہ سے ہیں کہ قرآن کریم میں جو مضامین دوسری سورتوں میں مختصراً بیان ہوئے ہیں وہ ان میں تفصیلی طور پر بیان ہوئے ہیں اس لئے ان کو مفصل کہا جاتا ہے۔ (مظاہر حق ۲/۳۴۴)

نوع آخر:

(٦٨٥) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرنا محمد بن عبدالله بن يزيد، عن أبيه، عن سعيد، حدثني عياش بن عباس، عن عيسى بن هلال، عن عبدالله ابن عمرو رضي الله تعالى عنه قال: أتى رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: أقرئني سورة جامعة، فأقرأه، إذا زلزلت الأرض حتى فرغ منها، قال الرجل: والذي بعثك بالحق لا أزيد عليها آية أبدا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أفلح الرجل أفلح الرجل أفلح الرجل.

اخرجه احمد في «مسنده» (١٦٩/٢) وابوداؤد (١٣٩٩/٥٧/٢) (١٩٩/١) والنسائي في «السنن الكبرى» (٨٠٢٧/١٦/٥) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٧١٦) والحاكم في «المستدرك» (٣٦٦٤/٥٨٠/٢)

ایک اور حدیث:

(۶۸۵) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ایک صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے (اور) عرض کیا: مجھے کوئی جامع سورۃ پڑھائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سورہ اذا زلزلت الارض پڑھائی یہاں تک کہ اس سے فارغ ہوئے۔ ان صحابی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس پر ایک آیت بھی کبھی زیادہ نہیں کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (یہ) آدمی کامیاب ہوگیا، (یہ آدمی) کامیاب ہوگیا (یہ) آدمی کامیاب ہوگیا۔“

فائدہ: کامیاب ہوگیا یعنی اس نے اپنی مراد کو حاصل کرلیا۔

اس صورت کو جامع اس لئے کہا گیا ہے کہ اس میں ایک آیت ”فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره“ (یعنی جس نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی وہ اس کو دیکھ لے گا)۔ اس میں دونوں چیزیں جس کا حکم کیا گیا ہے آگئیں۔ جس کو بھلائی کہتے ہیں اور دوسری چیز جس سے منع کیا گیا ہے جس کو برائی کہتے ہیں یہ دونوں آگئیں اس لئے اس کو جامع سورت کہا گیا ہے۔ (مرقاۃ ۴/۳۶۸)

(٦٨٦) - حدثني عبدالله بن محمد، حدثنا عبيد الله بن أحمد، ثنا الحسن بن عمر بن شقيق، ثنا عيسى بن ميمون، ثنا يحيى بن أبى كثير، عن أبى سلمة بن عبدالرحمن، عن أبى هريرة رضي الله تعالى عنه أن النبى صلى الله عليه وسلم قال: من قرأ فى ليلة إذا زلزلت الأرض كانت لهٔ كعدل نصف القرآن، ومن قرأ قل يا ايها الكافرون كانت لهٔ كعدل ربع القرآن، ومن قرأ قل هو الله أحد كانت لهٔ كعدل ثلث القرآن.

اخرجه سعيد بن منصور فى «سننه» (٧٣/٢٧٣/٢) والترمذى (٢٨٩٤/١٦٦/٥) والعقيلى فى «الضعفاء الكبير» (٢٤٣/١) والحاكم فى «المستدرك» (٧٥٤/١) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٢٥١٤/٤٩٦/٢)

(۶۸۶) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص رات کو اذا زلزلت الارض پڑھے گا تو (یہ) آدھے قرآن کے برابر ہے اور جو شخص قل یا ایھا الکافرون پڑھے تو (یہ) چوتھائی قرآن کے برابر ہے اور جو شخص قل ھو اللہ احد پڑھے تو (یہ) تہائی قرآن کے برابر ہے۔“

فائدہ: سورۃ اذا زلزلت الارض میں معاد (آخرت کا حال) بیان ہوا ہے اس لئے یہ سورت آدھے قرآن کے برابر ہوئی (کہ اس میں ایک حصہ بیان کیا گیا ہے)۔ (مرقاۃ ۴/۳۶۷)

قل یا ایھا الکافرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے چونکہ قرآن میں توحید، نبوت، احکام اور احوال چار مضمون ہیں۔ قل یا ایھا

الکافرون میں توحید کا بیان اعلیٰ انداز میں ہے اس لئے یہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے کہ اس میں چار حصوں میں سے ایک حصہ بیان ہوا ہے۔ (مرقاۃ ۴/۳۴۹)

سورہ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے کیونکہ قرآن کریم میں تین قسم کے مضمون بیان ہوئے ہیں: (۱) قصص (۲) احکام (۳) توحید۔ توحید اس میں نہایت ہی اونچے اور بلیغ انداز میں بیان ہوئی ہے اس لئے تہائی قرآن کے برابر ہے (کہ اس میں تین مضمونوں میں سے ایک مضمون بیان ہوا ہے)۔ (مرقاۃ ۴/۳۴۹)

(٦٨٧) - أخبرني أبو العباس بن مخلد، ثنا الرماح، ثنا عبدالرحمن ابن أبي بكر، عن زرارة بن مصعب، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ آية الكرسي، وأدول حم المؤمن عصم ذلك اليوم من كل سوء.

مضى تخريجه (برقم ٧٦)

(۶۸۷) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص آیۃ الکرسی اور حم المؤمن پڑھے گا تو وہ اس دن ہر برائی سے محفوظ رہے گا۔''

فائدہ: حم المؤمن آیتیں یہ ہیں:

﴿حم ۝ تنزيل الكتاب من الله العزيز العليم ۝ غافر الذنب وقابل الثواب شديد العقاب ذى الطول لا اله الا هو اليه المصير ۝﴾ (آیت ۱تا۳)

نوع آخر:

(٦٨٨) - أخبرني عبدالله بن محمد بن سالم، حدثنا هشام بن عمار، ثنا سليمان بن موسى الزهري، ثنا مظاهر بن أسلم المخزومي، أخبرني سعيد المقبري، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أدن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقرأ عشر آيات من آخر آل عمران كل ليلة.

اخرجه الطبراني في «المعجم الاوسط» (٦٧٧٧/٣٦/٧) وابونعيم الاصبهاني في «اخبار اصبهان» (١٢٠/٢) كما في «العجالة» (٧٨٧) وذكره القرطبي في «تفسيره» (٣١٠/٤) وقال اخرجه ابو نصر الوائلي في «كتاب الابانة» واخرجه ابن مردويه في «تفسير» كما في تفسير «القرآن العظيم» (٤٤٢/١)

ایک اور حدیث:

(۶۸۸) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات (سورۃ) آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھا کرتے تھے۔''

فائدہ: آل عمران کی آخری آیتیں "ان فی خلق السموات والارض" سے آخری سورت تک ہیں۔ رات سے مراد ابتدائی

اورآخری رات دونوں مراد ہوسکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں منقول ہے کہ جب آپ ﷺ تہجد میں اٹھتے تو یہ آیتیں پڑھا کرتے تھے۔ (مرقاۃ ۴/۳۷۴)

ایک روایت میں ہے کہ جوشخص سورہ آل عمران جمعہ کے دن پڑھے تو رات تک فرشتے اس کے لئے دعا مغفرت کرتے ہیں۔ (الدارمی مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۹)

ایک روایت میں ہے کہ جورات میں سورۃ آل عمران کی آخری آیتیں پڑھے اس کورات بھر نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔
(دارمی بیہقی شعب الایمان مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۹)

نوع آخر:

(٦٨٩) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا محمد بن عبدالله المبارك، ثنا يحيٰى ابن آدم، ثنا زهير بن معاوية، عن أبي إسحاق، عن فروة بن نوفل، عن أبيه رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ قال: ما جاء بك؟ قال: جئت يا رسول الله لتعلمني شيئا أقوله عند منامي، قال: إذا أخذت مضجعك فاقرأ: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الكافرون﴾

ثم نم على فإنها براءة من الشرك.

اخرجه احمد في «مسنده» (٤٥٦/٥) وابوداؤد (٥٠٥٥/٣١٣/٤) (٣٣٣/٢) والترمذى (٤٣٠٣/٤٧٣/٥) (١٧٧/٢) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم٨٠١) وابن حبان في «صحيحه» (٧٩٠/٧٠/٣)

ایک اورحدیث:

(۶۸۹) ترجمہ: ''حضرت نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ان سے) فرمایا: تم کیسے آئے؟ حضرت نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھے کچھ سکھائیں جس کو میں سوتے وقت پڑھ لیا کروں۔ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: جب تم (سونے کیلئے) اپنے بستر پر جاؤ تو:

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الكافرون﴾

پڑھا کرواور اس کے ختم پر سو جاؤ کیونکہ یہ شرک سے براۃ ہے۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ کیونکہ اس صورت میں توحید کا اثبات بہت اعلیٰ طریقہ سے بیان ہوا ہے اس لئے یہ شرک سے براۃ ہے۔ (کذافی المرقاۃ ۴/۳۶۷)

یہ سورت اپنے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے امن ونجات عطا کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے کے لئے الوہیت کی نفی ہے تو اس کا پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور فعل میں شرک سے بری ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۳/۱۵۶)

باب ثواب من قرأ قل هو اللّٰه أحد

قل ہواللہ احد پڑھنے کا ثواب

(٦٩٠) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا حوثرة بن أشرس، ثنا المبارك ابن فضالة، عن ثابت، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن رجلا قال: يا رسول اللّٰه! إني أحب قل هو اللّٰه احد، فقال: حبك إياها أدخلك الجنة.

اخرجه احمد في «مسنده» (١٥٠/٣) والترمذی (٢٩٠١/١٧٠/٥) (١١٨/٢) وابويعلى في «مسنده» (٣٣٣٦/٨٣/٦) وابن حبان في «صحيحه» (٧٩٢/٧٢/٣) والبيهقی فی «شعب الايمان» (٢٥٤٠/٥٠٦-٥٠٥/٢)

(٦٩٠) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں قل ہو اللہ احد سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے اس سے محبت کرنے نے تم کو جنت میں داخل کر دیا۔“

فائدہ: یعنی تم جب قل ہو اللہ احد سے محبت کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت فرماتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک صاحب امامت کرتے تھے اور سورہ اخلاص پر نماز ختم کرتے تھے پوچھنے پر کہ ایسا کیوں کرتے ہو؟ ان صاحب نے فرمایا: میں اس کو پسند کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتے ہیں۔

(متفق علیہ مشکوٰۃ عن عائشہ صفحہ ۱۸۵)

اللہ تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہوگا اور دخول جنت کا سبب سورہ اخلاص سے محبت ہے۔

(مرقاۃ بزیادۃ وتصرف ۳۵۰/۴)

(٦٩١) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرنا قتيبة بن سعيد، عن مالك، عن عبداللّٰه بن عبدالرحمن، عن عبيد بن حنين مولى آل زيد بن الخطاب، قال: سمعت أبا هريرة رضي الله تعالى عنه يقول: أقبلنا مع رسول اللّٰه ﷺ فسمع رجلا يقرا:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾

فقال رسول اللّٰه ﷺ: وجبت، فسألت ماذا يا رسول اللّٰه؟ قال: الجنة.

اخرجه احمد في «مسنده» (٣٠٢/٢) والترمذی (٢٨٩٧/١٦٧/٥) (١١٧/٢) والنسائی فی «السنن الكبرى» (١٠٦٦/٣٤١/١) والحاكم في «المستدرك» (٣٠٧٩/٧٥٤/١) والبيهقی فی «شعب الايمان» (٢٥٣٨/٥٠٥-٥٠٤/٢)

(۶۹۱) ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (کسی سفر سے) واپس آرہے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾

پڑھتے ہوئے سنا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: واجب ہوگئی۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا چیز واجب ہوگئی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت (واجب ہوگئی)۔''

فائدہ: جیسا کہ گزشتہ روایت میں گزرا کہ اللہ تعالیٰ سورہ اخلاص سے محبت کرنے والے سے محبت کرتے ہیں اس لئے اس محبت کے تقاضے پر اس کو جنت میں داخل کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ شخص جو سورۃ اخلاص پڑھ رہا ہے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

(٦٩٢) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا عبيدالله بن معاذ، ثنا أبي، ثنا شعبة، عن علي بن مدرك، عن إبراهيم النخعي، عن الربيع بن خثيم، عن عبدالله ابن مسعود رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ قال: أيعجز أحدكم أن يقرأ ثلث القرآن كل ليلة، قالوا: ومن يستطيع ذلك؟ قال:

﴿قل هو الله أحد﴾

أخرجه مسلم (۸۱۱/۵۵٦/۱) (۲۷۱/۱) والترمذي (٥/١٦٧/٢٨٩٦) (٢/١١٧) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٦٨١) والطبراني في «المعجم الكبير» (١٠/٢٠٧-٢٠٨/١٠٤٨٤) وفي «المعجم الاوسط» (٥/٢٩٥/٥٣٥٩)

(۶۹۲) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ہر رات تہائی قرآن نہیں پڑھ سکتا؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یہ کون کر سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں! (پڑھ سکتا کہ)

﴿قل هو الله أحد﴾

کا پڑھنا اس کے برابر ہے۔''

فائدہ: تہائی قرآن کیوں ہے اس کی وجہ حدیث نمبر ۶۸۶ پر گزر چکی ہے۔

تہائی قرآن کے برابر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو تہائی قرآن کے برابر ثواب ملتا ہے۔

(دلیل الفالحین ۳/۵۰۶، ایضاً فی تحفۃ الاحوذی ۸/۲۰۸، مرقاۃ ۴/۳۴۹)

لیکن علماء کی رائے ہے کہ تہائی قرآن کے اصل ثواب کے برابر مضاعف کیا جاتا ہے (یعنی بڑھایا جاتا ہے) پہلے قول کا مطلب یہ ہوا کہ تین مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھنے کا ثواب تہائی قرآن پڑھنے کے برابر ہے پورے قرآن کا ثواب نہیں ملے گا اور دوسرے قول کا مطلب یہ ہوا کہ تین مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھنے کا ثواب ایک قرآن کے برابر ہے۔ (مرقاۃ ۴/۳۴۹)

(٦٩٣) - أخبرنا الحسين بن يوسف، ثنا علی بن عبدالرحمن بن المغيرة، ثنا عثمان بن صالح، ثنا ابن لهيعة، ثنا زبان بن فائد، عن سهل بن معاذ، عن أبيه رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم:

(من قرأ قل هو الله أحد حتى ختمها عشر مرات بنى لهٗ بها قصر فى الجنة).

وأخرجه أحمد فی «مسنده» (٤٣٧/٣) والعقيلی فی «الضعفاء الكبير» (٥٥٦/٩٦/٢) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (٣٩٧/١٨٣/٢٠) وفی «المعجم الاوسط» (٢٨١/٩٣/١) وابونعيم فی «الحلية» (٢٩/٦)

(٦٩٣) **ترجمہ:** ''حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص پوری سورۃ قل ہو اللہ احد دس مرتبہ پڑھے تو اس کے لئے جنت میں ایک محل بنایا جاتا ہے۔''

فائدہ: ایک روایت میں مزید یہ ہے کہ جو بیس مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے تو اس کے لئے جنت میں دو محل بنائے جائیں گے اور جو تیس مرتبہ پڑھے اس کے لئے تین محل جنت میں بنائے جائیں گے۔ (مشکوٰۃ عن الدارمی صفحہ۱۹۰)

سورہ اخلاص کے احادیث میں بہت سے فضائل آئے ہیں چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سونے کا ارادہ کرے اور دائیں کروٹ پر لیٹ کر سو مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے: اے میرے بندے! اپنی دائیں طرف سے جنت میں داخل ہو جا۔ (ترمذی عن انس مشکوٰۃ صفحہ۱۸۸)

باب ثواب من قرأها مائتی مرة فی الیوم واللیلة

دن رات میں دوسو مرتبہ قل ھواللہ احد پڑھنے کا ثواب

(٦٩٤) - أخبرنا ابن منيع، حدثنا أحمد بن منصور، ثنا يحيى بن بكير، ثنا الفضل بن فضالة، عن أبي عروة، عن زياد بن أبي عمار، عن أنس ابن مالك رضي الله تعالى عنه، قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول:

(ما من عبد مسلم ولا أمة مسلمة قرأ في يوم وليلة مائتي مرة قل هو الله احد الله الصمد، إلا غفر الله لهٔ خطايا خمسين سنة).

اخرجه الترمذی (٢٨٩٨/١٦٨/٥) (١١٧/٢) وابویعلی فی «مسنده» (٣٣٦٥/١٠٣/٦) وابن عدی فی «الكامل» (٤٣٩/٢) والبیهقی فی «شعب الایمان» (٢٥٤٦/٥٠٧/٢) وللحدیث شاهد مرسل اخرجه الدارمی فی «سننه» (٣٦٩٤/٥٤١/١٠ فتح المنان) كما فی «العجالة» (٨٠٤/٢)

(۶۹۴) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: مسلمان مرد یا مسلمان عورت دن رات میں دوسو مرتبہ قل ھواللہ احد، اللہ الصمد پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔''

(٦٩٥) - أخبرنا ابن منيع، حدثنا أحمد بن منصور، ثنا محمد بن جعفر المدايني، ثنا سلام بن سفيان، عن زياد بن ميمون، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، عن النبي ﷺ مثله.

مضى تخريجه في «الحديث السابق».

(۶۹۵) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی منقول ہے۔''

باب من قرأ المعوذتين

سورۃ فلق اور ناس پڑھنے کا ثواب

(٦٩٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرنا قتيبة بن سعيد، حدثنا الليث ابن سعد، عن يزيد بن أبي حبيب، عن أبي عمران أسلم، عن عقبة بن عامر رضي الله تعالى عنه، قال: سمعت رسول الله ﷺ وهو راكب فوضعت يدي على قدميه فقلت أقرئني سورة هود وسورة يوسف، فقال: لن تقرأ شيئا أبلغ عند الله من قل أعوذ برب الفلق.

اخرجه احمد في «مسنده» (١٤٩/٤) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠٢٥/٣٣٠/١) والطبراني في «المعجم الكبير» (٨٦٠/٣١١/١٧) وابن حبان في «صحيحه» (٣/ ٧٤-٧٩٥/٧٥) والبيهقي في «شعب الايمان» (٢٥٦٦/٥١٣/٢)

(۶۹۶) ترجمہ: ”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جب کہ رسول اللہ ﷺ سوار تھے۔ میں نے آپ ﷺ کے قدموں پر اپنا ہاتھ رکھا پھر عرض کیا: میرے لئے سورہ ہود اور سورہ یوسف پڑھ دیجئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے ہاں قل اعوذ برب الفلق سے زیادہ بہتر کوئی سورت (یا آیت) بالکل نہیں پڑھ سکتے ہو۔“

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر سورت نہیں پڑھ سکتے کا مطلب یہ ہے کہ آفات و بلاؤں سے پناہ چاہنے میں قل اعوذ برب الفلق سے زیادہ کامل و بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پناہ چاہنے میں دونوں سورتیں فلق اور ناس سے زیادہ کامل کوئی سورت نہیں ہے۔
ابن ملک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس روایت میں ان دونوں سورتوں سے پناہ حاصل کرنے کی ترغیب ہے۔ اس حدیث میں صرف سورہ فلق کا ذکر ہے لیکن قرینہ سے دوسری سورت بھی مفہوم ہوتی ہے اس لئے دونوں سورتیں مراد ہیں۔ (مرقاۃ ۳۷۱/۴)

نوع آخر:

(٦٩٧) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا قتيبة بن سعد، حدثنا الفضل ابن فضالة، عن عقيل، عن ابن شهاب، عن عروة، عن عائشة رضي الله تعالى عنها أن النبي ﷺ كان إذا أوى إلى فراشه كل ليلة جمع كفيه ثم يقرأ فيهما قل هو الله أحد، وقل أعوذ برب الفلق، وقل أعوذ برب الناس، ويمسح بهما ما استطاع من جسده، يبدأ بهما على رأسه ووجهه، وما أقبل من جسده، يفعل ذلك ثلاث مرات.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۱۱٦/٦) والبخاری (١٩١٦/٤/٤٧٢٩) (٩٣٥/٢) وابوداؤد (٣١٣/٤/٥٠٥٦) (٣٣٣/٢) والترمذی (٤٧٣/٥/٣٤٠٢) (١٧٧/٢) والنسائی فی «السنن الکبری» (١٩٧/٦/١٠٦٢٤)

(۶۹۷) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملاتے پھر ان پر قل ہو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے (اور دم کر کے) دونوں ہتھیلیوں کو جسم پر جہاں تک ہو سکتا ہے پھیر لیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ پھیرنا پہلے اپنے سر، منہ اور بدن کے آگے کے حصہ سے شروع فرماتے (اس کے بعد بدن کے دوسرے حصوں پر پھیرتے اور) آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ عمل تین مرتبہ فرماتے تھے۔''

فائدہ: جب کوئی آدمی کسی نہایت ہی پاک و صاف پانی سے نہائے تو وہ کیسا صاف ہو جاتا ہے تو جو شخص اللہ تعالیٰ کے کلمات کے نور سے نہائے اس کی پاکیزگی کا کیا حال ہوگا۔

تین مرتبہ پھیرنا سنت کا اعلیٰ درجہ ہے ورنہ اصل سنت تو ایک مرتبہ پھیرنے سے بھی حاصل ہو جائے گی۔

سر اور منہ سے مسح شروع کرنا افضل ہے اس لئے بدن کے اوپر کے حصے سر، منہ اور آگے کے حصہ سے شروع کرے پھر بدن کے پچھلے حصے پر ختم کرے۔

تین مرتبہ کرے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مرتبہ تینوں سورتیں ایک مرتبہ پڑھے پھر دم کر کے مسح کر لے اس طرح تین مرتبہ کرے۔ (کلہ من فتوحات ربانیہ ۳/ ۱۶۷)

باب قراءة عشرين آية

بیس آیتیں آپڑھنے کا ثواب

(٦٩٨) - أخبرني إبراهيم بن محمد، حدثنا يونس بن عبدالأعلى، ثنا ابن وهيب، أخبرني أبو صخر، أن يزيد الرقاشي حدثه أنه سمع أنس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول:

من قرأ في كل ليلة عشرين آية لم يكتب من الغافلين، ومن قرا مائة آية كتب من القانتين، ومن قرأ مأتي آية لم يحاجه القرآن يوم القيامة، ومن قرأ خمس مائة آية كتب لهٗ قنطار من الأجر.

فأخبر بها ابن قسيط، فقال: ما زلت أسمع هذا من أشياخنا منذ ثلاث.

مضى تخريجه (برقم ٦٧٢)

(٦٩٨) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص ہر رات بیس آیتیں پڑھے وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا، جو شخص سو آیتیں پڑھے وہ قانتین میں لکھا جائے گا، جو شخص دو سو آیتیں پڑھے تو قرآن اس سے جھگڑا نہیں کرے گا اور جو پانچ سو آیتیں پڑھے اس کے لئے ایک قنطار کا ثواب لکھا جاتا ہے۔''

فائدہ: اس کی تشریح حدیث نمبر ۶۷۱، ۶۷۲ پر گزر چکی ہے۔

باب قراءة أربعين آية

چالیس آیتیں پڑھنے کا ثواب

(٦٩٩) - أخبرنا أحمد بن عمير، حدثنا عبدالله بن سعيد بن عفير، ثنا أبى ثنا يحيٰى بن أيوب، عن يزيد بن أبى زياد، أن يزيد، الرقاشى حدثه، عن أنس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول:

من قرأ أربعين آية فى كل ليلة لم يُكْتَبْ من الغافلين، ومن قرأ مائة آية كُتِبَ من القانتين، ومن قرأ ماتى آية لم يحاجه القرآن، ومن قرأ خمسمأة آية كتب لهٗ قنطار من الأجر.

مضى تخريجه (برقم٦٧٢)

(۶۹۹) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص چالیس آیتیں ہر رات پڑھے وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا جو سو آیتیں پڑھے وہ قانتین میں لکھا جائے گا، جو دو سو آیتیں پڑھے قرآن اس سے جھگڑا نہیں کرے گا اور جو پانچ سو آیتیں پڑھے اس کے لئے ایک قنطار کا ثواب لکھا جائے گا۔''

فائدہ: اس حدیث کی تشریح بھی حوالہ مذکورہ بالا میں گزر چکی ہے۔

باب قراءة خمسين آية

پچاس آیتیں پڑھنے کا ثواب

(۷۰۰) - أخبرنا إبراهيم بن محمد بن الضحاك، حدثنا نصر بن مروان بحر بن نصر قالا: ثنا أسد بن موسى، ثنا العلاء بن خالد بن وردان القرشي، ثنا يزيد الرقاشي، قال: ذهبت أنا وثابت البناني وناس معنا فأتينا أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه فقلنا: يا أبا حمزة! أخبرنا ما كان رسول الله ﷺ يقول في قيام الليل؟ فقال: قال رسول الله ﷺ: من قرأ خمسين آية لم يكتب من الغافلين، ومن قرأ مائة آية أعطى قيام ليلة كاملة، ومن قرأ مأتي آية إلى أن يبلغ ألفا فإن أجره كمن تصدق بقنطار حتى أن يصبح. القنطار ألف دينار.

لم اجد عند غير المصنف.

(۷۰۰) ترجمہ: ''حضرت یزید الرقاشی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ثابت بنانی اور ہمارے ساتھ کچھ لوگ تھے۔ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے کہا: ابوحمزہ! ہمیں بتایئے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو کیا پڑھتے تھے؟ آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص پچاس آیتیں پڑھے وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا، جو سو آیتیں پڑھے اس کو پوری رات نماز پڑھنے کا ثواب دیا جاتا ہے جو دو سو آیتوں سے ایک ہزار آیتوں تک پڑھے تو اس کو اس شخص کی طرح اجر ملتا ہے جو (رات بھر) قنطار صدقہ کرے یہاں تک کہ (اسی حالت میں) صبح کرے۔ قنطار ایک ہزار دینار کا ہوتا ہے۔''

فائدہ: تھوڑی سی دیر میں بہت بڑا فائدہ ہے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

باب قراءة ثلاثمائة آية

تین سو آیتوں کے پڑھنے کا ثواب

(۷۰۱) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أحمد بن عبدالعزيز بن مروان، ثنا بكر ابن يونس بن بكير، عن موسى بن علي بن رباح، عن أبيه، عن يحيٰى ابن أبى كثير، عن جابر بن عبداللّٰه رضی اللہ تعالیٰ عنہما أن رسول اللّٰه ﷺ قال: من قرأ ثلاثمائة آية قال اللّٰه عزول لملائكته: يا ملائكتي! نصب عبدى أشهدكم يا ملائكتي أني قد غفرت لـه.

اخرجه ابو يعلى فى «مسنده» كما فى «اتحاف الخيره المهره» (۶/۳۳۸-۳۳۹)

(۷۰۱) ترجمہ: ”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص تین سو آیتیں پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں: میرے فرشتو! میرے بندے نے (اس کو پڑھ کر) مشقت اٹھائی، اے میرے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں میں نے اس کی مغفرت کر دی۔“

باب قراءة عشر آيات

دس آیتیں پڑھنے کا ثواب

(۷۰۲) - حدثنی محمد بن حفص البعلبکی، ثنا محمد بن إبراهیم الصوری، ثنا مؤمل بن إسماعیل، ثنا حماد بن سلمة، عن سهيل بن أبی صالح، عن أبيه، عن أبی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: رسول الله ﷺ: من قرأ فی ليلة عشر آيات لم يُكْتَبْ من الغافلين.

اخرجه سعيد بن منصور فی «سننه» (۱/۱۲۹/۲٤) وابن خزيمه فی «صحيحه» كما فی الترغيب والترهيب (۲/۲۹۳) والدارمی فی «سننه» (۲/٥٥٤/۳٤٤۲) والحاكم فی «المستدرك» (۱/۷٤۲) والبيهقی فی «شعب الايمان» (۲/٤۰۰/۲۱۹۲)

(۷۰۲) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص رات کو دس آیتیں پڑھے گا وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا۔“

فائدہ: اس حدیث سے دس آیتوں کے پڑھنے کا عظیم ثواب معلوم ہوا۔

باب قراءة ألف آية

ایک ہزار آیتیں پڑھنے کا ثواب

(۷۰۳) - حدثني أحمد بن داود الحراني، ثنا حرملة بن يحيى، ثنا ابن وهب، أخبرني عمرو بن الحارث، أن أبا الأسود حدثه أنه سمع ابن حجيرة يحدث عن عبدالله بن عمرو رضي الله تعالى عنهما عن النبي ﷺ قال: (من قام بألف آية كُتِبَ من المُقَنطِرِينَ).

اخرجه ابوداؤد (۱۳۹۸/۵۷/۲) (۱۹۷/۱) وابن خزيمه في «صحيحه» (۱۱۴۴/۱۸۱/۲) وابن حبان في «صحيحه» (۳۱۰/۶-۲۵۷۲/۳۱۱) والبيهقي في «شعب الايمان» (۲۱۹۴/۴۰۰/۲) والمزی فی «تهذيب الكمال» (۲۱۳/۱۹-۳۷۲۲/۲۱۴)

(۷۰۳) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہزار آیتیں پڑھے تو وہ مقنطرین میں لکھا جائے گا۔“

فائدہ: اس حدیث سے ہزار آیتوں کے پڑھنے کا ثواب معلوم ہوا۔

(۷۰۴) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا محرز بن عون، ثنا رشدين بن سعد، عن زبان بن فائد، عن سهل بن معاذ بن أنس، عن أبيه رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ قال:

من قرأ في سبيل الله ألف آية كتب يوم القيامة مع النّبيين والصديقين والشهداء والصالحيين وحسن اولئك رفيقا، إن شاء الله تعالى.

اخرجه احمد في «مسنده» (۴۳۷/۳) وابو يعلى في «مسنده» (۴۸۹/۶۳/۳) والطبراني في «المعجم الكبير» (۳۹۹/۱۸۴/۲۰) والحاكم في «المستدرك» (۲۴۴۳/۹۷/۲) والبيهقي في «السنن الكبرى» (۱۷۲/۹)

(۷۰۴) ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہزار آیتیں پڑھے گا تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے چاہا تو نبیوں، صدیقوں اور شہداء اور صالحین اور یہی لوگ بہترین رفیق ہیں کے ساتھ لکھا جائے گا۔“

باب قراءة الآيتين من سورة البقرة في ليلة

رات کو سورۂ بقرہ کی دو آیتیں پڑھنے کی فضیلت

(۷۰۵) - أخبرنا أبو خليفة، حدثنا أبو الوليد الطيالسي، حدثنا شعبة، عن منصور و سليمان، عن إبراهيم، عن عبدالرحمن بن يزيد، قال: ذكر لي عن أبي مسعود حديث فسألته فذكر عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم: من قرأ من آخر سورة البقرة في ليلة آيتين كفتاه.

أخرجه البخاري (٤/١٩١٤/٤٧٢٢) (٩٧/١) والمسلم (١/٥٥٥/٨٠٨) (٢٧٠/١) وابوداؤد (٢/٥٦/١٣٩٧) (١٩٨/١) وابن ماجه (١/٤٢٥/١٣٦٨) (٩٧/١) والترمذي (٥/١٥٩/٢٨٨١) (١١٦/٢)

(۷۰۵) ترجمہ: ”حضرت عبدالرحمن رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مجھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث ذکر کی گئی۔ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نقل کی کہ جو شخص سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھے تو وہ اس کے لئے کافی ہوجائیں گی۔“

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان آیتوں کی فضیلت سنی تو فرمایا میں سمجھا کہ کوئی عقلمند ان آیتوں کو پڑھے بغیر نہیں سوئے گا۔ (اذکار، فتوحات ربانیہ ۳/۱۷۰)

کافی ہوجائے کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔

۱. تہجد میں قرآن پڑھنے کے بدلے کافی ہوجائیں گی۔
۲. مطلقاً قرآن خواہ نماز میں ہو یا نماز کے باہر کے لئے کافی ہوجائیں گی۔
۳. ان آیتوں میں ایمان و اعمال کا مختصراً ذکر ہے تو اعتقاد کے بارے میں کافی ہوجائیں گی۔
۴. برائی کے مقابلے میں کافی ہوجائیں گی۔
۵. شیطان کے شر کے مقابلے میں کافی ہوجائیں گی۔
۶. انسانوں اور جنوں کے شر کے مقابلے میں کافی ہوجائیں گی۔
۷. اس کے پڑھنے سے جو ثواب ملتا ہے اس سے دوسرے عمل کے مقابلے کافی ہوجائیں گی کہ دوسرے عمل کی ضرورت نہ رہے گی۔ (فتح الباری ۹/۵۶)
۸. ہر مسلمان پر قرآن کا حق ہے کہ رات میں کچھ حصہ پڑھے تو یہ آیتیں اس حق کی ادائیگی کے بارے میں کافی ہوجائیں گی کہ قرآن اپنے حق کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کرے گا۔ (فیض الباری ۴/۲۶۷)

باب ما يقول إذا فرغ من وتره

وتر کے بعد کیا دعا پڑھنی چاہیے

(۷۰٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا يحيٰى بن موسى البلخي، ثنا عبدالعزيز بن خالد، ثنا سعيد بن أبي عروبة، عن قتادة، عن عروة، عن سعيد ابن عبدالرحمن بن أبزى، عن أبيه، عن أبي بن كعب رضي الله تعالى عنه، قال: كان رسول الله ﷺ يقرأ في الوتر بسبح اسم ربك الأعلى، وفي الركعة الثانية بقل يا أيها الكافرون، وفي الثالثة بقل هو اللّٰه أحد، ولا يسلم إلا في آخرهن، ويقول بعد اللتسليم:

﴿سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ﴾

ثلاثا.

اخرجه احمد في «مسنده» (۴۰٦/۳) والنسائي في «السنن الكبرى» (۱/۱۷۲/۴۴٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم۷۳۱) والطبراني في «المعجم الاوسط» (۸/۱۰۸/۸۱۱۵) والبيهقي في «السنن الكبرى» (۳/۳۹/۴٦۳۹)

(۷۰٦) ترجمہ: ”حضرت ابن ابی کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر (کی پہلی رکعت) میں سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری رکعت میں قل یاایھا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے وتر کے آخر میں ہی (تین رکعتوں کے بعد) سلام پھیرتے تھے۔ سلام کے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے تھے:“

﴿سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ﴾

ترجمہ: ”پاک (کائنات کے مقدس) بادشاہ (اللہ تعالیٰ ہر عیب سے) پاک ہیں۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر کی پہلی دوسری اور تیسری رکعت میں ان سورتوں کا پڑھنا سنت ہے۔ نیز وتر سے فارغ ہونے کے بعد مذکورہ بالا دعا بھی تین مرتبہ پڑھنا چاہیے۔

اگر وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم پڑھنا بھول جائے تو دوسری رکعت میں قل یاایھا الکافرون کے ساتھ پڑھ لے اور اگر دوسری رکعت میں قل یاایھا الکافرون پڑھنا بھول جائے تو تیسری رکعت میں قل ہو اللہ کے ساتھ پڑھ لے۔ (کتاب الاذکار ۱/۸۹)

وتر کے آخر میں یہ دعا:

”اللهم انى اعوذ برضاك منى سخطك واعوذ بمعافاتك من عقوبتك واعوذبك منك لا احصى ثناءً عليك انت كما اثنيت على نفسك.“

باب ما يقول إذا أخذ مضجعه

جب سونے کے لئے بستر پر جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

نیند کے وقت تمام دن کے کاموں کا اختتام ہے یہ اختتام کن اعمال کے ذریعے ہونا چاہئے سوتے وقت کن الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری اور عنایت و احسان کا تذکرہ کرنا چاہئے، رات بھر ہر چیز سے حفاظت کے لئے کیا کرنا چاہئے، نیز رات کو نیند نہ آئے، وحشت و گھبراہٹ میں مبتلا ہونے کے وقت کون سی دعائیں پڑھنی چاہئیں، اچھے برے خواب آئیں تو کیا کرنا چاہئے۔ اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے پندرہ باب اور ان کے ذیل میں سرسٹھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۷۰۷) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا محمد بن أبي بكر المقدمي، ثنا أبو عوانة، عن عبدالملك بن عمير، عن ربعي بن حراش، عن حذيفة رَضِيَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قال: كان رسول الله ﷺ إذا أخذ مضجعه من الليل وضع يده على خده، ثم قال:

﴿بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ أَمُوْتُ وَأَحْيَا﴾

و إذا استيقظ قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَ إِلَيْهِ النُّشُوْرُ.﴾

تقدم تخريجه (برقم ۸)

(۷۰۷) تَرْجَمَہ: ”حضرت حذیفہ رَضِيَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ رات کو (سونے کے لئے) بستر پر تشریف لاتے تو (لیٹ کر) اپنا (دایاں) ہاتھ (دائیں) رخسار کے نیچے رکھتے پھر (یہ) دعا پڑھتے:

﴿بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ أَمُوْتُ وَأَحْيَا﴾

تَرْجَمَہ: ”اے اللہ! میں آپ ہی کے نام پر مروں گا اور (آپ ہی کے نام پر) جیتا ہوں۔“

پھر نیند سے بیدار ہوتے تو (یہ) دعا پڑھتے:“

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَ إِلَيْهِ النُّشُوْرُ.﴾

تَرْجَمَہ: ”ان اللہ تعالیٰ کا (بہت بہت) شکر جنہوں نے ہمیں مارنے (سلانے) کے بعد (دوبارہ) زندہ کیا (اٹھایا) ان ہی کی طرف مر کر جانا ہے۔“

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں آپ ہی کا نام لے کر زندہ ہوں اور جب میں مروں گا آپ ہی کے نام پر

مروں گا ایک معنی یہ ہیں کہ آپ ہی مجھے زندہ رکھتے ہیں اور آپ ہی مجھے ماریں گے۔

مارنے سے مراد سلانا اور اٹھنے سے مراد قیامت کے دن قبروں سے اٹھنا ہے۔

موت جو نیند کی طرح ہے اس سے اٹھنا قبروں سے اٹھنے کی طرح ہے رسول اللہ ﷺ نے اس اعتقاد پر متنبہ فرمایا ہے کہ نیند کی طرح موت کے بعد بھی اٹھنا ہے۔

حکمت دعا

سوتے وقت دعا کی حکمت یہ ہے کہ بندے کے اعمال کا خاتمہ اللہ تعالیٰ کے ذکر پر ہو اور اٹھنے کے بعد سب سے پہلا عمل اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کا ہو اور اچھے کلمات ہوں۔ (شرح مسلم للنووی ۲/ ۳۴۸)

نوع آخر:

(۷۰۸) - أخبرنا أبو خليفة، حدثنا أبو الوليد الطيالسي، ومحمد بن كثير، عن شعبة، ثنا أبو إسحاق، قال: سمعت البراء بن عازب رضي الله تعالى عنه يقول: إن رسول الله ﷺ أمر رجلا إذا أخذ مضجعه دأن يقول:

﴿اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ إِلَيْكَ، وَالْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا منجا مِّنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ.﴾

فإن مامت، مات على الفطرة.

اخرجه احمد في «مسنده» (۲۸۵/٤) والبخاری (٥/٥٩٥٤/٢٣٢٦) (٢/٣٣٣) والمسلم (٤/٢٠٨٢/٢٧١٠) (٢/٣٤٨) وابوداؤد (٤/٣١١/٥٠٤٦) (٢/٣٣٢) والترمذی (٥/٥٦٧/٣٥٧٤) (٢/١٩٨)

ایک اور دعا:

(۷۰۸) ترجمہ: ”حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو حکم فرمایا کہ جب وہ (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آئیں تو (یہ) دعا پڑھیں:

﴿اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ إِلَيْكَ، وَالْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا منجا مِّنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں نے اپنی جان آپ کے سپرد کردی، میں نے اپنا چہرہ آپ کی طرف کردیا اور میں

نے آپ کا سہارا لیا۔ آپ (کے عذاب) سے ڈرتے ہوئے اور آپ (کے ثواب) ہی کی چاہت میں رغبت کرتے ہوئے اپنا معاملہ آپ کے سپرد کردیا۔ آپ کی ذات کے علاوہ کوئی پناہ اور نجات کی جگہ نہیں ہے۔ آپ نے جو کتاب اتاری ہے میں اس پر ایمان لایا ہوں اور آپ نے جو نبی بھیجا ہے میں اس پر بھی ایمان لایا ہوں۔''

اس کے بعد اگر وہ (پڑھنے والا) مرگیا تو اس کی موت فطرت (اسلام) پر ہوگی۔''

فائدہ: فطرت پر ہوگی یعنی اسلام پر ہوگی۔ (تحفۃ الاحوذی ۱۰/۲۷)

اس حدیث میں تین اہم سنتیں بیان ہوئی ہیں۔

1. سوتے وقت وضو کرنا۔
اس کی تفصیل حدیث نمبر ۷۳۳ پر آئے گی۔
2. دائیں کروٹ پر سونا۔ رسول اللہ ﷺ دائیں طرف سے کام شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے نیز یہ اٹھنے میں بھی معاون ہوتا ہے۔ (اس کی تفصیل آگے حدیث نمبر پر آئے گی)۔
3. سوتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا تا کہ یہ ذکر آدمی کا آخری عمل ہو۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۳۴۸)

نوع آخر:

(۷۰۹) - حدثنی عبداللّٰہ بن أحمد بن سعید الجصاص، ثنا محمد ابن خلف العصفرانی، ثنا بشیر بن حبیب السعدی. وکان لا بأس بہ ثنا حسین المعلم، عن عبداللّٰہ بن بریدۃ، عن عطاء عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما أن النبی ﷺ قال لعمہ حمزۃ: إذا أویت إلی فراشك قل:

﴿بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ، وَطَهِّرْ لِيْ قَلْبِيْ، وَطَيِّبْ كَسْبِيْ، وَاغْفِرْ ذَنْبِيْ.﴾

لم اجدہ عند غیر المصنف.

ایک اور دعا:

(۷۰۹) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: جب آپ (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آئیں تو (یہ) دعا پڑھیں:''

﴿بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ، وَطَهِّرْ لِيْ قَلْبِيْ، وَطَيِّبْ كَسْبِيْ، وَاغْفِرْ ذَنْبِيْ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں نے آپ کے نام سے اپنا پہلو (بستر پر) رکھا (اور لیٹا ہوں) آپ میرے دل کو

پاک کر دیجئے، میری کمائی کو پاکیزہ بنا دیجئے اور میری مغفرت کر دیجئے۔“

نوع آخر:

(۷۱۰) - أخبرنی أحمد بن عبداللّٰه بن القاسم الحرانی، حدثنا سعید ابن حفص النفیلی، ثنا زهیر بن معاویة، حدثنی عبداللّٰه بن عمر، عن سعید ابن أبی سعید المقبری، عن أبیه، عن أبی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال: قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم:

إذا أوی أحدكم إلی فراشه فلینفض فراشه بداخلة إزاره، فإنه لا یدری ما خلفه علیه، ثم یضطجع علی شقه الأیمن، ثم یقول:

﴿بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتَ جَنْبِیْ وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا، وَ إِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِیْن.﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (۲/۲۸۳) والبخاری (۵/۲۳۲۹/۵۹٦۱) (۲/۹۳۵) والمسلم (٤/۲۰۸٤/٤۷۱٤) (۲/۲٤۹) وابوداؤد (٤/۳۱۱/۵۰۵۰) (۲/۳۳۲) والنسائی فی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ۷۹۱)

ایک اور دعا:

(۷۱۰) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کوئی (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آئے تو بستر کو اپنے تہبند کے اندرونی کنارہ سے جھاڑ لے کیونکہ اسے معلوم نہیں ہے کہ اس کی غیر موجودگی میں کیا چیز آگئی ہو (یعنی ممکن ہے کہ اس کی غیر موجودگی میں بستر کے اندر کوئی زہریلا جانور چھپ گیا ہو) پھر دائیں کروٹ پر لیٹے اور (یہ) دعا پڑھے:

﴿بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتَ جَنْبِیْ وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا، وَ إِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِیْن.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں نے آپ کا نام لے کر اپنا پہلو بستر پر رکھا ہے اور آپ کے نام سے اس کو اٹھاؤں گا اگر آپ (سونے کی حالت میں) میری روح قبض کر لیں تو اس پر رحم فرما دیجئے اور اگر آپ اسے زندہ رکھیں تو اس کی اس طرح حفاظت کیجئے جس طرح آپ نیک بندوں کی حفاظت فرماتے ہیں۔“

فائدہ: لنگی کے اندر کے حصہ سے بستر جھاڑنے کو اس لئے فرمایا تاکہ اوپر والا حصہ میلا نہ ہو۔ عرب میں عموماً چادر اور لنگی ہی لباس تھا اور زائد کپڑا ان کے پاس نہیں ہوتا تھا۔ (مرقاۃ ۵/۱٦۷)

اگر دوسرا زائد کپڑا ہو تو اس سے بھی جھاڑ سکتے ہیں۔ (مظاہر حق ۲/۵۸۵)

عرب کے ہاں عموماً بستر دن رات بچھے ہوئے ہوتے تھے (جیسا کہ آج کل سونے کے پلنگ دن رات بچھے رہتے ہیں) اس لئے جھاڑنے کا حکم فرمایا کہ کوئی موذی چیز آدمی کو نقصان نہ پہنچائے۔ (تحفۃ الاحوذی ۹/۳۴۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بستر میں لیٹنے سے پہلے بستر کو جھاڑ لینا مستحب ہے۔ جھاڑتے وقت ہاتھ کپڑے کے اندر ہو تا کہ کوئی موذی چیز ہو تو ہاتھ کو نقصان نہ پہنچائے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۳۴۹)

نیک بندوں کی حفاظت فرماتے ہیں یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی گناہوں، اللہ تعالیٰ کی طاعت، وعبادت میں بندوں کو توفیق دے کر سستی سے حفاظت فرماتے ہیں اسی طرح میری بھی حفاظت فرمائیے۔ (تحفۃ الاحوذی ۹/۳۴۷)

نوع آخر:

(۷۱۱) - أخبرنا أبو القاسم بن منيع، حدثنا هدبة بن خالد، ثنا حماد ابن سلمة، عن ثابت، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا أوى إلى فراشه قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ.﴾

أخرجه مسلم (۲۷۱۵/۲۰۸۵/٤) (۲/۳٤۹) وابوداؤد (٥٠٥٣/٣١٢/٤) (۲/۳۳۲) والترمذی (٣٣٩٦/٤٧٠/٥) (۲/۱۷۷) والنسائی في «عمل اليوم والليلة» (رقم۷۹۹) وابن حبان في «صحيحه» (۵٥٤٠/۳٥٠/۱۲)

ایک اور دعا:

(۷۱۱) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر (سونے کے لئے) تشریف لاتے تو (یہ دعا) پڑھتے:“

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ.﴾

ترجمہ: ”(بہت بہت) شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جنہوں نے ہمیں کھلایا پلایا اور ہماری ضرورتوں کی کفایت فرمائی اور ہمیں (رات بسر کرنے کا) ٹھکانا عطا فرمایا (اس لئے کہ) کتنے لوگ ایسے ہیں جن کی نہ کوئی ضرورتیں پوری کرنے والا ہے اور نہ کوئی ٹھکانا دینے والا ہے۔“

فائدہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر بہت احسان فرمایا کہ ہمیں کھانے پینے کو دیا اور ہماری ضرورتوں کو پورا فرما کر ہمیں رات بسر کرنے (اور رہنے سہنے) کا ٹھکانا دیا ہے۔ کتنے لوگ ہیں ان کے پاس کھانے پینے پہننے رہنے سہنے کا کوئی انتظام نہیں ہے اور وہ ان نعمتوں سے محروم سرگرداں و پریشان ہیں۔ ہم ان نعمتوں کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں۔
(ملخص مرقاۃ ۵:۱۷۲)

نوع آخر:

(۷۱۲) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، قال: قرأت على محمد بن سليمان لوين، (ح) وحدثنا ابن

صاعد، ثنا لوين، ثنا حماد بن سلمة، عن سهيل ابن أبنى صالح، عن أبيه، هريرة رضي الله تعالى عنه أن رجلا من أصحاب النبي ﷺ لدغ فبلغ منه ماشاء الله، فبلغ ذلك النبي ﷺ، فقال: أما إنه لو قال حين أمسى، أو قال حين يمسي:

﴿أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾

ثلاثا لم يضره.

اخرجه احمد فى «مسنده» (۳/٤٤٨) وابوداؤد (٤/١٣/٣٨٩٨) (٢/١٨٨) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٦/١٥١/١٠٤٢١) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٥٨٥) وابن حبان فى «صحيحه» (٣/٢٩٩/١٠٢٢)

ایک اور دعا:

(۷۱۲) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں ایک صحابی کو کسی (سانپ یا بچھو) نے ڈس لیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر ہوئی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ شام کو تین مرتبہ (یہ) دعا پڑھتے تو ان کو کوئی چیز نقصان نہ پہنچاتی:

﴿أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾

ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق کے شر سے اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں۔''

فائدہ: ابن رسلان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ادویہ الٰہیہ مرض کے علاوہ بھی فائدہ مند ہوتی ہیں اور مرض کو واقع ہونے سے بھی روکتی ہیں اگر اس کے بعد بھی مرض واقع ہو جائے تو نقصان دہ نہیں ہوتا ہے بخلاف ادویہ طبعیہ کے وہ صرف مرض کے بعد فائدہ مند ہوتی ہیں۔ (بذل ٦/١١)

جیسا کہ مذکورہ بالا دعا کسی جانور کے ڈسنے سے حفاظت کا سبب ہے تو اس کے بعد ڈس لے تو ڈسنا نقصان دہ نہیں ہے اور کسی کو ڈس لیا ہو تو یہ اس کا علاج بھی ہے۔

نوع آخر:

(۷۱۳) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرني أحمد بن سعيد، ثنا الأحوص ابن جواب، حدثنا عمار بن زريق عن أبي إسحاق، عن الحارث وأبي مسيرة، عن علي رضي الله تعالى عنه، عن رسول الله ﷺ أن كان يقول عند مضجعه:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَ بِكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ، اَللّٰهُمَّ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَلَا

يُخْلَفُ وَعْدُكَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدِّ، سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ. ﴾

اخرجه ابن ابی شيبه فی «المصنف» (۲۹۳۱۷/٤٠/٦) وابوداؤد (٥٠٥٢/٣١٢/٤) (٣٣٢/٢) والنسائی فی «السنن الكبرى» (٧٧٣٢/٤١٢/٤) وفی «عمل اليوم والليلة» (رقم ١٦٧) والطبرانی فی «الدعا» (رقم ٤٩)

ایک اور دعا:

(۷۱۳) ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جب سونے کے لئے) اپنے بستر پر تشریف لاتے تو (یہ) دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَ بِكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ، اَللّٰهُمَّ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدِّ، سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ. ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں ہر چیز کے شر سے جو آپ کے قبضۂ قدرت میں ہے آپ کی کریم ذات اور آپ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں (کہ آپ مجھے ان کے شر سے بچا لیجئے) اے اللہ! میں آپ سے قرض اور گناہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! آپ کا لشکر کبھی شکست نہیں کھاتا اور آپ کا وعدہ کبھی خلاف نہیں ہوتا ہے۔ کبھی کسی مالدار کو اس کا مال آپ کے قہر وغضب سے نہیں بچا سکتا آپ پاک ہیں اور حمد وثنا (بھی) آپ ہی کے لئے ہے۔''

فائدہ: کلمات تامہ جو ہر عیب سے پاک ہیں۔ (دلیل الفالحین ۲۶۶/۴)

کلمات تامہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی کتابیں یا اللہ تعالیٰ کے نام یا ان کے فیصلے جو مخلوق پر نافذ ہوتے ہیں۔

غرم جس کا ترجمہ قرض سے کیا گیا ہے اس سے مراد یا تو گناہ ہیں یا وہ قرضہ جو گناہ کے کام لے لئے لیا جائے جب کہ اس کی ادائیگی کی بھی قدرت نہ ہو ورنہ مطلقاً قرضہ سے پناہ نہیں مانگی جاتی ہے (کیونکہ وہ تو ضرورت کی وجہ سے ہوتا ہے)۔

(فتوحات ربانیہ ۱۱۳،۱۱۲/۲)

وعدہ سے مراد وہ وعدہ جو ثواب کا کیا گیا ہو کیونکہ عذاب کا وعدہ خلاف کرنا تو کرم ہے اور ثواب کا وعدہ خلاف کرنا بخل ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۱۱۳/۲)

نوع آخر:

(٧١٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا يونس بن عبدالأعلى، ثنا ابن وهب، أخبرني حيى بن عبدالله، عن أبي عبدالرحمن الحبلي، عن عبدالله بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عن رسول الله

ﷺ أنه كان يقول إذا اضطجع للنوم:

﴿اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ فَاغْفِرْ ذَنْبِيْ.﴾

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (٥/٣٢٣/٢٦٥٣٣) واحمد فی «مسنده» (١٧٣/٢) والنسائی فی «السنن الكبرى» (٦/١٩٢/١٠٦٠٦) وفی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٧٧٠) والطبرانی فی «الدعا» (رقم ٢٥٨)

ایک اور دعا:

(۷۱۴) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کے لئے لیٹتے تو (یہ) دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ فَاغْفِرْ ذَنْبِيْ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں آپ ہی کا نام لے کر اپنا پہلو بستر پر رکھتا ہوں آپ میری مغفرت فرما دیجئے۔“

نوع آخر:

(٧١٥) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا إسحاق بن إبراهيم، ثنا جرير، عن سهيل بن أبي صالح، قال: كان أبو صالح يأمرنا إذا أراد أحدنا أن ينام أن يضطجع على شقه الأيمن ثم يقول:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَمُنَزِّلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شيء، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ، إِقْضِ عَنِّيَ الدَّيْنَ وَأَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ.﴾

وكان يروى ذلك عن أبي هريرة رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عن النبي ﷺ.

اخرجه احمد فی «مسنده» (٣٨١/٢) والمسلم (٤/٢٠٨٤/٢٧١٣) (٣٤٨/٢) وابوداؤد (٤/٣١٢/٥٠٥١) (٣٣٢/٢) وابن ماجه (٢/١٢٧٤/٣٨٧٣) (ص٢٧٦) والترمذی (٥/٥١٨/٣٤٨١) (١٧٧/٢)

ایک اور دعا:

(۷۱۵) ترجمہ: ”حضرت سہیل بن ابوصالح رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں: حضرت ابوصالح ہمیں حکم فرمایا کرتے تھے کہ جب ہم میں کوئی سونے کا ارادہ کرے تو وہ اپنے دائیں کروٹ پر لیٹے پھر (یہ) دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوىٰ وَمُنَزِّلُ التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شيء، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ، إِقْضِ عَنِّيَ الدَّيْنَ وَأَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ.﴾

تَرْجَمَہ: ''اے اللہ! آسمانوں کے رب، زمین کے رب، عرش عظیم کے مالک اور ہمارے رب اور ہر چیز کے رب (زمین کی تہہ سے) دانہ اور گٹھلی کو پھاڑنے (اور اگانے) والے، تورات، قرآن اور انجیل کو نازل کرنے والے! (رب) میں ہر اس چیز کے شر سے جو آپ کے قبضۂ قدرت میں ہے آپ کی پناہ لیتا ہوں۔ اے اللہ! آپ (ہی سب سے) پہلے ہیں آپ سے پہلے کچھ نہیں اور آپ (ہی سب سے) آخر میں ہیں اور آپ کے بعد کچھ نہیں آپ ہی (سب سے) ظاہر اور برتر ہیں اور آپ کے اوپر کچھ نہیں اور آپ ہی (سب کی تہ میں) چھپے ہوئے ہیں آپ کے علاوہ کچھ نہیں آپ میرا قرض ادا کر دیجئے اور مجھے مفلسی (محتاجگی و تنگدستی) سے غنی کر دیجئے۔ (نجات دیجئے)۔''

فَائِدَہ: قرضہ سے مراد ہر قسم کے حقوق العباد ہیں۔

ظاہر کا معنی: ظاہر اللہ تعالیٰ کا نام ہے یا مظہور کے معنی میں ہے یعنی قہر و غلبہ اور اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت ہے یا دلائل قطعیہ مراد ہیں۔

باطن کا معنی وہ ذات جو مخلوق سے چھپی ہوئی ہو یا تمام چھپے ہوئے رازوں کا جاننے والا مراد ہے۔

(شرح مسلم للنووی، مزید تفصیل کے لئے دیکھیں فتوحات ربانیہ ۳/۱۵۰)

آخر سے مراد اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے علم قدرت وغیرہ جو ازل سے ہے اسی طرح یہ سب کچھ اس وقت بھی باقی رہے گا جب کہ تمام مخلوق مر جائے گی اور اس کے علوم اس کی قدرت و حواس بھی باقی نہیں رہیں گے اور جب کہ ان کے اجسام بکھر جائیں گے۔ (شرح مسلم للنووی ۳/۱۵۰)

مفلسی سے غنی کر دیجئے یا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مخلوق سے احتیاج نہ رہے یا دل کا غنا حاصل ہو جائے کہ لوگوں سے استغناء ہو جائے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۱۵۱)

نوع آخر:

(٧١٦) - أخبرني أبو عروبة، حدثني جميل بن الحسن، حدثنا أبو همام محمد بن

اللزبرقان، قال: ثنا ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان، عن أبي زهير الأنماری، قال: كان (ح) وأخبرني أحمد بن عمير، ثنا محمد بن إبراهيم و محمد بن عبدالرحمن بن الأشعث ويزيد بن محمد بن عبدالصمد، قالوا: حدثنا أبو مسهر، قال: ثنا يحيٰى بن حمزة، حدثني ثور بن يزيد، عن خالد ابن معدان، عن أبي الأزهر الأنماری رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ كان إذا أخذ مضجعه قال:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَأَخْسِ شَيْطَانِيْ، وَفُكَّ رِهَانِيْ وَثَقِّلْ مِيْزَانِيْ، وَاجْعَلْنِيْ فِي النَّدِيِّ الْأَعْلٰى.﴾

اخرجه ابوداؤد (٥٠٥٤/٣١٣/٤) (٣٤١/٢) والطبراني في «المعجم الكبير» (٧٥٨/٢٩٨/٢٢) وفي «مسند الشاميين» (٤٣٥/٢٥٣/١) وفي «الدعا» (رقم٢٦٤) والحاكم في «المستدرك» (٧٢٤/١)

ایک اور دعا:

(۷۱۶) تَرْجَمَۃ: ''حضرت ابوالازہر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (سونے کے لئے) بستر پر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَأَخْسِ شَيْطَانِيْ، وَفُكَّ رِهَانِيْ وَثَقِّلْ مِيْزَانِيْ، وَاجْعَلْنِيْ فِي النَّدِيِّ الْأَعْلٰى.﴾

تَرْجَمَۃ: ''اے اللہ! آپ میرے گناہ کو معاف کر دیجئے، میرے شیطان کو (مجھ سے) دور کر دیجئے، میری گردن کو (ہر ذمہ داری سے) آزاد کر دیجئے، میرے اعمال کے ترازو کا پلہ بھاری کر دیجئے اور مجھے اعلیٰ طبقہ میں شامل کر دیجئے۔''

نوع آخر:

(۷۱۷) ـ أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا أحمد بن سليمان، ثنا أبو نعيم، عن زهير، عن أبي إسحاق، عن عاصم، عن علي قال: إذا أخذت مضجعك فقل:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ﴾

وحين يدخل الميت في قبره.

وأخرجه النسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٧٦٩) بمتنه سواء واخرجه عبدالرزاق في «مصنفه» (٦٤٦٣/٤٩٧/٣) وابن ابي شيبه في «مصنفه» (٢٦٥٣٠/٣٢٣/٥) والطبراني في «الدعا» (رقم١٢١١) والحاكم في «المستدرك» (٥٢٠/١) وليس عند هم «اذا اخذت مضجعك»

ایک اور دعا:

(۷۱۷) ترجمہ: ''حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب تم (سونے کے لئے) بستر پر جاؤ تو (یہ دعا) پڑھو:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے (بابرکت) نام کے ساتھ اور رسول اللہ کی ملت پر (سوتا ہوں/قبر میں اس میت کو رکھتا ہوں)۔''

اور جس وقت میت کو قبر میں داخل کیا جائے اس وقت بھی یہی پڑھو۔''

فائدہ: اس کی تفصیل میت کے بیان میں گزر چکی ہے۔

نوع آخر:

(۷۱۸) - أخبرنا أبو علي الحسين بن محمد، حدثنا سليمان بن يوسف، ثنا أبو الأشهب، ثنا يزيد الرقاشي، عن ادنس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أوصى رجلا إذا أخذ مضجعه أن يقرأ سورة الحشر، وقال: إن مت مت شهيدا، أو قال: من أهل الجنة.

اخرجه الحافظ ابن حجر في «نتائج الافكار» كما في «العجالة» (۸۳۵/۲)

ایک اور دعا:

(۷۱۸) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت فرمائی کہ جب وہ (سونے کے لئے) اپنے بستر پر جائیں تو سورۃ حشر پڑھا کریں اور (یہ بھی) فرمایا: اگر تم (اس رات) مر گئے تو شہید مرو گے یا فرمایا: جنتی مرو گے۔''

فائدہ: صبح شام کی دعاؤں میں سورۃ حشر کی آخری آیات کی فضیلت گزر چکی ہے کہ جو صبح شام سورۃ حشر کی آخری آیات پڑھے گا تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور اس کے لیے دعا رحمت کرتے ہیں اور اگر مر جائے تو شہید مرے گا تو جب تین آیات کے پڑھنے کا ثواب اتنا ہے تو پوری سورت کے پڑھنے کا ثواب یقیناً زیادہ ہوگا۔ (فتوحات الربانیہ ۱۶۱/۳)

نوع آخر:

(۷۱۹) - أخبرني محمد بن جعفر بن رزين الحمصي، حدثنا إبراهيم ابن العلاء الزبيدي، ثنا إسماعيل بن عياش، ثنا ابن أبي حسين، عن شهر ابن حوشب، عن أبي أمامة الباهلي رضي الله تعالى عنه قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول:

(من أوى إلى فراشه طاهرا، وذكرالله عزوجل حتى يدركه النعاس لم ينقلب ساعة من الليل يسأل الله عزوجل فيها خيرا من خير الدنيا والآخرة إلا أعطاه إياه).

وأخرجه أبوداود (٥٠٤٢/٣١٠/٤) (٣٣١/٢) وابن ماجه (٣٨٨١/١٢٧٧/٢) (ص٢٧٧) والترمذى (٣٥٢٦/٥٤٠/٥) (١٨٦/٢) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم٨٠٨) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٧٥٦٨/١٢٥/٨)

ایک اور دعا:

(۷۱۹) ترجمہ: ''حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: جو شخص (سونے کے لئے) باوضو اپنے بستر پر آئے اور اللہ عزوجل کا ذکر کرے یہاں تک کہ (اسے اسی حال میں) اونگھ آجائے (اور وہ سو جائے) تو وہ رات کو کسی وقت بھی کروٹ لیتے وقت دنیا اور آخرت کی خیر میں سے کوئی خیر مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ خیر ضرور عطا فرماتے ہیں۔''

فائدہ: اس حدیث سے باوضو سونے کی فضیلت و اہمیت معلوم ہوئی نیز اس طرح سونا اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہے اسی وجہ سے اس کی ہر کروٹ پر دعا قبول ہوتی ہے۔ (ملخص فتوحات ربانیہ ۱۶۶/۳)

یا تو وہی چیز جو مانگی ہے مل جاتی ہے یا اس کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ (بذل ۲۸۷/۶)

باوضو سونے کی حکمت

باوضو ہونا انسان کی بہترین حالت ہے (شرعاً ونظافۃً) تاکہ انسان کا ذکر دعا کرنا اور سونا بہترین پاکی حالت پر ہوتا کہ جو وقت سونے میں لگے وہ آخرت کے اعتبار سے فائدے سے خالی نہ رہے کیوں کہ انسان کی زندگی کا اچھا خاصا وقت سونے میں گزرتا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۴۱/۳)

نوع آخر:

(۷۲۰) - أخبرنى جعفر بن عيسى الحلوانى، حدثنا عبيدالله بن جرير ابن جبلة، ثنا موسى بن إسماعيل، ثنا خلف بن المنذر أبو المنذر، ثنا بكر ابن عبدالله المزنى، عن أنس بن مالك رضى الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال إذا أوى إلى فراشه:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَفَانِیْ وَ آوَانِیْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ فَأَفْضَلَ عَلَیَّ وَأَسْأَلُكَ بِعِزَّتِكَ أَنْ تُنْجِيَنِیْ مِنَ النَّارِ.﴾

إلا حمد الله عزوجل بمحامد الخلق كلهم.

اخرجه الحاكم فى «المستدرك» (٧٣٠/١) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٤٣٨٢/٩٣/٤) ومحمد بن عبدالرحمن

المقدسی فی «الاحادیث المختارہ» (۱۵۷۵/٤٠٢/٤)

ایک اور دعا:

(۷۲۰) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اپنے بستر پر (سونے کے لئے) آئے اور یہ دعا پڑھے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَفَانِیْ وَ آوَانِیْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ فَأَفْضَلَ عَلَیَّ وَأَسْأَلُكَ بِعِزَّتِكَ أَنْ تُنْجِيَنِیْ مِنَ النَّارِ.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہے جنہوں نے میری ضرورتوں کو پورا کیا اور مجھے (رات بسر کرنے کا) ٹھکانا دیا۔ (اللہ تعالیٰ کا (بہت بہت) شکر ہے کہ جنہوں نے مجھے کھلایا اور پلایا۔ تمام تر تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے احسان کئے اور خوب کئے۔ (اے اللہ!) میں آپ سے آپ کی عزت کے واسطے سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے جہنم سے بچا لیجئے۔“

نوع آخر:

(۷۲۱) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا أبو عبدالله بن محمد ابن عبدالرحمن، ثنا غنر، عن شعبة، عن خالد الحذاء، قال: سمعت عبدالله بن الحارث يحدث عن عبدالله بن عمر رضي الله تعالى عنهما أنه أمر رجلا إذا أخذ مضجعه قال:

﴿اَللّٰهُمَّ خَلَقْتَ نَفْسِیْ وَأَنْتَ تَتَوَفَّاهَا، لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا، إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا، وَ إِنْ أَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ.﴾

فقال له: سمعت هذا من عمر؟ قال ممن هو خير من عمر، رسول الله صلى الله عليه وسلم.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۷۹/۲) والمسلم (۲۷۱۲/۲۰۸۳/٤) (۳٤۸/۲) والنسائی فی «السنن الكبرى» (۱۰٦۳۲/۱۹۹/٦) وفی «عمل اليوم والليلة» (رقم۷۹٦) وابن حبان فی «صحيحه» (۵۵٤۱/۳۵۱/۱۲)

ایک اور دعا:

(۷۲۱) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن الحارث رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک آدمی کو حکم فرمایا کہ جب وہ (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آئے تو (یہ) دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ خَلَقْتَ نَفْسِیْ وَأَنْتَ تَتَوَفَّاهَا، لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا، إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا، وَ إِنْ أَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ.﴾

تَرْجَمَۃ: ”اے اللہ! آپ ہی نے مجھے پیدا فرمایا ہے اور آپ ہی مجھے موت دیں گے، آپ ہی کے لئے میرا مرنا اور جینا ہے، اگر آپ مجھے زندہ رکھیں تو (گناہوں اور جملہ شرور) سے میری حفاظت فرمائیں اور اگر آپ مجھے موت دیں تو میری مغفرت فرمائیں، اے اللہ! میں آپ (کے فضل وکرم کے واسطے) سے عافیت چاہتا ہوں۔“

فَائِدَۃ: مطلب یہ ہے کہ آپ ہی نے مجھے پیدا کیا ہے اور عدم سے وجود عطا فرمایا ہے، آپ ہی مجھے زندگی اور موت دینے والے ہیں۔ اسی طرح میرے تمام امور آپ کی ملکیت میں ہیں اس لئے میں آپ ہی کے مزید فضل وکرم کا محتاج ہوں آپ ہی میری مغفرت فرمایئے میں آپ ہی سے ہر قسم کی عافیت کا طالب ہوں۔ (فتوحات ربانیہ بتصرف ۳/۱۶۲)

نوع آخر:

(۷۲۲) - حدثني أحمد بن يحيى بن زهير و جعفر بن ضمرة قالا: حدثنا عمر بن سهل، ثنا محمد بن إسماعيل، حدثنا مسعر، عن حبيب بن أبي ثابت، عن عبدالله بن باباه، عن أبي هريرة رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، عن النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: من قال حين يأوي إلى فراشه:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ﴾

غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ أو خطاياه. شك مسعر، و إن كان مثل زبد البحر أو أكثر من زبد البحر.

اخرجه النسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ۸۱۱) وابن حبان في «صحيحه» (۱۲/۳۳۸/۵۵۲۸)

(۷۲۲) تَرْجَمَۃ: ”حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: جو شخص بستر پر (سونے کے لئے) آئے (اور) اس وقت یہ دعا پڑھے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ﴾

تَرْجَمَۃ: ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ اکیلے ہیں ان کا کوئی شریک نہیں ہے ان ہی کا مالک ہے اور ان ہی کے لئے تمام حمد وثنا ہے وہی ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں طاقت وقوۃ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ (ہر عیب اور برائی سے) پاک ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے تمام تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑے ہیں۔“

تو اس کے گناہ یا خطاؤں کو معاف کر دیا جاتا ہے (حدیث کے راوی) مسعر کو شک ہے کہ آگے یہ فرمایا کہ اگر چہ اس کے گناہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں یا یہ فرمایا کہ سمندر کے جھاگ سے زیادہ ہوں۔''

فَائِدَةٌ: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص (سونے کے لئے) بستر پر آئے اور تین مرتبہ ''**استغفراللّٰه الذی لا اله الا هو الحی القیوم واتوب الیك**'' پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں یا ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں یا ریت کے ذروں کے برابر ہو یا دنیا کے دنوں کے برابر ہوں۔

(ترمذی عن عبداللہ ابن عمر کتاب الاذکار صفحہ ۹۳)

نوع آخر:

(۷۲۳) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا عمر بن زيد، عن عبدالصمد بن عبدالوارث، حدثني أبي عن حسين المعلم، ثنا ابن بريدة، ثنا ابن عمر رضي الله تعالى عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا أخذ مضجعه قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَفَانِیْ وَآوَانِیْ، وَأَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ، وَالَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ فَأَفْضَلَ، وَالَّذِیْ أَعْطَانِیْ وَأَجْزَلَ، اَللّٰهُمَّ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰی كُلِّ حَالٍ، اَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْكَ كُلِّ شَیْءٍ (وَلَكَ كُلُّ شَیْءٍ)، أَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ.﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (۱۱۷/۲) وابوداؤد (۳۱۳/٤-۳۱٤/۵۰۵۸) (۳۳۳/۲) والنسائی فی «السنن الکبری» (۷٦۹٤/٤۰۲/٤) وابویعلی فی «مسنده» (۱۳۱/۱۰/۵۷۵۸) وابن حبان فی «صحیحه» (۳٤۹/۱۲/۵۵۳۸)

ایک اور دعا:

(۷۲۳) **تَرْجَمَہ:** ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (سونے کے لئے) اپنے بستر پر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَفَانِیْ وَآوَانِیْ، وَأَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ، وَالَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ فَأَفْضَلَ، وَالَّذِیْ أَعْطَانِیْ وَأَجْزَلَ، اَللّٰهُمَّ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰی كُلِّ حَالٍ، اَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْكَ كُلِّ شَیْءٍ (وَلَكَ كُلُّ شَیْءٍ)، أَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ.﴾

تَرْجَمَہ: ''تمام تر تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جنہوں نے میری ضرورتوں کو پورا کیا اور مجھے (رات بسر کرنے کا) ٹھکانا دیا، مجھے کھلایا اور پلایا جنہوں نے مجھ پر احسان کیا اور خوب کیا، جنہوں نے مجھے نعمتیں دیں اور بہت دیں۔ اے اللہ! ہر حال میں آپ ہی کا شکر ہے۔ اے اللہ! ہر چیز کے پرورش کرنے والے، ہر چیز کے مالک! آپ

ہی کے لئے تمام تعریف ہے۔ میں آپ سے دوزخ کی پناہ مانگتا ہوں۔''

فائدہ: سونے کے بعد اٹھنا کوئی یقینی چیز نہیں ہے تو ایسے نازک موقع پر اللہ تعالیٰ کے احسان جو بندہ پر ہیں یاد دلا کر ایک اور احسان مغفرت کا سوال ہے کہ آپ نے جہاں اپنے فضل و کرم سے کھلایا پلایا ٹھکانا دیا اور ان نعمتوں سے بہرہ ور کیا ایک اور نعمت فرما دیجئے کہ میری مغفرت فرما دیجئے۔

نوع آخر:

(٧٢٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا عبدالله بن محمد بن تتميم، ثنا حجاج بن محمد، حدثني شعبة، أخبرني يعلى بن عطاء، قال: سمعت عمرو بن عاصم، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن ادبا بكر رضي الله تعالى عنه قال للنبي صلى الله عليه وسلم: أخبرني بشيء أقوله إذا أصحبت و إذا أمسيت، قال: قل:

﴿ اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرْكِهِ. ﴾

قلها إذا أصبحت و إذا أمسيت، و إذا أخذت مضجعك.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢/٢٩٧-٢٩٨) وابوداؤد (٥٠٦٧/٣١٦/٤) (٤٣٥/٢) والترمذي (٣٣٩٢/٤٦٧/٥) (١٧٢/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (٧٧١٥/٤٠٨/٤) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٥٦٧)

ایک اور دعا:

(۷۲۴) **ترجمہ:** ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: مجھے آپ کوئی ایسی چیز (دعا) بتائیے جسے میں صبح و شام پڑھ لیا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (یہ کلمات پڑھو):

﴿ اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرْكِهِ. ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، ہر چیز کے رب اور ہر چیز کے مالک ہیں (اس بات کی) گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے میں اپنے نفس کے شر، شیطان کے شر اور اس کے (فریب کے) جال سے آپ کی پناہ لیتا ہوں (کہ مجھے بچا لیجئے)۔''

(٧٢٥) - حدثنا إسماعيل بن داود المصري، ثنا عبدة بن عبدالرحيم، حدثنا النضر بن

شميل، ثنا شعبة، عن يعلى بن عطاء، عن عمرو بن عاصم، قال: سمعت أبا هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال أبو بكر الصديق رضي الله تعالى عنه: يا رسول الله! أخبرني بشيء أقوله إذا أصبحت و إذا أمسيت، قال: قل:

﴿اَللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ.﴾

قال النبي ﷺ: قله إذا أصبحت و إذا أمستتي، و إذا أخذت مضجعك.

مضى تخريجه (برقم ٧٢٤)

(۷۲۵) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (رسول اللہ ﷺ سے) عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی دعا بتائیے جس کو میں صبح شام پڑھ لیا کروں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (یہ کلمات) پڑھو:

﴿اَللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! چھپی ہوئی اور ظاہری چیزوں کے جاننے والے (اور اے) آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے (اے) ہر چیز کے رب اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ میں اپنے نفس کے شر، شیطان کے شر اور اس کے (فریبی) جال سے آپ کی پناہ لیتا ہوں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم صبح شام اور جب (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آؤ تو ان کلمات کو پڑھ لیا کرو۔''

فائدہ: اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے ذکر کرنے کے بعد اپنے نفس و شیطان اور شیطان کے مکر وفریب سے پناہ مانگی گئی ہے۔

(٧٢٦) - حدثني أبو علي، ثنا أبوداود، ثنا سعيد بن عامر، ثنا شعبة، عن يعلى بن عطاء، عمرو بن عاصم، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال أبوبكر رضي الله تعالى عنه: يا رسول الله! علمني شيئا أقوله إذا اصبحت و إذا أمسيت، قال: قل:

﴿اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ.﴾

قال: قله إذا أصبحت و إذا أمسيت، و إذا أخذت مضجعك.

مضى تخريجه (برقم٧٢٤)

(۷۲۶) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کچھ (کلمات) سکھایئے جس کو میں صبح شام پڑھ لیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (یہ کلمات) پڑھو:

﴿اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے ہر چیز کے رب اور ہر چیز کے مالک! میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے میں شیطان کے شر اور اس کے (فریبی) جال سے آپ کی پناہ لیتا ہوں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو صبح شام اور جب (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آؤ تو کہہ لیا کرو۔“

(۷۲۷) - أخبرني أبو علي ابن حبيب، حدثنا ابن أبي مسيرة، ثنا عمرو بن حكام، ثنا شعبة عن يعلى بن عطاء، عن عمرو بن عاصم، عن أبي هريرة، عن أبي بكر الصديق رضي الله تعالى عنهما أن النبي ﷺ دعا بدعوات، فقال: قل إذا أصبحت و إذا أمسيت و إذا اخذت مضجعك:

﴿اَللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْت، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَ مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ.﴾

مضى تخريجه (برقم٧٢٤)

(۷۲۷) ترجمہ: ”حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعائیں فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم صبح شام اور جب (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آؤ تو یہ دعا پڑھا کرو:

﴿اَللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّاأَنْتَ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَ مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! چھپی ہوئی اور ظاہری چیزوں کے جاننے والے! (اور اے) آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے! (اے) ہر چیز کے رب اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ میں اپنے نفس کے شر، شیطان کے شر اور اس کے (فریبی) جال سے آپ کی پناہ لیتا ہوں۔''

نوع آخر:

(۷۲۸) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا إبراهيم بن الحجاج، ثنا حماد ابن سلمة، عن عاصم بن بهدلة، عن سواء، عن حفصة زوج النبى صلى الله عليه وسلم، و رضي الله تعالى عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا أوى إلى فراشه اضطجع على يمينه وقال:

﴿رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ.﴾

ثلاث مرت.

اخرجه احمد فى «مسنده» (۲۸۷/٦) وابوداؤد (۳۱۰/٤/۵۰٤۵) (۳۳۲/۲) والترمذى (۳۳۹۸/٤۷۱/۵) (۱۷۷/۲) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ۷۵۵)

ایک اور دعا:

(۷۲۸) ترجمہ: ''حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ ہیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (سونے کے لئے) بستر پر تشریف لاتے تو دائیں کروٹ پر لیٹتے اور یہ دعا پڑھتے:

﴿رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ.﴾

ترجمہ: ''اے میرے رب! جس دن آپ اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ فرمائیں گے (یعنی قیامت کے دن) مجھے اپنے عذاب سے بچائیے۔''

(۷۲۹) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أبو خيثمة، (ح) وأخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا عبدالرحمن بن محمد بن سلام، قالا: ثنا يزيد بن هارون، حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم بن أبىء النجود، عن سواء الخزاعى، عن حفصة بنت عمر رضي الله تعالى عنهما قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أوى إلى فراشته وضعه يده اليمنى تحت خده وقال:

﴿رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ.﴾

ثلاث مرات.

مضی تخریجه (برقم ۷۲۸)

(۷۲۹) ترجمہ: ”حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سونے کے لئے) اپنے بستر پرتشریف لاتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے (دائیں) رخسار (مبارک) کے نیچے رکھتے اور (یہ) دعا تین مرتبہ پڑھتے:

﴿رَبِّ قِنِی عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ.﴾

ترجمہ: ”اے میرے رب! جس دن آپ اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ فرمائیں گے (یعنی قیامت کے دن) مجھے اپنے عذاب سے بچائیے۔“

فائدہ: نیند موت کی طرح ہے اور جاگنا مرنے کے بعد اٹھنے کی طرح ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دعا تعلیم فرمائی جس سے مرنے اور اس کے بعد اٹھائے جانے کی حالت یاد رہے۔ (تحفۃ الاحوذی ۳۴۲/۹)

اور جس کو موت کی حالت یاد ہو اس کی زندگی موت کی تیاری میں گزرے گی تو یہ دعا اس عظیم فائدے پر مشتمل ہے۔

(۷۳۰) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرنا أبو القاسم بن زكريا، حدثنا حسين، عن زياد، عن عاصم، عن المسيب، عن سواء، عن حفصة رضي الله تعالى عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أخذ مضجعه جعل كفه اليمنى تحت خده الأيمن.

مضى تخريجه (برقم ۷۲۸)

(۷۳۰) ترجمہ: ”حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پرتشریف لاتے تو (دائیں کروٹ پر لیٹ کر) اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے تھے۔“

(۷۳۱) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا أحمد بن حرب، عن القاسم ابن يزيد، ثنا سفيان، عن عاصم، عن المسيب، عنس واء الخزاعي، عن حفصة رضي الله تعالى عنها قالت:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أخذ مضجعه وضع كفه اليمنى تحت خده الأيمن.

مضى تخريجه (برقم ۷۲۸)

(۷۳۱) ترجمہ: ”حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پرتشریف لاتے تو (سوتے وقت) اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے تھے۔“

(۷۳۲) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا محمد بن المثنى، ثنا عبدالصمد ابن عبدالوارث، ثنا أبان، ثنا عاصم، عن معبد بن خالد، عن سواء، عن حفصة رضي الله تعالى عنها أن رسول الله

ﷺ كان إذا أراد أن يرقد وضع يده اليمنى تحت خدهد الأيمن وقال:

﴿اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ﴾

ثلاث مرات.

مضى تخريجه (برقم ۷۲۸)

(۷۳۲) ترجمہ: ''حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے لگتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور (یہ) دعا تین مرتبہ پڑھتے تھے:

﴿اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ جس دن آپ اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کریں گے مجھے اپنے عذاب سے بچائیے۔''

فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سوتے وقت دائیں کروٹ پر لیٹ کر دائیں رخسار کے نیچے ہتھیلی رکھ کر مذکورہ بالا دعائیں پڑھی جائیں۔ دعاؤں کی وضاحت حدیث نمبر ۲۹ پر گزر چکی ہے۔

رسول اللہ ﷺ ہر اچھا کام دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے اس لئے سوتے وقت بھی دائیں کروٹ کو اختیار فرمایا۔ نیز علماء نے اس کے چند فوائد لکھے ہیں۔

دل دائیں طرف لٹک جاتا ہے جس کی وجہ سے نیند زیادہ گہری غفلت کی نہیں ہوتی ہے۔ جاگنا آسان ہوتا ہے۔ اطباء نے لکھا ہے کہ بدن کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۱۱۰، مرقاۃ ۵/۱۶۸)

سونے کا بہترین طریقہ

نیند کی ابتداء دائیں جانب سے کی جائے پھر بائیں جانب پھر دائیں جانب لیٹا جائے۔ دائیں طرف لیٹنا کھانے کے نیچے اترنے کا سبب ہے اور بائیں طرف لیٹنا ہضم کا سبب ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۱۱۰، کذا فی المرقاۃ ۵/۱۶۸)

باب فضل من بات طاهرا

باوضو سونے کی فضیلت

(۷۳۳) - أخبرنا الباغندی، حدثنا سليمان بن سلمة الجنائزی، ثنا يونس بن عطاء بن عثمان بن سعيد بن زياد بن الحارث الصدائی، ثنا سلمة الليثی وشريك بن أبی نمر، قالا: ثنا أنس بن مالك رضی الله تعالی عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم:

من بات على طهارة ثم مات من ليلته مات شهيدا.

ذكره السيوطی فی «الجامع الصغير»

(۷۳۳) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص باوضو سوئے پھر اس کا اس رات انتقال ہو جائے تو شہید ہونے کی حالت میں اس کا انتقال ہوا۔“

فائدہ: اس حدیث میں سوتے وقت وضو کرنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ باوضو سونے کی فضیلت میں ایک حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص باوضو سوتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ رات بھر اس کے اٹھنے تک دعا کرتا رہتا ہے اے اللہ! اپنے فلاں بندے کو بخش دیجئے۔ (طبرانی من حدیث ابن عباس فتح الباری ۱۱/ ۱۰۹)

ایک روایت میں ہے کہ جو اپنے بستر پر باوضو آئے اور ذکر کرتے ہوئے سو جائے تو اس کا بستر مسجد ہے اور وہ جاگنے تک نماز و ذکر میں ہے۔ (فتح الباری ۱۱/ ۱۰۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ باوضو سویا کرو کیونکہ روحیں اسی حالت میں اٹھائی جاتی ہیں جس حالت میں قبض کی جاتی ہیں۔ (فتح الباری ۱۱/ ۱۱۰)

فوائد:

❶ اگر موت آئے گی تو وضو کی حالت میں آئے گی۔

❷ خواب اچھا آئے گا۔

❸ شیطان نہیں کھیل سکے گا۔ (فتح الباری ۱۱/ ۱۱۰، شرح مسلم للنووی ۲/ ۳۴۸)

اگر وضو کی ضرورت ہو تو وضو کرے اور اگر غسل کی ضرورت ہو تو غسل کرے ورنہ کم از کم وضو کرے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/ ۱۶۶)

اگر پہلے سے وضو ہو تو (خاص سونے کے لئے) دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/ ۳۴۸)

نوع آخر إذا أوى إلى فراشه:

(٧٣٤) - أخبرنا علي بن محمد بن عامر، ثنا يوسف بن عبدالله، ثنا عثمان بن الهيثم، حدثني هشام بن زياد أبو المقدام، عن هشام، عن أبيه، عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان رسول الله ﷺ إذا أوى إلى فراشه قال:

﴿اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِسَمْعِيْ، وَبَصَرِيْ، وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ، مِنِّيْ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى عَدُوِّيْ وَأَرِنِيْ مِنْهُ ثَأْرِيْ، اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَمِنَ الْجُوْعِ فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيْعُ.﴾

اخرجه ابو نعيم الاصبهاني في «الحلية» (١٨١/٢-١٨٢) والبيهقي في «شعب الايمان» (٤٧٠١/١٧٠/٤) وابن حجر في «نتائج الاذكار» (٧٦/٣)

ایک اور دعا:

(۷۳۴) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (سونے کے لئے) اپنے بستر پر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِسَمْعِيْ، وَبَصَرِيْ، وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ، مِنِّيْ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى عَدُوِّيْ وَأَرِنِيْ مِنْهُ ثَأْرِيْ، اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَمِنَ الْجُوْعِ فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيْعُ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ میرے کانوں اور آنکھوں سے (صحیح) فائدہ پہنچایئے، اور ان دونوں کو میرا وارث بنا دیجئے، میرے دشمن پر میری مدد فرمایئے، میرا بدلہ (اس سے لے کر) مجھے دکھا دیجئے۔ اے اللہ! قرض کے غلبہ اور بھوک سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں کیونکہ یہ بہت برا ساتھی ہے۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ میرے کانوں اور آنکھوں کو جس مقصد طاعت کے لئے پیدا کیا گیا ہے یہ انہی میں استعمال ہوں تاکہ کارآمد اور مفید ہوں جیسے قرآن سننا وغیرہ اور دشمن جس سے جو اللہ تعالیٰ کے لئے دشمنی ہے، یا عام دشمن پر مجھے قہر و غلبہ عطا فرمایئے۔

نیز بھوک کو برا ساتھی کہا، اس سے معلوم ہوا کہ بندے کو جس آزمائش میں ڈالا جاتا ہے بھوک بدترین آزمائش ہے۔ کیوں کہ اس سے عبادت وطاعت وغیرہ میں بہت خلل واقع ہوتا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۶۷/۳)

ان دونوں کو میرا وارث بنا دیجئے علماء نے لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ کہ ان دونوں کو میری موت تک صحیح سالم رکھئے۔ (فتوحات ۱۶۸/۳)

نوع آخر:

(۷۳۵) - أخبرنی محمد بن أحمد بن الحسین، بن سلام، ثنا أبو سهل ابن داود بن أسد، ثنا مجاشع بن عمرو بن حسان بن کعب الأسدی، ثنا سلیمان بن محمد النخعی، ثنا عبداللّٰه بن الحسن والحسن بن الحسن عن فاطمة بنت الحسین، عن فاطمة بنت رسول اللّٰه ﷺ قالت: علمنی رسول اللّٰه ﷺ کلمات: وقال: إذا أخذت مضجعك فقولی:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْكَافِیْ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْأَعْلٰی حَسْبِیَ اللّٰهُ وَكَفٰی، مَا شَاءَ اللّٰهُ قَضٰی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا، لَیْسَ مِنَ اللّٰهِ مَلْجَأٌ وَّلَا وَرَاءَ اللّٰهِ مُلْتَجَا، تَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ، مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِیَتِهَا إِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا.﴾

ثم قال النبی ﷺ: ما من مسلم یقولها عند منامه ثم ینام وسط الشیاطین والهوام فتضره.

اخرجه الدیلمی فی «مسند الفردوس» (٥/٤٣٥-٤٣٦)

ایک اور دعا:

(۷۳۵) ترجمہ: ”حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے چند کلمات سکھائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (فاطمہ!) جب تم (سونے کے لئے) اپنے بستر پر جاؤ تو (یہ کلمات) پڑھ لیا کرو:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْكَافِیْ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْأَعْلٰی حَسْبِیَ اللّٰهُ وَكَفٰی، مَا شَاءَ اللّٰهُ قَضٰی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا، لَیْسَ مِنَ اللّٰهِ مَلْجَأٌ وَّلَا وَرَاءَ اللّٰهِ مُلْتَجَا، تَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ، مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِیَتِهَا إِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ ہی کے لئے تمام تر تعریف ہے وہ اللہ کافی ہیں، اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر پاک ہیں، اللہ تعالیٰ میرے لئے کافی ہیں اور وہ بہت کفایت کرنے والے ہیں، جو فیصلہ اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ فرمایا،

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی ٹھکانہ ہے، میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا ہے جو میرے بھی رب ہیں اور تمہارے بھی رب ہیں۔ جو بھی زمین پر چلنے والا ہے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے، بلاشبہ میرے رب سیدھے راستے پر ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے (اپنے لئے) کوئی اولاد نہیں بنائی اور ان کی بادشاہت میں ان کا کوئی شریک نہیں ہے اور نہ عاجزی کی وجہ ان کا کوئی ولی ہے اللہ تعالیٰ کی خوب بڑائی بیان کیجئے۔"

نوع آخر:

(٧٣٦) - أخبرنا محمد بن محمد، حدثنا محمد بن الصباح، ثنا جرير، عن السرى بن إسماعيل، عن الشعبي، عن مسروق، عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت:

ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم منذ صحبته ينام حتى فارق الدنيا حتى يتعوذ من الجبن، والكسل، والسامة، والبخل، وسوء الكبر، وسوء المنظر فى الأهل والمال، وعذاب القبر، ومن الشيطان وشركه.

لم اجده عند غير «المصنف»

ایک اور دعا:

(۷۳۶) ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا شروع کیا اس وقت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے چلے جانے تک (میں نے دیکھا کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک بزدلی، سستی، زہر کی وجہ سے موت آنے، بخل، برے بڑھاپے، اپنے مال و اہل میں بری بات کو دیکھنے، عذاب قبر، شیطان کے شر اور اس کے مکر و فریب کے جال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ نہ لیتے تو سوتے نہیں تھے۔"

فائدہ: یہ تمام صفات مذمومہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں اس لئے آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ان سے پناہ مانگی ہے۔

ان چیزوں سے آپ علیہ السلام مبرا و منزہ ہیں لیکن امت کو بتانے اور سکھانے کے لئے آپ علیہ السلام یہ دعائیں مانگی ہیں۔ (کما قال المہلب فتوحات ربانیہ ۳/۱۲۵)

باقی معانی مختلف احادیث میں گزر چکے ہیں۔

نوع آخر:

(٧٣٧) - أخبرني ابن غيلان، حدثنا أبو هشام اللرفاعي، ثنا ابن فضيل، عن عطاء بن السائب، عن أبيه قال: كنت عند عمار، فقال: لرجل: ألا اعلمك كلمات كان يرفعهن إلى

النبی صلی اللہ علیہ وسلم، إذا أخذت مضجعك من الليل فقل:

﴿اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الْمُنَزَّلِ وَنَبِيِّكَ الْمُرْسَلِ، اَللّٰهُمَّ نَفْسِيْ خَلَقْتَهَا لَكَ مَحْيَاهَا وَمَمَاتُهَا، إِنْ قَبَضْتَهَا فَارْحَمْهَا، وَ إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِحَفْظِ الإِيْمَانِ.﴾

اخرجه عبدالرحمن الضبی فی «کتاب الدعا» (۲۵۹/۱) وابن ابی شیبه فی «المصنف» (۲۹۳۰۰/۳۸/۶) وابویعلی فی «مسنده» (۱۶۲۵/۱۹۶/۳) واخرجه ابن حبان فی «صحیحه» (۵۵۴۱/۳۵۱/۱۲) والدیلمی فی «مسند الفردوس» (۱۷۹۲/۴۴۰/۱) کلا باختلاف.

ایک اور دعا:

(۷۳۷) ترجمہ: ''حضرت سائب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا۔ انہوں نے ایک آدمی سے فرمایا: کیا میں تمہیں چند کلمات نہ سکھاؤں؟ یہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ جب تم رات کو اپنے بستر پر (سونے کے لئے) جاؤ تو یہ کلمات پڑھو:

﴿اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الْمُنَزَّلِ وَنَبِيِّكَ الْمُرْسَلِ، اَللّٰهُمَّ نَفْسِيْ خَلَقْتَهَا لَكَ مَحْيَاهَا وَمَمَاتُهَا، إِنْ قَبَضْتَهَا فَارْحَمْهَا، وَ إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِحَفْظِ الإِيْمَانِ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں نے اپنی جان آپ کے سپرد کردی، اپنا چہرہ آپ کی طرف کر دیا۔ اپنے معاملہ کو آپ کے حوالے کر دیا، میں نے آپ کا سہارا لیا اور میں آپ کی اتاری ہوئی کتاب اور آپ کے بھیجے ہوئے نبی پر ایمان لایا ہوں، اے اللہ! آپ ہی نے (میری) جان کو پیدا کیا ہے، اس کی موت، وزندگی آپ ہی کے ہاتھ میں ہے، اگر آپ اس کو روک لیں (اور موت دیں) تو اس پر رحم فرمایئے اور اگر آپ اسے زندہ رکھیں تو ایمان کی حفاظت کے ساتھ اس کی حفاظت فرمایئے۔''

فائدہ: اسلام پر زندگی اور ایمان پر موت یہی ساری تعلیمات انبیاء کا خلاصہ ہے۔ زندگی بھر ساری تگ ودو ومحنت اسی کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی دعا منقول ہے۔ اسی لئے جنازہ کی دعا میں ہے کہ اے اللہ آپ جس کو زندہ رکھیں اسے اسلام پر اور جس کو موت دیں اس کے ایمان پر موت دیں۔ کیونکہ اعتبار حسن خاتمہ کا ہے اور اسلام اور ایمان کی حفاظت اس کا ذریعہ ہے

اسی لئے آپ علیہ السلام امت کی تعلیم کے لئے یہ دعا سکھائی۔ (بندہ)

نوع آخر:

(۷۳۸) - أخبرنا أبو بكر بن أبى داود، حدثنا أحمد بن صالح، وجعفر ابن مسافر، قالا: ثنا ابن أبى فديك، أخبرنى عبدالرحمن بن عبدالمجيد وقال جعفر: عبدالحميد. عن هشام بن الغاز بن ربيعة، عن مكول الدمشقى، عن أنس بن مالك رضى الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من قال حين يصبح أ يمسى:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتِكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ.﴾

اعتق الله ربعه من النار، ومن قالها مرتين أعتق الله نصصه من النار، ومن قالها ثلاثا أعتق الله ثلاثة أرباعه من النار، ومن قالها أربعا أعتقه الله عزوجل من النار.

مضى تخريجه (برقم ۷۰)

ایک اور دعا:

(۷۳۸) ترجمہ: ''حضرانس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح شام (یہ) دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتِكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں نے اس حال میں صبح کی کہ میں آپ کو، آپ کے عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کو، آپ کے فرشتوں کو اور آپ کی ساری مخلوق کو اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں آپ اکیلے ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اس بات پر (بھی) کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے بندے اور رسول ہیں۔''

تو اللہ تعالیٰ اس کے چوتھائی حصے کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دیتے ہیں، جو دو مرتبہ پڑھے اس کے آدھے حصے کو جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیتے ہیں، جو تین مرتبہ پڑھے اس کے تین حصے جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیتے ہیں اور جو چار مرتبہ پڑھتا ہے تو اس کا پورا جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیتے ہیں۔''

فَائِدَہ: اس کا فائدہ حدیث ۷۰۷ پر گزر چکا ہے۔

نوع آخر:

(٧٣٩) - أخبرنا أبو عروبة، حدثنا إسحاق بن زيد الخطابي، ثنا عبدالله ابن جعفر، ثنا عبدالله بن عمرو، عن زيد بن أبي انيسة، عن الحكم، عن عبدالرحمن بن أبي ليلى، عن علي رضي الله تعالى عنه قال: قدم على النبي ﷺ بسبي، فأمرت فاطمة أن تأتي النبي ﷺ تستخدمه، قال: وكانت فاطمة تطحن وتعجن بيدها حتى تنفطت، فانطلقت فاطمة، وكان يوم عائشة، فلم تجد النبي ﷺ فرجعت ثلاث مرات، قال: ولم يرجع حتى صل العشاء، فقالت عائشة: يا نبي الله! قد جاءت فاطمة اليوم إليك مرارا تطلبك، كل ذلك لا تجدك. وقال في ليلة باردة. فقال النبي ﷺ: ما جاء بها اليوم إلا حاجة، فخرج حتى قام على الباب، قال علي: وقد أخذت أنا وفاطمة مضاجعنا، فلما استأذن تحركت لا أقوم، فقال النبي ﷺ: كما أنتما على مضاجعكما، فدخل النبي ﷺ فجلس عند رؤسهما وأدخل قدميه بينهما من البرد، قال علي: حتى وجدت برده قدميه على صدري، فقال: ما جاء بك اليوم يا فاطمة: قالت: طحنت اليوم يا رسول الله حتى شق علي وتنفطتت يداي، فاتيتك تخدمني، فقال النبي ﷺ: ألا أدلكما على ما هو خير من ذلك؟ فقال: قلت: بلى، قال: إذا أخذتما مضجعكما، فكبرا الله أربعا وثلاثين، وسبحاه ثلاثا وثلاثين واحمداه، ثلاثا وثلاثين، فهو أفضل من ذلك، قال علي: ما تركتها منذ سمعتها من رسول الله ﷺ، قال ابن الكواء: ولا ليلة صفين؟ قال: ويلك ما أكثر ما تعنفني، ولا ليلة صفين ذكرتها من آخر السحر.

ياتي تخريجه في الحديث الاتي.

(۷۳۹) تَرجَمَہ: ”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی غلام آئے۔ میں نے (حضرت) فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے کہا: وہ رسول اللہ ﷺ سے جا کر کچھ غلام خدمت کے لئے لے آئیں۔ (حضرت) فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (کا یہ حال تھا کہ) وہ خود اپنے ہاتھ سے چکی پیستی اور آٹا گوندھتی تھیں جس کی وجہ سے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے تھے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس گئیں اس دن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی

باری تھی۔ رسول اللہ ﷺ ان کو وہاں نہ ملے (حتیٰ کہ وہ تین مرتبہ گئیں اور) واپس آئیں۔

رسول اللہ ﷺ عشاء کے بعد تشریف لائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ سے عرض کیا: فاطمہ آپ سے ملنے کے لیے کئی بار آئیں لیکن ہر بار آپ سے ملاقات نہ ہوئی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ٹھنڈی رات میں آئیں (پھر) آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: یقیناً وہ کسی ضرورت ہی کی وجہ سے آئیں ہوں گی۔ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس وقت ہم لوگ اپنے بستر میں لیٹ چکے تھے۔ جب آپ ﷺ نے داخل ہونے کی اجازت چاہی تو میں نے اٹھنے کے لئے حرکت کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ جیسے لیٹے ہو لیٹے رہو۔ پھر آپ ﷺ اندر تشریف لائے اور ہمارے سروں کے پاس بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں ٹھنڈ کی وجہ سے ہمارے درمیان میں ڈال دیئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں محسوس کرنے لگا۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فاطمہ! آج کیسے آئیں تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آج میں نے (جو) چکی پیسی تو مجھے بہت مشکل ہوئی یہاں تک کہ میرے دونوں ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے اس لئے میں آپ کے پاس آئی تھی کہ کوئی خادم لے آؤں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتادوں؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: کیوں نہیں (ضرور) بتادیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم دونوں سونے کے لئے اپنے بستر پر آؤ تو ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہو، ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہو یہ غلام سے زیادہ بہتر ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب سے میں نے سنا اس کو کبھی نہیں چھوڑا۔ ایک شخص ابن الکواء نے کہا: آپ نے جنگ صفین کی رات بھی ان کو نہیں چھوڑا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم پر افسوس ہے تم مجھے کتنا تنگ کرتے ہو۔ میں نے اس رات بھی اس کو نہیں چھوڑا حتیٰ کہ رات کے آخری حصہ میں یاد آئی تو میں نے اس کو پڑھ لیا۔"

(۷٤٠) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا قتيبة بن سعيد، ثنا سفيان ابن عيينة، عن عبيدالله بن أبي يزيد، عن مجاهد، عن ابن أبي ليلى، عن علي رضي الله تعالىٰ عنه أن فاطمة رضي الله تعالىٰ عنها أتت النبي ﷺ تستخدمه خادما، فقال لها النبي ﷺ: ألا أدلك على ما هو خير لك منه؟ قالت: وما هو؟ قال: تسبحين الله عزوجل عندك منامك ثلاثا وثلاثين،

وتكبرين ثلاثا وثلاثين، وتحمدين أربعا وثلاثين، قال علي: فما تركتها منذ سمعتها من رسول الله ﷺ، قيل: ولا ليلة صفين؟ قال: ولا ليلة صفين.

أخرجه البخاري (٢٧٢٧/٢٠٩١/٤) (٣٥١/٢) والبخاري (٥٠٤٧/٢٠٥١/٥) (٩٣٥/٢) وابوداؤد (٥٠٦٢/٣١٥/٤) (٣٣٤/٢) وابن حبان في «صحيحه» (٥٥٢٩/٣٣٩/١٢) والحاكم في «المستدرك» (٤٧٢٤/١٦٤/٣)

(۷۴۰) ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس خادم کو طلب کرنے کے لئے گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتا دوں؟ انہوں نے عرض کیا: وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سوتے وقت ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر اور ۳۴ مرتبہ الحمد للہ کہو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے جب سے سنا اس کو نہیں چھوڑا۔ کسی نے کہا: کیا جنگ صفین کی رات کو بھی نہیں چھوڑا؟ تو آپ نے فرمایا: جنگ صفین کی رات بھی نہیں چھوڑا۔''

نوع آخر:

(٧٤١) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا كامل بن طلحة و إبراهيم بن الحجاج السامي، قالا: ثنا حماد بن سلمة، عن عطاء بن السائب، عن أبيه، عن عبدالله بن عمرو رضي الله تعالى عنهما أن رسول الله ﷺ قال:

خلتان من يصحبهما دخل الجنة، وهما يسير، ومن يعمل بها قليل، يسبح أحدكم في دبر كل صلاة عشرا ويحمده عشرا ويكبره عشرا، فذلك باللسان خمسون ومائة، وبالميزان ألف وخمسمائة، و إذا أوى أحدكم إلى فراشه يسبح ثلاثا وثلاثين، ويحمد ثلاثا وثلاثين، ويكبر أربعا وثلاثين، فذلك مائة باللسان، وألف بالميزان، فأيكم يخطيء كل يوم ألفين وخمسمائة خطيئة، فقال رجل: يا رسول الله! كيف لا نحصي هذا؟ فقال رسول الله ﷺ: يأتي الشيطان أحدكم عند ذلك فيذكره حاجة كذا وحاجة كذا، و إذا أخذ مضجعه ذكره حاجة كذا وحاجة كذا، قال عبدالله بن عمرو: ولقد رأيت رسول الله ﷺ يعقدهن بيده.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢٠٤/٢) وابوداؤد (٥٠٦٥/٣١٦/٤) (٣٣٤/٢) وابن ماجه (٩٢٦/٢٩٩/١) (٦٦/١) والترمذي (٣٤١٠/٤٧٨/٥) (١٧٨/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٢٧١/٤٠١/١)

(۱۴۷) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو خصلتیں ایسی ہیں جوان کو ساتھی بنالے (یعنی ان پر عمل کرتا رہے) تو وہ جنت میں داخل ہو۔ وہ عمل میں تو آسان ہیں لیکن ان پر عمل کرنے والے تھوڑے ہیں۔ تم میں کوئی ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ کہے، دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ یہ پڑھنے میں تو ایک سو پچاس ہیں لیکن اعمال کی ترازو میں پندرہ سو ہوں گی۔ (دوسرے) جب تم میں (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آئے تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ، الحمد اللہ، اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھے۔ یہ پڑھنے میں تو سو ہیں لیکن اعمال کی ترازو میں ہزار ہوں گی۔ تم میں کون روزانہ ڈھائی ہزار خطائیں کرتا ہے۔ (کہ یہ ڈھائی ہزار نیکیاں اس کے برابر ہو جائیں گی اور جب ایسا نہیں ہے تو پھر نیکیاں گناہوں سے بڑھ جائیں گی) کسی نے پوچھا: یارسول اللہ! ہم اس کو کیسے نہیں کر سکتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شیطان اس کے پڑھنے کے وقت آتا ہے اور فلاں حاجت اور فلاں حاجت یاد دلاتا ہے اس طرح سوتے وقت آتا ہے یہ حاجت وہ حاجت یاد دلاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ان تسبیحات کو اپنے ہاتھ پر گن رہے ہیں۔“

فائدہ: اس حدیث سے بھی ان تسبیحات کے پڑھنے کا مزید ثواب اور اس کی اہمیت معلوم ہوئی۔ یہ آسان ہیں کہ ان کے پڑھنے میں کوئی مشقت نہیں ہے۔

شیطان بھلا دیتا ہے۔ شیطان انسان کو نماز کے بعد کوئی ضرورت یاد دلا دیتا ہے تو آدمی اس کے پورے کرنے میں لگ جاتا ہے جس کی وجہ سے تسبیحات رہ جاتی ہیں۔ (بذل ۶/۲۹۲)

سوتے وقت اگر ضرورت میں نہیں لگتا تو کم از کم اس کی فکر میں لگ کر غافل ہو جاتا ہے۔

تسبیح ہاتھ پر گن رہے تھے ایک روایت میں ہے کہ انگلیوں پر گننے کا حکم فرمایا ہے اور وجہ بیان فرمائی کہ قیامت کے دن ان سے سوال کیا جائے گا (یعنی ان سے سوال کیا جائے گا کہ کیا کیا کا عمل کئے جواب کے لئے گویائی دی جائے گی)۔

(ترمذی ابوداؤد عن یسیرہ مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۲)

یعنی جب قیامت کے دن اعضاء کو گویائی دی جائے گی تو یہ بھی بولیں گی اگر ان سے نیک کام تسبیح پڑھ لیا گیا ہوگا تو یہ اس کی گواہی دیں گی۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ انگلیوں پر گننا افضل ہے۔

مزید تفصیل کے لئے دیکھیں مرقاۃ ۵/ ۱۱۶ تا ۱۱۹، تحفۃ الاحوذی ۹/ ۴۵۸، ۴۵۹، فضائل اعمال للشیخ زکریا صفحہ ۵۵۵، ۵۵۶۔

باب ما يقول من ابتلى بالأهول يراها فى منامه

جو ڈراؤنے خواب دیکھے تو اس کو کون سی دعا پڑھنی چاہیے

(٧٤٢) - أخبرنى محمد بن عبدالله بن غيلان حدثنا أبو هشام الفاعى، ثنا وكيع بن الجراح، ثنا سفيان، عن محمد بن المنكدر، قال: جاء رجل إليى النبى ﷺ فشكا إليه أهاويل يراها فى المنام فقال: إذا أويت إلى فراشك، فقل: أعوذ بكلمات الله التامة من غضبه وعقابه، ومن شر عباده، ومن همزات الشياطين، وأن يحضرون.

مضى تخريجه (برقم ٦٣٨)

(۷۴۲) ترجمہ: ”حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ایک صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور خواب میں خوفناک چیزیں دیکھنے کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آؤ تو (یہ) دعا پڑھا کرو۔“

﴿أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ، وَأَنْ يَّحْضُرُوْنَ﴾

ترجمہ: ”میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے غصہ، عذاب اور ان کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وسوسوں اور ان کے میرے پاس آنے سے پناہ مانگتا ہوں۔“

باب ما يسال إذا أوى إلى فراشه من الرؤيا

اچھے خواب کے لئے کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۷٤٣) - أخبرني إبراهيم بن محمد، حدثنا يونس بن عبدالأعلى، ثنا ابن وهب، ثنا الليث بن سعد و جابر بن إسماعيل وابن لهيعة، عن عقيل، (ح) وحدثني بكر بن أحمد، ثنا إسماعيل الترمذي، ثنا سعيد ابن أبي مريم، ثنا يحيٰى بن أبي مريم، ثنا يحيٰى بن أيوب، ثنا عقيل بن خالد، عن ابن شهاب أن عروة ابن الزبير أخبره عن عائشة رضي الله تعالى عنها أنها كانت إذا أرادت النوم تقول:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ رُؤْيَا صَالِحَةً صَادِقَةً غَيْرَ كَاذِبَةٍ نَافِعَةً غَيْرَ ضَارَّةٍ.﴾

وكانت إذا قالت عرفوا أنها غير متكلمة بشيء حتى تصبح أو تسيقظ من الليل.

قال ابن حجر في «نتائج الافكار» (ق٢٠٤/ب-المحموديه) وهو موقوف صحيح الاسناد والله اعلم كذا ذكره الهلالي في «العجاله» (٨٥٥/٢)

(۷۴۳) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ جب وہ سونے لگتیں تو یہ دعا پڑھتی تھیں:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ رُؤْيَا صَالِحَةً صَادِقَةً غَيْرَ كَاذِبَةٍ نَافِعَةً غَيْرَ ضَارَّةٍ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں آپ سے اچھے سچے نہ کہ جھوٹے مفید نہ کہ نقصان دینے والے خواب کا سوال کرتی ہوں۔“

جب وہ یہ دعا پڑھ لیتیں تو لوگ سمجھ جاتے کہ اب وہ صبح تک یا رات کو اٹھنے تک کوئی بات نہیں کریں گی۔“

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ وہ خواب جو اپنی ذات اور تاویل کے اعتبار سے اچھا ہو وہ خواب نظر آئے نہ کہ جھوٹا اور پریشان کن خواب نظر آئے۔ بات نہ کرتی تھیں کا مطلب یہ ہے کہ دعا کر کے سو جاتی تھیں تا کہ آخری بات اللہ تعالیٰ کا کلام ہو۔

(فتوحات ربانیہ ۱۷۰/۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اچھے خواب کی طلب اور برے سے پناہ کی دعا کرنی چاہئے۔

نوع آخر:

(٧٤٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرني محمد بن قدامة، عن جرير، عن مطرف الشعبي، عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان رسول الله ﷺ من آخر ما يقول حين ينام وهو

واضع يده على خده الأيمن وهو يرى أنه ميت في ليلة تلك:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ مُنَزِّلَ التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوىٰ! أَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ، إِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَاغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ.﴾

مضى تخرجه (برقم ۷۱۵) وهو موقوف بهذا اللفظ.

ایک اور دعا:

(۷۴۴) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوتے وقت جب آخری دعا پڑھتے اس وقت اپنے ہاتھ کو اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اس وقت آپ ﷺ ایسے لگتے جیسے آپ ﷺ آج رات وفات پا جائیں گے۔(اور یہ دعا پڑھتے):

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ مُنَزِّلَ التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوىٰ! أَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ، إِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَاغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے رب، عرش عظیم کے رب، ہمارے اور ہر چیز کے رب، توراۃ، انجیل اور قرآن کو اتارنے والے (زمین کی تہہ سے) دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے (اور اگانے) والے (اللہ!) میں ہر اس چیز سے جو آپ کے قبضۂ قدرت میں ہے آپ کی پناہ لیتا ہوں۔ اے اللہ! آپ (سب سے) پہلے ہیں آپ سے پہلے کچھ نہیں ہے، آپ ہی (سب سے) آخر میں ہیں آپ کے بعد کچھ نہیں ہے، آپ ہی (سب سے) ظاہر اور برتر ہیں آپ کے اوپر کچھ نہیں ہے اور آپ ہی (سب کی تہہ میں) چھپے ہوئے ہیں آپ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ آپ میرا قرضہ ادا کر دیجئے اور مجھے مفلسی سے غنی کر دیجئے۔''

فائدہ: اس کا فائدہ حدیث نمبر ۷۱۵ میں گزر چکا ہے۔

نوع آخر:

(٧٤٥) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا إبراهيم بن الحجاج، ثنا حماد ابن سلمة، عن الحجاج بن أبي عثمان، عن أبي الزبير، عن جابر رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:

إن الرجل إذا أوى إلى فراشه ابتدره ملك و شيطان، فقال الملك: اللهم اختم بخير، وقال الشيطان: اختم بشر، فإن ذكر الله عزوجل ثم نام بات الملك يكلوه.

تقدم تخريجه (برقم ١٢)

(۷۴۵) ترجمہ: ''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی جب (سونے کے لئے) بستر پر آتا ہے تو فرشتہ اور شیطان اس کی طرف بڑھتے ہیں۔ فرشتہ کہتا ہے: اے اللہ! (اللہ کرے یہ اپنا اعمال نامہ) خیر پر بند کرے اور شیطان کہتا ہے شر پر ختم کرے اگر وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر کے سوتا ہے تو فرشتہ اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے نہیں سوتا ہے تو شیطان ساری رات اس کے پاس رہتا ہے اور اس کے اٹھنے کا انتظار کرتا ہے کہ اس کو وساوس ڈالے بلکہ نیند میں بھی برے خواب دکھا کر اس کو پریشان کرتا ہے۔

اسی وجہ سے کہ اعمال کا خاتمہ اچھے عمل کے ساتھ ہو عشا کے بعد باتیں کرنا مکروہ ہے تاکہ خاتمہ عشا کی نماز پر ہو۔

(فتوحات ربانیہ ۳/۱۶۴)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اپنے دن کو خیر کے ساتھ شروع کرتا ہے اور شام کو خیر پر ختم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں: اس (صبح شام) کے درمیان کے گناہ مت لکھو۔ (مجمع الزوائد ۱۰/۱۱۹)

ایک روایت میں ہے کہ دو محافظ فرشتے جب اللہ تعالیٰ کے پاس دن رات کے جو کچھ (بندوں کے اعمال) محفوظ کئے ہیں اللہ تعالیٰ کے پاس لے کر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نامۂ اعمال کے شروع اور آخر میں خیر دیکھتے ہیں تو فرشتوں سے فرماتے ہیں: تم گواہ رہو میں نے اپنے بندے کے ان گناہوں کو معاف کر دیا ہے جو ان دونوں طرفوں (صبح شام) کے درمیان ہیں۔

(التدوین فی اخبار قزوین ۳/۱۱۵)

اس کا باقی فائدہ حدیث نمبر ۱۲ پر گزر چکا ہے۔

نوع آخر:

(٧٤٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرنا أحمد بن عبدالوهاب بن نجدة الحوطي، حدثنا عبدالعزيز بن موسى، ثنا هلال بن حق، قديم السماع من الجريري، عن أبي العلاء، عن

رجلين من بني حنظلة، عن شداد بن أوس رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من عبد مسلم يأولي إلى فراشه، فيقرأ سورة من كتاب الله عزوجل حين يأخذ مضجعه إلا وكل الله عزوجل به ملكا لا يدع شيئا يقربه ويؤذيه، حتى يهب من نومه متى هب.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۱۲۵/٤) والترمذی (٣٤٠٧/٤٧٦/٥) (۱۷۱/۲) والنسائی فی «السنن الکبری» (١٠٦٤٨/٢٠٣/٦) وفی «عمل الیوم واللیلة» (رقم۸۱۲) والطبرانی فی «المعجم الکبیر» (٧١٧٦/٢٩٣/٧)

(۷۴۶) **ترجمہ:** ''حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی مسلمان بندہ جب (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آتا ہے تو بستر پر آتے وقت قرآن پاک کی کوئی سورت پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر دیتے ہیں جو اس کے نیند سے بیدار ہونے تک کوئی تکلیف دہ چیز اس تک پہنچنے نہیں دیتا ہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص سوتے وقت قرآن کریم کی کوئی سورت پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ اس کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیتے ہیں جو اس کی ہر موذی چیز سے حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے۔

(فتوحات ربانیہ ۱۶۳/۳)

سوتے وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر کے یہ دو عظیم فائدے ہیں دنیاوی طور پر بھی حفاظت کا اور اخروی طور پر بھی درجات کی بلندی کا سبب ہے اور نیند جیسی غفلت کی چیز کے قرب الٰہی کا سبب ہونے کا ذریعہ بھی ہے۔

باب كراهية النوم على غير ذكر الله عزوجل

اللہ تعالیٰ کا ذکر کئے بغیر سونا ناپسندیدہ ہے

(٧٤٧) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا قتيبة بن سعيد، حدثنا الليث بن سعد، عن محمد بن عجلان، عن سعيد المقبرى، عن أبى هريرة رضي الله تعالى عنه، عن رسول الله ﷺ قال:

من اضطجع مضجعا لم يذكر الله عزوجل فيه إلا كانت من الله عزوجل ترة.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٤٣٢/٢) وابوداؤد (٥٠٥٩/٣١٤/٤) (٣٣٣/٢) والنسائى فى «السنن الكبرى» (١٠٦٥٤/٢٠٥/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٨١٧) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٥٤٤/٤٠٤/١)

(۷۴۷) **ترجمہ:** ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی جگہ لیٹے اور وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف ندامت (حسرت) ہوگی۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ آدمی کی جو گھڑی اور حالت اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزر گئی ہوگی وہ اس کے لئے حسرت کا سبب ہوگی کیونکہ اس نے ایک عظیم ثواب کمانے کا موقع ضائع کر دیا ہوگا۔ اگر وہ اس گھڑی میں ذکر کرتا تو عظیم ثواب حاصل ہوتا۔ اسی لئے ایک روایت میں ہے کہ اہل جنت کو جنت میں جانے کے بعد دنیا کی کسی چیز کا افسوس نہیں ہوگا سوائے اس گھڑی کے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر بغیر گزر گئی ہوگی۔ (مرقاۃ ۶۸/۲)

باب ما يقول من يفزع في منامه

اگر نیند میں ڈر جائے یا گھبراہٹ ہو تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٧٤٨) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا عقبة بن مكرم، ثنا يونس بن بكير، عن محمد بن إسحاق، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه عن جده رضي الله تعالى عنه قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فشكا إليه أن يفزع في منامه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا أويت إلى فراشك فقل:

﴿أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ، وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ.﴾

فقالها فهذب عنه، فكان عبدالله يعلمها من أطاق الكلام من ولده، ومن لم يطق كتبها فعلقها عليه.

تقدم تخريجه (برقم ٦٣٨)

(٧٤٨) ترجمہ: ''حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے نیند میں ڈر جانے کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم (سونے کے لئے) اپنے بستر پر جاؤ تو (یہ) دعا پڑھو:

﴿أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ، وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ.﴾

ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ کے غصے، ان کی سزا، ان کے بندوں کے شر، شیاطین کے وسوسوں اور شیاطین کے میرے پاس آنے سے اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں۔''

ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کلمات کو کہا تو ان کا خوف ختم ہوگیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بچوں میں جو بول سکتا اس کو یہ دعا سکھاتے اور جو بول نہیں سکتا تو اس کو لکھ کر اس کے گلے میں ڈالتے تھے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص رات کو ڈر جائے یا گھبراہٹ یا کوئی پریشانی محسوس کرے تو وہ اس دعا کو پڑھے ان شاء اللہ یہ کیفیت جاتی رہے گی جیسا کہ گزشتہ حدیث نمبر ٧٤٢ پر گزر چکا ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تعویذ لٹکانا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دم کرنا مؤثر ہوتا ہے تعویذ سے یہ اعتقاد نہ رکھنا ضروری ہے کہ یہ بذات خود مؤثر ہے بلکہ یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حقیقی تاثیر ہے یہ تعویذ صرف سبب کے درجہ میں ہے اور حقیقی طور پر مؤثر نہیں ہے بلکہ حقیقی تاثیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ (بذل بتصرف یسیر ٦/٧)

باب ما يقول إذا أصابه الأرق

جب نیند نہ آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٧٤٩) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا عمرو بن الاحصين، حدثنا أبو علاثة، عن ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان، قال: سمعت عبدالملك بن مروان ابن الحكم، عن أبيه مروان بن الحكم، عن يزيد بن ثابت رضي الله تعالى عنه، قال: شكوت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم أرقا، أصابن، فقال: قل:

﴿اَللّٰهُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَهَدَأَتِ الْعُيُوْنُ، وَأَنْتَ حَيٌّ قَيُّوْمٌ، لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ أَهْدِئْ لَيْلِيْ وَأَنِمْ عَيْنِيْ.﴾

فقلتلها فأذهب الله عني ما كنت أجد.

اخرجه ابويعلى في «مسنده» كما في «اتحاف الخيره المهره» (٦٢٠٤/٤٦٢/٦) والطبراني في «المعجم الكبير» (٤٨١٧/١٢٤/٥) وابن عدي في «الكامل» (١٥٠/٥) والديلمي في «مسند الفردوس» (١٩٩٨/٤٨٩/١) وابن حجر في «نتائج الافكار» (١١٠/٣)

(۷۴۹) ترجمہ: ”حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے نیند نہ آنے کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم (یہ کلمات) پڑھو:

﴿اَللّٰهُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَهَدَأَتِ الْعُيُوْنُ، وَأَنْتَ حَيٌّ قَيُّوْمٌ، لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ أَهْدِئْ لَيْلِيْ وَأَنِمْ عَيْنِيْ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! (آسمان پر) ستارے بھی چھپ گئے اور (زمین پر) آنکھیں بھی (نیند میں) ڈوب گئیں ہیں۔ آپ ہی (ہمیشہ) زندہ رہنے والے اور (سب کو) قائم رکھنے والے نگہبان ہیں، آپ کو نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند، اے حی و قیوم! (پروردگار) آپ میری رات کو بھی پر سکون بنا دیجئے اور میری آنکھوں کو بھی نیند عطا فرما دیجئے۔“

(حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:) میں نے ان کلمات کو پڑھا اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف کو مجھ سے دور کر دیا۔“

فَائِدَة: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو رات کو نیند نہ آئے تو وہ یہ دعا پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کی پریشانی دور فرمادیتے ہیں۔

نوع آخر:

(٧٥٠) - حدثنا علي بن محمد بن عامر، ثنا محمد بن أحمد بن النصر، ثنا مسدد، ثنا سفيان بن عيينة، عن أيوب بن موسى، عن محمد بن محمد ابن يحيٰى بن حبان، أن خالد بن الوليد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ كان يؤرق، أو أصابه أرق، فشكا إلى النبي ﷺ فأمره أن يتعوَّذ عند منامه:

﴿اعوذ بكلمات الله التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَمِنْ شَرِّ عِبادِهِ ومن هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنَ.﴾

تقدم تخريجه (برقم ٦٣٨)

(۷۵۰) **تَرجَمَۃ**: ''حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو نیند نہیں آتی تھی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے ان کو حکم فرمایا کہ سوتے وقت (ان کلمات کے ذریعے پناہ مانگیں):

﴿اعوذ بكلمات الله التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَمِنْ شَرِّ عِبادِهِ ومن هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنَ.﴾

تَرجَمَۃ: ''میں اللہ تعالیٰ کے غصہ، ان کی سزا، ان کے بندوں کے شر، شیاطین کے وسوسوں اور ان کے میرے سامنے آجانے سے اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں۔''

فَائِدَة: اس کی تشریح احادیث میں گزر چکی ہے۔

باب ما يقول إذا تعار من الليل

جب رات کو نیند سے جاگے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۷۵۱) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا محمد بن المصفي بن بهلول، ثنا الوليد بن مسلم، ثنا الأوزاعي، حدثني عمير بن هاني، ثنا جنازدة بن أبي أمية، حدثني عبادة بن الصامت رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تعار من الليل، فقال:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا للّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، رَبِّ اغْفِرْ لِيْ.﴾

إلا غفر له، فإن قام فتوضأ قبلت صلاته.

اخرجه البخارى (۱۱۰۳/۳۸۷/۱) (۱۵۵/۲) وابوداؤد (۵۰۶۰/۳۱٤/٤) (۳۳٤/۲) وابن ماجه (۳۸۷۸/۱۲۷٦/۲) (ص۲۷٦) والترمذى (۳٤۱٤/٤۸۰/۵) (۱۷۸/۲) وابن حبان فى «صحيحه» (۲۵۹٦/۳۳۰/٦)

(۷۵۱) ترجمہ: ”حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص رات کو (نیند سے) بیدار ہو جائے (اور) یہ دعا پڑھے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا للّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، رَبِّ اغْفِرْ لِيْ.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلے ہیں ان کا کوئی شریک نہیں ہے (سارے جہاں کی) بادشاہی ان کے لئے ہے۔ ان کے لئے ہی تعریف ہے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ (تمام عیوب سے) پاک ہیں تمام تعریفیں ان کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اللہ تعالیٰ (سب سے) بڑے ہیں۔ طاقت وقوت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو بلندی وعظمت والے ہیں (اے) میرے رب میری مغفرت فرما دیجئے۔“

تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے (پھر) اگر وہ اٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز قبول کی جاتی ہے۔“

فائدہ: رات کو نیند سے اٹھ کر یہ دعا وہی پڑھ سکتا ہے جس کو ذکر کی عادت اور اس سے انسیت ہو اور ذکر اس پر ایسا غالب ہو کہ سوتے جاگتے اس کی زندگی کا حصہ بن گیا ہو جو ایسی صفت سے متصف ہو اللہ تعالیٰ اس کا اکرام دعا کی قبولیت اور نماز کی قبولیت سے کرتے ہیں۔ (یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اکرام ہے چنانچہ) علما نے لکھا ہے کہ جس شخص کو یہ حدیث معلوم ہو جائے وہ اس کو غنیمت جانے اپنی نیت خالص کرے (اور اس پر عمل کرے)۔ (فتح الباری ۳/۴۰، ۴۱)

دعا قبول ہوتی ہے اس کے دو معنی ہیں:

❶ یقینی طور پر دعا قبول ہوتی ہے ورنہ احتمالی طور پر تو اس کے علاوہ دوسرے اوقات میں بھی قبول ہوتی ہے اس موقع پر قبولیت کا کیا مطلب؟

❷ دوسرا معنی یہ ہے کہ اس موقع پر دعا کی قبولیت کی امید دوسرے مواقع سے زیادہ ہے۔ (فتح الباری ۳/۴۱، تحفۃ الاحوذی ۹/۳۶۰)

نوع آخر:

(٧٥٢) - أخبرنا عبدالله بن محمد بن مسلم، حدثنا عبدالرحمن ابن إبراهيم، ثنا الوليد بن مسلم، ثنا الأوزاعي، عن يحيٰى بن أبي كثير، حدثني أبو سلمة بن عبدالرحمن، حدثني ربيعة بن كعب الأسلمي رضي الله تعالى عنه قال: كنت ابيت مع رسول الله ﷺ فآتيه بوضوئه وطهوره لحاجته، وكان يقوم من الليل فيقول:

﴿سُبْحَانَ رَبِّيْ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ رَبِّيْ وَبِحَمْدِهِ، الْحَوِيّ، ثم يقول: سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.﴾

الهوى يعني الطويل من الليل.

اخرجه احمد في «مسنده» (٥٧/٤) وابن ماجه (٣٨٧٩/١٢٧٧/٢) (٢٧٦/١) والترمذي (٣٤١٦/٤٨٠/٥) (١٧٩/١) والطبراني في «المعجم الكبير» (٤٥٦٩/٥٦/٥) وفي «الدعا» (رقم ٧٦٦)

(۷۵۲) **ترجمہ:** ”حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات گزاری۔ میں آپ ﷺ کے وضو اور قضائے حاجت سے پاکی کے لئے پانی لایا۔ آپ ﷺ رات کو (تہجد کے لئے) اٹھے تو (یہ) دعا پڑھی:

﴿سُبْحَانَ رَبِّيْ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ رَبِّيْ وَبِحَمْدِهِ، الْحَوِيّ، ثم يقول: سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.﴾

ترجمہ: ”میرے رب (ہر برائی سے) پاک ہیں اور ان ہی کے لئے تمام تعریف ہے۔ میرے رب

(ہر برائی سے) پاک ہیں اور ان ہی کے لئے تمام تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ جو تمام جہانوں کے رب ہیں (ہر برائی سے) پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو تمام جہانوں کے رب ہیں (ہر برائی سے) پاک ہیں۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تہجد میں اٹھتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے۔ نیز اپنے بڑوں کی خدمت کرنا ان کی ضرورت کے لئے پانی رکھنا اور ان کی اچھی عادتوں کو دیکھ کر اپنانا چاہئے۔

نوع آخر:

(٧٥٣) - أخبرنا أبو محمد بن صاعد، حدثنا إبراهيم بن عبدالله ابن بشار الواسطي، ثنا يزيد بن هارون، ثنا سعيد بن زربي، عن الحسن، عن جبير بن ثور، أن أبا هريرة رضي الله تعالى عنه حدثه، أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: إذا أراد الله عزوجل إلى العبد المسلم نفسه من الليل فسبحه واستغفره ودعاء، تقبل منه.

رواه ابن ابی الدنيا كما في «الترغيب والترهيب» (٩٠٢/٢٣٨/١) واخرجه الخرائطي في «مكارم الاخلاق» (٥٣٨/٢٢٥) وابن عدي في «الكامل» (٣٦٦/٣) واخرجه ابوداؤد (٢٤٦٦/٣٢٣/١) وابن حجر في «نتائج الافكار» (١٠٦/٣) باختلاف.

ایک اور حدیث:

(۷۵۳) **ترجمہ:** ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب اللہ تعالیٰ کسی مسلمان بندے کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں تو اس کو تہجد کے لئے اٹھاتے ہیں۔ پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے، اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہوں کی) معافی مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماتے ہیں۔''

فائدہ:

فضائل تہجد

فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز رات کو پڑھی جانے والی (یعنی تہجد) ہے۔ (احمد عن ابی ہریرہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۰)

ایک روایت میں ہے کہ میری امت کے معزز لوگ اہل قرآن ہیں اور اس پر عمل کرنے والے اور رات (میں ہمیشہ اٹھنے) والے ہیں۔ (بیہقی شعب الایمان مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۰)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کس وقت دعا بہت زیادہ قبول ہوتی ہے؟ ارشاد فرمایا: آخری تہائی رات میں اور فرض نمازوں کے بعد۔ (ترمذی عن ابی امامہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۰۹)

اللہ تعالیٰ جن تین آدمیوں کو دیکھ کر ہنستے (یعنی خوش ہوئے) ہیں ان میں ایک وہ شخص ہے جو رات کو تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ (شرح السنہ عن ابی سعید مشکوٰۃ صفحہ ۱۰۹)

صالحین کا طریقہ، اللہ تعالیٰ کی قربت کا سبب، گناہوں سے دور رہنے اور باز رہنے کا سبب ہے۔

(ترمذی عن ابی امہ مشکوۃ صفحہ۱۰۹)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تہائی رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور اعلان فرماتے ہیں کہ کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے میں اس کی دعا کو قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اس کے سوال کو پورا کروں اور کون ہے جو مجھ سے معافی مانگے میں اس کو معاف کر دوں ایک روایت میں ہے کہ پھر اپنے دونوں ہاتھ پھیلاتے ہیں اور فرماتے ہیں: کون ہے جو ایسے (آقا) کو قرض دے جو فقیر اور محتاج نہیں اور نہ ہی ظالم ہے صبح تک یہی فرماتے رہتے ہیں۔ (مشکوۃ صفحہ۱۰۹)

نوع آخر:

(٧٥٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا سويد بن نصر، حدثنا عبدالله ابن المبارك، عن معمر، عن الزهري، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: بينما نحن جلوس عند رسول الله ﷺ قال: يطلع الآن رجل من أهل الجنة، فاطلع رجل من الأنصار ينطف، لحيته ماء من وضوء ه، معلق نعليه في يده الشمال، فلما كان من الغد قال رسول الله ﷺ: يطلع عليكم الآن رجل من أهل الجنة، فاطلع ذلك الرجل على مثال مرتبته الأولى، فلما كان من الغد قال رسول الله ﷺ: يطلع عليكم الآن رجل من أهل الجنة، فاطلع ذلك الرجل على مثل مرتبة عبدالله بن عمرو بن العاص، فقال: إني غاضبت أبي فأقسمت أن لا أدخل عليه ثلاث ليال، فإن رأيت أ تؤويني إليك حتى يحل يميني فعلت، قال: نعم قال أنس: فكان عبدالله بن عمرو يحدث أنه بات معه ليلة أو ثلاث، ليال فلم يره قام من الليل ساعة غير أنه إذا انقلب إلى فراشه ذكر الله عزوجل وكبر حتى يقوم لصلوة الفجر فيسبغ الوضوء، قال عبدالله: غير أني لا أسمعه يقول إلا خيرا، فلما مضت الثلاث الليالي كدت أحقر عمله، قلت: يا عبدالله! إنه لم يكن بيني وبين أبي غضب ولا هجرة، ولكني سمعت رسول الله ﷺ يقول لك ثلاث مرات في ثلاث مجالس: يطلع الآن عليكم رجل من أهل الجنة، فاطلعت أنت تلك الثلاث مرات، فأردت آوى إليك فأنظر عملك، فلم أرك تعمل كثير عمل فما الذي بلغ بك ما قال رسول الله ﷺ؟ قال: ما هو إلا ما رأيت، فانصرفت عنه، فلما وليت دعاني فقال: ما هو إلا ما رأيت غير أني لا أجد في نفسي غلا لأحد من المسلمين، ولا أحسده على خير أعطاه الله إياه، قال عبدالله بن عمرو:

وهذه التي بلغت بك، وهي التي لا يطيق مطيق.

اخرجه احمد في «مسنده» (۳/۱۶۶) وعبد بن حميد في «مسنده» (۱/۳۵۰-۳۵۱/۱۱۵۹) والنسائي في «السنن الكبرى» (۶/۲۱۵/۱۰۶۹۹) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ۸۶۳) والبيهقي في «شعب الايمان» (۵/۲۶۴-۲۶۵/۶۶۰۵)

ایک اور حدیث:

(۷۵۴) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا۔ ایک انصاری صحابی آئے۔ ان کی ڈاڑھی سے وضو کے پانی کے قطرے گر رہے تھے اور وہ اپنے جوتے بائیں ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے۔ دوسرے دن پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا تو وہی صحابی اسی طرح آئے۔ اگلے دن پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا تو وہی آدمی اسی طرح آئے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے تشریف لے گئے (تو وہ صحابی بھی اٹھ کر چلے گئے) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پیچھے پیچھے گئے۔ (اور ان سے) کہا: میں اپنے والد سے ناراض ہو گیا اور قسم کھائی کہ تین دن تک ان کے پاس نہیں جاؤں گا، اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں اپنی قسم پوری ہونے تک آپ کے پاس ٹھہر جاؤں۔ انہوں نے کہا: ہاں! (ٹھیک ہے) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے تھے: میں نے ان کے پاس ایک یا تین راتیں گزاریں میں نے انہیں تھوڑی دیر بھی رات کو اٹھتے ہوئے نہیں دیکھا مگر یہ کہ جب بھی وہ اپنے بستر پر پہلو بدلتے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور اللہ اکبر کہتے یہاں تک کہ وہ فجر کی نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور اچھی طرح وضو کیا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے صرف ان سے اچھی ہی بات سنی۔ جب تین راتیں گزر گئیں تو میں ان کے عمل کو حقیر سمجھتا تھا۔ میں نے (ان سے) کہا: اللہ کے بندے! میرے اور میرے والد کے درمیان کوئی ناراضگی جدائی کی حد تک نہیں پہنچی تھی لیکن (بات یہ ہے کہ) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے لئے تین (مختلف) مجلسوں میں تین مرتبہ یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا۔ تینوں مرتبہ آپ ہی آئے۔ میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے ساتھ رات گزاروں اور آپ کے کوئی خاص عمل کو دیکھوں (جس کی وجہ سے آپ کو جنتی آدمی فرمایا گیا ہے) میں نے آپ کو بہت سارا عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا، وہ کونسا عمل ہے جس نے آپ کو اس درجہ تک پہنچایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں یہ فرمایا۔ انہوں نے کہا: میرا

عمل تو وہی ہے جو تم نے دیکھا۔ (حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) میں ان کے پاس سے واپس ہولیا۔ جب میں واپس آنے لگا تو انہوں نے مجھے بلایا اور کہا: میرا عمل تو وہی ہے جو تم نے دیکھا مگر (ایک عمل اور ہے وہ یہ (ہے) کہ میرے دل میں کسی مسلمان کے خلاف کینہ نہیں ہے اور نہ کسی بھلائی پر جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا فرمائی ہے حسد ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یہی وہ بات ہے جس نے آپ کو اس درجہ و مرتبہ تک پہنچایا ہے اور یہ وہ چیز ہے جس کی کوئی طاقت نہیں رکھتا ہے۔"

فائدہ: اس حدیث میں اس شخص کے لئے عظیم فضیلت ہے جو اپنے دل کو حسد اور کینہ سے پاک رکھے۔ یہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وصف سے متصف تھے جس کی وجہ سے ایسے اونچے درجہ پر پہنچے کہ دنیا ہی میں رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے جنت کی بشارت ملی۔

لوگ عموماً اس میں زیادتی کر جاتے ہیں بہت ہی کم لوگ ایسے ہیں جو اس صفت کے حامل ہوتے ہیں اسی لئے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کوئی طاقت رکھنے والا اس عمل کی طاقت نہیں رکھ سکتا ہے۔

احادیث میں حسد و کینہ کی بہت مذمت آئی ہے

ایک روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا: اے بیٹے! اگر تم صبح شام اس حال میں کرو کہ تمہارے دل میں کسی کے لئے کوئی کھوٹ نہ ہو تو ایسا کرو۔ (ترمذی، عن انس بن مالک)

ایک روایت میں ہے کہ کسی بندے کے دل میں ایمان اور حسد ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتی ہے۔ (ابن ماجہ عن ابی ہریرہ)

ایک جگہ ارشاد ہے کہ حسد سے بچو! کیونکہ حسد نیکیوں کو اسطرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ گھاس کو کھا جاتی ہے۔

(ابوداؤ ابن ابی ہریرہ)

ایک روایت میں لوگ خیر پر رہیں جب تک حسد نہ کریں۔ (طبرانی، عن ثعلبہ، کلہ من حاشیہ، ابن سنی صفحہ ۱۶۸)

حسد کیا ہے

حسد کی دو قسمیں ہیں:

❶ حسد حقیقی جو کہ حرام ہے وہ یہ ہے کہ کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر یہ تمنا کی جائے کہ یہ نعمت اس سے زائل ہو جائے۔

❷ حسد مجازی: جو دنیاوی امور میں مباح اور دینی امور میں مستحب ہے وہ یہ ہے کہ کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر یہ تمنا کی جائے کہ ایسی ہی نعمت مجھے بھی حاصل ہو جائے (خواہ اس سے زائل ہو یا نہ ہو)۔ (نووی شرح مسلم بحوالہ تذکرۃ السامع والمتکلم صفحہ ۲۳)

حسد کا علاج: حسد کا علاج یہ ہے کہ یہ سوچا جائے کہ یہ حسد کرنا تو اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا ہے کہ اس کو یہ نعمت کیوں دی۔ کسی کو نعمت دینا تو اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اسی وجہ سے اس کو یہ نعمت عطا فرمائی۔

دوسری بات یہ کہ حسد کرنے والا غمگین اور دل سے مضمحل اور پریشان رہتا ہے اور خود بلاوجہ ایک عذاب میں مبتلا رہتا ہے ان سب چیزوں سے جس سے حسد کی جارہی ہے اس کو کوئی نقصان بھی نہیں ہوتا ہے (صرف یہی کڑھ کر پریشان رہتا ہے) اس لئے بھی اس سے بچنا چاہئے۔ (تذکرۃ السامع والمتکلم صفحہ ۲۵)

نوع آخر:

(۷۵۵) - حدثنى أحمد بن هشام البعلبكى، حدثنا سليمان بن عبدالرحمن الحرانى الحضرمى، ثنا يعقوب بن الجهم، لن عمرو بن جرير، عن عبدالعزيز ابن صهيب، عن أنس بن رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

إذا نام العبد على فراشه أو على مضجعه من الأرض التى هو فيها، فانقلب فى ليلته على جنبه الأيمن أو جنبه الأيسر ثم قال:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَ يُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

يقول الله عزوجل لملائكته: أنظروا إلى عبدى هذا لمر ينسنى فى هذا الوقت، أشهد كم أنى قد رحمته وغفرت لنه ذنوبه.

لم اجده عند غير المصنف.

ایک اور حدیث:

(۷۵۵) ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ اپنے بستر یا جہاں زمین پر سوتا ہے سو جاتا ہے۔ پھر رات میں دایاں یا بایاں پہلو بدلتا ہے پھر (پہلو بدلتے ہوئے یا بعد میں) یہ کلمات پڑھتا ہے:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَ يُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

ترجمہ: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلے ہیں ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ان ہی کے لئے (سارے جہاں کی) بادشاہی ہے تمام تر تعریف بھی ان ہی کے لئے (وہی اپنی مخلوق کو) زندہ کرتے اور مارتے ہیں (اور) خود وہ زندہ ہیں ان کو کبھی موت نہیں آسکتی ہے۔ ساری خیر ان ہی کے ہاتھ (قبضہ قدرت میں) ہے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔''

(تو) اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں: میرے بندے کو دیکھو وہ اس وقت بھی مجھے نہیں بھولا، تم گواہ رہو میں نے اس پر رحم کیا اور اس کے گناہوں کو معاف کر دیا۔"

فائدہ: رات کو نیند میں پہلو بدلنے کا وقت غفلت کا وقت ہے لیکن اس وقت ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کو کتنا پسندیدہ ہے کہ فرشتوں کے سامنے اس کی تعریف فرماتے ہیں۔ لیکن ذکر کی توفیق اسی وقت ہوگی جب ذکر کی عادت بنائی جائے "**اللھم وفقنا لما تحب وترضی**" اس حدیث سے پہلو بدلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی ایک عظیم فضیلت معلوم ہوئی۔

کروٹ بدلتے وقت ایک عمل اور اس کی فضیلت

جو شخص کروٹ بدلتے وقت ۱۰ مرتبہ بسم اللہ ۱۰ مرتبہ سبحان اللہ اور ۱۰ مرتبہ "**امنت بالله وكفرت بالطاغوت**" پڑھے وہ ہر چیز سے محفوظ رہے گا اور اس جیسے کلمات (پڑھتے رہنے) تک کسی گناہ تک رسائی نہیں ہوگی۔ (حصن حصین صفحہ ۹۸)

نوع آخر:

(۷۵٦) - أخبرنا أبو يحيىٰ الساجي، حدثنا هارون بن سعيد، ثنا ابن وهب (ح) وثنا أبو عبدالرحمن، أنا عمرو بن سواد، ثنا ابن وهب، حدثني سعيد بن أبي أيوب، عن عبدالله بن الوليد، (ح) قال أبو عبدالرحمن: أخبرني عبيدالله ابن فضالة، ثنا عبدالله بن يزيد، ثنا سعيد، حدثني عبدالله بن الوليد (ح) وحدثني علي بن أحمد بن سليمان، ثنا أحمد بن سعيد الهمداني، ثنا ابن وهب أخبرنا يحيىٰ بن أيوب (كذا قال) عن عبدالله بن الوليد، عن سعيد بن المسيب، عن عائشة رضي الله تعالى عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا استيقظ من الليل قال:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِيْ وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ، اَللّٰهُمَّ وَزِدْنِيْ عِلْمًا، وَلَا تُزِغْ قَلْبِيْ بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِيْ، وَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ.﴾

اخرجه ابوداؤد (٥٠٦١/٣١٤/٤) (٣٤٢/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠٧٠١/٢١٦/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٨٦٥) والحاكم في «المستدرك» (٧٢٤/١) والبيهقي في «شعب الايمان» (٧٥٩/٤٧٦-٤٧٥/١)

ایک اور حدیث:

(۷۵٦) **ترجمہ:** "حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو (یہ) دعا پڑھتے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِيْ وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ، اَللّٰهُمَّ وَزِدْنِيْ عِلْمًا، وَلَا تُزِغْ قَلْبِيْ بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِيْ، وَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ.﴾

ترجمہ: ”(اے اللہ!) آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ (تمام عیبوں سے) پاک ہیں۔ اے اللہ! میں آپ سے اپنے گناہ کی معافی چاہتا ہوں اور آپ کی رحمت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میرے علم میں اضافہ فرمایئے، میرے دل کو ہدایت دینے کے بعد (گمراہی کی طرف) نہ موڑیئے اور مجھے اپنی خاص رحمت عطا فرمایئے بلاشبہ آپ ہی خوب عطا فرمانے والے ہیں۔“

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ رات کو بیدار ہوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

نوع آخر:

(٧٥٧) - أخبرنا على بن الاحسين بن رحيم، حدثنا محمد بن الهيثم أبو الأحوص، ثنا يوسف بن عدى، ثنا غنام بن على العامرى، عن هشام ابن عروة، عن أبيه، عن عائشة رضى الله تعالى عنها، قالت: كان يعنى رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا تعار من الليل قال:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ، رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ﴾

اخرجه النسائى فى «السنن الكبرى» (٧٦٨٨/٤٠٠/٤) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم٧٦٤) وابن حبان فى «صحيحه» (٥٥٣٠/٣٤٠/١٢) والطبرانى فى «الدعا» (رقم٧٦٤) والحاكم فى «المستدرك» (٧٢٤/١)

ایک اور حدیث:

(٧٥٧) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نیند سے اٹھتے تو (یہ) دعا پڑھتے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ، رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ﴾

ترجمہ: ”ایک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو (سب سے) زبردست ہیں آسمانوں زمینوں اور جو کچھ آسمان وزمین کے درمیان ہے (سب) کے رب (وہی اللہ تعالیٰ) ہیں وہ (سب پر) غالب ہیں بہت معاف فرمانے والے ہیں۔“

نوع آخر:

(٧٥٨) - حدثنا أبوالقاسم بن منيع، ثنا يحيٰى بن عبالحميد الحمانى، ثنا عبدالوارث بن

سعید، عن محمد بن جحادة، عن ابن بردة، عن أبیه قال: مر رسول الله ﷺ برجل یدعو فقال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ بِأَنِّیْ أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ.﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (۳۴۹/۵) وابوداؤد (۱۴۹۳/۷۹/۲) (۲۰۹/۱) وابن ماجه (۳۸۵۷/۱۲۶۷/۲) (۲۷۴/۲) والترمذی (۵۱۵/۵-۵۱۶/۳۴۷۵) (۱۸۵/۲) والحاکم فی «المستدرك» (۶۸۳/۱)

ایک اور حدیث:

(۷۵۸) تَرجَمَہ: ”حضرت بریدہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو دعا کر رہا تھا (اور یہ) کہہ رہا تھا:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ بِأَنِّیْ أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ.﴾

تَرجَمَہ: ”اے اللہ! میں آپ کے نام (مبارک) کے واسطے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ میں آپ کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ آپ ہی وہ اللہ ہیں جن کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے (آپ) ایک ہیں، بے نیاز ہیں جن سے نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوئے اور نہ ہی کوئی ان کے برابر کا (ہمسر) ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس نے اللہ تعالیٰ کے ایسے نام کے ساتھ دعا کی ہے کہ جب اس (کے واسطے) سے دعا کی جائے تو وہ قبول ہوتی ہے۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اسم اعظم ہے۔ (قالہ الطیبی، تحفۃ الاحوذی ۹/۴۴۶)

اسم اعظم اس اسم کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے تو وہ قبول ہوتی ہے (اور جس کے ذریعہ سوال کیا جائے تو وہ پورا کیا جاتا ہے)۔ (تحفۃ الاحوذی ۹/۴۴۷)

اسم اعظم کا فائدہ

اسم اعظم کی برکت سے یا تو وہ کام جلدی ہو جائے گا جس کی دعا کی گئی یا اس کا بدل جلدی مل جائے گا۔ (فتوحات ربانیہ ۷/۲۱۴)

احادیث میں چند اسم اعظم آئے ہیں اسم اعظم ان آیتوں میں سے ہے:

❶ ”والهكم واحد لا الهه الا هو الرحمن الرحيم. الم الله لا اله الا هو الحى القيوم“

(ترمذی عن اسماء بن یزید ۲/۱۸۵)

❷ "لا الٰه الا انت المنان بديع السموات والارض يا ذالجلال والاكرام يا حي يا قيوم"

(ابوداؤد عن انس ۲۱۰/۱)

❸ "لا الٰه الا انت سبحانك انى كنت من الظالمين" (ترمذی بحوالہ کتاب الاذکار)

اور بھی بہت سے اسم اعظم احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔ (مزید تفصیل کے لئے دیکھیں تحفۃ الاحوذی ۹/۴۴۷)

نوع آخر:

(۷۵۹) - أخبرنا أحمد بن محمد بن عبيد العاص، حدثناهشام ابن عمار، ثنا صدقة بن خالد، ثنا جابر، عن القاسم بن عبدالرحمن، عن عقبة بن عامر الجهني رضي الله تعالى عنه قال: بينما أنا أقود برسول الله صلى الله عليه وسلم إذ قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا عقبة ألا أعلمك من خير سورتين قرأ بهما الناس؟ قلت بلى بأبي أنت وأمي يا رسول الله! قال: فقرأ علي:

﴿قل أعوذ برب الفلق، وقل أعوذ برب الناس﴾

قال: فلما أقيمت الصلوٰة صلاة الصبح قرأ بهما رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم مربي فقال: كيف رأيت يا عقبة؟ إقرأ بهما كلما نمت وقمت.

اخرجه احمد في «مسنده» (١٤٤/٤) وابوداؤد (١٤٦٢/٧٣/٢) (٢٠٦/١) والنسائي في «السنن الكبرى» (٧٨٤٣/٤٣٨/٤) وابويعلى في «مسنده» (١٧٣٦/٢٧٨/٣) وابن خزيمه في «صحيحه» (٥٣٤/٧٦٧-٧٦٦/١)

ایک اور حدیث:

(۷۵۹) ترجمہ: ''حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کو لئے آگے چل رہا تھا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: عقبہ! کیا میں تمہیں دو بہترین سورتیں نہ بتاؤں جن کو لوگ پڑھتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ضرور بتایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

﴿قل أعوذ برب الفلق، وقل أعوذ برب الناس﴾

(دونوں سورتیں) مجھے پڑھ کر سنائیں۔ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب فجر کی نماز کھڑی ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سورتوں کو (نماز میں) پڑھا۔ پھر (نماز کے بعد) میرے پاس سے گزرے (اور) فرمایا: عقبہ! تمہیں کیسا لگا۔ ان دونوں سورتوں کو ہر وقت سوتے اور اٹھتے وقت پڑھو۔"

فائدہ: کیسا لگا یعنی یہ سورتیں فجر کی نماز کے لئے کافی ہیں (کہ ان سے فجر کی نماز پڑھائی جا سکتی ہے)۔ (بذل ۳۴۲/۲)

قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کے فضائل بہت سی احادیث میں آئے ہیں۔ کچھ فضائل گزشتہ احادیث میں گزر چکے ہیں۔

نوع آخر:

(٧٦٠) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا قتيبة بن سعيد، عن مالك، عن أبي الزبير، عن طاؤس، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا قام إلى الصلوٰة من جوف الليل يقول:

﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤكَ حَقٌّ والجنة حق والنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ إِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خاصمْتُ و إليك حَاكَمْتُ، فاغفِرْ لي ما قَدَّمْتُ وما أَخَّرْتُ وأَسْرَرْتُ وأَعْلَنْتُ، أنتَ إِلٰهِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

اخرجه البخاري (١/٣٧٧/١٠٦٩) (١/١٥١) والمسلم (١/٥٣٢-٥٣٣/٧٦٩) (١/٢٩٨) وابوداؤد (١/٢٠٥/٧٧١) (١/١١٢) وابن ماجه (١/٤٣٠/١٣٥٥) (١/٩٦) والترمذي (٥/٣٨١-٣٨٢) (٢/١٧٩)

ایک اور حدیث:

(۷۶۰) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آدھی رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو (یہ) دعا پڑھتے تھے:

﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤكَ حَقٌّ والجنة حق والنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ إِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خاصمْتُ و إليك حَاكَمْتُ، فاغفِرْ لي ما قَدَّمْتُ وما أَخَّرْتُ وأَسْرَرْتُ وأَعْلَنْتُ، أنتَ إِلٰهِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ ہی کے لئے (تمام) تعریف ہے (اس لئے کہ) آپ ہی آسمانوں زمین اور

ان کی تمام مخلوق کا نور ہیں۔ آپ ہی کے لئے (سب) تعریف ہے (اس لئے کہ) آپ ہی آسمانوں زمینوں اور ان کی تمام مخلوق کے رب ہیں۔ آپ ہی کے لئے (سب) حمد وثنا ہے آپ ہی برحق ہیں، آپ ہی کی بات برحق ہے، آپ کا وعدہ بھی حق ہے، آپ سے ملنا بھی حق ہے جنت بھی حق ہے، جہنم بھی حق ہے قیامت بھی حق ہے، اے اللہ! میں نے آپ ہی کی تابعداری کے لئے سر جھکایا ہے، آپ پر ہی بھروسہ کیا ہے، آپ ہی کی طرف رجوع کیا ہے آپ ہی کی مدد سے (منکروں سے) جھگڑا کیا ہے، آپ ہی کی بارگاہ میں فریاد لایا ہوں، جو کچھ (گناہ) میں نے (اب سے) پہلے کئے اور جو اس کے بعد کروں اور جو (گناہ) چھپا کر کئے ہوں اور جو علانیہ کئے ہوں آپ میرے سارے گناہوں کو معاف فرما دیجئے آپ ہی میرے معبود ہیں آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تہجد کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

صاحب حصن حصین فرماتے ہیں یہ دعا جب تہجد کے لئے اٹھے اس وقت پڑھنی چاہئے۔ (حصن حصین صفحہ ۱۰۰)

ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ یہ دعا نماز میں اللہ اکبر کہنے کے بعد سب سے پہلے پڑھے۔ (فتح الباری جلد ۳)

نوع آخر:

(۷۶۱) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبأنا عمرو بن عثمان، حدثنا بقية ابن الوليد، حدثني عممرو بن جعثم، حدثني الأزهر بن عبدالله الحرارى، حدثني شريق الهوزني، قال: دخلت على عائشة رضي الله تعالى عنها فسأللتها ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يفتح الصلوة إذا هب من الليل؟ قالت: كان إذا هب من الليل كبر وحمد، وقال:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ﴾

وقال:

﴿سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ﴾

عشرا، واستغفر عشرا وهلل، عشرا، وقال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ ضَيْقِ الدُّنْيَا وَضِيْقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ عشرا﴾

ثم يستفتح الصلٰوة.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (۲۹۳۳/٤۳/٦) واحمد فى «مسنده» (۱٤۳/٦) باختلاف يسير وابوداؤد (۵۰۸۵/۳۲۲/٤) (۳۳۸/۲) والنسائى فى «السنن الكبرى» (۱۰۷۰۷/۲۱۸/٦) وفى «عمل اليوم والليلة- (رقم ۸۷۱)

ایک اور حدیث:

(۷۶۱) ترجمہ: ''حضرت شریق الہوزنی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں گیا اور ان سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے تو نماز کس چیز سے شروع فرماتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے تو دس مرتبہ اللہ اکبر کہتے اور دس مرتبہ الحمد للہ کہتے پھر دس مرتبہ:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ﴾

کہتے پھر:

﴿سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ﴾

دس مرتبہ کہتے اور دس مرتبہ استغفار کرتے اور دس مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہتے پھر دس مرتبہ یہ دعا فرماتے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ ضَيْقِ الدُّنْيَا وَضِيْقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں دنیا کی تنگی اور قیامت کے دن کی تنگی سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔''

پھر نماز شروع فرماتے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو بیدار ہوتے تو نماز سے پہلے دس دس مرتبہ ان کلمات کو فرماتے پھر نماز شروع فرماتے تھے۔

نوع آخر:

(۷٦۲) - أخبرنا حامد بن شعيب، حدثنا سريج بن يونس، ثنا هشيم، حدثنا حصين بن حبيب بن أبي ثابت، عن محمد بن علي بن عبدالله بن عباس، عن أبيه، عن جده رضي الله تعالى عنهم، قال: بت ليلة عند رسول الله ﷺ فلما استيقظ من منامه قام إلى طهوره، فأخذ سواكه فاستاك، ثم تلا هذه الآية:

﴿إن في خلق السموات والأرض واختلاف الليل والنهار لآيات﴾

حتى قارب أن يختم السورة أو ختمها، ثم توضأ فأتى مصلاه وصلى ركعتين.

وأخرجه النسائي رقم ٢٧٠٦ باختلاف في «اللفظ» (١٤٩/١)

ایک اور حدیث:

(۷۶۲) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں

رات گزاری۔ جب رسول اللہ ﷺ رات کو اپنی نیند سے بیدار ہوتے اور وضو کے لئے جاتے تو اپنی مسواک لیتے اور مسواک کرتے پھر یہ آیت:

﴿إن فی خلق السموات والأرض واختلاف اللیل والنهار لآیات﴾

پھر سورہ کے ختم کے قریب یا ختم تک پڑھتے یا پوری سورۃ ختم فرماتے اور نماز کے لئے تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے تھے۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب رات کو تہجد کے لئے اٹھے تو وضو کے لئے جاتے ہوئے یہ دعا پڑھے حصن حصین میں ہے کہ جب رات کو اٹھ کر بیٹھے تو یہ دعا پڑھے۔ (حصن حصین صفحہ ۱۰۲)

نوع آخر:

(۷٦۳) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا علی بن محمد علی، حدثنا خلف بن تمیم، ثنا أبو الأحوص، ثنا شریك، عن أبی إسحاق، عن أبی عبیدة، عن عبداللّٰه بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: یضحك اللّٰه عزوجل إلی رجلین، رجل لقی الاعدو وهو علی فرس من أممثل خیل أصحابه فانهزموا وثبت، فإن قتل أستشهد، و إن بقی فذلك الذی یضحك اللّٰه عزوجلّ إلیه، ورجل قام فی جوف اللیل لا یعلم به أحد فتوضأ فأسبغ الضوء، ثم حمد اللّٰه ومجده وصلی علی النبی ﷺ واستفتح القرآن فذلك الذی یضحك اللّٰه عزوجل إلیه، یقول أنظروا إلی عبدی فإنما لا یراه غیری.

أخرجه النسائی فی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ۸٦۷)

ایک اور حدیث:

(۷٦۳) تَرْجَمَہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے: اللہ تعالیٰ دو بندوں سے (خوش ہوکر) ہنستے ہیں۔ ایک وہ آدمی جو اپنے ساتھیوں میں بہترین گھوڑے پر سوار ہوکر دشمن سے مقابلہ کرے پھر وہ شکست کھا جائیں اور یہ ثابت قدم رہے اگر یہ قتل ہوگیا تو شہید ہوگیا اور اگر بچ گیا تو یہ وہ آدمی ہے جس کو (دیکھ کر) اس پر اللہ تعالیٰ (خوشی سے) ہنستے ہیں، دوسرا وہ آدمی ہے جو آدھی رات کو اٹھے کسی کو معلوم نہ ہو پھر وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور بزرگی بیان کرے رسول اللہ ﷺ پر درود شریف بھیجے یہ بھی وہ آدمی ہے اللہ تعالیٰ (جس) پر (خوشی سے) ہنستے ہیں۔ (اپنے فرشتوں سے) فرماتے ہیں: میرے بندے کو دیکھو کہ اس کو

میرے علاوہ کوئی نہیں دیکھ رہا ہے۔“

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا ہنسنا یہ اللہ تعالیٰ کے ثواب عطا کرنے اور انعام و اکرام سے نوازنے سے کنایہ ہے یا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے فرشتے اور جنت کے داروغہ یا عرش کے اٹھانے والے فرشتے ہیں کہ وہ ہنستے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرماتے ہیں کیونکہ ہنسنا رضامندی اور قبولیت پر دلالت کرتا ہے۔

ایک معنی عطا کے زیادہ ہونے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے تعجب کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے اس فعل پر ان کو ہنساتے ہیں۔ (شرح زرقانی ۳/۴۵)

عطاء نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کا معنی اپنے بندہ کے فعل سے خوش ہونا، اس سے محبت کرنا اور اپنی نعمت کا اس پر کرنا اور اپنی نعمت بندہ پر واجب کرنا ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۱/۱۰۱)

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی خوشنودی، رحمت اور اپنے بندوں میں جس کو چاہیں ان کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے۔
(شرح مسلم للنووی ۱/۱۰۶)

باب ما يقول إذا نظر إلى السماء في جوف الليل

درمیانی رات میں آسمان کی طرف دیکھے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٧٦٤) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا المعلي بن مهدي، ثنا أبو عوانة، عن عاصم، عن بعض أصحابه، عن سعيد بن جبير، عن عبدالله بن عباس رضي الله تعالى عنهما، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج ذات ليلة بعد ما مضى من الليل فنظر إلى السماء ثم تلا هذه الآية:

﴿إن في خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار لآيات لأولي الألباب﴾

ثم قال:

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِيْ نُوْرًا وَّمِنْ بَيْنَ يَدَيْ نُوْرًا وَّمِنْ خَلْفِيْ نُوْرًا وَّمِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا، وَّأَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (٣٧٣/١) والمسلم (٧٦٣/١٣٠/٥) (٢٦١/١) وابوداؤد (١٣١٥٣/٤٤/٢) (١٩١/١-١٩٢) ابو يعلى في «مسنده» (٤١٩/٤-٢٥٤٥/٤٢٠) والطبراني في «المعجم الاوسط» (١٦/١-٣٨/١٧)

(۷۶۴) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد (گھر سے) نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف دیکھا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿إن في خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار لآيات لأولي الألباب﴾

پھر یہ دعا پڑھی:

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِيْ نُوْرًا وَّمِنْ بَيْنَ يَدَيْ نُوْرًا وَّمِنْ خَلْفِيْ نُوْرًا وَّمِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا، وَّأَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میرے دل میں نور عطا کر دیجئے میری آنکھوں میں نور عطا کر دیجئے، میرے کانوں میں نور، میری دائیں جانب نور اور بائیں جانب بھی نور اور میرے آگے بھی نور میرے پیچھے بھی نور عطا کر

دیجئے (غرض) مجھے سر سے پاؤں تک نور بنا دیجئے۔ (اسی طرح) قیامت کے دن مجھے بہت بڑا نور عطا فرما دیجئے۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کو گھر سے باہر نکل کر پہلے مذکورہ بالا آیات پھر مذکورہ بالا دعا پڑھنی چاہئے۔ صاحب حصن حصین فرماتے ہیں جب فجر کی نماز کے لئے گھر سے باہر نکلے تو یہ دعا آسمان کی طرف دیکھ کر پڑھے۔

(حصن حصین صفحہ ۱۱۱)

باب ما يقول إذا قام عن فراشه من الليل ثم عاد إليه

رات کو اپنے بستر سے اٹھنے کے بعد واپس آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٧٦٥) - أخبرنا أحمد بن الحسن الصوفي، حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، ثنا أبو خالد الأحمر، عن محمد بن عجلان، عن سعيد، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا قام أحدكم عن فراشه من الليل ثم عاد إليه فلينفضه بصنفة إزاره، لا يدري ما خلفه عليه ثم ليضطجع، ثم ليقل:

﴿بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لَهَا وَ إِنْ رَدَدْتَّهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ أَحَدًا مِّنَ الصَّالِحِيْنَ.﴾

مضى تخريجه (برقم ٧١٠)

(۷۶۵) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی رات اپنے بستر سے اٹھ کر جائے پھر جب بستر پر واپس آئے تو اپنے تہبند کے کونے سے بستر کو جھاڑ لے کیونکہ اس کو معلوم نہیں کہ اس کی غیر موجودگی میں کیا چیز آگئی ہو (ممکن ہے کہ اس کی غیر موجودگی میں بستر میں کوئی زہریلا جانور وغیرہ نہ آگیا ہو) پھر لیٹ جائے پھر یہ دعا پڑھے:

﴿بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لَهَا وَ إِنْ رَدَدْتَّهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ أَحَدًا مِّنَ الصَّالِحِيْنَ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں نے آپ ہی کا نام لے کر اپنا پہلو بستر پر رکھا اور آپ ہی کے نام سے اٹھاؤں گا۔ اگر آپ (سونے کی حالت میں) میری روح کو روک لیں تو اس کو معاف کر دیجئے اور اگر واپس لوٹا دیں تو اس کی اس طرح حفاظت فرمائیے جیسے آپ اپنے نیک بندوں میں کسی کی حفاظت فرماتے ہیں۔''

فائدہ: نیک بندوں کی حفاظت فرماتے ہیں۔ یعنی جس طرح اللہ اپنے نیک بندوں کی گناہوں سے اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت کی توفیق دے کر حفاظت فرماتے ہیں اس طرح میری بھی حفاظت فرمائیے۔ (تحفۃ الاحوذی ۶/۳۴۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کو اٹھنے کے بعد دوبارہ سونے کے لئے بستر پر آئے تو پھر دوبارہ بستر کو جھاڑ لینا چاہئے۔ تفصیل حدیث ( ) پر گزر چکی ہے۔

نوع آخر:

(٧٦٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا علی بن حجر، ثنا إسماعيل بن جعفر، عن يزيد بن حفصة، عن إبراهيم بن عبدالله بن عبد القاری، عن علی بن أبی طالب رضی اللہ تعالی عنہ قال: بت عند رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ذات ليلة فكنت أسمعه إذا فرغ من صلاته وتبا مضجعه يقول:

﴿اَللّٰهُمَّ أَعُوْذُبِكَ بِمُعَافَتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُ بِرِضَاكِ مِن سَخْطِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، اَللّٰهُمَّ لَا أَسْتَطِيْعُ ثَنَاءً عَلَيْكَ وَلَوْ حَرَصْتَ وَلٰكِنْ أُثْنِیْ عَلَيْكَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ.﴾

أخرجه النسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٨٩١) والطبرانی فی «المعجم الاوسط» (١٩٩٢/٢٨٣/٢)

ایک اور حدیث:

(٧٦٦) ترجمہ: ”حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: میں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوکر اپنے بستر پر تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا:

﴿اَللّٰهُمَّ أَعُوْذُبِكَ بِمُعَافَتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُ بِرِضَاكِ مِن سَخْطِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، اَللّٰهُمَّ لَا أَسْتَطِيْعُ ثَنَاءً عَلَيْكَ وَلَوْ حَرَصْتَ وَلٰكِنْ أُثْنِیْ عَلَيْكَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں آپ کی عافیت کے ذریعہ آپ کی سزا سے، آپ کی رضا کے ذریعہ آپ کی ناراضگی سے اور آپ کے واسطے سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ! میں اگر چاہوں بھی تو آپ کی حمد و ثناء بیان نہیں کرسکتا لیکن آپ تو ایسے ہی ہیں جیسے آپ نے اپنی حمد وثنا خود بیان فرمائی ہے۔“

باب ما يقول إذا وافق ليلة القدر

شب قدر میں کیا دعا پڑھنی چاہیے

(۷٦۷) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا قتيبة بن سعيد، ثنا جعفر ابن سليمان، عن كهمس، عن عبدالله بن بريدة، عن عائشة رضي الله تعالى عنها قلت: قلت يا رسول الله! إن علمت ليلة القدر ماذا أقول فيها؟ قال: قولي:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ.﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (٦/٢٠٨) وابن ماجه (٢/١٢٦٥/٣٨٥٠) (١/٢٧٣) والترمذی (٥/٥٣٤/٣٥١٣) (٢/١٩١) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم٨٧٢) والحاكم فی «المستدرك» (١/٧١٢)

(۷٦۷) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اگر مجھے شب قدر معلوم ہو جائے تو میں کیا دعا کروں آپ ﷺ نے فرمایا: (یہ) دعا پڑھو:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ بہت معاف فرمانے والے ہیں معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں آپ مجھے بھی معاف فرما دیجئے۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: مجھے کوئی ایسی دعا سکھایئے جس سے مجھے خیر حاصل ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قریب آ جاؤ۔ وہ قریب آئے یہاں تک کہ ان کا گھٹنہ رسول اللہ ﷺ کے گھٹنہ سے لگنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دعا پڑھنے کے لئے فرمایا۔

دعا کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف کر دیجئے آپ فضل والے ہیں اور فضل وانعام اور معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔ (کذا من فیض القدیر ۲/۱۴۲، ۱۴۳)

باب ما يقول إذا رأى في المنام ما يحب

اچھا خواب دیکھ کر کیا دعا پڑھنی چاہئے

اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ اچھے اور برے خواب کو دیکھ کر کیا کرنا چاہئے۔ نیز خواب کی تعبیر کیسے دینی چاہئے اور خوب کس کو سنانا چاہئے۔ ان تمام امور کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے چار باب اور ان کے ذیل میں چھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٧٦٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا قتيبة بن سعيد، ثنا بكر يعني ابن مضر، عن ابن الهاد، عن عبدالله بن خباب، عن أبي سعيد الخدري رضی اللہ تعالیٰ عنہ أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: إذا رأى أحد كم الرؤيا يحبها فإنما هي من الله عزوجل فليحمد الله عليها وليحدث بها، فإذا رأى غير ذلك مما يكره فإنما هي من الشيطان فليستعذ بالله من شرها ولا يذكرها لأحد، فإنها لا تضرة، والله أعلم.

اخرجه احمد في «مسنده» (٨/٣) والبخاري (٢٥٦٣/٦/٦٥٨٤) (٣٤/٢) والترمذي (٥/٥٠٥/٣٤٥٣) (١٨٣/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٨٩٣) والحاكم في «المستدرك» (٤٣٤/٤)

(٧٦٨) ترجمہ: ”حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے اور اس خواب کو بیان کرے۔ اگر ناپسندیدہ چیز دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اس خواب کے شر سے اور کسی کو خواب نہ سنائے تو وہ خواب اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔“

فائدہ: ”برا خواب شیطان کی طرف سے ہے“ اس کا مطلب یہ ہے کہ برا خواب شیطان کے اثر سے ہوتا ہے انسان خواب سے پریشان ہوتا ہے تو شیطان خوش ہوتا ہے اسی وجہ سے فرمایا کہ برا خواب شیطان کی طرف سے ہے۔ ورنہ خواب خواہ اچھا ہو یا برا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے شیطان اس کو پیدا نہیں کرتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۴۰)

اس خواب سے شیطان کا مقصد مسلمان کو غمگین کرنا، بدگمانی ناامیدی اور تلاش حق کی راہ میں سستی پیدا کرنا ہوتا ہے۔
(مرقاۃ ۹/۲۸)

اچھا خواب دیکھ کر خلاصہ احادیث تین اعمال ہیں:

❶ اچھے خواب پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا الحمد للہ کہنا۔

❷ اس خواب کی اچھی تعبیر لینا۔

❸ اس کو صرف اپنے سچے دوست کو بتانا۔ (فتح الباری ۱۲/۳۷۰)

کیوں کہ حدیث میں آتا ہے کہ خواب تعبیر دینے سے پہلے پرندے کے پیر میں لٹکا ہوتا ہے جو تعبیر دی جاتی ہے وہی ہو جاتی ہے۔ یعنی تعبیر دینے سے پہلے خواب میں اچھائی اور برائی دونوں پہلو ہوتے ہیں لہٰذا جو تعبیر دیجاتی ہے اس کے قریب (یا اسی طرح) ہوتا ہے۔ (شرح مسلم ۲/۲۴۱، فتوحات ربانیہ ۳/۱۸۹)

اچھے خواب کو اچھے دوست کے علاوہ کسی اور کو بتائے تو ممکن ہے وہ حسد اور بغض کی وجہ سے غلط (اور خراب) تعبیر دے اور تعبیر اسی طرح ہو جائے۔ (فتح الباری ۱۲/۴۳۱، شرح مسلم نووی ۲/۲۴۱)

اچھا خواب دیکھنے کے لئے عمل

آئمہ تعبیر نے لکھا ہے کہ جو شخص اچھا اور سچا خواب دیکھنا چاہے وہ وضو کر کے دائیں جانب کروٹ لیٹے اور سورۃ شمس، لیل، تین، اخلاص، فلق اور ناس پڑھے پھر یہ دعا پڑھے:

﴿اللهم انى اعوذبك من سيئى الاعلام واستجيرك من تلاعب الشيطان فى اليقضة والمنام اللهم انى اسئلك رؤيا صالحة صادقه حافظة نافعة غير منية اللهم ارنى فى منامى ما احب﴾ (فتوحات ربانیہ ۳/۱۹۲)

باب ما يقول إذا رأى منامه يكره

برے خواب کو دیکھ کر کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٧٦٩) - أخبرنا أبو خليفة، حدثنا أبو عمر الحوضى، عن شعبة عن عبد ربه بن سعيد، عن أبى سلمة بن عبدالرحمن، قال: إن كنت لأرى الرؤيا فتمرضنى حتى سمعت أبا قتادة رضي الله تعالى عنه يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: الرؤديا الصالحة من الله تعالىٰ، فإذا رأى أحد كم ما يحب فليقصه على من يحب، و إذا رأى أحدكم ما يكره فليتعوذ بالله من شرها الشليطان وليتفل عن يساره ثلاثا فإنها لن تضره.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٣٠٣/٥) والبخارى (٦٦٠٣/٢٥٧١/٦) (١٠٤٣/٢) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٧٦٢٧/٣٨٣/٤) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم٨٩٤) وابن حبان فى «صحيحه» (١٣/٤٢٢-٤٢٣/٦٠٥٨)

(۷۶۹) ترجمہ: ”حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں: جب میں خواب دیکھتا تو وہ خواب مجھے بیمار کردیتا تھا یہاں تک کہ میں نے ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ (انہوں نے فرمایا) میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جب تم میں کوئی اچھا خواب دیکھے تو اپنے دوست سے بیان کرے اور کوئی برا خواب دیکھے تو اس کے شر اور شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہے اور اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھتکارے تو وہ خواب اس کو بالکل نقصان نہیں پہنچائے گا۔“

نوع آخر:

(٧٧٠) - أخبرنا أبو محمد بن صاعد، قال: ذكره إبراهيم بن يوسف أخوو عصام البلخى، حدثنا المسيب بن شريك، عن إدريس بن يزيد الأوددى، عن أبيه، عن أبى هريرة رضي الله تعالى عنه أن النبى ﷺ قال: إذا رأى أحدكم رؤيا يكرهها فليتفل عن يساره ثلاث مرات ثم ليقل:

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ وَسَيِّئَاتِ الْأَحْلَامِ. ﴾

فإنها لا تكون شيئا.

اخرجه ابن حجر فى «نتائج الافكار» (١٢٨/٣)

ایک اور حدیث:

(٧٧٠) ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی برا خواب دیکھے تو اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھتکارے پھر یہ دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ وَسَيِّئَاتِ الْأَحْلَامِ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں شیطان کے عمل اور برے خواب سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔''

تو وہ خواب اس کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچائے گا۔''

فائدہ: برا خواب دیکھ کر خلاصہ احادیث چند اعمال ہیں۔

1. اس خواب کی برائی اور شیطان کے شر سے پناہ مانگے۔ (فتح الباری ٣/٣٧١، شرح مسلم ٢/٢٤٠)

یہ دعا پڑھے "اعوذ بما عاذت به ملائكة الله ورسله من شر رؤياي هذه ان يصيبني فيها ما اكره في ديني ودنياي" (فتح الباری ١٢/٣٧١)

یا تین مرتبہ "اعوذ بالله من الشيطان الرجيم" کہے۔ (حصن حصین صفحہ ٩٣)

2. اٹھنے کے بعد تین مرتبہ تھتکارے۔ (فتح الباری ٣/٣٧٠، شرح مسلم ٢/٢٤٠)

3. کسی سے بیان نہ کرے۔ (فتح الباری ١٢/٣٧٠، شرح مسلم للنووی ٢/٢٤١)

کیونکہ اگر برا خواب کسی سے بیان کیا اور اس نے وہی بری تعبیر دے دی تو ایسا ہی ہو جائے گا۔ جیسا کہ پیچھے گزرا۔

4. نماز پڑھے۔ (فتح الباری ١٢/٣٧٠، کذا فی شرح المسلم للنووی ٢/٢٤٠)

5. کروٹ بدل لے۔ (فتح الباری ٣/٣٧٠، کذا فی شرح المسلم للنووی ٢/٢٤٠)

(ان تمام اعمال کی حکمتیں اور مستدل احادیث کی تفصیل کے لئے دیکھیں فتح الباری ١٢/٣٧٠ تا ٣٧٢)۔

''یہ خواب نقصان نہیں پہنچائے گا'' کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح صدقہ و خیرات کو دفع بلیات کا سبب بنایا ہے اسی طرح خواب کے شر سے پناہ مانگنا، تھتکارنا ان تمام امور کو برے خواب کے اثرات سے محفوظ رہنے کا سبب بنایا ہے۔
(شرح مسلم للنووی ٢/٢٤٠)

یہ تمام اعمال خواب کے شر سے بچنے کے لئے کرنا اچھا ہے ورنہ کوئی ایک عمل بھی کافی ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔
(شرح مسلم للنووی ٢/٢٤٠)

باب النهى أن يحدث الرجل بما رأى فى منامه مما يكره

برے خواب کو بیان کرنا ناپسندیدہ ہے

(۷۷۱) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا قتيبة، بن سعيد، حدثنا الليث ابن سعد، عن أبير لزبير، عن جابر بن عبدالله رضی اللہ تعالیٰ عنہما، عن النبى صلی اللہ علیہ وسلم أنه قال لأعرابى جاءه فقال: إنى حلمت أن رأسى قطع وأنا أتبعه، فزجره النبى صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا تخبر بتلعب الشيطان بك فى المنام.

اخرجه مسلم (۲۲۶۸/۱۷۷٦/٤) (۲۴۳/۲) وابن ماجه (۱۲۸۷/۲) (۳۹۱۲) (ص۲۷۹) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم۹۱۲) وابن حبان فى «صحيحه» (۸۱۸۲/٤۳٤/۱۳) والحاكم فى «المستدرك» (٤۳٤/٤)

(۷۷۱) ترجمہ: ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آئے اور عرض کیا! (یا رسول اللہ!) میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرا سر کاٹ دیا گیا اور میں اس کے پیچھے جا رہا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ڈانٹا اور فرمایا: خواب میں اپنے ساتھ شیطان کے کھیلنے کو مت بتاؤ۔''

فائدہ: ممکن یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہو گیا ہو کہ ان کا خواب برے خوابوں میں سے ہے خواہ وحی یا کسی اور دلیل کے ذریعے سے ہو۔

ورنہ سر کے کٹنے کی تعبیر معبرین نعمتوں سے جدائی حالات کی تبدیلی سلطنت کے چلے جانے وغیرہ سے دیتے ہیں اور اگر غلام ہو تو مراد آزادی ہوتی ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۴۳)

باب ما يقول إذا استعبر الرؤيا

جب کوئی خواب کی تعبیر بوچھے تو کیا کہنا چاہئے

(۷۷۲) - حدثنا أحمد بن خالد بن مسرح، ثنا عمي الوليد بن عبدالملك ابن مسرح، ثنا سليمان بن عطاء، عن مسلمة بن عبدالله الجهني، عن عمه أبي مشجعة بن ربعي، عن ابن زمل رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا صلى الصبح استقبل الناس بوجهه، وكان يعجبه الرؤيا، فيقول: هل رأى أحدكم رؤيا، فقلل ابن زمل: فقلت: أنا يا نبي الله! فقال:

﴿خَيْرٌ تَلْقَاهُ وَشَرٌّ تَوَقَّاهُ، وَخَيْرٌ لَّنَا وَشَرٌّ لِّأَعْدَائِنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنِ﴾

أقصص، وذكر الحديث.

اخرجه ابن حبان في «المجروحين» (۱/۳۳۹-۳٤۰/٤۱۲) والطبراني في «والمعجم الكبير» (۸/۳۰۲/۸۱٤٦) وابن الاثير في «اسد الغابه» (۳/۱٦٥) وقال اخرجه ابن منده وابونعيم. وابن حجر في «نتائج الافكار» (۳/۱۳۱) واخرجه ابن قتيبه في «غريب الحديث» (۱/٤۷۹-٤۸۱) كذا في تحقيق نتائج الافكار محمدى عبدالمجيد السلفي (۳/۱۳۱)

(۷۷۲) ترجمہ: ''ابن زمل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز پڑھتے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے۔ آپ ﷺ خواب کو پسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے: کیا تم میں کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ابن زمل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: یا نبی اللہ! میں نے خواب دیکھا ہے، آپ ﷺ نے (یہ) دعا پڑھی:

﴿خَيْرٌ تَلْقَاهُ وَشَرٌّ تَوَقَّاهُ، وَخَيْرٌ لَّنَا وَشَرٌّ لِّأَعْدَائِنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنِ﴾

ترجمہ: ''تمہیں خیر ملی ہو اور برائی سے محفوظ رہے ہو بھلائی ہمارے لئے اور برائی ہمارے دشمنوں کے لئے ہے اور تمام تر حمد ستائش اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔''

(ہاں اب تم) خواب بیان کرو۔''

نوع آخر:

(۷۷۳) - حدثني عمرو بن سهل، حدثنا زكريا بن يحيیٰ بن مروان الناقد، ثنا الخليل بن

عمرو، ثنا محمد بن سلمة، عن القواريري، عن سعيد بن أبي بردة، عن أبيه، عن أبي موسى رضي الله تعالى عنه، قال: رأيت في المنام كأني جالس في ظل شجرة ومعي دواة وقرطاس، وأنا أكتب من أول (ص) حتى بلغت السجدة، فسجدت الدواة والقرطاس والشجرة، وسمعتهن يقلن في سجودهن:

﴿اَللّٰهُمَّ احْطُطْ بِهَا وِزْرًا وَاحْرُزْ بِهَا شُكْرًا وَأَعْظِمْ بِهَا أَجْرًا.﴾

وعدن كما كن، فلما استيقظت أتيت رسول الله ﷺ فأخبره الخبر، فقال: خيرا رأيت وخيرا يكون، نت ونامت عينك، توبة نبي ذكرت،، ترقب عندها مغفرة، ونحن نرقب ما نرقب.

ایک اور حدیث:

(۷۷۳) ترجمہ: ''حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا (ایک) درخت کے سائے میں بیٹھا ہوں اور میرے پاس دوات اور کاغذ ہے۔ میں نے اول سورہ (ص) سے لکھنا شروع کیا یہاں تک کہ (سورۃ) سجدہ تک پہنچا تو دوات، کاغذ اور درخت نے سجدہ کیا اور میں نے سنا وہ سجدے میں (یہ الفاظ) کہہ رہے تھے:

﴿اَللّٰهُمَّ احْطُطْ بِهَا وِزْرًا وَاحْرُزْ بِهَا شُكْرًا وَأَعْظِمْ بِهَا أَجْرًا.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ ان سورتوں کی وجہ سے بوجھ کم کر دیجئے اور اس کے بدلے شکر محفوظ فرما دیجئے اور ان کے بدلے اجر کو بڑھایئے۔''

پھر وہ اپنی پہلی حالت پر لوٹ آئے جیسے تھے ویسے ہی ہو گئے۔ جب میں جاگا تو رسول اللہ ﷺ کو یہ خواب سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے بھلائی دیکھی ہے اور بھلائی ہی ہوگی۔ تم سو گئے اور تمہاری آنکھ سوگئی تم نے ایک نبی کی توبہ کا ذکر کیا ہے اور اس وقت تم مغفرت کی امید کرتے ہو اور جس چیز کی تم امید کرتے ہو ہم بھی اسی کی امید کرتے ہیں۔''

مأخذ ومراجع

اسمائے کتب	مصنّفین کرام	مکتبہ
ابن کثیر (تفسیر)	ابوالفداء اسماعیل ابن کثیر	دار الفکر بیروت
اتحاف سادات المتقین		
الاحادیث المختارہ	ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحد المقدسی	مکتبہ النھضۃ الحدیثۃ مکہ مکرمہ
الاحاد والمثانی	احمد بن عمرو الشیبانی	دار الرایۃ ریاض
ابن ماجہ	محمد بن یزید ابن ماجہ	قدیمی کتب خانہ کراچی
ابوداؤد	سلیمان بن اشعث ابوداؤد	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
احسن الفتاویٰ	مفتی رشید احمد	ایچ ایم سعید کمپنی
احکام میت	ڈاکٹر عبدالحیٔ	صدیقی ٹرسٹ کراچی
آداب تلاوت	قاری رحیم بخش	ادارہ نشر و اشاعت اسلامیات ملتان
ادب المفرد	محمد بن اسماعیل البخاری	مکتبہ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ
اسلامی شادی	مفتی محمد زید	مشتاق بک کارنر لاہور
اصابہ	ابن اثیر	مکتبہ المثنی بغداد
الاصابہ	احمد بن علی العسقلانی	دار الجبل بیروت
امالی المحاملی	الحسین بن اسماعیل الضبی المحاملی	المکتبۃ الاسلامیہ۔ عمان
امداد الاحکام	ظفر احمد عثمانی	مکتبہ دار العلوم کراچی
امداد الفتاویٰ	مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ	مکتبہ دار العلوم کراچی
انجاح الحاجہ	شیخ عبدالغنی مجددی	قدیمی کتب خانہ کراچی
بحر الرائق	زین الدین الشہیر بابن نجیم رحمہ اللہ	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
البدایہ والنہایہ	ابوالنداء اسماعیل بن کثیر	قدیمی کتب خانہ کراچی
بذل المجہود	مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ	مکتبہ امدادیہ ملتان
بہشتی زیور	اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ	مکتبہ امدادیہ ملتان
البیان والتعریف	ابراہیم بن محمد الحسینی	دار الکتاب العربی بیروت

پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت .... مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ .... مکتبہ رحمانیہ لاہور
التاریخ الکبیر .... محمد بن اسماعیل البخاری .... دار الفکر بیروت
تاریخ بغداد .... احمد بن علی الخطیب البغدادی .... دار الکتب العلمیۃ بیروت
تاریخ جرجان ....
تحفۃ الاحوذی .... محدث عبدالرحمٰن مبارکپوری .... دار الفکر بیروت
تحفۃ النکاح .... مولانا محمد ابراہیم پالنپوری .... محمد عبدالرحیم ناشر و تاجر لاہور
التدوین فی اخبار قزوین .... عبدالکریم بن محمد القزوینی .... دار الکتب العلمیۃ بیروت
تاویل مختلف الاحادیث .... عبداللہ بن مسلم ابومحمد الدینوریہ .... دار الجبل بیروت
تذکرۃ السامع والمتکلم .... ابوالفضل سعداللہ ابن جماعہ .... دار الکتب العلمیہ بیروت
ترجمہ ابن سنی .... حافظ عبدالخبیر اویسی .... مشتاق بک کارنر لاہور
ترجمہ ادب المفرد .... مولانا محمد خالد .... دار الاشاعت کراچی
الترغیب والترہیب .... عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری .... دار الکتب العلمیہ بیروت
ترغیب وترہیب .... علامہ منذری .... دار الفکر بیروت
ترمذی .... ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی .... ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
تکملہ فتح الملہم .... مولانا محمد تقی عثمانی .... مکتبہ دار العلوم کراچی
التمہید لابن عبدالبر .... ابوعمر یوسف بن عبداللہ .... وزارۃ عموم الاوقات والشؤن الاسلامیہ المغرب
تہذیب التہذیب .... احمد بن علی العسقلانی .... دار الفکر بیروت
الثقات .... محمد بن حبان .... دار الفکر بیروت
الجامع الصغیر للسیوطی .... عبدالرحمان بن ابوبکر .... دار طائر العلم۔ جدہ
جامع العلوم والحکم .... ابوالفرج عبدالرحمٰن بن احمد الحنبلی .... دار المعرفہ۔ بیروت
الجامع لمعمر بن راشد .... معمر بن راشد الازدی .... المکتب الاسلامی بیروت
الجرح والتعدیل ....
حاشیہ ابن سنی .... مولانا عبدالرحمٰن کوثر .... مکتبہ الشیخ کراچی
حاشیہ سندی علی للنسائی .... علامہ سندھی .... قدیمی کتب خانہ کراچی
حصن حصین مترجم .... مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ .... خزینہ علم وادب لاہور
حصن حصین مترجم .... مولانا ادریس میرٹھی .... تاج کمپنی کراچی
حلبی شرح منیہ .... شیخ ابراہیم حلبی .... سہیل اکیڈمی

حلیۃ الاولیاء .... ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی .... سہیل اکیڈمی کراچی

حیاۃ الحیوان (مترجم) .... علامہ دمیری ....

خصائل نبوی .... شیخ الحدیث محمد زکریا رحمہ اللہ .... مکتبہ الشیخ کراچی

درس ترمذی .... مولانا محمد تقی عثمانی .... مکتبہ دارالعلوم کراچی

الدعاء المسنون .... ارشاد احمد قاسمی .... زمزم پبلشرز کراچی

دلیل الفالحین .... علامہ ابن علان شافعی رحمہ اللہ .... دارالفکر بیروت

زہر الرابی حاشیہ علی النسائی .... شیخ محمد محدث رحمہ اللہ .... قدیمی کتب خانہ

الزہد لابن المبارک .... عبداللہ بن مبارک المروزی .... دارالکتب العلمیۃ بیروت

الزہد للہناد .... ہناد بن السری الکوفی .... دارالخلفا للکتاب الاسلامی کویت

سعایہ .... عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ .... سہیل اکیڈمی لاہور

سنن ابن ماجہ .... محمد بن یزید القزوینی .... دارالفکر بیروت

سنن ابوداؤد .... سلیمان بن اشعث السجستانی .... دارالفکر بیروت

سنن البیہقی الکبریٰ .... احمد بن الحسین البیہقی .... مکتبہ داراحیاء التراث بیروت

سنن ترمذی .... محمد بن عیسی الترمذی .... داراحیاء التراث بیروت

سنن دارمی .... عبداللہ بن عبدالرحمان الدارمی .... دارالکتاب العربی بیروت

سنن دارقطنی .... علی بن عمر الدارقطنی .... دارالمعرفہ بیروت

سنن سعید بن منصور .... سعید بن منصور .... دارالعصیمی ریاض

سنن صغریٰ .... احمد بن الحسین البیہقی .... مکتبہ الدار مدینہ منورہ

سنن کبریٰ .... احمد بن شعب النسائی .... دارالکتب العلمیہ بیروت

سنن نسائی (المجتبیٰ) .... احمد بن شعیب النسائی .... مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب

شرح ابوداؤد للعینی .... علامہ عینی رحمہ اللہ .... مکتبہ دارالقرآن بیروت

شرح رضی .... علامہ رضی الدین استرآبادی .... موسسۃ الصادق تہران

شرح الزرقانی .... محمد بن عبدالباقی الزرقانی .... دارالکتب العلمیہ بیروت

شرح سنن ابن ماجہ .... فخر الحسن دہلوی .... قدیمی کتب خانہ کراچی

شرح معانی الآثار .... ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی .... دارالکتب العلمیہ بیروت

شرح مسلم .... یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ .... قدیمی کتب خانہ کراچی

شعب الایمان .... ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی .... دارالکتب العلمیہ بیروت

صحیح ابن حبان ...... محمد بن حبان البستی ...... مؤسسۃ الرسالہ بیروت
صحیح ابن خزیمہ ...... محمد بن اسحاق النیساپوری ...... المکتب الاسلامی بیروت
صحیح بخاری ...... محمد بن اسماعیل البخاری ...... دار ابن کثیر بیروت
صحیح مسلم ...... مسلم بن الحجاج القشیری النیساپوری ...... دار احیاء التراث بیروت
ضعفاء العقیلی ...... ابو جعفر محمد بن عمر العقیلی ...... دار المکتبۃ العلمیہ بیروت
الطبقات الکبریٰ ...... محمد بن سعد البصری ...... دار صادر بیروت
طحاوی ...... احمد بن محمد بن اسلام طحاوی ...... قدیمی کتب خانہ کراچی
ظفر جلیل ...... نواب مولانا قطب الدین رحمہ اللہ ...... کتب خانہ محمدی کانپور
العجالۃ الراغب المتمنی ...... سلیم بن عید الہلالی ...... دار ابن حزم بیروت
عزیز الفتاوی ...... مفتی عزیز الرحمٰن رحمہ اللہ ...... دار الاشاعت کراچی
عمدہ الفقہ ...... زوار حسین شاہ رحمہ اللہ ...... ادارۂ مجددیہ کراچی
عمدۃ القاری ...... امام ابو محمد محمود بن احمد العینی رحمہ اللہ ...... مطبع مطفی البابی مصر
عمل الیوم واللیلہ (مترجم) ...... حافظ ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی ...... مکتبہ حنفیہ گجرانوالہ
فتح الباری ...... حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ ...... دار النشر الکتب الاسلامیہ لاہور
فتح الملہم ...... شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ ...... مکتبہ دار العلوم کراچی
فتوحات ربانیہ ...... علامہ ابن علان شافعی ...... دار الاحیاء الراث العربی بیروت
الفردوس بماثور الخطاب ...... شیرویہ بن شہردار الدیلمی ...... دار الکتب العلمیہ بیروت
فضائل اعمال ...... شیخ الحدیث محمد زکریا رحمہ اللہ ...... کتب خانہ فیضی لاہور
فضائل حج ...... شیخ الحدیث محمد زکریا رحمہ اللہ ...... ادارہ اشاعت دینیات نئی دہلی
فضل اللہ الصمد ...... المحدث فضل اللہ جیلانی ...... الصدف پبلشرز کراچی
فیض الباری ...... انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ ...... مکتبہ عزیزیہ لاہور
فیض القدیر ...... عبد الرؤف المناوی ...... المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ مصر
قرطبی (تفسیر) ...... محمد بن احمد القرطبی ...... دار الشعب القاہرہ
الکامل فی ضعفا الرجال ...... عبد اللہ بن عدی الجرجانی ...... دار الفکر بیروت
کتاب الاثار ...... یعقوب بن ابراہیم الانصاری ...... دار الکتب العلمیہ بیروت
کتاب الاذکار ...... یحییٰ بن شرف النودی رحمہ اللہ ...... مکتبہ المامون جدہ
کتاب الدعاء ...... محمد بن فضیل الضبی ...... مکتبہ الرشید ریاض

کتاب	مصنف	ناشر
کتاب الضعفاء	احمد بن عبداللہ ابونعیم الاصبہانی	دارالثقافۃ الدار البیضاء
کشف الخفاء	اسماعیل بن محمد الجراحی	مؤسسہ الرسالہ بیروت
کنز العمال	شیخ علی متقی رحمہ اللہ	موسسہ الرسالہ بیروت
کوکب الدری	علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ	ادارہ القرآن کراچی
مختصر المختصر	یوسف بن موسیٰ الحنفی	عالم الکتاب بیروت
المجروحین	محمد بن حبان البستی	دارالوعی حلب
مجمع الزوائد	حافظ علی بن ابوبکر الہیثمی رحمہ اللہ	القدس ودارالفکر بیروت
مدارک (تفسیر)	ابوالبرکات عبداللہ نسفی رحمہ اللہ	قدیمی کتب خانہ کراچی
المدونۃ الکبریٰ	مالک بن انس	دار صادر بیروت
مراقی الفلاح	علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی رحمہ اللہ	قدیمی کتب خانہ
مرقاۃ	ملا علی قاری رحمہ اللہ	مکتبہ امدادیہ ملتان
مستدرک حاکم	محمد بن عبداللہ النیسابوری	دارالکتب العلمیہ بیروت
مسند ابن الجعد	علی بن الجعد البغدادی	مؤسسہ نادر بیروت
مسند ابی عوانہ	ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق الاسفرائینی	دارالمعرفہ بیروت
مسند ابی یعلی	احمد بن علی ابویعلی الموصلی	دارالمامون للتراث دمشق
مسند احمد	احمد بن حنبل الشیبانی	مؤسسہ قرطبہ مصر
مسند اسحاق بن راہویہ	اسحاق بن ابراہیم	مکتبہ الایمان مدینہ منورہ
مسند البزار	ابوبکر احمد بن عمرو البزار	مؤسسہ علوم القرآن بیروت
مسند الحارث	الحارث بن ابی اسامہ	مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ النبویۃ مدینہ منورہ
مسند الربیع	الربیع بن حبیب الازدی	دارالحکمۃ بیروت
مسند الرویانی	محمد بن ہارون الرویانی	مؤسسہ قرطبہ قاہرہ
مسند الشامیین	سلیمان بن احمد الطبرانی	مؤسسہ الرسالہ بیروت
مسند الشہاب	محمد بن سلامہ	مؤسسہ الرسالہ بیروت
مسند الطیالسی	سلیمان بن داؤد الطیالسی	دارالمعرفہ بیروت
مسند عبد بن حمید	عبد بن حمید	مکتبۃ السنۃ قاہرہ
مشکوٰۃ	خطیب تبریزی	قدیمی کتب خانہ کراچی
مصباح الزجاجہ	احمد بن ابوبکر الکنانی	دارالعربیہ بیروت

مصنف ابن ابی شیبہ	عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ الکوفی	مکتبہ الرشید ریاض
مصنف عبدالرزاق	عبدالرزاق بن ہمام	المکتب الاسلامی بیروت
مظاہر حق	علامہ نواب محمد قطب الدین رحمہ اللہ	دارالاشاعت کراچی
معارف الحدیث	مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ	دارالاشاعت کراچی
معارف السنن	علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
معارف القرآن	مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ	ادارۃ المعارف کراچی
معالم التنزیل (تفسیر بغوی)	حسین بن مسعود البغوی	....
معرفۃ علوم الحدیث	....	....
المعجم الاوسط	سلیمان بن احمد الطبرانی	دارالحرمین قاہرہ
معجم الصحابہ	عبدالباقی بن قانع	مکتبہ الغرباء الاثریہ مدینہ منورہ
معجم صغیر	سلیمان بن احمد الطبرانی	المکتب الاسلامی بیروت
المعجم الکبیر	سلیمان بن احمد الطبرانی	مکتبہ العلوم والحکم موصل
معرفۃ علوم الحدیث	محمد بن عبداللہ الحاکم النیسابوری	دارالکتب العلمیہ بیروت
مکام الاخلاق	محمد بن جعفر الخرائطی	دارالفکر بیروت
موارد الظمان	علی بن ابوبکر الہیثمی	دارالکتب العلمیہ بیروت
موضح اوہام الجمع والتفریق	احمد بن علی الخطیب البغدادی	دارالمعرفۃ بیروت
موطا امام مالک	مالک بن انس	داراحیاء التراث العزی مصر
میزان الاعتدال	حافظ شمس الدین الذہبی	دارالکتب العلمیہ بیروت
نزہۃ المتقین	الدکتور سعید الخن و جماعت	موسسۃ الرسالہ بیروت
نسائی	حافظ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ	ایچ ایم سعید کمپنی
نشر الطیب	مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ	مکتبہ لدھیانوی
نصب الرایہ	عبداللہ بن یوسف الزیلعی	دارالحدیث مصر
نوادر الاصول فی احادیث الرسول	محمد بن علی الترمذی	دارالجبل بیروت
الوقوف علی الموقوف	ابن حجر العسقلانی	مؤسسہ الکتب الثقافیہ بیروت
ہندیہ	مولانا نظام رحمہ اللہ	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

حلیہ مبارکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

روشنی ان کے چہرے کی کیا ہو بیاں — چپ اس کے ہیں آگے یہ شمس و قمر
ان کا چہرۂ طیب جو چمکا ذرا — ہوگیا سارا روشن یہ بر اور بحر
صاف روشن مبارک تھا رنگ آپ کا — گندمی گندمی اور ملاحت لئے
نرم و نازک سے رخسار تھے آپ کے — پھول بھی جس نزاکت پہ شرما گئے
آنکھیں ان کی بڑی تھیں تھی پتلی سیاہ — ان میں ڈورے گلابی گلابی سے تھے
بالوں کی پتلی دھاری تھی ایک پیٹ پر — بالائی سینہ پر بھی تھوڑے بال تھے
نیچی رہتی تھیں نظریں حیا سے بھریں — کوئی دوشیزہ بیٹھی ہو سمٹی ہوئی
ان کی گردن مبارک تھی ایسی حسیں — مرمریں کوئی مورت ہو تراشی ہوئی
جو ہنسی میں نمودار دندان ہوئے — اولوں کی ان سے برسات ہونے لگی
ان کی بینی مبارک پہ تھا نور یوں — جیسے آماجگاہ ہو کوئی نور کی
سر مبارک متناسب سا تھا کچھ کلاں — جو سیادت ذکاوت کا تھا اک نشان
ابروئیں تھیں گھنی پلکیں خمدار تھیں — عزم کا چوڑی پیشانی تھی اک نشاں
کان کی لو کو چھوتے ہوئے سر کے بال — اور کبھی کچھ زیادہ کبھی تھوڑے کم
ریش ان کی تھی گنجان گنجان سی — بال اس میں تھے کالے سفید تھے کم
تھے گداز اور نرم پرلحم ان کے ہاتھ — جیسے گالے ہوں روئی کے نرم و گداز
قد میانہ تھا پر معجزہ یہ بھی تھا — پھر بھی لگتا تھا مجمع میں اونچا دراز
معتدل پرلحم اور قوی تھا بدن — شانوں کے درمیان فاصلہ تھا ذرا
قدم ہموار تھے تلوے گہرے سے تھے — صاف ایسے کہ پانی نہ ٹھہرے ذرا
جوڑوں کے جسم کی ہڈیاں تھیں کلاں — پیٹ سینہ بھی بالکل ہی ہموار تھا
انگلیاں اور کلائیاں لمبی سی تھیں — سارے اعصاب میں اک تناسب سا تھا

(ارشاد احمد فاروقی)